وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ (القرآن)

الأنبياء أحياءٌ في قبورهم يصلّون (الحديث)

مجموعۂ کُتب

حیات الانبیاء علیہم السلام

۱۷

پاسبان حق
pasbanehaq

مکتبہ سراجیہ لنشر الکتب الاسلامیہ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

For more great books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحديث)

مجموعۂ کتب

حیات الانبیاء علیہم السلام

۱۷

۱۱۳ حیات الانبیاء علیہم السلام کے موضوع پر یادگار مناظرہ (مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۱۴ روئیداد مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام (بمقام: ٹھٹھہ جمی تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور)

۱۱۵ مذاکرہ بہوی کا خلاصہ

۱۱۶ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی کے مابین تحریری مناظرہ

۱۱۷ مسئلہ حیات النبی ﷺ پر مولانا محمد امیر بندیالوی کی راہ فرار اور مولانا احمد سعید سرگودھوی کی کامیاب فتح

۱۱۸ مسئلہ حیات النبی ﷺ علماء دیوبند اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری کا ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

۱۱۹ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تقریر دلپذیر

۱۲۰ محبت رسول ﷺ سے لبریز اکابر علماء دیوبند کے عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ کے موضوع پر یادگار خطبات

۱۲۱ عالم برزخ کی مسرت افزا باتیں

۱۲۲ عقیدہ حیات النبی ﷺ اجماعی عقیدہ

مکتبہ رحمنیہ لنشر الکتب الاسلامیہ

حضوری باغ روڈ ملتان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام (جلد دہم)

مصنفین :

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی مدظلہ	حضرت مولانا مفتی عبد القادر (برطانیہ)
حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ	جناب حافظ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ (سرگودھا)
مولانا محمد نواز بلوچ (گوجرانوالہ)	حضرت مولانا منیر احمد مدظلہم/مولانا نور محمد آصف
حضرت مولانا محمد عمر فاروق صدیقی	حضرت مولانا محمد رضوان ادروی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا محمد اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ	

صفحات : ۴۸۰

مطبع : طیب شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور

طبع اوّل : نومبر ۲۰۲۴ء

اسٹاکسٹ : ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

0322-6180738

ناشر : مکتبہ سراجیہ لنشر الکتب الاسلامیہ

حضوری باغ روڈ ملتان

0301-7500173 0303-7396203

0301-7904257 0344-7121967

اجمالی فہرست

نمبر شمار	کتاب	مصنف	صفحہ
۱	حیات الانبیاء علیہم السلام کے موضوع پر یادگار مناظرہ	مولانا جمیل الرحمٰن عباسی مدظلہ	۳
۲	روئیداد مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام (بمقام: ھتھیجی تحصیل احمد پور شرقیہ)	// // //	۶۵
۳	مذاکرہ بہودی کا خلاصہ	حضرت مولانا مفتی عبد القادر	۱۳۳
۴	مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مولوی عنایت اللہ شاہ کے مابین تحریری مناظرہ	حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۵
۵	مسئلہ حیات النبی ﷺ پر امیر بندیالوی کی راہ فرار اور مولانا احمد سعید کی کامیاب فتح	جناب حافظ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۱
۶	مسئلہ حیات النبی ﷺ (علماء دیوبند اور مولانا عنایت اللہ ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ)	مولانا محمد نواز بلوچ	۱۵۷
۷	عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تقریر دلپذیر	مولانا منیر احمد مدظلہم/مولانا نور محمد آصف	۱۶۷
۸	عقیدہ حیاۃ النبی ﷺ کے موضوع پر (مجموعہ) یادگار خطبات	حضرت مولانا محمد عمر فاروق صدیقی	۲۰۹
۹	عالم برزخ کی مسرت افزاء باتیں	امام جلال الدین سیوطیؒ/مولانا محمد رضوان ادرویؒ	۴۲۷
۱۰	عقیدہ حیات النبی ﷺ اجماعی عقیدہ	حضرت مولانا محمد اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۳

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

الانبياء احياء في قبورهم يصلون (الحديث)

علامہ احمد سعید ملتانی (چتروڑگڑھی) کی عبرتناک شکست کا دلکش نظارہ

حیات الانبیاء علیہم السلام کے موضوع پر

یادگار مناظرہ

مناظر اہل سنت وکیل احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

مرتب:

مولانا جمیل الرحمن عباسی مدظلہ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ صفدر گجرات

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

علامہ احمد سعید ملتانی (چتروڑ گڑھی) کی

عبرتناک شکست کا دل کش نظارہ

مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام

مناظرِ اہل سنت، وکیل احناف

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

کتب خانہ مملوکہ

مرتب

مولانا جمیل الرحمن عباسی

مدیر: دوماہی "تسکین الصدور" بہاولپور

مدیرِ اعلیٰ: ماہنامہ "صفدر" گجرات

ناشر

مکتبہ صفدریہ نزد مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

0301-7790908--0332-7045126

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

(حرفے چند) ...... مولانا جمیل الرحمن عباسی	٦		
انتساب	۷		
عرض مرتب	۷		
تمہارے بعد	۸		
مقدمہ (از قلم: حضرت مولانا ابو احمد نور محمد قادری تونسوی مدظلہ)	۸		
چند حسین یادیں	۱۳		
مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا تقابلی مطالعہ	۱۴		
اوکاڑوی دلائل کے امتیازات	۱۵	اوکاڑوی گرفت اور چتروڑی بے بسیاں	۱٦
اوکاڑوی دلائل اور چتروڑی دفاع	۱۷	علامہ احمد سعید خان صاحب کا دوہرا معیار	۱۸
نرالی تحقیق یا چتروڑی تحقیق؟	۱۹		
مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا پس منظر	۲۰		
اور احمد سعید کی ناک کٹ گئی	٦۲		
تبصرہ	٦۴		
حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	٦۴		

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا جمیل الرحمن عباسی

ہمارے مخدوم گرامی، مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ کوٹلہ شیر محمد نزد فاضل پور ضلع راجن پور میں ہوا۔ مولانا جمیل الرحمن عباسی نے کیسٹوں سے اس کو کاغذ پر منتقل کیا اور یوں کتاب ''مشہور مماتی علامہ احمد سعید ملتانی چتروڑگڑھی کی عبرتناک شکست کا دلکش نظارہ، حیات الانبیاء علیہم السلام کے موضوع پر یادگار مناظرہ'' تیار ہوگئی۔ اگست ۲۰۱۳ء میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ افسوس کہ پوری کتاب میں کہیں درج نہیں کہ کون سے سن کے کون سے مہینہ کی کون سی تاریخ کو مناظرہ ہوا۔ اسی مناظرہ کی رپورٹ مولانا عبدالجبار سلفی صاحب نے بھی مرتب فرمائی۔

حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم راوی ہیں کہ انہوں نے اپنی مرتب کردہ رپورٹ مناظرہ میں اس کے انعقاد کی تاریخ ۳ر جنوری ۱۹۸۳ء لکھی ہے۔ الحمدللہ! اس مجموعہ میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

۱...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۲...... شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی مدظلہ
۳...... مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ
۴...... ترجمان اہل سنت حضرت مولانا نور محمد تونسوی مدظلہ
۵...... محقق اہل سنت حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

کے نام

جنہوں نے مسلک حق کی ترجمانی میں مسلک پر ہونے والے حملوں کے دفاع میں اور مسلکی خدمات سرانجام دینے والے نوجوانوں کی سرپرستی وحوصلہ افزائی میں تابناک اور مثالی کردار ادا کیا۔ جزاھم اللہ خیراً!

جمیل الرحمن عباسی

عرض مرتب

مناظر اہل سنت، وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی سے کون واقف نہیں؟ ملک بھر میں اہل سنت کا جو فرد کسی بھی فتنہ سے نبرد آزما ہے، وہ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے احسانات کے زیر بار ہے۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ دور حاضر کی ان عبقری شخصیات میں سے تھے، جنہوں نے ہر باطل اور گمراہ فرقے کے تعاقب میں مایۂ ناز سپوت کا کردار ادا کیا۔ نصرانیت، مرزائیت، رافضیت، رضاخانیت، مماتیت، غیر مقلدیت اور دیگر فتنہ پرداز فرقوں پر جس انداز میں حملے کئے وہ ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے میدان مناظرہ میں فرق باطلہ وضالہ کے جن جغادریوں کو چاروں شانے چت کیا، ان کی فہرست طویل ہے۔ انہی مناظروں میں سے جو مناظرہ مماتیت کی شاخت علامہ احمد سعید ملتانی (چتروڑگڑھی) کے ساتھ "حیات الانبیاء علیہم السلام" کے عنوان پر ہوا۔ اس کو خاصی شہرت حاصل ہوئی اور اس مناظرہ نے واقعۃً مماتیوں کے شور وغوغا اور طوفان بدتمیزی کے آگے ایک عرصہ تک کے لئے بند باندھ دیئے۔ ان کی زبانوں پر صبح محشر تک کے لئے مہر خاموشی ثبت کردی اور مماتیت کے علمی پندار اور بلند بانگ دعوؤں کی حقیقت طشت از بام کردی۔

مناظرہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر ضرورت محسوس ہوئی کہ اسے الگ کتابی صورت میں طباعت کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ توقع ہے کہ اس سے اہل سنت کو ایمان کی تازگی فراہم ہوگی اور اگر اہل بدعت واعتزال بھی بنظر انصاف مطلعہ فرمائیں گے تو ان کے لئے بھی ہدایت کا سامان بہم دستیاب ہوگا۔ اس مناظرہ میں ترجمان اہل سنت حضرت مولانا نور محمد تونسوی مدظلہ کا وقیع مقدمہ اور حضرت مولانا محمد نواز سیال مدظلہ کا مضمون بعنوان "مناظرہ حیات الانبیاء کا پس منظر" شامل ہے، جس سے کتاب کی قیمت میں دو چند اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ دونوں بزرگوں کو جزائے خیر عطاء فرمائیں۔ آمین!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آخر میں تعاون کرنے والے تمام احباب کا میں شکرگزار ہوں۔ بالخصوص! حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہ کا جنہوں نے اس کام کی تکمیل میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مناظرہ کے کیسٹیں سنیں اور تصحیح کا کام کیا۔ برادر مکرم حضرت مولانا مفتی عبدالرشید صاحب (ادارہ اشاعۃ الخیر ملتان) کے بھی ہم بے حد ممنون ہیں، جنہوں نے طباعت کے سلسلہ میں بھرپور معاونت فرمائی۔ اسی طرح مولانا احمد طاہر اختر، مولانا محمد نوید اشرف اور قاری محمد یعقوب کے بھی شکرگزار ہیں۔

والسلام!

جمیل الرحمن عباسی غفرلہ

مؤرخہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

تمہارے بعد

(نتیجہ فکر: حضرت مولانا فضل الرحمن افضل دھرم کوٹی مدظلہ)

پھرے ہیں سارے زمانہ میں ہم تمہارے بعد — ہیں اہل علم بہت پر تم سے کم، تمہارے بعد
ہم اپنے درد کو لے کر کہاں کہاں نہ گئے — نہ مٹ سکا کہیں رنج و الم تمہارے بعد
تمہارے در پہ ہمیشہ جو سرنگوں ہی رہا — نہ ہو سکا وہ کسی در پہ خم تمہارے بعد
گئے ہو جب سے خوشیاں بھی ہم سے روٹھ گئیں — رہا ہی کیا ہے یہاں؟ غم ہی غم تمہارے بعد
کبھی تو آ کے بھی دیکھو ہماری کلفت کو — فگار سینہ ہے، آنکھیں ہیں نم تمہارے بعد
ہماری بزم میں ہوئی تھیں رونقیں تم سے — کوئی نہ ڈالے گا اس جا قدم تمہارے بعد
نہ جاؤ چھوڑ کر افضل کو اس جگہ تنہاء — نکل ہی جائے نہ اس کا بھی دم تمہارے بعد

مقدمہ

(از قلم: حضرت مولانا ابواحمد نور محمد قادری تونسوی مدظلہ)

محقق اعظم، مناظر اسلام، پاسبان ملت حنفیہ، وکیل احناف، عاشق حدیث رسول ﷺ اور ترجمان اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب نوراللہ مرقدہ نابغہ روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمی، عملی اور تحقیقی صفات سے مالا مال فرمایا تھا۔ آپ بیک وقت ایک مستند عالم دین، بہترین خطیب اسلام اور ایک کامیاب مناظر تھے۔ فن مناظرہ میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عصر حاضر میں جتنے باطل مذاہب اور گمراہ فرقے ہیں۔ تقریباً ان سب سے آپ نے مناظرے کئے اور ہر میدان میں فتح اور کامرانی نے آپ کے قدم چومے۔ آپ نے پوری زندگی مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی آبیاری کی اور اہل السنۃ کے عقائد اور اعمال کو کتاب وسنت اور عقلی ونقلی دلائل سے مبرہن فرمایا اور اہل السنۃ کی راہ سے ہٹنے والے تمام فرق باطلہ کو راہ راست پر لانے کے لئے سرتوڑ محنت فرمائی۔ نامعلوم کتنے لوگ ہیں جو آپ کی پرخلوص محنت سے باطل فرقوں کو چھوڑ کر اہل السنۃ کے زمرہ میں داخل ہوئے اور بے شمار علماء دین نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کر کے فن مناظرہ میں مہارت حاصل کی۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک منٹ دین اسلام کی خدمت میں صرف ہوا۔ آپ نے علماء کی ایک کھیپ تیار کی جنہوں نے ان کے مشن کو جاری وساری رکھا ہوا ہے۔ بلکہ دن رات ترقی کے منازل طے کرتا جا رہا ہے اور یہ ان کے مشن کی حقانیت کی زبردست

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دلیل ہے۔ باطل پرستوں کے بڑے بڑے مناظر آپ کے سامنے ثابت قدم نہ رہ سکے، بلکہ حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کے وزنی اور جاندار دلائل کے سامنے انہیں منہ کی کھانی پڑی۔

مولانا کے مجملہ مناظروں میں سے ایک مناظرہ وہ ہے جو انہوں نے مماتیوں کے بہت بڑے وکیل، احمد سعید چتروڑی سے کوٹلہ شیر محمد (نزد فاضل پور ضلع ڈیرہ غازیخان) میں کیا۔ اس مناظرہ کا پورا حال آپ مناظرہ پڑھ کر معلوم کرلیں گے۔ البتہ چند چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں۔

پہلی چیز تو یہ ہے کہ جتنے باطل پرست ہیں، ان کے عوام وخواص کی یہ عادت ہے کہ جب کبھی ان کا اہل حق سے مناظرہ ہوتا ہے تو وہ اپنے مناظرہ کے بیان میں جزاک اللہ، ماشاء اللہ اور شاباش وغیرہ کہہ کر اپنے مناظر کی خوب حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور جب اہل حق کا مناظر بولتا ہے تو بے جا شور مچا کر اہل حق کے مناظر کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ جب کہ اہل حق کے عوام وخواص خاموشی سے دونوں کی باتیں سنتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی حرکات شکست خوردہ لوگوں کی پہچان ہے اور یہی کچھ چتروڑی کے حواریوں نے اس مناظر میں بھی کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ چتروڑی نے پورے مناظرے میں اپنا عقیدہ نہ تو لکھ کر دیا اور نہ ہی کھل کر بیان کیا بلکہ سارا زور اہل حق کے عقیدہ کو رد کرنے میں صرف کیا۔ باقی رہا یہ سوال کہ ان لوگوں کا عقیدہ کیا ہے؟ درحقیقت وہ اتنا گندا ہے کہ اس کو ظاہر کرنے سے یہ شرماتے ہیں۔ اسی لئے کسی مناظر میں بھی یہ اپنا عقیدہ صاف صاف لکھ کر دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ بندہ عاجز نے ان کا جو عقیدہ ان کی کتابوں میں پڑھا ہے وہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی جب وفات ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح اقدس کو جسد اطہر سے نکال کر جنت میں اس دنیاوی جسد کے متشابہ اور متشاکل ایک اور جسم تیار کیا جو مشک، عنبر، کافور اور نور سے تیار کیا گیا اور آپ کی روح کو اس نئے جسم میں داخل کیا گیا اور آپ اس دوسرے جسم کے ساتھ جنت میں زندہ ہیں۔ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔ باقی رہا آپ ﷺ کا دنیا والا اصلی جسد تو وہ ہر قسم کی حیات سے محروم ہے۔ روح کا آپ کے جسد اطہر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا جسد اطہر قبر شریف میں پتھر اور کھجور کے خشک تنا کی طرح بے حس وبے جان پڑا ہوا ہے۔ جیسا کہ چتروڑی کے بیان سے بھی اس مناظرہ میں ظاہر ہے۔ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے جسد اطہر کو حیات اور جنت کی ہر نعمت سے محروم سمجھتے ہیں اور ان حضرات کا یہ عقیدہ ان کے شیخ محمد حسین نیلوی کی کتاب ندائے حق جدید وغیرہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ ان حضرات کا یہ عقیدہ قرآن تو کجا دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔ جب یہ عقیدہ دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ہے تو کیسے بیان کریں اور کیسے لکھ کر دیں تو یہ اپنی خیر اسی میں سمجھتے ہیں کہ اپنے عقیدہ کو چھپائے رکھیں، گول مول اور مجمل باتیں کہہ کر گزارا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ...م ﷺ کی روح اقدس بعداز وفات اپنے مقام پر ہے جسے آپ جنت بھی کہہ سکتے ہیں اور اعلیٰ علیین بھی کہہ سکتے ہیں اور رفیق اعلیٰ بھی کہہ سکتے ہیں اور آپ ﷺ کی روح اقدس کا قبر میں موجود جسد اطہر سے ایک ایسا تعلق ہے جس کی کنہ اور کیفیت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور نہ ہی ہم اس کے جاننے کے مکلف ہیں اور اس تعلق کی وجہ سے ﷺ کو قبر شریف میں ایک خاص قسم کی امتیازی حیات حاصل ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے آپ ﷺ جنت کی ہر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نعمت سے فائز المرام ہیں۔ ہمارے اکابر جو یہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حیات قبر حیات دنیوی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حیات آپ ﷺ کو دنیا والے جسد کے ساتھ حاصل ہے۔ باقی علامہ چتروڑی نے آپ ﷺ کی حیات دنیوی کو تریسٹھ سال کہہ کر حیات قبر کے انکار پر استدلال کیا ہے تو اس کو مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ نے یوں باطل کیا ہے کہ چتروڑی بتائے کہ کس عالم دین نے، کس مفسر ومحدث نے، کس فقیہ ومتکلم نے اس عدم حیات قبر پر استدلال کیا ہے؟ علامہ چتروڑی جواب دینے سے عاجز رہا اور کسی ایک کا نام پیش نہ کر سکا اور علامہ چتروڑی کا یہ استدلال بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ یہ تریسٹھ سال تو آپ کی حیات دنیوی ہے اور وفات کے بعد آپ ﷺ کی حیات برزخی کا دور شروع ہو گیا ہے۔ کیونکہ موت سے لے کر قیامت تک کے زمانہ کو برزخ کہتے ہیں تو حیات دنیوی اور چیز ہے، حیات برزخی اور چیز ہے، حیات آخرت اور چیز ہوگی۔ لہٰذا مختلف ادوار کی حیات کو ملا کر ایک کہنا چتروڑیوں کا علامہ تو کر سکتا ہے لیکن کوئی اور اہل علم ایسا نہیں کر سکتا۔ باقی مماتی مناظر کا یہ کہنا کہ قبر عالم دنیا کی چیز ہے۔ لیکن مماتیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ بے شک قبر تو عالم دنیا میں ہے، لیکن قبر میں جو شخص مدفون ہے وہ تو عالم برزخ میں ہے۔ اگرچہ ہمیں نظر بھی آ رہا ہے جیسے اپنی چارپائی پر سوتا ہوا شخص جب عالم خواب میں چلا جاتا ہے تو بے شک اس کی چارپائی اور اس کا بستر عالم دنیا کی چیزیں ہیں۔ لیکن بستر پر سونے والا عالم خواب میں ہے۔ اگرچہ ہمیں نظر بھی آ رہا ہے۔ اسی طرح قبر میں موجود ہونے والا شخص عالم برزخ کی چیز ہے۔ چونکہ وہ ہمیں نظر آ رہا ہے۔ لہٰذا ہم اسے عالم دنیا کی چیز سمجھنے لگیں تو یہ بہت بڑی حماقت اور نادانی ہوگی۔ اس حقیقت کو خوب ذہن نشین فرمالیں کہ وفات پانے والا ہر شخص عالم برزخ میں چلا جاتا ہے۔ خواہ وہ چارپائی پر پڑا ہو یا لوگوں کے کندھوں پر ہو یا قبر میں ہو یا جہاں بھی ہو وہ برزخ میں ہے۔ چنانچہ ''المہند علی المفند'' یعنی عقائد علماء دیوبند میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر دنیا کی سی ہے اور بایں معنی برزخی بھی ہے کہ آپ ﷺ برزخ میں ہیں۔

خیر اہل علم اس مناظرہ کو پڑھ کر خود ہی فیصلہ فرمائیں گے کہ اس مناظرہ میں حضرت اوکاڑوی کا پلہ بھاری رہا اور بہت سی باتوں میں علامہ چتروڑی لاجواب ہو گئے۔ لیکن مناظرہ کے اختتام پر علامہ چتروڑی نے تین آیتیں پڑھیں جن کا جواب حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے دینا تھا، لیکن زبردستی مناظرہ ختم کرا دیا گیا۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کو جواب دینے کا موقع نہ دیا گیا۔ یہ سب کچھ سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا گیا۔ لہٰذا بندہ عاجز ان ہرسہ آیات کا مطلب عرض کر دیتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان آیات کا عقیدہ حیات قبر سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

ا...... ''اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون''

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو یعنی روح اور جسد کے مجموعہ کو بوقت موت اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے اور بوقت نوم بھی اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے اور جسم روح سے جدا ہو جاتا ہے تو دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں آ جاتے ہیں اور جو شخص بوقت نوم (نیند) اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں آیا تھا اس کو اللہ تعالیٰ اپنے قبضہ سے رہا کر کے دوبارہ عالم دنیا میں بھیج دیتے ہیں اور جو شخص موت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں لیا تھا اس کو اسی عالم قبر وبرزخ میں روک کے رکھتے ہیں۔ دوبارہ عالم دنیا میں واپس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں آنے دیتے۔ ''الا بخرق العادۃ'' اب دیکھئے آیت یہ بتلاتی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ مرجائے وہ دوبارہ دنیا میں واپس نہیں آتا اور اس مطلب کی تائید دوسری آیات سے بھی ہوتی ہے۔ لیکن علامہ چتروڑی نے قرآن کی آیت کی تحریف کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ روح ایک دفعہ جب جسم سے نکل جاتی ہے تو وہ جسم کی طرف واپس نہیں آتی اور چتروڑی کے بیان کردہ مطلب کی یوں بھی تغلیط ہوتی ہے کہ آج تک اس آیت سے کسی مفسر قرآن نے عدم حیات قبر پر استدلال نہیں کیا بلکہ یہ استدلال چودھویں صدی کے اواخر کی پیداوار ہے اور ظاہر ہے کہ یقیناً یہ استدلال باطل ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ آیت تو صرف اتنا بتاتی ہے کہ آدمی مرجانے کے بعد دوبارہ عالم دنیا میں واپس نہیں آتا اور اس آیت کو حیات قبر اور عدم حیات قبر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لیکن اگر چتروڑی برادری بضد ہے کہ نہیں اس آیت سے تو ثابت ہوتا ہے کہ روح مرنے کے بعد جسم میں واپس نہیں آتی تو برسبیل تنزل اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ روح پر موت کا فیصلہ ہوتا ہے اور روح مر جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں: ''فیمسک التی قضی علیھا الموت'' جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بند کر لیتا ہے اس کو جس پر موت کا فیصلہ کیا۔ پس اگر روح بند ہوگئی اور جسم کی طرف واپس نہیں آئی تو موت کا فیصلہ بھی اس پر ہوا۔ پس جب روح مرجائے گی تو ان کے مذہب کی پوری عمارت گر کر دھڑام ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ روح زندہ ہے۔ جنت میں ہے۔ علیین میں ہے۔ اعلیٰ علیین میں ہے۔ آسمانوں میں ہے۔ رفیق اعلیٰ میں ہے۔ وغیرہ وغیرہ! اور اس کو اور جسم مل گیا ہے اور اس دوسرے جسم کے ساتھ کھاتی ہے پیتی ہے جنت کی سیر وسیاحت کرتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ! پس جب ان کے تشریح کردہ مطلب کے مطابق روح مرگئی تو وہ کیسے زندہ ہے؟ کیسے کھاتی پیتی ہے، کیسے سیر وسیاحت کرتی ہے؟ اور اگر مماتی لوگ کہیں کہ بے شک روح پر موت کا فیصلہ تو ہو گیا لیکن موت کے بعد اسے دوبارہ زندہ کیا گیا تو میں عرض کروں گا کہ اگر جسد بھی موت پا جانے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا جائے تو کون سا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا اور قرآن پاک کی وہ کون سی آیت ہے جو یہ بتاتی ہے کہ جسد دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتا اور اگر روح دوبارہ زندہ کر دی جائے تو وہ آیت خاموش ہو جاتی ہے۔ لہٰذا سوچ سمجھ کر ہمارے سوال کا جواب دیا جائے۔

۲...... ''ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون''

یہ آیت بھی علامہ چتروڑی نے پڑھی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی اس آیت کو عدم حیات قبر سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ سب سے بڑا گمراہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو پکارتا ہے اور جس کو پکارتا ہے وہ اس کی مرادوں کو پورا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ قریب ہونے کی وجہ سے اس کی بات کو سن بھی لیں لیکن مرادیں پوری نہیں کر سکتے تو اس آیت میں منع کیا گیا ہے کہ غیر اللہ کو مت پکارو۔ کیونکہ ان کے پکارنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہماری فریادرسی نہیں کر سکتے۔ پس اس آیت پر ہمارا ایمان ہے اور ہم غیر اللہ کی پکار کو حرام سمجھتے ہیں اور اگر کوئی غیر اللہ کو مختار کل سمجھ کر پکارے تو یہ شرک ہے۔ واضح رہے کہ غیر اللہ کی پکار اور چیز ہے اور غیر اللہ کو خطاب کرنا اور بات ہے۔ غیر اللہ کی پکار شرک ہے اور مسلمان کو خطاب کر کے السلام علیکم کہنا خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ یہ اس کا حق ہے اور ہمارے اکابر زندہ اور مردہ مسلمان کو السلام علیکم کہہ کر خطاب کرتے ہیں نہ کہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ پس اگر شیخ القرآن کہلوانے والا غیر اللہ کی پکار اور خطاب میں فرق نہ جانے اس میں ہمارا کیا قصور

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ نیز اس آیت کے ساتھ علامہ چتروڑی نے "اموات غیر احیاء" کا حصہ بھی پڑھا ہے۔ حالانکہ یہ اس آیت کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ دوسری آیت کا ٹکڑا ہے اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اور اللہ تعالیٰ کے سواء جن کو پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا ہوئے ہیں۔ مردے ہیں، زندہ نہیں ہیں اور انہیں کوئی شعور نہیں ہے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ (النحل:۲۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ غیر اللہ کی پکار کی نفی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سواء تم جن کو پکارتے ہو وہ خود کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز ہیں۔ "اموات غیر احیاء" اس کا مطلب یہ ہے کہ معبودان باطلہ موت کا محل وقوع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرح ہمیشہ زندہ رہنے والے نہیں ہے۔ خواہ وہ موت پا چکے ہوں یا آئندہ موت پانے والے ہوں، سب کے سب "اموات غیر احیاء" میں داخل ہیں۔ مثلاً فرشتے زندہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ شیاطین زندہ ہیں۔ بعض جہلاء زندہ پیروں فقیروں کو پکارتے ہیں اور ارواح تو سب کی زندہ ہیں۔ لیکن یہ سب "اموات غیر احیاء" میں داخل ہیں۔ کیونکہ وہ سب موت کے لئے محل وقوع ہیں۔ لہٰذا "اموات غیر احیاء" سے سب کو مردہ کہہ کر ان کی ہر قسم کی حیات کی نفی کر دینا قرآن کے بھی خلاف ہے۔ بداہت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اتنا بتانا چاہتے ہیں کہ غیر اللہ، موت کے لئے محل وقوع ہیں اور ہمیشہ کے لئے زندہ رہنے والے نہیں ہیں۔ لہٰذا نہ تو وہ معبود بن سکتے ہیں نہ ہی پکار کے لائق ہیں۔ اگر مماتی برادری پھر بھی بضد ہے تو میں کہوں گا کہ ارواح بھی اس آیت میں داخل ہیں یا نہ۔ اگر داخل نہیں تو کیسے اور اگر داخل ہیں اور یقیناً داخل ہیں تو روحیں بھی "اموات غیر احیاء" ٹھہریں گی۔ جس سے آپ کے عقیدے کا ستیاناس ہو جائے گا اور یہ بھی واضح رہے کہ اس آیت میں بھی غیر اللہ کی پکار کی نفی ہے نہ کہ خطاب میت کی۔ خطاب میت کی تعلیم تو اللہ کے پیغمبر نے دی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: "كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر السلام عليكم اهل الديار من المومنين و المسلمين و انا ان شاء الله بكم للاحقون نسال الله لنا و لكم العافية" (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴)

"لا يستجيبون لهم بشئ الا كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه و ماهو ببالغه و ما دعاء الكفرين الا فى ضلل" ......۔

علامہ چتروڑی نے مناظرہ میں یہ آیت بھی پڑھی تھی۔ حالانکہ اس آیت سے مماتیوں کے عقیدے کی کوئی جز بھی ثابت نہیں ہوتی۔ اس آیت میں تو یہ بتایا گیا ہے جو لوگ غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پانی کے کنویں پر جا کر کہے: آ پانی میرے منہ میں آ جا۔ اگر قیامت تک بھی رٹ لگائے جائے تو پانی اس کے منہ میں نہیں آئے گا۔ اسی طرح جو لوگ غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں ان کی بھی کوئی مراد غیر اللہ سے پوری نہ ہوگی۔ اس آیت میں بھی غیر اللہ کے پکار کی نفی کی گئی ہے اور اس کا غیر مفید ہونا ثابت کیا گیا۔ اس پر ہمارا اور ہمارے اکابر کا ایمان ہے۔ ہمارے اکابر تو خطاب کے قائل ہیں، جس کی تعلیم خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

بندہ عاجز آخر میں اہل علم کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ مماتی حضرات عذاب قبر و برزخ کے بارے میں جو نظریہ رکھتے ہیں نہ تو وہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ ہی حدیث سے۔ نہ متکلمین اسلام سے نہ ہی دنیا کی کسی کتاب سے۔ صرف اور صرف ان لوگوں کا خانہ زاد ہے۔ بشرطیکہ پہلے صاف صاف لفظوں میں اپنا عقیدہ لکھیں۔ پھر اس کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔ "لا يمكنهم الى يوم القيامة"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چند حسین یادیں

(حضرت مولانا محمد مسعود ازہر صاحب مدظلہ)

یادوں کا ہجوم میری راہ انتخاب میں سینہ تانے کھڑا ہے۔ کیو لکھوں اور کیا نہ لکھوں؟ کوئی واقعہ بھی پردہ نشینی کے قابل نہیں ہے۔ ان کے ساتھ بیتا ہوا ہر لمحہ اس قابل ہے کہ اسے لکھا جائے، سنایا جائے اور علمی توشے کے طور پر یاد رکھا جائے، وہ پڑھاتے تھے، میں سنتا تھا۔ یہ منظر کبھی نہیں بھلایا جا سکے گا۔ گھنٹوں کا طویل سبق، مگر اکتاہٹ نام کی کوئی چیز قریب نہیں پھٹک سکتی تھی۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا پاکیزہ علمی ماحول، دارالحدیث کی پرشکوہ مسند اور بابرکت فضاء یہ منظر بار بار نصیب ہوا اور ہر بار سبق کے ساتھ استاد بھی دل میں اترتا گیا۔ قرب اور تعلق بڑھا۔ فاصلے کم ہوئے تو نجی مجالس نصیب ہوگئیں۔ یہ مجالس بھی ذاتیات سے پاک خالص علمی ہوتی تھیں۔ استاذ کی بے نفسی، تعلق مع اللہ، علمی شغف، عبقری ذہانت، بلا کا حافظہ، شاہین جیسی پکڑ، زمین جیسی تواضع، پہاڑوں جیسی مضبوطی، آسمانوں جیسی بلند ہمتی اور اسلاف کے ساتھ مجنون، جیسی محبت دیکھی تو دل خدمت کے لئے ترسنے لگا۔ مگر یہاں ذاتی مسائل تھے ہی نہیں، خود اٹھ کر پانی پینے اور ایک ایک کا اکرام کرنے والے کو بس دینی خدمات کی حرص تھی۔ جب بھی خدمت کے لئے درخواست کی، کوئی رسالہ یا کتاب چھپوانے کے لئے مل گئی۔ اس شان استغناء کو دیکھ کر محبت میں ترقی ہوئی اور طویل مجالس کا شرف ملنے لگا۔ ان کی مجلس سدا بہار تھی۔ ہر مجلس میں نیا جوہر کھلا۔ پہلے انہیں صرف غیر مقلدیت کا معالج سمجھا تھا، چند مجالس کے بعد انجیل برنباس کا مقدمہ مل گیا۔ تب معلوم ہوا کہ تثلیث کے پجاری اور صلیب کے مجاور بھی اس شاہین کی زد میں ہیں۔ تعلق بڑھا تو ذاتی کاپیوں، مسودوں اور تحریروں تک رسائی ہوئی۔ معلوم ہوا کہ شرک و بدعت کے خلاف بے بہا ذخائر جمع ہیں۔ پرویزیت کی کاٹ کے لئے اسلحہ کا انبار موجود ہے۔ قادیانیت کے ناسور کے لئے تیز دھار نشر انبار کی صورت موجود ہیں۔ لیکن یہ سارا قیمتی اثاثہ بوسیدہ کاپیوں میں چمک رہا ہے یا لکھنے والے کے دل میں مہک رہا ہے۔ یہ سب کچھ کون چھپواتا؟ پشت پر کوئی تنظیم نہیں تھی۔ مریدوں کی فوج ظفر موج ناپید تھی۔ قدردان بے حس تھے اور بے قدروں کی کمی نہیں تھی۔ ادھر استاذ محترم ہیں۔ تواضع اور خاکنشینی، خود کو نمایاں نہ کرنے کا شوق بلکہ ولولہ اور تصنع سے پاکی حد درجہ تھی۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک باعمل خلیفہ نے انہیں اجازت بیعت دی۔ مگر وہ چھپا گئے، حالانکہ زمانہ ترقی کر گیا۔ اب تو زبردستی خلافتیں لی جاتی ہیں۔ ملنے سے پہلے ان کی تشہیر ہوتی ہے اور پھر اپنے فضائل سنا کر مریدوں کی تعداد بتائی جاتی ہے، بڑھائی جاتی ہے۔ لیکن یہ ولی کامل بے نفس رہا۔ اصلاح نفس کے عمل کو اس نے نفس پروری کا ذریعہ اور آئندہ سات نسلوں کے شکم پروری کا راستہ نہیں بنایا۔ دنیا سے بے رغبتی کا سبق سیکھا بھی اور اس پر عمل بھی کر کے دکھایا۔ ان کی یہ ادائیں عجیب تر تھیں۔ وہ میدان علم کے شہسوار تھے، مگر ان کا گھوڑا دنیا کی طرف نہیں بلکہ آخرت کی سمت دوڑتا رہا۔ وہ بے مثال مناظر تھے۔ مگر اس آن بان اور شان والے منصب نے ان کے لباس تک میں کوئی تبدیلی نہیں لائی۔ یعنی لوگوں کی داد اور واہ واہ ان پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتی تھی۔ میں نے انہیں کئی بار اہل علم کی مجلس میں دیکھا مگر وہ اپنے حال میں مست رہے۔ کراچی کا پرتعیش ماحول، جنوبی افریقہ کے ٹھاٹھ باٹھ، سعودی عرب کی پرتنعم سرزمین، ان کی سادگی کو قتل نہ کر سکی۔ علم ان کی شان تھا اور وہ خود علم کی شان بنے رہے۔ کراچی کے اکابر علماء کی مجالس میں وہ دلہا ہوا کرتے تھے۔ وہ مسائل جن پر لوہے کے سوالیہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نشان لنگر انداز ہو جاتے تھے، ان کے بارے میں جب وہ حوالہ پیش کرتے تو حضرت مفتی احمد الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ جیسے امام اہل السنۃ جھوم اٹھتے اور عش عش کرتے نہ تھکتے۔ تدریس کے سمندر میں عمر بھر غواصی کرنے والے کئی حضرات کو بے ساختہ یہ کہتے سنا: ''جہاں تک ان کی نگاہ پہنچتی ہے وہاں تک ہم پوری زندگی نہیں پہنچ سکتے۔'' مجھے وہ رات اچھی طرح یاد ہے۔ مدینہ منورہ کی بابرکت فضائیں، ٹھنڈا موسم اور حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ کا گھر، تراویح کے بعد سے لے کر سحری تک مجلس جمی رہی۔ بیسیوں کتابوں کے مصنف مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ سراپا گوش بنے۔ توجہ، محبت، شوق اور انہماک سے سنتے رہے۔ آپ ساری رات اپنے اہم مناظروں کے واقعات سناتے رہے۔ سحری کا وقت ہو گیا۔ مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ نے تاسف سے فرمایا: ''اللہ کرے پھر ایسی ملاقات نصیب ہو تا کہ ہم مزید استفادہ کر سکیں۔'' اتنے بڑے شخص کی شہادت کسی اور کو ملتی تو ہر مجلس میں اس کا فخر یہ تذکرہ ہوتا۔ لیکن آپ ان باتوں سے بلند تھے۔ آپ پر ایک دھن سوار تھی اور آپ نے خود کو اس کی خاطر مٹا دیا تھا۔ آپ گھنٹوں مطالعہ کرتے تھے اور ایک ایک شخص کو سمجھانے کے لئے گھنٹوں پر مغز بیان کرتے تھے۔ لیکن کبھی آپ کی زبان سے تھکاوٹ کا شکوہ میں نے نہیں سنا۔ آپ کئی کئی دن کی محنت سے کتابوں پر علمی اور تنقیدی نشانات لگاتے تھے اور پھر کسی کے مانگنے پر فوراً وہ کتاب اس کے حوالے کر دیتے تھے۔ میری آنکھوں کے سامنے آپ نے اس وقت کے کئی مشاہیر کو انجیل اور دوسری کتابوں پر نشانات لگا کر دیئے۔ یہ نشانات کسی بڑی تصنیف سے کم نہیں ہوتے۔ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود آپ کی زبان سے ''میں'' نہیں سنا گیا۔ علم کی بلندیوں پر محو پرواز، اتنا مٹا ہوا شخص خال خال ہی نظر آتا ہے۔ آخری زمانے میں اپنے تمام تر بخل کے باوجود لوگوں نے یہ بات تسلیم کر لی تھی کہ ان جیسا مضبوط مناظر شاید کوئی اور ہو اور ہر جگہ آپ ہی کو آخری دوائی کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ مگر آپ اپنی سادگی، فقر اور استغناء سے کبھی بھی دستبردار نہیں ہوئے۔ آپ کو اپنے مشن سے عشق تھا اور آپ کبھی اس کی ترویج اور استحکام سے غافل نہیں ہوئے۔ میں نے جموں کی ایک جیل سے کسی طرح انہیں خط لکھا اور جیلوں میں غیر مقلد حضرات کی بڑھتی ہوئی شورش سے آگاہ کیا۔ انہوں نے فوراً کچھ کتابیں بھجوائیں۔ جیل میں کتابیں پہنچتے ہی حالات بدلنے لگے اور شورش امن میں تبدیل ہو گئی۔ لوگ مولانا کو فرقہ پرست سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ فرقہ پرستی کا توڑ تھے اور ان کا حملہ اس قدر سخت ہوتا تھا کہ فرقہ وارانہ شورش برپا کرنے والے فوراً ہتھیار ڈال کر الامان الامان کی صدائیں لگاتے تھے۔ آپ کی زبان اور قلم میں جو تختی یا ترشی آتی تھی وہ ردعمل ہوتا تھا۔ جی ہاں! اس طوفان بدتمیزی کا ردعمل، جس نے برصغیر کے پرسکون ماحول کو نفرت کی آگ میں جھلسا دیا ہے۔

مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا تقابلی مطالعہ

(مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہ)

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کے یادگار مناظروں میں ایک مناظرہ وہ ہے جو انہوں نے مماتیوں کے قائد علامہ احمد سعید خان چتروڑ گڑھی سے کیا۔ اوکاڑوی صاحب کا دعویٰ تھا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ قبر میں روح کا تعلق جسم کے ساتھ قائم ہے۔ اس کے بالمقابل خان صاحب اوّلاً اپنا دعویٰ پیش کرنے سے انکاری رہے۔ لیکن دوران مناظرہ انہوں نے کہا: کوئی نبی موت کے بعد اس دنیا والی قبر کے اندر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ نہیں۔ یہ مناظرہ ملک کے طول وعرض میں بہت مقبول ہوا، بلکہ اس کی کیسٹیں بیرون ممالک بھی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پہنچیں۔ بندہ نے یہ مناظرہ کیسٹ کے ذریعہ سنا اور کتاب میں پڑھا۔ مناظرہ سننے اور پڑھنے کے بعد جو تاثرات ذہن میں نقش ہوئے ہیں، انہیں کاغذ پر منتقل کر کے قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اوکاڑوی دلائل کے امتیازات

☆...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل، دعویٰ پر صریح تھے۔ یعنی ان کا دعویٰ، دلائل سے صراحۃً ثابت ہوتا تھا۔ ان کے دلائل میں ایک دلیل ذیل کی حدیث نبوی ہے۔ ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں۔

اس حدیث میں انبیاء کی تصریح ہے، قبر کا لفظ ہے اور زندہ ہونے کی صراحت ہے، بلکہ اس میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا امتیازی پہلو بھی مذکور ہے کہ وہ قبروں میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

اس کے بالمقابل خان صاحب کے مزعومہ دلائل صریح نہ تھے۔ مثلاً: ''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا... ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ... لا یستجیبون لھم بشی الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ''

ان تینوں آیات میں نہ نبی کا لفظ ہے نہ قبر کی بات ہے اور نہ قبروں میں انبیاء علیہم السلام کے مردہ ہونے کا ذکر ہے اور نہ ہی خان صاحب ان آیات کا من پسند مطلب کسی مفسر کی زبانی بیان کر سکے۔

☆...... اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل دعویٰ کے مطابق تھے۔ مثلاً انہوں نے مسلم شریف سے حدیث پیش کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ'' میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ کی قبر سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۶۸)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا حیات کی دلیل ہے اور نماز پڑھنا چونکہ قبر میں تھا، اس لئے قبر کی حیات ثابت ہوئی۔ جب کہ خان صاحب کے دلائل دعویٰ کے مطابق نہ تھے۔ مماتیوں کا دعویٰ قبروں میں ممات کا ہے۔ مگر خان صاحب دنیا والی موت پر حوالے پیش کرتے رہے۔ مثلاً وحی منقطع ہو چکی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال ہے۔ وغیرہ! حالانکہ محل نزاع نہ دنیا کی موت ہے اور نہ ہی جنت کی زندگی، اختلاف تو قبر کی حیات یا ممات میں ہے۔

☆...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دعویٰ پر پہلی حدیث کا متواتر ہونا نقل کیا۔ مگر خان صاحب اپنی پیش کردہ روایات میں سے کسی روایت کا متواتر ہونا محدثین سے نقل نہیں کر سکے۔

☆...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دلیل درج ذیل حدیث ذکر کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرماتے ہیں، میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' پھر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے راویوں کا ثقہ ہونا، علامہ مناوی، نووی، ابن کثیر، سخاوی، شبیر احمد عثمانی اور انور شاہ کشمیری بلکہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کے حوالے سے اس حدیث کا صحیح ہونا نقل کیا ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ نواب صاحب کے علاوہ بہت سے آل غیر مقلدیت اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً زبیر علی زئی صاحب نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔ (تخریج ریاض الصالحین حدیث ۱۴۰۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صلاح الدین یوسف صاحب لکھتے ہیں: ''محدثین کے نزدیک ردروح والی حدیث حسن درجے کی یعنی قابل قبول ہے۔'' (شرح ریاض الصالحین ج ۲ ص ۳۱۵)

حاصل یہ کہ اوکاڑوی صاحب نے حدیث ذکر کر کے اس کا صحیح ہونا محدثین سے نقل کیا۔ لیکن خان صاحب اپنی پیش کردہ روایات میں سے کسی روایت کی صحت محدثین کے حوالوں سے ثابت نہ کر سکے، بلکہ بعض مقامات پر حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے سند کی صحت کا مطالبہ بھی کیا۔ مثلاً: ''انقطع الوحی'' وحی منقطع ہو چکی۔ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ سب سے پہلے میرا دنیا سے چلا جانا، مگر مطالبہ کے باوجود صحیح سند پیش کرنے سے عاجز رہے۔ بلکہ اکثر روایات کا ماخذ تک ذکر نہیں کیا۔ چہ جائیکہ ان کا صحیح ہونا محدثین سے ثابت کرتے۔

☆...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دعویٰ پر قرآن وحدیث پیش کرنے کے ساتھ ساتھ صاحب نظم المتناثر، علامہ سیوطی اور امام بیہقی وغیرہ حضرات محدثین کے حوالے بھی ذکر کئے۔ مگر خان صاحب ایسا نہیں کر سکے۔ شاید اس لئے کہ انہیں اپنا حامی مماتی محدث مل ہی نہیں سکا۔

اوکاڑوی گرفت اور چتروڑی بے بسیاں

☆...... جناب علامہ احمد سعید خان صاحب کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ ہیں۔ ارواح کا جسموں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بات ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ مناظرہ میں کوئی ایک صحیح دلیل پیش نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے دوران مناظرہ انہیں متعدد بار للکارا بھی ہے کہ آپ ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث رکھنے کے مدعی ہیں۔ وہ کہاں ہیں لاؤ۔ اگر ستر نہیں صرف ایک آیت پیش کر دو اور اٹھارہ سو احادیث میں سے سترہ سو ننانوے آپ کو معاف ہیں۔ آپ ایک اور صرف ایک حدیث ایسی پیش کر دیں جس کا یہ مضمون ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ، کھجور کے تنے اور کنکریوں کی طرح بے جان ہیں اور قبر پر پڑھا جانے والا درود وسلام نہیں سنتے۔ مگر برانگیختہ کرنے اور للکارنے کے باوجود ایک حدیث بھی پیش کرنے سے عاجز رہے۔

☆...... خان صاحب نے اپنے مدعا پر ''لو کان موسی حیاً'' روایت پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر (سیدنا) موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اتباع کرتے۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے خان صاحب سے مطالبہ کیا کہ اس روایت کی صحت ثابت کرو۔ مگر وہ اسے صحیح ثابت کرنے سے قاصر ہے۔

تنبیہ: کسی دور میں آل غیر مقلدیت اس روایت کو تقلید کی تردید میں پیش کیا کرتے تھے۔ مگر دور حاضر کے غیر مقلدوں نے اسے ضعیف تسلیم کر لیا ہے۔ (مقالات الحدیث ص ۱۰۵)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد مماتی اس روایت کے تحت لکھتے ہیں: ''اس روایت کی سند کا مدار مجالد بن سعید بن عمیر الهمدانی الکوفی پر ہے۔ مجالد کے بارے میں حافظ ہیثمی نے کہا: ''وضعفه الجمهور'' اور جمہور (محدثین) نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔'' (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۱۶)

خلاصہ یہ کہ یہ روایت اپنے تمام شواہد کے ساتھ ضعیف ہی ہے۔ (اضواء المصابیح ج ۱ ص ۲۳۸، حدیث نمبر ۱۷۷)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

☆...... خان صاحب نے کہا چونکہ آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ سال ہے۔اس لئے قبر میں زندہ نہیں۔ورنہ آپ کی عمر تریسٹھ سال سے زیادہ مانی جائے گی۔اوکاڑوی صاحب نے فرمایا آپ کسی مفسر یا محدث کا قول پیش کرو جس نے تریسٹھ سال والی بات کو مدار بنا کر قبر کی حیات کا انکار کیا ہو،مگر خان صاحب یہ مطالبہ پورا نہ کر سکے۔

☆...... خان صاحب نے مؤطا امام مالک کے حوالے سے حدیث پیش کی۔''ترکت فیکم الامرین, اولهما کتاب الله''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ان دو میں پہلی اللہ کی کتاب ہے۔

اوکاڑوی صاحب نے فرمایا:''اولهما''کے الفاظ مؤطا مالک میں نہیں۔خان صاحب نے کہا یہ الفاظ اس میں ہیں۔اوکاڑوی صاحب نے مطالبہ کیا کتاب پیش کرو۔لیکن نہ وہ کتاب پیش کر سکے اور نہ وہ لفظ مؤطا مالک سے ثابت کر سکے۔

اوکاڑوی دلائل اور چتروڑی دفاع

مناظرہ میں ہر فریق اپنے دلائل پیش کرتا ہے اور مخالف دلائل کا جواب دیتا ہے۔علامہ احمد سعید خان صاحب اپنے دعویٰ پر کوئی صحیح اور صریح دلیل دینے سے تو یقیناً عاجز رہے ہیں،مگر افسوس کہ وہ مولانا امین اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا کوئی صحیح جواب بھی نہیں دے سکے،بلکہ متعدد دلائل کا تو سرے سے جواب بھی نہیں دیا۔

١...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دلیل:''الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون''انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں،نماز پڑھا کرتے ہیں،پیش کی ہے۔خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا قبر میں نماز پڑھنا۔''واعبد ربک حتی یاتیک الیقین''اپنے رب کی عبادت کرو۔یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے،کے خلاف ہے۔کیونکہ اس آیت میں موت تک عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔مگر صحیح بات یہ ہے کہ آیت وحدیث میں کوئی تضاد نہیں۔آیت میں تکلیفی عبادت کا ذکر ہے جب کہ حدیث میں غیر تکلیفی عبادت کے طور پر نماز پڑھنے کا تذکرہ ہے۔تفصیل آگے''نرالی تحقیق یا چتروڑی تحقیق''عنوان کے تحت آرہی ہے۔

٢...... حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید دلیل ذکر کی۔نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔(مسلم شریف)

خان صاحب نے اسے آپ ﷺ کا معجزہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی۔حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ ﷺ کا انہیں قبر میں نماز پڑھتے دیکھ لینا تو معجزہ ہے،مگر ان کا نماز پڑھنا معجزہ نہیں بلکہ حیات قبر کی دلیل ہے۔جیسے مکہ میں بیٹھے بیت المقدس کو دیکھ لینا معجزہ نبوی ہے۔لیکن زمین پر بیت المقدس کا وجود معجزہ نہیں،وہ تو آپ کی ولادت سے پہلے ہی زمین پر تھا۔خان صاحب جواب الجواب سے عاجز ہو کر رہ گئے۔

٣...... اوکاڑوی صاحب کے دلائل میں ایک دلیل یہ حدیث ہے:اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔پس اللہ کا نبی زندہ ہے،اسے رزق دیا جاتا ہے۔(ابن ماجہ)

خان صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

بطور نمونہ ہم نے تین دلیلیں ذکر کر دی ہیں،مزید دلائل اصل مناظرہ میں پڑھ لیں۔یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ خان صاحب نے بعض دلائل کا صحیح جواب نہیں دیا اور بعض کا بالکل ہی جواب نہیں دے پائے،نہ صحیح

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور نہ غیر صحیح۔ البتہ یہ کہہ کر رعب ڈالنے کی کوشش کی کہ جب میں بولوں گا تو یہ سب حدیثیں بھاگ جائیں گی......مگر وہ مناظرہ کے آخر تک انہیں بھگا نہیں سکے اور نہ ہی حدیثوں کا بھگانا کسی کے بس میں ہے۔

علامہ احمد سعید خان صاحب کا دوہرا معیار

مناظرہ سننے اور پڑھنے سے ایک چیز یہ بھی معلوم ہوئی کہ علامہ احمد سعید خان صاحب ''دوہرا معیار'' کے حامی رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً ان کا معیار تحقیق بدلتا رہا ہے، چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے حدیث پیش کی کہ جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ میری روح کو رد (متوجہ) فرما دیتے ہیں۔ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (مسند احمد)

خان صاحب نے اس کے جواب میں کہا: ''ایمان سے بتلائیں کہ اس میں کوئی قبر کا لفظ آیا ہے؟ انتھی!''

عرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک چونکہ قبر میں ہے تو رد روح بھی قبر میں ہی ہوتا ہے۔ بہرحال خان صاحب کے نزدیک یہ حدیث دلیل بننے کی صلاحیت اس لئے نہیں رکھتی کہ اس میں صراحۃً قبر کا لفظ نہیں، مگر حیرانی کی بات ہے کہ خود خان صاحب نے اپنے موقف پر بزعم خود جتنے دلائل دیئے ہیں، ان میں کسی ایک میں بھی قبر کا لفظ نہیں ہے۔ اگر کسی کو ہماری بات سے اختلاف ہے تو مناظرہ سے قبر کی صراحت کے ساتھ پیش کی گئی، خان صاحب کی دلیل نکال کر دکھائے۔

۲...... خان صاحب نے فرمایا: پہلے اپنے عقیدہ کو آیت سے جو نص قطعی الثبوت کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہو پیش کرو۔ انتھیٰ!

دوسروں سے ''قطعی الدلالت'' کا مطالبہ کیا مگر بزعم خود جو دلائل دیئے ان میں کوئی دلیل ایسی ذکر نہیں کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں مردہ ہونے پر قطعی الدلالت ہو، نہ صرف یہ کہ قطعی الدلالت نہیں بلکہ ان سے اپنا مطلب زبردستی کشید کیا۔

۳...... خان صاحب اپنی کتاب ''دمدمۃ الجنود'' میں مخالف کے متعلق لکھتے ہیں: ''قرآنی آیات کو گھڑتو معنی پہنا کر من مانی تاویلیں کرتے ہیں اور تفسیر کرتے ہیں۔'' (دمدمۃ الجنود ص ۱۸)

مگر مناظرہ میں خان صاحب نے قرآنی آیات کی من مانی تفسیر کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تائید میں کسی مفسر کا حوالہ باوجود مطالبہ کے پیش نہیں کر سکے۔

۴...... خان صاحب نے ایک روایت کے متعلق لکھا: اس میں ایک راوی ابو معاویہ ضریر ہے وہ بھی خیر سے غالی شیعہ ہے، جس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بہت سارے محدثین نے انکار کر دیا تھا۔ اعمش بھی تدلیس کا مریض ہے۔ (دمدمۃ الجنود ص ۳۹)

دوسری طرف مناظرہ میں روایت پیش کی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فیصلہ کتاب اللہ سے کرو، اگر مسئلہ اس میں نہ ہو تو حدیث کی طرف آؤ۔ (مفہوم)

حالانکہ اس روایت کی سند میں یہی دونوں راوی ابو معاویہ ضریر اور اعمش موجود ہیں جن کی بنیاد پر وہ مخالف کی دلیل کو دمدمۃ الجنود میں رد کر چکے ہیں۔ اوکاڑوی صاحب نے مناظرہ میں ان کا تضاد......دوہرا معیار ذکر کیا۔ مگر خان صاحب اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نرالی تحقیق یا چتروڑی تحقیق؟

علامہ احمد سعید خان صاحب کی تحقیقات کو ان کے بہت سے معتقدین نرالی اور معیاری سمجھتے ہیں۔ مگر حقیقت وہ ہے جو محمد الفضاد صاحب مماتی نے بیان کی ہے۔ وہ خان صاحب کے متعلق لکھتے ہیں: ''مولانا اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کے نامور مبلغ اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ لیکن بدنصیبی سے روز اول سے ہی پوری جماعت کا موضوع بن گئے۔ کہیں ان کی اخلاق سے گری گفتگو کی شکایت زیرلب ہوتی اور کہیں مجلس مقننہ کے فیصلوں کی خلف ورزی، کہیں ان کی نئی نئی تحقیقات کا تذکرہ ہوتا۔'' (خس کم جہاں پاک ص ۹، مطبوعہ اشاعۃ التوحید والسنۃ، لالہ موسیٰ)

خان صاحب نے مناظرہ میں بھی نئی نئی تحقیقات کا مظاہرہ فرمایا، چند تحقیقات ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... اوکاڑوی صاحب نے ایک حدیث کا متواتر ہونا علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی نقل کیا تو خان صاحب نے فرمایا: سیوطی ناقل ہے، نقاد نہیں۔ انتہی!

حالانکہ اصول حدیث اور فن رجال سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار نقاد محدثین میں ہوتا ہے، انہوں نے نقد/ جرح و تعدیل میں طبقات الحفاظ، ذیل طبقات الحفاظ کتابیں تصنیف کی ہیں۔

۲...... عبادت کی دو قسمیں ہیں:

(الف) تکلیفی: جنہیں بندوں پر لازم کیا گیا جیسے نماز روزہ وغیرہ۔

(ب) غیر تکلیفی: وہ عبادات ہیں جن کے کرنے کا انسان کو مکلف نہیں بنایا گیا۔ جیسے جنتیوں کا جنت میں اللہ کی حمد و ثناء کرنا۔ (فاطر: ۳۴، ۳۵)

اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کا قبروں میں نماز پڑھنا عبادت غیر تکلیفی کے قبیل سے ہے اور جو ''واعبد ربک حتی یاتیک الیقین'' میں موت تک عبادت کا حکم ہے وہ دنیا والی تکلیفی عبادت کا ذکر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تکلیفی عبادت تو ان کی موت پر ختم ہو گئی۔ البتہ قبروں میں نماز پڑھنا غیر تکلیفی موت کے بعد ہے۔

خان صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا: باقی عبادت تکلیفی اور عبادت تلذذیہ (غیر تکلیفی) ان کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں، اسلام میں ایسی کوئی تقسیم نہیں ہے۔ انتہی!

خان صاحب اگر ایسی تقسیم کے قائل نہیں ہیں تو ہمارا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت تک عبادت کا حکم دیا ہے۔ مگر جنتی جو جنت میں اللہ کی حمد و ثناء کریں گے، کیا وہ عبادت موت کے بعد کی نہیں؟ اگر جنت والی عبادت ''واعبد ربک حتی یاتیک الیقین'' کے خلاف نہیں تو قبر میں انبیاء کرام علیہم السلام کا نماز پڑھنا بھی خلاف نہیں۔

۳...... سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قبر میں نماز پڑھنے والی حدیث کا جواب دیتے ہوئے خان صاحب نے کہا: ثابت تو کرنا ہے کہ حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں۔ یہ (اوکاڑوی صاحب) ثابت کر رہے ہیں، نماز پڑھنا۔ انتہی!

خان صاحب! کیا نماز پڑھنا زندگی کی دلیل نہیں؟ کیا یہ مردوں کا عمل ہے؟

۴...... خان صاحب نے یہ بھی فرمایا: اگر قبر میں نماز پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور یہ حیات کی دلیل بنی تو آپ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو تو نماز پڑھتے نہیں دیکھا وہ تو قبروں میں مردہ ہوئے۔ انتہی!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اہل علم جانتے ہیں کہ یہ انتہائی بے جان سی بات ہے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کے قبروں میں نماز پڑھنے کی اس میں نفی نہیں ہے۔ جب کہ دوسری جگہ صراحۃً حدیث میں آیا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں نماز پڑھا کرتے ہیں۔ اوکاڑوی صاحب نے یہ جواب دے کران کے قیاس/ بھدی تحقیق کو رد کر دیا تھا، جس کا خان صاحب سے کوئی جواب نہ بن پایا تھا۔

حرف آخر: اب رہی یہ بات کہ مناظرہ میں کون جیتا، کون ہارا؟

یہ تو ہر شخص مناظرہ سن کر یا پڑھ کر جان سکتا ہے، ہم اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں سناتے۔ البتہ خان صاحب کا اعتراف نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ انہوں نے دوران مناظرہ متعدد بار اوکاڑوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا: آپ تو روایت کے بعد روایت اور حدیث کے بعد حدیث پڑھتے جا رہے ہیں۔ (۹/رمضان ۱۴۳۴ھ)

مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام کا پس منظر

(ازقلم: حضرت مولانا محمد نواز سیال مدظلہ، مدیر و شیخ الحدیث جامعہ قادریہ حنفیہ ملتان)

۱۹۷۸ء میں جب دارالعلوم کبیر والا میں بندہ مدرس ہوا، اس وقت کبیر والا کا علاقہ ایک مذموم عقیدے کی زد میں تھا، جس کا پرچار کرنے والا احمد سعید چتروڑگڑھی تھا، اس نے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر حضور اقدس ﷺ پر پڑھے جانے والے درود و سلام کے سماع کے انکار کے ساتھ ساتھ جملہ انبیاء علیہم السلام کی حیات کا بھی انکار کیا، ملک میں اس سے پہلے اگرچہ اس طرح کے نظریات کے لوگ موجود تھے، لیکن اس شخص کی زبان انتہائی گستاخانہ تھی۔ زبان درازی اور اکابر پر سب و شتم میں یہ حد سے بڑھا ہوا تھا، موجودہ اکابر علماء دیوبند پر مسلسل کیچڑ اچھالتا رہتا۔ تابعین سے لے کر موجودہ دور کے اہل حق پر کفر کا فتویٰ لگانے میں کوئی جھجک تک محسوس نہیں کرتا تھا۔ اپنی تقاریر میں علی الاعلان یہ کہتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ بلکہ تمام انبیاء و شہداء کی حیات کہیں سے ثابت نہیں۔ عدم حیات اور عدم سماع پر نص قطعی موجود ہے اور اس سلسلے میں قرآن پاک کی ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث سے میرا مدعی ثابت ہے۔ آیات و آثار میں جہاں کہیں نفی سماع یا لفظ میت کا ذکر آجاتا، خواہ مفہوم اس کا کچھ بھی ہو، یہ شخص بغیر کسی توقف کے بڑے دھڑلے سے اس کو اپنا مستدل کہہ دیتا۔

علاقہ کبیر والا میں دو وجہ سے اس کا جادو پھیلتا جا رہا تھا۔ ایک تو اس لئے کہ اس کا لہجہ اس علاقے کا پسندیدہ لہجہ تھا، جس کی گویوں کے ساتھ کافی مناسبت ہے اور دوسرا اس کی زبان اسی علاقے کی تھی۔ کبیر والا میں ککڑ ہٹہ روڈ پر اس نے مدرسہ کی بنیاد رکھی اور ایک چھپر کے نیچے جمعہ شروع کر دیا، لوگ اس کی جادو بھری آواز سننے کے لئے جمع ہونا شروع ہو گئے، یہ قرآن وحدیث کے مفاہیم اس طرح بیان کرتا کہ جس کو سن کر اچھے خاصے لوگ متاثر ہو جاتے، بہت سے لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ قرآن و سنت کی نصوص قطعیہ احمد سعید کے نظریے کی ہی تائید کرتی ہیں۔ لوگ جب کسی مجلس میں پرچیوں کے ذریعے یا زبانی سوالات کرتے تو نہایت ہی ہٹ دھرمی سے یہ انہیں مختلف انداز میں مطمئن کرنے کی کوشش کرتا۔ مثلاً کوئی آیت پیش کی جاتی تو جواب میں کہہ دیتا اس کا مطلب مولویوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر کوئی حدیث سامنے لائی جاتی تو جواب آتا یہ ضعیف ہے۔

متقدمین یا متاخرین میں سے اگر کسی بڑے عالم کا قول پیش کیا جاتا، تو کہہ دیتا: قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی ''رحمۃ اللہ'' کو نہیں مانتا۔ کچھ لوگوں نے اسے کہا کہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ہمارے علاقے کا بڑا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مدرسہ ہے اور بہت سارے علماء اس میں تشریف فرما ہیں۔ ان سے پوچھ لیتے ہیں، تو جواب میں بدزبانی کرتے ہوئے کہتا کہ یہ تو گیدڑ ہیں۔ گلی کوچوں میں حیات وممات کی بحث چل نکلی۔ ایسے لوگ جو ناظرہ قرآن پڑھے ہوئے بھی نہیں تھے اور نہ ہی دیکھ کر اردو عبارت پڑھ سکتے تھے، احمد سعید کے سنے ہوئے جملے مجلسوں میں دہراتے پھرتے۔ علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے نابغہ روزگار جلیل القدر محدثین پر بھی نازیبا جملے کسے جاتے۔

بعض شر پسند عناصر جو طلباء کی شکل میں دارالعلوم میں موجود تھے، وہ یہاں رہتے ہوئے جمعہ احمد سعید کے پیچھے جاکر پڑھتے اور واپس آکر وہی زبان استعمال کرتے جو احمد سعید کرتا تھا۔ اپنے اساتذہ پر جملے کستے اور ان پر کفر کے فتوے لگاتے، جب انہیں کہا جاتا کہ تم انہی لوگوں سے علم حاصل کرتے ہو پھر انہی پر فتوے لگاتے ہو، تو کہتے ''علم حاصل کرنے کی کیا بات ہے، وہ تو یہود سے بھی سیکھا جاسکتا ہے۔''

دارالعلوم کا مزاج خالص تعلیمی اور درسگاہی ہے۔ ادارے سے باہر سیاسی ومذہبی تحریکوں میں عملاً حصہ لینے کا مزاج ہرگز نہیں۔ اس لئے ایک عرصہ تک شکوک وشبہات لے کر آنے والوں کو علمی انداز سے سمجھایا جاتا رہا، لیکن معاملہ جب حد سے تجاوز کر گیا اور احمد سعید نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ کسی کے پاس اگر دلائل ہوں تو میرے مقابلے میں آئے، اس کی بار بار ہرزہ سرائی کے باوجود جب ادھر سے جواب نہ ملا، تو اس نے یہ دعویٰ کر دیا کہ یہ جھوٹے ہیں۔ ان کے پاس قرآن وحدیث سے کوئی دلیل موجود نہیں اور یہ قیامت تک میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب کسی نے کہہ دیا کہ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلے میں بڑی تحقیق رکھتے ہیں اور وہ اہل حق جماعت علماء دیوبند کے مناظر بھی ہیں۔ اگر ان کو آپ کے مقابلہ میں لایا جائے تو کیا آپ ان سے مناظرہ کریں گے؟ احمد سعید کہنے لگا کہ امین اوکاڑوی تو پرائمری سکول کا ماسٹر ہے۔ اس نے میرے ساتھ کیا مناظرہ کرنا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ امین صفدر اوکاڑوی میرے سامنے آکر صرف خاموشی سے بیٹھ جائے۔ اگر وہ پندرہ منٹ تک میرے سامنے بیٹھنے کی جرأت کر گیا تو سولہویں منٹ پر مجھے گولی مار دینا، اس بات کا جمعہ کی تقریر میں اس نے بار بار دعویٰ کیا۔

کبیر والا چونکہ مذہبی علاقہ ہے اور مذہب کے سلسلے میں انتہائی حساس ہے۔ اس قسم کی گفتگو سے علاقہ میں اشتعال پھیلا اور بہت سے ناواقف لوگ ڈگمگانے لگے۔ ان حالات کے پیش نظر دارالعلوم کی مجلس علمی نے فیصلہ کیا کہ ہمیں میدان میں نکل کر اس فتنے کا تعاقب کرنا چاہئے۔ جس کے لئے صاحبزادہ مولانا محمد انور ابن شیخ الحدیث مولانا مفتی علی محمد رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا اور اس ناچیز راقم الحروف کا انتخاب ہوا اور ہمارے استاذ مفتی علی محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ادارے کے مفتی جناب مفتی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دعاؤں کے ساتھ ہمیں اس میدان میں اتار دیا۔

ہم نے لوگوں تک صحیح عقائد پہنچانے اور شکوک وشبہات دور کرنے کے لئے علاقہ بھر میں پروگرام ترتیب دیئے۔ ان پروگراموں میں تین حضرات کا چناؤ کیا گیا اور ان کو بطور خاص مدعو کیا گیا۔ (۱) پی ایچ ڈی لندن علامہ خالد محمود صاحب۔ (۲) مناظر اسلام، سرمایہ ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (۳) امیر عزیمت، شیر حق حضرت مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ خالد محمود صاحب نے خاص اپنی علمی زبان میں شہری حلقوں میں عوام الناس کو خوب مطمئن کیا۔ حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے عوام وخواص کو بڑے سہل انداز میں مسئلے کی حقیقت سمجھائی جس سے خواص طبقہ کے لوگ اس قابل ہو گئے کہ دوسروں کو مسئلہ سمجھا سکیں۔ حضرت مولانا جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ نے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں اپنی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جھنگوی زبان میں دلائل و براہین لوگوں کے قلوب میں اتارے اور اپنی گرج دار آواز میں پرزور لہجے کے اندر چند دنوں میں احمد سعید کی تلوار کی طرح چلنے والی تیز زبان کند کر کے رکھ دی۔

ایک تقریر میں حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ''اگر احمد سعید نے میرے اکابر کے خلاف زبان بند نہ کی تو آنے والا جمعہ میں چتروڑی کی مسجد میں پڑھاؤں گا۔'' مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے احمد سعید کے مناظرے کا چیلنج قبول کر لیا اور فرمایا: ''جہاں، جس موضوع پر، جب چاہے میں حاضر ہوں۔'' احمد سعید سے جب مطالبات شروع ہوئے کہ مناظرے کی تاریخ طے کی جائے تو کبھی کہتا میں امین اوکاڑوی سے مناظرہ نہیں کروں گا۔ یہ تو پرائمری ماسٹر ہے۔ میں تو مناظرہ کروں گا۔ مولوی علی محمد سے، جواب میں کبھی کہہ دیتا کہ پاکستان میں میرے مقابلہ کا مولوی ہی کوئی نہیں۔ لہٰذا میں ان سے مناظرہ کیوں کروں؟ پس یہ مختلف حیلوں بہانوں سے مطالبات کو ٹالتا رہا۔

علاقہ میں جہاں جلسہ کرتا اور چیلنج بازی کرتا تو ہم دوسرے دن ایک جوابی جلسہ رکھتے، جس میں عوام کو عقیدہ بھی سمجھاتے اور چیلنج بھی قبول کرتے۔ اس پورے عرصے میں چونکہ مولوی عنایت اللہ گجراتی، احمد سعید کی مکمل سرپرستی کرتا رہا۔ کئی بار اس کے مدرسے میں آکر اس کی حمایت بھی کر گیا۔ اس لئے ہم جواباً کہا کرتے تھے۔ اگر نام آئے گا ہمارے استاذ مولانا مفتی علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تو مقابلے میں مولوی عنایت اللہ کو لایا جائے گا، احمد سعید کے لئے اتنے بڑے علماء کی ضرورت نہیں، ہمارے جیسے نوجوان ہی اس کو کافی ہیں۔ احمد سعید کافی لیت ولعل سے ٹال مٹول کرتا رہا، آخر کار جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو عقیدت مندوں نے اسے مجبور کیا کہ وہ مناظرہ کریں اور مجبوراً اسے مناظرے کے لئے آمادہ ہونا پڑا۔

علاقہ ککڑ ہٹہ میں اس کے ایک عقیدت مند حاجی نور محمد جوئیہ تھے جو مناظرہ کے لئے درمیان میں واسطہ بنے۔ دارالعلوم کے پڑوس میں نڑھال کے ایک سیال محمد احمد خان کے گھر میں مناظرہ کی شرائط سے گفتگو کا آغاز ہوا۔ حاجی نور محمد سے ابتدائی گفتگو میں ہی یہ مطالبہ ہوا کہ احمد سعید مناظرہ کی شرائط لکھ کر دے۔ اس کے بعد تاریخ کا تعین ہوگا اور اسی پر کئی مجلسیں گزر گئیں۔ ہماری یہ خواہش تھی اور ہم نے بار بار کہا بھی کہ احمد سعید ہم سے شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے خود مجلس میں آئے۔ لیکن اس پر احمد سعید تیار نہ ہوا۔ حاجی نور محمد جوئیہ ان سے تحریر لکھوا کر لاتا اور ادھر سے ہم بھی لکھ کر دیتے۔ کئی دنوں تک تحریرات لکھوا کر لاتا اور ادھر سے ہم بھی لکھ کر دیتے۔ کئی دنوں تک تحریرات کا یہ تبادلہ ہوتا رہا، جس کی مجلس میں یہ بندہ ناچیز اور مولانا محمد انور باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے۔ ایک مجلس میں مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد انور اوکاڑوی بھی شریک ہوئے تھے۔

اس تحریری تبادلے کے درمیان ایک دفعہ ہم نے مطالبہ کیا کہ احمد سعید بتائے وہ دیوبندی ہے یا کچھ اور؟ تو جواب میں اس نے ایک لمبی تحریر لکھ کر بھیجی جس میں لکھا: آپ کی دیوبندی سے کیا مراد ہے، اکابر دیوبند، اصاغر دیوبند یا بانی دیوبند؟

بانی دیوبند کا تو یہ حال ہے کہ وہ شیعیت اور بریلویت سے کفر میں آگے بڑھا ہوا تھا۔ (العیاذ باللہ) اس تحریر کے آخر میں اس نے ایک جملہ لکھا، جس کی سمجھ آج تک ہمیں نہیں آئی کہ تحریر لکھتے وقت وہ حواس میں تھا یا بار بار مناظرہ کا نام سن کر وہ حواس کھو چکا تھا؟ علماء دیوبند کے رد میں پورا زور صرف کیا اور آخر میں قابل توجہ ایک خاص جملہ جو اس کے حواس کی ترجمانی کرتا ہے۔ لکھا: ''جہاں تک علمائے دیوبند کے مشن کی بات ہے، وہ قرآن وسنت کی اشاعت ہے اور اس پر ہم کاربند ہیں۔''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

انہی مجالس میں کئی دفعہ باتوں میں تیزی اور کشیدگی کی نوبت بھی آئی۔ بالآخر ایک تحریر میں احمد سعید نے شرائط مناظرہ لکھ کر بھیجیں۔ (۱) مناظرہ کھلے میدان میں ہو۔ (۲) مجلس مناظرہ میں علاقہ کے زمیندار ہوں۔ (۳) عوام کا ایک طبقہ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہو۔ (۴) دونوں مناظرین کی کیسٹیں بھری جائیں، تاکہ بعد میں ان کیسٹوں کو سن کر علاقہ کے زمیندار فیصلہ کرلیں۔

ہم نے ان شرائط پر اس سے استفسار کیا کہ جناب مجمع کو مشرق و مغرب تک کیسے پہنچایا جائے؟ اور کسی محدود ہال یا جگہ میں بیٹھنے کی بجائے کھلے میدان میں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے؟ پھر ایک علمی مسئلے کے لئے علماء کی بجائے زمینداروں کو جج کس وجہ سے مقرر کیا جارہا ہے؟

اصل بات وہ بھی سمجھتا تھا اور ہمیں بھی معلوم تھی کہ حیات و سماع انبیاء کا مسئلہ چودہ سو سال سے متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اہل حق کا دامن دلائل و براہین سے لبریز ہے۔ جب کہ دوسری طرف سوائے دعوؤں کے اور کچھ نہیں۔ البتہ اس کو اپنے طرز بیان اور سریلی آواز پر ناز تھا، جس کا جادو ان پڑھ زمینداروں پر ہی چل سکتا ہے اور علماء اس سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ ساری گفتگو اور مجالس ۱۹۸۲ء کے اواخر میں چل رہی تھیں، شرائط جب طے نہ ہوسکیں تو مشورہ ہوا کہ بغیر شرائط کے تاریخ متعین کردی جائے۔ چنانچہ ۵/ جنوری ۱۹۸۳ء بمطابق یکم/ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ بمقام نڑھال، علاقہ کبیر والا صبح دس بجے مناظرہ کا وقت طے ہوا۔ محبین مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے مناظر سرمایہ ملت، رئیس المتکلمین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ تھے اور گستاخان پیغمبر کا مناظر احمد سعید چتروڑی تھا۔

تاریخ کے تعین کے بعد احمد سعید ایسا بے قرار ہوا کہ: "نہ جائے ماندن، نہ پائے رفتن" مختلف حیلوں سے کوشش کرتا رہا کہ مناظرے کی نوبت نہ آئے، ایک دن جمعہ کے بیان میں اعلان کردیا کہ نڑھال مناظرے میں میری جماعت کے تیس ہزار مسلح افراد پہنچنے والے ہیں۔ اس اعلان کے بعد سب کو معلوم ہے، جو کچھ ہونے والا تھا۔

چنانچہ ایجنسیاں متحرک ہوگئیں اور مشہور ہوگیا کہ انتظامیہ مناظرہ نہیں کرنے دے گی۔ صبح کو تمام راستوں پر پولیس کے ناکے ہوں گے اور جائے مناظرہ کی طرف کسی کو نہیں جانے دیا جائے گا۔ اس سب کے باوجود ۵/ جنوری ۱۹۸۳ء کی شب ہم اپنے مناظر کو لے کر بارہ بجے رات مدرسہ تعلیم القرآن ٹھوکر چاون میں پہنچ گئے۔ وہاں پر رات گزار کر ٹھوکر چاون سے کوئی تین میل کا فاصلہ طے کر کے صبح ٹھیک دس بجے ہم جائے مناظرہ نڑھال پہنچ گئے۔ ساڑھے دس بجے تک ہم وہاں پر ٹھہرے رہے اور لوگوں سے شہادت لی کہ ہمارے مناظر تحریری معاہدہ کے مطابق جائے مناظر پر موجود ہیں۔

احمد سعید مطمئن ہو کر کہ بہانہ موجود ہے کہیں فرار ہوگیا، بسیار تلاش کے باوجود کہیں اس کا نشان تک نہ ملا، جائے مناظرہ پر نہ کوئی پولیس تھی اور نہ کوئی پابندی کے آثار۔ علاقہ کے اردگرد سے لوگ نڑھال پہنچے۔ خصوصاً دار العلوم کے طلباء کافی تعداد میں کھیتوں سے پیدل چل کر نڑھال پہنچے تھے۔ جائے مناظرہ سے واپسی پر طلباء کرام نے نڑھال کے اردگرد آبادیوں میں احمد سعید کو خوب تلاش کیا، مگر وہ کہیں بھی نہ ملا۔ اس واقعہ کے بعد الحمد للہ! عوام کو بہت حوصلہ ہوا اور سب کو یقین ہوگیا کہ احمد سعید جھوٹا ہے۔ اسٹیج پر فقط اس کے دعوے ہیں، جس کے پیچھے حقیقت کچھ بھی نہیں۔ اس مناظرے کے موقعہ پر شاعر اسلام جناب ملک شہادت علی طاہر جھنگوی نے ایک نظم بھی بنائی، جس کا عنوان تھا: "آیا نہیں میدان دے وچ چتروڑی بازی ہار گیا" یہ نظم اسٹیجوں پر کافی دیر تک مجمعوں کو گرماتی رہی۔ احمد سعید کے مناظرہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سے اس فرار کی خبر بہت دور دور تک پھیل گئی اور دوسرے علاقوں میں بھی اہل حق کے مماتیوں سے مباحثے شروع ہو گئے۔ اہل حق کا ہر فرد گمراہ چتروڑی کو یہ کہہ کر چیلنج کیا کرتا تھا کہ احمد سعید مناظرہ ہرگز نہیں کر سکتا۔

مختلف علاقوں میں مماتیوں کو بڑا جوش اٹھا اور چتروڑی کو مناظرہ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی، مگر وہ ہر موقع پر ٹال مٹول کر کے راہ فرار اختیار کرنے میں کامیاب ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر معاملہ کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ "بکرے کی ماں آخر کب تک خیر منائے گی" کے مطابق وہ مرحلہ قریب آن پہنچا، جب احمد سعید کو بھاگنے کا کوئی راستہ نہ مل سکا۔ ضلع راجن پور جو اس وقت ضلع ڈیرہ غازیخان میں شامل تھا، اس کے علاقہ فاضل پور کے ساتھ چند کلومیٹر مشرق کی جانب کوٹلہ شیر محمد ایک گاؤں ہے، جہاں علاقہ کے رئیس خان در محمد گوپانگ، احمد سعید کے خاص عقیدت مند رہتے تھے۔ حسن اتفاق سے اس کا بیٹا جناب سیف اللہ خان تبلیغی جماعت سے منسلک اور صحیح العقیدہ تھا۔ جب کہ وہاں کی باقی آبادی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتی تھی۔ سردار محمد خان ہر سال احمد سعید کو اپنے علاقے میں بلا کر سالانہ جلسہ کراتے تھے۔ اس سال بھی حسب معمول تقریر کے لئے اس کا ٹائم لیا اور جلسے کا اعلان کر دیا۔ فاضل پور جامع مسجد مہاجرین کے خطیب جناب مولانا نیاز احمد صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا کہ علاقہ میں احمد سعید آ رہا ہے تو وہ خان در محمد صاحب سے ملے اور ان سے کہا کہ علامہ صاحب تشریف لا رہے ہیں اور بڑا اچھا موقع ہے۔ اسی تاریخ کو ہم اپنے مناظر بلا لیتے ہیں اور آپ کے ڈیرے پر گفتگو ہو جائے۔ خان صاحب اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ مولانا نیاز احمد صاحب نے ہم سے رابطہ کیا۔ ہم نے حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے تاریخ طے کر لی۔

خان صاحب نے جب علامہ صاحب سے رابطہ کیا اور صورتحال بتائی تو علامہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میں تو اس تاریخ کو نہیں آ سکتا۔ میری جہلم میں پیشی ہے اور ہر حال میں میں نے وہاں پہنچنا ہے۔ خان صاحب چونکہ احمد سعید کا عقیدت مند بھی تھا اور جلسہ کے موقع پر سالانہ اس کی خاصی خدمت بھی کیا کرتا تھا، خلاف توقع بات سن کر بہت پریشان ہوا اور اپنے مسلک کے ترجمان علاقہ کے علماء سے پرزور کہلوایا کہ اگر آپ اس موقع پر تشریف نہیں لاتے تو ہم اس علاقہ میں جینے کے قابل نہیں رہیں گے۔ جس پر مجبوراً احمد سعید کو مناظرہ کے لئے آمادہ ہونا پڑا۔

تاریخ مناظرہ سے ایک دن پہلے مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کتابوں کا بنڈل اٹھائے شام کو دار العلوم آن پہنچے۔ کافی وزنی بنڈل تھا۔ حضرت اڈہ سے لے کر مدرسہ تک پیدل آئے اور ساتھ کوئی خادم بھی نہ تھا۔ دار العلوم سے بارہ آدمیوں کا قافلہ اسی شب فاضل پور کی طرف بذریعہ بس روانہ ہو گیا۔ اس قافلے میں دار العلوم کے کچھ طلباء بھی تھے، جن میں مولانا غلام اکبر عرف "فوجی" فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ جو اس وقت کوٹ سلطان میں خدمت دین میں مصروف ہیں، بھی تھے۔ ساتھ کچھ علاقہ کے حضرات بھی تھے جن میں مدرسہ تعلیم القرآن کے مہتمم حافظ محمد امیر صاحب اور ان کے داماد قاری مسعود احمد صاحب شامل ہیں۔

کبیر والا سے فاضل پور تک حضرت اوکاڑوی اور یہ ناچیز اکٹھے سیٹ پر سفر کرتے رہے۔ مختلف موضوعات پر حضرت علمی گفتگو فرماتے رہے اور یہ ناچیز استفادہ کرتا رہا۔ یہ میرے لئے یادگار سفر ہے اور اس علمی گفتگو کی حلاوت مجھے آج بھی محسوس ہو رہی ہے۔ اسی گفتگو کے دوران حضرت نے ایک کتاب کے بارہ میں فرمایا: جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہے کہ میں نے بس کے ایک ہی سفر میں اس پوری کتاب کو پڑھا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رات کو دیر سے مسجد مہاجرین میں پہنچے۔ وہاں رات گزار کر صبح ڈالے کے ذریعے ہم جائے مناظرہ "کوٹلہ شیر محمد" پہنچ گئے۔ احمد سعید بھی بیس افراد کا قافلہ کے کرکاروں کے ذریعہ اس گاؤں میں پہنچ گیا۔ مماتی گروپ کے میزبان سردار درمحمد صاحب اور اہل حق کے میزبان ان کے بیٹے جناب سیف اللہ خان تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد خان صاحب کے ڈیرے پر مناظرہ کا آغاز ہوا اور ہر مناظر کے لئے دس منٹ وقت طے پایا۔ تین گھنٹے دس منٹ تک مسلسل مناظرہ جاری رہا۔ عصر اور مغرب کی نماز دوران مناظرہ ادا کی گئی۔ اہل حق نے مسجد میں جا کر نماز ادا کی اور چتر وڑی ٹولہ نے وہیں پر صفیں بچھائیں۔

مناظرہ میں جو کچھ ہوا کیسٹوں میں موجود ہے۔ مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے جب ہم مسجد گئے تو مماتیوں نے خان صاحب کو تیار کیا کہ نماز مغرب کے بعد مناظرہ ختم ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اندھیرا ہو گیا ہے اور اب جھگڑے کا خطرہ ہے۔ نماز مغرب کے بعد پہلی ٹرن احمد سعید کی تھی۔ مجلس قائم ہوتے ہی احمد سعید نے تقریر شروع کر دی اور پورے مناظرہ میں پہلی مرتبہ قرآن کی آیات پڑھیں اور طرز بھی لگائی۔ جب تقریر ختم ہوئی تو طے شدہ سازش کے مطابق سردار درمحمد خان صاحب کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ٹائم بہت ہو چکا ہے۔ اندھیرا چھا گیا ہے۔ مہربانی کریں اور مناظرہ بند کر دیں۔ مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ نے اس کی بات کی طرف توجہ کئے بغیر اپنی گفتگو شروع فرما دی۔ آپ نے فرمایا: احمد سعید نے ان آیت کریمہ کا جو مطلب بیان کیا اگر کسی بھی مفسر نے ان آیات کا یہ مطلب لیا ہو تو مجھے دکھایا جائے۔ میں اس پر دس ہزار روپے انعام دوں گا۔ دلائل و براہین کے ساتھ مسلسل تین چار گھنٹوں کی گفتگو کے دوران مماتی چونکہ احمد سعید کی شکست کھلی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے، اس لئے احمد سعید کی اس واضح تحریف کی طرف توجہ کرنے کی بجائے شور مچانا شروع کر دیا کہ مناظرہ ختم ہونا چاہئے۔ مجبوراً حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کو خاموش ہونا پڑا اور میں اس وقت حضرت اوکاڑوی کی معاونت کی خدمت سرانجام دے رہا تھا۔

بالآخر درمحمد خان صاحب آئے اور حضرت سے کہا کہ بس کریں اور آپ تشریف لے چلیں۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک یہاں سے ہرگز نہیں جاؤں گا جب تک چتروڑی یہاں سے نہ اٹھے۔ بالآخر چتروڑی صحن سے اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔ خان درمحمد حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کے سامنے بار بار لجاجت سے یہ کہہ رہے تھے کہ بات یہیں ختم کر دیں۔ ہم بریلویوں کے سامنے شرمندہ ہو رہے ہیں۔ ہمارا یہاں پر بریلویوں سے مقابلہ رہتا ہے۔ براہ مہربانی آئندہ اگر ہم آپ کو بریلویوں سے مناظرے کی دعوت دیں تو آپ انکار نہ فرمانا۔ دراصل بات یہ تھی کہ اس بستی میں دیوبندی کا تعارف احمد سعید اور اس کے عقیدت مند خان صاحب تھے۔ دوران مناظرہ بستی کے بریلوی حضرات نے یہ سمجھا کہ دیوبندی اور بریلوی کا مناظرہ ہو رہا ہے۔ بریلوی مناظر حیات ثابت کر رہے ہیں جب کہ دیوبندی مناظر اس کا انکاری ہے۔ اس لئے انہوں نے نعرے لگانا شروع کر دیئے کہ "بریلویت زندہ باد" اور مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ سے اپیل بھی کی کہ آپ ہماری مسجد میں تشریف لے آئیں اور بیان فرمائیں۔

مناظرہ کا اختتام مذکورہ صورتحال میں ہوا۔ مماتی گروپ کے لوگ مناظرے کے بعد جس کمرے میں موجود تھے، وہاں ہمارے طلباء بھی آ جا رہے تھے۔ ایک طالب علم نے ہمیں بتایا کہ جب یہ لوگ کمرے میں اکٹھے ہوئے تو کبیر والا کے ایک عقیدت مند نے احمد سعید سے کہا کہ مسلک تو تیرا سچا ہے، ہم مانتے ہیں۔ لیکن آج پتہ چل گیا کہ تو دلائل و براہین سے آراستہ مناظر نہیں ہے۔ تو کہتا تھا کہ ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث میرے پاس موجود ہیں جس کو تو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سکول ماسٹر کہتا تھا اس نے تو دلائل کے انبار لگا دیئے اور تو نے کوئی صحیح حدیث پیش کی اور نہ کوئی آیت پڑھی۔

یہاں سے فارغ ہو کر ہم دوبارہ فاضل پور پہنچ گئے۔ وہاں سے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ اکیلے آگے کسی سفر پر روانہ ہو گئے۔ حضرت کی طبیعت میں عجز وانکساری اور سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ کسی کام میں تکلف اور بناوٹ بالکل نہ کرتے تھے۔ ہمیشہ قرآن وسنت کی تعلیمات کی اشاعت کے شوق میں سرشار رہتے اور حق گوئی کو اپنا شعار بنائے رکھتے۔ فاضل پور سے ہمارا قافلہ کامرانیوں کے ساتھ کبیروالا کی طرف روانہ ہوا۔ بعد میں ایک موقع پر کبیروالا کے ایک ڈرائیور نے بتایا کہ جس کار میں احمد سعید واپس سفر کر رہا تھا، وہ کرائے کی کار تھی۔ کار ڈرائیور نے بتایا کہ جب چناب پل سے گزرنے لگے تو احمد سعید کے رفقاء نے کہا: ''تینوں اساں دریا وچ سٹنے ہائیں تو ساڈا نک کپوایا ہے'' (ہم تجھے دریا میں پھینکتے ہیں تو نے ہماری ناک کٹوادی)

اس مناظرہ کے بعد حالات یکسر بدل گئے۔ اہل حق سے تعلق رکھنے والے عوام وخواص تو پہلے ہی سے مطمئن ہو چکے تھے، اب چتروڑی گروہ سہا سہا لگتا تھا۔ چیلنج بازی کا تلاطم خیز سمندر یکسر تھم گیا۔ اہل حق کی جب مماتیوں سے ملاقات ہوتی تو سب سے پہلا سوال ہی یہی ہوتا کہ آپ کے علامہ صاحب تو کہتے تھے کہ ماسٹر امین میرے سامنے صرف پندرہ منٹ بیٹھ جائے تو سولہویں منٹ پر مجھے گولی مار دینا۔ فاضل پور کے شکست آمیز مناظرہ کے بعد علامہ صاحب کے اس چیلنج کی اب کیا تاویل ہوگی؟ احمد سعید کے عقیدت مندوں کا بھی خود اس سے یہی سوال ہوتا، جواب نہ خود احمد سعید کے پاس تھا نہ اس کے عقیدت مندوں کے پاس۔ سوائے شرمندگی اور سر جھکانے کے ان کے پاس کچھ باقی نہ رہا۔

<u>مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ</u>: ''الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ قال النبی ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' میرے دوستو، بزرگو! یہ مجلس جو اس وقت منعقد ہوئی ہے، اس میں آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک میں حیات کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ جیسے سردار درمحمد خان صاحب بتا چکے ہیں کہ یہاں یا تو علماء حضرات ہیں یا سردار صاحب اور ان کے ساتھی ہیں جو اچھی طرح دعوے اور دلیل کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ مقدمے میں ایک فریق مدعی اور دوسرا مدعا علیہ ہوتا ہے۔ عدالت ہمیشہ مدعی سے دلیل کا مطالبہ کرتی ہے اور مدعا علیہ کو اس کے گواہوں پر جرح کرنے کا حق بھی دیتی ہے۔ مدعا علیہ نہ تو گواہ پیش کرتا ہے اور نہ اس کا یہ حق ہوتا ہے کہ وہ گواہ پیش کرے۔ اب اس کے بارے میں نے اپنا دعویٰ لکھ کر مولوی احمد سعید کو بھیج دیا ہے کہ: ''حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ اپنی اپنی قبروں میں ''الآن کما کان'' (جس طرح پہلے تھے اسی طرح اب بھی) بالکل تروتازہ اور محفوظ زندہ ہیں۔'' یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

اب بات یہ تھی کہ مولانا احمد سعید بھی اپنا عقیدہ لکھ کر ہمیں بھیجتے۔ عقیدے میں جو بات ہوتی ہے وہ ہوتا ہے۔ ''اثبات کا پہلو'' کہ میں یہ مانتا ہوں، مولانا نے جو یہ چٹ بھیجی ہے اصول مناظرہ کے مطابق یہ دعویٰ نہیں، انکار دعویٰ ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ موت کے بعد قبر ارضی کے اندر نبی کے جسم کے لئے ایسی حیات قطعاً ثابت نہیں، جس طرح دنیا میں روح اور جسم کے ساتھ تھی۔ (دستخط احمد سعید)

بات کو اچھی طرح سمجھو اور غور کرو کہ جب تک وہ اپنا دعویٰ لکھ کر نہ دیں ان کو کوئی دلیل پیش کرنے کا حق نہیں۔ کیونکہ دلیل کا نمبر بعد میں ہوتا ہے اور دعویٰ پہلے لکھا جاتا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس تحریر میں دوسری غلطی یہ ہے کہ اگر انہوں نے ہمارے عقیدے کا انکار کرنا تھا تو وہ صرف ہمارے دعویٰ کے نیچے یہ لکھ دیتے کہ میں اس عقیدہ کو نہیں مانتا۔ انہوں نے ایک عقیدہ ہماری طرف منسوب کر کے لکھ دیا ہے۔ جب ہم یہاں موجود ہیں، ہم نے اپنا عقیدہ لکھ کر دے دیا ہے تو ان کو الفاظ کے اندر کمی بیشی کر کے اس کو ہماری طرف منسوب کر کے انکار کرنے کا کوئی قانونی اور شرعی حق نہیں۔ اس لئے یا تو جناب احمد سعید صاحب اسی طرح اپنا عقیدہ مختصر الفاظ میں کہ میں حضور ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان سمجھتا ہوں۔ یہ اثباتی پہلو ہے۔ یہ لکھ کر بھیجیں اس پر پھر وہ اپنے دلائل بیان کریں گے۔ لیکن اگر وہ دعویٰ لکھنے سے انکار کر جائیں جیسا کہ اب تک ہو چکا ہے، الحمد للہ! اس سے ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ مولانا احمد سعید صاحب نے جو اپنے کھلے خط میں فرمایا کہ میرے پاس ستر آیتیں اور اٹھارہ سو احادیث دلیلیں ہیں۔ لیکن وہ دلیلیں کس دعویٰ کی ہیں؟ وہ دعویٰ لکھ کر کیوں نہیں دیتے۔ جب تک یہ بات طے نہ ہو آگے چلنا بے فائدہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں اس بات کی کوشش کروں گا کہ علامہ صاحب کی ذاتیات کے بارے میں کچھ نہ کہوں اور نہ ہی کسی اور صاحب کے بارے میں کہوں۔

تیسری بات یہ ہے، ہم جو مناظرہ کر رہے ہیں اس میں اس بات کی کوشش کریں کہ مناظرہ سن کر کوئی بندہ اپنی ضد ترک کر دے۔ اگر ایک بندے نے بھی ضد چھوڑ دی تو اس میں ہمارا فائدہ ہے۔ لیکن اگر کوئی اس مناظرہ کی وجہ سے دین سے متنفر ہو گیا تو اس میں ہمارا دنیا و آخرت کا بہت بڑا نقصان ہے۔

سردار صاحب کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی مناظر اپنے دعویٰ سے ہٹ کر ادھر ادھر کے دلائل بیان کر رہا ہو خواہ وہ میں ہوں یا دوسرا کوئی دوست۔ اس کو روکیں اور اس کو دعویٰ کے مطابق دلائل دینے کا پابند کریں۔ بقول سردار صاحب کے کہ زیادہ لوگ وہ ہیں جو (علمی) باتوں کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے بات جتنی واضح ہوگی وہ اس کو سمجھیں گے۔ بات جتنی مختصر ہوگی اس کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ اب میں اپنے دعویٰ پر سب سے پہلے اللہ کے رسول پاک ﷺ کا ارشاد گرامی پیش کرتا ہوں۔

<u>دلیل نمبر ۱</u>: امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب "حیاۃ الانبیاء" جو ان کی اپنی کتاب ہے (اس میں وہ اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں) اس میں وہ فرماتے ہیں: "عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ کے خادم خاص تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

انبیاء لفظ نبی کی جمع ہے۔ قبور لفظ قبر کی جمع ہے۔ احیاء کا معنی زندہ، یصلون کا معنی نماز پڑھتے ہیں۔ کچھ کتابیں وہ ہیں جن میں متواتر حدیثیں ہوتی ہیں یا بعض روایتوں کے بعد لکھا ہوتا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ صاحب نظم المتناثر فرماتے ہیں: "ان من جملة ماتواتر من النبی ﷺ حیاۃ الانبیاء فی قبورھم" ہمارے رسول پاک ﷺ سے جو باتیں اس امت میں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں ان میں سے یہ بات بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی شرح ابوداؤد میں فرماتے ہیں: "تواترت بہ الاخبار"

اس قسم کی حدیثیں متواتر ہیں جن سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ خدا کے رسول اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنی دوسری کتاب "انباء الاذکیاء" میں فرماتے ہیں: "حیاۃ النبی ﷺ فی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علماً قطعیاً'' ہمارے حضور پاک ﷺ اور تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ امت میں یہ بات علم قطعی سے ثابت ہے۔

میں نے اپنے دعویٰ کے مطابق تین باتیں عرض کرنی تھیں۔

ایسی دلیل جس میں نبی کا لفظ آ جائے، حیات کا لفظ آ جائے اور قبر کا لفظ آ جائے۔

الحمدللہ! میں نے اپنا دعویٰ رسول پاک ﷺ کے اس ارشاد سے ثابت کر دیا جس کو محدثین نے متواتر تسلیم کیا ہے۔ متواتر قطعی الثبوت بھی ہوتی ہے اور قطعی الدلالت بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ موجود ہیں۔ میں نے اتنی عام فہم دلیل پیش کی ہے کہ ان پڑھ آدمی بھی اس کو سمجھ سکتا ہے۔

اب میں علامہ احمد سعید صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ بیان سے پہلے اپنا وہ دعویٰ جو ستر آیتوں سے اور نبی پاک کی اٹھارہ سو احادیث سے ثابت ہے، وہ لکھ کر دیں۔ پھر اپنے دعویٰ پر صرف ایک حدیث صحیح، سترہ سو ننانوے ان کو معاف، صرف ایک صحیح حدیث پیش کریں۔ اس کے بعد اگر کوئی سند پر بحث کرنا چاہے تو ان کو اجازت ہوگی۔

پہلے میری پیش کردہ حدیث پر بحث ہوگی۔ پھر احمد سعید صاحب کی پیش کردہ حدیث پر بحث ہوگی۔ لیکن پہلے وہ حدیث پیش کریں۔ اس لئے تاکہ آپ لوگوں کو بات سمجھنا آسان ہو جائے۔ کیونکہ اگر میری پیش کردہ حدیث پر وہ ایسا اشکال کریں جو ان کی حدیث پر بھی ہو سکتا ہے یا میں ان کی پیش کردہ حدیث پر ایسا اعتراض کروں جو خود میری پیش کردہ حدیث پر بھی ہو سکتا ہے تو یہ وقت کو ضائع کرنا ہوگا۔

فیصل آباد میں غیر مقلدین سے مناظرہ تھا۔ انہوں نے بھی فاتحہ خلف الامام کی حدیث پیش کی۔ ہم نے بھی ترک فاتحہ خلف الامام کی حدیث پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ تیری پیش کردہ حدیث میں ایک راوی مدلس ہے۔ میں نے کہا تمہاری پیش کردہ حدیث میں تین راوی مدلس ہیں۔ جج نے کہا یہ تو اعتراض برابر ہو گیا۔ کیونکہ جو اعتراض تم نے ان کی سند پر کیا وہ تمہاری سند پر تین گنا زیادہ ہو گیا۔ اب دیکھو جج صاحب کو بات سمجھنا آسان ہو گئی۔

اسی طرح علامہ احمد سعید صاحب ایسی حدیث پیش کریں (یعنی واضح) جیسے میں نے پیش کی کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں نے محدثین سے جو اہل فن ہیں (اس کا تواتر بھی نقل کیا ہے) کیونکہ اہل فن ہی اس کو جانتے ہیں۔ اگر کوئی ایماندار سنار کہے کہ یہ سونا ہے اس کے مقابلے میں بزاز یا عامی آدمی کہے کہ یہ سونا نہیں ہے تو ہمیں سنار کی بات ہی ماننی ہوگی۔

اب علامہ احمد سعید صاحب بھی اٹھارہ سو میں سے صرف ایک واضح حدیث پیش کر دیں کہ خدا کے سارے رسول (معاذ اللہ) اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ احمد سعید صاحب حدیث پیش کرنے کے بعد اس کا دو محدثین سے متواتر ہونا بھی ثابت کریں، جس طرح میں نے دو محدثین سے ثابت کیا ہے۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ دو شہادتیں پیش کریں تاکہ یہ برابر ہو جائیں اور حدیث اتنی واضح ہو جتنی واضح میں نے پیش کی کہ اس میں نبی کا لفظ بھی ہو اور قبر کا لفظ بھی ہو، بے جان اور مردہ کا لفظ بھی ہو۔ (معاذ اللہ) اس کے بعد سب سے پہلے میں اپنی پیش کردہ حدیث کی سند پر بحث کے لئے تیار ہوں۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ ہم نے بات اتنی عام فہم کی کہ سب کو سمجھ آ گئی، ورنہ علمی باتیں علمی رنگ میں اس کے لئے تو خاص علماء کا مجمع ہونا چاہئے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں نے اپنا دعویٰ عام فہم انداز سے ثابت کر دیا۔ علامہ صاحب نے ابھی تک اپنا دعویٰ بھی لکھ کر نہیں دیا اور ہمارے دعویٰ کے انکار کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہمارے دعویٰ کی نہیں بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے ایک بات لکھ دی ہے اور اسے ہماری طرف منسوب کر دیا ہے۔ اب جب تک وہ اپنا دعویٰ لکھ کر نہ دیں، آپ حضرات ان کو دلائل بیان کرنے سے روکیں۔ کیونکہ جو اپنا دعویٰ نہیں لکھ سکا وہ دلائل کس طرح بیان کرے گا۔ جب تک وہ اپنا عقیدہ لکھ کر نہ دیں اس وقت تک وہ کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی عدالت ایسی نہیں ہے کہ اس میں دعویٰ دائر نہ ہوا اور وہ مدعی سے گواہ طلب کرے کہ گواہ لاؤ، دعویٰ بعد میں دائر ہوتا رہے گا۔

الحمدللہ! میں نے اپنا دعویٰ بھی پیش کر دیا وہ لکھا ہوا مولوی احمد سعید کے پاس موجود ہے اور میں نے اس پر حدیث بھی پیش کر دی اور اتنی عام فہم کہ اس کے کسی ایک لفظ پر بھی کسی کو شک اور شبہ نہیں ہو سکتا۔ اب احمد سعید صاحب کے ذمہ ہے کہ صاف حدیث پیش کریں جس میں یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام (معاذ اللہ) اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ اگر وہ قرآن پاک کی آیت پیش کرنا چاہیں تو ایسی صریح آیت پیش کریں کہ اس کا اردو ترجمہ کسی کے سامنے بھی رکھ دیا جائے اور وہ ترجمہ علماء دیوبند کا ہو، اس میں لکھا ہوا دکھا دیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ (معاذ اللہ) اگر احمد سعید صاحب اس کا ترجمہ دکھا دیں تو ہم ضد نہیں کریں گے بلکہ تسلیم کر لیں گے کہ احمد سعید نے اپنا عقیدہ ثابت کر دیا ہے۔ میں نے جو حدیث پیش کی ہے۔ اوّل تو اس کے اندر کوئی شبہ ہی نہیں۔ اگر کسی کو شبہ ہو تو میں اس کا ترجمہ علماء دیوبند سے وہی دکھا سکتا ہوں جو میں نے کیا ہے۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: محترم عزیز شرکاء اجتماع! جناب مولانا محمد امین صاحب نے اپنا دعویٰ ثابت کرتے ہوئے ابتداء کی ہے حدیث رسول پاک ﷺ سے۔ خود تسلیم کیا انہوں نے کہ مدعی ہم ہیں۔ جب مدعی مولانا صاحب بن گئے تو میں یقیناً ان کے دعویٰ کا منکر بنا۔ پھر مجھ سے مطالبہ کرنا کہ آپ بھی اپنا عقیدہ لکھ کر دیں۔ ایک فریق مدعی ہوتا ہے، دوسرا انکار کرتا ہے۔ جب مولانا مدعی بن چکے ہیں تو میں یقیناً ان کے دعویٰ کا منکر ہوں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ حضور ﷺ وانبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں انکار کرتا ہوں کہ شریعت مطہرہ مقدسہ سے قیامت تک کوئی شخص اللہ کے نبی ﷺ کی وفات مقدسہ کے بعد شرعی دلائل کے پیش نظر وہ اپنا دعویٰ ثابت نہیں کر سکتا کہ جو جسم اس قبر مقدس میں دفن کیا گیا ہے، حضرت پاک ﷺ اسی جسم پاک کے ساتھ اس قبر کے اندر اسی طرح زندہ ہیں، جس طرح مولانا تسلیم کرتے ہیں۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جب انہوں نے دعویٰ کیا ہے تو میں نے ان کے دعوے کا انکار ہی کرنا ہے۔ وہ میں نے لکھ کر دیا ہے۔ جب میں مدعی بنوں کسی بات کا تو اس وقت میرے ذمہ ہوگا اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کرنا، ایک غلطی تو یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے متواتر حدیث پیش کی۔ میں یہ بات نہیں سمجھ سکا کہ مولانا قرآن مقدس سے کیوں ناراض ہیں؟ جب وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ عقیدہ ہے، عقیدہ کی ابتداء باجماع اصحاب محمد ﷺ قرآن سے ہوتی ہے تو انہوں نے قرآن کی نص قطعی کیوں پیش نہیں کی؟ میرا یہ سوال ہے کہ حضور ﷺ اور انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں، جیسے وفات سے پہلے تھے تو کوئی ایک آیت یا آیت کا ایک حصہ جو قطعی الثبوت کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہو، قیامت تک مولوی صاحب پیش نہیں کر سکتے۔ ہاں! اگر مولانا یہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سمجھتے ہیں کہ قرآن سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں تو یہ تحریر کر دیں کہ قرآن میں اس قسم کی آیت نہیں ملتی۔ پھر حدیث رسول ﷺ پیش کریں۔ پھر چشم ما روشن دل ماشاد۔ پھر مولانا کا مطالبہ بھی پورا کر دیا جائے گا۔ ایک نہیں اٹھارہ سو احادیث باسند پیش کی جائیں گی۔ لیکن اسلام کے اصول کے مطابق۔

مسلمان کے اصول کے مطابق مناظرہ کے دلائل اس طرح دیں کہ جس طرح اسلام دیتا ہے، پہلے قرآن مقدس کی آیت پیش کرو جو قطعی الثبوت ہونے کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت ہو۔ صرف تلاوت کا فائدہ نہ دے۔ کیونکہ آپ کا عقیدہ ہے اور عقیدہ ضروری ہے۔ اس لئے ایسی آیت پیش کرو کہ اس کا ترجمہ کرنے کے ساتھ ہی وہ لوگوں کو سمجھ آجائے۔ پھر مولانا نے ''الانبیاء احیاء فی قبورھم'' پڑھا ہے اور حوالہ ان محدثین کا دیا ہے جو خود ناقل ہیں۔ اسماء الرجال کے نقاد محدثین نہیں، نقال ہیں۔ کسی سے نقل کرتے ہیں اور نقل کر کے وہ اس پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں۔ پھر تم نے روایت پڑھ کر اس کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔ آپ نے کہا ہے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ آگے جو ''یصلون'' لفظ ہے اس کا ترجمہ نہیں کیا کہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اپنی قبروں میں۔ آخر کوئی شک تو آپ کا ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ نے ''یصلون'' کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے۔

بہرحال سب سے پہلی بات جو طے شدہ ہے کہ تم مدعی ہو۔ مجھے اس کے مقابلے میں دعویٰ لکھ کر نہیں دینا بلکہ اس کا جواب دینا ہے۔ باقی ہمیں کوئی اصرار نہیں دلائل پیش کرنے پر۔ دلائل تو جب موقع آئے گا اس وقت اس کی بھرمار ہوگی۔ آپ خود تسلیم کرو گے کہ واقعی دلائل ہیں۔ فی الحال ہمیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ دلائل مانگنے کی ضرورت ہے۔ آپ دلیل پیش کرو۔

سب سے پہلے دلیل ہے کلام اللہ قرآن مقدس، جب تک کتاب اللہ سے ایسی آیت مقدسہ پیش نہ کرو جس میں یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی ان قبروں کے اندر جن میں مدفون ہیں: ''روح مع الجسد'' اسی طرح زندہ ہیں جس طرح دنیا میں: ''روح مع الجسم'' زندہ تھے۔ اگر تمہارا یہ دعویٰ نہیں تو دعویٰ بدل لو۔ اگر دعویٰ یہی ہے تو پھر اس کو قرآن مقدس سے ثابت کرو۔

اگر قرآن سے دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا تو پھر دلائل کی بھرمار کرنے کے لئے ہر روایت جو کسی چھوٹی موٹی کتاب میں لکھی ہوئی ہو، آپ پڑھنا شروع کر دیں۔ میں پڑھنا شروع کر دوں۔ مولانا نے کہا ہے کہ عام فہم بات ہو تو ایسی آیت مقدس پڑھو جس میں ہر بندے کو سمجھ آجائے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں دعویٰ لکھ کر اصول کے خلاف کرنا نہیں چاہتا۔ دعویٰ آپ کا ہے۔ میرے پاس آپ کے دعویٰ کا انکار ہے اور جواب دعویٰ ہے۔ تم دلائل پیش کرو پھر دیکھو اس کا جواب کیسے ملتا ہے۔

پہلا سوال: آپ نے ایسے عقیدہ ضروریہ کو قرآن سے ثابت نہیں کیا۔ کیا حضور ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام نہیں گزرے؟ ان کی حیات کے بارہ میں قرآن میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر نہیں تو کیا اس کی تصریح ہونی چاہئے۔ اگر کیا ہے تو اس کی تصریح ہونی چاہئے۔ اس کے بعد دوسرا نمبر ہے۔ حدیث رسول ﷺ کا۔ السلام علیکم!

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' مولانا احمد سعید صاحب نے تا حال اپنا عقیدہ بیان نہیں کیا۔ دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس دلائل ہیں لیکن میں منکر ہوں۔ سوال یہ ہے کہ جب دلائل ہیں تو انکار کس چیز کا؟ مولانا کی بات کو میں اور آپ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کیسے سمجھیں کہ دلائل ہیں اور دعویٰ نہیں۔ سورج کی روشنی تو ہے لیکن سورج نہیں ہے۔ آگ کی گرمی تو ہے لیکن آگ موجود نہیں ہے۔ مولانا آپ دلائل کی بھرمار کرنا چاہتے ہیں، لیکن دعویٰ کیوں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ اس دعوے کو تو بیان کر دینا چاہئے تھا۔ رہا مولانا کا یہ فرمان کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ عقیدہ کے لئے سب سے پہلے قرآن سے دلیل پیش کرنا چاہئے۔ اس بات میں میں مولانا سے حوالہ طلب کرتا ہوں کہ یہ کس کتاب میں ہے؟

اس سے پہلے سردار صاحب نے بھی یہ بات ارشاد فرمائی کہ بات عام فہم ہونی چاہئے۔ اس لئے میں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ عام فہم ہے۔ کیونکہ یہی طریقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا تھا۔ جب ان کو خارجیوں کی طرف مناظر بنا کر بھیجا تھا کہ ان سے قرآن پڑھ کر مناظرہ نہ کرنا۔ کیونکہ قرآن مجمل کتاب ہے۔ ہر شخص اس کے مطالب کو اپنی طرف کھینچے گا۔ حدیث رسول پڑھ کر مناظرہ کرنا کیونکہ حدیث میں بات واضح ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خارجی قرآن قرآن کی رٹ لگائیں گے۔ کیونکہ قرآن میں اجمال زیادہ اور تفصیل کم ہے۔ اس لئے اس کے مفہوم ومطلب میں غلط بات ملائی جاسکتی ہے۔ جب خارجی قرآن پڑھیں تو تم ان کو میرے نبی کی حدیث سے پکڑنا۔ کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بات واضح ہوتی ہے۔

اب میں مثال دے کر سمجھاتا ہوں اور علامہ احمد سعید صاحب سے پوچھتا ہوں کہ قرآن میں واضح طور پر موجود ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اب قرآن کی کسی آیت میں واضح نہیں کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کو سجدہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ہے تو علامہ صاحب دکھادیں۔ سجدہ نہ کرنے کی وضاحت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرنے سے منع فرمایا۔ وہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے۔ لیکن امت میں تواتر کی وجہ سے یقینی ہوگئی ہے۔

اسی طرح جب ہمارا مناظرہ قادیانیوں ہوتا ہے ہم صاف حدیث پڑھتے ہیں: ''ان عیسی لم یمت و انہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ'' بے شک اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ تمہارے پاس قیامت سے پہلے آنے والے ہیں، تو اس وقت قادیانی یہی شور مچاتا ہے کہ پہلے قرآن پیش کرو۔ پہلے قرآن پیش کرو کیونکہ ہمیں باب مدینۃ العلم (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) نے مناظرہ کا طریقہ بتایا ہے۔ نمازوں کے اوقات اگرچہ مفسرین قرآن سے بھی ثابت کرتے ہیں۔ لیکن ہم عوام کو سمجھانے کے لئے احادیث پیش کرتے ہیں۔ علامہ صاحب کا مطالبہ ٹھیک نہیں۔ علامہ صاحب یاد رکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے جو کہیں گے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی ضرورت نہیں۔ فرمایا ایسے لوگوں سے یہ پوچھنا کہ گدھا حلال ہے یا حرام؟ احمد سعید صاحب گدھے کے حرام ہونے کے بارے میں آپ کا عقیدہ ضرور یہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا گدھے کے حرام ہونے کے بارے میں ان سے قرآن سے دلیل طلب کرنا۔ قرآن کی قطعی آیت پیش کریں یا تحریر لکھ کر دیں۔ (کہ یہ حلال ہے)

دیکھو بات یہ چل رہی تھی کہ بات عام فہم ہو، میں نے عام فہم حدیث پیش کر دی اور محدثین سے اس کا متواتر ہونا بھی ثابت کر دیا۔ ایک خارجی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نماز فرض ہے یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ لیکن نماز کی رکعتیں قرآن سے ثابت کرو کہ ہر نماز کی کتنی رکعتیں ہیں۔ ورنہ میں آج ظہر سے نماز پڑھنا چھوڑ دوں گا یا لکھ دو کہ ظہر کی رکعتیں عقیدہ ضرور یہ میں سے نہیں ہیں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عقائد اسی طرح ہیں؟ (یعنی کیا سارے عقائد قرآن سے ثابت ہیں؟ جو قرآن سے نہ ملے یعنی اس کی وضاحت نہ ملے وہ عقیدہ ضرور یہ میں سے نہیں ہوتا؟)

اسی طرح مولانا احمد سعید صاحب وضاحت فرمائیں کہ جو عقائد صراحتاً قرآن میں نہیں ہیں، کیا وہ ان کو غیر ضروری قرار دیں گے؟ پھر میں آپ سے صحیح عقائد پوچھوں گا کہ یہ عقیدہ آپ نے کہاں سے لیا؟ سردست میں نے صرف ایک عقیدہ پوچھا ہے کہ نبی کو سجدہ کرنا حلال ہے یا حرام؟ قرآن کی آیت پیش کریں۔ لیکن وہ قیامت تک ایک آیت پیش نہیں کر سکتے جس میں یہ ہو کہ نبی (نبی کا لفظ ہو) کو سجدہ کرنا حلال ہے یا حرام۔ یہاں مجبور ہو کر وہ حدیث پیش کریں گے۔ بہرحال میں جس اصول پر مناظرہ کر رہا ہوں مجھے مناظرہ کا یہ اصول باب مدینۃ العلم نے سکھایا ہے۔

ایک شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اس نے کہا صرف قرآن پیش کرو۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا تم بندر کا حرام ہونا قرآن سے دکھاؤ کہاں لکھا ہے؟

علامہ صاحب نے ایک بات یہ کہی کہ اس نے ترجمہ پورا نہیں کیا۔ الحمدللہ! میں اس پر خوش ہوں کہ اس روایت کا ترجمہ جس طرح میں نے کیا تھا، علامہ صاحب نے بھی اسی طرح کیا ہے۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ نقالوں سے روایت نقل کی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقال نہیں وہ اپنی سند کے ساتھ حدیث نقل کرتے ہیں۔ جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ ایسے ہی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی سند سے حدیث نقل کرتے ہیں۔ کتاب کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا کوئی سوال نہیں۔ حدیث سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ اگر علامہ احمد سعید صاحب کہتے ہیں کہ یہ نقال ہے تو وہ بتائیں کہ انہوں نے یہ حدیث کس کتاب کے حوالہ سے نقل کی ہے؟ یہ بات علامہ صاحب کی غلط ہے۔

علامہ احمد سعید صاحب: عقیدہ تو ثابت نہیں کیا، میرے اوپر کئی حملے کئے ہیں۔ مولانا محمد امین صاحب نے پہلا حملہ تو یہ کیا ہے کہ قرآن پاک سے دلیل مانگنا مرزائیوں کا کام ہے۔ میں نے مولانا سے کہا ہے کہ قرآن سے اپنا عقیدہ ثابت کریں؟ مجھے کیا، اگر قرآن میں ان کا عقیدہ نہیں ہے تو بے شک حدیث سے ثابت کریں۔ لیکن مولانا فرماتے ہیں کہ قرآن سے دلیل مانگنا قادیانیوں اور خارجیوں کا کام ہے۔ جب کہ محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "ترکت فیکم الامرین" "میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔" "اولھما کتاب اللہ" "پہلی چیز کتاب اللہ ہے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "حسبنا کتاب اللہ" "ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ لیکن مولانا فرماتے ہیں کہ ہمیں عقیدہ کے لئے کتاب اللہ کی ضرورت ہی نہیں۔ انہوں نے شروع ہی حدیث رسول اللہ ﷺ سے کیا ہے۔

میرا سوال یہی تھا کہ مولانا! نہ میں حدیث رسول اللہ ﷺ کا منکر ہوں اور نہ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کا منکر ہوں۔ لیکن آپ یہ تو بتائیں کہ قرآن سے آپ کو مخالفت کیا ہے؟ آپ قرآن مقدس سے دلیل پیش کیوں نہیں کرنا چاہتے اس کی وجہ کیا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حوالہ آپ نے نقل کیا ہے۔ اس کا انکار کس بدبخت نے کیا ہے۔ (یہاں پر علامہ صاحب نے اپنی علمیت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ فلاں لفظ اس طرح نہیں۔ اس طرح ادا کرنا چاہئے۔ یہ میرا آپ کے ساتھ تعاون ہے۔ کیونکہ ہم بھائی بھائی ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو خوارج کی طرف ان کو بھیجا تھا تو یہ کہا تھا کہ آیات میں احتمالات ہوتے ہیں۔ کئی قسم کے معنی ہوتے ہیں۔ وہ خوارج اس میں تاویلات

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کریں گے۔ اس وقت تم ان کو حدیث رسول اللہ ﷺ کے تیر مارو "ارموا هم بالسنة" یہ بات درست ہے کہ جب خود مسئلہ قرآن مقدس پیش کرتا ہے اور اس کی تشریح رسول اللہ ﷺ کر دیں تو ٹھیک ہے۔ مولانا تمہارا نقصان کیا ہے؟ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ ہمارا دعویٰ تو قرآن میں موجود ہے۔ لیکن اس کی تشریح رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں ہے مگر آپ قیامت تک یہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ نہ قرآن مقدس میں تمہارا دعویٰ ہے اور نہ صحیح حدیث سے کوئی ثابت کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے دوسری مرتبہ بھی آپ قرآن کے نزدیک نہیں گئے۔

دوسرا آپ کا مطالبہ اجماع صحابہ کا۔ لو صحاح ستہ میں ہے شاید آپ کو پڑھنے کا موقع نہ ملا ہو، لکھا ہے: "باتفاق اهل العلم" (اس کے بعد ایک روایت باسند پڑھی جس کے آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے مجمع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں فرماتے ہیں کہ لوگو! رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی بھی مسئلہ درپیش آ جائے تو "فليقض بكتاب الله" فیصلہ کتاب اللہ سے کیا جائے گا۔ "فان جاء ه امر ليس في كتاب الله فليقض بما قضى به النبي ﷺ" اگر مسئلہ کتاب اللہ سے نہ مل سکے تو پھر حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف آؤ)

سوال یہ ہے کہ اہل علم سے کیا مراد ہے جو بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کیا کسی صحابی سے اس کے خلاف کوئی چیز ثابت ہے؟ اسی کا نام اجماع ہے بلکہ اجماع تو خود اس بات پر اللہ کے رسول پاک ﷺ کر گئے۔ جب فرماتے ہیں سارے مسائل کی ابتداء "اولها كتاب الله" مولانا آپ تو حنفی ہیں۔ الزام دوسروں کو دیتے ہو کہ فلاں مرزائی ہے، فلاں اس طرح ہے، آپ تو حنفی ہو، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ "تمسک التمسكات الاربعة اولها كتاب الله" امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دلیل لینے کے جو چار طریقے ہیں ان میں پہلا درجہ کتاب اللہ کا ہے۔

میرا سوال یہ ہے کہ اللہ کی کتاب پر آپ کو کب اعتماد نہیں رہا؟ قرآن کی آیت قطعی الثبوت والدلالت پیش کر کے اس کو حدیث رسول اللہ ﷺ سے واضح کرو۔ اگر حدیث میں وضاحت نہیں تو اس آیت کی وضاحت اقوال صحابہ سے پیش کرو۔ اگر اقوال صحابہ میں اس کی وضاحت نہیں تو ائمہ مجتہدین، اقوال صالحین کے ساتھ کرو۔ اس کا انکار کون بدبخت کر سکتا ہے۔ لیکن بدبختی کی بات تو یہ ہے کہ کلام اللہ کے نزدیک بندہ نہ جائے۔ اگر قرآن مقدس میں مسئلہ موجود ہے تو پیش کرو۔ اگر نہیں تو صاف کہہ دو کہ نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں حدیث رسول اللہ ﷺ کی ضرورت پیش آ گئی ہے۔ بہرحال آپ کو اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے کتاب اللہ پیش کرنا لازمی ہے۔ اس کے بعد پھر دوسرا نمبر ہوگا۔ چاہے پھر حدیث رسول پیش کر دو یا کچھ اور۔ (والسلام)

<u>مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: "الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى" میرے دوستو! علامہ صاحب نے ایک لمبی تقریر فرمائی۔ اس میں ایک حدیث پڑھی کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جن الفاظ سے انہوں نے حدیث پڑھی ہے۔ اس کی اگر کوئی صحیح سند ہے تو علامہ صاحب پیش کریں۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

<u>مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں "اولهما" کے الفاظ نہیں ہیں۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: ہیں۔

<u>مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: کتاب پیش کریں۔

(آج مناظرہ کو تیس برس ہونے کو ہیں، مماتی آج تک حوالہ پیش نہیں کر سکے۔ مرتب)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

علامہ احمد سعید صاحب نے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث میں اپنی طرف سے الفاظ زیادہ کر دیئے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا وہ شخص اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے جو میری طرف جھوٹی بات منسوب کرتا ہے۔ ''اَوْ لَهما'' کے الفاظ نہیں ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سند کے ساتھ نقل بھی نہیں کیا۔ اگر اس کی سند پیش کر دیں تو منہ مانگا انعام دوں گا۔

دوسری روایت جو انہوں نے نسائی کے حوالے سے پیش کی، جس میں ''باتفاق اهل العلم'' کے الفاظ ہیں۔ یہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے الفاظ ہیں۔ اس کا اجماع صحابہ سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے اجماع صحابہ کا حوالہ مانگا تھا۔ اوپر کے الفاظ کسی صحابی کے الفاظ نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ روایت انہوں نے سند سے پیش کی۔ سند آپ نے سنی، یہ میرے ہاتھ میں احمد سعید کا رسالہ ہے۔ دمدمۃ الجنود (ص ۳۹) میں لکھتے ہیں کہ: ''اس میں ایک راوی ابو معاویہ ضریر ہے وہ بھی خیر سے غالی شیعہ ہے۔ یہ وہی راوی ہے جس کی نماز جنازہ پڑھنے سے بہت سارے محدثین نے انکار کر دیا تھا۔'' آگے لکھتے ہیں: ''ابو معاویہ کا غالی شیعہ ہونا اگرچہ ظاہر نہ ہو لیکن وہ غالی شیعہ ہی ہے۔'' آگے لکھتے ہیں: ''اعمش بھی تدلیس کا مریض ہے۔'' یاد رکھیں! علامہ احمد سعید صاحب نے جو سند نسائی کے حوالے سے پیش کی، اس میں بھی یہ دونوں راوی موجود ہیں۔ یہ تو فرماتے تھے کہ دلائل کی بھرمار ہوگی۔ لیکن پہلی دلیل ہی غالی شیعہ اور تدلیس کے مریض کی پیش کی جو ان کے مذہب میں مریض ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت مجھے تو فرماتے ہیں کہ آپ حنفی ہیں لیکن آپ شیعہ کی طرف کیوں بھاگ رہے ہیں جس کو آپ نے اپنی کتاب میں شیعہ لکھا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ علامہ صاحب کی کبیر والا کی تحریر ہمارے پاس موجود ہے، اس میں انہوں نے ایک اصول بیان فرمایا تھا کہ امام صاحب کا جو قول پیش کیا جائے گا وہ باسند ہونا چاہئے اور جو قول انہوں نے پیش کیا اس میں ''اَوْ لَها'' کا لفظ نہیں ہے۔ دوسرا اس کی سند پیش کریں تاکہ ان کا لکھا ہوا اصول پورا ہو جائے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ ایک ہے اجتہاد کی ترتیب اور ایک ہے مناظرہ کی ترتیب۔ جو مولوی احمد سعید صاحب ترتیب پیش کر رہے ہیں وہ اجتہاد کی ترتیب ہے۔ ہم دعویٰ اجتہاد لے کر کھڑے نہیں ہوئے۔ مقلد کے لئے قطعاً یہ ترتیب نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مقلد نہیں ہیں۔ وہ مجتہد ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ان (احمد سعید) کے لکھے ہوئے کے مطابق ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں ابو معاویہ اور اعمش موجود ہیں۔ پھر یہ روایت بھی مجتہد کے لئے ہے۔ اگر علامہ احمد سعید صاحب مجتہد بن کر کلام کر رہے ہیں تو ان کو اس کا حق دیں گے۔ لیکن کب؟ جب وہ اپنا دعویٰ لکھ کر دیں گے۔ پھر ہی اس پر دلائل پیش کریں گے۔

چھٹی بات۔ علامہ صاحب نے بار بار یہ بات کہی کہ آپ قرآن کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ میں علامہ صاحب سے کہتا ہوں اگر آپ مخالفت کا معنی جانتے ہوتے تو کبھی یہ بات نہ کرتے۔ مخالفت تب ہوتی کہ ایک آدمی کہے کہ سردار صاحب یہاں ہیں۔ دوسرا کہے کہ نہیں ہیں۔ اگر علامہ صاحب قرآن کی یہ آیت پڑھ دیتے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں، تب انہیں یہ کہنے کا حق تھا کہ آپ قرآن کی مخالفت کر رہے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جب انہوں نے میرے دعوے کے خلاف کوئی آیت نہیں پڑھی اور میرے دعوے کے خلاف کچھ ثابت نہیں کیا تو مجھے کہنا کہ میں نے قرآن کی مخالفت کی ہے، چہ معنی دارد؟

ساتویں بات یہ ہے کہ آپ کا یہ کہنا کہ میں دلیل طلب کرنے والوں کو مرزائی کہتا ہوں، نہیں۔ اس لئے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات سامنے رکھی تھی جس کو آپ نے بھی تسلیم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور سردار صاحب نے بھی شروع میں یہی کہا تھا کہ عوام کے سامنے ایسے دلائل رکھے جائیں جس کو وہ سمجھ سکیں۔ جب آپ نے حدیث کو متواتر مان لیا تو آپ بتلائیں کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ قرآن کے خلاف حدیثیں بیان فرمایا کرتے تھے؟ کیا معاذ اللہ! اللہ نے ان کو اس لئے نبی بنا کر بھیجا تھا کہ ایک آیت میری سنا دینا اور دس باتیں اپنی طرف سے گھڑ کر سنا دینا؟ بہرحال میں تو اپنے دعویٰ پر دلائل پیش کر رہا ہوں۔ پہلی حدیث جو میں نے پڑھی ہے، وہ ہے: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ نے فرمایا: ''میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے گزرا۔ سرخ ٹیلے کے پاس سے میں نے ان کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔'' اب دیکھیں بات کتنی صاف ہے کہ دیکھنے والے اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ ریت کے ٹیلے نہ جنت میں ہوتے ہیں نہ علیین میں ہوتے ہیں۔ ریت کے ٹیلے یہیں دنیا میں ہیں۔ بخاری شریف میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ وہ ریت کا ٹیلہ جہاں موسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے وہ بیت المقدس کے پاس ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ اس قبر میں موسیٰ علیہ السلام کا جسد عنصری تھا یا کوئی خواب و خیال کا جسم تھا؟ بات واضح ہے کہ حضرت پاک ﷺ نے ان کو دیکھا یہ حیات کی دوسری دلیل پیش کر رہا ہوں۔

علامہ احمد سعید صاحب: برادران اسلام! میرا سوال مولانا کے ذمے ویسے ہی باقی ہے جیسے پہلے تھا۔ نہ انہوں نے اس پر کچھ ارشاد فرمایا ہے اور نہ آئندہ فرمانے کا ارادہ ہے۔ روایت وہ پڑھتے ہیں کہ جب روایات پر بحث کا مقام آیا تو ان میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں بنے گی۔ متواتر تو متواتر رہ گئی۔ اصل بات لوٹ لوٹا کر پھر وہیں آگئی کہ مولانا فرماتے ہیں کہ فلاں راوی ضعیف ہے، فلاں ضعیف۔ ہمارے مذہب کا دارومدار ضعیف روایات پر تو نہیں ہے۔ باقی اگر مولانا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات نہیں مانتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات مان لیں۔ اس میں ان راویوں میں سے کوئی راوی نہیں۔

''اخبرنا محمد ابن بزار قال حدثنا ابو عامر قال حدثنا سفیان عن شیبانی عن شعبی عن شریح انہ کتبہ الی عمر یسئلہ فکتب عن عمر الیہ ان اقض بما فی کتاب اللہ فان لم یکن فی کتاب اللہ فبسنۃ رسول اللہ ﷺ فان لم یکن فی کتاب اللہ و لا بسنۃ رسول اللہ ﷺ فاقض بما قضی بہ الصالحون''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المومنین تھے۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جم غفیر کی موجودگی میں فرماتے ہیں: ''حسبنا کتاب اللہ'' کہ ہمیں اللہ کا قرآن کافی ہے۔ مطلب کیا کہ اگر اللہ کی کتاب مقدس میں کوئی بات موجود ہے تو پھر دوسری طرف مطالبے کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر اللہ کی کتاب مقدس میں کوئی بات نہیں ملتی تو پھر بے شک حدیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کرو۔

باقی مولانا بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے حیات پر دلیل پیش کر دی۔ دوسری پیش کر دی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس بات کا جواب تو دے دیں کہ ان کا عقیدہ قرآن میں ہے یا نہیں؟ یا جان بوجھ کر بیان نہیں کر رہے۔ اس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی کیا وجہ ہے؟ آخر قرآن مقدس سے دلیل کیوں بیان نہیں کی جاتی؟ یا اس کا اقرار کریں کہ قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں۔ اگر مسئلہ قرآن میں موجود ہے تو آیت پیش کریں۔ کیوں نہیں کرتے؟ دوسری روایت جو پیش کی ہے: ''رایت موسی یصلی فی قبرہ'' ثابت تو یہ کرنا ہے کہ حضرت پاک ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں۔ یہ ثابت کر رہے ہیں نماز پڑھنا اور یہ ایک دوسرا مسئلہ شروع ہوگیا۔

قرآن مقدس میں ''واعبد ربک حتی یاتیک الیقین'' موت آنے تک آپ اللہ کی عبادت کریں۔ سوال یہ پیش ہوتا ہے کہ موت آنے کے بعد عبادت کی اجازت کیوں نہیں محمد ﷺ کو؟ موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ کمال حضرت محمد ﷺ کو کیوں حاصل نہیں ہوا؟ اس سے تو موسیٰ علیہ السلام کی حیات بھی ثابت نہیں ہوئی، کھجور کے خشک تنے پر حضور ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب ممبر بن گیا تو اس سے رونے کی آواز آنے لگی، تو پھر مولوی صاحب یہ کہیں کہ وہ بھی زندہ تھا، کھجور کا تنا اس سے زندگی ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ تو معجزہ تھا محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ کسی چیز کو دیکھ کر اس پر کوئی دعویٰ کرنا بڑے کمال کی بات ہے، وہ کنکریاں جنہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ میں کلمہ شہادت پڑھا تھا، یہ تو کہیں گے کہ وہ پتھر بھی زندہ ہیں۔ یہ معجزہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ کم از کم کوئی دلیل تو پیش کرنی چاہئے۔ چلو آپ خلاف ترتیب چل رہے ہو قران کو پس پشت ڈال رہے ہو، چلو جس طرف چل رہے ہو اس کو اچھی طرح نبھاؤ۔ ''رایت موسی یصلی فی قبرہ'' یہ محمد ﷺ کا اعجاز ہے۔ کیونکہ جس جسم میں حرکت کرنے کی طاقت بھی نہیں، حرکت دیکھنا یہ حضرت محمد ﷺ کا کمال ہے۔

پھر سوال لوٹ کر آیا ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی ایک ایسی آیت تلاوت کرو جو قطعی الثبوت بھی ہو اور قطعی الدلالت بھی ہو، اس کو سننے کے بعد ہر شخص سمجھ لے کہ مولانا محمد امین صاحب کا دعویٰ ثابت ہوگیا ہے۔ اگر قرآن میں ایسی آیت نہیں تو اس کا انکار کردے۔ پھر ہم بھی تیار ہیں آپ بھی تیار ہو جاؤ۔ (والسلام)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو، بزرگو! میں نے کہا تھا کہ مولانا احمد سعید صاحب نے اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث میں کچھ الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ یہ گناہ کبیرہ تھا یا تو مجھے کتاب دکھا کر میری غلطی کا ازالہ کردیتے یا عام مجمع میں یہ اعلان کردیتے کہ میں نے اللہ کے نبی کی حدیث میں اضافہ کیا ہے۔ یہ جرم ہے میں اس جرم کی معافی مانگتا ہوں۔

دوسری بات میں نے کہی تھی کہ اس کی سند ہی مؤطا سے ثابت نہیں کرسکتے۔ الحمد للہ! انہوں نے میری اس بات کو تسلیم کیا کہ انہوں نے ایک بے سند روایت پڑھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ میں نے جو کہا تھا کہ اس میں ابو معاویہ اور اعمش (بقول شما) ضعیف راوی ہیں اس کو بھی انہوں نے مان لیا کہ واقعی یہ ضعیف ہیں۔ اس سے آپ یہ تو سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ صرف کھوٹے سکے لئے پھر رہے ہیں کہ جن روایت کو وہ اپنی کتاب میں ضعیف کہہ چکے ہیں وہ کم از کم ان کو تو پیش نہ کرتے اور بات کو خواہ مخواہ لمبا کیا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جو انہوں نے اب روایت پڑھی ہے اس کا پہلا راوی محمد بن بشار ہے، اس کو ایک محدث نے دجال کہا ہے۔ علامہ سعید صاحب! اس کی توثیق اگر ہے تو ثابت کریں تا کہ مجھے معلوم ہو کہ علامہ صاحب بھی کوئی صحیح حدیث پڑھ سکتے ہیں۔ الحمد للہ! جو روایتیں میں نے پڑھی ہیں ان پر اور ان کے کسی راوی پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی گئی۔

علامہ صاحب بار بار قرآن قرآن کی بات دہراتے ہیں۔ حالانکہ میں نے تو بات ختم کردی تھی کہ ایک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اجتہادی ترتیب ہے اور ایک مناظرے کی ترتیب ہے۔ اجتہادی ترتیب وہی ہے جو مولوی صاحب بیان کر رہے ہیں۔ (لیکن یہ مناظرے کی ترتیب نہیں ہے) میں نے مولانا احمد سعید سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی سند مانگی تھی۔ کیونکہ ان کی تحریر میرے پاس موجود ہے، جس میں لکھا ہوا ہے کہ امام صاحب کا ہم وہ قول مانیں گے جو سند کے ساتھ ہوگا۔ اس قول کی سند بھی ابھی تک مولانا کے سر پر قرض ہے۔ وہ آئندہ تقریر میں ضرور پیش کریں۔

میں نے جو ترتیب رکھی ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ مناظرے کی ترتیب ہے، جو انہوں نے بتلائی اور جو روایات مولانا احمد سعید صاحب نے پڑھی ہیں اولاً تو وہ ان کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ ثانیاً وہ اس میں مناظرے کا لفظ نہیں دکھا سکتے: ''یحرفون الکلم عن مواضعہ'' بات بڑھانا یہ بات سمجھانا مقصود نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مولانا نے بڑی عجیب باتیں فرمائی ہیں کہ قرآن کی نص قطعی میں آ گیا ہے کہ موت کے بعد عبادت نہیں ہوتی۔

۱...... یہ جو نص قطعی کہا گیا ہے کیا یہ یقین کے لفظ کے معنی موت، قطعی الدلالت ہے؟ چونکہ انہوں نے یقین کا معنی موت کیا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا معنی موت قطعی الدلالت ثابت کر دیں۔

۲...... مولانا! اگر آپ اہل السنۃ والجماعۃ ہیں تو کیا علماء نے اس کا جواب نہیں دیا کہ ایک ہے تکلیفی عبادت مثلاً نماز اگر نہ پڑھی جائے تو بندہ گناہگار ہوتا ہے۔ دوسرا ہے تلذذ، یہاں آپ تسبیح کرتے ہیں، کیا جنت میں بھی آپ تسبیح کریں گے یا نہیں؟ آپ کی زبان پر جاری ہوگی یا نہیں؟ وہ تکلیفی نہیں ہوگی، مولانا وہ ساری حدیثیں بھی آپ کی اس آیت کے خلاف ہوں گی جن میں جنت میں ذکر وغیرہ کا ذکر ہے؟ کیا سارے جنتی قرآن کی نص قطعی کی مخالفت کر رہے ہوں گے؟ علماء اہل السنۃ کی یہی تو خوبی ہے کہ وہ علامہ صاحب کی طرح قرآن اور حدیث میں اختلاف نہیں مانتے بلکہ وہ حدیث کا ایسا معنی کرتے ہیں جو قرآن کی آیت سے نہ ٹکرائے۔ اگر علامہ صاحب یقین کا معنی قطعی طور پر موت مانتے ہیں تو وہ حدیث متواتر سے ثابت کریں۔

علامہ احمد سعید اپنی کتاب دمدمۃ الجنود (ص ۱۸) پر لکھتے ہیں: ''قرآنی آیات کو گھڑنتو معنی پہنا کر من مانی تاویلیں کرتے ہیں اور تفسیریں کرتے ہیں، صحیح روایت پر اتنا اعتماد نہیں کرتے۔ ان کے مقابلے میں نقوی نجفی کی روایت لیتے ہیں، جہاں اپنا مطلب ظاہر کرنا ہو تو وہاں مجہول الحال اور غالیوں کی روایات کا سہارا لینا جناب کا وطیرہ ہے۔''

دیکھیں ان کی اپنی تحریر کا خود علامہ صاحب پر ایک ایک لفظ صادق آ رہا ہے، کیونکہ جو سندیں انہوں نے پیش کیں، ان کے راوی مجہول ہیں، میں مطالبہ کر رہا ہوں کہ مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سند پیش کریں جو علامہ صاحب نے دوسروں کے بارے میں فرمایا تھا کہ گھڑنتو معنی کرتے ہیں۔ اب خود علامہ صاحب نے گھڑنتو معنی شروع کر دیئے ہیں اور مجہول الحال راویوں کی روایات بھی پیش کرنا شروع کر دی ہیں اور جو صحیح احادیث میں پیش کر رہا ہوں وہ حضرت کو پسند ہی نہیں آ رہیں۔ جو کچھ حضرت نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس مناظرہ میں اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

دوسری بات جو انہوں نے فرمائی وہ معاذ اللہ نبیوں کا قبروں میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کنکریوں کا تسبیح پڑھنا یا جیسے کھجور کے تنے کا رونا، اگرچہ اب تک یہ اپنے عقیدے کو چھپا رہے تھے لیکن اس تقریر میں انہوں نے اپنا عقیدہ بتلا دیا ہے کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو قبر میں ایسا ہی مانتا ہوں، جیسا کہ کھجور کا خشک بے جان تنا ہوتا ہے یا جیسے کنکری بے جان ہوتی ہے۔ کہاں تک وہ اپنا عقیدہ چھپاتے، مولانا نے اس تقریر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے ضمن میں اپنے عقیدہ کے بارے میں بات واضح کر دی ہے۔ علامہ صاحب نے اس کو معجزہ بنایا ہے، اگر واقعی معجزہ ہے تو مجھے کسی آیت یا حدیث سے دکھا دیں کہ یہ معجزہ ہے، ورنہ ہر بات کو معجزہ بنتے جانا کہاں کا انصاف ہے۔

علامہ احمد سعید صاحب: جب تک یہ بات جاری رہے گی آپ خود انصاف کرو گے کہ یہ قرآن کی طرف نہیں آئیں گے، یہ زہر کا پیالہ پی لیں گے لیکن اپنے دعویٰ پر قرآن کی آیت پیش نہیں فرمائیں گے، مولانا فرماتے ہیں کہ مناظرہ کی ترتیب اور ہوتی ہے، مسائل کی تخریج اور استنباط کی ترتیب اور ہوتی ہے تو سوال پیش ہوتا ہے کہ اسلام میں اوّل نمبر پر کتاب اللہ ہے، پھر حدیث رسول اللہ ﷺ ہے۔ پھر اجماع صحابہ ؓ ہے، پھر ائمہ کے اقوال، ائمہ کا نمبر، درجہ تو چوتھے نمبر پر ہے۔ کیا جب غیر مسلم کو اسلام سکھاتا ہو اس کو سب سے پہلے اللہ کی کتاب پیش کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے؟ اگر کسی مسلمان کی اصلاح مقصود ہو تو کیا اس وقت قرآن کی کوئی حیثیت نہیں؟ لفظ مناظرہ تو آج ہمارے اور تمہارے درمیان استعمال ہو رہا ہے کیا رسول اللہ ﷺ کے دین میں بھی یہ تقسیم ہے جو مولوی امین صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک ترتیب ہوتی ہے اجتہاد کی، ایک ہوتی ہے مناظرہ کی؟ کیا یہ تقسیم رسول پاک ﷺ نے بھی کی ہے؟ بار بار جو یہ کہہ رہے ہیں یہی چیز حدیث رسول ﷺ سے ثابت کر دیں کہ نبی پاک ﷺ نے ترتیبیں دو بتلائی تھیں۔ ایک مناظرہ کی، ایک اجتہاد کی۔ اللہ کے پاک نبی ﷺ نے دین سکھایا ہے خود آپ ﷺ نے بھی استدلال سب سے پہلے اللہ کی کتاب مقدسہ سے کیا ہے، جس کو بھی دعوت دی ہے اس کو کتاب اللہ سے دی ہے، اللہ نے ان کی تعریف میں:

"یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین"

اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میرے نبی کی صفت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو سب سے پہلے تبلیغ اللہ کے قرآن سے پڑھ کر کرتے ہیں۔ "یتلوا علیھم ایاتہ" لیکن مولوی صاحب سب سے پہلے شروع کرتے ہیں، حدیث سے اور زور لگا لگا کر اس کو متواتر ثابت کر رہے ہیں۔ ابھی تو میں بولا نہیں جب میں بولا، لیکن سب سے پہلے قرآن مقدس کا مسئلہ تو حل ہو جائے، پھر لمحوں میں پتا چل جائے گا کہ کیا متواتر احادیث ایسے ہوتی ہیں جس طرح مولوی محمد امین صاحب پیش کر رہے ہیں؟ بس دو محدثین نے لکھ دیا تو تواتر ثابت ہو گیا۔

دوسرا مجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس آیت کا معنیٰ بتلاؤ اور حضور ﷺ سے ثابت کرو، اگر میں کتاب پڑھ دوں تو پتہ چل جائے گا کہ یقین کا معنیٰ صرف موت ہے۔ باقی عبادت تکلیفی اور عبادت تلذذ یہ ان کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ اسلام میں ایسی کوئی تقسیم نہیں ہے۔

ایک بات یہ کہی کہ نبی پاک ﷺ کو خشک ستون سے تشبیہ دی ہے: "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" اتنا بڑا بہتان اور اتہام! پہلے آپ نے کہا ہے کہ قرآن کا مطالبہ مرزائی کرتے ہیں۔ اب دوسرا الزام یہ لگایا ہے کہ حضور ﷺ کو تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جس چیز میں روح نہیں رکھی گئی یا باقی نہیں رکھی گئی اس کے خلاف کوئی قیاس، کوئی فعل نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ بن جائے گا۔ اس کو اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے عقیدہ کی کہ حضور ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی ان قبروں میں زندہ ہیں۔ اس کی دلیل قرآن سے پیش کرو یا اس ترتیب کی دلیل پیش کرو۔ حضور ﷺ سے، ورنہ امت کے اجماعی عقیدہ کے مطابق سب سے پہلے قرآن سے دلیل پیش کرو پھر آگے چلیں گے اور یہ بات سن لو کہ آپ ایڑی چوٹی کا زور لگا لو۔ آپ روایتیں اور بھی پیش کرو گے۔ تیسری، چوتھی، پانچویں میں ان کا شمار نہیں کرتا۔ میں ایک ہی دفعہ شریعت کا، محمد رسول اللہ ﷺ کا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قانون مقدس پیش کروں گا۔ یہ روایتیں کوئی کسی طرف بھاگ جائیں گی۔ کوئی کسی طرف، وہی بات ظاہر ہوگی جو حدیث رسول ﷺ میں بنے گی۔ لیکن فی الحال میرا یہ مقصود نہیں، آپ قرآن پیش کرو۔ نبی پاک ﷺ ودیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ جاگتے بیٹھتے ہیں۔ قرآن کی واضح آیات پیش کرو تا کہ عوام مسئلہ سمجھ لیں۔ (والسلام)

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو، بزرگو! مولانا احمد سعید صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ پہلا نمبر قرآن کا ہوتا ہے، دوسرا سنت کا۔ تیسرا اجماع کا، چوتھا مجتہد کے قیاس کا۔ مولانا نے جو کنکریوں والی اور ستون والی تشبیہ پیش کی ہے ان کا معجزہ ہونا نہ قرآن سے ثابت کیا ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے اور نہ مجتہد کے قول سے۔ آپ نے مجھ سے کہا ہے کہ اس لفظ ''یقین'' کا معنی موت کے علاوہ دکھا دیں۔ الحمد للہ! آپ آہستہ آہستہ اصول کی طرف آرہے ہیں۔ میں کہتا ہوں آپ کسی اہل السنۃ والجماعت مفسر سے یہ دکھا دیں کہ انہوں نے لکھا ہو یہ انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں نماز پڑھنا اس آیت کے خلاف ہے، جو کام آپ نے پہلے کیا ہے، اس کا ثبوت پہلے آپ کے ذمہ ہے، آپ نے کہا یہ جو حدیث ہے یہ قرآن پاک کی آیت کے خلاف ہے۔

آپ نے ایک اصول بتایا ہے کہ اہل السنۃ مفسرین، یہ مفسرین آپ کے لئے بھی ہیں یا صرف میرے لئے ہیں؟ اس لئے میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے مفسرین میں سے کسی ایک قابل اعتماد تفسیر کو میرے سامنے رکھیں، جس میں انہوں نے یہ لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا (اور نماز پڑھنے والی حدیث) اس آیت کے خلاف ہے۔

تیسرا آپ نے یہ پوچھا ہے کہ یہ اجتہاد کی ترتیب کہاں ہے؟ حضرت ﷺ سے ثابت کریں، یہ تو حدیث میں ہے۔ حضرت پاک ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو اس میں انہوں نے بتلایا کہ میں پہلے مسئلہ قرآن سے لوں گا۔ پھر سنت سے ''ثم اجتهد برائی'' یہ مجتہد اپنی ترتیب بتلا رہا ہے، آپ مناظرہ کی ترتیب بیان کر دیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ مولانا نے فرمایا کہ مسلمان جب عیسائیوں سے مناظرہ کریں تو پہلے قرآن سے دلیل پیش کرنی چاہئے، آپ نے کہا رسول ﷺ نے بھی پہلے قرآن پڑھا تھا۔ آپ نجران کے عیسائیوں کا مناظرہ کتب میں پڑھیں۔ اس میں اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن سے پہلے اپنی بات سے ان کے سامنے دلائل پیش کئے۔ حضور ﷺ کے مناظرہ کو سامنے رکھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے پہلے اپنی دلیل پیش کی۔ اگر آپ کے ہاں اصول مناظرہ یہی ہے تو اس اصول کا قطعی ہونا آپ ہمارے سامنے رکھ دیں، میں تو حدیث پڑھ رہا ہوں۔

اب مولانا کے دل میں یہ بات آئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والے نبی ﷺ کی احادیث کو ضرور تسلیم کرلیں گے۔ باقی آدمی تو احادیث تسلیم کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں، لیکن علامہ صاحب فرماتے ہیں جب میں بولوں گا تو حدیثیں بھاگ جائیں گی۔ یہ اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث کو بھگانے کے لئے آئے ہیں۔ (یہاں مماتیوں نے شور کیا کہ حدیث کا لفظ نہیں کہا بلکہ روایت کہا ہے)

مولانا نے فرمایا میں نے جو روایت پڑھی ہے۔ اس میں: ''قال قال رسول اللہ ﷺ'' تھا یا نہیں؟ (تھا، لوگوں نے کہا) مسلمان تو اس کو حدیث بھی کہتے ہیں۔ آپ نے جان بچانے کے لئے یہ نئی بات کس اصول سے لی ہے؟ معاون مولانا عبدالحق صاحب حوالہ پیش کریں گے کہ جو ''قال قال رسول اللہ ﷺ'' سے شروع ہو اس کو حدیث

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں کہنا چاہئے بلکہ روایت کہنا چاہئے۔ ان کے پاس اگر محدثین کے اصول کی کوئی کتاب ہو تو مجھے بتائیں۔ بہرحال میں تو اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث پڑھتا جا رہا ہوں۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''قال قال رسول اللہ ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ''

حضرت پاک ﷺ نے فرمایا سارے ہفتے کے دنوں میں افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے، جس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ہے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی ہے، اسی میں قیامت کا نفخہ صور ہوگا۔ اسی میں میدان قیامت میں بے ہوشی طاری ہوگی۔ مجھ پر (اس دن میں) زیادہ درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے سوال کیا کہ حضرت آپ کی وفات کے بعد بھی؟ (کیونکہ عام طور پر لوگوں کے جسم مرنے کے بعد گل سڑ جاتے ہیں) آپ نے فرمایا اللہ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔ یہی حدیث حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی ابن ماجہ میں موجود ہے، جس کے آخر میں اللہ کے پیغمبر کا فرمان ہے کہ اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

اب یہ دیکھئے تینوں حدیثیں میں نے صحاح ستہ سے پیش کی ہیں۔ ایک مسلم شریف سے، دوسری ابوداؤد سے، تیسری ابن ماجہ سے۔ یہ صحاح ستہ کی کتابیں موجود ہیں اور خاص اس جسم کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ زندگی کا لفظ استعمال فرمارہے ہیں، جو جسم عام لوگوں کے گل سڑ جاتے ہیں، وہ یہ دنیا والا جسم ہوتا ہے یا کوئی اور ہوتا ہے؟ (لوگوں نے کہا یہی دنیا والا ہوتا ہے) اللہ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بات کو نہایت واضح فرمادیا کہ جن جسموں کے بارے میں صحابہ کے ذہن میں یہ تھا کہ وہ جب قبروں میں رکھے جائیں تو وہ عام لوگوں کی طرح گل سڑ جایا کرتے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

عام لوگوں اور انبیاء علیہم السلام میں دو قسم کا فرق ہے۔

۱...... عام لوگوں کے لئے کوئی قاعدہ نہیں کہ ان کے جسم محفوظ رہیں گے یا نہیں۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام ضرور محفوظ رہیں گے۔

۲...... اور دوسرا فرق یہ ہے کہ عام لوگوں کو جب قبر میں رکھا جائے اس کو مردہ ہی کہنا، لیکن انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں۔ ''نبی اللہ حی یرزق'' مولوی احمد سعید صاحب تو تشبیہ کنکریوں سے اور کھجور کے تنے سے دے رہے تھے۔ اللہ کے نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں، کنکریاں تو ایک طرف رہیں، انسان جو اشرف المخلوقات ہے، ان عام انسانوں میں اور انبیاء علیہم السلام میں بھی فرق ہے قبر میں، خود حضور ﷺ نے خود انبیاء علیہم السلام کا فرق بیان کر دیا۔ یہ چار حدیثیں ہوگئیں۔

علامہ صاحب کہتے ہیں جب میں بولوں گا تو حدیثیں بھاگ جائیں گی۔ مولانا احمد سعید نے چار روایتیں پڑھی ہیں ان میں سے کسی ایک میں بھی نہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ (معاذ اللہ) بعض روایتیں مناظرہ کا اصول بیان کرنے کے لئے پیش کیں۔ لیکن ان میں لفظ مناظرہ نہیں دکھا سکے۔ میں نے ان کے راویوں کا مجہول الحال ہونا اور غالی شیعہ ہونا اور تدلیس کا مریض ہونا خود ان کی کتاب سے دکھادیا۔ اب میں دیکھوں گا وہ کونسی صحیح حدیث پڑھیں گے۔ مسلمانوں نے کلمہ پڑھا ہے: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اور مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ان کے نبی اللہ کی کتاب مقدس قرآن کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ جو حدیث صحیح ثابت ہوگی تو قرآن کے خلاف کبھی نہیں ہوتی۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا (معاذ اللہ) کہ اللہ کا نبی اللہ کا مخالف اور دشمن ہوتا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولوی احمد سعید صاحب مجھے تو طعنہ دے رہے ہیں کہ قرآن کا مخالف ہے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن جب حضور ﷺ نے فرمایا: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' کیا احمد سعید صاحب حضور ﷺ کو بھی کہیں گے کہ انہوں نے قرآن کی مخالفت کی ہے؟ قرآن سے روگردانی کی ہے؟ آپ ﷺ کو پہلے قرآن کی آیت سنانا چاہئے تھی، جب حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی جسد اطہر کے ساتھ قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ مشاہدہ فرمایا، مولوی احمد سعید نے اس کو معجزہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی۔ میں نے مطالبہ کیا کہ اس کا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کریں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی سند کا مطالبہ ابھی ان کے سر باقی ہے۔ کیونکہ یہ انہوں نے اپنی تحریر میں خود لکھا تھا کہ ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صرف وہی قول پیش کریں گے جس کی ہم صحیح سند پیش کریں گے وہ بھی ابھی تک پیش نہیں کر سکے۔ میں نے کتنی حدیثیں پیش کی ہیں۔

مولوی احمد سعید صاحب نے کہا ہے کہ شاید مولوی امین کے نزدیک دو شخصوں کی بات تواتر ہے، دو آدمی تو تواتر کو نقل کرنے والے ہیں۔ تواتر دو آدمیوں کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ ہم مانتے ہیں کہ یہاں جتنے لوگ موجود ہیں، ان سب نے مکہ مکرمہ نہیں دیکھا۔ (اللہ تعالیٰ سب کو مکہ مکرمہ کی زیارت نصیب فرمائے) لیکن اتنے لوگوں سے مکہ مکرمہ کے بارے میں سنا ہے ہمیں یقین ہو گیا کہ یہ سارے لوگ کراچی میں بیٹھ کر جھوٹ بنا کر نہیں لائے۔ ان کی خبروں سے ہمیں یقین قطعی حاصل ہو گیا ہے کہ ضرور مکہ مکرمہ موجود ہے۔ اگرچہ ہم نے نہیں دیکھا۔ اس کو تواتر کہتے ہیں۔ علامہ صاحب آپ کو کس نے بتلایا ہے کہ تواتر دو تین آدمیوں کا نام ہوتا ہے۔ نقل کرنے والا ایک ہو، جیسے اجماع کا نقل کرنے والا۔ جیسے آپ نے امام نسائی کا قول ''باتفاق اھل العلم'' یہ صرف امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ کسی ایک صحابی سے بھی آپ ثابت نہ کر سکے، کیا میں کہہ سکتا تھا کہ جب تک ایک ایک صحابی سے آپ ثابت نہ کریں وہ اجماع نہیں ہو سکتا اور آپ تو ایک صحابی سے بھی نقل نہیں کر سکے۔ (جزاکم اللہ کی آوازیں)

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: مولوی صاحب بڑی کوشش کر رہے ہیں کہ بات میں کھینچا تانی اور الجھاؤ پیدا ہو جائے اور قرآن مقدس سے ہمیں دلیل طلب کرنے کا ہوش تک نہ رہے۔ اس لئے بات سے بات نکال رہے ہیں۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں میں نے حدیثیں پیش کی ہیں اور جو یہ پیش کی ہے: ''رایت موسی فانما فصلی فی قبرہ'' مولوی احمد سعید نے کہا ہے کہ یہ معجزہ ہے۔ لہٰذا وہ اس کا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کرے۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ مولوی صاحب نے یہ روایت صرف سنی ہوئی ہے یا پڑھی ہوئی بھی ہے؟ اس میں لفظ ''رایت موسی'' ہے موسیٰ قبر میں دفن ہیں۔ حضور ﷺ نے باہر کھڑے ہو کر موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ مٹی کے تین چار گز نیچے، لپائی شدہ قبر کے اندر دیکھا۔ جب خود نبی پاک ﷺ نے خبر دے دی تو کیا اب کسی اور نص قطعی کی ضرورت باقی رہ گئی؟ یہ معجزہ ہی تو تھا۔ اگر معجزہ نہیں تھا کیا نبی پاک ﷺ غائب جانتے تھے؟ اس سے تو ہمیں شک پڑ رہا ہے کہ آپ کچھ اور ہی نکلے ہو کہ نبی پاک ﷺ پس دیوار عالم الغائب ہیں۔ حالانکہ ایسے نہیں۔ اس کے باوجود آپ اس پر بھی نص قطعی کا مطالبہ کرتے ہو، کیونکہ بات کو لمبا جو کرنا ہوا، لیکن بات لوٹ لوٹا کر پھر وہیں آتی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں، تواتر و اجماع کا ناقل ایک ہے...... میں کہتا ہوں وہ ایک تواتر کا ثبوت تو پیش کرے، اس بیہقی یا کسی اور محدث کے پاس اسے تواتر کہنے کی کیا دلیل ہے۔ کیا اس محدث کو اس کے تواتر ہونے کا الہام ہوا ہے؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا الزام دیتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے عقلی دلائل دیئے: ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' صریح قرآن مقدس، جس میں اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کا منشور بتلایا کہ: ''لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایاتہ''

مومنوں پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا کہ ان پر ایسا نبی آیا کہ ان پر قرآن مقدس کی آیتیں پڑھتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کا نبی ساری زندگی عقل سے باتیں کرتا رہا۔ عقلی دلائل دیتا رہا۔ قرآن مقدس نہیں پڑھا۔ ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' اللہ کے پاک نبی ﷺ نے تبلیغ رسالت، احکام رسالت، دعوت وحدت، کتاب اللہ سے شروع کی ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ کے پاس کلام اللہ کی دلیل نہیں ہے تو صاف لکھ کر دے دو کہ قرآن میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ عوام بے چارے انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کس وقت آیت پڑھی جائے گی۔ تم روایت کے بعد روایت، حدیث کے بعد حدیث پڑھتے جا رہے ہو۔ ہم نے ابھی اس پر بحث شروع نہیں کی۔ تاکہ ایک نئے موضوع میں نہ الجھ جائیں۔ اس لئے مطالبہ اسی طرح باقی ہے کہ پہلے دلیل قرآن مقدس سے پیش کرو۔ اس کے بعد دوسری بات شروع ہوگی۔

<u>مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: ''الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو اور بزرگو! میں نے مولانا احمد سعید صاحب سے کہا تھا کہ آپ کو نص قطعی کا لفظ تو بہت یاد آیا لیکن اس کا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کریں۔ مولانا نے فرمایا اس روایت میں رایت کا لفظ ہے اور یہ معجزہ کے معنی میں نص قطعی ہے...... نہ معلوم مولانا کو نص قطعی کا معنی بھی آتا ہے یا نہیں، نص قطعی اس کو کہتے ہیں جو بیان کے لئے اصل ہو۔ ''لا الہ الا اللہ'' یہ توحید میں نص قطعی ہے۔ ''لا شریک لہ'' یہ شرک کی نفی میں نص ہے۔ اب میں مولانا سے پوچھتا ہوں کہ یہ جو ہم بہت شور سنتے تھے نص قطعی، نص قطعی۔ لیکن تم تو نص قطعی کا معنی بھی نہیں جانتے اور آپ نے خود کہا ہے کہ نص وہ ہے جو قرآن کے ترجمہ میں لکھا ہوا ہو۔ اگر رایت کا معنی معجزہ ہے تو دکھائیں کس نے یہ لکھا ہے۔

باقی رہا کہ اتنی دور سے دیکھنا کہ آپ غائب مانتے ہیں یا نہیں۔ غور کریں ایک ہے دیکھنا، ایک ہے موسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا۔ دیکھیں حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر بیت المقدس کو دیکھا یا نہیں؟ (لوگوں نے کہا کہ دیکھا) یہ دیکھنا تو معجزہ ہے لیکن بیت المقدس کا وہاں موجود ہونا تو معجزہ کی بات نہیں۔ یہاں صرف قیاس کرلیا ہے کہ وہ دوسری چیز بھی معجزہ ہے۔ میں حضرت مولانا سے عرض کر چکا ہوں کہ قیاس مجتہد کا کام ہے اور آپ مجتہد نہیں ہیں۔ اس لئے ایسے قیاسات کو چھوڑ دیں۔

ہم تو ان ستر آیات اور اٹھارہ سو احادیث کے انتظار میں ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوں گی۔ باقی مولانا نے یہ جو کہا کہ ایک محدث کو الہام ہوا ہے کہ یہ روایت متواتر ہے، میں نے بات واضح کر دی کہ جس کسی محدث نے تواتر لکھا ہے، اگر تو یہ بہت بڑا جھوٹ ہے، تو باقی سارے محدث اس پر خاموش کیوں رہے؟ بلکہ اس کو نقل کرتے آرہے ہیں۔ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر مرقات میں اس تواتر کو نقل کیا ہے۔ (محدث ہند رحمۃ اللہ علیہ) نے بذل المجہود میں بھی اس کو نقل کیا ہے۔ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمان السنۃ میں بھی اس تواتر کو نقل کیا ہے۔ اگر یہ بات غلط تھی تو باقی محدثین کو نقل کرنے کی بجائے خاموش رہنا چاہئے تھا یا تردید کرنی چاہئے تھی۔

مولانا! آپ جانتے ہیں کہ اجماع میں ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک ذمہ دار آدمی اس کو بیان کر دے۔ باقی تمام ذمہ دار اس پر خاموش رہیں اور خاموشی سے قبول کرنا یہ بھی اجماع ہے۔ پتہ نہیں آپ نے اصول کیا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پڑھا ہے؟ دیکھو میں بات کر رہا ہوں، مولانا ادھر ادھر جا رہے ہیں۔ ابھی تک ایک بھی حدیث نہیں پڑھی کہ انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔

میں نے کہا تھا کہ حضور ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے گفتگو اپنے دلائل سے شروع فرمائی تھی۔ علامہ صاحب نے آیت پڑھی ہے: ''لقد من اللہ علی المومنین'' نہ معلوم یہ مومنین کا ترجمہ عیسائی کریں گے؟ میں نے تو بات نجران کے مناظرہ کی کی تھی۔ یہ آیت پڑھ رہے ہیں: ''لقد من اللہ علی المومنین'' حضرت! یہ تعلیم کی بات ہے۔ تعلیم میں پہلے قرآن پڑھایا جائے گا، پھر اس کی تشریح حدیث سے کی جائے گی۔ تعلیم کا یہی طریقہ ہے۔ کسی عدالت کا یہ اصول نہیں۔ اصول یہ ہے کہ مدعا علیہ کا کام صرف یہ ہے کہ پیش کردہ گواہوں پر جرح کرے۔ مدعا علیہ یہ ہرگز نہیں کر سکتا کہ جناب آپ نے گواہی کے لئے سردار صاحب کو پیش کیا ہے، میں ان کو گواہ بعد میں مانوں گا۔ پہلے آپ صدر پاکستان کو گواہ پیش کریں یا وزیر اعظم کو پیش کریں۔ اگر یہ غلط اصول بنا لیا جائے تو اس کا بہت نقصان ہوگا۔ اگر مولانا ناراض نہ ہوں تو میں بتلاتا ہوں کہ شرطیں لگا کر دلیل طلب کرنا، یہ شرطیہ معجزہ طلب کرنا ان لوگوں (کافروں اور مشرکوں) کا کام تھا۔ وہ شرطیہ معجزہ مانگتے تھے۔ (یہ پہاڑ سے اونٹنی نکلے وغیرہ وغیرہ) مدعی کے ذمہ معتبر گواہ کو پیش کرنا ہے۔ خواہ کسی کو پیش کرے، اگر وہ گواہ غیر معتبر ہے تو مدعا علیہ کے ذمے صرف یہ ہے کہ گواہ پر جرح کر کے اس کو رد کرے۔ پھر دوسرا گواہ پیش کیا جائے اس پر جرح کرے۔ ورنہ میں سردار صاحب کو گواہ پیش کروں گا۔ آپ کہیں گے نہیں ڈی سی صاحب کو پیش کرو۔ میں ان کو پیش کروں گا۔ آپ کہیں گے گورنر صاحب کو پیش کرو۔ آپ تمام عدالتی نظام معطل کرنا چاہتے ہیں۔ گواہ کے بارے میں یہ اصول شریعت کا ہے، نہ عدالت کا ہے، نہ عقلاً ثابت ہے اور نہ آج تک کسی قانون دان نے لکھا ہے۔

ہم اللہ کے رسول ﷺ کی باتوں کو بھی قطعی مانتے ہیں اور جو تواتر سے ثابت ہیں وہ بھی قطعی الثبوت ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ نے متواتر روایات اور احادیث میں بھی یہ ترتیب نہیں رکھی۔ مجھے حنفی کہہ رہے ہیں اور خود اصول حنفی سے روگردانی کر رہے ہیں۔ کسی اصول فقہ حنفی میں دکھا دیں کہ متواتر روایات اور آیات میں یہ ترتیب ہے؟ کسی کا بھی یہ اصول نہیں ہے۔

حیات کی اور دلیل سنو! حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر جتنا زیادہ درود پڑھے گا وہ قیامت کے دن اتنا ہی میرے زیادہ قریب ہوگا اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ہر جمعہ کا جو لفظ آ رہا ہے اس کو معجزہ یا خرق عادت کہہ کر ٹالا نہیں جا سکتا بلکہ یہ قاعدہ ہے کہ آپ ﷺ پر درود پیش ہو رہا ہے اور درود کا پیش ہونا زندگی کی دلیل ہے، موت کی دلیل نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابو داؤد، مسند احمد میں ہے کہ حضرت پاک ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرماتے ہیں۔ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اب سلام سننا اور سلام کا جواب دینا (کیا ہے غور فرمائیں) علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری (پارہ ۳ ص ۲۷۹) میں فرماتے ہیں: ''رواتہ ثقات'' اس حدیث کے سارے راوی سچے اور پکے ہیں۔ علامہ مناوی سراج المنیر شرح جامع الصغیر میں فرماتے ہیں: ''اسنادہ حسن'' اس کی سند بڑی اچھی ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاذکار (ص ۱۰۶) میں فرماتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔اہل السنۃ والجماعۃ کے چاروں مذاہب کے اتفاق کے بعد غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن خان بھی اپنی کتاب دلیل الطالب (ص ۸۴۳) میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ شافعی ''القول البدیع'' (ص ۱۱۷) میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الملہم'' (ج ۱ ص ۳۳۰) شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ''عقیدۃ الاسلام'' (ص ۵۲) میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

علامہ احمد سعید صاحب: السلام علیکم! مولانا نص قطعی کا مطلب بیان فرماتے ہیں کہ جس واسطے کلام چلایا گیا ہو، شاید انہوں نے کسی اردو ترجمہ میں یہ معنی پڑھا ہو، نص قطعی کا یہ معنی نہیں۔یہ معنی ہے ''عبارۃ النص'' کا ماسیق لہ الکلام۔یہ فرماتے ہیں کہ نص قطعی کا معنی ہے خیر۔

مولانا مثال سے نقل کرتے ہیں کہ محدثین کا تواتر سے نقل کرنا یہ مولانا کے نزدیک دلیل قطعی بن گئی ہے۔پہلے بات یہ تھی کہ پہلے قرآن سے دلیل پیش کی جائے پھر اس کے بعد ہمارا ایمان حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔اب صرف دو محدثین کا نقل کر دینا مولانا کے لئے عقیدہ کا مدار بن گیا ہے۔انہوں نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ سولہ آنے ٹھیک ہے۔(مولانا نے حدیث پڑھی ہے) ''مامن مسلم یسلم علیّ الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام''

ایمان سے بتلائیں کہ اس میں کوئی قبر کا لفظ آیا ہے؟ اس میں کوئی موت یا حیات کی بات ہے؟ اپنی طرف سے اس میں داخل کر دینا کہ اس سے قبر اور اس کی زندگی مراد ہے، اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا۔کیونکہ اس کا معنی مولوی صاحب کو فائدہ نہیں دیتا۔کیونکہ اس میں موت حیات کا کوئی معنی نہیں ہے، نہ قبر کا کوئی لفظ ہے۔ابھی ہم نے اس پر جرح نہیں کی جو عنقریب ہم شروع کرنے والے ہیں۔پھر مولانا نے فرمایا اجماع کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ایک آدمی کہہ دے دوسرے خاموش ہو کر سن لیں۔انکار کوئی نہ کرے۔کیا یہ اجماع مولوی صاحب کے لئے اسپیشل ہے یا دوسرے فریق کو بھی فائدہ دے سکتا ہے؟ ایک صحابی کہے: ''حسبنا کتاب اللہ'' دوسرے خاموش ہو جائیں کیا یہ اجماع نہیں ہے، صرف دو محدث کہہ دیں کہ فلاں روایت تواتر سے ثابت ہے۔یہ اجماع ہو گیا۔بہر حال بات لوٹ کر پھر وہیں آئے گی کہ مولانا چاہے روایات کی بھرمار کر دیں، ان پر بحث اس وقت ہوگی جب ان کا نمبر آئے گا۔سردست مولوی صاحب اپنا عقیدہ ثابت کریں۔قرآن مقدس کی آیت سے، اللہ کی مقدس کتاب سے اپنا عقیدہ ثابت کریں کہ واقعی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔اپنے جسم کے ساتھ روح مقدس اس میں داخل ہے یا جو شکل بھی ہو جسم مقدس زندہ ہے۔جس طرح دنیا میں تھا۔

جب تک قرآن کی آیت پیش نہ کریں روایات کی بھرمار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔کیونکہ پہلی دلیل اور مستدل اللہ کی کتاب مقدس ہے۔جب تک آیت نہ آئے میں بھی مقابلہ میں روایات پیش کرنا شروع کر دوں، اجماع پیش کرنا شروع کر دوں، مولانا صاحب صرف یہ بتلائیں کہ نبی علیہ السلام کی کتنی عمر مبارک پر اجماع ہے؟ تریسٹھ سال کی زندگی پر امت کا اجماع ہے۔اس کے بعد ایک منٹ کی زندگی بھی ثابت نہیں۔لیکن تم اب تک زندہ مانتے ہو، اگر آپ کی روایات صحیح ہیں تو پوری امت کیوں گمراہی کے گڑھے میں جا پڑی ہے۔کیونکہ وہ تریسٹھ سال کے بعد ایک منٹ کی زندگی بھی تسلیم نہیں کرتے۔عجیب بات ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ ہوں اور صحابہ کا اس پر اجماع بھی ہو کہ وحی منقطع ہو چکی ہے۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا و دیگر صحابہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ ''انقطع الوحی عنا'' کہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نبی ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی۔ اگر عمر تریسٹھ سال ہے تو اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ اگر زندگی اسی طرح باقی ہے تو وحی منقطع ہونے کا کیا مطلب؟ نزول قرآن کے بعد ہونے کا کیا معنی؟ اگر زندگی باقی ہے تو مدینہ منورہ میں نماز کیوں نہیں پڑھاتے؟ بہر حال یہ تعارضات تناقضات کا وقت تو بعد میں آئے گا، فی الحال مولوی صاحب آیت مقدس پیش کریں کہ قبر مقدس کے اندر نبی ﷺ "الآن کما کان فی الدنیا" زندہ بجسمہ وارد ہیں۔ ودونہ خرط القتاد!

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: "الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی" (جب مولانا کا نمبر آیا تو مماتی دس منٹ تک شور کرتے رہے۔ شور کے دوران حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ سمجھا گیا ہے کہ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے وراثت کے مسئلہ میں حدیث پیش کی تو کیا انہوں نے کہا کہ پہلے قرآن پیش کرو؟ منصف نے منتیں کر کے خاموش کروایا)

میرے دوستو، بزرگو! آپ کافی دیر سے یہ بحث سن رہے ہیں۔ مولوی احمد سعید صاحب نے مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ایک حدیث پڑھی، اس میں ایک لفظ اپنی طرف سے زیادہ کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں حدیثیں پیش کر رہا ہوں اس پر مولانا احمد سعید فرماتے ہیں جب میں بولوں گا تو یہ حدیثیں بھاگ جائیں گی۔

اب جو تقریر علامہ صاحب نے ختم کی ہے، اس کے آخر میں علامہ صاحب نے فرمایا: "ودونہ خرط القتاد" یہ حضور ﷺ کی احادیث کے بارے میں فرمایا ہے۔ سردار صاحب نے فرمایا تھا بات وہ کریں جو ہمیں سمجھ آئے۔ اس لفظ کا معنی تم میں سے کسی شخص کو سمجھ آیا؟ (لوگوں نے کہا نہیں) علامہ احمد سعید صاحب نے اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث کو کانٹے کہا ہے۔ (اس پر مولوی احمد سعید صاحب اور اس کے حواری "لاحول ولا قوۃ" پڑھنے لگے مولانا نے فرمایا: "لاحول" پڑھنے والے اس کا اگر کوئی اور معنی ہے تو بتلا دیں۔ لیکن وہ نہ بتلا سکے)

میرے اوپر "لاحول ولا قوۃ" نہ پڑھیں بلکہ "لاحول" اس پر پڑھیں جس نے یہ بات کہی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ مجھ سے قرآن کا مطالبہ ہے، اگر یہ قران کو مانتے ہیں تو اگر یہ ایک آیت پڑھ دیتے کہ اللہ کے نبی اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں (مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا) کہ مناظرہ ختم ہو جاتا یا نہ؟ عوام: بالکل!

اگر یہ ایک آیت پڑھ دیتے تو مناظرہ ختم ہو جاتا۔ لوگوں میں ستر آیات کا شور کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ستر آیات ہیں۔ اب اتنا وقت ہو چکا ہے ابھی تک ایک آیت نہیں پڑھی۔ یہ ایک آیت پڑھ دیں میں ابھی بیٹھ جاتا ہوں۔ لیکن یہ تو شور شرابا کر کے مناظرہ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ سردار صاحب بات اس طرح ختم ہوگی یہ آیت پڑھ دیں، جس کا معنی ہو خدا کے نبی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں (معاذ اللہ) میں ابھی بیٹھ جاتا ہوں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ میں دس احادیث پڑھ چکا ہوں یہ بھی اٹھارہ سو میں سے کوئی ایک پڑھ دیتے۔ پھر سند پر بحث اگر کوئی کرنا چاہتا تو کر لیتا۔ میں دس پڑھ چکا ہوں۔ انہوں نے ایک بھی نہیں پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہو کہ خدا کے رسول اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔

پانچویں بات۔ اب جس طرف مولانا آئے ہیں یہ ان کا واعظانہ رنگ ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی عمر تریسٹھ سال ہے۔ جب عمر تریسٹھ سال ہے تو قبروں کی زندگی ثابت نہیں۔ میں مولانا سے عرض کروں گا کہ یہ وعظ کی مجلس نہیں یہ مناظرہ کی مجلس ہے۔ مولانا ایک کتاب کا حوالہ پیش کریں کسی ایک سنی محدث یا فقیہ نے یہ لفظ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لکھے ہوں کہ: ”اجماع اس پر ہے کہ نبی پاک ﷺ کی عمر تریسٹھ سال ہے۔ اس لئے قبر کی زندگی والی روایات اجماع کے خلاف ہیں۔“ دیکھیں میں گالی نہیں دے رہا۔ اس طرح مولانا نے فرمایا حدیث ہے: ”انقطع الوحی“ پہلے علامہ صاحب نے اپنے ساتھیوں کو تسلی دینے کے لئے سندوں سے روایات پیش کیں۔ مگر جب میں نے ایک سند کے راوی محمد بن بشار کا پوچھا تو انہیں پتہ نہیں چلا کہ وہ ثقہ ہے یا ضعیف؟ پھر میں نے ان کی پیش کردہ حدیث کی سند سے اعمش کا پوچھا اور ابو معاویہ کا پوچھا۔ اب ان کو سندیں بھول گئی ہیں۔ ”انقطع الوحی“ والی روایت کی سند پیش کریں تاکہ مجھے پتہ چلے کہ اس کی سند صحیح ہے یا نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی ایک اہل السنۃ والجماعت محدث سے یہ دکھا دیں کہ حدیث متواتر ہے اور اس حدیث کے تحت لکھا ہو کہ وحی کے منقطع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان پڑے ہیں۔ میں دو محدثین کا مطالبہ نہیں کرتا کسی ایک سے دکھا دیں۔ بشرطیکہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ ہو۔

دیکھیں میں حدیثیں پڑھ رہا ہوں اور ایسی حدیثیں پڑھی ہیں جن کا ترجمہ بھی وہی ہے جو حدیث کے الفاظ ہیں اور یہی ترجمہ احمد سعید صاحب نے اس کا کیا ہے۔ اس لئے تفسیر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی اور نہ پڑے گی۔ جیسے ”لا الہ الا اللہ“ اس کا ترجمہ ہی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہاں کسی تفسیر کا مطالبہ نہیں۔ لیکن انہوں نے جواب میں عقلی دلائل پیش کئے ہیں۔ (اس کے مقابلے میں احادیث نبوی کو کاٹنے کہنا شروع کر دیا) کہ حضور ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ ہیں۔ میں ان سے تواتر کا مطالبہ بھی نہیں کرتا۔ (حالانکہ میں نے متواتر روایات پیش کی ہیں) اور اجماع کا مطالبہ بھی نہیں کرتا، دو محدثین کا مطالبہ بھی نہیں کرتا۔ صرف ایک حنفی محدث سے دکھا دیں جس نے یہ لکھا ہو کہ حضرت پاک ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہے۔ اس لئے وہ اپنی قبر شریفہ میں مردہ اور بے جان پڑے ہیں۔ لیکن کسی حنفی عالم نے یہ نہیں لکھا۔

خود علامہ احمد سعید صاحب اپنی کتاب دمدمۃ الجنود میں لکھتے ہیں کہ: ”ان لوگوں نے (ڈاکٹر عثمانی نے) گھڑنتو ترجمے کئے ہیں۔ حدیث اور قرآن کے، قرآنی آیات اور ادعیہ ماثورہ سے تعویذ لکھنے کے جواز پر پوری امت کا اجماع ہے۔ اس ڈاکٹر بے علم سے پہلے کسی ایک اہل علم و دیانت نے اس پر نکیر نہیں کی۔“

یہ جو مطالبہ مولوی احمد سعید نے ڈاکٹر عثمانی سے کیا ہے یہی مطالبہ مولوی احمد سعید سے میں کرتا ہوں کہ یہ اپنے سے قبل کسی ایک اہل علم کا نام لیں جس نے تریسٹھ سال کی عمر سے قبر کی زندگی کے نہ ہونے پر اس بات کو دلیل بنایا ہو اور کسی ایک صاحب علم کا نام لیں جس نے انقطاع وحی کی روایت کو انبیاء علیہم السلام کی قبروں کی موت کی دلیل بنایا ہو۔ یہ شرطیں لگاتے ہیں، میں نے ان کو سب شرطیں چھوڑ دیں۔ میں صرف ان کی شرط پوچھنا چاہتا ہوں۔

(یہاں آ کر علامہ احمد سعید صاحب درمیان میں بول پڑے کہ ایک منٹ ٹھہریں تھوڑا شور بھی ہوا)

لیکن مناظر اہل السنۃ نے اپنی بات جاری رکھی اور فرمایا مولوی احمد سعید صاحب کی کتاب دمدمۃ الجنود میں ہے، وہ خود لکھتے ہیں: ”اس مجدد العمیان (یعنی اندھوں کے مجدد) کی بات اگر صحیح ہے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کتنے مفسر، محدث، مجتہد اور مفکر ہیں جنہوں نے اس آیت سے وہی سمجھا ہے جو اس سے اندھوں کا امام سمجھ رہا ہے اور اپنی ذاتی رائے سے یہ تفسیر بیان کرنے کا یہ عادی مجرم ہے اور تمام امت کے علماء عاملین حتیٰ کہ صحابہ اور تابعین کو بھی حرام خوری کی بھٹی کا مستحق بنانا چاہتا ہے۔“

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جو مطالبہ علامہ احمد سعید نے عثمانی سے کیا، انہوں نے جو لقب اس کو دیا، اندھوں کا مجدد میں علامہ کو نہیں دینا چاہتا۔ لیکن یہ ضرور پوچھوں گا کہ کتنے محدث، مجتہد اور مفسر ہیں جنہوں نے تریسٹھ سال عمر والی روایت سے حضور ﷺ ودیگر انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں مردہ اور بے جان ہونا ثابت کیا ہے؟ کتنے محدث، مفسر، مجتہد ایسے ہیں جنہوں نے ''انقطاع الوحی'' کی روایت سے انبیاء علیہم السلام کا قبروں میں مردہ اور بے جان ہونا ثابت کیا ہے؟ اگر اس طرح کے گھڑے معنی ڈاکٹر عثمانی لکھے تو علامہ احمد سعید صاحب اس کو یہودی کہے۔ اس کو اندھوں کا امام لکھے۔ اس کو رافضی لکھے۔ اس کو بے دین کہے اور یہ لکھیں کہ ڈاکٹر عثمانی صاحب کو دوسروں کا علاج کرنے کی بجائے پہلے اپنے دماغ کا علاج کروانا چاہئے یہ بات دمدمہ میں ہے۔ میں بھی علامہ احمد سعید صاحب سے عرض کر رہا ہوں کہ جو مطالبہ آپ نے ان سے کیا ہے وہی مطالبہ آج میں آپ سے کر رہا ہوں اور یہ وہی مطالبہ ہے جو آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ آپ ایک محدث، مجتہد یا مفسر کا نام پیش کریں کہ انہوں نے وہ استدلال کیا ہو جو تم استدلال کر رہے ہو۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: بھائی! مولوی صاحب نے بڑے جوش وخروش کے ساتھ غیر متعلقہ باتیں کی ہیں۔ لیکن نتیجہ پھر بھی وہیں رہا۔ میں صرف دو باتیں عرض کرتا ہوں، مولوی صاحب کہتے ہیں کہ کوئی ایک محدث ایسا ہو جو یہ کہتا ہو کہ کسی ایک محدث نے تریسٹھ سال عمر والی روایت سے قبر کی موت پر استدلال کیا ہو، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پوری کائنات میں ایک بھی محدث نہیں جو حضور پاک ﷺ کی زندگی تریسٹھ سال سے اوپر لکھتا ہو۔ بات تو یہ ہے کہ کوئی ایک محدث لکھے کہ حضرت محمد ﷺ تریسٹھ سال کے بعد بھی زندہ ہیں تاکہ تریسٹھ سال کی زندگی اللہ کے رسول ﷺ کی مشکوک مانی جائے اور اس کے بعد پھر لمبی زندگی مانی جائے۔

مولوی صاحب دوسری بات آپ قرآن کی کرتے ہیں تاکہ آپ سے قرآن کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ حدیث صحیح ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ سب سے پہلے فرمایا۔ ''موتی'' میرا دنیا سے چلا جانا، وفات پاجانا، اللہ کے پاک نبی ﷺ کی یہ حدیث آپ کے دعویٰ کی بڑی شدت کے ساتھ رد کر رہی ہے کہ اگر نبی پاک ﷺ دنیا کے کسی بھی خطہ میں زندہ ہوں تو قیامت قائم نہیں ہوسکتی۔ اگر اللہ کے نبی ﷺ زندہ ہوتے تو قیامت کا آنا مشکل ماننا پڑتا ہے۔ تم اجماع امت کی بات کرتے ہو، یہاں تو خود پاک نبی ﷺ نے فرمادیا کہ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ''موتی ثم فتح بیت المقدس'' سب سے پہلے میرا دنیا سے وفات پاجانا، اگر نبی پاک ﷺ تریسٹھ سال کے بعد بھی دنیا کے کسی حصہ میں زندہ ہیں، قبر مقدسہ دنیا میں ہے یا نہیں؟ مدینہ عالیہ دنیا میں ہے یا نہیں؟ اگر اس میں نبی پاک زندہ موجود ہیں تو پھر قیامت نہیں آسکتی۔ یہ آپ کی اس بات کا رد ہے جو تم بار بار کہتے ہو کہ فلاں محدث سے دکھاؤ۔

تم محدثین کی بات کرتے ہو میں خود رسول پاک ﷺ کی حدیث کی بات کرتا ہوں باقی میں جو مطالبہ کر رہا ہوں کہ آپ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے کلام اللہ کی آیت پیش کرو۔ کیونکہ اس کے متعلق خود کلام پاک کے اندر یہ قانون موجود ہے جب یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ فلاں چیز حرام ہے، فلاں حلال ہے۔ حالانکہ ان کا صرف دعویٰ تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا'' اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ فلاں چیز حرام ہے تو پھر اللہ کی کتاب تورات لے آؤ اور پڑھ کر سناؤ تم کہہ رہے ہو کہ مناظرہ میں کتاب مقدس پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ مسئلہ تو خود کلام پاک سے ثابت ہوگیا کہ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں: ''فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا'' کتاب مقدس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پیش کرو۔ خود حضور ﷺ نے مخالفین سے دلیل اللہ کی کتاب سے مانگی ہے۔ اگر ہم آپ سے آپ کے عقیدہ کے اثبات کے لئے قرآن سے دلیل مانگیں تو آپ کو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ محدثین نے اس طرح نہیں کہا۔ افسوس کہ آپ نے دنیا کے تمام محدثین اور فقہاء کے بارے میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا ان کا قرآن مقدس سے کوئی تعلق نہیں۔ جس طرح میں بار بار قرآن سے اعراض کر رہا ہوں ان کا بھی قرآن سے اسی طرح اعراض تھا۔

دوسرا آپ نے یہ الزام لگایا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کی احادیث کو کانٹوں سے تشبیہ دی ہے: ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' بات یہ ہے کہ میں نے ''دونہ خرط القتاد'' کہا اور ''خرط القتاد'' دونوں لفظوں کا معنی مولوی صاحب نے ''کانٹے'' کیا ہے، یہ بھی سمجھنے کی چیز ہے۔ خیر! مقصد یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی احادیث کو صحیح ثابت کریں تاکہ وہ قرآن کے مخالف نہ رہے۔ میں نے کہا تھا کہ اگر حدیث کو صحیح ثابت نہ کیا جاسکے تو پھر ایسا ہی ہے جیسے بندہ کانٹوں پر ہاتھ مارے، حدیث کو تشبیہ نہیں بلکہ آپ کو تشبیہ دی ہے کہ تم قرآن مقدس کی طرف نہیں آتے اور بھاگ کر حدیث رسول اللہ ﷺ کا نام لیتے ہو، جو شخص قرآن مقدس کی طرف نہیں آتا۔ اس کو حضور ﷺ کی حدیث سے کیا تعلق؟ بہر حال! آپ کے ذمہ آیت مقدس پیش کرنا ہے جس کی طرف تم آنے کے لئے تیار نہیں ہو اور نہ میں آپ کو رخصت دے سکتا ہوں کہ اس کو چھوڑ کر آگے چل دیں، آپ جو حدیث پر حدیث روایت پر روایت پڑھ رہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو میں بھی روایت کے مقابلہ میں روایت پیش کروں گا۔ لیکن میرا مطالبہ اسی طرح باقی رہے گا کہ آیت مقدس پیش کرو۔ اگر کتاب مقدس میں نہیں ہے تو صاف اقرار کرو کہ یہ مسئلہ اثباتاً یا نفیاً کلام مقدس میں نہیں ہے۔ پھر بے شک حدیث رسول ﷺ کی طرف آؤ۔ پھر روایت کے مقابلہ میں روایت آئے گی، پھر آپ کی پیش کردہ روایات پر بحث بھی ہوگی۔ صحاح ستہ، بخاری شریف، مسلم شریف دیگر کتب حدیث سے بھی روایات ہوں گی۔ پھر اس وقت تقابل کر لینا کہ کون سی سند عالی ہے کون سی سند نہیں۔ لیکن پہلے اپنے عقیدہ کو آیت سے جو نص قطعی الثبوت کے ساتھ ساتھ قطعی الدلالت بھی ہو پیش کرو۔ اگر نہیں ہو سکتا تو صاف اقرار کرو تاکہ عوام کے سامنے بات واضح ہو جائے اگر یہ بات واضح ہو جائے تو پھر دوسرا مسئلہ تحریر یا تقریر کی زد میں لایا جاسکتا ہے۔ اگر آپ مسلم قانون کو ترک کر کے قرآن کو چھوڑ کر حدیث کی طرف چلے جاؤ گے تو یہ احادیث کئی معانی پر مشتمل ہیں۔ اس کو سمجھنے کے کئی طریقے ہیں، پھر جو روایات آپ پیش کر رہے ہیں پتہ چلے گا کہ محدثین اس کی تصحیح کرتے ہیں یا اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ فقہاء احناف کے نزدیک وہ روایت قابل قبول بھی ہیں یا نہیں۔ ان شاء اللہ! بہت جلد پتہ چل جائے گا لیکن پہلے نص قطعی کی تلاوت کرو جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے ان سے کتاب پڑھنے کا مطالبہ کیا تھا، تم بھی اپنے عقیدہ کے لئے آیت پیش کرو جس میں صاف صاف وضاحت ہو۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' میرے دوستو، بزرگو! میں نے نبی پاک ﷺ کی احادیث پیش کیں، میں نے مولوی صاحب کے بارے میں کہا کہ انہوں نے ''خرط القتاد'' کہا ہے، مولوی صاحب نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی، پہلے کہا کہ دونوں لفظوں کا معنی کانٹے کر دیا۔ پھر چند لمحوں کے بعد خود بھی اس کا معنی کانٹے کر دیا اور یہ بھی کہا تم جو احادیث پیش کر رہے ہو جو تمہارا طریقہ ہے اس کو کہہ رہا ہوں۔ دیکھیں دوبارہ پھر وہی گستاخی کی ہے جو پہلے کی تھی کہ اللہ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو کانٹے کہا۔ میں کہتا ہوں کہ کانٹے تو وہ (مشرکین) ڈالتے تھے، اللہ کے نبی ﷺ تو پھول

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

برساتے تھے۔ اب جو نبی پاک ﷺ کی احادیث کو کاٹنے کہے اس کے بارے میں تم خود فیصلہ کرلو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب میراث مانگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ قرآن پیش کرو؟ اگر کہیں ہے تو دکھادیں، اس کا جواب نہیں دیا۔

اب ایک نئی بات نکالی ہے کہ حضور ﷺ نے یہودیوں سے کہا تھا کہ تورات لے آؤ تو پڑھو، مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ اس وقت کہا تھا جب حرام وحلال کا مسئلہ تھا۔ مولانا اس کا شان نزول مجھے دکھادیں، وہ تو قصہ ہی حد رجم کا تھا۔ معلوم ہوا کہ مولانا کو قرآن صرف اتنا ہی آتا ہے۔ علماء کرام موجود ہیں، مجھے دکھائیں کہ واقعی حلال وحرام کے مسئلہ پر جھگڑا ہوا تھا جب کہ آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ تورات پڑھو۔ ان کو اس آیت کے شان نزول کا پتہ نہیں۔ اب مولانا کا کام تھا کہ مجھ سے بار بار قرآن کی آیت کا مطالبہ کررہے ہیں۔ وہ خود ایک ایسی آیت پڑھ دیتے جس کا ترجمہ یہ ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان پڑے ہیں، جس طرح کھجور کا ستون اور کنکریاں بے جان تھیں۔ (معاذ اللہ) لیکن نہ انہوں نے آیت پڑھی ہے اور نہ قیامت تک پڑھ سکتے ہیں۔

انہوں نے جو اپنے خط میں لکھا ہے کہ میرے پاس ستر آیتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ کہاں ہیں؟ اب تو ان میں سے ایک بھی ظاہر نہیں ہورہی اور اگر قرآن میں نہیں ہے اور یقیناً قرآن میں یہ مسئلہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ کے نبی اپنی قبروں میں مردہ ہیں۔ وہ جو انہوں نے خط میں لکھا تھا کہ میرے پاس اٹھارہ سو احادیث ہیں، لوگ منہ دیکھ رہے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی نہیں آرہی۔ یہ ہورہا ہے کہ ادھر سے احادیث پڑھی جاتی ہیں ادھر سے ان کو کاٹنے کہا جاتا ہے لیکن جب مولانا اٹھتے ہیں یا تو نبی کی حدیث میں اپنی طرف سے اضافہ کردیتے ہیں یا ایسی اسناد پیش کرتے ہیں جن کو وہ اپنی کتابوں میں ناقابل اعتماد لکھ چکے ہیں۔

یا اب اس طرف آئے ہیں یہ جو چٹ لکھ کر بھیجی ہے اس میں بھی انہوں نے اپنا عقیدہ نہیں لکھا اس لئے ہم یہی سمجھیں گے کہ ان کا عقیدہ وہی ہے کہ یہ انبیاء کی حیات کو کھجور کے خشک تنے اور کنکریوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ اب لکھا ہے موت کے بعد قبر ارضی کا لفظ لکھا ہے یا نہیں؟ (عوام نے کہا، ہے) اب صرف موت کی حدیث پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اس مسئلہ سے اس حدیث کا کوئی تعلق ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ مولانا کو جو باتیں انہوں نے اپنی کتاب میں لکھی تھیں وہ تو یاد نہیں رہی۔ لیکن جو چٹ اب لکھ کردی ہے وہ بھی ان کو یاد نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ حالانکہ پرچی میں لکھا ہوا ہے کہ یہ جو بات ہے وہ موت کے بعد قبر والی زندگی پر ہے۔ جب اس میں موت کے بعد والی زندگی لکھا ہوا ہے تو پھر مولوی صاحب کو موت والی حدیث پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں پھر مطالبہ کرتا ہوں جیسے انہوں نے ڈاکٹر عثمانی سے مطالبہ کیا ہے کہ کسی ایک محدث ومفسر کا حوالہ پیش کریں جس نے یہی تفسیر ان سے پہلے کی ہو۔ دوسرا موت والی حدیث کی سند پڑھیں تاکہ معلوم ہوجائے اس کی حیثیت کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی ایک سنی محدث یا مفسر کا حوالہ پیش کریں، اسی حدیث کے تحت۔ کیونکہ اس حدیث کا ترجمہ یہ نہیں ہے کہ نبی اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں جس طرح سے یہ اپنے رسالہ میں دوسروں کے بارے میں گھڑتو معنی لکھتے ہیں۔ اب یہ خود نبی پاک ﷺ کی احادیث کا گھڑتو معنی کرتے ہیں اور بیان کررہے ہیں، جو کسی مفسر نے بیان نہیں کیا۔ کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا، کسی محدث نے بیان نہیں کیا۔ مولانا کتاب کھول کر رکھ دیں کہ فلاں سنی محدث نے اس حدیث کے تحت لکھا ہو کہ نبی اپنی قبروں میں مردہ ہیں۔ میں بات ہی ختم کردوں گا۔ بات وہی ہے جو میں اکثر کہا کرتا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہوں کہ کسی ایک سنی محدث یا مفسر سے یہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔ ادھر ادھر سے واقعات بیان کرتے رہنا ان کا کام ہے۔ نبی پاک ﷺ کی احادیث میں اپنی باتیں ملاتے رہنا اور حدیث کو کاٹنے کہنا یہ ان کا کام ہے۔

حیات کی اور دلیل سنو! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مجھے موسیٰ علیہ السلام پر زیادہ ترجیح نہ دو۔ اس کی وجہ بیان فرمائی کہ جب پہلا صور پھونکا جائے گا اس وقت انبیاء علیہم السلام بے ہوش ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا۔ میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہیں۔ نہ معلوم وہ بے ہوش ہوئے یا نہیں یا کوہ طور والی بے ہوشی کی وجہ سے اب ان پر بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔ اب میں سوال کرتا ہوں کہ بے ہوش زندہ ہوا کرتے ہیں یا مردے بے ہوش ہوتے ہیں؟ (جواب ملا زندہ بے ہوش ہوا کرتے ہیں) یہ عام فہم لفظ ہے۔ بے ہوش کا معنی یہ ہے کہ بندہ پہلے ہوش میں ہو پھر ہی اس پر بے ہوشی طاری ہوتی ہے۔''

مولانا! یہ بخاری شریف کی حدیث ہے جس طرح میں نے مولوی احمد سعید صاحب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنی بیان کردہ حدیث کی تفسیر کسی محدث یا مفسر سے دکھائیں۔ یہ مجھ سے بھی سوال کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں پہلے ہی حوالہ پیش کر رہا ہوں جو معنی میں نے بیان کیا یہی معنی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ میں نے تین سنی محدثین کا حوالہ پیش کیا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ یہ تینوں محدث اس کے نیچے لکھ رہے ہیں کہ بے ہوشی کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ نہیں بلکہ وہ باہوش ہیں۔ جب صور پھونکا جائے گا اس وقت ان پر بے ہوشی طاری ہوگی۔

دوستو! میں نے تین محدثین کے حوالے پیش کئے۔ لیکن مولوی احمد سعید صاحب نے قرآن کی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ صریح حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں ایسے ہیں جیسے کھجور کا تنا یا کنکریاں ہوتی ہیں۔ (العیاذ باللہ) اور نہ یہ قیامت تک کسی حدیث کے تحت کسی سنی محدث سے یہ دکھا سکتے ہیں کہ جو تشریح میں نے کی وہی اس نے کی ہے۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: حدیث رسول ﷺ کے پیش کرنے کا مطلب یہ تھا کہ مولوی صاحب کو اپنے دلائل کے توازن کا پتہ چل جائے۔ حدیث پیش کی تھی کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ میرا موت پا جانا ضروری ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ موت پا جانے کے بعد دنیا میں زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ ہیں تو پھر قیامت کیسے آئے گی۔ کیا مولوی امین قبر دنیا کے علاوہ کسی اور جہاں میں مانتا ہے؟ قبر کو اکھاڑ کر کہیں اور لے جاتا ہے تو بتلاؤ۔ اگر قبر کھودنے والے نے دنیا پر قبر کھودی ہے اور دفن کرنے والے نے دنیا میں دفن کیا ہے پھر تو نبی پاک ﷺ دنیا میں زندہ ہوئے۔ حالانکہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں: ''ان من شرار الناس من تدرکهم الساعة وهم احیاء'' سب سے زیادہ شریر لوگ وہ ہوں گے جو زندہ ہوں گے۔ ان کی زندگی میں قیامت آئے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر نبی پاک ﷺ اس زمین پر زندہ ہیں، مدینہ عالیہ میں زندہ ہیں، روضہ پاک میں زندہ ہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں زندہ ہیں، پھر یہ قیامت کس طرح قائم ہو گی۔ جب کہ قیامت شریر لوگوں پر آئے گی۔

دلائل کا سلسلہ ابھی شروع نہیں ہوا یہ تو بطور نمونہ تھوڑا سا شوشہ دیا ہے۔ جب دلائل کا سلسلہ شروع ہوا تو پھر یہ ایک آدھ محدث جو اپنی تحقیق سے لکھ رہے ہیں، جیسے مولوی صاحب نے کہا بیت اللہ میں بیٹھ کر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نے لکھا۔ فلاں نے لکھی، فلاں نے لکھی، کیا بیت اللہ میں بیٹھ کر لکھنے سے اجماع بن جاتا ہے؟ اور کیا وہ حدیث بن جاتی ہے؟ کیا محدثین کو معصوم سمجھتے ہو؟ یہ چیزیں بعد میں، سب سے مقدم چیز یہ ہے کہ قرآن مقدس کے علاوہ خود رسول پاک ﷺ کا وفات پانا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا خلیفہ بننا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ دنیاوی جسم والی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ورنہ خلافت کا معاملہ پیش نہیں آسکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کلما هلک نبی خلفه'' جب بھی کوئی نبی فوت ہوا اس کا خلیفہ بنا۔ نبی ہو کر خلیفہ بنا، میری وفات کے بعد خلفاء ہوں گے جو نبی بن کر خلیفہ نہ ہوں گے۔ صرف خلیفہ ہوں گے۔ امت کی تخت نشینی کے لئے۔ اگر نبی پاک ﷺ زندہ ہیں تو کیا زندہ کا بھی خلیفہ ہوتا ہے؟ خلیفہ ہمیشہ مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ یہ چیزیں میں نے اشارۃً بیان کر دی ہیں تا کہ مولوی صاحب کے دو گھنٹے گزر جائیں۔

بہر حال مولوی صاحب مجھے الزام دیتے ہیں کہ فلاں حدیث پڑھ چکا ہوں۔ فلاں پڑھ چکا ہوں۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ فلاں آیت پڑھ چکا ہوں اپنے عقیدہ کے ثابت کرنے کے لئے۔ اگر آیت ہے تو پیش کریں تا کہ اگر ہم گمراہ ہیں تو ہم بھی راہ ہدایت پر آئیں۔ اگر آیت نہیں ہے تو پھر ضد کیوں نہیں چھوڑتے۔ خدا کی عدالت میں پیش ہونا ہے کیا کہو گے کہ آپ کی کتاب میں مسئلہ حیات اور موت نہیں تھا۔ اس لئے ہم اس کے قریب ہی نہیں لگے جو جواب آپ نے قیامت کے میدان میں دینا ہے وہ ابھی مسلمانوں کے سامنے دے دو۔

اگر کوئی دلیل قرآن مقدس میں ہے تو اس کو پیش کیوں نہیں کرتے۔ کس موقع کے لئے سنبھال کر رکھی ہوئی ہے؟ بہر حال مطالبہ میرا وہی ہے بہ حیثیت سائل ہونے کے کیونکہ آپ کا عقیدہ اور دعویٰ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اس دنیا والی اس قبر مقدس کے اندر زندہ ہیں۔ ہمیں اس دعویٰ کا انکار ہے اور یہ انکار قیامت تک رہے گا اور یہ مطالبہ رہے گا کہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ابتداء کریں۔ اللہ کی مقدس کتاب سے آیت پیش کریں۔ اگر نہیں تو صاف اقرار کرو کہ قرآن اس مسئلہ میں کوئی دخل نہیں دیتا۔ پھر بات ہو گی حدیث رسول ﷺ کی۔

<u>مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: ''الحمد لله و كفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى'' میرے دوستو اور بزرگو! اب مولوی صاحب نے احادیث پڑھنی شروع کر دی ہیں۔ لیکن کسی ایک حدیث میں بھی نہ نبی کا لفظ آیا نہ قبر کا لفظ اور نہ کنکریوں کی طرح بے جان کا لفظ آیا ہے اور نہ کھجور کے تنے کی طرح بے جان ہونے کا لفظ آیا ہے۔ ساتھ ساتھ مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ابھی میں اشارہ کر رہا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کب تک گونگوں کی طرح اشارے کرتے رہو گے۔ لوگ آپ کے منہ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ایک حدیث تو پڑھ دو جس میں تفصیل ہو۔ مولانا ایسا تو نہیں ہوا کہ آپ نے سب کچھ چھوڑ کر اشارے بازی شروع کر دی ہے۔ یہ اشارے کب تک کرتے رہو گے۔

اگر قرآن کو مولوی احمد سعید نے مانا ہے تو وہ ایک آیت پیش کرتے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ اس لئے ادھر رقعہ روانہ کرنے کی بجائے ان کے کان میں پھونک مارو کہ ستر آیتوں سے کیوں نہیں نکالتے۔ چلو ستر میں سے انہتر میں نے معاف کیں صرف ایک آیت پڑھیں۔

اب مولوی صاحب نے حدیث پڑھی کہ قیامت شریر لوگوں پر آئے گی۔ اگر واقعی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مولوی صاحب کا یہی عقیدہ ہے (اور ہو سکتا ہے) کیونکہ جو احادیث کو کاٹنے کہہ سکتا ہے (وہ انبیاء علیہم السلام

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے بارے میں بھی یہی کہہ سکتا ہے) غور کریں بات واضح ہے کہ قبر جو ہے وہ اس دنیا کے لئے دار العمل نہیں۔ وہاں عمل کی تکلیف نہیں ہے۔ دنیا میں رہنا اور چیز ہے اور قبر میں دفن ہونا اور چیز ہے۔ قبر میں زندہ رہنا اور چیز ہے۔ مولوی احمد سعید جس چیز کا رد کر رہے ہیں وہ اس پرچی کا ہے جو انہوں نے لکھی ہے۔ (کہ بات قبر کی زندگی کی ہے) یہ اپنی بات کو خود ہی رد کر رہے ہیں جو میں نے لکھ کر دیا ہے، مناظرہ کا موضوع، اس پر بات ہی نہیں ہو رہی۔

مولوی صاحب نے کہا میں سائل ہوں۔ سائل کی تین قسمیں ہیں۔ ہر ایک قسم کی تعریف کریں اور بتائیں کہ آپ کون سی قسم کے سائل ہیں۔ سائل کا کام یہ نہیں ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے ایک بات کسی کے ذمہ لگا کر پھر خود اس کا رد کرتے رہو۔ یہ سائل کا کام نہیں ہے۔ سائل اسے کہتے ہیں جو دلیل کا جواب دے یا تو یہ کہتے کہ یہ احادیث متواتر نہیں، یہ بتلا دیتے کہ دو محدثوں نے لکھا ہے کہ متواتر ہے۔ باقی نے لکھا ہے کہ یہ متواتر نہیں، پھر میں کہتا کہ واقعی انہوں نے مجھ پر کوئی نقد وارد کیا ہے۔ سائل کا کام اپنی طرف سے کسی کے ذمہ کچھ لگا کر اس کا رد کرتے رہنا، دلیل کا جواب نہ دینا اس کو سائل نہیں کہتے۔ میں اصول مناظرہ کی کتب دے رہا ہوں، اس میں سائل کا یہ معنی نکال کر دکھلا دیں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ احادیث جو آپ نے پڑھی ہیں سائل بن کر پڑھی ہیں۔ (یہ سائل کی کون سی قسم ہے) اصول مناظرہ سے دکھائیں کہ سائل حدیث پڑھ سکتا ہے؟

میں نے پہلے یہ بات کہی تھی کہ جب تک احمد سعید صاحب اپنا دعویٰ لکھ نہ دیں، اس وقت تک حدیث پیش کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ کیونکہ دلیل دعویٰ پر ہوتی ہے۔ ان کو دلیل پیش کرنے کا کوئی حق نہیں بلکہ ان کو صرف میری دلیل کے جواب دینے کا حق ہے۔ اب یہ حدیثیں پڑھنے کی طرف آ گئے ہیں۔ لیکن کسی حدیث کا ترجمہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ کنکریوں کی طرح اور کھجور کے ستون کی طرح۔ معاذ اللہ! نہ اس طرح کی حدیث پڑھی ہے اور نہ پڑھ سکتے ہیں۔

میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ مولانا آپ کو اپنی کتاب دمدمہ کیوں بھول گئی ہے کیا وہ صرف ڈاکٹر عثمانی کے ڈرانے کے لئے لکھی تھی؟ میں کہہ رہا ہوں ایک سنی محدث، ایک سنی مفسر، ایک سنی مجتہد کا قول پیش کرو کہ انہوں نے کسی ایک آیت کے تحت یا کسی ایک حدیث کے تحت یہ مسئلہ لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔

مولانا! آپ کی لکھی ہوئی بات کا مطالبہ آپ سے کر رہا ہوں۔ میں بار بار عرض کروں گا کہ جو کچھ تم نے خود لکھا ہے کم از کم اس پر تو پکے رہو۔ کوئی ادھر سے بول رہا ہے قرآن، کوئی ادھر سے بول رہا ہے قرآن، میں ان سے کہتا ہوں کہ مولوی احمد سعید صاحب سے کہیں کہ قرآن کی ایک آیت پڑھ دیں تا کہ مناظرہ ختم ہو جائے یا یہ لکھ دیں کہ مولوی احمد سعید صاحب قرآن کو نہیں مانتے۔ اس لئے ہم دوبارہ قرآن کا نام نہیں لیں گے یا یہ لکھ دیں کہ مولوی احمد سعید صاحب قرآن کو نہیں مانتے۔ اس لئے ان سے ہم یہ مطالبہ نہیں کر سکتے اور آپ (اوکاڑوی صاحب) سے مطالبہ اس لئے ہے کہ آپ پر ہمیں یقین ہے کہ آپ قرآن کو مانتے ہیں۔ بات واضح کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں جو احادیث پیش کر رہا ہوں ان کا ترجمہ اتنا واضح ہے کہ خود مولوی احمد سعید صاحب نے مانا کہ اس کا ترجمہ وہی ہے جو میں نے کیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ قبر یہی ہے۔ اب مولانا نے بڑی اچھی بات کہی ہے، پہلے یہ کہا کرتے تھے کہ قبر کہیں اور ہے۔ آج تسلیم کر رہے ہیں کہ یہی دنیا والی قبر ہی قبر ہے۔ وہ قبر جو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو جسد اطہر اس قبر کے اندر ہے اسی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جسد کو ہم انبیاء علیہم السلام کی حیات کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ انہی اجساد مطہرہ کو اللہ کے نبی ﷺ بار بار زندہ فرما رہے ہیں۔ مسلمان تو اب اپنے نبی ﷺ کی بات کو بار بار دہرائے گا۔ کاش کہ مولوی احمد سعید صاحب بھی ایک دفعہ اپنے نبی ﷺ کی بات کو دہرا لیتا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں ان حدیثوں کو تسلیم کرتا ہوں۔

اب یہ جو کہہ رہے ہیں کہ میں احادیث پیش کروں گا، کب؟ وہ تو اٹھارہ سو احادیث ہیں (بقول احمد سعید) وہ تو کئی دنوں میں پیش نہیں ہو سکتیں۔ میں نے مولانا کو اٹھارہ سو میں سے سترہ سو ننانوے معاف کر دیں۔ کیونکہ میں نے ان کی طرح یہ نہیں کہنا کہ آپ کانوں پر ہاتھ مار رہے ہیں۔ یہ صرف ایک حدیث پڑھ دیں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ بس میں فوراً بات ختم کر دوں گا۔ مناظرہ ختم۔ کیونکہ پیچھے کچھ رہے گا ہی نہیں۔ میں دوبارہ کھڑا ہی نہیں ہوں گا۔ پھر سارے مجھے کہیں کہ ایک دفعہ کھڑا ہو جا کچھ بات کر۔ میں کہوں گا نہیں آیت یا حدیث صریح پیش ہونے کے بعد اب کچھ کہنے کا موقع نہیں رہا۔ کیونکہ نبی ﷺ کی حدیث سننے کے بعد کھڑا ہونا گستاخی ہے۔ میں نے مولوی احمد سعید صاحب پر اتنا بڑا احسان کیا کہ ان کو سترہ سو ننانوے معاف صرف ایک حدیث جس کا ترجمہ یہ ہو کہ نبی اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ کنکریوں کی طرح یا کھجور کے تنے کی طرح، میں سردار صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ نہ وہ خود پریشان ہوں اور نہ لوگوں کو پریشان کریں۔ ان سے کہیں کہ یا ایک آیت قرآن کی پیش کر دیں کہ نبی قبروں میں مردہ ہیں۔ قبروں کی بات ہوگی جو انہوں نے پہلے ادھر ادھر کی باتیں کی ہیں، وہ تو زیر بحث ہی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات ان کی قبروں میں علم قطعی سے ثابت ہو چکی ہے۔ (مولوی صاحب اپنی لکھی چٹ بھی بھول گئے ہیں) متواتر احادیث سے حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہو چکی ہے۔ میں بہت ساری احادیث پیش کر چکا ہوں، مولوی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حدیثیں پیش کی ہیں۔ لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ جب میں بولوں گا تو یہ حدیثیں بھاگ جائیں گی۔ اللہ رحم کرے۔ اللہ کے نبی ﷺ احادیث سناتے رہے۔ (بڑے بڑے گرو ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ وغیرہ) نبی ﷺ کو ڈراتے رہے۔ اس وقت یہ حدیثیں نہیں بھاگیں اب کیسے بھاگیں گی؟ آپ سارے مل کر بھی نہیں بھگا سکتے۔ یہ قیامت تک ان شاء اللہ! محفوظ رہیں گی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ نے تمہاری قسمت میں ماننا لکھا ہے یا نہیں لکھا۔ ہم کہیں گے یا اللہ ہم نے ان کو احادیث سنا دی تھیں اور ہم نے ان کو کہا تھا کہ نبی کی احادیث کو کاٹنے کہہ کر گستاخی نہ کریں اور نبی ﷺ کی حدیثیں پڑھنے والے کو یہ توفیق عطاء فرما تا کہ وہ نبی ﷺ کی حدیث پڑھتے وقت اپنی طرف سے کوئی لفظ زیادہ نہ کرے۔ نبی ﷺ کی حدیث ماننے والے کو یہ توفیق عطاء فرما کہ اٹھارہ سو احادیث میں سے ایک حدیث یا آیت کسی سنی محدث یا مفسر یا مجتہد کی شرح کے ساتھ پیش کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ ادھر تو یہ قرآن، قرآن کہتے ہیں یہ تو قول بھی نہیں مانتے اور نہ قول پیش کر سکتے ہیں۔

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: آج مولوی محمد امین صفدر صاحب نے نیا طریقہ اختیار کیا ہے جو پہلے سننے میں نہیں آیا۔ فرماتے ہیں انہوں نے خواہ مخواہ ہمارے ذمہ ایک عقیدہ لگا دیا ہے۔ میں نے ان کے ذمہ یہ لگایا ہے کہ تم حضور ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام کو ان کی قبروں میں زندہ تسلیم کرتے ہو، میں نے اس پر بات کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے از خود یہ بات ہمارے ذمہ لگائی ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں۔ اگر آپ کا یہ عقیدہ نہیں تو پھر معاملہ کیا ہے۔ ایک طرف سے اس عقیدہ کا انکار بھی کرتے ہیں، دوسری طرف ان کا دعویٰ بھی یہی ہے۔ کیا تم لوگوں کو دھوکہ دینے والے ہو؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اگر تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ جس طرح دنیا میں مع روح زندہ تھے، اس قبر میں بھی زندہ ہیں تو اس پر تو نص قرآنی پیش کرو۔ ادھر کہتے ہیں میں مدعی ہوں، یہ مدعی نہیں ہے۔ اس لئے دلائل پیش نہیں کر سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد بات بھول جاتے ہیں یا جان بوجھ کر ہمارے اوپر ڈال دیتے ہیں کہ ایک حدیث پیش کرو۔ ایک آیت پیش کرو۔ مولوی صاحب جب تم خود کہہ رہے ہو کہ میں مدعی نہیں۔ میں نے دعویٰ نہیں لکھا۔ اس لئے آپ دلائل بیان نہیں کر سکتے، ادھر کہتے ہیں کہ دلائل بیان کرو۔ اتنا بڑا تناقض کم از کم اہل علم کے اندر تو نہیں ہو سکتا، جس شخص کو مدعی نہیں بنایا جاتا۔ اس سے دعویٰ طلب کیا جا رہا ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔

یہ آخری بات ہے، میں آیت پڑھتا ہوں لیکن پہلے لکھ دیں کہ ہم اپنا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے۔ میں ایک نہیں جتنی کہو اتنی آیات پڑھ دوں گا کہ کوئی نبی موت کے بعد اس دنیا والی قبر کے اندر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ نہیں۔ یہ بات لکھ دو، اگر نہیں لکھ سکتے تو کم از کم اپنا عقیدہ اللہ کی کتاب مقدس سے ثابت کرو۔ آپ نے دوسری مرتبہ قرآن کا مطالبہ کیا ہے۔ اب تیسری بار مطالبہ کا موقع نہیں آئے گا۔ میں خود ہی آیت پیش کر دوں گا، جس سے ثابت ہوگا کہ مرنے کے بعد کوئی نبی و رسول اس جسمانی زندگانی کے ساتھ قبر میں زندہ نہیں۔

دوستو، بزرگو! میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں آیت پیش کرو۔ آئندہ موقع نہ دوں گا۔ میں ایسی آیت پڑھوں گا جس سے یہ ثابت ہوگا کہ کوئی نبی، کوئی ولی، کوئی اللہ کا پاک بندہ مرنے کے بعد اپنی قبر میں جسمانی حیات کے ساتھ زندہ نہیں ہے۔ اس دنیا والی قبر میں زندہ نہیں۔ پہلے آپ لکھ دیں کہ ہمارے عقیدہ کے ثبوت کے لئے ہمارے پاس نہ کوئی آیت ہے اور نہ ہمارا عقیدہ ثابت ہے، لو مولوی صاحب! میں نے آپ کا مطالبہ مان لیا کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ احمد سعید نے آیت نہ پڑھی۔ میں سر دست تین آیات پڑھ دوں گا۔ لیکن پہلے آپ لکھ دیں کہ میرے عقیدہ پر میرے پاس کوئی آیت نہیں ہے۔

باقی اس نے کہا کہ ساتھ یہ حدیثیں پڑھ رہے ہیں، اس میں نہ قبر کا لفظ ہے نہ نبی کا۔ میں نے کہا تم نے جو ''مامن مسلم یسلم علی'' والی حدیث پڑھی ہے، اس میں نہ نبی کا لفظ ہے نہ نبی کی موت و حیات کا ذکر ہے۔ اس کو یہ برداشت نہ کر سکے۔ کہنے لگے کہ لو جی حدیث کو چھوڑتے ہیں۔ جناب اگر تم قرآن کو چھوڑ کر مسلمان رہ سکتے ہو اس سے بڑی کون سی کتاب ہے جس کا انکار جرم ہے۔ لیکن کوئی نبی پاک ﷺ کی حدیث کو کانٹوں سے اور نبی پاک ﷺ کے جسم کو کھجورے خشک تنے سے تشبیہ نہیں دے سکتا۔ مولوی امین صاحب اگر آپ کا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں ہوتا تو میں آپ پڑھ دیتا ہوں۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ: ''الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' مولانا صاحب یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میں منکر ہوں، مدعی نہیں ہوں۔ لیکن اپنے دعویٰ پر احادیث پڑھتے جا رہے ہیں تو مولانا صاحب! تناقض تمہارے اندر ہے اور ادھر منکر منکر کی رٹ بھی لگاتے ہیں اور ادھر کنکریوں اور کھجور سے تشبیہ بھی دیتے جا رہے ہیں۔ باقی مولوی صاحب کے پاس کوئی صحیح حدیث یا آیت نہیں۔ اگر ہوتی تو ضرور پڑھتے، وقت ضائع نہ کرتے۔ باقی یہ بات بار مجھ سے قرآن کی آیت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مولوی احمد سعید سے پوچھیں گے کہ وہ تو (بزعم مخالف) قرآن کے خلاف کہتا تھا تو نے قرآن کے موافق عقیدہ ثابت کرنے کے لئے کیوں نہ آیت پڑھی؟ اتنی دیر لوگوں کو انتظار میں رکھنا کہ لوگ غلط عقیدہ پر باقی رہیں۔ (چہ معنی دارد)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ آیت تو مجھے ستر آتی ہیں۔لیکن آج میں سر دست تین پڑھوں گا، میں کہتا ہوں تین ہی پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ و بے جان ہیں۔کنکریوں کی طرح اور کھجور کے ستون کی طرح، ساتھ ہی میں اشارہ کر دیتا ہوں کہ وہ تین آیتیں مرزا کی کتاب فتح الاسلام والی نہ ہوں، جن کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے فتح الاسلام میں۔غلط ترجمے والی آیت نہ ہو۔اب میں مولانا کو وقت دیتا ہوں کہ وہ یہ آیات پڑھیں۔

علامہ احمد سعید صاحب: مولوی محمد امین نے مجھ سے اصول مناظرہ کے خلاف مطالبہ کیا ہے کہ آیت پڑھو، اپنا بوجھ سر سے اتار کر میرے گلے میں ڈال دیا ہے۔مزہ تب ہے کہ مولوی صاحب تسلیم کر کے اٹھیں۔مجھ سے مطالبہ ہے کہ آیتیں پڑھو، خود آخری بات بھول گئے کہ میں نے لکھ کر دینا ہے۔

(یہ مولانا محمد امین صاحب نے وعدہ نہیں کیا۔صرف احمد سعید کا مطالبہ تھا اس لئے اس بات سے دھوکہ نہ کھائیں۔مرتب)

مولوی امین صاحب میں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں، کچھ تو احساس کرو۔مجھ سے دلیل کا مطالبہ کرنا اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہے اور تعلیم اسلام کے بھی خلاف ہے۔"لا دلیل علی النافی" خود آپ نے کہا ہے کہ منکر پر دلیل نہیں ہوتی۔مطالبہ اس سے ہوتا ہے جو جھولی بھر کر کہے کہ یہ میری ہے یا گٹھڑی سر پر رکھ کر کہے کہ میری ہے، اس سے دلیل پوچھی جاتی ہے، جب آپ کا یہ عقیدہ اسلامی ہے تو اسلام کی تعلیم قرآن دیتا ہے تو آپ قرآن پڑھیں، قرآن سے دلیل پیش کر کے دکھاؤ۔

پھر مولانا کے انصاف کا انداز دیکھو، کہتے ہیں کہ آیتیں وہ پڑھو جس میں لکھا ہو کہ قبر کے اندر نبی زندہ نہیں ہوتا۔مسئلہ تو یہ ہے جب اللہ کا نبی دنیا سے وفات پا چکا تو اب نہ قبر کے اندر کوئی زندگی ہے نہ زمین کے اوپر کوئی زندگی ہے اور نہ زمین کے نیچے کوئی زندگی ہے اور نہ اوپر کوئی زندگی ہے، مسئلہ یہ ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ قبر کا لفظ دکھاؤ، کیا اس قسم کے مطالبہ کی صحابہ کرام یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی گنجائش ہے؟ اگر نہیں تو پھر بندہ یہ کہے کہ میرا اللہ کی کتاب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جب ان سے دلیل پوچھی جائے تو اس وقت وہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، نماز پڑھنا دلیل ہے۔اس بات کی کہ وہ زندہ ہیں، اسی لئے تو نماز پڑھ رہے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس کو نماز پڑھتے دیکھ لیا جائے وہ زندہ ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کو آپ ﷺ نے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔

بقول مولوی صاحب کے دیکھنا زندگی کی دلیل ہے۔لہٰذا صرف موسیٰ علیہ السلام ہی زندہ ہوئے اور کوئی زندہ نہ ہوا۔جب کہ حضور ﷺ فرما رہے ہیں: "لو کان موسی حیا" اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اطاعت کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دعویٰ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں لیکن دلیل وہ پیش کرتے ہیں جو اصول دین کے بھی خلاف ہے اور حدیثیں اور روایات وہ پیش کی جاتی ہیں جن پر پتہ بھی ہے کہ شور ہوتا ہے اور پھر ان کا معنی کچھ اور ہوتا ہے اور مولوی صاحب ان کا معنی کھینچ کر قبر میں لے آتے ہیں۔اگر یہی محبت رسول ﷺ ہے تو ایسی محبت سے خدا محفوظ رکھے کہ حدیث کا مفہوم کچھ ہو اس کو قبر پر فٹ کر لیں۔اللہ کے نبی پاک ﷺ نے دین کی تعلیم ایسی نہیں دی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اگر مولوی صاحب لکھ دیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک قبر میں زندہ ہیں، قرآن مقدس میں نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی آیتیں پڑھتا ہوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی ''میرے دوستو، بزرگو! مولانا احمد سعید صاحب نے آپ کے سامنے اسلام کے بڑے اصول بیان کئے۔ ایک بات یہ بیان کی کہ جو نافی ہو، اس کے ذمے دلیل بیان کرنا نہیں۔ خود ہی کہا ہے میں نافی ہوں، پھر وہ تین آیتیں کیوں پڑھتی ہیں؟ کیا آیات پڑھ کر خود اسلام کے اصول کے خلاف کرنا ہے؟ (یہاں مولوی احمد سعید صاحب اور ان کے حواریوں نے شور شروع کر دیا۔ پھر مولانا محمد امین صفدر صاحب نے فرمایا: اگر مناظرہ نہیں کروانا بے شک بند کر دو۔ لیکن یہ کیا ہے کہ میری باری میں شور کرتے ہو اور مولوی احمد سعید کی باری میں شور نہیں کرتے۔ پھر شور ہوا کہ تم آیت پڑھو، مولانا نے فرمایا مجھ سے بار بار کہتے ہو کہ آیت پڑھو مولوی احمد سعید سے کہہ دو کہ آیت پڑھ دے تاکہ قصہ ہی ختم ہو جائے)

پہلی بات یہ ہے کہ احمد سعید نے کہا ہے کہ اسلام کا اصول یہ ہے کہ نافی کے ذمہ دلیل نہیں ہوتی۔ پھر تین آیتیں کیا ہیں، یہ تو خود اسلام کا اصول اس نے توڑ دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ ان کے پاس قبر کے لفظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں ہے۔ یہ بات مولوی صاحب نے تسلیم کر لی ہے۔ اب مجھ سے کہتے ہیں قبر کا لفظ دکھا، قبر کا لفظ دکھا۔ اب کہتا ہوں میں قبر کا لفظ نہیں بلکہ یہ بتلا رہا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام زندہ نہیں ہیں۔

علامہ احمد سعید صاحب: میں نے جو بار بار عرض کی ہے کیا یہ اس کا جواب ہے؟ اب بھی تم انتظار کرو تو آپ کی مرضی، میں پھر عرض کرتا ہوں میرے محترم بھائی! ابھی دن ہے بات کو ختم کر دتا کہ آپ بھی جائیں اور لوگ بھی جائیں۔ جس بات کو تسلیم کرتے ہوں اس کو کسی کنارے تک پہنچاؤ۔ کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کرتے ہو، اوپر سے رات آ رہی ہے۔

پہلے تو آپ بڑا لمبا بیان کرتے تھے، اب تم جلدی بیٹھ جاتے ہو، بات کیا ہے (پھر شور، شور، شور، شور) اب تو مولوی صاحب نے فتویٰ بھی لگا دیا لیکن میں اب بھی نہیں چاہتا کہ کوئی فتویٰ لگاؤں۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ مولوی صاحب لکھ دیں کہ میرے عقیدے پر کوئی آیت نہیں۔ قرآن مقدس میرا ساتھ نہیں دیتا۔ یہ لکھ دیں تو میرا وعدہ ہے کہ میں تلاوت کروں گا۔ اگر یہ نہیں لکھ کر دیتے تو پھر عوام سمجھ لیں کہ میں کیا چاہتا ہوں اور مولوی صاحب کیا چاہتے ہیں۔ میری ایک ہی شرط ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب خود مجھ سے دلیل طلب کر رہے ہیں۔ حالانکہ مولوی صاحب شروع میں کہہ چکے ہیں کہ یہ دلیل بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس نے دعویٰ پیش نہیں کیا۔ میں تو اس لئے آیا ہی نہیں بلکہ میں تو مولوی صاحب کے دعویٰ کو غلط ثابت کرنے اور اس کا انکار کرنے آیا ہوں۔ میں نے انکار کر دیا۔ اب تم اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرو اور دلیل کی ابتداء کلام مقدس سے ہوتی ہے، اگر یہ پیش نہیں کر سکتے تو پھر یہ لکھ دیں۔ تاکہ میں ان کی منت سماجت والا مطالبہ پورا کر دوں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ''الحمد للہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی''

پہلی آیت: ''و لقد اتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقاءہ و جعلنہ ھدی لبنی اسرائیل''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی، کون سے موسیٰ؟ دنیاوی جسم والے یا خواب میں آنے والے؟ یہاں تم غور کرو، اے میرے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ذرا بھی شک نہ کریں کہ آپ کی ملاقات

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

موسیٰ علیہ السلام سے ہوگی۔ کون سے موسیٰ؟ ''ھدی لبنی اسرائیل'' جو بنی اسرائیل میں وعظ کہتے ہیں، آپ بتلائیں کہ بنی اسرائیل کو وعظ کس جسم کے ساتھ ہوتا تھا؟ اسی اصل جسم کے ساتھ، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ یہ وعدہ قرآن میں فرمایا۔ حضرت پاک ﷺ کی ملاقات ہوئی یا نہیں؟ حضرت پاک نے خود بتلایا، حدیث میں آتا ہے کہ حضرت پاک ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ قبر شریف میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

مولوی احمد سعید صاحب نے اس حدیث پر وہاں بھی کہا تھا کہ قبر میں کھڑے تو دیکھا لیکن اس حدیث میں حیات کا لفظ نہیں ہے۔ نہ معلوم ان کو زندہ کس نے مان لیا ہے۔ چلو مولوی احمد سعید صاحب یہ ہی تسلیم کرلیں کہ مردہ نماز پڑھتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مولوی احمد سعید نے کہا کہ صرف موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا دوسروں کو نہیں دیکھا۔ اس سے پتہ چلا کہ دوسرے زندہ نہیں ہیں۔ یہ ان کا اپنا قیاس ہے۔ میں نے حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے خود حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور میں نے حدیث پڑھی تھی: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' اس ارشاد نبی سے آیت کی تفسیر ہوگئی۔

<u>دوسری آیت</u>: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' اللہ کا ارشاد ہے اور یہ خطاب ایمان والوں کو ہے۔ کیونکہ مسئلہ حیات کا تعلق ایمان سے ہے (ایمان والا حیات کو مانتا ہے) یہ شہداء کے بارے میں ہے۔ جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میدان احد کی طرف جارہے تھے تو کافر بھی ان کو دیکھ کر کہتا تھا کہ وہ زندہ ہیں۔ منافق بھی کہتا تھا کہ وہ زندہ ہیں۔ مسلمان بھی کہتے تھے کہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن جب شہید ہوگئے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تو اب کافر کہتا ہے کہ زندہ نہیں۔ کیونکہ کل والی زندگی آنکھ سے نظر آتی تھی اور آج والی زندگی آنکھ سے نظر نہیں آتی بلکہ صرف ایمان والا اللہ تعالیٰ کے کہنے پر یقین کرتے ہوئے ایمان لاتا ہے۔ کیونکہ یہ زندگی آنکھ کو نظر نہیں آتی۔ کافر کے پاس آنکھ ہے لیکن ایمان نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات'' وہ جو جسم مبارک مطہر ٹکڑے ٹکڑے ہوا پڑا ہے اس کو مردہ نہ کہو۔ کیونکہ قتل جسم ہوتا ہے روح قتل نہیں ہوا کرتی۔

ممکن ہے کہ مولوی احمد سعید پرندوں والی حدیث پڑھیں۔ میں پہلے یاد کروا رہا ہوں کہ اس کی سند میں وہی ابو معاویہ شیعہ راوی ہے جس کو مولانا احمد سعید صاحب اپنی کتاب میں لکھ چکے ہیں اور اس میں وہی اعمش مدلس راوی ہے جس کو مولوی احمد سعید مدلس لکھ چکا ہے۔ ممکن ہے کہ مولوی احمد سعید صاحب حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی روایت پیش کریں کہ ان کے والد کو اللہ تعالیٰ نے کہا تھا، آپ واپس جانا چاہتے ہیں۔ الخ! میں بتلا رہا ہوں کہ اس میں وہی محمد بن اسحاق راوی ہے جس کو غیر مقلدین پیش کیا کرتے ہیں۔ ان کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ''دجال من الدجاجلہ'' فرمایا ہے۔ اب اگر مولوی احمد سعید کوئی حدیث پیش کرنا چاہیں تو ہوش وحواس سے پیش کریں۔ صحیح سند کے ساتھ پیش کریں۔ مولوی احمد سعید صاحب نے پہلے ایک حدیث پڑھی: ''لو کان موسی حیاً'' اس کی کوئی سند صحیح نہیں۔

مولوی احمد سعید صاحب کا ایک دوست اللہ بخش جواب غیر مقلد ہوگیا ہے، اس نے مناظرے میں یہی ''لو کان موسی حیاً'' پڑھی۔ میں نے کہا اس کی صحیح سند پیش کرو۔ فوراً شرائط مناظرہ والا پرچہ اٹھا کر کھڑا ہوگیا کہ کہیں اس میں لکھا ہے کہ صحیح سند پیش کرنی ہوگی۔ میں نے کہا کیا تم نے یہ لکھا تھا کہ ساری حدیثیں (جعلی) اور جھوٹی پڑھنی ہیں، جن کی صحت ثابت ہی نہ ہو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس لئے میں مولوی احمد سعید سے بھی کہتا ہوں کہ تم اپنی تلاوت کردہ حدیث: ''لو کان موسیٰ حیاً'' کی سند صحیح ثابت کرو۔ (لوگ ہر ہر جملہ پر سبحان اللہ کہہ رہے تھے) قرآن کی جو آیت میں نے پڑھی ہے، اس میں لفظ ''یقتل'' آیا ہے قتل جسم ہوا کرتا ہے۔ روح قتل نہیں ہوا کرتی۔ اب جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں۔ کافر اس کو زندہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ مومنین سے کہہ رہے ہیں۔ اگرچہ تیری آنکھ اس زندگی کا ادراک نہیں کرسکتی۔ تیرا کان اس زندگی کا احساس نہیں کرسکتا۔ تیرے ہاتھ اس زندگی کا احساس نہیں کرسکتے لیکن مردہ نہ کو۔ اگرچہ اس کی زندگی تیرے شعور سے باہر ہے۔ تیرے شعور میں نہیں آسکتی۔ پھر بھی مردہ نہ کہو: ''بل احیاء'' بلکہ وہ زندہ ہیں۔ قرآن پاک کی اس آیت کے پیش نظر اہل السنۃ والجماعۃ کے مفسرین اور محدثین، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام میں لکھتے ہیں کہ شہداء کو یہ مرتبہ ملتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تابعداری سے، اس لئے سارے شہداء کی حیات سے صرف نبی کی اکیلی حیات اعلیٰ ارفع ہے، زیادہ اکمل ہے۔

جب قرآن نے شہداء کی حیات اسی جسم کے ساتھ مان لی تو انبیاء علیہم السلام کی بھی یہی جسمانی حیات ثابت ہوئی، قرآن میں ہے۔

<u>تیسری آیت</u>: ''یایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی'' کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند آواز نہ کرو۔ یہ میرے ہاتھ میں (شفاء السقام ص ۱۷۲) ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس طرح مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بلند بولنے سے نیکیاں برباد ہوتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی یہاں بلند بولنے سے نیکیاں ضائع ہوتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی آیت تلاوت کی۔ ان کے پڑوسی دیوار میں کیل لگا رہے تھے۔ ان کو پیغام بھیجا کہ تمہارے اس کیل کی آواز سے حضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو رہی ہے۔ یہ کیل کی آواز اسی مسجد میں آرہی تھی یا نہیں؟ (آرہی تھی لوگوں نے کہا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کے لئے دروازہ بنوانا تھا، بڑھئی سے کہا دروازہ یہاں نہ بنانا۔ مدینہ سے دور جا کر بنانا کیونکہ اس جگہ بنانے سے جو اس کی آواز اٹھے گی اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مسجد نبوی میں اونچے بولتے سنا تو فرمایا: ''لقد اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ'' تو نے اونچا بولنے کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قبر میں اذیت دی ہے۔

اس آیت: ''لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم'' کے پیش نظر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اونچا بولنے کی وجہ سے اس قبر میں تکلیف ہوتی ہے۔

لیجئے! مولانا احمد سعید صاحب نے تین آیتیں پڑھنی تھیں۔ (نہ معلوم کب پڑھے گا) لیکن میں نے تین آیتیں پڑھ دی ہیں۔ (ماشاء اللہ ماشاء اللہ کی آوازیں)

<u>علامہ احمد سعید صاحب</u>: مولوی امین صاحب نے جو آیتیں پڑھی ہیں ان کا انبیاء علیہم السلام کی حیات سے کوئی تعلق نہیں۔ مولوی صاحب نے جو پہلی آیت پڑھی ہے: ''ولقد اٰتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ'' اس آیت کا اگر معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی ثابت ہے تو سر تسلیم۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ نے یہ معنی کیا ہے تو تسلیم۔ اگر ائمہ اربعہ میں سے کسی امام نے خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی معنی کیا ہے تو سر تسلیم۔ اگر مولوی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صاحب اپنی عقل سے کام لے رہے ہیں تو اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے کتنے اقوال ہیں۔ وہ خود مولوی صاحب بیان کر دیں۔ ''فی مریۃ من لقاءہ'' کا ترجمہ کس قسم کا ہے۔

لقاء کا معنی ملنا۔ (۱) نبی علیہ السلام کو خود اللہ کی کتاب کا ملنا۔ (۲) موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی کتاب کا ملنا۔ (۳) موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات روحانی کا ہونا۔ (۴) موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات جسمانی کا ہونا۔ (۵) لیلۃ المعراج میں ہونا۔ (۶) تمثل روحی ہونا۔ یہ تمام احتمالات مفسرین نے لکھے ہیں۔ عقیدہ کے اثبات کے لئے آیت وہ پڑھنی چاہئے جس کا صرف ایک معنی ہو، دوسرا کوئی معنی نہ ہو جس کا صرف مطلب ہو کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں: ''الان کما کان فی الدنیا'' لیکن مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی ہے اس کی تفسیر نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت کی اور نہ صحابہ سے اجماعاً ثابت کی اور نہ مفسرین کا کوئی اتفاقی ایک ہی معنی نقل کیا بلکہ اس کی کئی تفاسیر ہیں اس کے کئی معنی ہیں۔

مولوی صاحب اپنی دیانت و امانت سے حلفاً یہ کہہ دیں کہ تمام مفسرین نے یہی ایک ہی معنی کیا ہے جو معنی میں نے کیا ہے لیکن میرا چیلنج ہے کہ آیت مبارکہ کا یہ ترجمہ رسول پاک ﷺ سے ثابت نہیں۔ صحابہ سے بھی اجماعاً یہ معنی ثابت نہیں۔ ائمہ اربعہ سے بھی یہ معنی ثابت نہیں۔ اسی طرح مفسرین سے اجماعاً یہ معنی ثابت نہیں۔ اللہ اپنے محبوب ﷺ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کریں اور جو کتاب میں نے ان کو دی ہے وہ کتاب برحق ہے۔ یہ بتایا جائے کہ حضور ﷺ کو کس بناء پر شک تھا اور اللہ نے تنبیہ فرمائی۔

دوسری آیت جو مولوی صاحب نے پڑھی: ''ولا تقول'' حالانکہ لفظ ہے: ''ولا تقولوا'' عجلت کرنے کی وجہ سے غلط پڑھا گیا ہے۔ بہرحال! ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون''

مولوی صاحب نے شعور کا معنی کیا ہے کہ اس کا شعور آنکھ سے، کان سے، ناک سے نہیں ہو سکتا۔ بات یہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اس آیت کو نازل کر کے اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو بتا دیا ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے ہیں، ان کو مردہ نہ کہو: ''بل احیاء'' اس سے کون سی زندگی مراد ہے خود قرآن نے اس کو بتلایا ہے۔ ''بل احیاء عند ربھم'' مولوی صاحب کو یہ نظر نہیں آیا، وہ (شہید) اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ خدا نے بعض چیزوں کی نسبت تمہاری طرف کی ہے اور بعض چیزوں کی نسبت خود اپنی طرف کی ہے، قرآن میں ہے۔

''ما عندکم ینفد و ما عند اللہ باق'' جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ختم نہیں ہوگا۔ ''عند اللہ'' کا محاورہ وہاں آتا ہے کہ جہاں نسبت دنیا کی بجائے خدا کی طرف زیادہ ہو یا خدا کے زیادہ قریب ہو، اس لئے اس کی تشریح بھی اللہ کے پاک پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ نے فرما دی۔ لہٰذا دعویٰ تو مولوی صاحب کا ہے، انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اور آیت پڑھی ہے۔ امت کے شہداء کے بارے میں، کمال تو یہ ہے کہ اب دلالۃ النص کے طور پر کہتے ہیں کہ جب شہید کا یہ درجہ ہے تو نبی پاک ﷺ کا یہ درجہ کیوں نہ ہوا۔ او! اللہ کے بندے اس بات کا انکار تو نہیں کیا جا سکتا مگر بات صحیح ہونی چاہئے۔ یہ بات درست نہیں کہ حضرت محمد ﷺ اور باقی انبیاء کرام اپنی انہی قبروں میں زندہ ہیں۔ ''عند ربھم'' اپنے رب کے پاس اس کا ترجمہ ''فی قبورھم'' اگر کسی ایک مفسر نے بھی کیا ہو تو دکھاؤ۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے ترجمہ کیا ہے تو دکھاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا ہے تو دکھاؤ۔ کسی محدث نے کیا ہے تو دکھاؤ۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے کیا ہو تو دکھاؤ کہ انہوں نے کہا ہو کہ: ''عند ربھم'' کا ترجمہ ''احیاء فی قبورھم'' تم دکھاؤ ہم ہار گئے تم جیت گئے۔ (جزاکم اللہ کی آوازیں)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمہ اللہ: ''الحمد للہ و کفی و الصلوٰۃ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی '' میرے دوستو، بزرگو! پہلی آیت جو میں نے پڑھی ہے اس میں مولوی احمد سعید نے یہ تسلیم کرلیا کہ اس آیت کی تفسیر میں اور اقوال بھی ہیں، مولانا! میں امام بیہقی رحمہ اللہ سے نقل کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں:''قال اللہ تعالی فلا تکن فی مریۃ من لقانہ و فی صحیح مسلم کان قتادۃ یفسر ھا ان النبی ﷺ قد لقی موسی ''

اس کی تفسیر اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تابعی نے بیان کردی ہے جو علامہ صاحب نے کہا ہے کہ فلاں قول مراد ہے۔ فلاں قول بھی ہوسکتا ہے۔ میں کہتا ہوں جتنے قول بھی ہوں، لیکن لیا وہی جائے گا جو حدیث سے ثابت ہوجائے۔

علامہ احمد سعید صاحب: مفسرین نے یہ بھی کہا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ: ایسے نہیں حدیث سے، تابعی سے جس طرح میں نے ثابت کیا ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے بتلا دیا ہے کہ اگر حدیث کو سامنے رکھا جائے تو آیت کی یہ تفسیر ثابت ہوتی ہے۔ دیکھو جو تفسیر نبی پاک ﷺ کی حدیث سے ثابت ہو رہی ہے، اس کو چھوڑنے کے لئے اب خواہ مخواہ احتمالات بیان کرنا شروع کردیئے ہیں۔ تم اپنے احتمالات پر اب کوئی حدیث بیان کرو۔

دوسری آیت کا جواب دیتے ہوئے مولانا نے کہا دلالۃ النص ماننے کے قابل تو ہے لیکن اس آیت میں ''عند ربھم '' آتا ہے اور اس کا معنی ہوتا ہے دنیا پر نہیں، بلکہ رب کے پاس، مولوی صاحب نے ''عند ربھم '' کا یہی معنی کیا ہے ناں؟ (جواب ملا جی ہاں) میں کہتا ہوں علامہ صاحب ''ان الدین عند اللہ الاسلام '' کا اگر آپ سے کوئی معنی پوچھے۔ کیونکہ یہاں بھی عند کا لفظ آگیا ہے۔''ان الدین عند اللہ '' تو تم جواب دو گے کہ اسلام میرے پاس تو ہے نہیں بلکہ وہ اللہ کے پاس ہے۔

(لوگوں کے قہقہے، علامہ کے چیلوں نے شور کردیا، خاموشی ہوئی تو فرمایا)

حنفی مفسر علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ یہاں عند اسی طرح ہے جیسے اب اس زمانہ میں مفتی فتویٰ دیتے ہوئے لکھتا ہے۔''ھذا ما عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ '' پھر علامہ صاحب نے اس آیت کا اس سے آگے والا لفظ نہیں پڑھا۔ وہ ہے:''عند ربھم یرزقون '' بخاری شریف میں موجود ہے کہ حضور ﷺ کئی کئی دن لگاتار روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے مجھے میرا رب رزق دیتا ہے۔ روحانی رزق کامل جانا اس وقت موت کی دلیل نہیں تھا۔ اب موت کی دلیل کیسے بن گیا؟ بخاری شریف میں صاف موجود ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی ارادہ کیا کہ ہم بھی بغیر سحری کے روزہ رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم ایسا نہ کرنا، میرا رب مجھے رزق دیتا ہے۔ یہ روحانی رزق کبھی کبھی دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ اگر اس وقت اس سے موت ثابت نہیں ہوئی تو اب علامہ صاحب نے موت کیسے ثابت کردی؟ دیکھو میں اپنی پیش کردہ آیات کی تفسیر حدیث سے ثابت کر رہا ہوں۔ لیکن علامہ صاحب ابھی تک ایک بھی آیت نہیں پیش کرسکے۔ اس لئے میں شروع میں کہتا تھا کہ ہم باری باری ایک ایک آیت پیش کریں تاکہ سارے الفاظ واضح ہوجائیں ۔ اب احیاء کا لفظ آگیا۔ ایسے وہ بھی اموات کا لفظ دکھائیں۔ علامہ صاحب کہتے تھے میں نے قبر کے اندر کا لفظ نہیں دکھانا بلکہ باہر اور اندر دونوں کا دکھانا ہے۔ لیکن ان کو تو ایک بھی نہیں آرہا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں نے تیسری آیت: ”یاایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی“ پیش کی تھی کہ روضہ پاک پر اونچا بولنے سے بھی اعمال ضائع ہوتے ہیں۔ دونوں حالتوں میں حکم برابر ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی یہی فرمارہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی۔ اس آیت کا علامہ صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کیوں نہیں دیا؟ اس لئے کہ ان کو آتا ہی نہیں۔ اب میں علامہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اب وہ تین آیتیں پڑھیں۔ (جزاکم اللہ، ماشاء اللہ کی آوازیں)

علامہ احمد سعید صاحب: جو آیات تلاوت ہو رہی ہیں جو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ان کا مسلک اس سے ثابت ہو رہا ہے؟ ان آیات کو تم خود بھی تسلیم کر چکے ہو کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے مطابق اس کا یہ معنی نہیں بنتا اور نہ ہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

دعویٰ یہ لکھا ہوا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسی جسم کے ساتھ اپنی اسی قبر میں زندہ ہیں اور ثابت کر رہے ہیں۔ ”احیاء عند ربھم“ اپنے رب کے پاس۔ مولوی صاحب نے چونکہ ”عند“ کا صرف ایک ہی معنی یاد کیا ہوا ہے۔ حالانکہ اس کے کئی معنی ہیں۔ یہ صرف قرب مکانی ہو تو یہ سمجھتے ہیں۔ باقی عند رتبے والا یا عند مکانیہ والا۔ یہ انہوں نے نہیں دیکھا انہوں نے صرف ایک ہی مطلب دیکھا ہے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ آیت مولوی صاحب نے پڑھی ہے: ”احیاء عند ربھم“، ”عند ربھم“ کا مطلب ”فی قبرھم، فی قبورھم“ دکھانا مولوی صاحب کا فریضہ ہے۔ کیونکہ ان کا دعویٰ اس قبر میں زندگی کا ہے۔ ”عند ربھم“ کی زندگی کا دعویٰ نہیں ہے۔ دعویٰ ہے: ”فی قبرہ“ اور دلیل ہے۔ ”عند ربھم“ زمین و آسمان کا فرق معنی میں ہے یا صحابہ سے ثابت کر دیں کہ ”عند ربھم“ کا معنی ”فی قبرہ“ ہے یا کسی ایک مفسر سے ثابت کر دیں کہ ”عند ربھم“ کا معنی ”فی قبرہ“ تم جیت گئے ہم ہار گئے۔ لیکن اگر ”عند ربھم“ کا معنی ”فی قبرہ“ نہ کوئی مفسر کرے اور نہ کوئی محدث کرے تو پھر اس آیت کو غیر محمل پہ محمول کرنا اصول کے خلاف ہے۔ ادھار آپ کے ذمہ باقی ہے۔ اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے نص قطعی پیش کرو جس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو، کسی ایک دو آدمیوں کا معنی نہ ہو بلکہ پوری امت کا اجماع ہو کہ اس آیت کا یہی معنی ہے۔ ”عند ربھم“ کا معنی اگر پوری امت میں سے کسی نے ”فی قبرہ“ کیا ہے تو اس کو پیش کرنا چاہئے تاکہ پتہ چلے کہ مولوی صاحب نے اپنے مذہب کو ثابت کرنے کی کوشش تو کی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ”الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی“ میرے دوستو، بزرگو! مولوی احمد سعید نے پھر وہی بات کہی کہ ”عند“ کا معنی رب کے پاس ہے، مولوی امین کو صرف ایک ہی معنی آتا ہے، کوئی دوسرا معنی نہیں آتا۔ اگر مجھے نہیں آتا تو ان کو بتلا دینا چاہئے تھا۔ اگر یہ معنی جو میں نے کیا ہے دنیا پر فٹ آ ہی نہیں سکتا تو حضرت مریم کے پاس جب پھل آتے، حضرت زکریا علیہ السلام نے پوچھا: ”انی لک ھذا“ تو انہوں نے فرمایا: ”ھو من عند اللہ“ حضرت مریم علیہا السلام یہ بات آسمان پر بیٹھی ہی فرما رہی تھیں؟ (نہیں نہیں بلکہ دنیا میں، لوگوں نے کہا) اگر ان کے کوئی اور معنی آتے ہیں تو اب ہم معنی متعین کر والیں۔ پہلے علامہ صاحب نے کہا اگر کوئی ایک مفسر اس کا معنی یہی کر دے تو میں ہار گیا تم جیت گئے۔ پھر یاد آیا کہ یہ تو کئی مفسرین مل جائیں گے۔ پھر آخر میں اجماع کی شرط لگا دی۔ آپ کے کہنے پر کہ ایک مفسر سے دکھا دو تو میں ہار گیا۔

احمد سعید ہار گیا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

انہوں نے کہا صرف ایک مفسر دکھا دو میں ہار گیا۔ لو علامہ تاج الدین سبکی فرماتے ہیں: ''حیاۃ الانبیاء والشھداء فی القبر ویشھد علیہ صلوۃ موسی '' (جزاکم اللہ کی آوازیں، اس عبارت کے بعد احمد سعید اور اس کے حواریوں نے چند منٹ کے لئے شور کر دیا)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

علامہ صاحب غور کرو، حنفی مفسر علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا معنی کیا ہے۔ اس سے قبل وہ کہتے ہیں کہ حیات جسم میں ہے۔ اب بتلائیں کہ جسم قبر میں رکھا ہے یا کہیں اور ہے۔ الحمد للہ میں نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا۔ اب تو آپ کو منہ مانگی موت مل گئی ہے اور کیا چاہتے ہو۔ باقی انہوں نے نہ آیتیں پیش کی ہیں اور نہ کرنی ہیں۔ (اس موقع پر لوگوں نے احمد سعید سے کہا کہ اب مان جاؤ تو اس نے شور کر دیا اس پر مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ رومی کا فارسی زبان میں شعر پڑھا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ)

حق بات سن کر مان لینا اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی قسمت میں نہیں رکھا۔ اگر سب لوگ سچ اور حق مان لیتے تو فساد نہ ہوتا۔ باقی ''عند'' ظرف ہے۔ ''یرزقون'' کا، میں نے بخاری شریف کی حدیث ملا کر بتلا دیا تھا۔ اس کا اس کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں آتا۔ (اس موقع پر احمد سعید نے شور کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگا اگر اس کا معنی حدیث سے دکھا دیں تو میں ناک کٹوا دوں گا۔ مولوی صاحب ''عندربھم'' کا معنی ''فی قبورھم'' رسول پاک سے دکھائیں یا صحابہ سے دکھائیں یا اجماع امت سے دکھا دو تو پھر دعا مانگو۔ یعنی مناظرہ ختم ہم ہار گئے اور وہ جیت گئے)

<u>مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ</u>: (احمد سعید کی اس بات کے بعد مولانا محمد امین صاحب نے فوراً آیت پڑھی) ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم واذا ثبت ذالک فی الشھید ثبت فی حق النبی ﷺ بوجوہ''

اس کے بعد وہ وجوہ ذکر کرتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم '' (اس پر لوگ خوشی سے قہقہے لگانے لگے جس کی وجہ سے احمد سعید پر موت کی سی کیفیت طاری ہو گئی)

اللہ کے نبی ﷺ نے بتلا دیا کہ یہ حیات قبر میں ہے۔ میں نے اس آیت سے ثابت کر دیا۔ (اس پر احمد سعید نے ''لاحول ولا قوۃ'' پڑھا۔ مولانا امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً موقع پر فرمایا) نبی ﷺ کی بات سن کر ''لاحول'' پڑھنا یہ مشرکین کا کام ہے۔

اور احمد سعید کی ناک کٹ گئی

باقی جو مولوی احمد سعید نے کہا میں ناک کٹوا دوں گا، اب ناک واپس لے جانے کے قابل رہا ہی نہیں۔ اگر کٹوانا ہے تو ہمارے سر لگا کر ضرور کٹوانی ہے؟ (اس پر لوگ خوب ہنسے اور مولوی احمد سعید غصے ہونے لگا۔ اس پر ایک آدمی نے کہا کہ مناظرہ چڑنا نہیں یعنی رونا نہیں)

<u>علامہ احمد سعید:</u>

<u>آیت نمبر ۱</u>: ''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذالک لایت لقوم یتفکرون''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آیت نمبر ۲: ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم... بسم اللہ الرحمن الرحیم... ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون''

آیت نمبر ۳: ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم... بسم اللہ الرحمن الرحیم... لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ... وما دعاء الکفرین الا فی ضلال''

مسلمان بھائیو! اللہ رب العزت نے ان آیات میں اور اس قسم کی کثیر آیات میں ضابطے اور قانون بیان کئے ہیں اور اپنے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تسلیماً تسلیماً کثیراً کثیراً اس ذات مقدسہ کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا اور ان لوگوں کے لئے ان کے خلاف جنہوں نے اپنے مالک حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ مثلاً انبیاء علیہم السلام، اولیاء، نیک لوگوں کو اپنی حاجات میں مافوق الاسباب پکارا۔ بہر حال اللہ رب العزت نے اپنی وحدانیت کے دلائل کو برقرار رکھتے ہوئے آیات مقدسہ کے اندر مختلف انداز سے مختلف قانون بیان کئے۔

''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا'' اللہ رب العزت ہی فوت کرتا ہے ان شخصوں کو جن کی موت کا وقت آ جائے اور ان کو بھی جو نیند کی حالت میں ہوں۔ آگے اللہ نے موت اور نیند کی توفی میں فرق کیا کہ موت کی توفی کیسے ہوتی ہے اور نیند کی حالت میں توفی کیسے ہوتی ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں موت میں بھی فوت کر لیتا ہوں اور نیند میں بھی فوت کر لیتا ہوں۔ آگے دونوں توفیوں میں فرق بیان کیا ہے۔ ''فیمسک التی قضی علیھا الموت'' جس پر موت کا فیصلہ کر لوں اس کی روح کو ہمیشہ کے لئے روک لیا جاتا ہے، جس پر موت کا فیصلہ کر لوں اس کی روح کو ہمیشہ کے لئے روک لیا جاتا ہے۔ ''ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمی'' جس پر موت کا فیصلہ نہیں اس کو صرف نیند میں فوت کیا ہے۔ یہ نیند والی توفی ہے۔ اس کی روح کو اللہ پاک چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے موت کے وقت تک، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مرنے والا کوئی ہو، چھوٹا یا بڑا عموم ہے آیت میں۔ یہ آیت بھی اللہ پاک کی وحدانیت اور غالبیت قدرت کے دلائل میں سے ہے۔ اسی لئے فرمایا: ''ان فی ذالک لآیت لقوم یتفکرون''

اسی عموم غلبہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کی موت کا فیصلہ ہو جائے اس کی روح کو اس کے جسم سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ روک لیا جاتا ہے۔ تعلق ختم کر دیا جاتا ہے۔ البتہ نیند کی حالت میں اس کا کرنٹ اور ارسال باقی رہتا ہے۔ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ مرنے والا چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، مدفون ہو چکا ہو یا نہیں، اعلیٰ شان والا ہو یا کم شان والا، بہر حال کوئی بھی انسان ہو، اس کی روح واپس نہیں آسکتی۔ کیونکہ آگے فرمایا: ''فیمسک التی قضی علیھا الموت'' جس کی موت کا فیصلہ کر دیا جائے اس کی روح بند ہوتی ہے اور جس کی موت کا فیصلہ نہ ہو اس کی روح کو بند نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ جب روح واپس نہیں آتا وہ جسم سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ'' اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ پاک کو چھوڑ کر ایسے غیر کو پکارتا ہے۔

''لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ'' قیامت تک بھی اس کو پکارتا رہے، وہ جواب نہیں دے سکتا۔ کیوں؟ ''اموات غیر احیاء'' کیوں؟ ''انما یستجیب الذین یسمعون والموتی یبعثھم اللہ'' جواب اس لئے نہیں دے سکتا یا تو وہ بہت دور ہے جس کو پکارا گیا یا اسباب نہیں ہیں۔ اس کے وہ مر چکا ہے اس کی روح اور جسم کا کرنٹ اور تعلق ختم ہو چکا ہے۔ اس میں سننے اور جاننے کی طاقت نہیں اور آنے والوں کا علم اور قدرت کے اسباب نہیں، جن اسباب کے ساتھ اس کو علم ہو سکے۔ اس لئے ''وما دعاء الکفرین الا فی ضلل'' خدا پاک کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا یہ سمجھ کر کہ وہ سن رہا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے یا جاتا ہے یہ غلط بات ہے، کیوں؟ اگر وہ مرچکا ہے تو "فیمسک التی قضی علیہا الموت" اس کی روح کا تعلق اس کے جسم کے ساتھ ختم کر دیا گیا۔ اللہ پاک فرماتے ہیں جو پھر ان کو اس نیت سے پکارتے ہیں کہ وہ سنتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے۔ "الا کباسط کفیہ الی الماء" جیسے پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر بندہ کہے آ پانی میری پیاس ختم کر۔ بہرحال اس کی پیاس ختم نہیں ہوسکتی اور نہ ہی پنی اس کے پاس آ سکتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں اس نے اپنا ہاتھ مٹی میں مارنا ہے اس کا فائدہ کوئی نہیں۔ بہرحال اسباب سے بالاتر ہے، سننا اور زندہ رہنا۔

تبصرہ

اس کے بعد شور مچ گیا اور مماتیوں نے شور مچا دیا۔ مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بار بار کہتے رہے کہ مجھے وقت دو تاکہ میں دھوکہ کا پردہ چاک کر دوں۔ لیکن شور ختم نہ ہوا۔ موقع نہ دیا گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید شور کے زور پر ہم مناظرہ جیت جائیں گے۔ لیکن مناظرہ سننے والا ہر بندہ بخوبی سمجھ گیا کہ مولانا احمد سعید کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور رسوائی ذلت کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوا اور یہ شور اصل میں خود مولوی احمد سعید کے کہنے پر کیا گیا۔ کیونکہ جب مناظرہ اختتام کے قریب پہنچا اور مولوی احمد سعید کو اپنی شکست واضح نظر آنے لگی تو درمیان میں نماز کا وقت ہو گیا۔ نماز ادا کی گئی وقفہ نماز میں مولوی احمد سعید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ شرائط طے نہیں کی گئیں۔ پہلے وہ طے کرنی ہیں، پھر بات چلے گی۔ جب حضرت اوکاڑوی سے یہ کہا گیا تو حضرت نے فرمایا آپ حضرات نے نماز پڑھی ہے۔ نماز کی شرائط میں سے ایک شرط ہے طہارت تو آپ نے وہ نماز شروع کرنے سے قبل پوری کی تھی یا درمیان نماز میں نماز توڑ کر چل پڑے تھے کہ نماز کی شرط پوری کرنی ہے؟ لوگوں نے کہا نماز سے پہلے پوری کی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہر چیز کی شرائط پہلے پوری کی جاتی ہیں اور احمد سعید کو اب شرائط یاد آ رہی ہیں جب کہ مناظرہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ جب مولوی احمد سعید نے یہ دیکھا کہ یہ دال بھی نہ گلی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قرآن پاک کی تین آیتیں پڑھوں گا تم ٹیپیں بند کر دینا اور شور کر دینا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ اس نے یہ آیات پڑھیں اس کے ساتھیوں نے ٹیپیں بند کر دیں۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منکر جو ہو رہا ہے نبی ﷺ کی حیات کا
اعلان کر رہا ہے وہ خود اپنی مات کا
خود بند کر رہا ہے شفاعت کے باب کو
کیا خواب دیکھتا ہے مماتی نجات کا
خورشید نیمروز سے آنکھیں چرائے جو
اہل نظر نہیں ہے وہ، رہزن ہے رات کا
چلتا ہے جو عقیدہ معروف کے خلاف
عارف نہیں ہے وہ شہ بطحا ﷺ کی ذات کا
پڑھنا درود مجھ پہ سماعت کروں گا میں
آتا نہیں یقین کیا آقا ﷺ کی بات کا
گر صدق دل سے پیش کرے عاشق رسول ﷺ
دیتے ہیں وہ جواب سلام و صلوٰۃ کا
وہ عقل خام لائق ماتم ہے اے اثر
خود جس نے گھڑ لیا ہے عقیدہ ممات کا

(محترم شاہین اقبال اثر جونپوری کراچی)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ (القرآن)

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

روئیدادِ مناظرہ
حیاتُ الانبیاء علیہم السلام

بمقام: ہتھیجی تحصیل احمدپور شرقیہ ضلع بہاولپور

مؤلف:

مولانا جمیل الرحمن عباسی مدظلہ
مدیر "مجلہ تسکین الصدور" بہاولپور

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

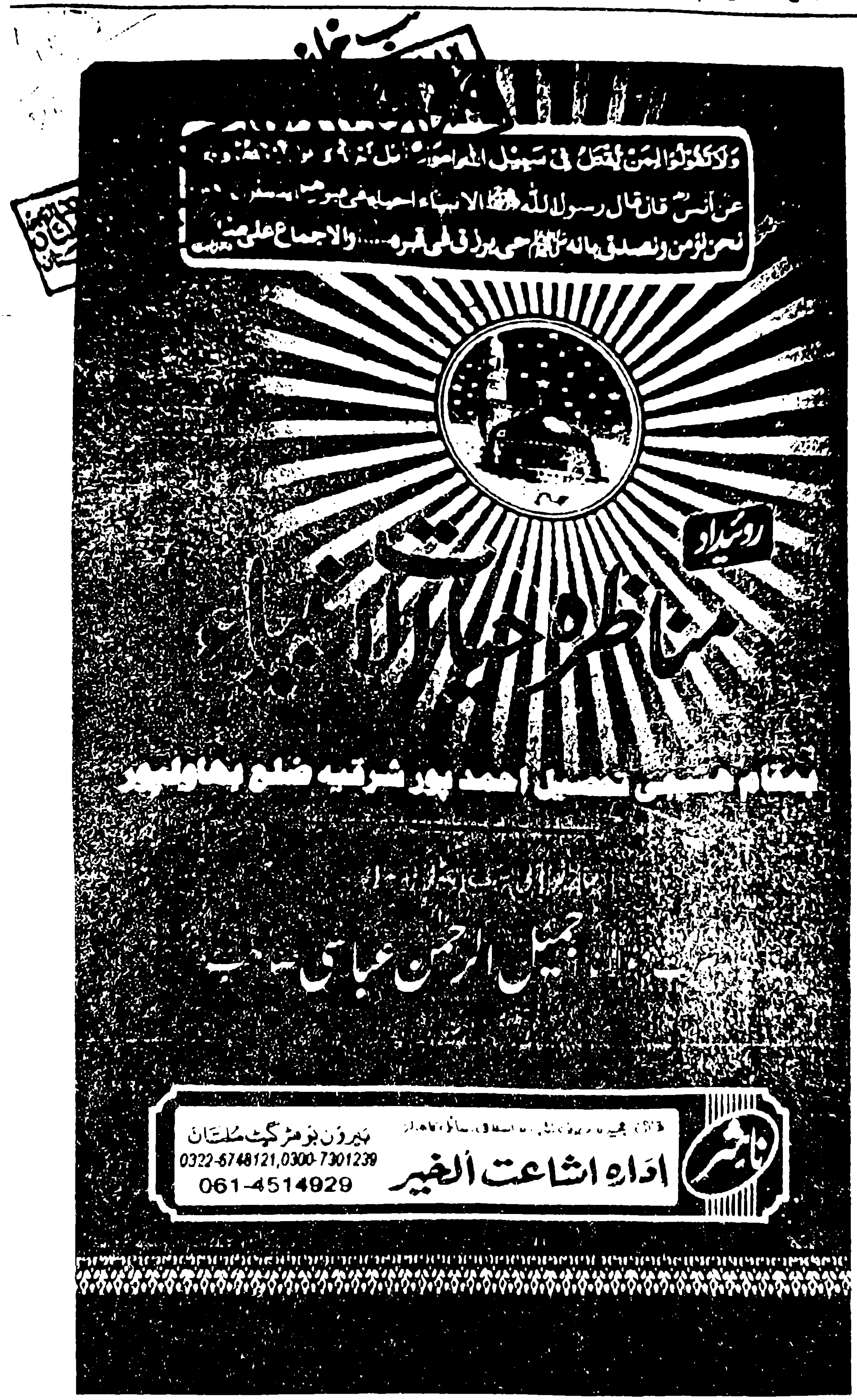

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

(حرفے چند) ...... مولانا جمیل الرحمن عباسی			۶۸
انتساب			۶۹
عرض ناشر			۶۹
حمد باری تعالیٰ			۷۰
بتادینا مدینہ کے مسافر			۷۰
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ	۷۱	حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب مدظلہ العالی	۷۱
حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی مدظلہ	۷۲	حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ	۷۳
حضرت مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی صاحب مدظلہ	۷۵	حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ	۷۶
حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب مدظلہ	۷۷	مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہ	۷۷
باکمال مناظر	۷۷	محل نزاع کا تعین	۷۸
دلائل کی مضبوطی	۷۹	سینہ زوری کا پردہ چاک کرنا	۷۹
منہ توڑ جواب دینا	۸۰	مخالف کی شہادت	۸۱
مخالف موقف کی کمزوری اجاگر کرنا	۸۱		
حضرت مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی صاحب مدظلہ			۸۲
مقدمہ مناظرہ "ھتھیجی"	۸۲	مماتی مناظر کا دجل وفریب	۸۳
مماتی مناظر موضوع سے نکل گیا	۸۴	مماتی مناظر کی کج فہمی	۸۵
مماتی مناظر کی طرف سے پیش کی جانے والی آیات سے ان کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا	۸۵	اطلاع میت سے ہر قسم کی موت ثابت ہوتی ہے؟	۸۷
پیش لفظ (مناظرہ ھتھیجی کا پس منظر)			۸۸
آغاز مناظرہ			۹۵
تقریر نمبر ۱: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)	۹۸	تقریر نمبر ۱: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)	۱۰۲
تقریر نمبر ۲: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)	۱۰۴	تقریر نمبر ۲: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)	۱۰۶

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تقریر نمبر ۳: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)	۱۱۰	تقریر نمبر ۳: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)	۱۱۲
تقریر نمبر ۴: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)	۱۱۵	تقریر نمبر ۴: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)	۱۱۷
تقریر نمبر ۵: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)	۱۲۱	تقریر نمبر ۵: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)	۱۲۴
تقریر نمبر ۶: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)	۱۲۶	تقریر نمبر ۶: مناظر منکرین حیات	۱۲۹
فیصلہ جات			۱۳۰
مولانا منیر احمد منور کا فیصلہ	۱۳۰	مولانا مفتی امداد اللہ انور کا فیصلہ	۱۳۰
مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی کا فیصلہ	۱۳۰	حاجی محمد اسماعیل کھوں کا فیصلہ	۱۳۱
ملک نذیر احمد ارائیں کا فیصلہ	۱۳۱	مولوی نصر اللہ کی ایک اور شکست	۱۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا جمیل الرحمن عباسی

ہتھیجی ضلع بہاول پور میں ۵/صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۸/اپریل ۲۰۰۲ء کو حیات النبی ﷺ کے عنوان پر مناظرہ ہوا۔ مولانا جمیل الرحمن عباسی ان دنوں جامعہ دار العلوم مدنیہ بہاول پور میں دورہ حدیث کے طالب علم تھے۔ آپ کے مدمقابل اشاعۃ التوحید کے رہنما مولانا نصر اللہ طاہری تھے۔ اس مناظرہ کی رپورٹ "روئیداد مناظرہ حیات الانبیاءؑ" کے نام پر شائع ہوئی۔ جسے اس مجموعہ میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

استاذ محترم حضرت اقدس مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب مدظلہ

(مدیر دارالعلوم مدنیہ بہاول پور)

کے نام

جن کی مسلسل توجہ، بھرپور حوصلہ افزائی، بے دریغ معاونت اور مخلصانہ دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پڑھنے، لکھنے اور بولنے کا تھوڑا سا ذوق عطاء فرمایا۔

جمیل الرحمن عباسی

عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

برادر مکرم حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمن عباسی صاحب میرے انتہائی مخلص، قریبی اور باصلاحیت دوست ہیں۔ چند روز قبل انہوں نے فون پر بتلایا کہ آج سے نو سال پیشتر ''منکرین حیات الانبیاء'' کے ساتھ ہونے والے ہمارے مناظرہ کو مماتیوں نے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ مگر انہوں نے بددیانتی اور خیانت کے تمام ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ اس لئے حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ اور مولانا منیر احمد منور مدظلہ کے حکم سے میں نے صحیح صورتحال کیسٹوں کی مدد سے مرتب کر لی ہے اور ''روئیداد مناظرہ'' اکابر کی تقریظات کے ساتھ کمپوز کرالیا ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ یہ ''روئیداد مناظرہ'' اپنے ادارہ ''اشاعت الخیر'' سے شائع کریں۔

میں نے مسلک کی اشاعت کا یہ موقع غنیمت جانتے ہوئے حامی بھر لی اور میں بجا طور اس کام کو سعادت اور نجات آخرت کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ تا حیات علماء دیوبند اہل السنۃ والجماعۃ سے وابستگی نصیب فرمائیں اور خاتمہ بالخیر فرمائیں۔

آمین بحرمۃ النبی الکریم!

(مولانا مفتی) عبدالرشید

مکتبہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حمد باری تعالیٰ

لب صحراء چشم تر کھڑا ہوں — سراپا بے صدا بے گھر کھڑا ہوں
نہ جانے کب بکھر جاؤں ہوا میں — کسی طوفان کی زد پر کھڑا ہوں
تری منشاء کے آگے سر جھکائے — مثال گنبد بے در کھڑا ہوں
مری تشنہ لبی کی لاج رکھنا — سمندر کے کنارے پر کھڑا ہوں
تری رحمت کی بارش ہو رہی ہے — میں ننگے پاؤں ننگے سر کھڑا ہوں
تھکا ہارا مسافر ہوں میں کب سے — فصیل شوق سے لگ کر کھڑا ہوں
مری اڑنے کی خواہش ہے مگر میں — شکستہ جاں شکستہ پر کھڑا ہوں
کسی منظر کے اندر ہوں نہ باہر — میں بے تمثیل بے منظر کھڑا ہوں
تری رحمت سے شرم آتی ہے مجھ کو — پس دیوار جاں چھپ کر کھڑا ہوں
مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے — اکیلا ہی سر محشر کھڑا ہوں

(محترم شیر خان انجم نیازی، راولپنڈی)

بتا دینا مدینہ کے مسافر

مجھے راحت نہیں حاصل یہاں پل بھر مرے آقا ﷺ — تڑپ ہے گنبد خضریٰ چلوں اڑ کر مرے آقا ﷺ
مزایوں ہے سلاموں کے تحائف اس طرح بھیجوں — نظر کے سامنے ہو عائشہ کا گھر مرے آقا ﷺ
تلاوت کی اذانوں کی صدائیں رس بھری ہیں واں — جہاں سوئے ہوئے ہیں ساقی کوثر مرے آقا ﷺ
بتا اے مسجد نبوی وہ منظر کیسا دلکش تھا — کہ بوبکر و عمر پیچھے مصلے پر مرے آقا ﷺ
یہاں کے لالہ وگل سے وہاں کے خار اچھے ہیں — گل تر ہیں چبھیں جو بھی وہاں کنکر مرے آقا ﷺ
ہے عرش ولوح وکرسی جنت الفردوس سے بڑھ کر — وہ مٹی جو بنی ہے آپ کا بستر مرے آقا ﷺ
شب معراج سارے انبیاء ہیں مقتدی ٹھہرے — مصلائے امامت پر تھے جلوہ گر مرے آقا ﷺ
بڑا ہی ناز ہو گا مجھ کو اپنی خوش نصیبی پر — تری حرمت پہ گر کٹ جائے میرا سر مرے آقا ﷺ
بتا دینا مدینہ کے مسافر شاہ بطحا کو — زیارت کو مرا دل ہے بڑا مضطر مرے آقا ﷺ
بڑی ہی عاجزانہ اک گزارش ہے یہ اجمل کی — کہ ہو نظر کرم مجھ پر سر محشر مرے آقا ﷺ

(مولانا جمیل الرحمن اجمل عباسی، بہاول پور)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

امام اہل سنت شیخ صفدر ہم سے بچھڑے ہیں
نہاں ہے کارواں غم میں کہ رہبر ہم سے بچھڑے ہیں

بھنور کی زد میں کشتی ہے کنارے دور ہیں خاصے
پریشاں ہم نہ ہوں کیونکر شناور ہم سے بچھڑے ہیں

فراغت دیوبند سے اور تلمذ شیخ مدنی سے
بڑی عظمت، حسیں نسبت کے پیکر ہم سے بچھڑے ہیں

روحانی فیض واں پھر ان کے سرہندی سے پایا ہے
وہ قندیلیں تصوف کی جلا کر ہم سے بچھڑے ہیں

عیسائیت، روافض، قادیانیت، رضاخانی
ہر ایک باطل سے لی ہے جس نے ٹکر ہم سے بچھڑے ہیں

مماتیت، مودودیت، حدیث و فقہ کے منکر
ضلالت کے سبھی بت وہ گرا کر ہم سے بچھڑے ہیں

مفسر بھی، محدث بھی، مصنف بھی، محقق بھی
علوم دین کے گہرے سمندر ہم سے بچھڑے ہیں

فسردہ رند ہیں سب، میکدہ ہے سونا سونا سا
پلاتے تھے جو جام علم بھر بھر ہم سے بچھڑے ہیں

(مولانا جمیل الرحمن اجمل عباسی، بہاول پور)

یادگار اسلاف، استاذ العلماء حضرت اقدس
مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب مدظلہ العالی

(مدیر: دار العلوم مدنیہ بہاول پور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولوی جمیل الرحمن عباسی دار العلوم مدنیہ بہاول پور میں دورہ حدیث کا طالب علم تھا۔ عید الاضحیٰ کی چھٹیاں گزارنے گھر گیا تو پتہ چلا کہ مماتیوں کے مدرسہ میں ایک مدرس "قائلین حیات" بالخصوص دار العلوم مدنیہ کے منتسبین کو مناظرے کا چیلنج کرتا رہتا ہے۔ مولوی جمیل عباسی صاحب ان سے ملنے گیا اور جوش میں آکر مناظرہ طے کر لیا۔ حالانکہ وہ مناظرہ کا اتنا تجربہ بھی نہ رکھتا تھا۔

بہاول پور آکر مجھ سے مشورہ لیا۔ میں نے اسے چند دن تیاری کے لئے دے دیئے۔ اہل حق کے ساتھ نسبت کی برکت سے مماتیوں کے بڑے بڑے شیوخ اور تجربہ کار مناظرین کو زبردست شکست دی اور واضح کامیابی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطاء فرمائے اور مطالعہ میں مزید وسعت عطاء فرمائے۔

عطاء الرحمن دار العلوم مدنیہ بہاول پور

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جانشین حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مناظر اسلام، حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی مدظلہ

استاذ حدیث و رئیس تخصص فی الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان

خلیفہ مجاز حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

قارئین کرام! قرب قیامت فتنوں میں اضافہ کا ذریعہ ہے۔ "اعجاب کل ذی رای برایہ" کا زمانہ ہے۔ اسلاف سے دن بدن اعتماد اٹھتا جارہا ہے۔ انہی فتنوں میں سے ایک مسئلہ حیات النبی ﷺ سے انکار کا فتنہ ہے، جس کا انکار ۱۹۵۸ء میں پاکستان بننے کے گیارہ سال بعد کیا جانے لگا۔ جیسا کہ "تعلیم القرآن" اگست ۱۹۶۲ء میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ کے تحریر کردہ مضمون میں ہے کہ ہمیشہ سے اکابرین دیوبند کا یہ مسلک جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کی پیروی میں یہ رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں اسی جسمانی دنیوی جسم کے ساتھ حیات ہیں اور تقریباً چار سال سے اس مسئلہ میں نزاع شروع ہوا اور حضرت قاری صاحب نے اس کا پس منظر بھی کچھ اس طرح بیان فرمایا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے علمائے حرمین شریفین کو علمائے دیوبند سے متنفر کرنے کے لئے ان پر کچھ جھوٹے بہتان لگائے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ یہ لوگ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں۔ وسیلہ کو شرک کہتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ! اور بعض توہین خدا تعالیٰ اور توہین سید المرسلین ﷺ کے بہتان بھی تھے، جس کے نتیجہ میں علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا اور احمد رضا خان نے ان میں سے بعض اعتراضات وجوابات کو حسام الحرمین کی شکل میں شائع کر دیا۔ جب علمائے حرمین کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے مطلق فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان عقائد فاسدہ پر فتویٰ دیا ہے اور انہوں نے اپنی طرف سے چھبیس سوالات علمائے دیوبند کے نام ارسال کئے۔ ان میں مذکورہ بالا سوالات حیات النبی ﷺ کے بارہ میں بھی تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سوالات کے تفصیلی جوابات لکھ کر بڑے بڑے اکابرین دیوبند کے دستخط کروا کر علمائے حرمین شریفین کو بھیجے، انہوں نے ان تمام عقائد کی تصدیق کی کہ یہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ہیں۔ پھر علمائے دمشق، مصر وغیرہ نے بھی ان کی تصدیق کی اور پوری دنیا نے مان لیا کہ احمد رضا خان نے جھوٹ بولا تھا اور علمائے دیوبند، اہل السنۃ والجماعت کے عقائد کے حامل ہیں۔ احمد رضا خان کے خلاف یہ فتویٰ ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا۔ ۱۳۴۰ھ تک احمد رضا خان اس کی تردید نہ کر سکا اور ۱۳۴۰ھ میں وہ خائب وخاسر اس جہاں سے چلا گیا۔ بعد میں اس کے بیٹے بھی اس کی تردید نہ کر سکے۔ بالآخر اس کی جزوی تردید پاکستان کے بننے کے گیارہ سال بعد اشاعۃ التوحید والسنۃ والوں نے کی کہ ہم دیوبندی ہیں اور مسئلہ حیات، وسیلہ اور قبروں سے فیض کے منکر ہی نہیں بلکہ ان کو شرک یا مفضی الی الشرک سمجھتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے کوئی ایک شخص ایسا نہیں تھا جو دیوبندی کہلاتا ہو اور مذکورہ عقائد کا حامل ہو۔ انہوں نے احمد رضا کو سرخرو کرنے کے لئے صرف ان مسائل کا انکار نہیں کیا بلکہ چیلنج بازی شروع کر دی۔ اکابرین دیوبند حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائیں کہ انہوں نے مرزائیت کی تردید کے ساتھ ساتھ اس فتنہ کے تعاقب کرنے کا بھی حق ادا کر دیا۔ "فجزاھم اللہ تعالیٰ عن جمیع المسلمین جزاء خیراً"

اس فرقہ کا طریق کار وہی احمد رضا خان والا رہا کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں چیلنج کرو اور اگر حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نور اللہ مرقدہ یا حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانی چیلنج قبول کر کے مناظرہ میں آئیں تو دم دبا کر بھاگنے کی ہر ممکن کوشش کرو اور اگر کہیں مناظرہ میں پھنس جاؤ تو غلط اشتہارات سے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرو۔ منکرین حیات کا بھی بالکل یہی رضاخانی طرز عمل رہا ہے۔ مناظرہ سکھر، پھر کالری گیٹ والی مسجد کے مناظروں میں فرار اختیار کیا۔ اگر احمد سعید سے مناظرہ ہوا تو کیسٹوں میں تبدیل کر کے جعلی کیسٹیں عوام کے سامنے پیش کی جانے لگیں۔ لیکن جھوٹ آخر جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کرنی ہے۔ آخر سچ لکھا سامنے آ ہی جاتا ہے، بلکہ ایسے ہی ایک مناظرہ کی حقیقی روداد آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ بندہ اس مناظرہ میں موجود تھا۔ منکرین حیات نے ہزار ہا ٹال مٹول کے بعد جب مجبوراً مناظرہ کیا تو اس دور کے ایک طالب علم (موجودہ محقق مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی حفظہ اللہ) سے ایسی مار کھائی کہ دس سال تک ہوش نہ آیا۔ مگر اب انہوں نے اس مناظرہ کی شکل و صورت بگاڑ کر شائع کی۔ (جب کہ مناظرہ کے فوراً بعد ان کو منہ چھپانے کو جگہ نہیں ملتی تھی) اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ مناظرہ کی صحیح صورتحال عوام کے سامنے پیش کی جائے۔ اس لئے ہمارے مناظر اسلام حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی نے ہی اس مناظرہ کو آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ ان شاء اللہ! قارئین کرام کے لئے ثابت قدمی اور فریق مخالف کے لئے بھی بشرط عدم تعصب یہ ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ اس فرض کفایہ کی ادائیگی پر مولانا عباسی اور ان کے معاونین کو تمام اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے دارین کی سعادتیں نصیب فرمائیں اور اس کو ہدایت عوام کا ذریعہ بنائیں۔ آمین!

کتبہ: محمد انور اوکاڑوی غفرلہ
۵ / صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

محقق دوراں، مفسر قرآن، ترجمان مسلک احناف

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ

استاد حدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا، امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم محمد و علی آلہ و اصحابہ و اھل بیتہ اجمعین. اما بعد!

حیات النبی ﷺ کے موضوع پر مناظرہ کے سلسلہ میں منکرین حیات کی کوشش ہوتی ہے کہ موضوع مناظرہ کی تنقیح نہ ہو بلکہ موضوع مبہم رہے کہ قائلین حیات، انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت کریں اور ہم نبی کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی موت پر دلائل دیں گے جب کہ اہل السنۃ والجماعۃ کی کوشش ہوتی ہے کہ پہلے موضوع کی تنقیح ہو، پھر مناظرہ کیا جائے وہ تنقیح یہ ہے کہ یہاں پر چار چیزیں ہیں۔

ا...... عالم دنیا میں نبی کریم ﷺ سمیت تمام انسانوں پر موت کا ورود برحق ہے قرآن کریم میں نبی پاک ﷺ کے بارے میں موت کا وعدہ ہے۔ "انک میت وانھم میتون" اس میں وعدہ موت ہے اور احادیث

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں موت کا وقوع بیان ہوا ہے: ''کل نفس ذائقة الموت، اینما تکونوا یدرککم الموت، کل من علیھا فان، اموات غیر احیاء، الله یتوفی الانفس حین موتھا'' ان سب آیات میں عالم دنیا کی موت کا ذکر ہے اور اسی عالم دنیا کی موت کے اعتبار سے ان کو ''اموات غیر احیاء'' کہا گیا ہے۔

۲...... روح زندہ ہے یعنی انبیاء، شہداء، صلحاء کی ارواح جنت میں زندہ ہیں۔ کفار اور فجار معذبین کی ارواح دوزخ میں زندہ ہیں۔

۳...... انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ اپنی قبروں میں محفوظ ہیں۔

۴...... نبی کریم ﷺ اور اسی طرح دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے دنیاوی اصلی عنصری جسم جو زمینی قبروں میں ہیں وہ زندہ ہیں یا نہیں۔

ان میں سے پہلی تین چیزوں پر دونوں فریق متفق ہیں۔ اس لئے ان پر دلائل دینے کی ضرورت نہیں البتہ چوتھی چیز میں اختلاف ہے۔ جمہور اہل السنة والجماعة کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح جنت میں ہیں، لیکن ان ارواح کا قبروں میں محفوظ اجساد کے ساتھ تعلق ہے اور اس تعلق کی وجہ سے اجساد مبارکہ زمینی قبروں میں زندہ ہیں جب کہ منکرین حیات کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے دنیاوی جسم زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور ارواح کا ان جسموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

الحمد للہ! اہل السنة والجماعة کے پاس اس عقیدہ پر قرآن، حدیث اور اجماع سے دلائل کا انبار ہے۔ اسی طرح کتب سلف کے اس عقیدہ پر سینکڑوں حوالہ جات ہیں۔ لیکن منکرین حیات کے پاس نہ قرآن کی کوئی دلیل ہے نہ حدیث کی، نہ اجماع ہے اور نہ اس پر سلف کی ہزاروں کتب سے کوئی حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔ البتہ ان کے پاس دھوکہ ہے۔ وہ یہ کہ عالم دنیا کی موت کی آیات واحادیث کو قبر پر فٹ کرتے ہیں۔ موضوع کی مذکورہ بالا تنقیح کے بعد ان کے دھوکے کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اس دھوکہ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس لئے جب سے اتحاد اہل السنة والجماعة کی طرف سے موضوع کی تنقیح کی گئی ہے، اس وقت سے منکرین حیات ''حیات النبی ﷺ'' کے موضوع پر مناظرہ کرنے سے مختلف حیلے بہانے کر کے راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ جب میں نے ھتھیجی کے مناظرہ میں تنقیح پیش کی تو منکرین حیات کے سب موجود علماء حواس باختہ ہو گئے اور مناظرہ میں اپنے تحریر کردہ دعویٰ پر ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکے اور عالم دنیا کی موت کی آیات پڑھ کر دھوکا دینے کی کوشش کی۔ لیکن مجلس مناظرہ میں موجود سب لوگ اس دھوکہ کو سمجھ چکے تھے۔ اس لئے ان کا یہ دھوکا نہ چل سکا پھر روح کے جنت میں زندہ ہونے کی حدیث پیش کی۔ لیکن اپنے اس دعویٰ پر کہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ زمینی قبروں میں زندہ نہیں۔ ایک دلیل اور ایک حوالہ بھی پیش نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ ان کو کہا گیا کہ اگر تمہارے پاس صحیح حدیث نہیں تو ضعیف حدیث ہی پیش کر دو۔ لیکن وہ بھی پیش نہ کر سکے۔ یہ بھی ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ سلف کی ہزاروں کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں اپنا یہ عقیدہ صراحۃً دکھا دیں۔ لیکن وہ کسی کتاب میں بھی اپنا یہ عقیدہ صراحۃً نہ دکھا سکے، جب کہ مناظر اہل السنة مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب نے قرآن وحدیث کے دلائل سے زمینی قبروں میں انبیاء علیہم السلام کا زندہ ہونا ثابت کیا اور سلف کی کتابوں سے اس عقیدہ کی صراحت پر متعدد حوالہ جات پیش کیے۔ اس مناظرہ ''ھتھیجی'' کی خیانت پر مبنی ''روئیداد'' داستان تو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آپ حضرات کی نظر سے گزر چکی ہوگی، اب اس مناظرہ کی بھی داستان اور بھی تصویر بھی ملاحظہ کیجئے اور داد دیجئے۔ اس وقت کے ہمارے دورہ حدیث کے طالب علم جمیل الرحمن عباسی صاحب کو جس نے منکرین حیات کے شیخ الحدیث والتفسیر فاضل علوم عقلیہ ونقلیہ استاذ العلماء کو لاجواب کر کے شکست فاش دی۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس فاضل نوجوان کی حفاظت فرمائے اور علم وعمل کی نعمت نصیب فرما کر صحت وعافیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حفاظت دین اور دفاع دین کی اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت کی توفیق دیں۔

منیر احمد منور غفرلہ

خادم الطلباء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا

امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

یادگار اسلام مصنف وادیب

حضرت مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ بہاول پور، خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم!

قائلین حیات نبوی حضرات دیوبند اور منکرین حیات نبوی گجراتی ٹولہ کے مابین مناظرہ ''ھتیجی'' کی روئیداد میرے سامنے ہے۔ میں نے اسے بار بار پڑھا۔ فریقین کے دلائل کو ہر طرح سے جانچا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ قائلین حیات کے مناظر مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی حفظہ اللہ نے اپنا عقیدہ کہ انبیاء علیہم السلام اپنی دنیاوی قبور میں زندہ ہیں۔ ایک آیت قرآنی ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون'' سے دلالۃ النص کے طور پر اور ایک حدیث رسول ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' سے عبارۃ النص کے طور پر اور اکابر وفقہاء ومحدثین کی عبارات سے تائید کے طور پر بحسن وخوبی ثابت کر دکھایا۔ لیکن منکرین حیات کے مناظر مولوی نصر اللہ طاہری اپنے عقیدہ کی انبیاء علیہم السلام اپنی زمینی قبروں میں مردہ پڑے ہوئے ہیں۔ نہ تو کسی آیت قرآنی اور نہ ہی کسی روایت حدیثی سے ثابت کر سکا۔ جس کا مضمون واضح طور پر یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور میں مردہ ہیں۔ سامعین، منصفین اور منتظمین نے ان سے بار بار مطالبہ کیا کہ آپ نفی حیات پر کوئی آیت یا روایت پڑھیں مگر ان کے پاس ہوتی تو پڑھتے وہ صرف مثبت حیات آیت میں تاویل کرنے اور مظہر حیات روایت کو مجروح کرنے میں لگے رہے۔ حتیٰ کہ ان سے علی سبیل التنزل یہ بھی کہا گیا کہ اگر تمہارے پاس اپنے مدعا نفی حیات پر کوئی صحیح روایت نہیں ہے تو چلو کوئی ضعیف بلکہ موضوع روایت ہی پیش کر کے اپنی ناک بچا لو، مگر ان کے پاس کوئی واضح آیت وروایت ہوتی تو پیش کرتے۔ وہ اس پر ناراض تو بہت ہوئے کہ ہم سے ضعیف روایت کا مطالبہ کیوں کیا۔ لیکن صحیح تو برطرف وہ ضعیف وموضوع روایت بھی نہ دکھا سکے، جس سے سامعین، منصفین اور منتظمین تینوں سمجھ گئے کہ ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔

زمین شور سنبل بر نیاید در وتخم عمل ضائع مگرداں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لہذا منتظمین مناظرہ حاجی محمد اسماعیل اور ملک نذیر احمد ارائیں نے اعلان کر دیا کہ منکرین حیات نبوی جھوٹے ہیں۔ان کے پاس دلیل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے حق کو سرخرو اور باطل کو ذلیل کر دیا۔ میں بہت حیران ہوں کہ مماتی حضرات یعنی منکرین حیات نبوی مدینہ منورہ روضہ رسول پر کس منہ سے جاتے ہوں گے اور انہیں شفاعت کی امید کس طرح ہو سکتی ہو؟

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب   شرم تم کو مگر نہیں آتی

ازفضل الرحمن دھرم کوٹی

مدرس جامعہ صدیقیہ بہاول پور

خطیب جامع مسجد قاسمی خانقاہ شریف بہاول پور

مفسر قرآن،مصنف کتب کثیرہ

حضرت مولانا مفتی امداداللہ انور صاحب مدظلہ

مدرس جامعہ قاسم العلوم ملتان،خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر عزیز حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی زمانہ طالب علمی سے ہی ہونہار عالم دین ہیں۔اکابر اسلاف اہل السنۃ کے مسلک کی ہو بہو اتباع کرنے والے ہیں،ان کا خمیر حق کے لئے سینچا گیا ہے،جس پر یہ اب تک کمربستہ ہیں۔اسی روسے مجلہ''تسکین الصدور''بڑی کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ساتھ ہی مدرسہ جامعہ عباسیہ کی سرپرستی اور ذمہ داری بھی انہیں کے سر ہے۔

پیش نظر مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام فی قبورہم الارضیۃ ان کے علمی شعور کی دلیل ہے کہ کس طرح فریق مخالف کی تلبیسات کو فطری صلاحیت اور علمی استعداد سے طشت از بام کیا ہے اور مناظرہ کی صحیح روئیداد کی اشاعت کر کے ان کے کذب بیانی کے قلعہ کو مسمار کر دیا ہے۔

اگر قارئین بنظر انصاف اس روئیداد کو ملاحظہ فرمائیں گے تو اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے اس مسلک حق کو صحیح حقیقی معنوں میں دیکھ سکیں گے۔ساتھ ہی اس مسئلہ پر ایک رسالہ''اجماعی عقیدہ''قلمبند کر کے مولانا موصوف نے عقیدہ مماتی الانبیاء کا ناپاک قلعہ منہدم بھی کر دیا ہے۔یہ مناظرہ میری موجودگی اور معاونت میں ہوا۔ جیسا کہ روئیداد کے شروع میں مذکور بھی ہے،اس روئیداد میں حضرت عباسی صاحب نے جو کچھ درج کیا ہے وہ حق وصداقت پر مبنی ہے۔مبالغہ آرائی اور غلط بیانی سے کام نہیں لیا۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق عطاء فرمائے۔والسلام!

امداداللہ انور کان اللہ لہ وکان ہو للہ

مدرس مدرسہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

۱۴/دسمبر ۲۰۱۰ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

داعی وحید وسنت، قاطع شرک و بدعت

حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب مدظلہ

مدیر جامعہ خلفاء راشدین احمد پور شرقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ نے آں محترم کے اصرار پر مختصر وقت میں مرسلہ روئیداد مناظرہ کو دیکھا اپنی بساط بھر آپ نے اچھا کہا اور موزوں لکھا۔ حیات فی القبر جو ناقص اور نوع من الحیاۃ ہے بلکہ مقدمہ حیات آخرت ہے، مثل ماں کے پیٹ کی زندگی کے جو حیات دنیا کا مقدمہ ہے۔ اس کا ماننا نہ قرآن کے خلاف ہے اور نہ ہی مزاج توحید کے۔ مگر ان مدعیان توحید وعدل ظاہر بین حضرات کو خدا ہی سمجھائے کہ

در حیرتم کہ دہقاں ایں از کجا شنید؟ سر خدا کہ عابد و زاہد کسے نہ گفت

البتہ اس نظریہ کو اس کے درجہ ہی میں رکھا جائے۔ منکرین کے ردعمل میں کسی بے جا غلو اور تجاوز عن الحد کر کے اسے مدار کفر وایمان ہی نہ بنا دیا جائے۔

حضرت شیخی واستاذی (حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر) نور اللہ مرقدہ نے "تسکین الصدور" وغیرہ کتب میں کافی سے زائد مواد اس پر جمع فرما دیا ہے۔ بندہ بوقت ضرورت طلبہ وعوام کے سامنے اسے ہی بتلا سمجھا دیا کرتا ہے، وبس کہ "لست علیھم بمسیطر" اور "انما علیك البلاغ" فرمان الٰہی ہے حق تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات اور "الاھم فالاھم" دینی تقاضوں اور ضرورتوں میں کھپنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ فقط!

حررہ بندہ محمد اسماعیل عفی عنہ

مدرسہ عربیہ خلفاء راشدین ریلوے روڈ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

۷ رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ

فاضل نوجوان، ترجمان احناف

مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہ

مدرس دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

باکمال مناظر

عرصہ سات سال کئی افراد کی زبانی یہ سنتا رہا کہ حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی حفظہ اللہ نے "ھتھیجی" کے علاقہ میں مماتیوں سے مناظرہ کیا اور اس میں فتح یاب ہوئے ہیں۔ پھر جب یہ معلوم ہوا کہ یہ مناظرہ انہوں نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں کیا ہے تو اور بھی رشک آیا کہ الحمدللہ! اہل السنۃ، احناف دیوبند کے طالب علم نے مماتیت کے عالم ومدرس بلکہ علاقہ کے اس نامور مناظر سے میدان جیتا ہے جو اکثر وبیشتر تعلّی آمیز چیلنج کیا کرتا تھا مگر اللہ کے فضل سے طالب علم نے اس کا غرور خاک میں ملا دیا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ساتھیوں کی زبان سے فتح کی خوشخبری سن کر دل میں اس مناظرہ کے سننے کا اشتیاق پیدا ہوا مگر نہ تو اس کی کیسٹیں دستیاب ہوئیں اور نہ ہی شرکائے مناظرہ میں سے کسی سے اس کی روئیداد سن سکا۔ خود مولانا عباسی اطال اللہ عمرہ کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضری ہوئی لیکن وہاں بھی کبھی اس کی تفصیل سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنی فتح یابی کے تذکرے کرنا پسند نہیں۔ یوں خواہش دل ہی دل میں انگڑائیاں لیتی رہی۔ یہاں تک آج قدرت کی یاوری کے باعث ''روئیداد مناظرہ حیات الانبیاء'' کا پروف سامنے آیا، اس کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ میری پرانی آرزو ''فریقین کے دلائل اور ان کی صحت وسقم معلوم کرنے'' کی تکمیل ہوئی بلکہ اس کے پس منظر سے بھی آگاہ ہوا۔ الحمد للہ!

نماز عصر کے بعد اس کا مطالعہ شروع کیا تو دوران مطالعہ بہت ہی لطف وسرور آیا۔ اس لئے روانی وتسلسل سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ رات کو سونے سے پہلے پہلے اس کو مکمل پڑھ لیا۔ اس میں حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل بھی سامنے آئے۔ منکرین کے وساوس بھی، مناظر اہل السنۃ کے دعوے اور دلیل میں مطابقت بھی معلوم ہوئی اور مخالف کا دعوے سے ہٹ کر گفتگو کرنا بھی نظر نواز ہوا۔ قائلین حیات کے مناظر کی معقول گفتگو بھی مطالعہ سے گزری اور منکرین کی نامعقول باتیں بھی، عباسی صاحب کی مضبوط گرفت بھی نظر آئی اور مقابل کا خواہ مخواہ واویلا کرنا بھی، ہمارے مناظر کا جاندار اقدام ودفاع خوب تر لگا اور ان کے مناظر کی پسپائی اور شکست واضح تر تھی۔ جب پورے رسالہ کا مطالعہ کر چکا تو دل ودماغ کا فیصلہ یہ تھا۔ ''حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی تو ماشاء اللہ! بہت ہی باکمال مناظر ہیں۔'' ان کے چند مناظرانہ کمالات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محل نزاع کا تعین

گمراہ فرقوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ بات کو الجھاؤ میں رکھتے ہیں جو چیز محل نزاع ہے۔ اس سے ہٹ کر دلائل پیش کرتے ہیں، اس لئے باکمال مناظر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ محل نزاع متعین کرے۔ تاکہ قوم کو پتہ چلے کہ فریقین میں سے کس کے دلائل دعویٰ کے مطابق ہیں اور کس کے نہیں؟ ہمارے مناظر نے بھی اپنی پہلی ہی تقریر میں کہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر دنیا میں موت آچکی ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس لئے دنیا کی موت وحیات زیر بحث نہیں۔ اختلاف تو اس میں ہے کہ قبروں میں مدفون انبیاء کرام علیہم السلام کو حیات حاصل ہے یا نہیں؟ ہم قبر کی حیات ثابت کریں گے اور مدمقابل قبر میں مردہ ہونے پر دلائل دیں گے۔

محل نزاع کے تعین کے بعد عقل وشعور رکھنے والا ہر شخص بآسانی جان سکتا ہے کہ ماشاء اللہ ہمارے مناظر نے جو دلائل دیئے وہ دعویٰ کے مطابق حیات فی القبر سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' جب کہ مخالف نے دنیا والی موت کے وقوع پر زور لگایا جس پر کوئی نزاع ہی نہیں۔ قبر میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مردہ ہونے پر باوجود مطالبہ کوئی ضعیف حدیث بھی پیش نہیں کر سکا۔

محل نزاع کے اس تعین کے بعد مدمقابل جناب نصر اللہ صاحب کو اس مناظرہ سے یہ سبق ملا ہے کہ آئندہ کسی مناظرہ میں ''انبیاء کرام قبروں میں مردہ ہیں'' کا دعویٰ تحریر نہیں کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۳؍جون ۲۰۱۰ء کو بمقام ہیڈ پنجند ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں ''سیدنا نبی ﷺ اپنی قبر میں مردہ ہیں'' کا دعویٰ لکھنے سے انہوں نے انکار کر دیا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حالانکہ مماتی میزبان محمد الیاس صاحب نے انہیں کہا بھی ہے کہ آج کے مناظرہ میں ہم مماتی لوگ قبر میں حضور ﷺ کا مردہ ہونا ثابت کریں گے۔ جب کہ حیاتی حضرات آپ ﷺ کا زندہ ہونا۔ کیونکہ اسی عنوان سے ہی مناظرہ کا ہونا طے پایا اور یہی نقطہ اختلاف مناظرہ کا سبب بنا۔ الیاس صاحب کے یہ الفاظ کیسٹ میں ریکارڈ ہیں۔ لیکن ہمارے مطالبہ اور الیاس صاحب کی گواہی کو نصر اللہ صاحب نے قبول نہ کیا۔ چونکہ ان کے علم میں تھا کہ میں نے جو دلائل تیار کر رکھے ہیں۔ وہ قبر میں مردہ ہونے کو ثابت نہیں کرتے۔ اس لئے انہوں نے اسی میں عافیت سمجھی کہ قبر میں ممات ثابت کرنے کا دعویٰ تحریر نہ کیا جائے۔ تین گھنٹے کی بحث وتکرار کے بعد بالآخر دعویٰ تحریر کئے بغیر مقام مناظرہ سے کوچ کر گئے۔

دلائل کی مضبوطی

باکمال مناظر کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے موقف پر انتہائی مضبوط اور وزنی دلیل پیش کرتا ہے۔ مضبوط ترین دلیل نص قطعی یعنی قرآن کا فیصلہ ہے۔ ہمارے مناظر نے نص قطعی کی ایک قسم دلالت النص "ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء" اپنے مدعا پر پیش کی بلکہ اپنی دوسری تقریر میں فرق مخالف کے معتبر مصنف محمد حسین نیلوی کی کتاب ندائے حق سے ثابت کیا کہ حیات الانبیاء دلالۃ النص سے ثابت ہے اور وہ قطعی ہوتا ہے۔ جیسا عبارۃ النص یعنی جس طرح خود قرآن مجید قطعی ہوتا ہے۔ اسی طرح جو چیز دلالت النص سے ثابت ہو وہ بھی قطعی ہوتی ہے۔ انتہی!

فریق مخالف اپنی تقریروں میں کہا کرتا ہے کہ حیات انبیاء کے قائلین کے پاس نص قطعی نہیں ہے۔ وہ صرف قول اور قولیاں پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر الحمد للہ! ہمارے مناظر نے خود ان کے گھر سے شہادت پیش کر دی ہے کہ حیات انبیاء نص قطعی سے ثابت ہے۔ مماتیوں کو موت کا معنی بیان کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے اور وہ تقریروں میں اکثر موت کا معنی کرتے ہیں۔ خروج الروح عن الجسد یعنی روح کا جسم سے نکلنا موت ہے۔ جب موت کا یہ معنی ہے تو حیات کا معنی اس کے برعکس روح کا جسم میں داخل ہونا یا روح کا تعلق جسم سے قائم ہونا ہی ہوگا۔ جب نیلوی صاحب مماتی نے حیات انبیاء کو نص قطعی سے ثابت مان لیا تو نتیجہ واضح ہے کہ روح انبیاء کے جسموں میں داخل ہے یا کم از کم روح کا تعلق ضرور جسم کے ساتھ ہے۔

سینہ زوری کا پردہ چاک کرنا

اہل باطل وضلالہ عموماً دلائل سے تہی دامن ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ مناظرہ میں ایسی عبارات پیش کرتے ہیں جن سے ان کا موقف ثابت نہیں ہوتا، مگر وہ سینہ زوری سے کام لیتے ہوئے ان سے اپنا موقف زبردستی کشید کر لیتے ہیں۔ اس لئے باکمال مناظر کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ ان کی سینہ زوریوں کا پردہ چاک کر کے حقیقت کو طشت ازبام کرے۔ جب مدمقابل نصر اللہ صاحب نے اکابر کی عبارت سے از خود مسئلہ کشید کر کے غلط تاثر دینا چاہا تو ہمارے مناظر نے ان کی سینہ زوری کو روز روشن کی طرح واضح کر کے صحیح صورتحال سامعین کے گوش گزار کر دی۔ مثلاً انہوں نے بیان القرآن کی عبارت پیش کر کے از خود مسئلہ کشید کیا کہ انبیاء قبروں میں زندہ نہیں تو ہمارے مناظر نے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اپنی تیسری تقریر میں فرمایا کہ آپ نے حضرت تھانوی کی بیان القرآن سے غلط مسئلہ کشید کیا ہے۔ وہ ہرگز اس بات کے قائل نہیں جو آپ تاثر دے رہے ہیں، بلکہ اس کے برعکس اپنی کتب نشر الطیب میں لکھتے ہیں: ''پس آپ کا زندہ رہنا قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے، شہید کے لئے حیات ومرزوقیت ثابت ہے، مگر انبیاء کی حیات ان سے اکمل اور قوی ہوتی ہے۔ انتہی!''

اسی طرح نصر اللہ صاحب نے مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کی عبارت سے غلط مسئلہ کشید کیا تو ہمارے مناظر نے پانچویں تقریر میں اس کے برعکس معارف القرآن ج ۱ ص ۱۷۳ کی عبارت سنادی کہ وہ تو قبر میں عذاب وثواب ہونے کو قرآن کریم کی متعدد آیات اور حدیث متواترہ سے ثابت مانتے ہیں۔ آپ کا کشیدہ مطلب خود انہی کے اپنے لکھے ہوئے کے خلاف ہے۔ یعنی ''توجیہ القول بما لا یرضیٰ بہ القائل'' والی مثال کو دہرانا ہے۔

منہ توڑ جواب دینا

مدمقابل مناظر بعض دفعہ اپنے موقف کی تائید میں کوئی ایسی دلیل پیش کرتا ہے جس سے وہ بظاہر ناخواندہ یا کم علم لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔ مگر باکمال مناظر جب اس کا منہ توڑ جواب دیتا ہے تو لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں اور مدمقابل مبہوت وحیران کھڑا رہ جاتا ہے۔ نصر اللہ صاحب نے قرآن کی آیت: ''اذا بعثر ما فی القبور'' پڑھنے کے بعد کہا: ''من ذوی العقول'' کے لئے ہوتا ہے اور ما غیر ذوی العقول کے لئے ہے۔ جسم اور روح کا مجموعہ ذوی العقول ہے اور جو صرف جسم ہو روح نہ ہو وہ غیر ذوی العقول ہے۔ قبروں میں مدفون جسموں میں روح ہوتی تو قرآن میں ''اذا بعثر من فی القبور'' ہوتا جب کہ ''من فی القبور'' کی بجائے ''ما فی القبور'' ہے۔ معلوم ہوا کہ قبر والے بغیر روح کے صرف جسم وڈھانچے ہیں۔

نصر اللہ صاحب نے ''من'' اور ''ما'' کا ضابطہ بیان کیا ہے۔ وہ قاعدہ کلی نہیں ہے۔ کلام عرب میں یہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے مناظر نے ان کے استدلال کا اپنی تقریر نمبر ۴ میں یہ جواب دیا ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے: ''وما انت بمسمع من فی القبور'' کہ تم ان کو نہیں سنا سکتے جو کہ ''من فی القبور'' کہ قبروں میں ہیں۔ معلوم ہوا قبروں میں عام مردوں کو بھی روح اور جسم اکٹھا دیا گیا ہے تو انہوں نے مان لیا کہ عام مردے بھی روح مع الجسد زندہ ہیں۔ دشمنی پتہ نہیں انبیاء کے ساتھ کیوں ہے؟

ہمارے مناظر نے اس منہ توڑ جواب سے ان کے استدلال کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھیر دی ہیں اور بکھری دھجیوں کو اکٹھا کرنا ان کے بس میں نہیں ہے۔ مناظرہ میں اس سے اس کا کوئی جواب نہیں بن سکا۔ وہ منہ تکتا ہی رہ گیا۔ ان کے ہر درس وتدریس، ہر مسجد ومدرسہ اور ہر مجلس ومحفل میں اکثر اس آیت: ''وما انت بمسمع من فی القبور'' کا معنی ومفہوم ادا کیا جاتا ہے اس کی تلاوت سے ان کی زبان تروتازہ رہتی ہے مگر اس کے باوجود نصر اللہ صاحب کو یہ یاد نہ رہا کہ ان کا بیان کردہ ضابطہ اس آیت میں آ کر فنا ہو جاتا ہے اور نہ صرف فنا ہوتا ہے بلکہ الٹا اہل حق کی دلیل بن کر مماتیت کی شکست کو عیاں کر دیتا ہے۔ جس ضابطہ کو انہوں نے ناز وادا سے مناظرہ میں بیان کیا ہے۔ امید ہے اب اس ضابطہ کو استعمال میں لا کر ''اذا بعثر ما فی القبور'' سے استدلال کرنے پر شرم محسوس کریں گے۔ بشرطیکہ ان کی حس مردہ نہ ہو چکی ہو، کیا بعید ہے کہ عقیدہ ممات کی طرح حس بھی موت کا شکار ہو کر ختم ہو گئی ہو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مخالف کی شہادت

باکمال مناظرین کا یہ طرز ہے کہ جہاں وہ اپنے موقف کو اپنے اصولوں سے مدلل کرتے ہیں، وہاں وہ اپنے موقف کی حقانیت پر فریق مخالف کی شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں۔ ہمارے مناظر نے بھی اپنی بات کی صداقت پر مماتیت کی شہادتیں نقل کی ہیں۔ مثلاً ندائے حق سے ثابت کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات نص قطعی سے ثابت ہے۔ اسی طرح جب انہوں نے حیات انبیاء پر مسند ابویعلیٰ کی حدیث سنائی تو نصر اللہ صاحب نے مسند ابویعلیٰ کو غیر معتبر کتاب قرار دیا تو ہمارے مناظر نے ندائے حق کا حوالہ سامنے کر دیا کہ مصنف ندائے حق نے مسند ابویعلی کی حدیث لکھ کر اس کا جید ہونا نقل کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو ہمارے مناظر کی چھٹی تقریر۔

مخالف موقف کی کمزوری اجاگر کرنا

مناظرہ میں عموماً ہر فریق حتی الامکان بظاہر اپنے موقف پر دلائل دیتا ہے۔ اگرچہ ان میں سے ایک فریق دلائل سے تہی دامن ہوتا ہے لیکن مناظرہ کا وقت پاس کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ بولتا رہتا ہے۔ عوام الناس کو اپنا بادلیل ہونا باور کرانا چاہتا ہوتا ہے۔ باکمال مناظرہ کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ اس کو اس طرح جکڑتا ہے کہ اس کا دلیل سے خالی ہونا سب کو نظر آنے لگتا ہے۔ عام وخاص اس کے موقف کا بے دلیل اور کمزور ہونا آسانی سے معلوم کر لیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے وساوس کا پردہ فاش ہو چکا ہوتا ہے، اس کی مغالطہ آمیزی کو بے نقاب کر دیا گیا ہوتا ہے۔ ہمارے مناظر نے اپنے مقابل کی دلائل سے تہی دامنی کو اس قدر واضح کر دیا کہ سامعین کو معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس اپنے دعویٰ "انبیاء اپنی قبروں میں مردہ ہیں" پر کوئی ٹھوس اور مضبوط دلائل تو کجا کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں۔ بارہا ان سے مطالبہ کیا جاتا رہا کہ تم کوئی ضعیف حدیث ہی پیش کر دو کہ انبیاء کرام قبور میں زندہ نہیں مگر وہ نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ آخری تقریر میں بھی ان سے کہا: آپ کے پاس جب صحیح حدیث نہیں ہے تو بے شک ضعیف لاؤ ہم مان لیں گے۔ ہم آپ کی جب ضعیف حدیث ماننے کو تیار ہیں تو صحیح کیوں نہیں مانیں گے مگر پیش تو کرو۔

مناظر کے ساتھ ساتھ عوام الناس بھی کہنے لگے کوئی ضعیف حدیث ہی سے اپنا موقف ثابت کر دو مگر وہ عاجز رہے...... حیرت کی بات ہے کہ مماتی ہم لوگوں سے کہتے ہیں۔ حیات انبیاء عقیدہ کا مسئلہ ہے اس کے لئے نص قطعی چاہیے وہ ہم سے نص قطعی کا مطالبہ کرتے ہیں، مگر ہم نے ان کے ساتھ اتنی رعایت دی کہ خبر واحد صحیح بھی نہیں ضعیف ہی پیش کر دو اس قدر رعایت، مناظر اور عوام کے مطالبہ کے باوجود انہوں نے مناظرہ سے اٹھ کر چلے جانا تو منظور کیا مگر ضعیف حدیث تک نہیں سنائی جس سے پتہ چلا کہ ان کا مسلک انتہائی کمزور ہے اتنا کمزور ہے کہ اسے ضعیف حدیث تک کا سہارا نصیب نہیں۔ ان کے مسلک کی اس کمزوری کو طشت ازبام کرنے کا سہرا الحمد للہ ہمارے مناظر کے سر پر ہے۔ "اللھم زد فزد" اللہ تعالیٰ انہیں زیارت حرمین اور سعادت دارین نصیب فرمائے۔ ان کی زندگی، علم وعمل، مال واولاد میں برکت عطاء فرمائے اور ہمیں ان کے علوم سے مستفید ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم!

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدرس دار العلوم فتحیہ امیر حمزہ ٹاؤن احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

یکم محرم ۱۴۳۲ھ بمطابق ۸ دسمبر ۲۰۱۰ء بروز بدھ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یادگار اسلاف، ترجمان اہل السنۃ

حضرت مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی صاحب مدظلہ

مدیر جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ ضلع رحیم یار خان

مقدمہ مناظرہ ''ھتھیجی''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران اسلام! آج سے تقریباً نو سال پہلے ''ھتھیجی'' کے اڈا پر ایک مناظرہ حیات الانبیاء کے موضوع پر منعقد کیا گیا جس میں اہل السنۃ کی طرف سے حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی اور منکرین کی طرف سے علامہ نصر اللہ مناظر مقرر تھے اور جانبین سے بڑے بڑے علماء اس مناظرہ میں شریک تھے۔ بندہ عاجز نے اس مناظرہ کو جو کہ کیسٹوں سے نقل کیا گیا تھا، سنا منکرین کے مناظر نے بہت سے مقامات پر جھوٹ اور دجل وفریب سے کام لیا لیکن اس کے باوجود وہ اپنا موقف کتاب وسنت اور اقوال العلماء سے ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہا۔ اس کے جھوٹ کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

جھوٹ نمبر ۱: مماتی مناظر بولتا ہے: ''نبی اکرم ﷺ نے یوں فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور ان جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔ نہیں نہیں!''

حضور اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ میں قطعاً ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں، جن کا ترجمہ یا تشریح یہی ہو بلکہ مماتی مناظر نے حضور اکرم ﷺ کی ذات بابرکات پر سفید جھوٹ بولا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ حیرت کا مقام ہے کہ مماتی مناظر نے مجلس مناظرہ میں علماء کی موجودگی میں جھوٹ بولا وہ بھی حضور اکرم ﷺ پر اعاذنا اللہ منہ!

جھوٹ نمبر ۲: مماتی مناظر نے دوران تقریر کئی دفعہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ادھوری یا غیر متعلقہ عبارات پیش کر کے یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ حضرت تھانوی میرے ہم عقیدہ ہیں اور وہ انبیاء کرام کو اپنی قبور میں زندہ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت تھانوی انبیاء کرام کو اپنی قبور میں زندہ مانتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''حضور ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسد اطہر اس میں موجود ہے بلکہ حضور ﷺ خود یعنی جسد مع متلبس روح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ بہرحال یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔'' (اشرف الجواب ص ۲۵۰ تا ۲۵۳)

نیز حضرت تھانوی رحمہ اللہ حدیث: ''من صلی علی عند قبری سمعته (الحدیث)'' اور حدیث ''اکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی (الحدیث)'' پر ایمان ویقین رکھتے ہیں۔

(امداد الفتاویٰ باب ۵ ص ۳۷۲)

نیز حضرت تھانوی روح اور جسد کے تعلق کے بھی قائل ہیں۔ (دیکھئے امداد الفتاویٰ باب ۵ ص ۴۱۸)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جھوٹ نمبر ۳: مماتی مناظر نے اپنے بیان میں عوام الناس کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ ان کے ہم عقیدہ ہیں۔ حالانکہ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ مولانا کاندھلوی لکھتے ہیں: "تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔" (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۳۸۸)

مولانا کاندھلوی "من صلی علی عند قبری سمعتہ (الحدیث)" کو تسلیم کرتے ہیں۔

(سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۳۹۲)

نیز مولانا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "ان تمام روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔" (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۳۹۳، ۳۹۴)

جھوٹ نمبر ۴: مماتی مناظر نے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کو بھی اپنا ہم عقیدہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ ان پر سفید جھوٹ ہے۔ چنانچہ مفتی صاحب لکھتے ہیں: "یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔" (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۰۳)

نیز حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "تمام انبیاء خصوصاً رسول کریم ﷺ اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔" (معارف القرآن ج ۷ ص ۱۷۷، ۱۷۸)

جھوٹ نمبر ۵: مماتی مناظر کہتا ہے: "ہم حقیقی دیوبندی ہیں۔" یقین جانئے یہ بھی مماتی مناظر کا سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ تمام علماء دیوبند حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر کے قائل ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ قبر مبارک کے قریب پڑھا جانے والا درود وسلام آپ ﷺ بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا درود شریف آپ پر پیش کیا جاتا ہے اور علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانے وہ گمراہ ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے اور ایسا شخص نمازوں میں امام بننے کے لائق نہیں ہے اور اس شخص کا علمائے دیوبند سے کوئی تعلق نہ ہے۔ دیکھئے تسکین الصدور، مقام حیات، حیات انبیاء، تسکین الاذکیاء، رحمت کائنات، قبر کی زندگی وغیرہ وغیرہ!

بندہ عاجز نے مشت نمونہ از خروارے کے طور پر چند جھوٹ نوٹ کردیئے ہیں۔ ورنہ مماتی مناظر کے بیانات جھوٹ سے اتنے لبریز ہیں جن کے لئے دستہ چاہیئے۔

مماتی مناظر کا دجل وفریب

اہل السنۃ کے مناظر نے قرآن مجید کی آیت: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات" اپنے موقف کی تائید میں پیش کی کہ قتیل فی سبیل اللہ زندہ ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ قتل والا فعل جسد پر وارد ہوا۔ تیر تلوار اور گولی جسد ہی کو لگتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مقتول فی سبیل اللہ کا جسد زندہ ہے اور جسد کا قبر میں دفن ہونا اظہر من الشمس ہے تو قرآن مجید کی اس آیت سے بالکل واضح ہے کہ قبر میں شہید کا جسد زندہ ہے۔ لیکن مماتی مناظر نے اہل السنۃ کے مناظر سے یہ مطالبہ شروع کردیا کہ اس آیت کی تفسیر بیان کرو۔ حالانکہ یہ آیت شہید کے زندہ ہونے پر نص قطعی ہے اور اتنی واضح ہے کہ کسی تفسیر کی ضرورت نہیں ہے۔ مماتی مناظر کا یہ مطالبہ کرنا کہ حدیث سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس کی تفسیر بیان کرو محض دجل وفریب ہے۔ جیسے کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بطور دلیل کے یہ آیت پڑھے: ''ان اللہ علی کل شی قدیر'' پس یہ دلیل اس کے دعویٰ پر کافی ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ اس آیت کی تفسیر حدیث سے بیان کرو تو یہ ایک فضول سوال ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کہے کہ اس آیت کی تفسیر حدیث سے بیان کرو تو یہ ایک فضول سوال ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے اور دلیل میں ''ان اللہ علیم بذات الصدور'' پیش کرتا ہے۔ اس کا دعویٰ قرآن سے ثابت ہوگیا اور اس لئے یہ مطالبہ کرنا کہ اس آیت کی تفسیر حدیث سے پیش کرو تو یہ ایک بے جا سوال ہے۔ بعینہٖ آیت مذکورہ شہید کے جسد کی حیات میں بالکل واضح ہے۔ کسی تفسیر کی حاجت نہ ہے۔

اعتراف: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب شہید اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاتا ہے تو روح اس کے ہمراہ ہوتی ہے۔ البتہ اس آیت میں جسد کی حیات کا پہلو زیادہ نمایاں تھا تو حضور اکرم ﷺ نے حدیث طیر خضر بیان فرما کر دوسرے پہلو یعنی روح کی حیات کو بھی نمایاں فرمایا اور دوسرے پہلو کو حدیث میں نمایاں کیا گیا۔ باقی شہید کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں ہیں، کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہید کو جنت کی سیر وسیاحت کے لئے ایسے طیارے عطاء فرمائے ہیں جو سبز رنگ کے پرندوں کی طرح ہیں۔ جیسا کہ آج کل کے ہوائی جہاز مچھلی کی شکل کے ہیں۔ جن میں مسافر بیٹھ کر سفر کرتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح شہدائے کرام ان سبز رنگ کے طیاروں میں بیٹھ کر بشکل انسانی جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں اور ادھر ان کی ارواح کا تعلق قبر میں مدفون اجساد کے ساتھ رہتا ہے۔ جیسا کہ سونے والا شخص اپنے بستر پر موجود ہوتے ہوئے بہت سے مقامات کی سیر وسیاحت کرتا ہے۔ اگر حدیث طیر خضر کا وہ مطلب لیا جائے جو مماتی مناظر نے بیان کیا ہے تو یہ حدیث قرآن مجید کی تفسیر نہیں بنے گی بلکہ ایسے مطلب سے قرآن مجید کی مذکورہ آیت کی تکذیب لازم آئے گی کہ قرآن کہتا ہے کہ شہیدوں کے جسد زندہ ہوتے ہیں اور مماتی کا مطلب کہتا ہے کہ جسد زندہ نہیں ہوتے بلکہ روحیں زندہ ہوتی ہیں تو ایسا مطلب قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ تکذیب ہے۔

مماتی مناظر موضوع سے نکل گیا

ہر دو مناظرین کے مابین موضوع مناظرہ حیات قبر تھا۔ اہل السنۃ کا مناظر کہتا تھا کہ حضور ﷺ اپنی زمینی قبر شریف میں زندہ ہیں اور مماتی مناظر کہتا تھا کہ آپ ﷺ اس زمین والی قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ لیکن مماتی مناظر موضوع مناظرہ چھوڑ کر حیات قبر کی کیفیت کے بارہ میں سوال کرنے لگا کہ قبر میں جو حیات ہے وہ کس طرح ہے۔ یعنی روح جسد میں داخل ہے یا روح تو اپنے مقام میں ہے۔ لیکن اس کا جسد کے ساتھ تعلق ہے۔ یقیناً اس قسم کا سوال کرنا اصل موضوع سے بھاگنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ موضوع سخن ہے۔ نفس حیات یعنی قبر میں زندگی ہے یا نہیں۔ لیکن مماتی مناظر سوال کرتا ہے کیفیت حیات سے۔ بہر حال مماتی کے اس خروج کو واضح کرنے کے بعد گزارش یہ ہے کہ اصل عقیدہ حیات قبر بتعلق روح ہے جو شخص حضور ﷺ کو قبر شریف میں بتعلق روح زندہ مانتا ہے اس کا یہ عقیدہ صحیح ہے وہ سنی مسلمان ہے اور نجات کے لئے اتنا عقیدہ کافی ہے۔ باقی رہیں تعلق کی کیفیات کہ یہ تعلق کیسا ہے دخول کا ہے اشراق کا ہے یا اتصال وغیرہ کا۔ بہر حال یہ تو علماء کی تحقیقات ہیں۔ اہل علم جانیں اور ان کا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کام۔ اس میں اہل علم کو اختلاف کی گنجائش ہے۔ لیکن جہاں تک تعلق ہے نفس عقیدہ کا کہ آپ ﷺ کو قبر شریف میں بعلق روح حیات حاصل ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے اور ایسی قدر مشترک پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ فرمایا تھا اور ہم جیسے لوگوں کو کیفیات میں پڑنے سے منع کر دیا تھا۔ لہٰذا جو بات زائد از عقیدہ ہے۔ اس کے بارے میں سوال کرنا خود غلط ہے۔

مماتی مناظر کی کج فہمی

مماتی مناظر سمجھتا ہے کہ جب قبر میں زندہ ہیں تو قیامت کے دن زندہ ہو کر قبر سے اٹھنے کا کیا مطلب؟ حالانکہ اس بے چارے کو پتہ نہیں کہ عالم قبر کی حیات نوع من الحیات ہے اور یہ زندگی مستقل نہیں ہے۔ جیسا کہ دنیا کی زندگی اور قیامت کے دن کی زندگی مستقل زندگیاں ہیں اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف آنے کو بھی قرآن وحدیث میں حیات کہا گیا: ''والذی نفسی بیدہ لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل'' یعنی مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے راستہ میں قتل کر دیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ حالانکہ مقتول فی سبیل اللہ بنص قرآن زندہ ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بے شک مقتول شہادت کے بعد زندہ ہے۔ لیکن جس زندگی کی طرف وہ واپس آنا چاہتا ہے وہ اور زندگی ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف آنا بھی حیات ہے اور یہی تمنا تمام شہدائے کرام اللہ تعالیٰ سے کریں گے کہ اے اللہ! ہمیں زندہ کر کے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ پھر تیرے راستے میں جان کا نذرانہ پیش کریں۔ حالانکہ وہ تو یقیناً زندہ ہیں۔ پس ثابت ہوا ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف آنا بھی حیات ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اتنی سی بات بھی مماتیوں کی فہم سے بالاتر ہے۔ اس لئے تو اعتراض کرتے ہیں کہ زندہ کے زندہ ہونے کا کیا مطلب؟ کاش کہ یہ لوگ نیند سے بیدار ہونے کی دعاء میں غور کر لیتے۔ ''الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا'' تو ان لوگوں کو یہ مسئلہ سمجھ میں آ جاتا۔ نامعلوم اتنی کم فہمی کے باوجود یہ لوگ کیسے شیخ القرآن وشیخ الحدیث بن جاتے ہیں۔

مماتی مناظر کی طرف سے پیش کی جانے والی آیات سے ان کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا

مماتی مناظر نے اپنے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی۔ ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون'' ماشاء اللہ! قرآن مجید کی یہ آیت شہداء کی حیات جسمانی کے لئے نص قطعی ہے کہ جب شہید زندہ ہیں تو انبیاء بطریق اولیٰ زندہ ہیں تو یہ آیت اہل السنۃ کے عقیدہ کی بنیاد ہے اور مماتیوں کے عقیدہ کی بالکل نفی کرتی ہے۔ نامعلوم مماتی مناظر نے کیسے یہ آیت پیش کر دی؟ مماتی مناظر نے دوسری آیت یہ پیش کی ہے: ''والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون، اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون'' یہ آیت مماتیوں کی ہرگز دلیل نہیں ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس آیت میں تو قبر کا لفظ بھی نہیں ہے حیات قبر کی نفی کیسے ہوگی؟ اس آیت کا خلاصہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سواء جن کی پوجا کی جاتی ہے وہ سب اموات ہیں۔ یعنی موت کے لئے محل وقوع ہیں یعنی سب نے مرنا ہے اور اللہ کی ذات ایسی ہے اس کے لئے موت نہیں۔ اگر مماتی لوگ اس آیت سے قبر کی زندگی کی نفی کرتے ہیں تو اس آیت سے برزخ، جنت، علیین، سجین کی حیات کی بھی نفی ہو جائے گی۔ جب اموات ہیں تو کہیں بھی زندہ نہیں خواہ قبر میں ہوں یا غیر قبر میں جہاں بھی ہوں گے اموات ہوں گے۔ پھر اس آیت کی ارواح بھی اموات ٹھہریں گی۔ جب روحیں مریں گی تو جنت کے طوطے اور چڑیاں بھی مریں گی جس پر مماتیوں کے عقیدہ کی عمارت کھڑی ہے۔ جب من دون اللہ سب اموات ہیں۔ خواہ اجسام ہوں یا ارواح تو عالم قبر و عالم برزخ کی زندگی کہاں باقی رہے گی؟ مماتی مناظر نے ایسی آیت پڑھی ہے جس سے اجسام کی موت کے ساتھ ساتھ ارواح کی موت بھی لازم آتی ہے۔

مماتی مناظر نے اپنے عقیدہ کے اثبات میں قرآن مجید کی یہ آیت بھی پڑھی ہے: "والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً" حالانکہ یہ آیت بھی مماتیوں کو قطعاً مفید نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے لئے تینوں حالتوں میں سلامتی ثابت کر رہے ہیں۔ ایک حالت دنیا، ایک حالت قبر و برزخ، ایک حالت قیامت و آخرت ہے تو یہ آیت حیات قبر کی دلیل ہے۔ اگر اللہ کا نبی قبر میں بالکل مردہ رہے گا اور اس میں کسی قسم کی حیات نہ ہوگی تو سلامتی کا کیا مطلب؟ جب اللہ کے نبی کو قبر میں اتنا ادراک بھی نہیں ہوگا کہ میں سلامتی میں ہوں تو اس سلامتی کا کیا فائدہ؟ یہ آیت تو اہل السنۃ کے عقیدہ کی دلیل ہے کہ مرنے کے بعد ہر مردہ کو اتنا ادراک وشعور حاصل ہوتا ہے کہ میں رنج میں ہوں یا راحت میں، پس یہ آیت حیات قبر کی دلیل ہے کہ مرنے کے بعد ہر مردہ کو حیات حاصل ہوتی ہے اور اس حیات کا مردہ انسان کو شعور ادراک حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ کے نبی نے یہ سلامتی اپنی ذات یعنی روح وجسد کے مجموعہ کے لئے ثابت فرمائی ہے۔ لہٰذا دونوں کے لئے سلامتی ثابت ہے جس کی صحیح صورت یہ ہے کہ روح اور جسد کا آپس میں تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے دونوں سلامتی محسوس کرتے ہیں۔ پس یہ آیت اہل السنۃ کے عقیدہ کی دلیل ہے۔ آیت کے الفاظ میں ذرا غور کیجئے "ولدت" کے اندر روح اور جسد کا مجموعہ مراد ہے۔ اسی طرح "اموت" میں بھی روح اور جسد کا مجموعہ مراد ہے۔ اسی طرح "ابعث حیا" میں بھی روح اور جسد کا مجموعہ مراد ہے۔ پس اللہ کا نبی اپنی ذات کے لئے سلامتی ثابت کر رہا ہے۔ یعنی دنیا میں روح اور جسد دونوں کے لئے سلامتی اور مرنے کے بعد روح اور جسد دونوں کے لئے سلامتی اور قیامت کے دن بھی روح اور جسد دونوں کے لئے سلامتی۔ اللہ کا نبی روح اور جسد دونوں کے لئے سلامتی ثابت کرتا ہے اور مماتی جسد کی سلامتی کا انکار کرتا ہے۔ نیز غور فرمائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: "یوم اموت" یعنی جس دن میں وفات پاؤں اللہ کے نبی کے منہ مبارک سے یہ الفاظ اس وقت نکلے جب ان کی روح ان کے جسد میں موجود تھی۔ یعنی روح اور جسد کا مجموعہ بولا۔ اگر مماتی لوگ اس جملہ سے موت ثابت کرتے ہیں تو مجموعہ کی موت ثابت ہوگی۔ روح کی بھی اور جسد کی بھی۔ چنانچہ ان کے اس مطلب سے عیسیٰ علیہ السلام کے روح اور جسد دونوں کی موت ثابت ہوگی۔ حالانکہ یہ بات ان کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اطلاع میت سے ہر قسم کی موت ثابت ہوتی ہے؟

مماتی ٹولہ سمجھتا ہے کہ میت کے اطلاع سے ہر قسم کی حیات کی نفی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ ان لوگوں کی کج فہمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضور اکرم ﷺ کو کہا گیا: "انك ميت وانهم ميتون" جب کہ نزول آیت کے وقت حضور اکرم ﷺ زندہ موجود تھے۔ معلوم ہوا میت کا اطلاق ہر قسم کی حیات کی نفی نہیں کرتا۔ خصوصاً حیات برزخی کی اس سے بالکل نفی نہیں ہوتی۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے "ولا تقولوا لمن يقتل" میں شہدائے کرام کی "یقتل" کہہ کر ان کی موت کو تسلیم کیا ہے اور ساتھ ساتھ ان کی حیات کو بھی ثابت کر دیا ہے۔

مماتی مناظر نے قرآن مجید کی یہ آیت بھی پیش کی ہے: "والذي يميتني ثم يحيين" تفصیل سے بات گزر چکی ہے کہ موت اور میت کے اطلاق سے قطعاً حیات برزخی یعنی عالم قبر کی حیات کی نفی نہیں ہوتی۔ مماتی مناظر نے قرآن مجید کی درج ذیل آیت بھی پیش کی ہے۔ "الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت في منامها" حقیقت یہ ہے کہ آیات سابقہ کی طرح اس آیت کو بھی مماتیوں کے عقیدہ سے کوئی تعلق نہ ہے اور نہ ہی اس آیت سے قبر و برزخ کی حیات کی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موت اور نیند کے وقت پورے انسان یعنی روح اور جسد کے مجموعہ کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے۔ یعنی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف لے جاتا ہے۔ البتہ نیند والے انسان کو اللہ تعالیٰ دنیا میں دوبارہ بھیج دیتا ہے اور موت والے کو عالم قبر و برزخ سے دنیا میں دوبارہ نہیں بھیجتا بلکہ اس کو اسی عالم میں بند کر لیتا ہے۔ البتہ خرق عادت کے طور پر کسی مردہ کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھیج دے تو یہ الگ بات ہے اور یہ آیت مذکورہ کا مطلب دوسرے آیات قرآنیہ سے ثابت ہے۔ مثلاً "وحرم على قرية اهلكنها انهم لا يرجعون" اور "قال رب ارجعون" وغیرہ وغیرہ تو معلوم ہوا کہ موت پا جانے والا انسان دوبارہ دنیا میں نہیں آتا۔ اس آیت کو عقیدہ حیات قبر سے کوئی تعلق نہ ہے۔ اگر مماتی برادری بضد ہے کہ "يمسك التي قضى عليها الموت" سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روح کو بند کر دیتا ہے جسم کی طرف نہیں آنے دیتا تو یہ بات قطعاً ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں ہے کہ ایسا اعادہ روح نہیں ہوتا کہ آدمی دوبارہ دنیا میں واپس آ جائے۔ جہاں تک تعلق ہے اعادہ روح الی القبر، کا تو یہ آیت اس کی نفی نہیں کرتی۔ کیونکہ مرنے والا اس اعادہ کے باوجود عالم قبر و برزخ ہی میں رہتا ہے۔ لیکن یہ مطلب اگر درست ہے تو اس سے مماتیوں کے عقیدہ کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آیت کا مطلب تب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بند کر لیتا ہے۔ اس کو جس پر موت کا فیصلہ ہوا، ظاہر ہے جب روح بند ہوگئی تو موت کا فیصلہ بھی روح پر ہوگا۔ جب روح مر جائے گی تو مماتیوں کا عقیدہ بھی اپنی موت خود مر جائے گا۔ نہ رہے گی روح اور نہ رہیں گی جنت کی چڑیاں اور طوطے۔ فقط املاء: ابو احمد نور محمد قادری تونسوی

خادم جامعہ عثمانیہ رنڈہ محمد پناہ

۳ر محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بمطابق ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۰ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پیش لفظ

مناظرہ ھتھیجی کا پس منظر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

راقم اثیم جمیل الرحمن عباسی غفرلہ قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ:

پہلا مرحلہ: یہ آج سے پورے نو سال پہلے ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء کی بات ہے۔ میں ان دنوں دارالعلوم مدنیہ بہاول پور میں دورہ حدیث شریف کی کلاس میں زیر تعلیم تھا۔ عیدالاضحیٰ کی چھٹیاں گزارنے اپنے علاقہ ''ھتھیجی'' گیا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ منکرین حیات الانبیاء (جو عموماً مماتی، پنج پیری، گجراتی اور توحیدی وغیرہ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور ہمارے علاقوں میں چتر وڑگڑھی نام سے ان کی شناخت ہوتی ہے) کی ''ھتھیجی'' کی مرکزی مسجد کے پاس سے میں گزر رہا تھا کہ کسی ساتھی نے کہا: ''یہاں ایک نئے مولانا صاحب آئے ہوئے ہیں، درجہ کتب میں مدرس ہیں اور ہر روز مناظروں کے چیلنج کرتے رہتے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان سے ملاقات کرلیں۔'' میں نے کہا ملاقات میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ قاری عبدالکریم صاحب (مماتی) کی مسجد میں اپنے دو تین ساتھیوں اور چھوٹے بھائی حافظ مختار احمد کے ساتھ چلا گیا۔ وہاں مولانا نصراللہ صاحب اپنے چند شاگردوں کے ساتھ کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ قاری عبداللہ بن قاری عبدالکریم اور مولوی عبدالغفور مماتی وغیرہ بھی آگئے اور بات چیت شروع ہوئی تو مولانا نصراللہ صاحب بہت تیز طبع واقع ہوئے۔ چند منٹوں میں ہی بات کو مناظرہ تک لے گئے۔ مولوی عبدالغفور مماتی ہمارے متعلق کہنے لگا۔ یہ لوگ کبھی بھی مناظرہ پر نہیں آئیں گے۔ اگر مناظرہ پر آگئے تو جتنا مرضی آئے مجھ سے مٹھائی کھالینا۔ میں نے فلاں کو چیلنج کیا، فلاں کو چیلنج کیا مگر کوئی بھی نہیں آیا۔ میں اس سفید ریش مولوی صاحب کی تعلیاں اور غلط بیانیاں سنتا رہا۔ مگر وہ تھے کہ چپ ہی نہیں ہو رہے تھے۔ آخر میں میں نے اتنا کہہ دیا کہ وقت بتائے گا کون مناظرہ سے فرار ہوتا ہے اور کون میدان میں ٹھہرتا ہے۔

الغرض! مولوی نصراللہ صاحب سے مناظرہ کا عنوان، شرائط، منصفین اور وقت کا تعین کرلیا گیا۔ مناظرہ کا موضوع حیات الانبیاء ٹھہرا۔ انہوں نے اس بارے میں یہ عقیدہ لکھا کہ: ''وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔'' اور شرائط میں یہ بات طے پائی کہ دلائل میں صرف قرآن مجید اور حدیث متواتر اور حدیث مشہور پیش کئے جائیں گے۔ منصفین میں مولانا غلام مصطفیٰ عباسی صاحب اور مولانا اکمل صاحب کا نام طے ہوگیا۔ جائے مناظرہ کی مسجد ''ھتھیجی'' (جہاں مولانا رحیم بخش صاحب حیاتی جمعہ پڑھاتے ہیں) قرار پائی اور تاریخ کے طور پر صفر ۱۴۲۳ھ کی پہلی جمعرات کا تعین ہوا اور شرکاء کی تعداد کی کوئی قید نہیں تھی۔ عمومی مناظرہ کا فیصلہ ہوگیا تھا۔ اس تحریر پر فریقین کے دستخط ہوگئے۔

اس وقت تک اس موضوع پر میرا مطالعہ بالکل نہیں تھا۔ مگر پختہ یقین تھا کہ ہمارے اکابر نے جو نظریہ اور عقیدہ اپنایا ہے اس کی پشت پر دلائل کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے جس وقت اس موضوع پر مشتمل کتب کا مطالعہ شروع کیا تو معاملہ میری توقع سے بہت زیادہ حوصلہ افزاء تھا۔ اللہ تعالیٰ علماء اہل السنۃ علماء دیوبند کو بہت بہت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جزائے خیر عطاء فرمائیں، جنہوں نے اپنا آرام قربان کر کے اہل السنۃ کے نظریات کا تحفظ کیا۔ ان کے عقائد کو دلائل سے مبرہن کیا۔ مخالفین کے اعتراض کا اس انداز سے قلع قمع کیا کہ اب اہل السنۃ کے عقائد و نظریات پر کسی طرف کا حملہ بھی پہاڑ سے ٹکرانے کے مترادف ہوتا ہے۔ دین دشمن قوتوں کے ان گنت سازشی انداز اور شیطان کے لاتعداد روپ ہوا میں تحلیل ہو گئے یا خاک کے ذروں میں مستور ہو گئے۔ مگر اہل السنۃ کے نظریات آج چودہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی اپنی اصلی شکل و صورت میں موجود ہیں۔

اہل السنۃ کے نظریات بدلنے کے لئے نہ جانے کتنے طوفان اٹھے اور تھم گئے۔ کتنے پہاڑ کھڑے ہوئے اور دب گئے۔ سازشوں کے کتنے جال بنے گئے اور ادھڑ گئے۔ کرب و اضطراب کے کتنے زلزلے برپا ہوئے اور بے بس ہو گئے۔ مکر و فریب کے کتنے پہلوان میدان میں اترے اور پھر دفن ہو گئے۔ زبان و قلم کی کتنی چوٹیاں ابھریں اور زمین دوز ہو گئیں۔ فتنوں کے کتنے انگارے بھڑکے اور خاکستر ہو گئے۔ گمراہیوں کے کتنے ریلے اٹھے اور پلٹ گئے۔ مگر اہل السنۃ کے عقائد کی چٹانوں میں دراڑ تک نہ آسکی۔ چنانچہ اہل السنۃ کے نظریہ حیات کے متعلق ہزاروں صفحات میری نظروں سے گزر گئے مگر کیا مجال کہ کوئی ایک سطر بھی ایسی سامنے آئی ہو جو چودہ سو سال کے عرصہ میں کسی سنی عالم کی لکھی ہوئی ہو اور وہ عقیدہ حیات کے مخالف ہو۔ امام اہل السنۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ نے کیا ہی خوب لکھا ہے کہ: ”بلاخوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۶ھ تک اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت ﷺ اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ کسی اسلامی کتاب میں، عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث و تفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف و سلوک کی۔ سیرت کی ہو یا تاریخ کی۔ کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ ﷺ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ من ادعی خلافہ فعلیہ البیان ولا یمکنہ ان شاء اللہ تعالیٰ الی یوم البعث والجزاء والمیزان“ (تسکین الصدور ص ۲۹۰)

مناظرہ کی تحریر مکمل ہو گئی۔ میں حضرت اقدس مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ کی رہنمائی کے مطابق تیاری میں لگ گیا۔ استاد محترم حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن مدظلہ (مہتمم جامعہ دار العلوم مدنیہ بہاول پور) نے جامعہ مدنیہ بہاول پور کے کتب خانہ کی چابی میرے حوالے کر دی۔ مغرب سے عشاء تک میری چھٹی منظور کر لی۔ سہ ماہی امتحان سے مجھے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ ضرورت کی ہر کتاب مہیا کر دی اور ہر طرح کی سہولیات فراہم کر دیں۔ ”فجزاہ اللہ خیراً احسن الجزاء“ اور حقیقت یہ ہے کہ اس مناظرہ کی کامیابی بڑی حد تک حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی مرہون منت ہے۔

<u>دوسرا مرحلہ</u>: اسی دوران جب میں مناظرہ کی تیاری میں مصروف تھا، ایک مرتبہ مجھے اپنے گھر جانا پڑا۔ میں اپنے عزیز ڈاکٹر محمد ہاشم عباسی کے میڈیکل ہال میں بیٹھا تھا کہ مماتیوں کی طرف پیغام آیا کہ مناظرہ منسوخ ہے۔ یہ مناظرہ نہیں ہوگا۔ سالانہ تعطیلات میں شعبان میں ہوگا۔ میں نے سوچا کہیں یہ دھوکہ نہ ہو کہ میں مناظرہ کی تیاری موقوف کر دوں اور یہ تحریر کو بنیاد بنا کر مقررہ تاریخ پر کوئی طوفان کھڑا کر دیں۔ اس لئے میں نے جواب میں کہا، مناظرہ کی تحریر ہمارے پاس محفوظ ہے۔ تم یک طرفہ مناظرہ کی منسوخی کا یا اس کے ملتوی کرنے کا اعلان کیونکر کر سکتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہو؟ ہم مقررہ تاریخ پر پہنچیں گے تمہاری مرضی مقابلہ پر آؤ یا نہ آؤ۔ پھر اسی وقت میں اور مولانا عبدالرحمن صابر صاحب (حال مدرس جامعہ عثمانیہ ھتھیجی) مولوی نصر اللہ صاحب کی بستی میں چلے گئے۔ وہاں قاری عبداللہ (بن قاری عبدالکریم سرپرست جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ ھتھیجی) اور مولوی ضیاء اللہ سے ملاقات ہوئی۔ قاری عبداللہ نے کہا مناظرہ ہم نہیں کریں گے۔ میں نے کہا ہم پہنچیں گے۔ قاری عبداللہ نے دھمکی آمیز لہجہ میں کہا: ''اگر آپ آئے تو ڈنڈے بھی تیار ہوں گے۔'' میں اتنی بات کہہ کر واپس آ گیا کہ: ''ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں۔''

کہاں وہ تعلیاں کہ ہمارے مقابلہ میں کوئی نہیں آتا اور کہاں یہ عبرتناک مرحلہ کہ مناظرہ سے فرار ہونے کے ان گنت جتن اور بہانے تلاش کئے جا رہے ہیں۔ ''فاعتبروا یا اولی الابصار'' جب انہوں نے دیکھا کہ مناظرہ سے کسی صورت بھی فرار ممکن نہیں تو اس پر اصرار شروع کر دیا کہ شرائط نئے سرے سے طے کی جائیں۔ میں نے ان کی اس بے تکی فرمائش ماننے پر آمادگی ظاہر کر دی اور ان کے مدرسہ میں ہی برادرم حافظ محمد عاشق عباسی وغیرہ کے ساتھ پہنچ گیا۔ اسی موقع پر انہوں نے زور دیا کہ حدیث کے ساتھ متواتر کی قید ختم کر دیں بلکہ یہ لکھیں کہ کوئی بھی صحیح حدیث پیش کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اجماع سے بھی دلیل دی جائے گی اور اصحاب رسول اور بزرگوں کے اقوال بھی پیش کئے جاسکیں گے۔ انہوں نے یہ بھی ضد کی کہ منصفین تبدیل کئے جائیں۔ مناظرہ کی جگہ تبدیل کی جائے اور مناظرہ بھی عمومی نہ ہو بلکہ طرفین کے صرف پانچ پانچ افراد شریک ہوں۔ باقی شرائط پر تو اتفاق ہو گیا مگر مقام مناظرہ کی تبدیلی اور بند کمرہ میں مناظرہ کرنے کی شرطیں میں نے مسترد کر دیں۔ اس پر انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ عمومی مناظرہ میں فساد کا خطرہ ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم مخصوص افراد مسجد کے ہال میں بیٹھ جائیں گے اور اندر سے مسجد بند کر دیں گے اور عوام باہر برآمدے اور صحن میں بیٹھ کر مناظرہ کی کارروائی سنیں گے۔ بات طے ہو گئی اور پھر یہ دوسری مجلس بھی برخواست ہو گئی۔

مماتیوں کی ان پے در پے شکستوں کا آپ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ مناظرہ کا وقت ابھی دور ہے۔ مگر یہ لوگ مسلسل شکست سے دوچار ہو چکے ہیں۔ مناظرہ کا چیلنج کرنا اور مناظرہ سے فرار کی تگ و دو کرنا بجائے خود شکست ہے۔ شرائط تبدیل کرانا الگ شکست ہے۔ شرائط طے کرنے کے لئے ہماری کسی مسجد میں آنے سے گریز کرنا اور ہر دفعہ اپنی ہی مسجد میں بلانا بھی شکست ہے۔ حدیث کے ساتھ متواتر کی قید ختم کرانا بھی شکست کی علامت ہے۔ قوم کے روبرو مقابلہ کرنے سے بھاگنا اور بند کمرہ میں چند مخصوص افراد کے سامنے مناظرہ کرنے پر زور دینا بھی شکست تسلیم کرنے کے مترادف ہے اور پھر ایک مدرس کا ایک طالب علم کے مقابلہ میں نکلنے کے بجائے لڑکھڑانا اور لگاتار قلابازیاں کھانا بھی بہت بڑی شکست ہے۔

بہرحال مناظرہ نہ ٹل سکتا تھا نہ ٹلا۔ قاری عبدالکریم صاحب (سرپرست جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ ھتھیجی) پریشان ہو گئے۔ کبھی سات ماہ اس مناظرہ کو موخر کرنے کی کوشش کرتے اور کبھی حالات کی نزاکت کا رونا روتے۔ ان کے پاس سب سے بڑا بہانہ پولیس کی آمد کا تھا۔ حاجی محمد اسماعیل کنہوں اور ملک نذیر ارائیں نے پولیس کے حوالہ سے تمام انتظامات اپنے ذمہ لے کر ان کا یہ عذر بھی ختم کر دیا۔ پھر مماتیوں کے سر پر لڑائی جھگڑے کے خطرات منڈلانے لگے تو فریقین نے اپنے اپنے ہم مسلکوں کی طرف سے امن کی ذمہ داری دے دی۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ مناظرہ پوری قوم کے سامنے ہوگا اور ہدایت گمراہی کے راستوں کے نظارے عوام اپنی آنکھوں سے کریں گے۔ مگر اصل مناظرہ سے پیشتر مماتیوں کا اور بھی متعدد ذلتوں اور ناکامیوں میں گھرنا، قدرت کو منظور تھا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

"وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر"

تیسرا مرحلہ: مناظرہ سے چند روز قبل "ھتھیجی" سے ملک نذیر احمد ارائیں (نگران مناظرہ) کا فون موصول ہوا کہ آپ جلدی "ھتھیجی" پہنچیں۔ چند امور طے کرنے ہیں۔ میں "ھتھیجی" پہنچا تو معلوم ہوا کہ فریقین کے اہم حضرات کی مشاورت طے ہے۔ جگہ کا پوچھا کہ کہاں مشورہ ہوگا تو پھر وہی مماتیوں کی مسجد ہی مجلس مشاورت ٹھہری۔ وہاں پر پھر مماتیوں کی طرف سے اصرار بڑھا کہ مناظرہ ایک چوبارا میں ہو اور فریقین کے زیادہ سے زیادہ دس افراد شریک ہوں۔ ہم نے بڑی مشکل سے پندرہ پندرہ افراد کی منظوری لی۔ پہلے مناظرہ کا وقت صبح نو بجے طے تھا، اس مجلس مشورہ میں مناظرہ کا وقت ظہر کے بعد مقرر ہوا۔ میں اس حق میں نہیں تھا۔ تاہم مجبوراً یہ شرط بھی ماننا پڑی اور مناظرہ اپنی آخری شکل پا گیا۔

حاجی محمد اسماعیل کھوں اور ملک نذیر احمد ارائیں نے حکومتی، قانونی اور امن کی ذمہ داری اپنے سر لے لی اور فریقین کی طرف سے نگران مناظرہ قرار پائے۔ جب یہ تمام امور طے پا گئے تو میں بہاول پور آ گیا۔ بدھ شام کے وقت حضرت اقدس مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ، حضرت اقدس مولانا منیر احمد منور مدظلہ اور حضرت اقدس مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ وغیرہ حضرات دارالعلوم مدنیہ بہاول پور تشریف لائے۔ میری تیاری کا جائزہ لیا اور اطمینان کا اظہار کیا۔ مفید مشوروں اور دعاؤں سے بھی نوازا۔ صبح ناشتہ کے بعد استاذ محترم حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب مدظلہ نے گاڑی کا انتظام فرمایا اور دعاؤں کے ساتھ تمام حضرات کو رخصت کیا۔ دوپہر کے وقت ہم "ھتھیجی" پہنچ گئے۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد ہم جائے مناظرہ پر پہنچے۔ جب ہم چوبارا پر چڑھ رہے تھے تو عین اس موقع پر مماتیوں کے ایک سرکردہ فرد کی ذلت مقدر تھی۔ ہوا یوں کہ جب فریقین کے حضرات چوبارا پر چڑھ رہے تھے تو مولانا محمد صاحب بن قاری مشتاق احمد (ھتھیجی) نے قاری عبداللہ بن قاری عبدالکریم مماتی سے کہا کہ مناظرہ کھلی جگہ کیوں نہیں رکھا؟ قاری عبداللہ نے کہا: "ہم تو تیار ہیں مولوی جمیل نہیں مانتا۔" اتنے میں میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ مولوی محمد صاحب نے میرے اور قاری عبداللہ کے روبرو یہ بات رکھی تو میں نے فوراً کہہ دیا کہ میں تو اب بھی کسی کھلی جگہ مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ کہنے لگا نہیں۔ مناظرہ اوپر ہوگا۔ میں نے کہا پھر آپ نے میرے متعلق یہ کیوں کہا کہ وہ تیار نہیں؟ کہنے لگا میں نے نہیں کہا۔ یہ جھوٹ بولتے وقت قاری عبداللہ کی کیا کیفیت تھی؟ وہ مولوی محمد سے جا کر پوچھے۔ بہر حال فریقین کی طرف سے نامزد افراد مناظرہ کی جگہ تک پہنچ چکے ہیں۔ ہماری طرف سے مفتی محمد انور اوکاڑوی (استاذ حدیث جامعہ خیر المدارس ملتان) مولانا منیر احمد منور (استاد حدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا) مفتی امداد اللہ انور، مولانا رحیم بخش، قاری منظور احمد مدنی، مولانا عبدالواحد گلشن، مفتی محمد یوسف الحسینی، مولانا محمد اللہ دتہ وغیرہ تھے۔ جب کہ فریق ثانی کی طرف سے مفتی عبدالرحیم نظامی (آف ڈیرہ غازیخان)، مفتی محمد جاجروی (شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ حمادیہ بدر العلوم رحیم یار خان)، مولانا ارائیں بطور نگران مناظرہ موجود تھے۔ الغرض چوبارا پر چالیس کے قریب افراد موجود ہیں۔ نیچے روڈ پر عوام کا ازدحام ہے۔ بڑی تعداد میں لوگ اس معرکہ کے نتیجہ کے منتظر ہیں۔ اب مناظرہ شروع ہوا چاہتا ہے مگر قارئین کو تھوڑی سی مزید زحمت دینا ایک مجبوری ہے۔ ذیل کی چند سطور مزید ملاحظہ فرمائیے پھر آپ کو ہم میدان مناظرہ میں لے چلتے ہیں۔ ان شاء اللہ! آپ اپنے آپ کو میدان مناظرہ میں ہی محسوس کریں گے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بہاول پور شہر سے شمال مغرب کی جانب قریباً ساٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قصبہ ''ھتھیجی'' کے باشندگان کی اکثریت اہل السنۃ والجماعۃ دیوبندی مسلک سے وابستہ ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، محدث جلیل حضرت مولانا عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا دوست محمد قریشی، حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری، حضرت مولانا پیر محمد علی شاہ صاحب، حضرت مولانا قائم دین عباسی صاحب، حضرت مولانا میاں نور محمد صاحب، حضرت مولانا کریم بخش صاحب، حضرت مولانا عبدالستار تونسوی، حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید، حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری، حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی، حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی اور دیگر متبحر علماء، نامور مناظرین، یگانہ روزگار خطباء اور مسند طریقت کے صدر نشین اولیاء اس دھرتی کو بارہا قدم بوسی کا شرف بخشتے رہے اور کثرت سے یہاں وارد ہوتے رہے۔ توحید کے متوالے اور سنت کے متبع ان علماء و بزرگان کی مجالس اور تعلق نے اس قصبہ اور گردونواح کے باسیوں کو شرک و بدعت سے متنفر اور توحید و سنت سے گہرا تعلق اور غیر متزلزل لگاؤ نصیب فرمادیا۔ ۱۹۵۸ء میں علامہ عنایت اللہ شاہ گجراتی نے انکار حیات النبی کے گمراہ کن عقیدہ کی بحیثیت فرقہ داغ بیل ڈالی تو بدنام زمانہ اور بے لگام خطیب مولوی احمد سعید چتروڑ گڑھی ان کا ترجمان اور ذریعہ ابلاغ بن گیا۔ مولوی احمد سعید کی آمدورفت کا سلسلہ پہلے ہی جاری تھا۔ چنانچہ چتروڑ گڑھی جب اکابر علماء اہل السنۃ پر کیچڑ اچھالنے لگا۔ اس کی ہر بڑھک کی تان علماء دیوبند کی مخالفت پر ہی ٹوٹنے لگی۔ قائلین حیات الانبیاء پر برملا کفر وشرک کے فتوے اس کی ہر تقریر کا لازمی جزو بن گیا۔ معتزلی نظریات کی اشاعت پر اس کی پوری قوت صرف ہونے لگی تو کچھ وہ لوگ اس کے ہمنوا بن گئے جو اس کے سازوں کی رنگینی کے عاشق تھے۔ اس طرح ''ھتھیجی'' کے علاقہ میں انکار حیات النبی کی بنیاد پڑگئی اور فتنہ کا ایک خطرناک دروازہ وا ہوگیا جسے اس نازک دور میں بہر صورت نہیں کھلنا چاہیے تھا۔

جس وقت تک احمد سعید چتروڑ گڑھی اکابر علماء دیوبند کی توہین اور گستاخیوں پر مبنی تقریریں کرتا رہا، تب تک وہ سید عنایت اللہ شاہ گجراتی کا منظور نظر رہا۔ ان سے شاباش وصول کرتا رہا اور شاہ صاحب اسے اپنا جانشین باور کراتے رہے، مگر جونہی اس کی یادہ گوئی کا رخ شاہ صاحب کی نسل کی طرف مڑا تو اسے جماعت سے نکال دیا گیا اور اس کی روئیداد ''خس کم جہاں پاک'' نامی کتاب میں شائع کردی گئی۔ جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ سے مولوی احمد سعید کا اخراج کیونکہ عقیدہ اور نظریہ کی بنیاد پر نہیں ہوا تھا بلکہ ذاتی مفادات، پندار کے تحفظ اور ہوس اقتدار پر مبنی تھا۔ اس لئے گجراتی گروپ اور چتروڑ گڑھی گروہ کے مابین قربتیں تو بڑھی ہیں۔ فاصلے نہیں بڑھے اور اب چتروڑ گڑھی نے ''قرآن مقدس اور بخاری محدث'' کتاب لکھ کر اپنی گمراہی اور الحاد کا تحریری ثبوت اور اکابر کی گستاخی کے عبرتناک انجام کا نظارہ پوری قوم کو کرادیا ہے۔ پر دیدہ عبرت ہی نہ ہو تو عبرت کے لاکھوں سامان بے کار ہیں۔

الغرض منکرین حیات الانبیاء (اس وقت چاہے وہ گجراتی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں یا چتروڑ گڑھی گروہ سے دونوں) نے ہمیشہ نفرت کے بیج ہی بوئے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی مسلک سے وابستگی کا دعویٰ کرنے والوں میں سے سب سے پہلے جس نے مسلک کی بنیاد پر ''ھتھیجی'' کے سنیوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا جرم کیا وہ قاری عبدالکریم مماتی ہیں۔ ورنہ عیدین کی نماز اس فرقہ واریت سے پہلے ایک ہی امام کے پیچھے تمام دیوبندی ادا کرتے تھے اور پھر اس تفرقہ بازی کو اس حد تک ہوا دی گئی کہ نوبت مناظرہ تک جاپہنچی۔ ظاہر ہے کہ جب تمام دیوبندیوں پر شرک کے فتوے لگنے شروع ہوجائیں، چودہ سو سالہ محدثین و فقہاء پر کیچڑ اچھالی جانے لگے اور اپنے سواء تمام اہل

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

السنۃ کی توحید مشکوک قرار دی جانے لگے تو کون کب تک خاموش رہے؟

قارئین سوچتے ہوں گے کہ اس مناظرہ کو نو سال کے بعد شائع کرنے کی آخر کیا ضرورت پیش آ گئی ہے؟ بجا ہے، مگر اس کا آغاز بھی منکرین حیات کی طرف سے ہی ہوا ہے۔ چند دن پہلے برادر مکرم مولانا عبدالرحمن صابر صاحب نے فون پر بتایا کہ نو سال پہلے ہونے والا مناظرہ کتابی شکل میں مماتیت کی طرف سے شائع ہو گیا۔ میں حیران تھا کہ وہ لوگ مناظرہ کیسے شائع کر سکتے ہیں؟ جب کہ وہ اس مناظرہ میں عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے تھے۔ میں نے کتاب کا نسخہ منگوالیا۔ جب مطالعہ کیا کتاب میں دیانت سر پیٹتی نظر آئی۔ مناظرہ میں ہر طرح کی قطع وبرید کے باوجود انہیں کا شائع کردہ مناظرہ انہی کی شکست کا اعلان کر رہا تھا۔ اس لئے انہوں نے طویل حاشیہ لگایا۔ حاشیہ کیا ہے؟ پوری ندائے حق اٹھا کر حاشیہ میں رکھ دی گئی ہے۔ مناظرہ کے دوران وہ قرآن وحدیث سے اپنے دعویٰ پر ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکے اور نہ اس عقیدہ پر کوئی حوالہ پیش کر سکے اور ہم نے الحمدللہ! اپنا عقیدہ ناقابل تردید دلائل سے مدلل کر دیا تھا اور وہ ہماری کسی بھی دلیل کا جواب دینے سے بے بس تھے اور ان کی یہ بے بسی قابل دیدار اور عبرتناک تھی۔ اس کا نظارہ تمام حاضرین کر رہے تھے۔ اس لئے طویل حاشیہ کے بغیر انہیں اپنی دال گلتی نظر نہ آئی۔ ان کا مطبوعہ مناظرہ ۱۲۴ صفحات پر مشتمل ہے اور حاشیہ اتنا زیادہ چڑھا ہوا ہے کہ صرف حاشیہ کو متن کے فونٹ پر رکھا جائے تو دوگنی کتاب بن جائے۔

جب میں نے یہ تمام صورتحال حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ اور مولانا منیر احمد منور مدظلہ کے سامنے رکھی تو انہوں نے حکم فرمایا کہ فوری طور پر اصل مناظرہ، پس منظر سمیت شائع کر دیا جائے تاکہ قوم کے سامنے مناظرہ کی صحیح صورتحال بھی واضح ہو جائے اور مماتیوں کے استاذ العلماء کی عبرتناک شکست بھی سامنے آ جائے اور خیانت وجھوٹ بھی ۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے   نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

برادر مکرم! محمد اسحاق صاحب بہاول پوری نے اپنا کمپیوٹر اور پرنٹر مہیا کر دیا اور عزیزم احمد طاہر بہاول پوری سلمہ اللہ نے کمپوزنگ کے لئے اپنی تعطیلات کو قربان کر دیا اور یوں چند دنوں کی محنت سے مناظرہ "ھتھیجی" کی صحیح اور سچی داستان آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اے مولائے کریم! حضرت ﷺ کی حیات فی القبر کی برکت سے اس محنت کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرما اور ہم گنہگاروں کی شفاعت کا اس کو ذریعہ بنا۔ آمین ویرحم اللہ عبدا قال آمینا!

منکرین حیات النبی کی طرف سے شائع ہونے والا مناظرہ ہمارے سامنے ہے۔ اس کا نام ہے: "حیات النبی ﷺ پر لاجواب مناظرہ" اس کتاب کو سامنے رکھ کر جب مناظرہ کی کیسٹیں سنیں تو جا بجا دیانت کا منہ چڑایا گیا تھا۔ اب ہمارا شائع کردہ مناظرہ بھی آپ کی خدمت میں ہے۔ اب ہم دونوں کتابوں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔

☆...... منکرین حیات کے شائع کردہ مناظرہ میں مناظرہ کے پس منظر کو یعنی جن حالات میں مناظرہ کا انعقاد ہوا تھا، اس کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ ہم نے مکمل پس منظر درج کر دیا ہے۔

☆...... ان کے کتابچہ میں صدر مناظر اور منصفین ومعاونین کی ابتدائی گفت وشنید اور بحث مباحثہ کو حذف کر دیا گیا ہے جب کہ ہم نے مکمل بحث کو کتاب کا حصہ بنا دیا۔

☆...... ان کے کتابچہ میں مناظرہ کے دوران جاری ہو جانے والی نوک جھوک بالکل اڑا دی گئی ہے۔ جب کہ ہم نے اسے بھی اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

☆...... ان کے کتابچہ میں جا بجا خیانتوں کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ میری تقریریں جگہ جگہ کاٹ دی گئی ہیں۔ متعدد مقامات پر میرے پیش کردہ حوالہ جات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اپنے صدر مناظر اور اپنے معاونین کی بات مکمل بلکہ اضافہ کے ساتھ پیش کی گئی جب کہ ہمارے صدر مناظر اور معاونین کی گفتگو یا تو سرے سے ہضم کر دی گئی ہے یا کتر بیونت اور کاٹ چھانٹ کو پیش کی گئی ہے۔ ہم نے کیسٹوں کی مدد سے درست تقاریر پیش کر دی ہیں۔

☆...... ان کے کتابچہ میں ان کے مناظر کی تقریروں میں جگہ جگہ اضافہ کر دیا گیا ہے اور میری تقریروں میں متنوع انداز میں کمی بیشی کا ارتکاب کیا گیا۔ مثلاً میری پہلی تقریر میں متعدد کتب کے حوالے حذف کر دیئے گئے ہیں۔ آگے کی بعض تقریروں میں کہیں عبارت نہیں لکھی گئی۔ کہیں کتاب کا نام نہیں لکھا گیا۔ کہیں صفحہ نمبر نہیں لکھا گیا اور مزید غیر اخلاقی حرکت یہ کی گئی ہے کہ میری تمام تقریروں کو غیر مربوط پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ اپنی تمام تقریروں کو موزوں اور مربوط پیش کیا گیا ہے۔ ان کے مناظر کی پہلی چار تقریروں میں صدق اللہ کے بعد العظیم کا لفظ نہیں بولا گیا تھا۔ مگر ان کے کتابچہ میں یہ لفظ موجود ہے۔ ان کی تقریروں میں مکررات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ بعض چیلنج آمیز الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور بعض مقامات پر سنگین قسم کی تحریف کر دی گئی۔ مثلاً بخاری شریف سے ایک واقعہ ذکر کیا گیا تھا، اس واقعہ میں ان کے کتابچہ میں معراج روحانی اور خواب کے الفاظ ہیں۔ جب کہ مناظرہ کے دوران صرف واقعہ معراج کی بات کی گئی تھی اور میری جوابی تقریر میں اسی تناظر کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔

☆...... ان کے کتابچہ میں میری طرف بعض الفاظ کی غلط نسبت بھی کی گئی ہے۔ مثلاً دو جگہ میری تقریر میں اما بعد کے بعد تعوذ اور تسمیہ لکھا گیا ہے۔ جب کہ میں نے نہیں پڑھا تھا۔ پھر ڈھٹائی کی انتہاء یہ ہے کہ اس پر حاشیہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ مولوی جمیل نے اعوذ باللہ پڑھا مگر اسے کوئی آیت نہیں ملی یا ایک موقع پر میں مرقات کا حوالہ دینے لگا مگر غلطی سے فتح الملہم کا لفظ نکل گیا۔ پھر فوراً ہی درستگی کر دی۔ ان کے کتابچہ میں اس کو بھی حاشیہ میں میری حواس باختگی قرار دیا گیا۔ جب کہ ان کے مناظر کو بارہا ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مثلاً ایک جگہ انہوں نے حضرت مسروق کو صحابی کہا پھر درستگی کر لی۔ اسی طرح اموات کو موت کی جمع کہا۔ پھر کسی کے لقمہ دینے پر اصلاح کی اسی طرح اور بھی متعدد مقامات پر انہیں ایسی صورتحال پیش آئی مگر ہم نے اس طرح کی طنزیہ حاشیہ آرائی سے گریز کیا ہے۔

☆...... طرفین کے متفقہ نگران مناظرہ جناب حاجی محمد اسماعیل کھوں اور جناب ملک نذیر احمد رائیں جو پولیس کی طرف سے مداخلت کی صورت میں ذمہ دار بنے تھے اور ان کے مناظرہ منعقد کرانے پر معتزلی مناظر نے اپنی تقریر کے آغاز میں انعقاد مناظرہ پر ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے درخواست کی کہ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ مناظرہ کے آخر تک اس مجلس کے ماحول کو پرسکون رکھیں گے۔ ان ہر دو صاحبان نے مناظرہ کے اختتام پر یہ طے کیا کہ مناظرے کا فیصلہ زبانی ہم خود سنا دیں۔ اگر دونوں کے ثالث حضرات فیصلہ کریں گے تو ان کے درمیان ایک مستقل مناظرہ شروع ہو جائے گا۔ اس لئے مناظرے کا فیصلہ ہم خود زبانی سنا دیتے ہیں۔ چنانچہ جناب حاجی محمد اسماعیل کھوں صاحب جنہوں نے احمد سعید معتزلی (چتروڑی) منکر حدیث کی تقریریں بھی اس علاقہ میں کرائی تھیں۔ انہوں نے مناظرے کا فیصلہ زبانی طور پر مجلس مناظرہ میں اور پھر نیچے جا کر سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر باہر کے سینکڑوں منتظر عوام الناس کو بھی سنایا۔ (وہ اخیر میں ملاحظہ فرمائیں) اور دوسرے منتظم مناظرہ ملک نذیر احمد ارائیں نے بھی موقع پر ہماری فتح کا اعلان کر دیا۔ نیز مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی (جو معتزلی مناظر کے معاون مناظر بھی تھے اور ان کی طرف سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نامزد فیصل بھی) نے بھی ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔ (تفصیل آخر میں ملاحظہ ہو) اس لئے ثالث حضرات کے تحریری فیصلہ کی نسبت نہیں آئی۔ لیکن بعد میں ہم نے یہ سنا کہ معتزلی منکر حیات کی کیسٹوں میں فیصلہ ریکارڈ ہے جو اپنے لوگوں کو سنا رہے ہیں کہ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا مناظر کامیاب ہے۔ جب کہ مولوی جمیل الرحمن عباسی مناظرہ میں ناکام رہا ہے۔ لیکن ہم نے یقین نہ کیا، ہم نے یہ سوچا کہ اتنے شیوخ تفسیر وحدیث اتنی صریح بددیانتی نہیں کر سکتے اور نہ اتنا جھوٹ بول سکتے ہیں۔ لیکن جب ان معتزلیوں کی طرف سے مطبوعہ مناظرہ سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ وہ خبر جھوٹی نہ تھی۔ اب ان کا خودساختہ جھوٹ اور بددیانتی بعنوان ''فیصلہ حق'' گویا معتزلی شیخ التفسیر مفتی محمد خان اور ان کے استاد العلماء مولانا نصر اللہ ودیگر مماتی علماء میں سے ہر ایک نے اس بات کا اقرار کیا ہے

میں جھوٹ میں چھپاتا ہوں اپنے عیوب کو اللہ جانتا ہے کہ میں جھوٹا نہیں ہوں

☆...... ان کے کتابچہ میں ان کی تقریروں کو مربوط کرنے کے لئے جو کمی بیشی کی گئی ہے ہم نے اس کو بحال رکھا ہے۔ اسی طرح معمولی قسم کی قطع برید کو بھی ہم نے نظرانداز کر دیا ہے۔ ہاں! سنگین خیانتوں کو پردہ میں نہیں رکھا گیا۔ ہم نے اپنی تقریروں کو اردو کے قالب میں مربوط کرنے کے لئے معمولی سے الفاظ کم زیادہ کئے ہیں۔ مگر اس کی ضرورت بہت کم پیش آئی ہے اور معمولی سا فرق بھی نہیں آیا اور مناظرہ کے دوران جہاں ایک آدھ غلطی کا ارتکاب ہم سے ہوا، ہم نے اس کا بھی اظہار کر دیا ہے۔ مناظرہ سرائیکی میں تھا۔ اردو ترجمہ مماتیوں کا کیا ہوا ہی پیش خدمت ہے۔

☆...... ہم نے اپنی آخری تقریر میں ان کی کتاب پر ہی اعتماد کیا ہے۔ البتہ ان کی آخری تقریر میں کی جانے والی بدترین خیانت کو طشت ازبام کر دیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم!

نوٹ: مناظرہ کی مکمل روئیداد کیسٹوں میں ہمارے پاس محفوظ ہے، کسی بھی وقت تصدیق کی جا سکتی ہے۔

قارئین! معذرت خواہ ہیں کہ ہم دیر تک درمیان میں حائل رہے۔ اب چلئے مقام مناظرہ تک، چوبارا میں مشرق کی طرف وہ لوگ اپنی کتب سامنے رکھے بیٹھے ہیں۔ جب کہ مغرب کی جانب ہمارے حضرات بیٹھے ہیں۔ ان کی طرف سے مفتی عبدالرحیم صدر مناظر اور مفتی محمد جاجروی اور مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی منصف مقرر ہو گئے ہیں اور ہماری طرف سے مفتی محمد انور اوکاڑوی صدر مناظر اور مولانا منیر احمد منور اور مفتی امداد اللہ انور منصف مقرر ہو گئے ہیں۔

آغاز مناظرہ

مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ نے آغاز میں مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک تحریر پر دستخط کرنے کا اور اس تحریر کو بطور عقیدہ تسلیم کرنے کا ذکر بھی کر دیا۔ اس کے بعد مفتی عبدالرحیم نظامی یوں گویا ہوئے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی منکر حیات النبی ﷺ): جو بات پوچھنی ہو، احترام کے ساتھ کرنی چاہئے۔ اختلاف کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالی جائے، کیونکہ مقصد کسی نتیجہ تک پہنچنا ہے اور نتیجہ تک تبھی پہنچا جا سکتا ہے جب ہم ادب کے ساتھ گفتگو کریں۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): ہماری طرف سے صدر ہے محمد انور (خود مفتی محمد انور صاحب مدظلہ) اور مولانا جمیل الرحمن صاحب مناظر ہیں اور مولانا منیر احمد صاحب اور مولانا امداد اللہ انور صاحب فیصل ہیں۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): مولانا جمیل الرحمن عباسی نے لکھا ہے کہ میرا اور میری جماعت کا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ دستخط مناظرہ مجلس علماء اہل السنۃ جمیل الرحمن عباسی اور مولانا نصر اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ میرا اور میری جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے۔ وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ دستخط مناظر اشاعۃ التوحید والسنۃ نصر اللہ، مسلک اور عقیدہ لکھا ہوا ہے۔ اب اگر ہیرا پھیری کریں گے تو مناظرہ نہ ہوگا[1]۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): اگر یہ ہیرا پھیری ہے تو مولانا غلام اللہ خان نے کی تھی۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): مولانا غلام اللہ خان کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے؟

مفتی محمد حاجروی (معتزلی): ایک ہے ہیرا پھیری کا لفظ، ایک ہے عمل۔ عمل آپ نے کیا ہے لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے۔

مفتی محمد انور صاحب (سنی): میں آپ سے مسئلہ پوچھتا ہوں۔ مولانا غلام اللہ خان کا نام لینا ہیرا پھیری ہے؟

مفتی محمد حاجروی (معتزلی): مولانا محمد علی جالندھری نے ہیرا پھیری کی تھی اور اس کو سزا مل گئی تھی۔

(مماتیوں کے شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر کی زبان درازی ملاحظہ کیجئے۔ نعوذ باللہ)

حضرت اوکاڑوی صاحب کھڑے ہو کر کچھ کہنا چاہتے تھے کہ شرکاء نے کہا بات بڑھ رہی ہے، رہنے دیں۔ تب مولانا منیر احمد کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

مولانا منیر احمد منور (سنی): ہم ثالث حضرات نے مل کر فیصلہ کرنا ہے۔ اس لئے تھوڑی سی بات دو تین منٹ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ ہم نے موضوع کو سامنے رکھنا ہے اور موضوع کو سامنے رکھ کر ہم نے دلائل اور ساری بحث کا تجزیہ کرنا ہے۔

جمیل الرحمن عباسی صاحب نے یہ لکھا کہ: ''میرا اور میری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے عالم دنیا میں موت آچکی ہے۔'' ''وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔'' اور دوسرے بھائی انہوں نے یہ لکھا کہ: ''میرا اور میری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے، اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔'' جھگڑا ہوا کہ نبی کریم ﷺ اس زمینی یعنی مدینہ والی قبر میں زندہ ہیں یا نہیں، دنیا والی موت کے اندر اتفاق ہو گیا کہ دنیا والی موت آچکی۔ اس لئے اب دنیا کی موت زیر بحث نہیں آئے گی نہ یہ حضرات دنیا کی موت والی آیات پیش کریں گے۔ کیونکہ اس میں جھگڑا نہیں۔ ''کل نفس ذائقة الموت'' آچکی۔ ''انك ميت وانهم ميتون'' کا وعدہ پورا ہو چکا۔ دنیا کی موت آچکی اس میں کوئی جھگڑا نہیں۔ ''وما محمد الا رسول'' ہو چکا۔ اس لئے دنیا کی موت زیر بحث نہیں آئے گی۔''

روح کی زندگی میں کوئی اختلاف نہیں، روح کی زندگی کو یہ ہمارے بھائی بھی مانتے ہیں وہ بھی مانتے ہیں۔ اس لئے روح کے زندہ ہونے والی حدیثیں پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جھگڑا ہوا کہ مدینہ طیبہ والی قبر، جس قبر اطہر کے اندر نبی پاک ﷺ کا جسم اطہر ہے اور باقی انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ جو قبور کے اندر ہیں، یہ زندہ

[1] مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ نے مولانا غلام اللہ خان کے تحریر کردہ عقیدہ کا ذکر کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح زندہ ہیں۔ اس طرف نظامی صاحب اشارہ کر رہے ہیں، آگے اوکاڑوی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہیں یا نہیں۔ ہم نے قائلین حیات جن کے نمائندے اور مناظر ہیں، اس وقت مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی ان کے دلائل کو اسی تناظر میں دیکھیں گے کہ کیا وہ مدینہ والی قبر میں نبی کریم ﷺ کی حیات ثابت کر سکتے ہیں یا نہیں اور جو ہمارے دوسرے ساتھی ہیں، وہ اس بات کے قائل ہیں کہ مدینہ طیبہ والی قبر میں نبی علیہ السلام زندہ نہیں۔ باقی انبیاء بھی اپنی ان قبروں کے اندر زندہ نہیں۔ ان کے دلائل کو بھی ہم اسی تناظر میں دیکھیں گے کہ کیا وہ اس کو ثابت کر رہے ہیں کہ وہ اپنے ان جسموں کے ساتھ اپنی ان زمینی قبروں میں زندہ نہیں؟

<u>مفتی محمد حاجروی (معتزلی)</u>: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! میرے بولنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ وقت بھی تھوڑا ہے، جس طرح مولانا (مولانا منیر احمد صاحب) نے فرمایا ہے کہ موت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی موت متفق علیہ مسئلہ ہے۔ وفات کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ کون سی زندگی ہے؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ فریق ثانی (قائلین حیات) کا نظریہ یہ ہے کہ زندگی دنیوی ہے، جس طرح دنیا میں کھاتے پیتے ہیں یا......

تمام حاضرین! یہ موضوع ہی نہیں ہے۔

<u>مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی)</u>: موضوع یہ ہے کہ زمینی قبر میں انبیاء کرام زندہ ہیں یا نہیں۔

<u>ملک نذیر ارائیں (نگران مناظرہ طرفین)</u>: (مولانا منیر احمد صاحب اور مفتی امداد اللہ انور صاحب کی تائید اور حاجروی صاحب کی بات کو رد کرتے ہوئے کہا) ہاں! واقعی یہ موضوع نہیں ہے۔ موضوع پر بات ہو ہمیں بھی سمجھ آئے۔

<u>مفتی محمد حاجروی (معتزلی)</u>: فریق ثانی کا نظریہ ہے کہ نبی کریم ﷺ روضہ اطہر کے اندر زندہ ہیں اور ہمارا موقف یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصا نبی کریم ﷺ کی زندگی دنیوی نہیں بلکہ روحانی اور جنت......

حاضرین! نہیں یہ موضوع نہیں بلکہ تمہارا موقف یہ ہے کہ زمینی قبروں میں انبیاء زندہ نہیں ہیں۔

<u>مولانا منیر احمد منور (سنی)</u>: آپ موضوع کو سمیٹو پھیلاؤ نہیں۔ آپ نے خود اپنا عقیدہ لکھا ہے کہ زمینی قبروں میں زندہ نہیں۔

<u>مفتی محمد حاجروی (معتزلی)</u>: (لائن پر آتے ہوئے) ہمارا موقف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ روضہ اطہر میں زندہ نہیں۔ زندگی کی نفی کرنی ہے ہم نے، ہم ہیں منکر، آپ مثبت ہیں، فریق ثانی اثبات کرے گا۔ ہم اس کا انکار کریں گے لیکن ترتیب یہ رکھی ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی آیات پیش کریں گے۔ اگر اس کے پاس کوئی آیت زمینی حیات کی نہیں ہے تو وہ کہے گا۔ میرے پاس کوئی آیت نہیں ہے اب میں حدیث کی طرف جا رہا ہوں اور اگر حدیث نہیں ہے تو میں اکابر کی عبارات کی طرف جا رہا ہوں۔ ہاں! اگر وہ پہلے ہی حدیث شروع کر دے یا عبارات اکابر شروع کر دے تو ہم نہیں سنیں گے۔ سب سے پہلے کتاب اللہ، اگر آیت نہیں تو کہنا پڑے گا ہمارے پاس قرآن کی آیت نہیں ہے۔ اس کے بعد دوسرا نمبر، اس کے بعد تیسرا نمبر۔

<u>مولانا منیر احمد منور (سنی)</u>: پہلے ہم ثالث کسی نکتہ پر متفق ہوں گے تب فیصلہ ہوگا۔

<u>مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی)</u>: متفق ہو گئے ہیں۔

<u>مولانا منیر احمد (سنی)</u>: نہیں ہوئے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): کیوں نہیں ہوئے؟

مولانا منیر احمد (سنی): میں ابھی بتاتا ہوں، میں ابھی بتاتا ہوں۔ سنو تو سہی۔ میرے بھائی (مفتی محمد) یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام اور باقی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم نفی کرتے ہیں۔ ہم منکر ہیں۔ ہم مثبت نہیں ہیں۔ دلیل ہمارے ذمہ نہیں ہے۔ میرے پیارے! آپ صرف اتنا بتا دیں کہ آپ کا یہ عقیدہ دلیل کے ساتھ ہے یا بغیر دلیل کے۔ اگر دلیل کے ساتھ ہے تو وہ دلیلیں سامنے آنی چاہئیں اور اگر بغیر دلیل کے ہے تو پھر آپ اقرار کرلیں کہ ہم صرف انکار ہی انکار کرتے ہیں۔ دلیل ہمارے پاس نہیں ہے اور اگر ہے دلیل تو سامنے آنی چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی! آپ لوگ تو اشاعۃ التوحید والے ہیں اور توحید شروع ہی لا الہ سے ہوتی ہے۔ وہاں تو پہلے ہی نفی کھڑی ہے اور توحید تو نام ہی غیر اللہ سے الوہیت اور صفات الٰہیہ کی نفی کا ہے اور آپ اس پر کتنے دلائل دیتے ہیں اور اگر آپ اس نفی پر دلائل دیتے ہیں اور وہاں بریلویوں کے مقابلہ میں آپ منکر منکر کہہ کر بے دلیل نہیں بنتے تو یہاں کیوں بنتے ہو؟ جہاں پر نفی بغیر علم و دلیل کے ہو وہاں پر کہا جاسکتا ہے کہ دلیل اس کے ذمہ نہیں یا تو آپ کہہ دیں کہ ہماری یہ نفی اور انکار علم کی بنیاد پر نہیں۔ دلیل کی بنیاد پر نہیں پھر ٹھیک ہے ہم آپ سے دلیل نہیں مانگیں گے اور اگر علم و دلیل کی بنیاد پر ہے تو آج دلائل سب کے سامنے آنے چاہئیں۔

مفتی محمد جاجروی (معتزلی): یہ باتیں مناظر خود کریں گے۔ ہمیں بات کو لمبا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب مناظرہ شروع کرنا چاہیے۔

تقریر نمبر ۱: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون وقال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک من الشھدین والشکرین والحمد للہ رب العالمین

صدر مکرم، مہمانان گرامی اور دور دراز سے تشریف لے کر آنے والے اور مسلک کو خاص اس نیت سے سمجھنے والے کہ ہمیں حق بات سمجھ آجائے اس وقت ہم سب آخرت کو سامنے رکھ کر عناد وغیرہ سے ہٹ کر محض اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات بتادے۔

پہلی بات: یہ ہے کہ ہمارے دونوں حضرات نے بتادیا کہ موضوع پر ہی بیان کرنا ہے۔ انہوں نے وہ موضوع بیان کیا ہے جو ان کا عقیدہ ہے اور انہوں نے اپنا عقیدہ یہ بیان کیا ہے کہ: ''انبیاء علیہم السلام زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔'' تو انہوں نے دلائل بھی اسی پر دینے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام ان زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں اور میں نے اپنی تنظیم کا نام بھی لکھ دیا ہے اور جو اپنا عقیدہ ہے وہ بھی لکھ دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے، وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تو میں ان زمینی قبروں میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کو ثابت کروں گا اور یہ ان زمینی قبروں میں انبیاء کرام کی موت کو ثابت کریں گے اور جو نبی کریم ﷺ پر عالم دنیا میں موت آئی ہے وہ ہم بھی مانتے ہیں۔ ''انک میت وانهم میتون '' کا وعدہ پورا ہو چکا۔ یہ سب مانتے ہیں کہ انبیاء کرام اور حضور ﷺ پر موت آچکی ہے۔ وہ وفات پاچکے ہیں اور اب بحث میں جو بات ہے وہ زمینی قبر کے بارے میں ہے کہ اپنے روضہ مبارک میں حضور ﷺ اور بقیہ حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں۔ میں نے حیات کو ثابت کرنا ہے، اسی قبر میں۔ اس بات کو غور سے سمجھنے اور انہوں نے موت کو ثابت کرنا ہے، اسی قبر میں۔ اس سے ہم ادھر ادھر نہیں ہونے دیں گے۔

دوسری بات یہ کہ قرآن مجید کی آیات بطور دلیل کے انہوں نے بھی پیش کرنی ہیں اور ہم نے بھی پیش کرنی ہیں۔ لیکن ایک آیت کا ایک مطلب یہ بیان کریں گے اور ایک مطلب ہم بیان کریں گے اور ایک مطلب وہ ہے جو مفسرین بیان کریں گے۔ لہٰذا جو انہوں نے اپنی طرف سے ایک مطلب بیان کرنا ہے اور ہم نے اپنی طرف سے بیان کرنا ہے۔ بے شک نہ مانیں۔

لہٰذا جس وقت قرآن مجید کی آیات پیش کرنی ہیں تو اس پر بتانا پڑے گا کہ حضور ﷺ یا کسی صحابی نے یا کس معتبر مفسر نے اس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ انبیاء اپنی ان قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم نے نہ تمہاری بات ماننی اور نہ تم نے ہماری بات، بات چلنی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں ان لوگوں کی جو مفسرین ہیں، جنہوں نے قرآن مجید کی تفسیر بیان کی ہے، ہرا یرے غیرے کی نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں آتا ہے اور سب کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ ہم سب مانتے ہیں اور دلیل کون سی پیش کرتے ہیں: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین '' خاتم النبیین کا سب علماء یہ معنی کرتے ہیں کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ قادیانی اسی خاتم النبیین کے لفظ سے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم کیا کہیں گے کہ ان کی یہ بات ٹھیک ہے؟ بلکہ ہم نے یہ جواب دینا ہے کہ کسی مفسر نے خاتم النبیین کا یہ معنی نہیں کیا کہ حضور ﷺ کی مہر وغیرہ۔ سب نے یہ معنی کیا ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔ لہٰذا معتبر بات انہی مفسرین کی ہوگی۔ ہماری بات نہیں ہوگی ورنہ اپنی طرف سے اگر کوئی بات کرے تو قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی نبوت قرآن سے ثابت ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک قرآن سے ثابت ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک قرآن سے ثابت ہے۔

ہر ایک اپنا مسلک قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس وجہ سے ہر کسی کی اپنی تفسیر معتبر نہیں ہو گی۔ سب حضرات اس بات کو غور سے سن لو کہ معتبر تفسیر وہ ہوگی جو مفسرین نے کی ہوگی۔ لہٰذا میں جو آیت پیش کروں گا یا حدیث پیش کروں گا تو اس سے ثابت کروں گا کہ فلاں مفسر نے فلاں امام نے اس آیت سے یہ ثابت کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور یہ جو آیت پیش کریں گے ان کی رائے نہیں چلے گی بلکہ یہ ثابت کریں گے کہ فلاں مفسر نے یا فلاں امام نے اس آیت سے یا اس حدیث سے حضور ﷺ کی اور بقیہ انبیاء علیہم السلام کی موت اسی قبر میں ثابت کی ہے۔ لہٰذا بات کس کی معتبر ہوگی؟ مفسرین کی، ان کی اور ہماری بات معتبر نہیں ہوگی۔[1]

---

[1] تفسیر عثمانی میں ہے کہ: ''قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مردہ قوم حیات تازہ حاصل کرتی ہے لیکن تمسک بالقرآن کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کو اپنی آراء واہواء کا تختہ مشق بنالیا جائے بلکہ قرآن کریم کا مطلب وہی معتبر ہوگا جو احادیث صحیحہ اور سلف صالحین کی متفقہ تصریحات کے خلاف نہ ہو۔'' (ص ۸۳)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اب تم دو باتیں سمجھ لو، ایک تو موضوع کے متعلق کہ انہوں نے بیان کرنا ہے کہ اس قبر میں موت ہے اور میں نے بیان کرنا ہے کہ اس قبر میں زندگی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو بات معتبر ہوگی وہ مفسرین کی ہوگی۔ ان کی اور ہماری بات معتبر نہیں ہوگی۔

اس کے بعد جو میں نے عقیدہ بیان کیا[1] ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ اور علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اس قبر میں زندہ ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ بہت سی کتابوں سے ثابت ہے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کی حدیث: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' سے ثابت ہوگیا۔ ایسے ہی شرح بخاری شریف عمدۃ القادری شرح بخاری شریف فتح الباری......

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): (درمیان میں بولتے ہوئے) اب میں آپ کو کچھ کہوں یا آپ کے مناظر کو؟

ملک اسماعیل ڈھول: (وقت نوٹ کرنے پر مقرر) ٹائم نہیں ہوا، ابھی تین منٹ رہتے ہیں، آپ درمیان میں بول پڑے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): قرآن کی آیت پڑھی ہے اس کی تشریح جو حضور ﷺ نے کی ہے وہ حدیث پڑھیں۔

مناظر قائلین حیات: ابھی تو دلائل شروع ہی نہیں کئے ابھی تو عقیدہ بیان کیا جا رہا ہے۔

مولانا منیر احمد منور (سنی): ابھی انہوں نے دلائل شروع نہیں کئے، ابھی عقیدہ بتا رہے ہیں کہ فلاں فلاں کتاب سے ثابت ہے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): تو وہ زبانی بتا دینا تھا پڑھا کیوں ہے؟ (مفتی عبدالرحیم نظامی کی حواس باختگی پر مشتمل یہ جملہ سن کر حاضرین کی ہنسی چھوٹ گئی)

ملک نذیر ارائیں (نگران مناظرہ طرفین): آپ کو اگر اعتراض تھا تو دس منٹ کے بعد بولنا تھا۔ درمیان میں کیوں بولے ہو۔

مناظر قائلین حیات: (تقریر کو پھر سے جاری رکھتے ہوئے) ہمارا عقیدہ حدیث کی کتابوں سے صراحۃً اور قرآن مجید سے دلالۃً، ایسے ہی شرح بخاری شریف عمدۃ القاری، شرح بخاری شریف فتح الباری، ملا علی قاری کی مرقات شرح مشکوٰۃ شریف، حیات الانبیاء للبیہقی، فتاویٰ عالمگیری، اعلاء السنن، تفسیر ابن کثیر، شفاء السقام، حاشیہ بخاری شریف، حاشیہ نسائی وغیرہ سب کتب سے ہمارا لکھا ہوا عقیدہ ثابت ہے۔ حتیٰ کہ ہمارا یہ (لکھا ہوا) عقیدہ ان کے اپنے رسالہ تعلیم القرآن ستمبر......

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): (پھر درمیان میں بولتے ہوئے) یہ بھی آپ موضوع پر کھڑے ہو؟

مناظر قائلین حیات: بھائی ابھی ہم عقیدہ بتا رہے ہیں دلائل شروع نہیں کئے۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): (کیا) یہ حیات النبی کا عقیدہ نہیں بیان کر رہے؟

---

[1] عقیدہ کا حوالہ دینا اس لئے ضروری ہے تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ حیات کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ خود ساختہ اور من گھڑت نہیں بلکہ اس کو چودہ سو سالہ فقہاء، محدثین کی تائید حاصل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر عقیدہ سابقہ مستند کتب میں موجود نہ ہو تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ فلاں آدمی جو اپنا عقیدہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے، وہ اس کا شخصی عقیدہ تھا۔ لہٰذا یہ اس کی ذاتی شکست ہے۔ اس لئے ہم نے چند حوالے دے دیئے تھے جب کہ فریق مخالف کسی ایک کتاب کا حوالہ بھی پیش نہیں کر سکا تھا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): کیا مطلب؟ یہ عقیدہ میں نے اور آپ نے بیان کر دیا ہے پھر یہ کیوں بیان کر رہے ہیں؟

مولانا منیر احمد منور (سنی): مولانا جمیل الرحمن صاحب! آپ یہ حوالے چھوڑ دیں۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ بیسیوں کتابوں میں ہمارا جوان حوالہ دکھا سکتا ہے کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور یہ حضرات (معتزلی) ایک کتاب میں بھی اپنے عقیدہ کا حوالہ دکھادیں تو ہم ان کو اہل السنۃ والجماعۃ مان لیں گے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): (لاجواب ہوتے ہوئے) مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی ہے: "ولا تقولوا" اس کی تشریح کرو پھر آگے چلو۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): (عوام کو مخاطب کرتے ہوئے) یہ علماء تو سمجھ رہے ہیں، شاید آپ لوگ جو عالم نہیں ہیں، وہ پریشان ہو رہے ہیں، یہ کہہ رہے ہیں قرآن کی بات کرو اور یہ تعلیم القرآن ہے اور ان کی جماعۃ اشاعۃ التوحید کا رسالہ ہے۔ یہ گرنتھ کی تعلیم ہے یا قرآن کی تعلیم؟ اس میں عقیدہ قرآن کے موافق لکھا ہے یا مخالف لکھا ہے؟ آپ لکھ دیں کہ یہ تعلیم القرآن نہیں ہے یا ہماری جماعت کا رسالہ نہیں ہے تو ہم ان کو روک دیں گے کہ یہ حوالہ نہ دیں۔

مفتی محمد حاجروی (معتزلی): مناظرہ شروع ہو رہا ہے۔

حاضرین! شروع ہو رہا ہے یا ہو چکا ہے؟

مفتی محمد حاجروی (معتزلی): مناظرہ شروع ہو چکا ہے۔ ترتیب یہ تھی کہ پہلے کتاب اللہ پھر احادیث، پھر عبارات۔ تعلیم القرآن کا نمبر چوتھا ہے۔ یہ عبارات آئیں گی اور آپ کے علماء کی کتابیں دکھا کر پوچھیں گے کہ یہ اعلاء السنن ہے یا گرنتھ ہے۔

ملک نذیر اراعیں (نگران مناظرہ): جب وہ پڑھ رہا ہو تو ٹائم کے اندر اندر یہ (مماتی) نہ بولیں۔

مناظر قائلین حیات: جب ہمارے منصف مولانا منیر احمد صاحب عقیدہ کی وضاحت کر رہے تھے تو آپ نے کہا عقیدہ کے بارے میں مناظر بات کریں گے اور جب مناظر بات کرنے لگا تو اب آپ اس کو روک رہے ہیں۔ عجیب بات ہے۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ عقیدہ صدر بتائے یا ثالث یا مناظر؟

آوازیں! ٹائم ختم ہو گیا۔ ٹائم ختم ہو گیا۔

حاضرین! جو وقت ادھر ادھر کی باتوں میں صرف ہو گیا وہ دوبارہ دیا جائے۔

مناظر قائلین حیات: (گفتگو جاری رکھتے ہوئے) سب سے پہلے دلائل قرآن مجید سے دیئے جائیں گے اور اس بات پر کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون" آیت کی تفسیر وہ ہو گی جو مفسرین کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں۔ "اموات" "تم ان کو مردہ نہ کہو۔" "بل احیاء" "بلکہ وہ زندہ ہیں۔"

تو اللہ تعالیٰ نے کن کے بارے میں فرمایا کہ ان کو مردہ نہ کہو؟ جو قتل ہو چکے ہیں۔ تم خود بھی سمجھتے ہو کہ قتل ارواح ہوتے ہیں یا جسم، جسم ہو چکے ہیں نا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو قتل ہو چکے ان جسموں کو تم مردہ نہ کہو تو اللہ تعالیٰ نے ان اجسام کے بارے میں فرمایا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "احیاء" یہ خبر ہے: "ھم" مبتداء محذوف ہے اور "ھم" "من" کی طرف جا رہا ہے کہ جو لوگ قتل ہو چکے ہیں وہ زندہ ہیں اور قتل لازمی بات ہے جسم ہوتے ہیں اور جسم انبیاء انہی قبروں میں ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ انبیاء کے جسم انہی قبروں میں محفوظ ہیں اور اوپر نہیں ہیں۔ جسم جب انہی قبروں میں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسموں کو تم زندہ کہو مردہ نہ کہو۔ لہٰذا زندہ بھی یہی جسم ہیں۔

تقریر نمبر ا: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون صدق اللہ"[1]

سب سے پہلی بات یہ کہ میں حاجی اسماعیل کمبوہ اور ملک نذیر ارائیں (مماتیوں کے مطبوعہ مناظرہ میں ان دونوں کے نام حذف کر دیے گئے ہیں۔ کس مقصد کے تحت؟ کوئی پتہ نہیں) کا مشکور ہوں، جنہوں نے افہام و تفہیم کی یہ مجلس منعقد کی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ مناظرہ کے آخر تک وہ اس مجلس کے ماحول کو پرسکون رکھیں گے۔ اس کے بعد بات یہ ہے کہ آج کل عوام میں یہ مسئلہ پھیل چکا ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہ بات ہے کہ کون سا فریق حق پر ہے اور کون سا فریق حق پر نہیں ہے اور ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ اگر اس کے دل میں انابت ہو اور ہٹ دھرمی نہ ہو کہ حق مسئلہ واضح ہو جائے تو اس بارے میں مولوی صاحب نے جو عقیدہ پیش کیا ہے، یہ عقیدہ تحریر میں لکھا جا چکا ہے۔

اور تحریر پر لکھا ہوا عقیدہ مجھ سے سن لیں۔ مولوی صاحب نے تحریر میں لکھا ہے کہ میرا اور میری جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن پر موت آ چکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ یعنی جب انسان پر موت آ جاتی ہے پھر اس کو غسل دیا جاتا ہے اور کفن دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ پھر زمین میں گڑھا کھود کر اس میں اس مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے تو اس قبر میں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام ان زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ اب میں مولوی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ قبر میں زندگی کون سی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ سے موت کے وقت جب ارواح مبارکہ کو نکالا گیا پھر اجساد مبارکہ کو قبر میں دفن کیا گیا اور دفن کرنے کے بعد ارواح مبارکہ کو دوبارہ اجساد مبارکہ میں داخل کر دیا گیا۔

جس طرح موت سے پہلے دخول تھا، لہٰذا اسی وجہ سے وہ زندہ ہیں۔ وہ قبروں میں اٹھتے بیٹھتے ہیں یا اس طرح پر کہ جب انبیاء کرام کے اجساد مبارکہ سے ارواح مبارکہ کو نکالا گیا، اب ہیں تو وہ جنت الفردوس میں اور رفیق اعلیٰ میں لیکن ان ارواح مبارکہ کا ان اجساد مبارکہ کے ساتھ اس قسم کا تعلق ہے جس کی وجہ سے یہ اجساد مبارکہ جس کو قبر میں دفن کیا گیا ہے وہ زندہ ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔

کس وجہ سے تعلق کی وجہ سے۔ دو نظریے ہیں۔ تم میری بات غور سے سنو اور سمجھو! ایک عقیدہ یہ ہے کہ ارواح مبارکہ دوبارہ اجساد مبارکہ میں داخل ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے وہ زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور حیات ہیں۔

[1] قارئین کیسٹیں سن سکتے ہیں کہ مماتی مناظر نے پہلی چار تقریروں میں صدق اللہ کے بعد العظیم نہیں کہا تھا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ ارواح مبارکہ کو اجساد مبارکہ میں داخل تو نہیں کیا گیا لیکن ان کا تعلق جس طرح دنیا میں موت سے پہلے زندہ تھے اور اٹھتے بیٹھتے تھے، اس طرح زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

میں مولوی صاحب سے اس کے عقیدہ کی وضاحت چاہوں گا۔ اس کے بعد تحریر میں جو عقیدہ میں نے اپنا لکھا ہے وہ بھی سن لیں۔ (یہ ان کی طرف سے بے تکا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔ مقصد حیات ثابت کرنا ہوتا ہے، چاہے اعادہ روح بکمالہ کے ساتھ ہو یا تعلق روح کے ساتھ)

میرا اور میری جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ یعنی اہل السنۃ والجماعۃ جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ اور اکثر مفسرین اور جمہور حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ ان زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں[1] بلکہ رفیق اعلیٰ اور جنت الفردوس میں زندہ ہیں اور یہ لوگ ہمارے خلاف عوام میں غلط قسم کے الزامات[2] اور بہتان تراشیاں کرتے ہیں کہ یہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو محفوظ نہیں مانتے۔ یہ لوگ معتزلی ہیں۔ ان کے پیچھے نمازیں نہیں ہوتیں۔ لیکن میں پورے وثوق اور یقین سے کہتا ہوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ آج بھی اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح رکھے گئے تھے۔

اور یہ نظریہ صرف میرا نہیں بلکہ میری جماعت جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا بھی یہی نظریہ ہے اور عوام میں یہ غلط بات پھیلائی جاتی ہے کہ اشاعۃ والے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کے محفوظ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ مٹی کھا گئی ہے (العیاذ باللہ) ہم ایسا نظریہ غلط سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد تحریر میں جانبین کے درمیان جو شرائط لکھے گئے ہیں وہ بھی سن لیں۔ ہر فریق جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ اور مجلس علماء اہل السنۃ یہ دونوں فریق متفق ہوئے۔ ان شرائط پر کہ یہ عقیدہ کس چیز سے ثابت کیا جائے تو تحریراً لکھا گیا ہے۔

اوّلاً: کتاب اللہ یعنی سب سے پہلے اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے قرآن مقدس پیش کیا جائے گا۔

ثانیاً: احادیث صحیحہ مشمول اقوال صحابہ باسناد صحیحہ دوسرے نمبر پر احادیث صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اقوال پیش کئے جائیں گے۔ لیکن صحیح سند پیش کرنی پڑے گی اور تیسرے نمبر پر اجماع امت اور اس کے بعد تائیداً میری بات غور سے سننا۔ تائیداً نہ کہ استدلالاً بلکہ تائیداً ائمہ اہل السنۃ والجماعۃ کے اقوال اکابرین علماء دیوبند کے اقوال پیش کئے جائیں گے۔

اب میں تائیداً کی تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں۔ کیونکہ کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جن کو یہ علم نہیں کہ تائیداً کا مطلب کیا ہے؟

---

[1] زمینی قبروں میں زندہ ہیں یا نہیں، یہ ہے موضوع مناظرہ۔ جنت الفردوس میں روح زندہ ہے وہ زیر بحث نہیں۔

[2] خود اقرار کر رہے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ ان زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں تو یہ الزام اور بہتان نہیں بلکہ تم خود اس کے اقراری ہو اور یہی معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری کی جلد ۱۶ میں لکھا ہے کہ: "ومن انکر الحیات فی القبر وھم المعتزلہ ومن نحا نحوھم" (یعنی انبیاء کی حیات قبر کا انکار معتزلہ اور ان کے پیروکاروں کا مسلک ہے) اور شروع میں جاجروی صاحب نے خود کہا تھا کہ ہم منکر حیات ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک ہوتی ہے تائید اور دوسری ہوتی ہے دلیل اور تائید کا مطلب یہ ہے کہ کسی دیوبندی عالم کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جائے گا۔ ایسے ہی نہ کسی حنفی کو نہ کسی شافعی کو نہ کسی حنبلی کو اور نہ کسی مالکی کو بطور دلیل کے پیش کیا جائے گا۔ یہ حضرات امام ہیں اور بزرگ ہیں۔ لیکن عقیدے میں یہ بھی دلیل نہیں بن سکتے یہ ہے تائید کا مطلب۔

مولوی صاحب نے آیت پیش کی ہے: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون" مولوی صاحب نے کہا ہے کہ ایک تفسیر وہ ہے جو بزرگ بیان کریں گے، سلف صالحین بیان کریں، محققین بیان کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کریں گے۔ مفسرین بیان کریں یا نبی کریم ﷺ نے تفسیر فرمائی ہو۔ یعنی وہ تفسیر معتبر ہوگی جو بزرگوں نے بیان کی ہو یا حضور اکرم ﷺ سے منقول ہو تو ایسی تفسیر پر عقیدہ رکھا جائے گا اور یہ تفسیر معتبر ہوگی۔

لیکن مولوی صاحب نے یہ بات کہہ کر فوراً اس کی مخالفت شروع کر دی ہے کہ آیت پیش کی ہے: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون" لیکن مولوی صاحب نے اس کی تفسیر میں نہ نبی کریم ﷺ کی حدیث پیش کی ہے نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کسی ایک صحابی کا قول پیش کیا ہے۔

میں مولوی صاحب سے کہتا ہوں کہ تفسیر وہ معتبر ہوگی جو بزرگوں نے کی ہو۔ جیسا کہ تم پہلے کہہ چکے ہو۔ لہٰذا تم اپنی بات کے مطابق نبی کریم ﷺ کی حدیث پیش کرو۔ ہاں! اگر تم حدیث پیش نہیں کر سکتے تو میرے پاس حدیث کی کتاب صحیح مسلم شریف موجود ہے۔ میں اس آیت کی تفسیر نبی کریم ﷺ کے فرمان سے پیش کر رہا ہوں۔

(اسی پر وقت ختم ہو گیا۔ مگر پوری تقریر کے دوران قائلین حیات میں سے کوئی بھی نہ بولا۔ اس پر وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ نیز اس تقریر میں اپنے اس دعوے پر کہ انبیاء کے اجساد مبارکہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں۔ کوئی ایک آیت یا حدیث یا صحابی کا قول یا کسی کتاب کا حوالہ پیش نہیں کر سکے نہ میرے حوالہ جات کی تردید کر سکے ہیں، نہ قرآن کی دلیل کا جواب دے سکے ہیں)

تقریر نمبر ۲: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد!

تم نے سن لیا ہوگا کہ مولوی صاحب نے بہت سی دلیلیں اپنے اس عقیدہ پر دے دی ہیں کہ انبیاء اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ (کوئی دلیل پیش نہیں کی) اور یہ پوچھتے رہ گئے کہ یہ لوگ غلط بات پھیلاتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا جسم محفوظ نہیں مانتے۔

تم نے مجھ سے سنا ہے کہ میں نے یہ بات کہی ہے؟ کمال ہے شروع سے تم نے اس طرح باتیں شروع کر دی ہیں اور پھر میں نے دلیل پیش کی ہے نہ تو مولوی صاحب سے میری دلیل کا جواب آیا ہے اور نہ مولوی صاحب نے دلیل اپنے عقیدے کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ ویسے تو کہتے تھے کہ دلیل پیش کریں گے۔ قرآن مجید سے قرآن مجید سے۔ لیکن اتنی بات بہت ہے۔

آگے جو میں نے عقیدہ پیش کیا ہے اور آیت پیش کی ہے، مزید وضاحت کروں گا لیکن مناظر صاحب سے گزارش کرتا ہوں سب سے پہلے کوئی آیت پڑھیں جس کی کسی مفسر نے یہ تفسیر کی ہو کہ انبیاء اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ قیامت تک بیان نہیں کر سکیں گے۔ سب سے پہلے مولوی صاحب کو دلیل پیش کرنی چاہئے۔ دلیل نہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دی، میں کیسے جواب دوں میں نے جو آیت پیش کی ہے، اس کا جواب نہیں آیا۔ آگے جانے کا دل نہیں کرتا۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): پھر بیٹھ جائیں۔

ملک نذیر (نگران مناظرہ): وہ (قائلین حیات) پورے دس منٹ نہیں بولے، اب تم چپ رہو۔

کتاب اللہ کی آیت میں نے پیش کی ہے: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات'' اور میں نے تمہارے سامنے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہو چکے ہیں ان کو تم مردہ نہ کہو۔

اور میں نے تمہارے سامنے واضح کیا ہے کہ شہید جسم ہوتے ہیں، ورنہ جو روح نکلتی ہے مولوی صاحب بھی اس کو زندہ مانتے ہیں۔ اس کو مردہ نہیں کہتے اور خود مولوی صاحب بھی مانتے ہیں کہ جو روح نکلتی ہے وہ قتل نہیں ہوتی تو قتل کون ہوئے؟ جسم ہوئے یہ بھی مانتے ہیں، ہم بھی مانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو قتل ہوا، اس کو مردہ نہ کہو تو قتل ہوا جسم اور زندہ کس کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو قتل ہوا۔ یعنی جسم کو زندہ کہو۔

پتہ نہیں یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے یا مولوی صاحب قرآن مجید کی مخالفت کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے واضح کہہ دیا ہے کہ جو قتل ہوا یعنی جسم اس کو زندہ کہو۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ نہیں صرف روح زندہ ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

دوسری بات میں نے یہ استدلال پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''بل احیاء'' بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ''احیاء'' مولوی صاحب بھی سمجھتے ہیں یہ خبر ہے مبتداء محذوف ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن عباس میں اس آیت کے تحت لکھا ہے: ''بل ھم احیاء'' اور ''ھم'' ضمیر جو ہے وہ ''من'' کی طرف جا رہی ہے یعنی اجسام جو قتل ہوئے تو فرمایا جو قتل ہوئے وہ زندہ ہیں۔

اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے حیات کا لغوی معنی واضح لکھا ہے کہ حیات کا لغوی معنی ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہو تو اس کو کہتے ہیں حیات اور اکیلی روح کو تو خود لغت میں بھی حیات نہیں کہتے۔

اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرما رہے ہیں: ''کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا'' کہ تم اپنے رب کا کس طرح کفر کرو گے۔ جب کہ ''کنتم امواتا'' کہ تم مردے تھے۔ حالانکہ ہماری اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح تو پہلے زندہ تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کنتم امواتا'' مردہ تھے معلوم ہوا کہ صرف روح کو زندہ کہنا مقصود نہیں بلکہ اجسام کو زندہ بتانا مقصود ہے۔ بلکہ زندگی کس شئے کا نام ہے؟ کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہو، اگر روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہیں اکیلی روح ہے تو پہلے بھی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مردہ ہیں[1] لہٰذا لغت کے اعتبار سے بھی خود الفاظ قرآن سے بھی انبیاء کی حیات ثابت ہو رہی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شہداء کے بارے میں کہ ان کے جسم زندہ ہیں اور لغت کے اعتبار سے بھی ثابت کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم زندہ ہیں اور ''بل احیاء'' سے بھی ثابت کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کرام کے جسم زندہ ہیں۔

---

[1] مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''روح حقیقی کی تخلیق تو تمام انسانوں کی تخلیق سے بہت پہلے ہے۔ انہی ارواح کو حق تعالیٰ نے ازل میں جمع کر کے الست بربکم فرمایا اور سب نے ''بلی'' کے لفظ سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا۔ ہاں! اس کا تعلق جسم انسانی کے ساتھ تخلیق اعضاء انسانی کے بعد ہوتا ہے اور درحقیقت حیات انسان اسی روح حقیقی سے متعلق ہے۔''

(معارف القرآن ج ۶ ص ۳۰۴)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اب آگے دیکھو مفسرین اس آیت سے دلالۃ النص کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں کہ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء بطریق اولیٰ زندہ ہیں اور دلالۃ النص کی مثال تم اس طرح سمجھو نورالانوار میں مثال لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ولا تقل لھما اف'' تم والدین کو ''اف'' نہ کہو۔ تم سب مانتے ہو کہ جب والدین کو اف کہنا حرام ہے تو مارنا بطریق اولیٰ حرام ہے۔ اس کو کہتے ہیں دلالۃ النص اسی طرح تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء بطریق اولیٰ زندہ ہیں جس طرح والدین کو اف کہنا جائز نہیں ہے تو مارنا بطریق اولیٰ جائز نہیں ہے۔

اب میں سب سے پہلے مولوی صاحب کی کتاب سے ثابت کرتا ہوں۔ ان کے مسلک کی کتاب ندائے حق جس کو محمد حسین نیلوی صاحب نے لکھا ہے۔ انہوں نے (ندائے حق ص ۳۸) پر لکھا ہے کہ حیات الانبیاء دلالۃ النص سے ثابت ہے اور وہ قطعی ہوتا ہے۔ جیسے عبارۃ النص یعنی جس طرح خود قرآن مجید قطعی ہوتا ہے۔ اسی طرح جو چیز دلالۃ النص سے ثابت ہو وہ بھی قطعی ہوتی ہے۔ حوالہ دوبارہ نوٹ کرلو۔ تمہاری اپنی کتاب میں محمد حسین نیلوی کی تالیف وتصنیف (ج ۲ ص ۳۸) حیات الانبیاء دلالۃ النص سے ثابت ہے۔ وہ قطعی ہوتا ہے۔ تمہاری اپنی کتاب سے ثابت ہوگیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات اگرچہ دلالۃ النص سے ثابت ہے، لیکن ہے ایسے جیسے خود عبارت النص سے ثابت ہو۔

اور تفسیر مظہری کے اندر علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: ''والحق عندی عدم اختصاصها بهم بل حياة الانبياء اقوى منهم واشد ظهور آثارها فى الخارج حتى لا يجوز النكاح بازواج النبى ﷺ بعد وفاته'' (تفسیر مظہری ج ۱ ص ۱۵۲)

ترجمہ سن لو! مولانا ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ یہ جو آیت ہے: ''ولا تقولوا لمن يقتل'' یہ صرف شہداء کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ صرف شہداء زندہ ہیں بلکہ انبیاء کرام کی زندگی اور حیات وہ شہداء کی حیات سے بھی زیادہ قوی ہے، طاقتور ہے۔ ''واشد ظهور آثارها فى الخارج'' اور ظاہر بھی ہے تم سب کو معلوم ہے کہ انبیاء کی حیات کے آثار بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ حیات کے آثار کیسے ظاہر ہوتے ہیں؟ تم سب کو معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کے بعد ان کی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ شہداء کی حیات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات زیادہ قوی ہے کہ شہداء کی بیویوں سے نکاح جائز ہے اور انبیاء کی بیویوں سے ناجائز۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی حیات زیادہ قوی ہے۔

تقریر نمبر ۲: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

نحمده ونصلى على رسوله الكريم اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

''والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم يخلقون. اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون. صدق الله''

میں نے مولوی صاحب سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ نے جو آیت پڑھی ہے: ''ولا تقولوا لمن يقتل فى سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون'' اس آیت کی تفسیر اور تشریح جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے وہ پیش کرو لیکن وہ نہیں دکھا سکے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس آیت کی تفسیر جو نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑ کر اپنی طرف سے تفسیر شروع کر دی اور عبارات شروع کر دیں کہ: فلاں نے یوں لکھا ہے اور فلاں نے اس طرح لکھا ہے اور فلاں نے اس طرح لکھا ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب عبارات کا چوتھا نمبر ہے اور وہ بھی تائید پیش کی جا سکتی ہیں نہ کہ بطور دلیل کے پیش کی جا سکتی ہیں۔ تم قرآن مجید، حدیث شریف اور اجماع کو چھوڑ کر عبارات پر پہنچ گئے۔ قرآن مجید میں اس آیت کی طرح ایک اور آیت بھی آتی ہے: ”ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون“ یہ آیت بھی شہداء کی زندگی کے بارے میں ہے۔ میرے پاس حدیث کی کتاب مشکوٰۃ شریف ہے جس کا صفحہ ۳۳۰ ہے۔ ”وعن مسروق قال سألنا عبداللہ بن مسعود عن ھذہ الآیۃ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون“

حضرت مسروق رحمہ اللہ جو تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ ہم نے اس آیت: ”ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ“ کی تفسیر کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے سوال کیا۔ اب سنیں حضرت مسروق کا سوال کیا تھا۔ سوال یہ تھا جب انسان شہید ہو جاتا ہے اور اس کا جنازہ پڑھایا جاتا ہے اور اس کو دفن کیا جاتا ہے اور یہ سب کام ہم اس کو مردہ سمجھ کر ہی کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا“ یعنی شہداء کو تم مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ اگر شہداء زندہ ہیں تو جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے اور دفن بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ کام مردہ سے ہی کئے جاتے ہیں نہ کہ زندہ سے تو صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسی سوال کا جواب دیتے ہیں۔ ”اناقد سألنا عن ذالک“ اے تابعی جس طرح تو نے ہم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا ہے، اسی طرح ہم نے بھی حضور اکرم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا تو حضور اکرم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی تھی۔ ”فقال ارواحھم فی اجواف طیر خضر لھا قنادیل معلقۃ بالعرش“

نبی اکرم ﷺ نے یوں فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور ان جسموں کے ساتھ زندہ ہیں، نہیں نہیں! جس طرح یہ مولوی صاحب اور ان کے ہمنواء بھی کہتے ہیں کہ ان زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ لیکن میں آپ کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا قول پیش کر رہا ہوں۔

فرمایا: ”ارواحھم“ ”ارواح جمع ہے روح کی کہ ان شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں ہیں: ”لھا قنادیل“ کہ ان کے لئے قندیلیں ہیں۔ ”معلقۃ بالعرش“ جو کہ عرش کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔

”تسرح فی الجنۃ حیث شاءت“ کہ وہ روح جنت میں چلتی پھرتی رہتی ہیں اور سیر کرتی رہتی ہیں۔ چلتے بھی ہیں، پھرتے بھی ہیں، اٹھتے بیٹھتے بھی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی حدیث پیش کر رہا ہوں۔ ”ثم تاوی الی تلک القنادیل فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ“ پھر روح لوٹتے ہیں ان قندیلوں کی طرح ”فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ“ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے شہداء پر جھانکا۔ ”فقال“ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ھل تشتھون شیئا“ کہ کیا تمہاری کوئی چاہت ہے جس کو میں پورا کروں۔ یہ بات میری نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اب تو ماشاء اللہ مولوی صاحب خود مناظرہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ ہم ان پر فتوی نہیں لگاتے کہ ان کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ محفوظ نہیں ہیں یا ان کو العیاذ باللہ مٹی کھا چکی ہے اور آئندہ بھی میں امید رکھوں گا کہ مولوی صاحب اس کا فتوی نہیں لگائیں گے۔ (یہ فتوی لگایا ہی کس نے تھا؟ کب لگایا تھا؟ کہاں لگایا تھا؟ کوئی حوالہ بھی ہے یا نرا الزام ہے؟)

تو جب اللہ تعالیٰ نے شہداء سے ان کی خواہش کے بارے میں پوچھا تو شہداء نے کہا: ''ای شیئ نشتھی'' کہ ابھی ہماری کون سی خواہش باقی ہے جس کی ہم چاہت کریں۔ ''نحن نسرح فی الجنة حیث شئنا'' یعنی ہم تو جنت میں جس طرح چاہتے ہیں چلتے پھرتے ہیں۔ اب تو کوئی دوسری ہماری خواہش نہیں ہے۔ ''ففعل ذالک بھم ثلث مرات'' اللہ تعالیٰ نے شہداء کو تین مرتبہ فرمایا کہ کوئی چیز تو مانگو جو میں تمہیں عطاء کروں۔ ''فلما راوا انھم لن یترکوا من ان یسالوا'' جب شہداء نے دیکھا کہ جب تک ہم سوال نہ کریں اس وقت تک ہماری جان نہیں چھوٹے گی۔ اب تو شہداء نے اللہ رب العزت سے سوال کیا: ''یا رب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا''

اے ہمارے پروردگار! تو لوٹا دے ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف ''حتی نقتل فی سبیلک مرة اخری'' کہ جس طرح پہلے ہم نے دنیا میں جہاد کیا تھا اور شہید ہوئے تو اب بھی دوبارہ دنیا میں زندہ ہو کر جائیں اور جہاد کریں اور تیری راہ میں شہید ہو جائیں۔ لہٰذا اے ہمارے رب! ہماری روحیں ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ اب میں نے اس آیت کی تفسیر حضور اکرم ﷺ کی صحیح حدیث سے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے[۱]

اس کے بعد یہ ہے کہ مولوی صاحب نے آیت پڑھی: ''کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون'' میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اس میں زمین[۲] کا کوئی لفظ ہے یا قبر کا کوئی لفظ ہے۔ مولوی صاحب نے زمینی قبر کی حیات ثابت کرنی ہے اور آیت ایسی پڑھی کہ جس میں نہ زمین کا لفظ ہے اور نہ قبر کا لفظ ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے عبارتیں شروع کر دیں۔ حالانکہ عبارات کا تو چوتھا نمبر ہے۔

اور میں نے اپنے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی آیت پڑھی: ''والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون''

---

[۱] کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام کے اجساد مبارکہ قبروں میں زندہ نہیں؟ بالکل ثابت نہیں ہوا بلکہ اس سے ارواح کا جنت میں زندہ ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی جھگڑا نہیں اور جس میں جھگڑا ہے وہ اس سے ثابت نہیں ہو رہا اور یہ بھی واضح رہے کہ ارواح کا جنت میں ہونا قبروں میں اجساد کے زندہ ہونے کے منافی نہیں، کیونکہ ارواح جنت میں ہیں۔ لیکن ان کا تعلق اجساد محفوظہ فی القبور کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے اجساد زندہ ہیں۔

[۲] یہ کتنا بڑا دجل ہے کہ کسی مناظر نے یہ آیت اپنے دعوی و مناظرہ کی دلیل کے طور پر نہیں پڑھی بلکہ اس بات کو سمجھانے کے لئے پڑھی کہ اگر جسم میں حیات نہ ہو صرف روح زندہ ہو تو قرآن نے اس حالت کو اموات کہا ہے۔ اس لئے احیاء سے صرف حیات روح مراد نہیں بلکہ حیات اجسام مراد ہے۔ لیکن اس کا استاذ العلماء (مماتی مناظر) جواب نہ دے سکے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کے سواء پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اموات غیر احیاء'' اموات جمع ہے میت کی کہ وہ لوگ مردہ ہیں۔ ''غیر احیاء'' زندہ نہیں ہیں اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہم دوبارہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ اپنے بزرگوں اور اکابرین سے پوچھتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟

میرے پاس قرآن مجید کی تفسیر بیان القرآن ہے جو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے۔ وہ معبودین مردے بے جان ہیں۔ خواہ دواماً جیسے بت یا فی الحال جیسے جو مر چکے یا فی المآل یعنی جیسے فرشتے، جن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ!

اس میں سب کے سب آجاتے ہیں خواہ کوئی نبی ہو یا کوئی ولی ہو یا کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہو، اس آیت کی تفسیر جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھی ہے۔ ہم نے بھی وہی سمجھی ہے۔

اب میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہ بیان القرآن ہے یا گرنتھ ہے۔ بتاؤ! (اسی پر ٹائم ختم ہو گیا)

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): بات ہو رہی تھی ان انبیاء کرام علیہم السلام کی جو زمین میں دفن ہو چکے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام یہ کس اسٹیج سے بول رہے ہیں؟ اسی طرح پہلے کہہ رہے تھے کہ یہ بزرگوں کے اقوال پیش کر رہے ہیں اور انہوں نے آخر میں جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کیا ہے، آپ (صدر اشاعۃ) نے انہیں کیوں نہیں روکا کہ عبارات کا نمبر چوتھا ہے؟ تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے مشکوٰۃ کی حدیث میں جو کہا ہے کہ: ''آپ لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں نبی یہ کہتا ہوں۔'' یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): اوکاڑوی صاحب کا اعتراض ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا موضوع زیر بحث نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے مناظر نے جو آیت پیش کی اس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں بلکہ اس میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیم ذکر کی ہے جس میں بت بھی شامل ہیں اور اولیاء بھی شامل ہیں تو چونکہ فرشتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بعض جنات پر اب تک موت نہیں آئی۔ اس لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مستثنیٰ کر دیا ہے اور اگر باقی انبیاء اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمینی قبروں میں زندہ ہوتے تو ان کا استثناء ضرور کرتے، جن کے استثناء کی ضرورت تھی ان کا استثناء کر دیا اور باقی سب اموات ''اموات غیر احیاء'' واضح الفاظ ہیں کہ مردے ہیں زندہ نہیں ہیں اور یہ زمانہ ہے موت سے لے کر قیامت تک کا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بھائی (مولانا جمیل الرحمن عباسی) نے یہی بات کی ہے کہ آیت پڑھو اور معتبر مفسر سے اس کی تفسیر بیان کرو اور حضرت تھانوی معتبر ہیں۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): تو عبارات کا نمبر پہلے آ گیا جو حضرت تھانوی کا قول پیش کیا؟

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): مولوی صاحب! یہ اقوال نہیں ملفوظات نہیں، قرآن کی تفسیر ہم نے پیش کی ہے۔ (حاضرین کو ہنسی آ گئی کہ حیاتی تفسیر پیش کریں تو بزرگوں کی عبارت بن جاتی ہے اور خود پیش کریں تو تفسیر، جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے) کیا تفسیر مظہری انہوں نے نہیں پیش کی تھی؟

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): بس میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ انصاف ہونا چاہئے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): تمہارے مناظر نے جو کہا کہ قبل بھی جسم ہوتا ہے اور زندہ بھی جسم ہے۔ اس پر اس نے کسی ایک مفسر کا بھی حوالہ پیش کیا ہے؟ بحث حیات انبیاء کی ہے۔ آیت تم حیات شہداء کی پڑھتے ہو، تم نے کہا کہ جواب نہیں دیتے۔ ہم نے اس وجہ سے مشکوٰۃ کی حدیث پڑھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شہداء کے جسم زندہ نہیں بلکہ شہداء کی روحیں زندہ ہیں۔ تبھی تو شہداء نے کہا کہ یا اللہ! روح واپس کر۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): آپ نے جو ابھی کہا ہے کہ: ”حضور ﷺ نے فرمایا شہداء کے جسم زندہ نہیں ہیں۔“ آپ مشکوٰۃ سے یہ الفاظ دکھادیں میں ابھی اعلان کرتا ہوں کہ مناظرہ تم نے جیتا۔ ورنہ حضور ﷺ پر جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔

مفتی عبدالرحیم (معتزلی): روح کی واپسی کا مطالبہ شہداء نے کیوں کیا؟

مناظر قائلین حیات: اس کا جواب تو میں نے دینا ہے۔

حاضرین: ہاں! ٹھیک ہے، آپ کا ٹائم شروع ہو گیا ہے۔

تقریر نمبر ۳: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

مولوی صاحب میرے خیال میں تو اتنا موضوع بھول چکے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میں ان کو دوبارہ یاد دہانی کرادوں کہ موضوع یہ ہے کہ انبیاء اپنی اپنی زمینی قبروں کے اندر زندہ ہیں یا نہیں وہ کہتے ہیں کہ موت ہے اور میں کہتا ہوں کہ زندہ ہیں۔ میں نے سب سے پہلے ان کی اپنی کتاب ندائے حق سے ان کو حوالہ دیا ہے۔ پھر میں نے دلالۃ النص کے ساتھ نبی علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا ہے اور پھر تفسیر مظہری سے ثابت کیا ہے کہ انہوں نے دلالۃ النص سے نبی کریم ﷺ کی حیات کو ثابت کیا ہے۔ مولوی صاحب نے جن شرائط پر دستخط کئے اس کے اندر یہی بات ہے کہ سب سے پہلے دلائل میں قرآن پاک ہوگا۔ پھر اس کے بعد دوسرے نمبر پر حدیث ہوگی۔ مگر یہ لکھا ہوا وہاں نہیں تھا کہ قرآن پاک کی تفسیر بھی سب سے پہلے حدیث کے ساتھ ہوگی۔ اگر بات ہے تفسیر کی تو قرآن پاک کی تفسیر سب سے پہلے قرآن پاک کے اندر دیکھی جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے اندر ایک جگہ پر ایک لفظ اجمال کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر دوسری جگہ تفصیل کے ساتھ آجاتا ہے۔ اگر بات تھی تفسیر کی تو سب سے پہلے قرآن پاک کی تفسیر قرآن پاک کے ذریعہ کرتے۔ (اس موقع پر مفتی عبدالرحیم (معتزلی) بولنے لگے تو ملک نذیر (نگران مناظرہ) نے ڈانٹ دیا کہ درمیان میں نہ بولو تو کہنے لگے چلو) اور دوسری بات یہ ہے کہ اقوال وہ معتبر ہوں گے جو کہ مفسرین کے ہوں گے اور باقی جو حدیثیں ہیں وہ بھی ان شاء اللہ! مستقل عنوان سے پیش کروں گا اور وہ سب کچھ تمہارے سامنے کھل کر آجائے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ مولوی صاحب نے جو حدیث پیش کی، اس سے پہلے تو انہوں نے کہا تھا کہ احادیث صحیحہ ہوں گی۔ اس کی تو انہوں نے سند ہی نہیں پڑھی اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث پڑھی اور یہ نہیں کہا حدیث کی کون سی کتاب ہے اور کون اس کا راوی ہے تاکہ ان کے راوی کے بارے میں معلومات کریں۔ آیا راوی ضعیف ہے یا راوی وضاع ہے۔ کیسا ہے؟ کیسا نہیں ہے۔ یہ بھی انہوں نے بیان نہیں کیا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حدیث میں آیا جملہ آیا ہے۔ ”فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ“ مولوی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صاحب یہ لفظ ہضم کر گئے۔ (اصل بات وہ تھی کہ مماتی مناظر نے "فاطلع" کا اعراب غلط پڑھا تھا۔ میں نے کہہ دیا کہ مولوی صاحب یہ عبارت ہضم کر گئے ہیں۔ یہ میری غلطی تھی اور میں نے اس پر معذرت بھی کر لی مگر فریق مخالف بار بار اصل موضوع سے فرار کا موقع تلاش کر رہا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر بھی لفظ "موقف" کی بحث چھیڑ دی۔ ہمارے کسی ساتھ نے موقف (قاف کے فتحہ کے ساتھ) کا لفظ کہا تو مفتی عبدالرحمن نظامی "مماتی" نے کہا: "موقف" غلط (لام کی جزم کے ساتھ پڑھتے ہوئے) ہے۔ لفظ موقف ہوتا ہے۔ مولانا منیر احمد منور مدظلہ نے فرمایا: "آپ نے جو غلط پڑھا ہے وہ غلط ہے لفظ غلط (لام کے فتحہ کے ساتھ) ہوتا۔ غرض اس بے جا بحث میں خاصا وقت ضائع ہو گیا اور اس کی ذمہ داری درمیان میں بولنا والے مماتیوں پر عائد ہوتی ہے۔ اصل میں وہ بیچارے میری تقریر کے دوران صبر کر ہی نہیں سکتے تھے۔ جب کہ ان کی تقریر کے وقت ہمارے حضرات بالکل خاموش رہتے تھے۔ اس کی تائید فریق مخالف بھی کریں گے۔ ہاں! دیانت شرط ہے۔")

مفتی امداداللہ انور (سنی): جب مناظرین گفتگو کر رہے ہوں اس وقت سب خاموش رہیں، بعد میں بولیں۔

مناظر قائلین حیات: میں نے گزارش کی تھی کہ مولوی صاحب نے جو موضوع لکھ کر دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں اور جو انہوں نے دلیل پیش کی ہے، وہ اگر آپ کو سمجھ میں آ گئی ہو تو وہ آپ مجھ کو بھی بتا دیں لیکن کہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے موضوع پر کوئی دلیل نہیں دی۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ نہیں ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ شہداء اللہ تعالیٰ سے کہہ رہے ہیں۔ اے اللہ! ہماری روحیں دوبارہ ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔

مناسب یہ ہے کہ جب تک یہ اس حدیث کے راوی بیان نہ کریں میں بھی اس کے متعلق کوئی بحث نہ کروں اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید کے ساتھ ہی کی جاتی ہے۔ میں نے بھی قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ کی ہے کہ "من" کس وجہ سے آیا قتل کون ہوا جسم ہوا یا روح ہوئی یا پھر میں نے یہ بیان کیا ہے کہ "احیاء" خبر ہے مبتداء "ھم" ہے اور وہ جسم ہیں۔ اللہ تعالیٰ واضح طور پر فرما رہے ہیں کہ جسم زندہ ہیں اور پھر اس کے بعد میں نے خود تمہاری کتاب ندائے حق سے بھی یہ بات ثابت کر دی ہے۔ اگر ہمت ہے تو اپنی کتاب کو رد کر کے دکھاؤ۔ محمد حسین نیلوی نے خود لکھ دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات دلالۃ النص سے ثابت ہے۔ باقی جو آپ نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر بیان القرآن کا حولہ دیا تو معارف القرآن کے اندر بیان القرآن کی یہ عبارت موجود ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں یعنی دین کے واسطے قتل کئے جاتے ہیں۔ ان کی ایسی فضیلت ہے کہ ان کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ معمولی مردوں کی طرح مردے ہیں بلکہ وہ لوگ ایک ممتاز حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

اب میں ان کو ان کی اس بات کا جواب دیتا ہوں۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: "یا تو پہلے مردہ ہو چکے، جیسے پتھر یا فی الحال یعنی جن پر موت آ چکی یا فی المآل جیسے فرشتے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ فوت ہوں گے تو اس کے اندر صرف اتنا ہی ثابت ہوا کہ موت ہر ایک پر آنی ہے۔"

کیونکہ اس کے بعد آیت ہے: "الٰھکم اله واحد" کہ تمہارا خدا صرف ایک خدا ہے۔ کیونکہ خدا کہتے ہیں اس کو جس پر موت نہ آئے۔ مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی تم جتنا بھی ہو تمہارے اوپر موت آئے گی۔ جیسے پہلے انبیاء علیہم السلام کے اوپر اور شہداء پر آ چکی ہے یا ابھی آ جائے گی یا اس کے بعد پھر آ جائے گی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس صورت میں ہم موت کے منکر تو نہیں ہیں، میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کی موت کو ہم بھی مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ بات آپ دوبارہ بھی سن لیں کہ اختلاف قبر والی زندگی میں ہے کہ قبر کے اندر بھی زندگی ہے یا نہیں۔ مولوی صاحب اس کے بارے میں کوئی حوالہ پیش کرے، کسی مفسر کا ایک قول پیش کرے۔ کسی صحابہ کا قول پیش کرے۔ کوئی حدیث پیش کرے۔ کوئی قرآن مجید کی آیت پیش کرے۔ میں کہتا ہوں ان شاء اللہ العزیز قیامت تک پیش نہیں کر سکتے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی زمینی قبروں کے اندر مردہ ہیں زندہ نہیں۔

اور میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ موت آئے گی اور موت کو ہم بھی مانتے ہیں یہ بھی مانتے ہیں۔ بات تو دراصل موت کے بعد کے بارے میں ہے اور اس سلسلہ میں مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب بھی سن لو۔ نشر الطیب ص ۱۸۳ میں لکھا ہے کہ: ''پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے۔ گو شہداء کے لئے حیات اور مرزوقیت ثابت ہے۔ مگر انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ان سے اکمل اور اقوی ہے۔''

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے موت کا تذکرہ کیا ہے۔ موت تو ویسے بھی ہر ایک کو آنی ہے لیکن اس کے بعد مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خود یہ لکھ رہے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں۔ فیصلہ اب تم خود کر لو۔ اب میں آپ کو اور حوالے دیتا ہوں اس آیت پر جو آیت میں نے پیش کی ہے۔ اس آیت کے متعلق شرح بخاری فتح الباری (ج ۶ ص ۴۸۸) ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: ''کون الشہداء احیاء بنص القرآن والانبیاء افضل من الشہداء'' کہتے ہیں کہ شہداء کی جو زندگی ہے یہ قرآن سے ثابت ہے اور شہداء سے انبیاء علیہم السلام افضل ہیں۔ لہٰذا انبیاء علیہم السلام کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہے۔ جیسے والدین کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ ان کو اف نہ کہو تو ان کو مارنا بطریق اولیٰ حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شہداء کو مردہ نہ کہو۔ ایسے ہی شارح بخاری کہتے ہیں کہ شہداء کی حیات سے انبیاء کی حیات کیونکر اولیٰ ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام بطریق اولیٰ زندہ ہیں اور مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی شہداء کی زندگی سے افضل ہے۔ لہٰذا وہ زندہ ہیں اور مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی واضح کہہ دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں۔

تقریر نمبر ۳: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

''والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً صدق اللہ''

مولوی جمیل نے دلیل پیش کی تھی: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' اور میں نے مولوی صاحب سے مطالبہ کیا تھا کہ اس آیت کی وہ تفسیر اور وہ تشریح کرو جو تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور جس تفسیر کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے تم وہ تفسیر پیش کرو۔ لیکن مولوی صاحب نے اب تک وہ تفسیر پیش نہیں کی بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے اس آیت کی تفسیر کرنی شروع کر دی کہ قتل چونکہ جسم ہوا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لہٰذا زندہ بھی جسم ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب یہ بات پہلے کہہ چکے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت میں وہ تفسیر پیش کی جائے جو حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ وہ تفسیر پیش کی جائے گی جو سلف صالحین نے کی ہے۔ لیکن مولوی صاحب صرف زبان سے تو کہہ دیتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ: ''من'' سے مراد یہاں پر کون ہے؟ کیا یہ جسم بغیر روح کے ''من'' ہے اور یہاں پر ''من'' اصل میں روح ہے۔ کیونکہ بغیر روح کے انسان کا یہ جسم غیر ذوی العقول میں شامل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ''اذا بعثر ما فی القبور'' تو یہاں پر مفسرین ایک سوال ذکر کرتے ہیں کہ انسان تو ذی العقول میں سے ہے اور لفظ ما غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے تو یہاں لفظ ما کیوں استعمال کیا گیا تو مفسرین اس کا جواب دیتے ہیں کہ قبر میں انسان کا جسم بغیر روح کے ہے۔ اس لئے لفظ ما استعمال کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ''من'' اصل میں روح ہے۔ لہٰذا زندہ بھی روح ہے جسم نہیں۔ جیسا کہ میں حضور اکرم ﷺ کی تفسیر سے بیان کر دیا ہے[1]

اب میرے پاس تفسیر روح المعانی ہے جس کی ج ۸ ص ۱۲۰ ہے۔ حوالہ نوٹ کرلو: ''وجواز ان یکون المراد من المخبر عنه لما ذکر مایتناول جمیع معبوداتهم من ذوی العقول وغیرهم فیرتکب فی اموات عموم المجاز لیشمل ما کان لهم حیات ثم مات کعزیر اوسیموت کعیسیٰ والملائکة علیهما الصلوٰة والسلام''

میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت عزیر علیہ السلام نبی نہیں ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں ہیں۔ میں حیران ہوں کہ پھر بھی کہتے ہیں اور طرح طرح کی رٹ لگاتے ہیں کہ ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ سنو تفسیر روح المعانی کے مفسر لکھتے ہیں کہ: ''جو لوگ وفات پاچکے ہیں وہ سب ''اموات'' مردہ ہیں۔ ''غیر احیاء'' زندہ نہیں ہیں۔''

اب قرآن مجید کے مقابلہ میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دنیا میں زندہ ہے مردہ نہیں ہے۔ کیا یہ قرآن مجید کی مخالفت نہیں ہے۔ دوبارہ سنو! قرآن کہتا ہے: ''اموات'' جن پر موت آچکی ہے وہ سب مردہ ہیں۔ ''غیر احیاء'' زندہ نہیں ہیں۔ اس کے برعکس، میں مولوی صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ صرف ایک نص قطعی پیش کرو، جس میں یہ ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔

مولوی صاحب تیرا دعویٰ یہ ہے اور تو بھاگتا ہے مطلق حیات کی طرف۔ ارے مطلق حیات کا میں بھی قائل ہوں اور میری جماعت جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ بھی قائل ہے۔ مطلق حیات میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف ہے زمینی قبر میں زندگی کا اگر جرأت ہے تو ثابت کر۔ مولوی صاحب نے مطالبہ کیا تھا مجھ سے سند پڑھنے کا تو اب میں

---

[1] بحث انبیاء علیہم السلام کی حیات کے متعلق ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو غیر ذوی العقول کہنا بہت بڑی گستاخی ہے۔ پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے متعلق آیا ہے: ''والسماء ومابنها والارض وما طحها ونفس وما سوها (الشمس)'' یہاں تین جگہ اللہ تعالیٰ کے لئے ''ما'' کا لفظ استعمال ہوا ہے تو کیا مماتی حضرات اللہ تعالیٰ پر غیر ذوی العقول ہونے کا فتویٰ لگائیں گے؟ (نعوذ باللہ) قرآن مجید کا ایک اور مقام بھی ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''فانکحوا ماطاب لکم من النساء'' اس جگہ جن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا پروگرام ہوا، ان کے لئے ''ما'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو کیا دنیائے مماتیت کا اسی پر عمل ہے کہ روح نکل جانے کے بعد نکاح کرتے ہیں؟ ''فاعتبروا یااولی الابصار'' ایک دلچسپ جواب اصل مناظرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہی بات ''واذا بعثر ما فی القبور'' کی تو اس سلسلہ میں مولوی صاحب صرف تفسیر کبیر کے اس مقام کا بھی مطالعہ کر لیتے تو ان کی غلط فہمی کا ازالہ ہو جاتا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث کی سند پیش کر رہا ہوں۔ یہ میرے پاس صحیح مسلم ہے۔ حدیث کی کتابوں میں پہلا درجہ صحیح بخاری کا ہے اور دوسرا درجہ صحیح مسلم کا ہے۔ سنو سند[1]: "حدثنا یحییٰ بن یحییٰ و ابوبکر ابن ابی شیبۃ کلاھما عن ابی معاویۃ وقال اسحق بن ابراھیم قال اخبرنا جریر وعیسیٰ بن یونس جمیعاً عن الاعمش وقال حدثنا محمد بن عبداللہ بن نمیر واللفظ لہ قال حدثنا اسباط و ابو معاویۃ قالا حدثنا الاعمش عن عبداللہ بن مرۃ عن مسروق قال سالنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن ھذہ الآیۃ ولا تحسبن الذین قتلوا (الآیۃ)" (صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۵)

اب میں نے مولوی صاحب کا مطالبہ پورا کر دیا ہے اور حدیث کی سند پیش کر دی ہے۔ اگر مولوی صاحب میں جرأت اور طاقت ہے تو اس سند پر ذرا جرح کر کے دکھائیں۔ میں دیکھتا ہوں کیسے جرح کرتا ہے؟ اب جس طرح میں نے اس آیت کی تفسیر حضور اکرم ﷺ کی حدیث شریف سے پیش کر دی ہے۔ اس کے بعد میں نے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی ہے: "والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: "سلامتی ہو میرے اوپر اس دن جس دن میں پیدا ہوا اور اس دن جس دن میں مروں گا اور اس دن جس دن میں اٹھایا جاؤں گا زندہ کر کے۔"

یہ میرے پاس تفسیر قرطبی ہے جس کی (ج ۱۱ ص ۱۰۵) علامہ قرطبی رحمہ اللہ[2] لکھتے ہیں: "یوم ولدت یعنی فی الدنیا ویوم اموت یعنی فی القبر" کہ میں قبر میں مردہ ہوں گا۔ "ویوم بعث حیاً یعنی فی الآخرۃ" کہ میں آخرت میں زندہ ہو کر اٹھوں گا اور اس کے بعد آگے لکھتے ہیں: "لان لہ احوال الاثلثۃ" اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے لئے تین حالات ہیں۔ "فی الدنیا حیاً" یعنی دنیا میں زندہ "وفی القبر میتاً" یعنی قبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام میت ہوں گے۔ مولوی صاحب لگاؤ فتویٰ تفسیر قرطبی کے مصنف علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ پر۔

اب ذرا لگاؤ نا فتویٰ۔ آگے عبارت ہے: "وفی الاخرۃ مبعوثا" کہ میں آخرت میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا اور قبر میں میت ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ میرے پاس بیان القرآن ہے۔ یہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے۔ یہ لکھتے ہیں: "اور مجھ پر اللہ کی جانب سے سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں

---

[1] حدیث کی سند پڑھنے پر میں نے اس لئے زور دیا تھا کہ اس روایت میں حضرت ابو معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اعمش بھی ہیں اور جب ہم ابوالشیخ کی روایت: "من صلی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعیدا علمتہ" (جلاء الافہام ص ۱۹) یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھے میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے مجھے مطلع کیا جاتا ہے۔ اس سند میں بھی وہی ابو معاویہ اور اعمش ہیں۔ مگر یہاں آ کر انہیں یہ راوی چبھنے لگتے ہیں اور انہی رواۃ کی وجہ سے ان کے نیلوی صاحب نے سبز پرندوں والی روایت کو مستند ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ آگے جا کر ہم نے کیونکہ ابوالشیخ کی روایت کی پیش کرنا تھی۔ اس لئے اس کے رواۃ کی توثیق فریق مخالف کے منہ سے سننے کا پروگرام بنالیا۔ تاہم اصل مناظرہ میں یہ روایت پیش کرنے کا موقع مجھے نہیں مل سکا۔

[2] علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی (م ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں: "ان عذاب القبر ونعیمہ حق کما صرحت بہ الاحادیث الصحیحہ" (مختصر تذکرۃ القرطبی بحوالہ مقام حیات) یعنی عذاب قبر اور نعیم قبر برحق ہیں۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ عام انسانوں اور جنات کی آنکھوں کو اور ان کے کانوں کو عذاب قبر اور نعیم قبر سے روکے رکھتے ہیں (کہ وہ اسے دیکھ نہیں پاتے)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مروں گا کہ وہ زمانہ قرب قیامت کا بعد نزول "من السماء" کا ہوگا اور جس روز میں قیامت میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ مولوی صاحب اب بتاؤ اگر قبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے سے بھی زندہ ہوں اور نمازیں پڑھتے ہوں تو پھر قیامت کے دن زندہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ کیا زندہ کو زندہ کیا جاتا ہے، زندہ کو تو زندہ نہیں کیا جاتا۔ اب لگاؤ فتویٰ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر کہ انہوں نے قرآن مقدس کی تفسیر غلط کی ہے اور اگر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مقدس کی تفسیر صحیح کی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یقیناً قرآن مقدس کی تفسیر صحیح کی ہے۔ لہٰذا جو [illegible]رین علماء دیوبند کا ہے وہ عقیدہ مان لو اور علماء دیوبند کو بدنام مت کرو۔"

تقریر نمبر ۴: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

ہمارا موضوع تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں یا نہیں اور مولوی صاحب دلیل دے رہے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردہ یا زندہ ہونے کی۔

<u>مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی)</u>: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی نہیں ہیں۔

<u>مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ (سنی)</u>: اگر یہ لوگ چپ نہیں رہ سکتے تو انہیں باہر نکال دو۔

<u>مناظر قائلین حیات</u>: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں اور ان کے متعلق یہ کہنا "ویوم اموت فی القبر" کہ میں مروں گا قبر میں مجھے بتاؤ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبر میں جا کر مریں گے۔

محترم! پہلے وہ یہاں مریں گے اس کے بعد قبر میں وہ پہنچیں گے۔

اور پھر وہاں ان کو زندگی ملے گی اور جب کہ تمہارا اور ہمارا جو اختلاف ہے وہ قبر کی حیات کے متعلق ہے۔

دنیا کی حیات کو تو ہم بھی مانتے ہیں اور تم بھی مانتے ہو۔ اختلاف تو صرف قبر والی موت وحیات میں ہے۔

اور دوسری بات جو آپ نے مشکوٰۃ شریف کی حدیث پڑھی اس کا جواب بھی سن لو۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شہداء سے پوچھیں گے کہ تم کیا چاہتے ہو اور آگے شہداء کہیں گے کہ اے اللہ! ہماری روحیں ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔

اس لفظ پر غور کرو کہ شہداء کہیں گے کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دو۔ کیا یہ سوال روح کر رہی ہے کہ یا اللہ! ہمیں ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے یا جسم سوال کر رہے ہیں کہ یا اللہ! ہماری روح ہماری طرف لوٹا دے۔ اگر تم کہتے ہو کہ زندہ روح ہے اور سوال بھی روح کر رہی ہے تو پھر سوال روح کو اس طرح کرنا چاہئے تھا کہ اے اللہ! ہم کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ لیکن سوال تو یہ ہو رہا ہے کہ اے اللہ! ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے اور یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء اللہ تعالیٰ سے فرمائیں گے کہ اے اللہ! ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوال جسم کر رہے ہیں، روح نہیں کر رہی۔ کیونکہ اگر سوال روح کرتی تو وہ یوں کہتے کہ اے اللہ! ہم کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ جب روح سوال نہیں کر رہی بلکہ سوال جسم کر رہے ہیں تو اب مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں اب جو جسم سوال کر رہا ہے یہ کامل روح کا سوال کر رہا ہے یا صرف تعلق کا سوال کر رہا ہے اور اگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ کامل روح کا سوال

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کر رہا ہے تو اس کے ہم بھی قائل ہیں۔ ہم بھی تو صرف یہی کہتے ہیں کہ ارواح کا صرف تعلق ہے جسم کے ساتھ۔
اگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ تعلق کا سوال کر رہا ہے کہ اے اللہ! ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ یعنی تعلق قائم کر دے تو پھر تو اس بات کو خود مولوی صاحب بھی مانتے ہیں کہ تعلق کے ساتھ جہاد نہیں ہو سکتا اور آگے شہداء خود واضح طور پر یہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں جا کر پھر جہاد کریں۔ کیا دنیا میں جہاد کامل روح کے ساتھ ہوتا ہے یا صرف تعلق کے ساتھ ہوتا ہے؟ یہ جہاد تو کامل روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے دنیا میں موجود تھا اور اس کے بعد آگے توجہ کرو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات جو میں نے قرآن کی دلالۃ النص کے ساتھ ثابت کی تھی، اب اس کو تم عمدۃ القاری کے حوالہ سے معلوم کرلو۔
عمدۃ القاری (ج ۱۶ ص ۳۵) یہ شرح بخاری ہے: "ان الانبیاء افضل من الشهداء والشهداء احیاء عند ربهم فالانبیاء بالطریق الاولی" جب انبیاء کرام افضل ہیں، شہداء سے اور شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں تو انبیاء بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔ سب سے پہلے میں نے تمہاری کتاب ندائے حق سے یہ ثابت کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات دلالۃ النص سے ثابت اور دلالۃ النص قطعی ہوتی ہے اور خود میں نے قرآن مجید کے الفاظ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ: "من" یہ کس چیز پر دلالت کرتا ہے اور اب لطیفہ کی بات سنو کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ "من" یہ آیا ہوا ہے ذوی العقول کے لئے یعنی "من" بولا جاتا ہے عقلمند کے لئے۔ "من" تب بولا جاتا ہے جب روح اور جسم اکٹھے ہوں۔ قرآن مجید میں آیا ہوا ہے؟ "وما انت بمسمع من فی القبور" کہ تم ان کو نہیں سنا سکتے جو کہ "من فی القبور" کہ قبروں میں ہے۔ معلوم ہوا قبروں میں عام مردوں کو بھی روح اور جسم اکٹھا دیا گیا ہے تو مولوی صاحب نے مان لیا کہ عام مردے بھی روح مع الجسد زندہ ہیں۔ دشمنی پتہ نہیں انبیاء کے ساتھ کیوں ہے۔
آگے دیکھو نسیم الریاض (ج ۳ ص ۴۹۹) "وقد ثبت بالاحادیث الصحیحۃ انه ﷺ وسائر الانبیاء احیاء حیاۃً حقیقۃً کالشهداء ثم استمرت فی جسده" یعنی تحقیق یہ بات صحیح احادیث کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ حضور ﷺ اور بقیہ انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح زندہ ہیں اور یہ حیات حقیقی ہے...... الخ! اور یاد رکھو کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور یہ حیات حقیقی ہے اور مولوی صاحب کہتے ہیں کہ صرف روح کو حیات ہے۔ حیات حقیقی ہے جیسے شہداء کو حاصل ہے۔ یہ حیات جسم کو دوامًا حاصل رہتی ہے اور شہداء کے بارے میں واضح کہہ چکا ہوں کہ جسموں کے ساتھ روح کا تعلق ہے اور حیات بھی جسموں کے ساتھ ہے۔ "هم احیاء" کا لفظ دلالت کرتا ہے اور "لمن یقتل" کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ خود یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ قتل کون ہوا؟ اب نسیم الریاض سے بھی ثابت ہو گیا۔ مولوی صاحب! آپ کہاں تک ہمارے حوالوں کو رد کرو گے اور یہ کتاب نسیم الریاض آپ کو معلوم ہے کہ یہ کتاب کس کی ہے؟ قاضی عیاض کی کتاب الشفاء کی شرح ہے۔ جس میں امام شہاب الدین خفاجی نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو حیات ہے۔ کیونکہ جب شہداء کو حیات ہے تو انبیاء کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہے۔ یہ تھا نسیم الریاض کا حوالہ۔
اب اور حوالے دیکھو (فتح الملہم ج ۲ ص ۳۸۶) "الانبیاء افضل من الشهداء والشهداء احیاء عند ربهم فکذالك الانبیاء" جب شہداء کی حیات قرآن کے اندر آگئی ہے تو انبیاء علیہم السلام جو کہ ان سے افضل ہیں تو ان کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہے اور شہداء کی حیات فی الجسد ہے اور روح کا تعلق اسی جسم کے ساتھ ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قتل بھی جسم ہوا، خون بھی اسی جسم کا بہا تو زندگی بھی جسم کو ملی ہے۔ ہم احیاء سے ثابت ہے جو کہ قرآن مجید کی آیت ہے اور ”لمن یقتل“ جو قتل ہو چکے ہیں وہ بھی شہداء کے جسم ہیں۔ یہ کہتے ہیں جسم کی حیات ثابت نہیں کر رہا۔ اس میں میں (مزید) حوالہ دے رہا ہوں۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ج ۳ ص......) ”علی مجموع الروح والجسد“ کہ حیات کا تعلق روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہے۔

تقریر نمبر ۴: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

”والذی یمیتنی ثم یحیین“ (القرآن)

مولوی صاحب نے ابھی ایک حوالہ پیش کیا ہے۔ مرقاۃ کا جس کو لکھنے والے ہیں، حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور میرے پاس یہ کتاب راہ سنت ہے جو کہ مولانا محمد سرفراز صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ جس میں ملا علی قاری کے بارے میں یہ لکھتے ہیں: ”لیکن یہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا وہم ہے۔“ (ص ۲۴۰)

اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا وہم کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ یہ تمہاری کتاب ہے اور تمہارے بزرگوں نے لکھی ہے۔

اے ہماری کتابیں نہیں پڑھتے ہو تو نہ پڑھو کم از کم اپنے مولویوں کی کتابیں تو پڑھو۔ دوسری بات یہ کہ جس طرح میں نے: ”ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات“ اور ”ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً“ کی تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے پیش کر دی ہے تو مولوی صاحب کی بھی ذمہ داری تھی کہ اس کو تسلیم کرتے یا اس کے مقابلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے آیتوں کی تفسیر پیش کرتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب سنو کہ حدیث کے مقابلہ میں کسی مولوی کا قول حجت نہیں بن سکتا۔ کیا نبی کا قول غلط ہے یا مولوی کی بات غلط ہے۔ یقیناً کہنا پڑے گا کہ نبی کا قول صحیح ہے اور مولوی کی بات غلط ہے۔

اور پھر بار بار مولوی صاحب اپنی اس بات پر بضد ہیں کہ اس آیت سے حیات جسمانی ثابت ہو رہی ہے۔ محترم مولوی صاحب! ایک بت وہ ہے جو تو سمجھتا ہے اور ایک بات وہ ہے جو میں سمجھتا ہوں اور دوسری بات وہ ہے جو سلف صالحین سمجھتے ہیں اور بزرگ حضرات سمجھتے ہیں اور مفسرین سمجھتے ہیں۔ میرے ہاتھ میں یہ تفسیر بیضاوی ہے جس کا (ص ۱۱۷) ہے۔ قاضی بیضاوی اس میں لکھتے ہیں: ”ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ای هم اموات بل احیاء ای بل هم احیاء ولکن لا تشعرون“ کہ تمہیں ان کے حال کے بارے میں کوئی شعور نہیں لیکن مولوی صاحب کہتے ہیں کہ وہ زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے آگے لکھتے ہیں: ”وهو تنبیه علی ان حیوتهم لیست بالجسد“ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیت کے ذریعہ خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی یعنی شہداء کی زندگی اس عنصری جسم کے ساتھ نہیں ہے۔

ل کسی مضبوط دلیل سے مولوی صاحب کو یہ ثابت کرنا چاہئے تھا کہ اس موقع پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے۔ اگر ملا علی قاری کی یہ بات وہم پر مبنی ہے تو پھر چودہ سو سال کے فقہاء و محدثین کو وہمی قرار دینا پڑے گا۔ نعوذ باللہ من ذالک!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اگر جسد کا معنی جسم نہیں تو مولوی صاحب اس کا کوئی دوسرا معنی کر کے دکھائے۔ لہٰذا میں مولوی صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کے برعکس قرآن مجید سے کوئی ایک آیت پیش کر و جس میں یہ ہو کہ جن انبیاء کرام علیہم السلام پر موت آ چکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں؟

میں نے مولوی صاحب کو چیلنج کیا تھا کہ حضرت نیلوی شاہ صاحب کی کتاب "ندائے حق" سے دکھاؤ کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں لیکن مولوی صاحب "ندائے حق" سے یہ حوالہ پیش نہیں کر سکا اور باقی رہی بات مطلق حیات کی تو سن لو! ہم حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے منکر نہیں ہیں۔ ہم تو حضور اکرم ﷺ کو جنت الفردوس اور رفیق اعلیٰ میں زندہ مانتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کا جسم مبارک قبر مبارک میں محفوظ ہے، منور ہے، معطر ہے، اکمل ہے، اجمل ہے، انور ہے، اجدر ہے، افضل ہے۔ جس طرح مولوی صاحب "ندائے حق" کا حوالہ پیش نہیں کر سکا اور اسی طرح قرآن مجید کی آیت: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات" کی تفسیر جو نبی کریم ﷺ نے فرمادی ہے۔ پیش نہیں کر سکا اور نہ ہی کسی صحابی کے قول کو پیش کر سکا۔

اور یہ میرے پاس تفسیر خازن ہے: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات" کی تفسیر کے بارے میں صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں: "قلت معناہ لاتقولوا اموات بمنزلة غیرھم من الاموات" کہ شہداء کو اس طرح مردہ نہ کہو جس طرح عام مردوں کہتے ہو۔ لیکن میت ہیں مردہ ہیں۔ "بل ھم احیاء" بلکہ وہ زندہ ہیں اور یہ زندگی عنصری جسم والی نہیں ہے بلکہ روحانی زندگی ہے۔

فرماتے ہیں: "تصل ارواحھم الی الجنان کما وردان الشھداء فی حواصل طیر خضر" یعنی پہنچ جاتی ہیں ان کی ارواح جنتوں میں نہ کہ زمینی قبروں میں ارے جنت الفردوس کہاں ہے؟ کیا جنت الفردوس "ھتھیجی" کے قبرستان میں ہے؟ کیا وہ "ان الشھداء فی حواصل طیر خضر تسرح فی الجنة فھم احیاء من ھذہ الجنة" یعنی شہداء روحانی اعتبار سے زندہ ہیں۔ ان کی زندگی روحانی ہے اور وہ جنت الفردوس میں زندہ ہیں[1]۔

اور میں نے قرآن مجید کی ایک اور آیت پیش کی تھی: "والذی یمیتنی ثم یحیین" حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے موت دیں گے۔ "ثم یحیین" پھر مجھے زندہ کریں گے لیکن یہ بات دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زندہ کب ہوں گے۔ اس بارے میں میرے پاس تفسیر بیضاوی ہے جس کا (ج ۲ ص ۲۱۰) ہے۔

---

[1] جسم کے روح کے ساتھ تعلق کے سلسلہ میں اصل مناظرہ میں بھی آپ حوالے ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس موقع پر بھی دو حوالے ملاحظہ ہوں۔ (۱) ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف (ج ۴ ص ۲۰) پر مومنین کی ارواح کے متعلق لکھتے ہیں: "وتسرح فی الجنة حیث تشاء وتاوی الی قنادیل تحت العرش وله تعلق بجسدہ ایضاً تعلقاً کلیا بحیث یقراء القرآن فی قبرہ" یعنی مومنین کی روحیں باوجودیکہ جنت میں مکین ہیں مگر ان کا جسم کے ساتھ قبر میں مکمل تعلق ہے۔ یہاں تک کہ اس تعلق کی بنیاد پر قبر میں بے جسم قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔ (۲) بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: "ان مقر ارواح المومنین فی علیین اوفی السماء السابعة ونحو ذالك ومقر ارواح الکفار فی سجین ومع ذالك لکل روح منھا اتصال بجسدہ فی قبرہ" (تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴) یعنی مومنوں کی ارواح کا مستقر علیین یا ساتواں آسمان یا اس کی مانند کوئی اور جگہ ہے اور کفار کی ارواح کا ٹھکانا سجین ہے۔ مگر اس کے باوجود روح کا جسم کے ساتھ قبر میں تعلق ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ لکھتے ہیں: ''فی الآخرۃ'' یعنی آخرت میں زندہ کریں گے اگر قبر میں اب بھی زندہ ہیں تو پھر قیامت کے دن زندہ کرنے کا کیا مطلب[1]؟

اور یہ میرے پاس تفسیر معارف القرآن ہے اور یہ علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے: ''پھر قیامت کے دن مجھ کو زندہ کرے گا۔''

اب مولوی صاحب! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ علامہ ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے بارے میں کیا کہتے ہو کہ وہ دیوبندی ہیں یا نہیں۔ ہمارے بارے میں تو کہتے ہو کہ یہ دیوبندی نہیں ہیں۔ اب ذرا کاندھلوی رحمہ اللہ کے بارے میں بھی کہہ کر تو دیکھو کہ وہ دیوبندی نہیں تھا۔ کیا مزہ اور لطف آتا ہے۔ کیا علامہ ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ محرف ہیں یا مفسر ہیں۔ لگاؤ فتویٰ علامہ ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ پر کہ یہ محرف ہیں اور اگر تم مانتے ہو کہ یہ مفسر ہیں تو پھر ان کی بات تسلیم کرو اور عقیدہ قرآن کے مطابق بنا لو اور یہ ہمارے بزرگ ہیں اور ہم حقیقی دیوبندی ہیں اور ان شاء اللہ! جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ والے قیامت تک حقیقی دیوبندی رہیں گے۔ ورنہ تو کہہ کہ علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ دیوبندی نہیں تھے بلکہ دیوبندیت سے خارج تھے[2]۔

کیونکہ ''ثم یحیین'' کا معنی کر رہے ہیں۔ پھر قیامت کے دن مجھ کو زندہ کرے گا اس کے بعد میرے پاس تفسیر خازن ہے جس کی جلد تیسری ہے۔ صاحب تفسیر خازن ''والذی یمیتنی ثم یحیین'' کے تحت لکھتے ہیں: ''ای یمیتنی فی الدنیا'' یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ مجھے موت دیں گے۔ ''ثم یحیینی فی الآخرۃ'' پھر قیامت کے دن مجھے اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا۔

ارے بھائیو! اگر قبر کے اندر اس عنصری جسم کے ساتھ اب بھی زندہ ہیں تو پھر دوبارہ زندہ کرنے کا کیا مطلب؟ اس کے بعد میرے پاس تفسیر بیان القرآن ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ: ''پھر قیامت کے روز مجھ کو زندہ کرے گا۔''

اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ بھی دیوبندی نہیں تھے؟ کیا ان کو قرآن مجید سمجھ نہیں آیا۔

جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا میں ادنیٰ سا کارکن اعلان کر کے کہتا ہوں کہ علماء دیوبند حضور اکرم ﷺ کے سچے وارث ہیں۔ ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' یعنی علماء نبی کریم ﷺ کے سچے وارث ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی خدمت کی ہے اور نبی کریم ﷺ کی حدیث کی خدمت کی اور شریعت کی خدمت کی ہے۔ لہٰذا مولوی صاحب ضد چھوڑ دو، اور ہٹ دھرمی چھوڑ دو جہاں حق بات آ جائے سر جھکا دو۔ حق بات مان لو! اور پارٹی چھوڑ دو۔

---

1. قیامت کے دن روح لوٹنے کا مطلب میری تقریر میں موجود ہے کہ قیامت کے دن کامل روح کا اعادہ ہوگا۔ جب کہ قبر میں ''نوع من الحیات'' ہے۔

2. حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے درج ذیل تحریر پر دستخط ثبت ہیں کہ: ''حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے۔ اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔'' (مقام حیات ص ۷۰۷)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسك التی قضی علیھا الموت“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں دو مرتبہ انسان کی روح نکالتا ہوں۔ ایک وقت جب انسان کو نیند آتی ہے اور دوسرا اس وقت جب انسان کو موت آتی ہے، لیکن جب میں روح نکالتا ہوں نیند کی حالت میں تو ”من بعض الوجوہ“ یعنی بعض وجوہ سے روح نکال لیتا ہوں اور لیکن جب موت آتی ہے تو ”من کل الوجوہ“ روح نکال لیتا ہوں۔ یعنی جب موت آتی ہے تو ہر قسم کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

اور ہم مشاہدہ بھی یہی کرتے ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے: ”فاعتبروا یا اولی الابصار ان فی ذالك لآیات لقوم یعقلون“ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے عقل والو! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کو سمجھو اور عبرت حاصل کرو۔

یہ میرے پاس تفسیر معارف القرآن ہے جس کے مصنف مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ہیں جس کی (ج ۷ ص ۵۶۲) ہے۔ لکھتے ہیں اور تفسیر مظہری میں بھی ہے کہ قبض روح کا معنی اس کا تعلق بدن انسانی سے قطع کر دینے کے ہیں۔ کبھی ظاہراً اور کبھی باطناً بالکل منقطع ہو جاتا ہے۔ (اس جگہ ٹائم ختم ہو گیا)

مفتی محمد جاجروی (مماتی): اس (مولانا جمیل الرحمن عباسی) نے جو آیت: ”ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات“ پڑھی تھی۔ ہمارے مناظر نے اس آیت کی تفسیر حضور اکرم ﷺ کی حدیث مبارک اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پیش کر دی ہے اور اس کے بعد ہمارے مناظر نے قرآن مجید کی بہت سی آیات پڑھی ہیں: ”والذی یمیتنی ثم یحیین“ پڑھی اور اس آیت کی تفسیر میں عربی تفاسیر پیش کیں اور قرآن مجید کی ”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا“ والی آیت پیش کی اور اس کی تفسیر اور تشریح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب جو سابق جسٹس شرعی عدالت حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے والد تھے ان سے نقل کیں اور پیش کی ہیں۔

اور شرائط مناظرہ میں پہلے یہ تحریر کیا گیا تھا کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی آیات پیش کی جائیں گی اور پھر اس کے بعد احادیث صحیحہ اور پھر اجماع اور پھر اس کے بعد عبارات کا نمبر آئے گا اور یہ چوتھا نمبر اور وہ بھی تائید میں پیش کی جائیں گی۔ لیکن ان کا حال یہ ہے کہ یہ لوگ سب عبارات پیش کر رہے ہیں۔ کوئی عبارت کسی کی اور کوئی عبارت کسی کی۔

یہ لوگ اصول سے منحرف ہو رہے ہیں۔ میں نے آپ کو ثالث ہونے کی حیثیت سے عرض یہ کرنا ہے کہ ہمارے صدر مناظر صاحب کو تو آپ بولنے نہیں دیتے اور ایک طرف ایک آدمی نے قرآن مجید کی ایک آیت ہی پیش نہیں کی جو اس کے عقیدہ کو ثابت کرے اور دوسری طرف سے دوسرے آدمی نے قرآن مجید کی کافی ساری آیات پیش کی ہیں اور اس پر مستقل تفاسیر کے حوالہ جات پیش کئے ہیں۔

آپ کم از کم ان کو یہ تو کہیں کہ یہ لوگ اپنے موضوع سے منحرف نہ ہوں۔ یہ لوگ صرف عبارتیں پیش کر رہے ہیں اور ہمارے مناظر قرآن مجید کی آیات وتفاسیر پیش کر رہے ہیں اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ ان کے اور ہمارے مسلم بزرگ ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی جو تفسیر کی ہے، ہم بھی وہی تفسیر پیش کر رہے ہیں۔

اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے جو تفسیر کی ہے ہم بھی وہی تفسیر پیش کر رہے ہیں اور یہ باتیں میں بطور ثالث کے کہہ رہا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک فریق اپنے موضوع کو چھوڑے ہوئے ہے۔ تم اس بات کو سمجھو اور اس کو کہو کہ وہ قرآن مجید کی آیات پیش کرے اور اس پر تفاسیر پیش کرے جس سے ان کا عقیدہ ثابت ہو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا منیر احمد منور (سنی): محترم میں بھی ثالث ہوں۔ انہوں نے (مماتی مناظر نے) ''اموات غیر احیاء'' کی تفسیر کی کہ ''اموات غیر احیاء'' بت دائمہ اور پھر کہا انبیاء، اولیاء فی الحال اور جن ملائکہ، عیسیٰ (علیہ السلام) یہ فی المآل، یہ تفسیر پیش کی ہے نا؟ اس کی حدیث پیش کریں۔ اس کی حدیث پیش کریں۔

مفتی محمد جاجروی (معتزلی): یہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے کہا۔

مولانا منیر احمد (سنی): یہ حدیث پیش کرے۔ حضرت تھانوی کی بات نہ کرے۔ (کیونکہ ہم حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر پیش کریں تو تم کہتے ہو بزرگوں کی عبارت چھوڑو اور تفسیر میں حدیث پڑھو۔ لہٰذا تم بھی) حدیث پڑھو۔ حدیث، حدیث، بار بار کہتا ہے کہ تفسیر حدیث سے ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم اور کچھ نہیں سنتے۔ حدیث پیش کرے۔ اب مجھے حدیث ہی بتائے گی۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): ہم اولاً کتاب اللہ پیش کر رہے ہیں۔ حدیث بعد میں بیان کریں گے پہلے قرآن بیان کیا جا رہا ہے۔

مولانا منیر احمد منور (سنی): ہمارا مناظر کسی بزرگ کی تفسیر پیش کرے تو وہ عبارت بن جاتی ہے اور تمہارا مناظر اگر تفسیر بیان کرے تو وہ قرآن بن جاتا ہے؟ آپ دھوکہ دینا چھوڑ دیں۔ (اس کے بعد دونوں طرف سے آوازوں کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔ نہیں معلوم ہوا کہ کون کیا کہتا رہا۔ آوازوں میں تو کسی نے مماتیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''جب انہوں نے (مولانا منیر احمد مدظلہ نے) حدیث کا مطالبہ کیا تھا۔ تم شور مچانے کی بجائے بس حدیث پڑھ دیتے۔ اتنا وقت تو ضائع نہ ہوتا۔ مگر وہ مسکین حدیث کہاں سے لاتے۔ بڑی مشکل سے خاموشی ہوئی اور میں نے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔''

تقریر نمبر ۵: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

گرامی قدر! جذبات میں آنے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے ہم سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر حدیث سے پیش کرو اور میں نے پہلے قرآن مجید کی تفسیر خود قرآن مجید سے کی ہے اور اس کے بعد مفسرین کے حوالے دینے شروع کر دیئے ہیں۔

اور اگر آپ کا ابھی مطالبہ ہے کہ قرآن مجید سے دلائل دینے کی بجائے حدیث سے شروع کر دو تو میں حدیثیں پیش کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ (طویل بحث ومباحثہ کے بعد بڑی مشکل سے خاموشی ہوئی اور میں نے اپنی تقریر کا آغاز کیا، ابھی میری تقریر یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی) صدر مناظر فریق مخالف، پھر بول پڑا۔ حاجی اسماعیل کھوں (نگران مناظرہ طرفین) نے مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی) کو کہا: ''تو بڑا نواب ہے تجھے اٹھا کر باہر پھینک دوں گا چپ کر کے بیٹھ۔ اب بول! پھر تماشا دیکھ۔'' تب نظامی صاحب ذرا خاموش ہوئے اور میری گفتگو شروع ہوئی) بات انہوں نے یہ کی ہے کہ یہ قرآن مجید کی تفسیر تو بیان کرتے ہیں، لیکن حدیث پیش نہیں کرتے تو شیخ الحدیث (مولانا منیر احمد منور مدظلہ) نے یہ کہا ہے کہ آپ ہمارے بارے میں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بیان نہیں کرتے اور آپ نے جو ''اموات غیر احیاء'' کی تفسیر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پیش کی ہے۔ یہ تو مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر پیش کی ہے۔ یہ حدیث تو نہیں ہے۔ باقی رہے حضرت تھانوی صاحب رحمہ اللہ وہ ہمارے امام ہیں اور ابھی میں آپ کو ان کا حوالہ دیتا ہوں کہ حضرت تھانوی صاحب رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں۔ آپ ذرا مطمئن ہو کر توجہ سے سنیں۔ دیکھو کہ حضرت تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ''اموات'' اس کا معنی ہے کہ ان کو موت آئی ہے۔ بتاؤ کہ موت کے اندر ہمیں یا تمہیں اختلاف ہے؟ اختلاف تو حیات فی القبر کے اندر ہے کہ قبر کے اندر موت ہے یا حیات؟

آؤ اب دیکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ دیکھو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے (نشر الطیب ص ۱۸۳) میں فرمایا ہے کہ: ''پس آپ کا زندہ رہنا قبر شریف میں ثابت ہوا۔''

جب اختلاف قبر والی زندگی میں ہے تو اس کے بارے میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا زندہ ہونا قبر شریف میں ثابت ہوا۔ دوسری کتاب مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی اشرف الجواب اس کے ص ۱۷۰ کے اندر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں۔

اب دیکھو تھانوی صاحب کیا فرما رہے ہیں۔ کہتے ہو کہ تھانوی صاحب رحمہ اللہ کو ہم پسند نہیں کرتے۔ ہم کو پسند ہیں تم کو پسند نہیں۔ کیونکہ حوالے موجود ہیں اور جو حوالہ تم نے پیش کیا ہے وہ موت کے بارے میں ہے۔ وہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام پر موت آچکی ہے اور کچھ پر موت آئے گی۔ اصل اختلاف تو ہے ''حیات فی القبر'' کا تم قبر میں حیات کی نفی ثابت کرو، ایسے بات کر دینا آسان ہے۔ لیکن تھانوی صاحب رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنا اور ان کے سارے اقوال کو دیکھنا مشکل کام ہے۔

اور آپ نے حوالہ پیش کیا ہے۔ مولانا شفیع عثمانی رحمہ اللہ کا۔ تم حوالہ پیش کرو، جہاں پر لکھا ہو کہ مفتی شفیع عثمانی صاحب نے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبر کے اندر زندہ نہیں۔ تمہارا موضوع تو یہ ہے لیکن تم اپنے موضوع سے الگ کس لئے ہوتے ہو۔ جب تمہارا عقیدہ یہی ہے تو تم اپنے عقیدہ پر دلائل پیش کرو۔ تمہارا عقیدہ تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ نہیں اور عثمانی صاحب کا حوالہ تم نے یہ پیش کیا ہی نہیں اور اب میں آپ کو دکھاتا ہوں۔ عثمانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں یا نہیں۔ خود مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب فرماتے ہیں (معارف القرآن ج ۱ ص ۱۷۳) میں ہے کہ: ''قبر کی زندگی جس کے ذریعہ قبر کا سوال و جواب اور قبر میں عذاب و ثواب ہونا قرآن کریم کی متعدد آیات اور حدیث متواتر سے ثابت ہے۔'' اور تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن زندہ کریں گے۔ قیامت کے بارے میں تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حیات ہوگی اور وہ کامل ہوگی۔ (جب کہ قبر میں نوع من الحیات ہے)

آپ یہ بتاؤ کہ قبر کے اندر بھی حیات ہے یا نہیں۔ آپ موضوع سے ہٹتے کیوں ہو؟ بات تو یہ ہے کہ جس موضوع پر مناظرہ ہو رہا ہے، اس موضوع پر آؤ۔ اس موضوع پر آپ آتے نہیں اور میں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے دو حوالے پیش کر دیئے ہیں کہ قبر میں حیات ہیں اور تم نے جو روایت پیش کی ہے تفسیر بیضاوی شریف کی تم خود اس کو مکمل پیش کر دیتے تو کسی کو دھوکہ نہ لگتا جو بھی عبارت پڑھنا چاہتے ہو اس کو مکمل پڑھا کرو۔ دیکھو تفسیر (بیضاوی شریف ج ۱ ص ۱۱۷) اس میں قاضی بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وعن حسن ان الشهداء احياء عند الله تعرض ارزاقهم على ارواحهم فيصل اليهم الروح''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وہ لکھتے ہیں کہ: "رزق ان کی ارواح پر پیش کوتا ہے۔" اتنا پڑھنے کے بعد مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ آگے انہوں نے خود عبارت پڑھی ہی نہیں۔ "فیصل الیھم الروح" یہاں پر "الیھم" کا لفظ آیا ہوا ہے۔ بتاؤ مولوی صاحب کہ "ھم" ضمیر صرف روح کی طرف ہے؟ مطلب یہ ہے کہ ان کے جسموں تک بھی ہوا پہنچتی ہے۔ معلوم ہوا کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے۔ تبھی تو ہوا اور خوشبو پہنچتی ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس سے مراد صرف روح ہے تو روح تو پہلے ہی سے جنت میں رہتی ہے۔ یہ تو تم بھی مانتے ہو، تو تم نے اس بات کو کیوں چھوڑ دیا ہے۔ آگے خود آیا ہوا ہے: "فیصل الیھم الروح والفرح... الخ!" یعنی جس طرح کافروں کے اوپر اور آل فرعون کے اوپر آگ تو لگتی ہے ان کی روحوں کو لیکن ان روحوں کا جسموں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے تو اسی وجہ سے ان کے جسموں تک آگ پہنچتی ہے تو ایسے ہی شہداء اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی جنت کی ہوا اور خوشی پہنچتی ہے۔

اس کے بعد (مؤطا امام مالک ص ۴۸۳) امام مالک لکھتے ہیں: ایک عبداللہ بن عمرو اور دوسرے عمرو بن جموح رضی اللہ عنہما اور یہ دونوں انصاری تھے۔ یہ دونوں غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی قبروں کے اندر سیلاب کا پانی آ گیا اور ان کی قبروں کو کھولا گیا اور دونوں ایک قبر کے اندر تھے۔ "فحفر عنھما" ان دونوں کی قبروں کو کھولا گیا تاکہ ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل کر دیا جائے تو دونوں ہو بہو موجود تھے۔ "فوجدا لم یتغیر کانھما ماتا بالامس" گویا کہ وہ دونوں ایسے تھے جیسے کل فوت ہوئے ہیں۔ (جسم کا محفوظ رہنا آثار حیات میں سے ہے) اور اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد کو زمین نہیں کھاتی اور ان شہداء سے خون نکلنے لگ گیا۔ یہ خون نکلنا کس چیز کی علامت ہے؟ یہ آثار حیات تو ہیں تم کہتے ہو بالکل جان نہیں ہے۔

اور اب اس کے بعد یہ دیکھو یہ کتاب (مسند ابی یعلی ج ۶ ص ۱۴۷) کی حدیث ہے: "حدثنا ابو الجھم الازرق ابن علی حدثنا یحییٰ بن ابی بکیر حدثنا مستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" حضرت ابو الجہم ازرق بن علی فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث بیان کی ہے۔ مستلم بن سعید نے یہ روایت کرتے ہیں۔ حجاج سے اور یہ روایت کرتے ہیں، حضرت انس سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ ابو یعلی کی روایت ہے۔

اور امام بیہقی نے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی۔ میں کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کے پاس اگر ہمت ہو تو ایک حدیث پیش کر دے۔ جیسے میں نے پیش کر دی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں۔ مولوی صاحب ایک حدیث پیش کریں بے شک صحیح نہیں تو ضعیف حدیث پیش کریں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ نہیں۔ ہم مناظرہ ختم کر دیتے ہیں۔ لیکن ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

میں نے حدیث پیش کی ہے: "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبر کے اندر زندہ ہیں۔ مولوی صاحب پیش کریں کہ زندہ نہیں۔ ایک حدیث اگر مشہور نہیں، متواتر بھی نہیں۔ صحیح بھی نہیں پیش کر سکتا بلکہ ایک ضعیف حدیث پیش کر دے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں تو میں ہار ماننے کے لئے تیار

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہوں۔ اس کے بعد شفاء السقام دیکھو علامہ سبکی فرماتے ہیں: ”حدثنا الحسین بن عرفۃ حدثنی الحسن بن قتیبۃ المدائنی حدثنا مستلم بن سعید الثقفی عن الحجاج بن الاسود عن ثابت البنانی عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون“ (اس جگہ ٹائم ختم ہوگیا)

حاجی محمد اسماعیل کھوں (نگران مناظرہ طرفین): دفعہ ۱۴۴ لگا ہوا ہے۔ حکومت نے مناظرہ پر پابندی لگا دی ہے۔ میں نے ذمہ داری لی ہے تاکہ ہم بات سمجھ سکیں۔ پچھلے دنوں آپ کے مولوی احمد سعید چتروڑگڑھی کا جلسہ بھی حکومت نے روک دیا تھا وہ بھی میں نے کروایا۔ ہم ان پڑھ آدمی ہیں۔ کتابوں کا ڈھیر ادھر بھی پڑا ہے، ادھر بھی پڑا ہے۔ اب اس (حیاتی مناظر) نے حدیث پڑھی ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ بھی ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ شہداء کے جسموں سے لمبے عرصہ کے بعد خون رسنے لگ گیا۔ اب تم (مماتی حضرات) بھی کوئی ایسی صاف حدیث سنا دو کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں اور بات ختم کریں۔

ملک نذیر اراعیں (نگران مناظرہ طرفین): عقیدہ اس (حیاتی مناظر) نے یہ لکھا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اس (مماتی مناظر) نے یہ لکھا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ اب حیات والوں کی حدیثیں آ گئیں ہیں۔ لہٰذا دوسرا گروہ بھی اپنے عقیدہ پر کوئی حدیث پڑھے اور بات ختم کریں تین گھنٹے ہو گئے ہم تھک گئے ہیں۔

مولانا محمد نصر اللہ (مماتی مناظر): انہوں نے (حیاتی مناظر نے) جو حدیث پیش کی ہے وہ ضعیف ہے، میں دکھاتا ہوں۔

حاجی محمد اسماعیل (نگران مناظرہ): یہ (حیاتی حضرات) کہتے ہیں کہ آپ بھی بے شک کوئی ضعیف حدیث دکھا دیں کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں، بس بات کو ختم کرتے ہیں۔

تقریر نمبر ۵: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

”اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا الآیۃ صدق اللہ العظیم“

مولوی صاحب نے ایک روایت پیش کی ہے: ”الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون“ کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں ایک تھوڑی سی بات کر کے اس کا تحقیقی جواب دیتا ہوں۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ الانبیاء میں الف لام کون سا ہے۔ استغراقی ہے یا عہد خارجی کا ہے۔ اگر استغراقی ہے تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آ گئے۔ اس کی وضاحت کریں، اب ذرا تحقیقی جواب سنو! یہ روایت جو انہوں نے پیش کی ہے، اس روایت میں ایک راوی حجاج بن اسود موجود ہے۔ میری بات توجہ سے سنیں اور سمجھیں۔ میرے ہاتھ میں اسماء الرجال کی کتاب میزان الاعتدال ہے جس کا صفحہ نمبر ۴۶۰ ج ۱ ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو وہ دیکھ سکتا ہے تاکہ یقین ہو جائے، حجاج بن اسود جو اس الانبیاء والی روایت کا راوی ہے۔

”حجاج بن اسود عن ثابت البنانی نکرۃ“ یعنی حجاج بن اسود مجہول ہے، آگے لکھتے ہیں: ”ماروی احد عنہ فیما اعلم سوی مستلم بن سعید“ یعنی میری تحقیق اور علم کے مطابق حجاج سے مستلم بن سعید کے علاوہ کسی ایک نے بھی روایت نہیں کی۔ آگے یہ الفاظ توجہ سے سنو، فرماتے ہیں: ”فاتی بخبر منکر“

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ اس نے ایک منکر حدیث روایت کی ہے۔ اب میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا منکر حدیث پر عقیدہ کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے اور کیا منکر حدیث عقیدہ کی دلیل بن سکتی ہے۔ واللہ! میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ضعیف حدیث عقیدہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ تم نے مجھ سے مطالبہ کیا تھا کہ دکھاؤ کیا یہ حدیث ضعیف ہے تو میں نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب میں جرأت اور ہمت ہے تو اس حدیث کو صحیح ثابت کرے۔ آپ بتائیں کیا ضعیف حدیث عقیدہ میں کام آ سکتی ہے؟ یہ علماء کی مجلس ہے اور علماء سن رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں۔ اللہ کرے حق بات سمجھ آ جائے۔ اس کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ آگے لکھتے ہیں کہ منکر اور ضعیف روایت کون سی ہے، تو فرماتے ہیں: "عن انس فی ان الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون. رواہ البیھقی" مولوی صاحب نے بھی کہا تھا کہ اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اسی روایت کے بارے میں فن رجال کے معتبر اور مسلمہ بزرگ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر اور ضعیف ہے اور منکر روایت کبھی بھی عقیدہ میں کام نہیں آ سکتی۔ یہ روایت بیہقی نے نقل کی ہے۔ اب بیہقی کے بارے میں بھی سنیں کہ اس کی حیثیت کیا ہے اور یہ بیہقی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے۔

یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ ان کے بزرگ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نے لکھی ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مستدرک حاکم کو طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے اور طبقہ ثالثہ کا حال یوں لکھا ہے کہ اس میں موضوع حدیثیں پائی جاتی ہیں اور جھوٹی حدیثیں پائی جاتی ہیں اور اس طبقہ کی اکثر حدیثیں فقہاء کے نزدیک قابل عمل نہیں ہیں بلکہ ان کے خلاف تمام مسلمانوں کا اجماع ہو گیا ہے تو مولوی صاحب جو حدیث قابل عمل نہیں ہو سکتی تو وہ حدیث قابل عقیدہ کیسے بن سکتی ہے۔ لیکن اب مولوی صاحب یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہاں پر طبقہ ثالثہ میں تو ذکر ہے۔ مستدرک حاکم کا اور الانبیاء والی روایت بیہقی کی ہے اور بیہقی کا تو طبقہ ثالثہ میں ذکر ہی نہیں ہے اور یہی بات میں مولوی صاحب کو دکھانا چاہتا ہوں تاکہ مولوی صاحب کو کوئی بات تو سمجھ آ جائے۔ آگے محمد امین اوکاڑوی لکھتا ہے کہ بیہقی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے۔ لہٰذا اب ثابت ہو گیا مولوی صاحب کی جس روایت کے خلاف علماء کا اجماع ہے کہ اس پر عمل نہیں کر سکتے تو اس پر عقیدہ کی بنیاد کیسے رکھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد بات یہ ہے کہ میرے پاس تفسیر ابن کثیر ہے جس کا (ص ۷۲۴ ج۱) ہے۔

"احمد رواہ عن محمد بن ادریس الشافعی عن مالک بن انس الاصلجی عن الزھری عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ نسمۃ المومن طائر یعلق فی شجر الجنۃ حتیٰ یرجعہ اللہ الی جسدہ[1] یوم القیامۃ" یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن آدمی کی روح جنت میں رہتی ہے۔ جب قیامت قائم ہو گی تو روح اس کے جسم کی طرف واپس آئے گی۔ مولوی صاحب! تو اس حدیث سے تعلق نکال کر دکھا۔ اب میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا المومن سے انبیاء کرام علیہم السلام العیاذ باللہ! خارج ہیں۔ سب سے بڑے مومن تو انبیاء کرام ہیں۔ اگر تمہارے اندر جرأت ہے تو کہو کہ المومن سے انبیاء کرام علیہم السلام خارج ہیں۔ العیاذ باللہ، استغفر اللہ! نقل کفر کفر نباشد اور اگر انبیاء کرام علیہم السلام المومن میں

---

[1] مولوی صاحب نے موطا امام مالک کی حدیث تو پڑھی مگر اس کا مفہوم اور مطلب من گھڑت پیش کر دیا۔ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں: "حتی یرجعہ اللہ فی جسدہ ای یردہ الیہ ردا کاملا فی بدنہ" (مرقات ج ۴ ص ۳۱) یعنی قیامت کے روز کامل روح جسم کی طرف لوٹا دی جائے گی اور یہی جواب میری تقریر میں موجود ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

داخل ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ارواح مبارک بھی جنت الفردوس میں ہیں۔ آگے لکھا ہے: شاید کہ اس حدیث پر جرح کریں۔ لکھتے ہیں: "وھو باسناد صحیح" کہ یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔ عزیز[1] یعنی اس کی سند زبردست ہے۔ عظیم یعنی اس کی سند عظمت والی ہے۔ "اجتمع فیہ ثلاثۃ من الائمۃ الاربعۃ" چار امام ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل (رحمہم اللہ) ان امام میں سے تین امام یعنی امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اس حدیث کی سند میں متفق ہیں اور تینوں اماموں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اور اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں: "وھو باسناد صحیح عزیز عظیم واجتمع فیہ ثلاثۃ من الائمۃ الاربعۃ" اس کے بعد میرے پاس حدیث کی کتاب صحیح بخاری شریف ہے، جس کا صفحہ ۱۸۵ ج ا ہے۔ اس میں ایک حدیث شریف ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مجھے معراج کرایا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام یہ دونوں فرشتے مجھے لے گئے اور انہوں نے مجھے ایک مکان دکھایا اور مجھے ان فرشتوں نے کہا کہ آپ ﷺ سر مبارک اوپر کی طرف اٹھائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث پڑھ رہا ہوں۔ توجہ سے سنو۔ "والدار الاولی التی دخلت دار عامۃ المومنین" رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ان دونوں فرشتوں نے کہا کہ وہ گھر جس میں آپ پہلے داخل ہوئے ہیں، وہ عام مومنوں کا گھر ہے۔ "واما ھذہ الدار" لیکن یہ گھر "فدار الشھداء" یہ شہداء کا گھر ہے۔ "وانا جبرائیل وھذا میکائیل" میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ "فارفع راسك" ذرا سر مبارک اوپر کی طرف اٹھاؤ۔ اے پیارے پیغمبر ﷺ "فرفعت راسی" پس میں نے سر اوپر کی طرف اٹھایا۔ "فاذا فوقی مثل السحاب" جب میں نے اوپر کی طرف دیکھا تو مجھے بدلی کی طرح ایک محل نظر آیا۔ "قالا" حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کہنے لگے۔ "ذالك منزلك" اے پیغمبر یہ آپ کا مکان ہے۔ "فقلت دعانی" میں نے کہا مجھے چھوڑیے۔ "ادخل منزلی" میں اپنے مکان میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ "قالا" تو حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل نے کہا: "انہ قد بقی لك عمر" اے پیارے پیغمبر ﷺ آپ کی عمر ابھی تک باقی ہے اور آپ کی زندگی ابھی تک باقی ہے۔ "لم تستکملہ" آپ نے وہ زندگی ابھی تک مکمل نہیں کی۔ "فلو استکملت اتیت منزلك" یعنی جب آپ اپنی دنیاوی زندگی مکمل کر لیں تو آپ ﷺ اپنے اس مکان میں آجائیں گے۔ یہ حدیث میں نے بخاری شریف سے پیش کی ہے۔

تقریر نمبر ۶: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

حاجی اسماعیل صاحب اور ملک نذیر احمد صاحب دونوں کہہ رہے ہیں کہ جیسے میں نے حدیث پیش کی ہے۔ "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ تم یہ روایت پیش

[1] اصول حدیث سے معمولی مناسبت رکھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے کہ محدثین کی اصطلاح میں "خبر عزیز" کسے کہتے ہیں۔ مگر مماتیت کی علمی بے بضاعتی کا حال ملاحظہ کیجئے کہ دس سال کی تدریس بھی انہیں "خبر عزیز" کی تعریف سے آگاہ نہ کر سکی۔ اس پر بھی "انا ولا غیری" کا زعم! تعجب ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کرو کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ لیکن مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ میں جواب دیتا ہوں کہ آیا یہ حدیث ضعیف ہے یا صحیح ہے، لیکن مولوی صاحب ضعیف حدیث ہی پیش کر دیں کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں یا "الانبیاء اموات فی قبورھم" کہ انبیاء اپنی قبروں میں (نعوذ باللہ) مردہ ہیں اور باقی کا یہ کہنا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی جو روح ہوتی ہے وہ جنت میں ہوتی ہے اور حضور ﷺ بھی مومن ہیں۔ لہٰذا ان کی روح بھی جنت میں ہے اور دوسری حدیث یہ پیش کی ہے کہ معراج والی رات حضور ﷺ کو کہا گیا کہ یہ آپ کا مکان ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس میں داخل ہونے دو اور آگے انہوں نے کہا کہ ابھی تک آپ کی موت نہیں آئی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ حضور ﷺ کا یہ مکان ہے، جس کے بارے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ کیا حضور ﷺ صرف اپنی روح کو داخل کر رہے تھے یا جسم بھی داخل کر رہے تھے؟

اور حضور ﷺ فرما رہے تھے کہ مجھے داخل ہونے دو اپنے مکان میں اور پھر انہوں نے کہا کہ آپ کو ابھی دیر ہے تو کیا وفات کے بعد بھی صرف روح داخل ہوئی؟ کیونکہ جسم مبارک تو ویسے ہی قبر مبارک میں موجود ہے۔ پھر داخل کب ہوا؟ مولوی صاحب آپ اس کا جواب دیں۔ اگر ہے تو (ہمارے نزدیک تو حضور ﷺ کا روضہ مبارکہ ہی جنت بلکہ اعلیٰ جنت ہے) یا پھر کوئی حدیث پیش کرو کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ نہیں جو کہ عقیدہ لکھ دیا ہے۔ بے شک کوئی حدیث ضعیف ہی پیش کرو۔ مسئلہ ختم اور باقی رہی یہ بات کہ جو مسند ابی یعلیٰ کتاب ہے۔ یہ تیسرے طبقہ کی ہے اب میں ان کو اپنی کتاب سے جواب دیتا ہوں تاکہ ہماری بات کو کہیں رد نہ کر دیں۔

ندائے حق یہ خود ان کی کتاب ان کے مولوی محمد حسین نیلوی نے لکھی ہے۔ اس کے ص ۹۹ پر انہوں نے لکھا کہ: "مسند ابی یعلیٰ کی حدیث نقل کی پھر لکھا مقدسی نے جید حدیثوں کی فہرست میں شمار کیا ہے۔" تو دیکھو خود مسند ابی یعلیٰ کی حدیث کو جید کہا۔ اگر ہم بیان کریں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تیسرے طبقہ کی ہے۔

<u>مفتی عبدالرحیم (معتزلی)</u>: آپ ندائے حق کی پچھلی پانچ سطریں پڑھیں۔ (نظامی صاحب کا یہ مطالبہ غلط تھا۔ کیونکہ اگر میں نے حوالہ غلط دیا تھا تو وہ اپنی تقریر میں اس کا غلط ہونا ثابت کرتے جیسے ان کے مناظر نے تفسیر بیضاوی کی عبارت میں خیانت کی تو میں نے اپنے وقت میں ان کی غلطی کی نشاندہی کی تھی اور ان کی خیانت کو قوم کے سامنے واشگاف کیا تھا)

<u>حاجی محمد اسماعیل کنہوں (نگران مناظر)</u>: آپ (مفتی عبدالرحیم) درمیان میں کیوں بولے؟

<u>مولوی محمد نصر اللہ صاحب (معتزلی مناظر)</u>: آپ نے ضعیف حدیث کا مطالبہ کیوں کیا؟

<u>مناظر قائلین حیات</u>: آپ کے پاس جب صحیح حدیث نہیں ہے تو بے شک ضعیف لاؤ۔ ہم مان لیں گے۔ ہم آپ کی جب ضعیف حدیث ماننے کو تیار ہیں تو صحیح کیوں نہیں مانیں گے۔ مگر پیش تو کرو۔

(اس کے بعد مسلسل کئی منٹ تک مماتیوں نے شور مچائے رکھا کہ ضعیف حدیث کا مطالبہ کیوں کیا، لوگ حیرت زدہ تھے کہ یہ لوگ عقل سے واقعی پیدل ہیں یا عقل سے کام نہیں لے رہے کہ جب حیاتی لوگ ان کی ضعیف حدیث ماننے کو تیار ہیں تو صحیح کیوں نہ مانیں گے۔ بڑی دیر کے بعد قدرے سکون ہوا تو مولانا منیر احمد منور مدظلہ نے فرمایا: "مفتی عبدالرحیم نظامی (صدر مناظر فریق ثانی) کو بولنے کا زیادہ ہی شوق ہے تو اب صدر مناظر، صدر مناظر سے مناظرہ کرے۔" اس وقت نظامی صاحب کی شکل دید کے قابل تھی)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مناظر قائلین حیات: (اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے) میں نے آپ کے سامنے حدیث پیش کی ہے: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نماز پڑھتے ہیں۔ اب میں اس کے صحیح ہونے پر مزید حوالے پیش کرتا ہوں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ (ج ۳ ص ۲۴۱) ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وصح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون''

فتح الملہم (ج ۶ ص ۳۲۸) مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم وھو من رجال الصحیح'' صحیح راویوں سے ثابت ہے۔

عقیدۃ الاسلام (ص ۳۵) مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون وصححہ البیہقی''

فتح الباری (ص ۱۶۷) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون'' انہوں نے روایت کی ثقاہت بیان کی ہے۔

اب میں ان کی اپنی کتاب پیش کرتا ہوں محمد حسین نیلوی نے لکھی ہے۔ وہ ندائے حق (ص ۲۷) پر لکھتے ہیں کہ بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ابن حجر عسقلانی، علامہ عزیزی نے، ملا علی قاری، امام مناوی، قاضی شوکانی، شیخ عبدالحق، علامہ سبکی، علامہ سیوطی، علامہ سمہودی اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ متاخرین کا اتفاق ہے کہ بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' امام بیہقی نے اس کو یحییٰ بن ابی بکیر کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ''وھو من رجال الصحیح عن المستلم بن سعید وقد وثقہ احمد وابن حبان'' اور مستلم بن سعید سے ان کا سماع ثابت ہے۔ فتح الباری (ج ۶ ص ۴۸۷) میں ہے کہ یہاں حجاج سے مراد حجاج بن اسود ہیں۔ ''وقد وثقہ احمد'' اور یہ حجاج بن اسود بن ابی زیاد بصری ہے۔ ''وقد وثقہ احمد وابن معین عن ثابت البنانی عنہ واخرجہ ایضاً ابو یعلی فی مسندہ من ھذا الوجہ'' امام احمد نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ ابویعلی نے اس کو مسند میں لکھا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ صواف نے اس کو نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''وھو وھم'' کہ یہ بالکل وہم ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ یہ حجاج بن اسود ہے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اتنے محدثین سے معلوم ہوگیا کہ یہ صحیح ہے۔ (اسی علامہ ذہبی والے اعتراض کا جواب حافظ ابن حجر عسقلانی نے (لسان المیزان ج ۲ ص ۱۷۵) پر بھی دیا ہے۔ فرماتے ہیں: ''قال احمد (حجاج) ثقۃ ورجل صالح وقال ابن معین ثقۃ وقال ابو حاتم صالح الحدیث وذکرہ ابن حبان فی الثقات'') نخبۃ الفکر ص ۱۱۲ وہ علامہ ذہبی جو کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ وہ علامہ ذہبی ''ھو من اھل الاستقراء'' وہ کہتے ہیں کہ جس حدیث کو صرف دو آدمی صحیح کہہ دیں تو وہ صحیح ہوتی ہے۔ اس کو تم ضعیف نہیں کہہ سکتے۔ (نخبۃ الفکر ص ۱۱۱) کون ذہبی وہ امام ذہبی جو اس حدیث کو نکرہ کہتے ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: ''فیما اعلم''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف یہی روایت کرنے والا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان کے علم میں یہی ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ (جریر اور حماد نے بھی روایت کی اور) حجاج بن اسود شہد بیچتا تھا اور بصری تھا، لہٰذا نکرہ نہ رہا۔ منکر کس کو کہتے ہیں؟ (مسلم شریف ص ۵)، امام مسلم نے (ص ۵) پر لکھا ہے کہ: ''علامۃ المنکر فی حدیث المحدث اذا ما عرضت روایتہ للحدیث علی روایۃ غیرہ من اهل الحفظ والرضیٰ خالفت روایتہ روایتھم'' اپنے سے ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔ یعنی منکر اس کو کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک بات کرے، اس سے بڑا آدمی اور بات کرے۔ اب حجاج کہتے ہیں کہ انبیاء زندہ ہیں، منکر یہ ہوگا کہ کوئی زیادہ ثقہ آدمی کہے کہ انبیاء زندہ نہیں تو وہ پیش کریں۔ (مسند ابی یعلیٰ ص ۱۴۷) اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور حجاج ابن اسود ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

تقریر نمبر ۶: مناظر منکرین حیات

مولوی محمد نصر اللہ (مناظر منکرین حیات) اس کے بعد تقریر کے لئے کھڑے ہوئے مگر پھر وہی تقریر دہرانا شروع کر دی جو ان کی پانچ تقریر میں موجود ہے۔ (اس کی گواہی ان کا اپنا شائع کردہ مناظرہ بھی دے گا) اور جس کا رد ہم نے اپنی چھٹی تقریر میں مکمل کر دیا، انہوں نے میری تقریر کا جواب دینے کی بجائے پھر سے علامہ ذہبی والا اعتراض دہرانا شروع کر دیا۔ تمام حاضرین (موافق، مخالف) سمجھ گئے کہ حضرت کا علم ختم ہو گیا ہے اور میرے دلائل کا جواب دینے کی ان میں سکت نہیں رہی۔ وہ فرار کا بہانہ تلاش کر رہے تھے کہ ہمارے کسی ساتھی نے کہہ دیا: ''اگر تمہارے پاس صحیح حدیث نہیں تو چلو ضعیف ہی دکھا دو۔'' حدیث کا لفظ سنتے ہی ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ سب کے سب سروقد کھڑے ہو گئے اور شور مچا دیا کہ ہم سے ضعیف حدیث کا مطالبہ کیوں کیا گیا۔ شرائط میں لکھا تھا کہ حدیث صحیح پیش کی جائے گی۔ سب نے ان کو بٹھانے اور ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

اس پر منتظمین مناظرہ حاجی محمد اسماعیل کنہوں اور ملک نذیر احمد ارائیں نے مجلس مناظرہ میں اعلان کر دیا کہ: ''مماتی جھوٹے ہیں، مماتی جھوٹے ہیں۔'' اس کے بعد محمد اسماعیل کنہوں صاحب نے سیڑھیوں سے نیچے اتر کر باہر سینکڑوں منتظر لوگوں کے سامنے جا کر یہی فیصلہ سنایا۔ یہ سنتے ہی ہمارے ساتھیوں نے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ عقیدہ حیات الانبیاء زندہ باد، اس فتح عظیم اور کامیابی کے نعروں کی صدا نیچے تک پہنچی تو ''ھتھیجی'' شہر میں سینکڑوں کی تعداد میں جو عوام جمع تھے اور مناظرہ کی کارروائی سننے اور نتیجہ کے لئے بے تاب تھے۔ انہوں نے بھی حیات الانبیاء زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ پورا بازار ان کے زمزموں سے گونج اٹھا۔ جو بارا سے مماتی پہلے اترے ہم بعد میں اترے۔ جس وقت ہمارے حضرات اترے تو قوم کے جم غفیر نے ان کا استقبال کیا۔ انہیں مبارک باد پیش کی۔ مناظر اہل السنۃ کو عوام نے کندھوں پر اٹھا لیا۔ دونوں فریقوں کے چہروں سے فیصلہ پڑھا جا سکتا تھا کہ جیتا کون ہے، ہارا کون۔ ''جاء الحق وزهق الباطل'' کا منظر سب کے سامنے تھا، مماتیوں کے چہرے مزید سیاہ پڑ چکے تھے۔ سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے اور اہل السنۃ کے چہروں پر مسرت اور شادمانی بڑے خوبصورت انداز میں مسکرا رہی تھی۔ ''وللہ الحمد والشکر''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اہل السنۃ کے دلوں میں اپنے عقیدہ کی صداقت اور پختہ ہوگئی۔ مماتیت کے چیلنج خاک میں مل گئے۔ ان کی تعلیاں ہمیشہ کے لئے دفن ہوگئیں۔ علمی پندار بری طرح مجروح ہوگیا۔ اپنے عقیدہ پر سینکڑوں آیات پیش کرنے کے دعوے جھوٹ ثابت ہوئے۔ بات بات پر مناظرہ کی باتیں کرنے والی زبانیں گنگ ہوگئیں۔ اکابر علمائے دیوبند کو مناظرہ کی اپیل کی جرأت کرنے والے، ایک طالب علم سے عبرتناک شکست کھا گئے اور یہ تمام کامرانیاں عقیدہ حیات النبی ﷺ کی صداقت کی مرہون منت ہیں۔ عقیدہ حیات الانبیاء زندہ باد!

فیصلہ جات

واضح رہے کہ آغاز مناظرہ میں اہل السنۃ (قائلین حیات الانبیاء) کی طرف سے مولانا منیر احمد منور اور مفتی امداد اللہ انور، فیصل قرار پائے اور معتزلہ (منکرین حیات الانبیاء) نے اپنے معاون مناظر مفتی محمد جاجروی اور مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی کو فیصل و منصف نامزد کیا اور حاجی محمد اسماعیل کھوں اور ملک نذیر احمد ارائیں (مماتی مناظر نے اپنی پہلی تقریر میں ان کا شکریہ ادا کیا اور ماحول کو پرسکون رکھنے کی ان سے توقع ظاہر کی تھی) منتظم اور نگران طے پائے تھے۔ اب فیصلہ جات ملاحظہ ہوں۔

مولانا منیر احمد منور کا فیصلہ

ہم نے پورے غور کے ساتھ فریقین کے دلائل سنے اور دیانت داری کے ساتھ یہ فیصلہ کر رہے ہیں کہ مناظر اہل السنۃ مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب نے اپنے موضوع پر ناقابل تردید دلائل پیش کئے ہیں اور فریق مخالف ان کے دلائل کا جواب نہیں دے سکا۔ جب کہ عباسی صاحب نے مماتی مناظر کے تمام مزعومہ دلائل کے دندان شکن جواب دے دیئے ہیں۔ لہٰذا اس مناظرہ میں مناظر قائلین حیات، مناظر اہل السنۃ مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب نے زبردست کامیابی حاصل کی ہے اور اہل السنۃ کا صحیح نظریہ ثابت کر کے اتمام حجت کر دیا ہے۔ اگر کوئی معتزلی (مماتی) بنظر انصاف ان دلائل پر غور کرے گا تو اسے صحیح راستہ تابناک اور واضح دکھائی دے گا۔

واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم! منیر احمد منور

مولانا مفتی امداد اللہ انور کا فیصلہ

میں مولانا منیر احمد منور صاحب کے فیصلہ کے ساتھ متفق ہوں، اس وقت مماتی جس عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے اس کا نظارہ شرکاء مناظرہ اور عوام سبھی نے کیا۔ دلائل سن اور دیکھ کر کوئی بھی منصف مزاج مولانا عباسی صاحب کی کامیابی اور مماتی مناظر کی شکست سے انکار نہیں کر سکتا۔ امداد اللہ انور

مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی کا فیصلہ

مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی معتزلہ (منکرین حیات) کے معاون مناظر بھی تھے اور ان کی طرف سے مقرر کردہ منصف بھی۔ مناظرہ سے فراغت کے بعد انہوں نے قاری مشتاق احمد صاحب بن قاری غلام قادر کے سامنے حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے واضح لفظوں میں کہا کہ ہمارے مناظر (مولوی نصر اللہ مماتی) کی آواز زوردار تھی،

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مگر دلائل دوسرے مناظر (مولانا جمیل الرحمن عباسی) کے قوی تھے اور حیاتیوں کا پلّہ آج کے مناظرہ میں بھاری رہا۔ دلائل کی روشنی میں فتح ان (قائلین حیات) کی ہی ہے۔

واضح رہے کہ قاری مشتاق احمد صاحب جن کے سامنے مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی مرحوم نے شہادت دی وہ مماتیوں کے نزدیک بھی قابل احترام بزرگ ہیں۔

حاجی محمد اسماعیل کنہوں کا فیصلہ

میں نے مناظرہ کا اہتمام اور انتظام کرایا، مکمل مناظرہ میں شریک رہا۔ مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب کے زبردست دلائل سے میں بہت متاثر ہوا، جب کہ مماتی مناظر نے اپنے عقیدہ پر کوئی بھی دلیل نہیں دی، نہ کوئی آیت، نہ حدیث اور تو اور ان کے پاس کوئی ضعیف حدیث بھی اپنے عقیدہ پر نہیں تھی۔ اس لئے میں نے موقع پر ہی اپنا فیصلہ سنا دیا تھا کہ چتروڑی (مماتی) جھوٹے ہیں اور عوام کے سامنے بھی مماتیوں کی شکست کا اعلان کر دیا تھا۔

(واضح رہے کہ حاجی محمد اسماعیل صاحب فریقین کے متفقہ نگران مناظرہ تھے)

ملک نذیر احمد ارائیں کا فیصلہ

میں نے موقع پر ہی اہل السنۃ کے مناظر مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب کی فتح اور مماتی مناظر مولوی نصر اللہ کے جھوٹا ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور مجھے مماتیوں کی عبرتناک شکست کا منظر آج تک نہیں بھولا۔

(واضح رہے کہ ملک نذیر احمد صاحب ارئیں بھی فریقین کے متفقہ نگران مناظرہ تھے)

مولوی نصر اللہ کی ایک اور شکست

مولانا فیاض الاسلام قادری، احمد پور شرقیہ

۲۳ رجون ۲۰۱۰ء بروز بدھ بعد نماز ظہر بمقام ہیڈ پنجند ضلع مظفر گڑھ

اہل السنۃ (قائلین حیات الانبیاء) اور معتزلہ (منکرین حیات الانبیاء) کے درمیان مسئلہ حیات الانبیاء پر ایک مناظرہ طے پایا تھا، اہل السنۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، جب کہ معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام کو قبروں میں حیات حاصل نہیں ہے۔ اہل السنۃ میں سے مولانا ابوبکر صاحب اور منکرین حیات میں سے محمد الیاس صاحب نے دو گواہوں کی موجودگی میں مناظرہ کا موضوع متعین کر دیا کہ اہل السنۃ انبیاء کی ”حیات فی القبر“ ثابت کریں گے۔ جب کہ منکرین حیات یہ ثابت کریں گے کہ انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔

چنانچہ مقررہ تاریخ کو دونوں فریق جائے مناظرہ پر جمع ہوئے، اہل السنۃ کی طرف سے مولانا جمیل الرحمن عباسی (بہاول پور) مناظر مقرر ہوئے۔ راقم (فیاض الاسلام) صدر مناظر اور مفتی محمد صدیق (علی پور) مفتی رب نواز (احمد پور شرقیہ) معاون مناظر طے پاگئے اور اہل السنۃ نے آغاز ہی میں اپنا عقیدہ کہ: ”انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔“ تحریر کر دیا اور اس پر دستخط بھی کر دیئے مگر پورا مجمع اس وقت حیرت زدہ رہ گیا۔ جب منکرین حیات نے اپنا اصل عقیدہ کہ: ”انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔“ لکھنے سے انکار کر دیا۔ ریکارڈ شدہ کیسٹیں اور پورا مجمع گواہ ہے کہ تین گھنٹے کی ہر طرح کی کوشش کے باوجود وہ اپنا عقیدہ لکھنے سے انکاری رہے۔ البتہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی عقیدہ گھڑ لیتے تھے۔ مثلاً کبھی یہ لکھا کہ: ”ہر فرد بشر چاہے نبی ہو یا غیر نبی ہو، اس کو قیامت سے پہلے دنیوی حیات حاصل نہیں ہے۔“ اہل السنۃ نے کہا مناظرہ کا موضوع حیات انبیاء ہے۔ آپ اصل موضوع سے بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اصل عقیدہ لکھیں اور مناظرہ شروع ہو، پھر مسئلہ حیات الانبیاء میں ان کا یہ عقیدہ اپنا گھڑا ہوا ہے، ان کی کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہے۔ کل کو اگر ہم کی مماتی کو کہتے کہ تم اپنا عقیدہ ثابت نہیں کر سکے تو وہ کہتے ہمارا یہ عقیدہ ہے ہی نہیں۔ اس لئے ہم نے کہا اپنا عقیدہ چھپاؤ نہیں۔ اگر گندہ نہیں تو لکھ کر دے دو۔ ہم نے آتے ہی اپنا عقیدہ لکھ کر دے دیا۔ تم آج لکھتے کیوں نہیں جب کہ تم ہر تقریر میں چیخ چیخ کر کہتے ہو کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں۔ آج جب ثابت کرنے کا وقت آیا تو سانپ سونگھ گیا ہے، منہ بند ہو گئے۔ زبانیں گنگ ہو گئی ہیں۔ غرض ہم نے ہر طرح سے غیرت دلائی مگر شاید وہ آج اپنی غیرت وحمیت گھر بھول آئے تھے۔

پھر کہنے لگے: ”تم حضور ﷺ کو دنیا والی قبر میں زندہ مانتے ہو، ہم جنت میں زندہ مانتے ہیں۔“ ہم نے کہا اب واضح ہو گیا کہ تم حضور ﷺ کے روضہ مبارک کو جنت نہیں مانتے۔ ہمارے نزدیک ”روضہ مبارکہ جنت سے بھی اعلیٰ ہے۔ لہٰذا اعلیٰ حیات تو ہم مانتے ہیں اور تم دھوکہ دیتے ہو۔“

ایک بات انہوں نے یہ بھی کہی کہ تم ابوجہل کو بھی اور ہر مشرک کو بھی زندہ مانتے ہو۔ ہم نے کہا جس طرح یہ لوگ اس دنیا میں زندہ تھے اور ابوجہل کی اور آنحضرت ﷺ کی حیات میں فرق تھا کہ حضور ﷺ کی زندگی اعلیٰ، ارفع، پاکیزہ تھی اور ابوجہل کی زندگی خبث ہی خبث تھی۔ وفات کے بعد بھی ان کی حیات میں فرق ہے یہ تو تم ہو کہ سب کی وفات برابر سمجھتے ہو۔ (نعوذ باللہ)

مولوی نصر اللہ نے یہ بھی گستاخی کی کہ تمہاری بھینس مر جائے تو واپس نہیں آتی تو حضور ﷺ کو کیسے حیات حاصل ہو گئی۔ (نعوذ باللہ) ہم نے کہا یہ بہت بڑی گستاخی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جانوروں پر قیاس کر رہے ہو۔ (ہم ایسی گستاخیوں سے ہزار ہا بار پناہ مانگتے ہیں) اس طرح اور گستاخیاں بھی وہ کرتے رہے۔ بالآخر جب کسی طرح بھی نہ مانے تو کہنے لگے کہ تم اس تحریر پر دستخط کر دو کہ: ”کسی وجہ سے مناظرہ نہیں ہو سکا۔ لہٰذا ہم جا رہے ہیں۔“ ہم نے کہا ہمیں دستخط کی ضرورت نہیں۔ ہمیں کوئی خطرہ بھی نہیں۔ اگر تحریر کرنی ہے تو صحیح صورتحال لکھو کہ: ”ہم نے اپنا عقیدہ نہیں لکھا۔“ اس وجہ سے باقاعدہ مناظرہ نہیں ہوا۔ آخر میں ایک دلچسپ منظر یہ بھی سامنے آیا کہ ان کا عقیدہ جو انہوں نے گھڑ کر لکھ دیا تھا اور اس کی تحریر ہمارے پاس تھی واپس مانگنے لگے۔ ہم نے کہا ہمارے پاس ہی رہنے دو۔ لیکن وہ سارے جمع ہو گئے کہ ہمارا عقیدہ واپس کرو۔ گویا عقیدہ نہ ہوا۔ کوئی حیض ہوا جس کو چھپانا ضروری تھا۔

بالآخر ذلیل ورسواء ہو کر وہاں سے بھاگے، لوگوں نے ان کے بھاگنے کی اور مزید سیاہ ہو جانے والے چہروں کی تصویریں بنائیں اور ان کے اس عبرتناک انجام کو دیکھ کر عقیدہ حیات النبی ﷺ کی عظمت وصداقت ذہنوں میں مزید پختہ ہو گئی۔ مماتی دل میں کہہ رہے ہوں گے۔ ”بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچہ سے ہم نکلے“

ہم مناظرہ والی جگہ پر ہی رہے، جلسہ کیا لوگوں کو عقیدہ سمجھایا اور معززین علاقہ نے ہماری فتح پر شہادت کے طور پر دستخط کئے اور الحمد للہ کامیاب واپس لوٹے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (القرآن)

الأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (الحدیث)

اشاعت التوحید والسنہ اور علمائے دیوبند کے درمیان اختلافی مسائل پر مفاہمت اور اتحاد کے لئے
مولانا قاری چمن محمد حفظہ اور مولانا نثار احمد الحسینی حفظہ کے درمیان گفتگو

مذاکرہ بہودی
کا
خلاصہ

مرتب:

حضرت مولانا مفتی عبد القادر

خطیب اسلامک سنٹر کنتھورپ برطانیہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اشاعۃ التوحید والسنۃ اور علمائے دیوبند کے درمیان
اختلافی مسائل پر مفاہمت اور اتحاد کے لئے
مولانا قاری چمن محمد صاحب استاذ حدیث
جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

اور

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب حضرو کے درمیان گفتگو

بعنوان

مذاکرہ بہبودی کا خلاصہ

مرتبہ

حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب دامت برکاتہم
خطیب اسلامک سنٹر کنتھورپ برطانیہ

ممبر جمعیت علماء برطانیہ، ممبر شریعت کونسل برطانیہ، ممبر مجلس شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ
حال: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بہبودی، اٹک پاکستان

تلخیص . . . .

ناشر

جمعیت احناف دیوبند، پاکستان
صدر دفتر: جامعہ مدنیہ، اٹک پاکستان
فون: 0572602484,03215748494

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفِ چند)

مفتی عبدالقادر صاحب

۲۸ ستمبر ۲۰۱۱ء کو بھبودی ضلع اٹک میں اشاعت التوحید والسنہ اور عقیدہ حیات النبی ﷺ کے علمبردار مولانا نثار احمد الحسینی کے درمیان ایک ضابطہ اخلاق طے ہوا۔ جسے مفتی عبدالقادر صاحب نے ترتیب دیا۔ اس کی تلخیص یہاں شامل کی جا رہی ہے۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد!

مولانا حافظ محمد زاہد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بہودی) کے برادر اصغر مولانا عبدالرؤف ربانی صاحب مدظلہ خطیب مکی مسجد مہتمم جامعہ حسینیہ ربانیہ رحیم یار خان نے علاقہ چھچھ میں علمائے دیوبند کے درمیان "عقیدہ حیات النبی ﷺ" پر تشویش ناک صورت حال کو دیکھتے ہوئے کوشش کی کہ غلط فہمیاں دور ہو کر اتحاد و اتفاق سے دینی کام کرنے کی فضا بنائی جائے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اکابر علمائے کرام اور علماء کے نوجوان طبقہ سے بار بار ملاقاتیں کیں اور ضروری امور کے طے کرنے کے لئے مولانا قاری چمن محمد صاحب (اشاعتی) اور مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کے باہمی مذاکرہ (گفت وشنید) کا اہتمام کیا۔ چنانچہ مولانا حافظ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ واقع موضع بہودی میں بتاریخ ۲۷ رشوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۲۰۱۱ء بعد از عصر تا رات ساڑھے بارہ بجے یہ مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔

اس مجلس میں مولانا عبدالرؤف ربانی صاحب (بہودی)، مولانا قاری چمن محمد صاحب (حضرو)، مولانا نثار احمد الحسینی صاحب (حضرو)، مفتی محمد ادریس قاسمی صاحب (بہودی)، احقر عبدالقادر (بہودی)، مفتی عبدالحفیظ صاحب (بہودی) اور ماسٹر محمد شعیب صاحب (بہودی) موجود رہے۔

تفصیلی گفتگو مولانا قاری چمن محمد صاحب اور مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کے درمیان ہوئی۔ باقی حضرات بھی حسب ضرورت شریک رہے۔ یہاں اس گفتگو میں سے تکرار کو حذف کرتے ہوئے بنیادی باتوں کو لکھا جاتا ہے، تاکہ خارجی پروپیگنڈہ سے اس مجلس کے مثبت نتائج کو منفی رنگ میں نہ پیش کیا جاسکے اور اگر کہیں بدگمانی کی فضا ہو تو اس کا تدارک ہوسکے۔ الراقم: عبدالقادر عفی اللہ عنہ (بہودی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا عبدالرؤف ربانی صاحب نے تمہیداً اتحاد و اتفاق کی اہمیت اور اس مجلس کی ضرورت کو بیان کیا، اس کے بعد مولانا قاری چمن محمد صاحب اور مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کے درمیان درج ذیل گفتگو ہوئی۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: ہم نے کب اختلاف ڈالا ہے یا کسی فتنہ و فساد میں حصہ لیا ہے، جس سے اتحاد و اتفاق کو نقصان پہنچا ہے۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: یہ بات ثانوی حیثیت میں ہے کہ کس نے کیا اختلاف کیا ہے، پہلے موجودہ مجلس کا عنوان واضح ہو اس کے بعد اپنے موقع پر اختلاف ڈالنے کی بات بھی ہو جائے گی۔ اس مجلس کا عنوان "علمائے دیوبند سے منسوب دو گروہوں کا اتحاد" ہے۔ (عنوان پر سب نے اتفاق کیا)

اب عنوان کی مناسبت سے میرا ایک سوال ہے اس کے واضح جواب کے بغیر بات آگے نہیں چل سکتی۔ سوال یہ ہے کہ آپ ہمیں دیوبندی سمجھتے ہیں یا نہیں؟

مولانا قاری چمن محمد صاحب: ہم نے کب کہا ہے آپ دیوبندی نہیں!

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: سوال یہ نہیں کہ آپ نے کب کہا ہے ہم دیوبندی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ آپ ہمیں دیوبندی سمجھتے ہیں کہ نہیں؟ جب تک آپ اس کی وضاحت نہیں کرتے اتحاد و اتفاق کیسے ہوسکتا ہے؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا قاری چمن محمد صاحب: آپ ہمیں دیوبندی سمجھتے ہیں یا نہیں؟

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: میری طرف سے اس کا جواب آسان اور مختصر ہے، اگر آپ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلہ ۱۹۶۲ء پر قائم ہیں تو ہم آپ کو دیوبندی سمجھتے ہیں۔ اب آپ میرے سوال کا جواب دیں کہ آپ ہمیں دیوبندی سمجھتے ہیں یا نہیں؟

مولانا قاری چمن محمد صاحب: آپ بتائیں لوگ آپ کو کیوں بریلوی کہتے ہیں؟

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: آپ ہم سے لوگوں کے جھوٹے الزام کے دلائل کہلواتے ہیں۔ ہمیں بریلوی کہنے کے مدعی آپ ہیں، دلائل ہم دیں؟ آپ اپنے دعویٰ پر خود دلائل پیش کریں۔

(عصر تا مغرب، مغرب سے عشاء اور عشاء کے بعد تک کا وقت اسی میں لگ گیا کہ مولانا قاری چمن محمد صاحب دوسرے فریق کو دیوبندی سمجھتے ہیں یا نہیں)

رات دس بجے کے قریب مولانا قاری چمن محمد صاحب کہا کہ: آپ مروجہ حیلہ اسقاط مروجہ دعاء اجتماعی بعد از جنازہ اور مروجہ دعا اجتماعی بعد از سنن کو بدعت کہتے ہیں تو ہم آپ کو دیوبندی سمجھتے ہیں۔ مولانا عبدالرؤف ربانی صاحب کے مطالبہ پر دونوں حضرات سے ہر ایک نے دوسرے کے متعلق اپنی رائے لکھ کر دی۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب نے لکھا:

معائدہ ضابطہ اخلاق درمیان مولانا قاری چمن محمد صاحب اور نثار احمد الحسینی

دوسری تفاصیل سے پہلے یہ طے پایا کہ دونوں فریق جب ایک دوسرے کو دیوبندی تسلیم نہیں کرتے کسی اتفاق کا تصور نہیں ہوسکتا۔

احقر نثار احمد الحسینی لکھتا ہے کہ مولانا قاری چمن محمد صاحب اور ان کے رفقائے کار اگر فیصلہ ۱۹۶۲ء راولپنڈی پر قائم ہیں تو دیوبندی ہیں۔ احقر ...... نثار احمد الحسینی

مولانا قاری چمن محمد صاحب نے لکھا: ''آج مورخہ ۲۸ ستمبر ۲۰۱۱ء کو ایک مجلس بمقام گاؤں بھوڈی حجرہ حضرت مولانا عبدالرؤف ربانی صاحب میں قائم ہوئی ان ہی کی دعوت پر، جس میں محبت و پیار کے طور پر باتیں ہوتی رہیں۔ الحمد للہ! یہ مجلس کا قیام اس لئے ہوا تھا کہ علاقہ چھچھ کی فضا کچھ دنوں سے غلط فہمیوں اور غلط افواہوں کی وجہ سے مکدر ہو چکی تھی تو اس کو کس طرح سدھارا جائے۔ تو میں اس پر سب کے سامنے تحریر کرتا ہوں کہ حضرت مولانا نثار احمد الحسینی صاحب جب اس بات کا برملا اقرار کرتے ہیں کہ مروجہ حیلہ اسقاط اور دعاء بعد از سنن ہیئت اجتماعی ایسے یہ عورتوں کا مزارات پر مروجہ انداز میں جانا واجب الترک ہے اور بدعت ہے۔ لہٰذا ہم نے نہ پہلے حافظ نثار احمد الحسینی صاحب کو بریلوی کہا نہ اب کہتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے بریلویت کی علامات سے برأت کی ہے۔ لہٰذا حافظ صاحب اور تمام ان کے رفقاء کار جوان مسائل میں ان کی طرح کہتے ہیں وہ سب دیوبندی ہیں۔'' چمن محمد عفی عنہ

ان تحریرات کے بعد فریقین نے علاقہ میں دینی کام کے لئے بحث و تمحیص کے بعد ضابطہ اخلاق طے کرنے کی بات کی۔

ضابطہ اخلاق پر عملی نفاذ کے لئے مولانا نثار احمد الحسینی نے تمہیداً کہا:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

باہم اتحاد واتفاق سے دینی کام کی دو صورتیں

باہم مدغم ہوکر یا اپنے اپنے جماعتی عنوان سے ضابطہ اخلاق کی پابندی کرتے ہوئے، پہلی صورت کو آپ سب پسند کرتے ہیں اور بہتر بھی ہے، مگر مشکل ہے۔

مولانا عبدالرؤف ربانی صاحب: پہلی صورت ہی بہتر ہے مگر اس میں کیا مشکل ہے آپ بتائیں؟

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: ان حضرات کا تعلق ''اشاعۃ التوحید والسنہ'' سے ہے، اس عنوان کے ہوتے ہوئے کوئی ادغام نہیں ہوسکتا: اس عنوان کے ساتھ ہم کسی طرح بھی نہیں چل سکتے۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: آپ کو اشاعۃ التوحید والسنہ سے کیا اختلاف ہے؟

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: ہم الحمدللہ! دیوبندی ہیں، جب کہ ''اشاعۃ التوحید والسنہ'' کا علمائے دیوبند سے عقیدۃً اور مسلکاً کوئی جوڑ نہیں۔ جو جماعت اکابر دیوبند کی دینی محنت کو یہودیت، عیسائیت اور بت پرستی کہتے ہیں؟

مولانا قاری چمن محمد صاحب: آپ ایک آدمی کی بات کو پوری جماعت پر کیسے لگاتے ہیں؟

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: یہ ایک آدمی کی بات نہیں جماعت کے امیر کی بات ہے۔ اس لئے پوری جماعت اس کی ذمہ دار ہے۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: یہ ملحوظ رکھیں کہ میں پنج پیری نہیں ہوں۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: آپ کی جماعت کا امیر تو پنج پیر میں ہے۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: ہماری اشاعۃ التوحید والسنہ اس سے الگ ہے، آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے فیصلہ ۱۹۶۲ء کے ساتھ کیا لکھا ہے کہ: ''یہی فیصلہ ہماری اشاعۃ التوحید والسنہ کا فیصلہ ہے۔''

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: اگر آپ نے اپنی نئی ''اشاعۃ التوحید والسنہ'' بنائی ہے تو اس کا مستقل اعلان کریں اور اس کے نظم وضبط (Body) کی وضاحت کریں؟ آپ اپنے ہاں تو علمائے دیوبند کی دینی محنت کو یہودیت، عیسائیت اور بت پرستی کہنے والوں کو قاطع شرک وبدعت کے القابات سے بلاتے ہیں تو اتحاد کس طرح ہوسکتا ہے؟

مولانا قاری چمن محمد صاحب: ہم نے اپنے مدرسہ میں یا حضرو اپنی کس مسجد میں انہیں بلایا ہو تو بتائیں؟

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: آپ نے ان القابات کے ساتھ مولانا محمد طیب طاہری وغیرہ کو کئی جگہ جھنجھ میں بلایا ہے۔ آپ نے سرپرستی اور صدارت کی ہے۔ اکابر علمائے دیوبند کے عقائد کو کفر وشرک کہنے والے عطاء اللہ بندیالوی کو آپ نے اپنے مدرسہ حضرو کے اشتہار میں ''ترجمان علمائے دیوبند'' اور اس کے بعد مرزا اٹک میں ''ترجمان عقائد علمائے دیوبند'' لکھا ہے۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: بندیالوی کو ترجمان عقائد علمائے دیوبند میں نے لکھا ہے۔ مگر ہم نے اس جلسہ میں علمائے دیوبند کی ترجمانی بھی اس سے کروائی ہے۔ مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے اکابر کی اس نے تعریف بیان کی ہے۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: علمائے دیوبند کے عقائد کو کفر وشرک کہنے کے بعد کہیں ان کی تعریف کرنے سے یہ الزامات دور نہیں ہوسکتے۔ اس لئے بہتر ہے کہ دونوں حضرات اپنے اپنے عنوان پر کام کریں اور

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ضابطہ اخلاق کی پابندی کریں۔ اس لئے کہ آپ کی جماعت تو فیصلہ ۱۹۶۲ء کو نہیں مانتی جب کہ آپ اس فیصلہ کی اتحاد واتفاق کے عنوان سے تشہیر کر رہے ہیں۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: ہماری جماعت مانتی ہے، جماعت کے امیر نے ''مسلک الاکابر'' میں حضور ﷺ کے سماع کا اقرار کیا ہے۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: یہ ''مسلک الاکابر'' ہے۔ ص ۲۹ پر عمومی سماع موتی کے انکار کے ساتھ لکھا ہے کہ: ''مقربین اور غیر مقربین کی کوئی تخصیص نہیں۔''

مولانا قاری چمن محمد صاحب: آپ ''مسلک الاکابر'' میں حضور ﷺ کے سماع کا انکار دکھائیں۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: حضور ﷺ گروہ مقربین کے سردار ہیں، جب سارے گروہ کے سماع کا انکار ہے تو اس میں حضور ﷺ بھی شامل ہیں۔ پھر آپ کے فیصلہ میں روح اور بدن کے تعلق کی بات ہے جبکہ آپ کی جماعت اس تعلق کی منکر ہے۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: ''مسلک الاکابر'' میں تعلق ثابت ہے ص ۱۲ پر دیکھیں۔

(''مسلک الاکابر'' ص ۱۲ سے ابن ابی العزا کا حوالہ دکھایا اس میں بدن سے روح کے تعلق کے مختلف مراحل کا تذکرہ ہے جبکہ خود مؤلف ''مسلک الاکابر'' کی طرف سے برزخ میں روح اور بدن کے تعلق کے بیان کردہ احتمال پر تنقید ہے۔ اسی طرح اس احتمال میں عام سماع موتی کے زائر کے سلام کا بھی ذکر ہے، جبکہ اسی ''مسلک الاکابر'' میں اس کی نفی موجود ہے۔ اس لئے یہ ''اشاعت'' کا موقف نہیں ہوسکتا)

مولانا قاری چمن محمد صاحب: ہمارے ادارہ (مدرسہ اشاعت القرآن، حضرو) میں کیا یہ مسئلہ کبھی بیان ہوا ہے؟

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: آپ کے مدرسہ میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ مولانا عبدالخالق صاحب نے دو سال پہلے مدرسہ اشاعت القرآن، حضرو میں سالانہ جلسہ میں بیان کیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب ''وفات النبی ﷺ'' باندھا ہے۔ ''حیات النبی ﷺ'' کا باب نہیں باندھا۔ اب وفات اور حیات کا تقابل کر کے دنیوی وفات سے برزخی حیات کی تردید مراد لینا مماتیت ہی کی دلیل ہے۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: آپ کو معلوم ہے یہ بات کس پس منظر میں کہی گئی۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: جی ہاں! مولانا عبدالخالق صاحب، احمد سعید ملتانی کے متعلق بیان کر رہے تھے کہ اگرچہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ''قرآن مقدس'' کتاب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دفاع میں لکھی ہے، مگر ہم اس کتاب کو نہیں مانتے۔ مولانا عبدالخالق صاحب، احمد سعید کی دلیل بھی بیان کر رہے ہیں اور تردید بھی کر رہے ہیں۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: یہ پس منظر نہیں، بات اور تھی۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: ہے اس کے علاوہ کیا بات تھی آپ ہی بتادیں غیب تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: مولانا یوسف شاہ صاحب ہارون نے ہمیں بتایا کہ حافظ رفیع صاحب کے مدرسہ میں ختم بخاری پر اسٹیج سیکرٹری نے ہمیں (نیلوی صاحب کے حوالہ سے) منافق کہا ہے اور نیلوی صاحب کی تردید کی ہے۔ مولانا عبدالخالق صاحب نے اس کی تردید میں یہ بات کہی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: اسٹیج سیکرٹری کی تردید کا باب وفات النبی ﷺ بیان کرنے سے تو کوئی تعلق نہیں، جہاں تک نیلوی صاحب کا معاملہ ہے۔ انہوں نے ۱۹۶۲ء کے فیصلہ کو ماننے والوں کے متعلق لکھا کہ: ان سے رفض کی بو آتی ہے۔ (ماہنامہ گلستان اسلام سرگودھا ج ۲، ش ۱۰، ص ۱۷، ۱۸، بابت ماہ شوال ۱۴۱۷ھ مطابق مارچ ۱۹۹۷ء)

آپ سے ہمارا یہی اختلاف ہے کہ آپ جس عقیدہ کو درست قرار دیتے ہیں۔ اس کو غلط قرار دینے والوں کی جب تردید کی جاتی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ یہ ہماری تردید ہے اور ہمارے بزرگوں کی تردید ہے۔

حسن اتفاق سے الحمدللہ! آج ہم اکٹھے ہیں آپ کے متعلق ایک افواہ کی وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ فیصلہ ۱۹۶۲ء کے متعلق اپنا عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ: جس طرح ہم دوسرے شرعی امور کو ادلہ اربعہ سے سمجھتے ہیں۔ فیصلہ ۱۹۶۲ء کو بھی اسی طرح سمجھیں گے۔ ادلہ اربعہ کی روشنی میں فیصلہ ۱۹۶۲ء کا مطلب ہے کہ حضور ﷺ عند القبر صلوۃ و سلام سنتے ہیں، مگر بمشیۃ اللہ تعالیٰ خرقاً للعادۃ! غلام مرتضیٰ ولد غلام کبریٰ کا آپ سے انٹریو بھی سامنے آیا ہوا ہے۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: غلام مرتضیٰ سے میری ملاقات ہوئی ہے، میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے یہ بیان کیوں لکھا؟ اس نے جواب دیا: میں آپ کے پاس آؤں گا ابھی تک اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ میں بمشیۃ اللہ تعالیٰ سننے کا قائل ہوں عادۃً سننے کا قائل نہیں ہوں۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: بمشیۃ اللہ کی قید ۱۹۶۲ء کے فیصلہ میں نہیں آپ نے کیوں اضافہ کیا بمشیۃ اللہ کی قید تو خرقاً للعادۃ کے لئے لگائی جاتی ہے، ورنہ مشیت اللہ کے بغیر تو زندہ بھی نہیں سن سکتا۔ فیصلہ ۱۹۶۲ء میں ہے: ''سنتے ہیں تو کیا آپ عادۃً ہمیشہ سننے کے قائل نہیں ہیں؟

مولانا قاری چمن محمد صاحب: میں آپ کو کیوں وضاحت دوں؟ اپنے ایمان پر آپ کو کیوں گواہ بناؤں؟ میں تمہیں اس قابل نہیں سمجھتا کہ اپنے ایمان پر گواہ بناؤں۔

(مولانا قاری چمن محمد صاحب کے غصہ پر یہ سوال تشنہ ہی رہا)

مولانا عبدالرؤف ربانی صاحب نے زور دیا کہ اب ضابطہ اخلاق طے کیا جائے۔

(مولانا قاری چمن محمد صاحب نے اس پر زور دیا کہ ضابطہ اخلاق میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر ۱۹۶۲ء کے ساتھ جو تفاصیل ہیں ان کو بھی ضابطہ اخلاق کا حصہ بنا کر فریقین کو اس کا پابند کیا جائے)

اس اضافہ پر مولانا نثار احمد الحسینی صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ ایک تو عقیدہ حیات النبی ﷺ کو عقیدہ کے عنوان سے لکھا جائے، مسئلہ کے عنوان سے نہ لکھا جائے۔ دوسرا اس فیصلہ کے بعد حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو تفاصیل بیان کیں ہیں ان کا تعلق اُس زمانہ کے حالات کے ساتھ ہے۔ اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: آپ مولانا قاری محمد طیب صاحب کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے؟ آپ مولانا قاری محمد طیب صاحب کے فیصلہ سے بھاگ رہے ہیں۔ ہم تو تسلیم کرتے ہیں۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: ہم نے فیصلہ کو تسلیم کیا ہے اس سے انکار نہیں کرتے بات دوسری تفاصیل کی ہے جو کہ نہ فیصلہ کا متن ہیں نہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی تحریر ہے، یہ ان کا وعظ ہے اور اس میں دو باتیں قابل غور ہیں: (۱) سید عنایت شاہ صاحب کے متعلق ان کا فیصلہ کہ وہ حیاۃ النبی ﷺ کے منکر نہیں اور (۲) کہ یہ مسئلہ کوئی اساسی مسئلہ نہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جہاں تک سید عنایت اللہ شاہ صاحب کا تعلق ہے ان کے متعلق حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ اُس وقت کے مطابق ہے۔ مولانا عبدالسلام صاحب (حضرو) نے مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے نام خط میں لکھا ہے کہ: اس مسئلہ میں جب فریقین کی طرف سے تشدد ہوا، اور رفتہ رفتہ قائلین کی طرف سے شاہ صاحب کے بارے میں فتویٰ بازی شروع ہوئی تو شاہ صاحب کے مزاج میں بھی سخت آ گئی۔ (ص ۶)

جب کہ اس کے بعد کے حالات میں شاہ صاحب روح مبارکہ اور جسم مبارک کے تعلق کا انکار کرتے ہیں۔

اسی طرح حیات النبی ﷺ کو غیر اساسی مسئلہ کہنے کا مطلب اس عقیدہ کی ایک جہت روح مبارکہ کے جسم مبارک سے تعلق کی کیفیت کا اختلاف ہے نہ کہ جسم مبارک کی حیات کا۔ جسم مبارک کی حیات کا عقیدہ تو اساسی اور بنیادی عقائد میں ہے۔ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں اور مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم نے "مکتوب سلیم" میں یہی لکھا ہے۔

اس لئے اگر آپ اس مجمل تحریر کے ذریعہ اپنے عندیہ کو کہ: "یہ کوئی اساسی عقیدہ نہیں" پر ہم سے دستخط لیتے ہیں تو ہم اس پر دستخط نہ کریں گے۔ ہم اکابر کی مجمل عبارات کو اکابر ہی کی مفصل عبارات سے سمجھیں گے۔

(اس پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کے مجمل یا مفصل ہونے یا اس کی وضاحت کے لئے کسی دوسری عبارت کے ہونے یا نہ ہونے کے لئے دارالعلوم دیو بند سے راہنمائی حاصل کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اس پر دستخط ہوئے مگر پھر مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کی رائے پر اتفاق ہوا۔

مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ۱۹۶۲ء کے عملی نفاذ کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں اور ان کا تعلق سید عنایت اللہ شاہ صاحب یا عقیدہ کی حیثیت سے نہیں فریقین اس پر عمل پیرا رہیں اس لئے ادارالعلوم دیو بند سے وضاحت کرانے کے بجائے درج ذیل عبارت بطور ضابطہ اخلاق پر سب نے اتفاق کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضابطہ اخلاق برائے مذہبی خدمات

اس پر یہ مجلس رات کے ڈیڑھ بجے مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کی دعاء پر برخاست ہوئی، مولانا عبدالرؤف ربانی صاحب نے خوشی میں نعرے لگوائے۔ مولانا ربانی صاحب ہی کی خواہش پر مولانا قاری چمن محمد صاحب اور مولانا نثار احمد الحسینی صاحب بغل گیر ہوئے، مگر یہاں ایک واقعہ نے خوشی کی اس کیفیت اور کئی گھنٹوں کی اس مجلس کو ناخوش گوار بنا دیا۔

<u>مولانا قاری چمن محمد صاحب:</u> مولانا قاری چمن محمد صاحب نے مولانا نثار احمد الحسینی صاحب سے بغل گیر ہونے کے بعد ان کے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: آپ اس کو صاف رکھیں تب سب ٹھیک ہوگا۔ اس پر مولانا نثار احمد الحسینی صاحب نے کہا: مولانا کئی گھنٹے ہم نے گفت وشنید کی، الحمد للہ! ایک نتیجہ پر پہنچے اور دستخط کئے۔ الحمد للہ ہمارا سینہ صاف ہے۔ نہ ہوتا تو یہ نتیجہ ہرگز نہ نکلتا۔ مگر آپ کو اب بھی ہم سے بدگمانی ہے تو یہ اتفاق کیسے ہوگا؟

<u>مولانا قاری چمن محمد صاحب:</u> فتوی بازی آپ نہ کریں گے۔

<u>مولانا نثار احمد الحسینی صاحب:</u> ہم نے فتوی بازی نہ کی ہے، نہ ان شاء اللہ کریں گے۔ ہاں! مسئلہ دائرہ اخلاق میں رہتے ہوئے بیان کریں گے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا قاری چمن محمد صاحب: ہم بھی یہ بیان کرتے رہیں گے کہ حیلہ اسقاط دعاء بعد جنازہ بدعت ہے۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: ہم نے کب سنت کہا ہے ہم بھی مروجہ کو بدعت کہتے ہیں۔

مولانا قاری چمن محمد صاحب: ہم یہ بیان کریں گے کہ یہ فتوی جعلی ہے شیخ الحدیث صاحب کا نہیں ہے۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب: ہم یہ وضاحت کرتے رہیں گے کہ یہ فتوی حضرت شیخ الحدیث صاحب ہی کا ہے۔ ہم نے الحمد للہ شیخ الحدیث صاحب کا دفاع کیا ہے اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے۔ اس گفتگو نے مجلس کی خوشی کو مکدر کر دیا اور رات گئے تک اتحاد و اتفاق کے لئے ہونے والی اتنی محنت کے باوجود ناخوش گوار جذبات پر مجلس ختم ہوئی۔

۲۸ رستمبر ۲۰۱۱ء کو ''بہودی'' میں طے ہونے والے ''ضابطہ اخلاق'' سے امید تھی کہ اس کے بعد اتحاد واتفاق کی راہ ہموار ہوگی، مگر اس کے صرف اٹھارہ دن بعد ۱۶ ر اکتوبر ۲۰۱۱ء کو مدرسہ اشاعت القرآن حضرو میں اتحاد بین المسلمین کے عنوان سے علاقہ چھچھ کے علما کا اجتماع بلایا گیا جس میں علاقہ کے اکابر کے سامنے مولانا عبدالسلام صاحب (حضرو) کے ایماء پر مولانا عبدالخالق صاحب نے مولانا نثار احمد الحسینی صاحب پر انہی جھوٹے الزامات کو دہرایا جن کی وہ مذاکرہ بہودی میں تردید کر چکے تھے۔ مولانا قاری چمن محمد صاحب نے ان الزامات کے غلط ہونے کو تسلیم کر کے اپنے قلم سے اسے لکھ چکے تھے۔

نیز مولانا عبدالخالق صاحب نے احقر پر بھی جھوٹا الزام لگایا کہ مفتی عبدالقادر صاحب اپنے اشتہار سے معذرت کر چکے ہیں۔ حالانکہ احقر نے حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع اور مولانا نثار احمد الحسینی صاحب دامت برکاتہم کی تائید میں اپنے اشتہار سے کوئی برأت نہیں کی۔ احقر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے اس اشتہار اور اس میں پیش کردہ موقف پر قائم ہے اور میں اس اشتہار کے حرف حرف کا ذمہ دار ہوں۔

۱۶ ر اکتوبر ۲۰۱۱ء کو ''اتحاد بین المسلمین'' کے عنوان سے ''اشاعۃ التوحید والسنۃ'' کے اس حلقہ نے حسب عادت خود اس ضابطہ اخلاق کو پامال کیا اور علاقہ کے علماء کو اس کا تماشائی بنایا۔ روزنامہ ''شالیمار'' نے بھی اس سفید پوش مجلس سے متاثر ہو کر اسے زینت بخشی، مگر صحیح حالات سے باخبر ہونے پر دوسرے دن ہی اس کی تردید شائع کر دی۔ دونوں اخباری خبریں ملاحظہ ہوں:

ماہنامہ "تعلیم القرآن" راولپنڈی جلد نمبر ۵۰ شمارہ نمبر ۸،۷ بابت شعبان، رمضان ۱۴۳۱ھ جولائی، اگست ۲۰۱۰ء صفحہ نمبر ۱۹ کا عکس جس میں مولانا عبدالسلام صاحب (حضرو) نے استاذ المحدثین، شیخ الحدیث، حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کو بدعتی قرار دیا

19

بیعت کی تھی اور حضرت بھی تفسیر میں مولانا حسین علیؒ کے تلمیذ رشید ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد صاحبؒ نے حضرت لاہوریؒ سے بھی بیعت کی تھی۔

1967ء میں شیخ القرآنؒ عمرہ کیلئے تشریف لے گئے ان کے پیچھے ان کے ایک عزیز فوت ہو گئے ہم دونوں حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں اس مرحوم کا جنازہ پڑھوانے کیلئے حاضر ہوئے

ہم نے مشورہ کیا کہ حضرت شیخ الحدیث جو جنازہ کے بعد دعا بھی فرماتے ہیں اور حیلہ اسقاط میں بھی بیٹھتے ہیں۔ حضرت کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ہم ان دونوں بدعات سے حضرت کو کیسے روکیں گے جنازہ سے قبل مولانا محمد صاحبؒ نے عرض کی حضرت آپ ہمارے بزرگ ہیں اگر آپ نے جنازہ کے بعد دعا فرمائی تو لوگ مدرسہ بند کر دیں گے ہمیں نکال دیں گے۔ اس پر حضرت نے فرمایا میں اسے ضروری نہیں سمجھتا پھر ہم نے عرض کی آپ حیلہ اسقاط بھی نہ کریں اس پر فرمایا میں صرف طالب علموں کیلئے لوگ اکٹھے کچھ خیرات دے دیتے ہیں، حیلہ کرتا ہوں اگر مجھے وارثوں نے نہ کہا تو میں یہ بھی نہیں کروں گا ہم نے عرض کی ورثا آپ کو نہیں کہیں گے۔ جنازہ کے بعد حضرت نے نہ دعا کی نہ حیلہ اسقاط کیا۔ جب شیخ القرآنؒ عمرہ سے واپس آئے تو ہم دونوں کو دعائیں دیں کہ آپ نے حضرت کو ناراض کئے بغیر دعا بعد جنازہ حیلہ اسقاط ختم کروا دیا۔ شیخ الحدیث مولانا نصیر الدینؒ نے مشکوۃ کے اوپر بعض مقامات پر حواشی لکھے ہیں اور ان کے حاشیے پر ملا علی قاری کا کہ جنازہ کے بعد دعا نہ کرے، یہ قول درج ہے ہم دونوں جب حضرت کی خدمت میں غور غشتی حاضر ہوتے تو حضرت شیخ القرآنؒ کا ضرور پوچھتے اور پیر بھائی ہونے کی وجہ سے حضرت کا قریبی تعلق شیخ القرآنؒ سے اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے تا وفات رہا ہے اور اسی وجہ سے مسئلہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں جب فریقین صلح کیلئے لاہور حضرت لاہوریؒ کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت غور غشتوی حضرت شیخ القرآنؒ کے ساتھ لاہور گئے تھے۔

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کو حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ کا دفاع کرنے پر مورد الزام ٹھہرایا گیا اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو بدعتی کہنے والوں کو ہیرو بنا دیا گیا۔

ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے ہے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضابطہ اخلاق برائے مذہبی خدمات

مابین مولانا نثار احمد الحسینی صاحب دظلہ مولانا قاری چمن محمد صاحب دظلہ تاریخ ۲۸ ستمبر ۲۰۱۱ء بمقام بہبودی تحصیل حضرو ضلع اٹک

- [illegible]
- [illegible] بیان ہوگی۔
- [illegible]
  [illegible] کا اعلان [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
  [illegible]

دستخط:

(۱) مولانا قاری چمن محمد صاحب [illegible] (۲) مولانا نثار احمد الحسینی صاحب [illegible]

(۳) [illegible] (۴) مولانا مفتی عبدالقادر صاحب [illegible]

(۵) مولانا مفتی عبدالحفیظ صاحب [illegible] (۶) مولانا مفتی محمد ادریس قاسمی صاحب [illegible]

(۷) مولانا [illegible] صاحب [illegible]

مولانا نثار احمد الحسینی صاحب کی مولانا چمن محمد صاحب اور ان کے رفقاء کے بارے میں رائے (بقلم مولانا نثار احمد الحسینی صاحب)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مولانا چمن محمد صاحب کی مولانا نثار احمد الحسینی صاحب اور ان کے رفقاء کے بارے میں رائے (بقلم مولانا چمن محمد صاحب)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَآءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

اور

منکر حیات النبی مولوی عنایت اللہ شاہ (خطیب جامع کالری ضلع گجرات)

کے مابین

تحریری مناظرہ

ناشر:

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

تعلیم القرآن لاہور

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۴۸۶

مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری دامت برکاتہم

اور

منکرِ حیات النبی مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب خطیب جامع گالری دروازہ گجرات

کے مابین

تحریری مناظرہ شروع ہوگیا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزاع کے پہلے دور میں ایک مرحلہ ایسا بھی آیا کہ مولانا ظفر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو فریقین نے اپنا ثالث تسلیم کرلیا۔ ثالث حضرات نے اپریل ۱۹۶۲ء کو فریقین سے اپنا عقیدہ اور اس کے دلائل طلب کئے۔ مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریر بھجوادی۔

دوسری طرف سے ایسے نہ ہوا۔ درمیان میں دیگر عوارض بھی آ گئے۔ یہ ساری تفصیل حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب کی کتاب میں آ گئی ہے، جو اس مجموعہ کے اوائل میں موجود ہے۔ اوائل میں جب ثالث حضرات نے پہلی تحریر لکھنے کا مطالبہ کیا۔ یہ پمفلٹ لاہور سے مولانا غلام مصطفیٰ بہاول پوری نے شائع کیا۔ محض ریکارڈ کے لئے اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثالثان: حضرت مولانا احتشام الحق صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی کی طرف سے فریقین کو مناظرہ کے پیغام۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی للکار

اور

منکر حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب کا فرار

کرایہ لینے سے انکار

خلیفہ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے منکر حیات النبی مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب کو کھلی چٹھی لکھ کر ثالث حضرات کی موجودگی میں باضابطہ مناظرہ کرنے کا چیلنج منظور کرلیا، اور شرائط اور تاریخ مناظرہ طے کرنے کے لئے منکر حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی کو ۱۷، ۱۸/ اپریل ۱۹۶۲ء سکھر اور کراچی پہنچنے کی دعوت دی، تاکہ ثالث حضرات کے سامنے شرائط اور تاریخ مناظرہ طے ہوجائے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد علی صاحب دامت برکاتہم نے ۹۰ روپے مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب کو اور ۱۰۰ روپے مولوی غلام اللہ خان صاحب کو بطور کرایہ بھیج دیئے۔ مگر جب ان دونوں حضرات منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ہم تو قابو آگئے۔ اگر ہمارے عقیدے اور شرائط مناظرہ کی تحریر ہوگئی تو دوغلی پالیسی کام نہیں دے گی۔ اس لئے منکرین نے راہ فرار اختیار کرلی اور کمال بزدلانہ شکست کا مظاہرہ کرتے ہوئے منکرین نے اعلان کردیا کہ جامع مسجد کالری دروازہ گجرات سے ہم باہر نہیں نکلیں گے۔ سچ ہے کہ ہر چیز اپنی اصل کو ظاہر کرتی ہے اور ''چوہا اپنی بل پر شیر'' ہوتا۔ اور شیروں کو گھر پر ہی للکارتا ہے۔ سمندر میں ڈوب مرنے کی بجائے گھر میں چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کے لئے تیار ہوگئے۔

اے گجرات کے لوگو! مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب زہر کا پیالہ پی لے گا مگر باضابطہ مناظرہ کرنے کے لئے کبھی تیار نہ ہوگا۔

حضرت مولانا احتشام الحق صاحب، راولپنڈی مولوی غلام اللہ خان صاحب کے پاس پہنچے تو وہاں سے منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی سنا کہ مولانا محمد علی صاحب جالندھری اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نے دونوں منکرین مذکورین کو ۱۸/ اپریل ۱۹۶۲ء کو کراچی پہنچنے کی دعوت دی ہے۔ تاکہ شرائط مناظرہ طے ہوجائیں۔ چنانچہ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی نے کراچی پہنچ کر مولانا محمد علی صاحب جالندھری کو اطلاع دی کہ میں جلدی تاریخ مناظرہ مقرر کرکے اطلاع دوں گا۔ لہٰذا ثالث حضرات نے دونوں فریقین کے نام چٹھی ارسال کردی۔ جس کا مضمون درج ذیل ہے:

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

محترم گرامی قدر مولانا محمد علی صاحب جالندھری

السلام علیکم! آپ نے مسئلہ حیات النبی ﷺ میں ہمیں ثالث تسلیم کیا ہے، اس لئے تحریر ہے کہ:

۱...... آپ اپنا دعویٰ اور اس کے دلائل تحریر کر کے ارسال کریں۔ اور اپنی تحریر کی دو کاپیاں ارسال کریں تا کہ ایک کاپی ہم دوسرے فریق کو روانہ کر سکیں۔ اس طرح چار چار پرچے تحریر کرائے جائیں گے۔

۲...... جو آپ تحریر کریں اس پر مولانا لال حسین صاحب اختر کے بھی دستخط ہوں۔ اگر ان کو آپ سے کوئی اختلاف ہو تو وہ اپنا اختلافی نوٹ تحریر کریں۔

۳...... اس کا جواب دس روز کے اندر روانہ کریں۔

دستخط: ظفر احمد عثمانی

دستخط: احتشام الحق تھانوی ۱۴/اپریل ۱۹۶۲ء

ثالث حضرات نے اسی مضمون کی ایک چٹھی منکرین حیات النبی ﷺ کو ارسال کر دی ہے۔ پس اے اہل گجرات، ان سے پوچھو کہ تحریری مناظرہ کے لئے تیار ہو یا نہیں۔ مگر ثالث حضرات کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہمارے بزرگان دین اور ترجمان عقائد اکابرین علماء دیوبند نے باضابطہ تحریری مناظرہ شروع کر دیا ہے۔

نہ معلوم منکرین نے راہ فرار اختیار کی ہے یا اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر تحریر کے لئے مشورہ کر رہے ہیں۔

نوٹ: جب ثالث حضرات فیصلہ تحریر کر لیں گے تو یہ فیصلہ شائع کر کے سارے پاکستان میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ تا کہ منکرین حیات النبی ﷺ کا علمی اور تحقیقی مقام معلوم ہو۔ اور اس منحوس عقیدہ انکار حیات النبی ﷺ کی بیخ کنی ہو جائے۔

ایک لاوارث کا پتہ چل گیا

یہ کتابچہ کس کا ہے، جو لاوارث پڑا گجرات میں پایا گیا: حلیہ سے مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب کا معلوم ہوتا ہے۔ قاضی مظہر حسین صاحب نے منکرین حیات النبی ﷺ سے باضابطہ مناظرہ کرنے کے لئے مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب کا چیلنج قبول کیا تو ثالث صاحبان کے پاس جا کر شرائط وضوابط طے کرنے کے لئے مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب اور مولوی غلام اللہ خان صاحب کو کراچی تک کا کرایہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا گیا۔ مگر شاہ صاحب باقاعدہ مناظرہ سے بچتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے لئے بہانہ کرتے رہے کہ میں اپنی مسجد میں ہی بیٹھا رہوں گا۔ کراچی جانے ثالثوں کو لانے اور شرائط طے کرنے کے لئے میں تیار نہیں۔ پھر اپنی خفت کو مٹانے کے لئے منکرین حیات النبی ﷺ نے ایک کتابچہ بغیر نام مصنف اور بغیر نام پریس کے شائع کیا ہے۔ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کتابچہ کس کا ہے۔ مصنف اور پریس کے بغیر یہ لاوارث نظر آرہا ہے۔ حلیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عنایت اللہ شاہ کا ہے۔ اپنی شکست سے اشک ہائے ندامت کو دھو رہے ہیں اور یہ مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب کی بزدلی اور ان کے اعتراف شکست کا عنوان نہیں تو یہ بے نام اور بے پریس کیوں ہے؟

آخر اس انداز پر چھاپنے کی شاہ صاحب کو یہ ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس لئے کہ واقعات میں غلط بیانی کرنے، جھوٹ بولنے اور سیاسی چالوں سے اپنا دھڑا مضبوط کرنے کی بزدلانہ کوشش ان کی طرف منسوب نہ ہو، اور اپنی بل پر چوہے کی طرح شیر بن کر للکارتا رہے کہ: ''میرے گھر آ کر مناظرہ کرو۔''

المشتہر: غلام مصطفیٰ تعلیم القرآن لاہور

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

پر

مولانا محمد امیر بندیالوی سرگودھا کی راہ فرار

اور

حضرت مولانا احمد سعید جامعہ عربیہ سراج العلوم سرگودھا کی

کامیاب فتح

شائع کردہ:

جناب حافظ محمد صادق رحمہ اللہ
مسلم بازار سرگودھا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مسئلہ حیات النبیؐ

پر

مولانا محمد امیر بندیالی خطیب مسجد بلاک 18 سرگودھا کی راہِ فرار

اور

حضرت مولانا احمد سعید صاحب استاذ حدیث جامعہ عربیہ سراج العلوم

کی کامیاب فتح

شہر سرگودھا میں

مولانا محمد امیر بندیالی، مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی

قاضی شمس الدین گوجرانوالوی اور مولانا غلام اللہ خان کی عبرتناک شکست

شائع کردہ — حافظ محمد صادق — خالد بوٹ ہاؤس مسلم بازار سرگودھا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفِ چند)

حافظ محمد صادق صاحب

جمعہ ۲۷/اپریل ۱۹۶۲ء کو اشاعۃ التوحید والسنہ کے رہنما حضرت مولانا محمد امیر بندیالوی نے سرگودہا بلاک نمبر ۱۸ کی مسجد میں حیات النبی ﷺ کے حضرات کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جس کو حضرت مولانا مفتی احمد سعید جامعہ سراج العلوم بلاک نمبر ۱ سرگودھا نے قبول کر کے تحریراً مطلع کیا کہ ۱۳/مئی ۱۹۶۲ء کو حسب وعدہ شرائط و تاریخ مناظرہ طے کرنے کے لئے حاضر ہوں گا۔ مولانا محمد امیر بندیالوی نے خط وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد مفتی احمد سعید صاحب نے مزید خطوط ارسال کئے، لیکن مولانا محمد امیر بندیالوی نے جواب تو در کنار، مرسلہ خطوط بھی وصول نہ کئے۔ چنانچہ پمفلٹ کی شکل میں وہ خطوط شائع کر دیئے گئے۔ جو اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہیں۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

پچھلے چند سال سے گجرات کے ایک مولوی نے علماء دیوبند کے خلاف مسئلہ حیات النبی ﷺ کی تردید کو اپنی زندگی کا اصل موضوع بنا رکھا ہے، چونکہ اسے علمی یا عملی طور پر کوئی ممتاز مقام حاصل نہ تھا، اس لئے علمائے دیوبند نے اسے لائق توجہ نہ سمجھا۔ مگر اب منکرین حیات ایک ٹولے کی شکل میں منظم ہو کر علمائے دیوبند کے خلاف اپنی جہالت کا زہر گل رہے ہیں۔ اسی ٹولے کے ایک مولوی محمد امیر صاحب بندیالی نے بھی پانچویں سوار کے طور پر ۲۷/اپریل ۱۹۶۲ء کے اپنے خطبہ جمعہ میں سرگودھا کے علمائے دیوبند کو چیلنج دیا۔ چنانچہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب مدرس جامعہ عربیہ سراج العلوم نے اسے منظور کرلیا او ۱۳/مئی ۱۹۶۲ء کی تاریخ شرائط مناظرہ کے لئے طے ہوئی ۱۲/مئی کی شام کو مولانا محمد امیر صاحب نے مولانا احمد سعید صاحب کا خط جس میں وہ مولوی محمد امیر صاحب کو ۱۳/مئی صبح ۹ بجے ان کے ہاں بلاک نمبر ۱۸ میں آنے کی خبر دے رہے تھے، وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کے چشم دید گواہ موجود ہیں۔ پھر مناظرے پر پابندی کی افواہ مشہور ہوئی، اس پر مولانا احمد سعید صاحب نے مولوی محمد امیر صاحب کو لکھ بھیجا کہ اگر تقریری مناظرے پر پابندی عائد ہوگئی تو پھر وہ تحریری مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس خط کو بھی مولوی محمد امیر نے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔

گجراتی مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب اور قاضی شمس الدین صاحب بھی ان کے پاس سرگودھا آئے ہوئے تھے، انہیں بھی مولانا احمد سعید صاحب کا خط وصول کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور مولانا محمد امیر نے خط پڑھ کر وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ اب وہ تمام خط و کتابت ہدیہ ناظرین ہے:

خط اوّل ...... مولانا محمد امیر صاحب بندیالی

ھو المستعان

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب   السلام علیکم!

آپ کا وفد مشتمل بر حاجی محمد ابراہیم صاحب و حاج محمد شریف صاحب مناظرہ کی استدعا لے کر تشریف لائے، جناب ہی کا اسم گرامی پیش کیا۔ چنانچہ ۱۳/مئی ۱۹۶۲ء بروز اتوار مناظرہ و شرائط مناظرہ کا تقرر ہوا۔ بندہ صبح اتوار ۱۳/مئی ۱۹۶۲ء، ۹ بجے سے لے کر عصر تک آپ کی انتظار کرے گا۔ بلاک نمبر ۱۸ جامع مسجد میں آپ کی انتظار ہوگی، تشریف لا دیں اور اپنی آمد کی تحریر دیں تا کہ فدوی کو تشفی ہو جائے بغیر تحریر کے کوئی معاملہ معتمد علیہ تصور نہیں ہوگا۔   محمد امیر کان اللہ لہ سرگودھوی، بلاک نمبر ۱۸ سرگودھا ...... یکم/مئی ۱۹۶۲ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خط دوم ...... جواب حضرت مولانا احمد سعید صاحب

هو الرشید

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ خاتم الانبیاء ﷺ

حضرت مولانا محمد امیر صاحب السلام علیکم!

گزشتہ جمعہ پر آپ کے چیلنج مناظرہ کو منظور کرتے ہوئے میں نے ایک وفد بھیجا اور اس کے وفد نے آپ کی زبانی شرائط مناظرہ کے لئے مؤرخہ ۱۳ رمئی ۱۹۶۲ء کی تاریخ مقرر کر دی جو کہ مجھے منظور ہے۔ میں مورخہ مذکورہ کو جامع مسجد بلاک نمبر ۱۸ میں وقت مقررہ پر حاضر ہو جاؤں گا اور شرائط مناظرہ طے کرنے کی غرض سے مکالمہ ہوگا اور اسی مکالمہ میں تاریخ مناظرہ و دیگر امور ضروریہ بھی طے ہوں گے۔ والسلام! احمد سعید عفی عنہ، از جامع مسجد بلال نمبر ا سرگودھا

مورخہ ۲رمئی ۱۹۶۲ء

خط سوم ...... حضرت مولانا احمد سعید صاحب

(جسے وصول کرنے سے مولوی محمد امیر نے انکار کر دیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء

بخدمت مولانا محمد امیر صاحب السلام علیکم!

احقر اپنی سابقہ تحریر مورخہ ۲رمئی ۱۹۶۲ء کے مطابق صبح ۹ بجے شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے آپ کے پاس جامع مسجد بلاک نمبر ۱۸ میں حاضر ہو رہا ہے۔ آپ مطلع فرما دیں کہ اس مجلس میں آپ کے ساتھ کتنے ساتھی ہوں گے، تاکہ میں بھی اسی تعداد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حاضر ہوں۔ میری تجویز یہ ہے کہ فریقین کے سات سات آدمی اس مجلس میں شامل ہوں۔ شرائط اور تاریخ طے ہونے کے بعد جب مناظرہ ہوگا، پھر اس پر سب عوام و خواص مطلع ہو سکیں گے۔ اس مجلس شرائط میں صرف اہل علم حضرات ہی شریک ہوں، تاکہ قواعد و ضوابط اچھی طرح طے ہو جائیں۔ احقر آپ کے جواب کا آج عشاء تک منتظر ہوگا۔ احمد سعید عفی عنہ ۱۹۶۲ء

ہم حلفیہ طور پر تصدیق کرتے ہیں کہ تحریر ہذا مولانا محمد امیر صاحب کے سامنے وصول کرنے کے لئے اور وصولی کے دستخط دینے کے لئے پیش کی گئی۔ انہوں نے اسے وصول کرنے سے بھی انکار کر دیا اور دستخط بھی نہیں دیئے۔ محمد علی بقلم خود ...... محمد صادق بقلم خود ...... حاجی محمد ابراہیم بقلم خود ...... عزیز الرحمٰن غفرلہ

خط چہارم ...... حضرت مولانا احمد سعید صاحب

(جسے وصول کرنے سے انکار کر کے مولوی محمد امیر نے مناظرے سے راہ فرار اختیار کر لی)

حامداً و مصلیاً مسجلاً

بخدمت مولانا محمد امیر صاحب بندیالی السلام علیکم!

بعض لوگوں کی زبانی یہ افواہ سنی گئی ہے کہ حکومت کی طرف سے تقریری مناظرے پر پابندی لگ رہی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ مولانا یہ مسئلہ اب پورے ملک کا مسئلہ بن چکا ہے اور عوام و خواص فریقین کے دلائل پر مطلع ہونے کے بہت خواہاں ہیں اس لئے احقر احمد سعید عرض پرداز ہے کہ اگر اس مناظرے میں کوئی پابندی لگ گئی تو پھر احقاق حق کی یہ کوشش تحریری طور پر جاری رہنی چاہئے اس کا مزید فائدہ یہ ہوگا کہ پورے ملک کے عوام و خواص کو فریقین کے دلائل معلوم کرنے کا موقع بھی مل جائے گا اور فریقین کی تحریریں مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی اور مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جیسے حضرات کی خدمت میں بھیجی جاسکیں گی۔ الحاصل آں کہ اگر کوئی ایسی پابندی لگی تو آپ تحریری مباحثے سے قطعاً فرار نہ فرمائیں اور اللہ قوم پر رحم کرتے ہوئے تحریری مقابلے میں ضرور آئیں۔ اس صورت میں احقر صبح نو بجے آپ کی پہلی تحریر کا جو آپ کے عقیدے دعوے اور آپ کے دلائل پر مشتمل ہو منتظر ہوگا اور میرا جواب آپ کو ظہر تک موصول ہو جائے گا۔ اب اگر آپ نے اپنے دلائل تحریر کر کے نہ بھیجے تو اسے آپ کا فرار سمجھا جائے گا۔ راقم الحروف چونکہ تدریسی امور میں بہت زیادہ معروف رہتا ہے، اس لئے اس سلسلہ کی ساری تحریریں عزیزم مولوی محمد صادق خالد بوٹ ہاؤس کے پاس جمع رکھتا ہوں، آپ بھی ان ہی کے پتہ پر اپنا پرچہ ارسال فرمائیں:

احمد سعید عفی عنہ ...... بوقت آٹھ بجے شام

مورخہ ۱۲ رمئی ۱۹۶۲ء

گواہان جن کے سامنے مولانا محمد امیر نے مناظرے سے راہ فرار اختیار کی:

محمد بلال ...... محمد حسین ...... عبدالغفور ...... کریم الدین ...... مرزا اکرم بیگ ...... چودہری محمد صدیق

حرف آخر

مولانا محمد امیر صاحب بندیالی اور ان کے جملہ اعوان وانصار مثل
مولوی عنایت اللہ اور مولانا غلام اللہ خان صاحبان کو

تقریری مناظرے کا کھلا چیلنج

اے منکرین حیات النبی ﷺ آپ حضرات کسی بھی مقام پر حکومت سے باضابطہ تقریری مناظرے کی اجازت لے کر ہمیں مطلع کر دیں ہم اس تقریری مناظرے کے لئے مبادی وشرائط تحریری طور پر طے کرنے کے بعد حضرت مولانا احمد سعید صاحب کو لے کر وہاں حاضر ہو جائیں گے۔ اگر کچھ بھی ہمت ہے تو میدان تحقیق میں اتریں اور اگر تقریری مناظرے کی حکومت کی طرف سے اجازت نہ مل سکے تو پھر تحریری مناظرے کے لئے ہم سے باقاعدہ خط وکتابت کریں عوام کو اس ذہنی الجھن میں آپ حضرات نے کیوں ڈال رکھا ہے۔ تقریری مناظرے کی حکومت اجازت نہیں دیتی اور تحریری سے آپ بھاگ رہے ہیں۔ اگر کچھ بھی جرأت ہے تو یا تقریری مناظرے کی اجازت حاصل کیجئے، یا تحریری مناظرے کے لئے سامنے آیئے۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب کو لانا ہمارے ذمہ ہوگا۔ المکلفان: حاجی محمد ابراہیم لدھیانوی وحافظ محمد صادق خادمان مسلک اکابر دیوبند ساکنان سرگودھا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (الحدیث)

مسئلہ
حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علماء دیوبند اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری
ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

شائع کردہ:

مولانا محمد نواز بلوچ

صدر اہلسنت والجماعت گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

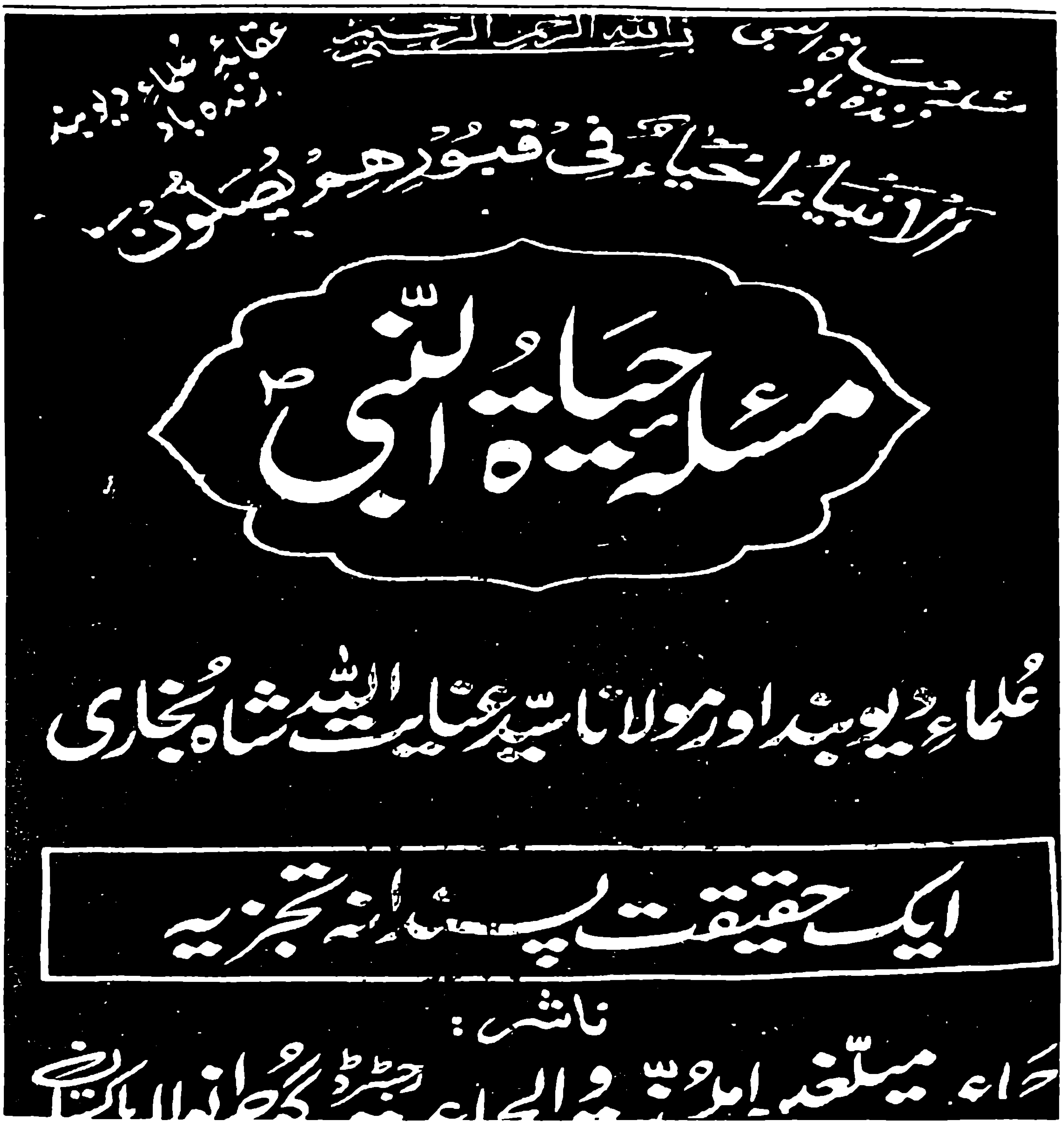
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

مسئلہ حیاۃ النبی ﷺ

علماء دیوبند اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری

ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

ناشر:

ادارہ مبلغین اہل سنت والجماعت رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

محمد نواز بلوچ صاحب صدر مبلغین اہل سنت والجماعت گوجرانوالہ

گوجرانوالہ کے معروف عالم دین مولانا محمد نواز بلوچ نے عرصہ ہوا، ایک کتابچہ تحریر کیا جس کا نام "مسئلہ حیات النبی ﷺ، علماء دیوبند اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری، ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ" رکھا جو اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد!

پاک و ہند میں خصوصاً اور تمام عالم میں عموماً علماء دیوبند قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ اور عالم ربانی قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کی روحانی اولاد کا کردار ہر اعتبار سے چاہے وہ مذہبی ہو یا سیاسی فقید المثال ہے۔ یہ وہ جماعت ہے کہ جس نے گوروں کے مضبوط قلعوں میں دراڑیں ڈالیں اور انگریز آج بھی دیوبند کا نام سن کر کانپتا ہے اور انگریزوں کی خواہشات کی تکمیل میں یہ جماعت بہت بڑی رکاوٹ تھی اور اب بھی ہے اس واسطے اس نے اس جماعت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے پورا زور لگایا اور وہ اس منصوبے میں کافی حد تک کامیاب ہوا۔ چنانچہ اس وقت ایسی مضبوط جماعت کہ جس کے کارکنوں کا ثانی کوئی نہ تھا، سیاسی اور مذہبی اعتبار سے مختلف ناموں میں تقسیم ہو چکی ہے: "عیاں راچہ بیاں"

اس جماعت کے حصے بخرے کرنے میں جہاں انگریز کے گماشتے سیاسی لیڈروں کا کردار ہے، وہاں پر کچھ مذہبی انانیت رکھنے والوں کا بھی کافی حصہ ہے جن میں سرفہرست مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری گجراتی ہیں۔ یہ شروع شروع میں توحید وسنت کا لبادہ اوڑھ کر علماء دیوبند کی جماعت میں شامل ہو گئے، کیونکہ علماء دیوبند کا بنیادی مشن اور پروگرام ہی توحید وسنت کا پرچار اور شرک وبدعت کی تردید تھا اور اب بھی ہے۔ اس واسطے انہوں نے ان کو گلے لگا لیا اور شہر شہر اور بستی بستی ان کا تعارف کرایا، تو جب یہ عوام الناس میں متعارف ہو گئے تو رفتہ رفتہ انہوں نے اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کا پروگرام بنایا اور توحید کی آڑ میں توہین انبیاء علیہم السلام شروع کر دی۔ وہ اس طرح کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخیہ فی القبر کا انکار کر دیا اور خصوصاً سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات کو اپنے مذموم ارادوں کا ہدف بنایا، اگرچہ وہ اس منصوبہ میں اپنی مرضی کے مطابق کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ ان کے نظریات کو علماء دیوبند نے یکسر رد کر دیا تاہم عوام میں ایک نیا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ شاہ صاحب چونکہ عوام کے سامنے دیوبندیت کی نسبت سے آئے تھے اور اب بھی اپنی نسبت، دیوبند کی طرف کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا علماء دیوبند کے نظریات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اس واسطے ہم نے ضروری سمجھا کہ عوام کو اس عقیدہ کے بارہ میں علماء دیوبند کے موقف سے آگاہ کیا جائے اور شاہ صاحب کی حیثیت واضح کر دی جائے، تاکہ کوئی دھوکے میں نہ رہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا جائے کہ ان کا عقیدہ اپنا ذاتی اور خود ساختہ ہے یہ عقیدہ نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے، اور اگر وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ میرا عقیدہ قرآن وسنت پر مبنی ہے تو اپنا وقت اور عقیدہ تحریر کر کے ہماری طرف روانہ فرما دیں۔ ہمارا موقف اور شرائط حاضر ہیں، اس موقف اور شرائط پر شاہ صاحب جس وقت چاہیں یا ان کا کوئی وکیل تو ہم گفتگو کے لئے تیار ہیں، لیکن یاد رہے!

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب میں اپنا موقف اور شرائط تحریر کرتا ہوں جس کے مرتب ہیں مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی۔

فقط: محمد نواز بلوچ

صدر جماعت مبلغین اہل سنت والجماعت رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) ہم اہل سنت والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے لئے جیسی موت مقدر تھی وہ آپ ﷺ پر وارد ہوئی۔ اس موت کا وعدہ اور پیش گوئی قرآن پاک میں تھی مگر اس کا تحقق اور وقوع قرآن پاک میں ہرگز ہرگز مذکور نہیں۔ اس وقوع کا ذکر خطبہ صدیق میں ہے۔ (بخاری ج۱ ص ۵۱۷)

(۲) اس دنیا سے انتقال کے بعد روضہ اطہر (قبر مبارک) میں آپ ﷺ کو حیات حاصل ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ (القول البدیع ص ۱۲۵، رسالہ مدینہ ص ۴۱، اشعۃ اللمعات ج۱ ص ۶۱۳، مظاہر حق ج۱ ص ۴۴۵، انوار المحمود شرح ابی داؤد ج۱ ص ۶۱۰، الفتاوی اکبری بن حجر مکی)

(۳) آپ کا روضہ اطہر مدینہ منورہ میں ہے۔ اِس سے مسلمان تو مسلمان کوئی کافر بھی انکار نہیں کرتا۔

(۴) اس روضہ اطہر میں آپ ﷺ کا جو جسد مطہر ہے وہ دینوی عنصری ہے مثالی نہیں۔ اس کا بھی آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس دنیوی حیات سے ہمارا یہی مطلب ہے کہ قبر مبارک میں اس دنیا والے جسد اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے جس کی وجہ سے اس بدنِ اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے۔ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے۔ (ضمیمہ المہند ص ۱۵۹)

(۵) یہ جسد اطہر کی حیات عالم برزخ میں ہونے کی وجہ سے ہم سے پردہ میں ہے۔ جیسے فرشتے یقیناً زندہ ہیں، مگر ہمیں اُن کی حیات کا شعور نہیں۔ ان معنوں میں اہل سنت اس حیات کو برزخی بھی کہتے ہیں۔

(۶) قبل ازیں جب یہ جھگڑا اُٹھا تھا تو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ فیصلہ ہوا تھا۔ فیصلہ وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اُس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔

احقر محمد طیب وارد حال راولپنڈی ۲۲/جون ۱۹۶۲ء

دستخط...... مولانا قاضی نور محمد صاحب   دستخط...... لاشئی (مولانا) غلام اللہ خان

دستخط...... مولانا محمد علی جالندھری عفا اللہ عنہ   (ماہنامہ تعلیم القرآن ماہ اگست ۱۹۶۲ء ص ۲۴، ۲۵)

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ پر اس فیصلہ کی پابندی لازم قرار دی گئی۔ (ایضاً ص ۵۳)

مولانا غلام اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محترم قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ اس پر دستخط کر دیئے جائیں کیونکہ سماع صلوٰۃ عند القبر الشریف پر تو تمام اکابر علمائے دیوبند متفق ہیں۔ اس لئے اگر جماعت کی خیر خواہی اور نزاع کو ختم کرنے کے لئے اس پر دستخط کر دیئے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ دونوں حضرات نے دستخط کر دیئے۔ یہ دونوں حضرات مولانا قاضی شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مطمئن تھے، کیونکہ وہ سماع صلوٰۃ کو اپنے خط میں تسلیم کر چکے تھے۔ (ایضاً ص ۵۴)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

باقی رہا آنحضرت ﷺ کے قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ وسلام کے سماع کا مسئلہ تو اس میں فریقین کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہیں۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء ص ۱۸)

یہ وہ فیصلہ ہے جس کی دھجیاں اشاعت التوحید والسنہ نے اُڑا کر پھر دین میں فتنہ اور ملک میں فساد برپا کر دیا۔

تنقیحات: (۱) آنحضرت ﷺ کے دنیوی جسد اطہر کو روضہ پاک میں جو حیات حاصل ہے، وہ ایسی حیات ہرگز نہیں جو ہر اینٹ و پتھر میں بفحوائے آیت کریمہ "ان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم" میں موجود ہے۔ اس پتھری حیات کا قائل کوئی بھی اہل سنت والجماعت میں سے نہیں، بلکہ آپ کی انسانی روح اقدس کے تعلق سے یہ حیات ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ کے دنیوی جسد اطہر کو روح مبارک کے تعلق سے جو حیات حاصل ہے وہ تعلق، تعلق حیات ہے اور لا بشرط شئی کے درجہ میں روح پاک کے اتصال اور دخول دونوں سے عام ہے۔ اگر روح مبارک کا مستقر اعلیٰ علیین میں مان کر اس کے اتصال ونفوذ سے دنیوی جسد اطہر میں حیات تسلیم ہو اور اسی تعلق حیات سے سماع عند القبر شریف کا اعتقاد ہو۔ تو بھی حیات النبی ﷺ کا عقیدہ قائم ہو جاتا ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴/۱۲۵، کتاب الروح ص ۱۲۴/۱۲۵، فتح الملہم ج ۳ ص ۴۲۱)

اگر روح مبارک کا آنحضرت ﷺ کے جسد اطہر میں دخول وتلبس مان کر آپ کی حیات تسلیم کی جائے اور سماع کا اقرار کر لیا جائے تو بھی عقیدہ حیات النبی ﷺ کا تحقق ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲، حیات الانبیاء از بیہقی ص ۱۴، شرح شفا ملا علی قاری ج ۲ ص ۱۴۲، وفاء الوفا للعلامۃ السمہودی ج ۲ ص ۴۰۷، شفاء السقام للسبکی ص ۱۵۴، الرسائل القشیریہ ص ۱۰، انباء الاذکیاء للسیوطی ص ۲، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۴۷، تیسیر القاری ج ۳ ص ۲۶۲)

الغرض کیفیت وصول حیات کے اختلاف سے حیات النبی ﷺ کا اجماعی عقیدہ متاثر نہیں۔ اس اختلاف کو چھیڑنا اصل بحث سے فرار سمجھا جائے گا۔

(۳) وفات کے بعد حیات زیر بحث ہے اس لئے وفات کی طرف سے بھاگنا بھی بحث سے خروج ہو گا۔

(۴) برزخ کی وضاحت ہو چکی ہے اگر حیات برزخیہ کا مطلب یہ ہو کہ حیات پاک تو روضہ اطہر والے جسد پاک میں ہی ہے، مگر ہم سے پردہ میں ہے تو یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور برزخیہ کا یہ معنی کرنا کہ جسد پاک کے ساتھ روضہ اطہر میں روح کا کوئی تعلق نہیں تو یہ عقیدہ ہرگز اہل سنت والجماعت کا نہیں ہے۔

(۵) عقیدہ حیات النبی ﷺ بہ تفصیل بالا عقائد ضروریہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔ اس کا منکر یقیناً اہل سنت والجماعت سے خارج اور بدعتی ہے اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(فتویٰ دار العلوم دیوبند ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ، بحوالہ المسلک المنصور ص ۴۸، ۴۹)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرائط مناظرہ مابین اہل سنت والجماعت ومولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری گجراتی

شاہ صاحب نہ تو اہل سنت والجماعت میں سے ہے کیونکہ ان کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کی کسی کتاب میں درج نہیں اور نہ ہی وہ اہل سنت والجماعت کی عرب وعجم کی مسلمہ دستاویز ''المہند علی المفند'' پر دستخط کرتے ہیں۔ بلکہ وہ احمد سعید چتروڑی کی طرح تمام علمائے اہل سنت والجماعت اور عوام اہل سنت والجماعت کو قرآن پاک کی ۷۰ آیات قطعی الدلالت اور ۱۸۰۰/احادیث قطعی الثبوت وقطعی الدلالت کا منکر قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح شاہ صاحب فرقہ، اشاعت التوحید والسنہ سے بھی تعلق نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ مولانا غلام اللہ خاں مرحوم اور قاضی نور محمد صاحب مرحوم کے مسلمہ فیصلہ پر بھی دستخط نہیں کرتے اور وہ ان ہر دو بزرگواروں اور ان کے ہزاروں معتقدین کو منکر قرآن مانتے ہیں۔

<u>نوٹ</u>: فرقہ ''اشاعت التوحید والسنہ'' کی تاریخ پیدائش ۲۹ نومبر ۱۹۵۷ء ہے۔

(تعلیم القرآن ص ۴۱، بابت ماہ جنوری ۱۹۵۸ء)

<u>نوٹ</u>: دریا خان میں ۱۸اپریل ۱۹۸۷ء کو مولانا شیخ غلام یٰسین رہنما اشاعت التوحید والسنہ ومناظر اشاعت التوحید والسنہ مولوی محمد یونس صاحب نے فرقہ اشاعت التوحید والسنہ کو اہل سنت والجماعت (دیوبند) سے الگ فرقہ تسلیم کرلیا ہے، اور یہ اسٹام پر درج ہے۔ اسٹام کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس موجود ہے۔

شاہ صاحب کا عقیدہ کوئی جماعتی عقیدہ نہیں، بلکہ وہ صرف ان کی ذاتی رائے ہے جو کسی مسلمہ اسلامی کتاب میں درج نہیں ہے۔ دنیا میں ہر فرقے کی مسلمہ عقیدوں کی کتابیں ہیں، مگر شاہ صاحب کے مکمل عقائد کی کوئی مسلمہ کتاب دنیا میں موجود نہیں، جس میں ان کے مکمل عقائد درج ہوں اور اس پر ۲۵ ذمہ دار علماء کی تصدیقات ہوں، یا عام مدارس میں بطور نصاب وغیرہ متداول ہو۔

<u>نوٹ</u>: جب یہ عقیدہ ان کا صرف ذاتی عقیدہ ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ قبر مبارک میں زندہ نہیں اور آپ ﷺ روضہ اطہر پر پڑھا ہوا درود وسلام نہیں سنتے۔'' جب یہ عقیدہ کسی اسلامی فرقہ کی مسلم کتاب میں درج نہیں اور وہ سب اسلامی فرقوں سے الگ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رہے ہیں تو انہیں اسلامی فرقوں کی کتب حدیث، تفسیر، اصول، اسماء الرجال وغیرہ سے عوام کو دھوکا دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

شاہ صاحب کا ذاتی عقیدہ جس پر ان کے مناظر مولوی محمد یونس نے دستخط کئے:

(۱) مثبت پہلو: عذاب وثواب قبر حق ہے۔ جس مردہ کے ذرات (اندرا گاندھی کی طرح) تمام ملک بلکہ دنیا میں منتشر ہو جائیں، تب بھی ان میں ایسی حیات ہوتی ہے۔ جس سے ان ذرات کو دکھ سکھ کا احساس ہوتا ہے۔ اس کا منکر کافر ہے (ملخصاً) اس پر مولوی یونس نے ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو دریا خان میں دستخط کئے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۲) منفی پہلو جس طرح شاہ صاحب کا عقیدہ ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں۔ خدا کا کوئی باپ نہیں، بیٹا نہیں، بیوی نہیں۔ خدا کو نیند آتی ہے نہ اونگھ اور یہ عقیدے صراحتاً قرآن پاک میں ہیں اسی طرح یہ عقیدہ بھی صراحتاً قرآن پاک میں ہے کہ: ''حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نہیں اور عند القبر پڑھا ہوا، درود و سلام وہ نہیں سنتے۔'' یہ ان کے عقیدے کے دونوں مثبت اور منفی پہلو ہیں۔

ہاں اگر شاہ صاحب اپنے ذاتی عقیدہ سے توبہ کر کے فرقہ اشاعت التوحید والسنہ میں شامل ہو جائیں تو وہ اشاعت التوحید والسنہ کے مندرجہ ذیل مسلمہ عقیدہ پر دستخط کر کے ان کو قرآن و حدیث کی قطعی نصوص سے ثابت کر دیں وہ عقیدہ یہ ہے: ''وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔''

احقر محمد طیب وارد حال راولپنڈی ۲۲/جون ۱۹۶۲ء

دستخط: مولانا قاضی نور محمد صاحب مرحوم　دستخط: مولانا غلام اللہ خان صاحب مرحوم　دستخط: مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ ضروری: شاہ صاحب کے مناظر نے ۳۰/ستمبر ۱۹۸٦ء کو جنڈانوالہ ضلع بھکر میں قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے جماعتی عقیدے پر دستخط کرنے سے زور شور سے انکار کیا، بلکہ ان ہر دو بزرگوں اور ان کی جماعت کو منکر قرآن قرار دیا۔ لیکن ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء کو شیخ غلام یٰسین صاحب کے ذاتی عقیدے پر دستخط کر دیئے۔ (دریا خان میں) اب اگر شاہ صاحب یا ان کا مناظر فرقہ اشاعت التوحید والسنہ کے عقیدہ پر دستخط کر دیں تو فرقہ اشاعت التوحید والسنہ کے دستور کے مطابق ''پہلے اشاعت التوحید والسنہ کا مندرجہ بالا عقیدہ لکھ کر فرقہ اشاعت التوحید والسنہ کے صوبائی امیر سے اجازت حاصل کریں کہ میں اس درج شدہ جماعتی عقیدہ کو قرآن و حدیث کی نصوص قطعیہ سے ثابت کرنے کے لئے اہل سنت والجماعت سے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے مجھے بطور جماعت مناظر کے مناظرہ کی اجازت دی جائے اور ساری جماعت میری فتح و شکست کو اپنی پوری جماعت کی فتح و شکست سمجھے۔''　دستخط و تصدیق امیر صوبائی

(۱) آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔''

(بخاری ج۱ ص ۳۷۷، مسلم ج۱ ص ۴۹۴)

مراد یہ ہے کہ جو شرط کسی شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو وہ باطل ہے۔

(۲) نام: دوران مناظرہ ہر فریق اپنا وہ نام استعمال کرے گا جس جماعت کی مسلمہ کتاب کے حوالہ سے اس نے اپنا عقیدہ پیش کیا ہے۔ اگر کسی جماعت کی مسلمہ کتاب سے حوالہ پیش نہ کر سکے تو وہ فریق واضح کرے گا کہ یہ میرا ذاتی عقیدہ ہے کسی اسلامی فرقے سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یا ایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود (المائدۃ: ۱)''

اے مومنو! اپنے وعدوں کو پورا کرو اور ہم اپنا نام اہل سنت والجماعت استعمال کریں گے اور حضرات علمائے دیوبند رحمۃ اللہ علیہم کا نام لیں گے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۳) آیت بالا کے مطابق ہی ہم اہل سنت والجماعت کا مسلمہ ادلہ اربعہ سے استدلال کریں گے اور استدلال کے دوران اہل سنت والجماعت کی کتب اصول وفقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ کو ملحوظ رکھا جائے گا جو اصول اہل سنت الجماعت میں اجماعاً مسلم ہوں گے ان کو لازماً مانا جائے گا اور اگر اختلاف ہوگیا تو حنفی اصول فقہ کو بوقت اختلاف راجح رکھا جائے گا۔

آپ بھی اپنے فرقہ کی مسلمہ کتب اصول کا نام دیں جن کی پابندی کریں گے یاد رہے اہل سنت والجماعت کی کتب اصول سے کسی اصل کے سرقہ کی اجازت نہیں ہوگی۔ مسلمہ کتابوں کی شرط اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر (الحج: ۸، لقمان: ۲۰)''

(۴) ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدۃ)''

دین کامل ہے، اس لئے جب تک ہر فریق اپنے عقیدہ کے ہر پہلو کو مکمل طور پر اپنی مسلمہ کتاب سے واضح نہ کرے مناظرہ شروع نہ ہوگا۔ ''وھو فی الخصام غیر مبین'' (۱۸:۴۲)

اس سے معلوم ہوا کہ مناظرہ میں بات کو واضح نہ کرنا بہت بڑا عیب ہے اس لئے اپنے عقیدہ کے معتقد اور منکر کا حکم صراحۃ کسی مسلمہ کتاب کے حوالہ سے بیان کیا جائے گا اور پھر دلیل سے اسے ثابت کیا جائے گا۔

(۵) ثبوت دلیل: قرآن پاک کی ہر آیت قطعی الثبوت ہے۔ احادیث میں جن احادیث کو محدثین یا فقہاء نے متواتر یا مشہور قرار دیا ہو۔ خواہ تواتر کی کوئی قسم ہو یا تلقی بالقبول یا اجماع کی تائید حاصل ہو اس کی سند وغیرہ پر بحث نہیں کی جائے گی۔

''کل حدیث اجمع السلف علی قبولہ او تواترت اھلیۃ رواتہ فلا حاجۃ عن البحث من عدالۃ رواتہ وما عدا ذلک یبحث عن عدالۃ رواتہ'' (عقد الجید ص ۵۲)

صاحب نور الانوار اخبار احاد کے بارہ میں فرماتے ہیں: ''لکن لما تلقۃ الامۃ القبول صارت بمنزلۃ المشھور'' (ص ۲۵۹ مترجم)

پھر فرماتے ہیں کہ: ''لما کان خبر الواحد لم تبلغ رواتہ قدر التواتر والشھرۃ فلابد ان یعرف حال راویہ'' (ص ۲۶۰) یہی قاعدہ (تدریب الراوی ج ۱ ص ۶۸، ص ۱۳۱، ۱۳۳) پر درج ہے۔

جناب قاضی شمس الدین صاحب مرحوم فرماتے ہیں: ''خبر واحد کے متعلق جو یہ مشہور ہے کہ وہ مفید ظن ہوتی ہے قطع کی نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر قرائن کے وہ مفید ظن کی ہوتی ہے قطع کی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اس سے قرائن موجود ہوتے ہوئے بھی قطع حاصل نہیں ہوتا۔'' (ماہنامہ تعلیم القرآن ص ۱۶ مئی ۱۹۵۹ء)

و طریق نقلہ لذلک عن المجتھد احد الامرین اما ان یکون لہ سند فیہ او یاخذہ من کتب معروف قد اولتہ الایدی نحو کتب محمد بن الحسن ونحوھا لانہ بمنزلۃ التواتر المشھور۔ (شامی ج ۱ ص ۴۷)

(۶) ''قولوا للناس حسنا۔ قولوا لھم قولا معروفا۔ قولا لہ قولا لینا۔ واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذاقربی۔ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیداً'' (ج ۳۳ ص ۷۰)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خوف خدا کے ساتھ بات احسن اور نرم ہوگی۔ قول معروف، قول سدید، قول عدل جس کو فقہاء کی اصطلاح میں مفتیٰ بہ اور علمائے عقائد کی اصطلاح میں مذہب جمہور اور مسلک منصور کہا جاتا ہے، پیش کیا جائے گا۔ اس کے سوا کوئی غیر معروف، ناسدید، غیر عدل قول یعنی غیر مفتیٰ بہ، شاذ یا ضعیف قول ہرگز پیش نہیں کیا جائے گا۔

''ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وفرق للاجماع وان الحکم الملفق باطل بالاجماع'' (درمختار ج ۱ ص ۵۱)

(۷) ''فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ'' (۷:۳)

محکمات کے مقابلہ میں متشابہات پیش کرنا کج دلی اور کج روی ہے۔ اسی طرح علماء کے بعض اقوال میں اجمال یا ابہام یا اشتباہ ہوتا ہے۔ ایسے اقوال پیش نہ ہوں گے، ایسے اقوال کا مطلب خود ان حضرات کے واضح اقوال یا مسلک جمہور کی تائید سے لیا جائے گا، ورنہ سکوت اختیار کیا جائے گا۔ استدلال نہیں کیا جائے گا۔

(۸) ''ماضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون'' (۵۸:۴۳)

اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن الزبعری رضی اللہ عنہ اور اُس کے ساتھی کافروں کو محض جھگڑالو قرار دیا، کیونکہ وہ بتوں والی آیتیں نبیوں پر لگاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ: ''ھم شرار خلق اللہ'' یہ لوگ خدا کی مخلوق میں سب سے زیادہ شریر ہیں، کیونکہ کافروں والی آیات مؤمنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴)

زیر بحث مسئلہ میں بتوں اور کافروں والی آیات انبیاء علیہم السلام پر چسپاں نہیں کی جائیں گی، بلکہ صرف انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں آیات وروایات پیش ہوں گی۔

(۹) ''ان اللہ یامرکم أن تؤدوا الامانات الی اھلھا'' (۵۸:۴)

اور رسول پاک ﷺ بیعت کے وقت یہ عہد لیا کرتے تھے: ''ان لا تنازع الامر اھلہ'' اور فرمایا کرتے تھے: ''اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ'' اس آیت اور احادیث کے اہل اور نااہل کی تقسیم فرمادی۔ اور نااہل کو اہل سے منازعت سے روکا۔ بلکہ نااہل کی مداخلت ہی کو دین کی تباہی قرار دیا۔ اس لئے قرآن حدیث کی تفسیر بالرائے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔ اس میں مفسرین ومحدثین جن کا مفسر ومحدث ہونا اور تفسیر وتشریح کا اہل ہونا امت میں مسلم ہے۔ اُن کے واضح ارشادات پیش کرنے ہوں گے کہ مثلاً کم ازکم پیش کردہ آیت یا حدیث کے تحت دو مفسرین یا شارحین اہل سنت والجماعت نے اس مسئلہ کو ذکر کیا ہو۔ ورنہ تو قادیانی اجرائے نبوت پر ۱۳/آیات اور ۲/احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ وفات مسیح علیہ السلام پر ۷۰/آیات اور ۲۵۰/احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

اس لئے جو فریق اپنی پیش کردہ آیت یا حدیث کا پیش کردہ مطلب صراحتاً اہل فن مفسرین اور محدثین سے نہ دکھا سکا، اُس کی وہ دلیل شمار نہ ہوگی، بلکہ قادیانیوں کی طرح تفسیر اور تشریح بالرائے کرنے والا شمار ہوگا۔ کسی آیت یا حدیث کا ایسا مطلب بیان کرنا جس سے اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ رد ہو یا جمہور کا مسلک خلاف قرآن و حدیث ثابت ہو اس کو تحریف معنوی قرار دیا جائے گا۔ اور اُس فریق کی شکست ثابت ہو جائے گی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ب: بڑی تفاسیر میں مفسرین ایک آیت کے کئی مطلب بیان کرتے ہیں اور تقریباً ۹۹ فیصد آیات کا یہ حال ہے تو کیا ''اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال'' کے تحت ۹۹ فیصد آیات کو نا قابل ایمان وعمل قرار دیا جائے گا، یا علامہ سیالکوٹی نے حاشیہ بیضاوی پر جو لکھا ہے ''الاستدلال باحد وجھی التفسیر لیس استدلالاً بالمحتمل'' پر عمل ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا جائے کہ کیا مفسرین اہل سنت والجماعت خلاف قرآن عقائد واعمال کو بھی قرآن کا مفہوم بنا کر ذکر کرتے ہیں۔ جب کہ مفسرین اہل سنت والجماعت نے بعید سے بعید توجیہات بھی ذکر فرما دیں، تو جو توجیہہ کسی مفسر نے آیت کے تحت نہ لکھی ہو اُس کے ابعد سے ابعد اور تفسیر بالرائے ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟

(۱۰) ''لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون'' (۴۲:۲)

''و لا تکتموا الشھادۃ و من یکتمھا فانہ أثم قلبہ'' (۲۸۳:۲)

تلبیس حق بالباطل کر کے خلط مبحث نہیں کیا جائے گا، مثلاً: مسئلہ زیر بحث کا تعلق موت کے بعد اور حشر سے پہلے زمانہ کے متعلق ہے۔ اس لئے موت والی آیات و احادیث کو پیش کرنا، یا حشر والی آیات و احادیث کو پیش کرنا محض خلط مبحث ہوگا۔ فریقین اپنے دلائل کو صرف ان دونوں کے درمیانی زمانہ سے متعلق بیان کرے گا۔ غیر متعلق دلائل شمار نہ ہوں گے بلکہ دلیل شکست ہوں گے۔

(۱۱) ''یحرفون الکلم عن مواضعہ و لا تکن للخائنین خصیما، من غش فلیس منا'' کسی صحابی یا مفسر یا محدث یا عالم کی ایسی عبارت پیش کرنا جو عقیدہ سے غیر متعلق ہو اور اسی عالم کی واضح اور صریح عبارت کو بیان نہ کرنا یہ اُس کے کلام میں تحریف و خیانت ہوگی اور سامعین کو دھوکا دینا ہوگا۔ اس لئے مناظر جب کوئی قول پیش کرے گا تو وہ اعلان کرے گا کہ اس کے خلاف اس عالم کا کوئی قول نہیں اور اگر فریق مخالف اُس کے خلاف قول دکھا دے تو فریق اوّل کا دھوکا ثابت ہو جائے گا اور اُس کی شکست ثابت ہو جائے گی۔

(۱۲) اس قسم کے دعاوی کہ فلاں حدیث فلاں آیت کے خلاف ہے۔ اس لئے مردود ہے۔ جیسے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ حیات مسیح اور ختم نبوت غیر تشریعی کی تمام احادیث قرآن کے خلاف ہیں۔ یہ دعاوی کسی نا اہل سے نہیں سنے جائیں گے بلکہ مفسرین اور شارحین حدیث کے حوالے سے یہ دعویٰ ثابت کرنا ہوگا کہ فلاں حدیث فلاں آیت کے خلاف ہے۔ پھر اس حدیث کو رد کرنے یا تطبیق کی جو صورت اہل فن مفسرین اور محدثین نے بیان کی ہوگی وہ بیان کرنا ہوگی کسی نا اہل کی بات تسلیم نہیں کی جائے گی۔

(۱۳) ''وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون''

دلیل کا جواب دلیل سے دینے کی بجائے شور کر کے غلبہ حاصل کرنا کفار کا شیوہ ہے نہ کہ اہل اسلام کا۔

(۱۴) ''اذا خطیبھم اذا انصتوا'' ایک کی تقریر کے درمیان کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۱۵) حوالہ میں خیانت، بات میں جھوٹ، بحث میں گالی گلوچ منافق کی علامات ہیں۔ (نہ کہ مناظر یا معاون کی) (مشکوٰۃ)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

تقریر دلپذیر

افادات:

شیخ الحدیث مناظر اسلام

حضرت مولانا منیر احمد ظلہم کھروڑ پکا

ترتیب و مقدمہ:

حضرت مولانا نور محمد آصف

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حیات النبی

39119
مملوکہ 135
تحفظ ختم نبوۃ

(۹)

تقریر دلپذیر

حضرت مولانا منیر احمد دامت برکاتہم العالیہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

(حرفے چند) ...... حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہم			۱۷۱
تمہید			۱۷۲
مماتی فتنہ			۱۷۳
عقیدہ حیات النبی ﷺ پر پوری امت کا اجماع ہے	۱۷۳	اہل سنت والجماعۃ کا عقیدہ	۱۷۵
منکرین حیات کا عقیدہ	۱۷۶	حیات فی القبر کے مختلف نام	۱۷۶
اصل اختلاف کیا ہے	۱۷۸	اہل سنت والجماعت کے دلائل	۱۸۱
عقیدہ حیات النبی ﷺ کا ثبوت قرآن مجید سے	۱۸۱	علم وشعور کا فرق	۱۸۲
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دو اعلان	۱۸۵		
۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ کو مدنی مسجد چکوال میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر تقریر کے اقتباسات ...... قبر کی موت وحیات			۱۸۷
حیات قبر کے منکر اہل بدعت ہیں	۱۸۸	منکرین حیات کے دھوکے اور ان کے جوابات	۱۸۹
دوسرا دھوکہ	۱۹۰	تیسرا دھوکہ	۱۹۰
چوتھا دھوکہ	۱۹۰	پانچواں دھوکہ	۱۹۰
چھٹا دھوکہ	۱۹۰	ساتواں دھوکہ	۱۹۰
آٹھواں دھوکہ	۱۹۱	نواں دھوکہ	۱۹۲
دسواں دھوکہ	۱۹۲	منکرین حیات کو چیلنج	۱۹۲
مماتی بریلویوں کی تائید کر رہے ہیں	۱۹۲		
مقدمہ			۱۹۳
اہل سنت والجماعت ناجی فرقہ ہے	۱۹۳	امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں	۱۹۴
نقالوں سے ہوشیار رہیں	۱۹۴	ہم حنفی کیوں کہلاتے ہیں	۱۹۵
تقلید کن مسائل میں واجب ہے	۱۹۵	ہم دیوبندی کیوں کہلاتے ہیں	۱۹۵

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مماتیوں کی غلط بیانی	۱۹۶	حضرت تھانوی ؒ کی تصدیق	۱۹۷
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی تصدیق	۱۹۷	(۱) عقیدہ صدق باری تعالیٰ	۱۹۷
(۲) عقیدہ ختم نبوت	۱۹۷	(۳) تکفیر مرزائیت	۱۹۷
(۴) توہین رسالت کفر ہے	۱۹۸	(۵) عقیدہ نبوت ورسالت	۱۹۸
(۶) عظمت سید المرسلین ﷺ	۱۹۸	(۷) علوم نبویہ کی وسعت	۱۹۸
(۸) علوم نبویہ کی توہین کفر ہے	۱۹۸	(۹) عقیدہ حیات النبی ﷺ	۱۹۸
(۱۰) زیارت روضہ اطہر کا طریقہ	۱۹۸	(۱۱) زیارت روضہ پاک	۱۹۸
(۱۲) سفر مدینہ منورہ	۱۹۹	(۱۳) فضیلت روضہ اطہر	۱۹۹
(۱۴) وسیلہ کا حکم	۱۹۹	(۱۵) مسئلہ استشفاع	۱۹۹
(۱۶) سماع صلوٰۃ وسلام	۱۹۹	(۱۷) عرض اعمال	۱۹۹
(۱۸) فضیلت درود شریف	۱۹۹	(۱۹) ذکر رسول ﷺ	۱۹۹
(۲۰) انبیاء علیہم السلام کی نیند	۲۰۰	(۲۱) انبیاء علیہم السلام کا خواب	۲۰۰
(۲۲) آپ ﷺ کا معجزہ	۲۰۰	(۲۳) مسئلہ تقلید	۲۰۰
(۲۴) بیعت کی ضرورت	۲۰۰	(۲۵) روحانیت سے استفادہ	۲۰۰
مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا اہم تاریخی فیصلہ	۲۰۱	شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مرحوم کے دستخط	۲۰۲
منکرین حیات کے دھوکے	۲۰۲	المہند کی عبارت میں تعارض نہیں	۲۰۲
عرض حال	۲۰۲	بزم شیخ الہند کا تعارف	۲۰۳
منکرین حیات کا مشہور اعتراض	۲۰۴	اجماع امت	۲۰۵
عام سماع موتیٰ	۲۰۶	منکرین حیات کا مغالطہ	۲۰۶
دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ	۲۰۶	الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی کتاب کا ذکر	۲۰۷
حیات عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کا فتنہ	۲۰۷	عقیدہ حیات النبی ﷺ کے انکار کے خطرناک نتائج	۲۰۸

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفِ چند)

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہم

جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہم نے حیات النبی ﷺ کے عنوان پر تلہ گنگ کے علاقہ میں ایک تقریر کی، جسے مولانا نور محمد آصف نے تحریر کیا، اور بزم شیخ الہند نے شائع کیا۔ یہ ۲۰۰۶ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کا نام "عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تقریر دلپذیر" ہے۔

اس میں دوسری تقریر مدنی مسجد چکوال ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ کی ہے، اس کے آخر میں مولانا منیر احمد صاحب منور مدظلہم کا ایک مضمون ہے۔ یہ تینوں ایک ساتھ شائع ہوئے جو ہم اس مجموعہ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون وقال النبی ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

رب شرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ رب زدنی علما وارزقنی فھما۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

اللھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید'' آپ سب حضرات بھی باآواز بلند درود پاک پڑھ لیں۔

تمہید

میرے دوستو، بزرگو اور بھائیو! حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی ؒ ایک مثال دیا کرتے تھے کہ فصل کے دو قسم کے دشمن ہوتے ہیں۔ فصل کو کامیاب کرنے کے لئے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے فصل کی دونوں دشمنوں سے حفاظت ضروری ہے۔ ایک دشمن ہے باہر کا، دوسرا دشمن ہے اندر کا۔ باہر کا دشمن بعض جانور ہیں جو فصل کو نقصان پہنچاتے ہیں، ان سے حفاظت کرنی بھی ضروری ہے اور کچھ فصل کے دشمن وہ ہیں جو اندر ہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے کیڑے، اب اگر کیڑا لگ جائے تو فصل ناکارہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا فصل سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے جیسے فصل کے بیرون دشمن سے حفاظت ضروری ہے۔ اسی طرح اس دشمن سے بھی فصل کو محفوظ رکھنا ضروری ہے جو کیڑے کی شکل میں پیدا ہو جاتے ہیں اور فصل کو خراب کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے سپرے کیا جاتا ہے اور دوسری دوائیاں استعمال کی جاتی ہیں تاکہ فصل کے اندرونی دشمن یعنی کیڑے مر جائیں اور فصل دونوں قسم کے دشمنوں سے محفوظ ہو جائے۔

اسی طرح دین، ایمان کو خراب کرنے کے لئے ایک تو وہ دین دشمن لوگ ہیں جو باہر سے آتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو اہل حق کے اندر سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ دونوں دین، ایمان کے دشمن ہیں اور دین وایمان کو برباد کرنے والے ہیں۔ کبھی باہر کے دشمن دین کو نقصان پہنچاتے ہیں اور کبھی اندر کے دشمن نقصان پہنچاتے ہیں۔ مگر اندر کے دشمن مار آستین اور دوست نما دشمن ہیں جو دین کو زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس لئے دین ایمان کی دونوں قسم کے دشمنان دین سے دین کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ قادیانی باہر سے آئے یا مسلمان کے اندر سے پیدا ہوئے ہیں؟ مسلمانوں کے اندر سے پیدا ہوئے ہیں۔ منکرین حدیث باہر سے آئے ہیں یا اندر سے پیدا ہوئے ہیں؟ یہ بھی اندر سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح بریلوی، مماتی اور غیر مقلدین بھی وہ دشمنان دین ہیں جو مسلمانوں کے اندر سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ہیں اندر کے دشمن جو کیڑے مکوڑوں کی طرح فصل دین کو تباہ کرتے ہیں اور دین کے شجرہ طیبہ کی جڑیں کھوکھلی کر دیتے ہیں اور قصر دین کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ (بارش آگئی آپ حضرات ذرا آگے ہو جائیں اور آگے ہو جائیں اور توجہ فرمائیں)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مماتی فتنہ

ہماری دیوبندی جماعت کے اندر بھی کچھ اس قسم کے لوگ پیدا ہو گئے ہیں، جو دیوبندی کہلا کر اپنے دیوبندی لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور صراط مستقیم سے ہٹاتے ہیں اور مسلک دیوبند سے منحرف کرتے ہیں۔

پس جیسے ہم نے باہر والے دشمن سے اپنے دین کو بچایا ہے، اسی طرح اندر سے پیدا ہونے والے دین دشمن گروہ سے بھی اپنے دین وایمان کو بچانا ہے بلکہ ان سے بچانا زیادہ ضروری ہے۔ اس طبقہ نے بڑے عجیب انداز سے اپنے ہی لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے توحید کا نعرہ لگا کر اسلاف واکابر کے طرز فکر وطریقہ دعوت کو چھوڑ کر نئے طرز فکر کے ساتھ نئے طریقے ایجاد کئے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ طریقے اشاعت توحید میں اور شرک کی بیخ کنی میں بڑے موثر ہیں۔ ان سے توحید کا پرچار اور شرک کا سدباب ہوجاتا ہے جو اس طبقہ نے اپنے ذہن سے اپنے طور پر اختیار کئے ہوئے ہیں۔ پس جب دعوت توحید میں اکابرین کے طرز فکر اور طرز عمل سے ہٹ گئے تو ان کے نظریات وافکار سے بھی ہٹتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ مسلک حقہ سے بہت دور ہو گئے۔ اپنے اکابرین بھی ان کو گمراہ ہی نہیں بلکہ مشرک نظر آنے لگے۔ انہوں نے یہ نعرہ لگایا کہ توحید صرف اور صرف ہمارے پاس ہے۔ ہمارے علاوہ جتنے بھی ہیں خود بڑے ہوں یا چھوٹے وہ توحید سے محروم ہیں اور پکے مشرک ہیں۔ اشاعت توحید کے ان خانہ زاد اختراعی طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے۔ نبی کریم ﷺ اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں والی زندگی کا انکار کردیا جائے اور حیات فی القبر کے عقیدہ کو شرک کہا جائے اور حیات فی القبر کے قائلین کو مشرک کہا جائے۔ چنانچہ انہوں نے توحید وسنت کا، دعوت توحید کا، لازمی جزو بلکہ جزو اعظم بلکہ اصل توحید یہ ہی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور باقی انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کا انکار کیا جائے اور اس کو شرک قرار دیا جائے اور قائلین کو مشرک کہا جائے۔ جب کہ پوری امت انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر پر متفق ہے۔ اسی طرح عند القبر انبیاء علیہم السلام کے سماع صلوٰۃ وسلام پر بھی متفق ہے۔ پوری امت کا یہ متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر پوری امت کا اجماع ہے

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سنایا کرتے تھے کہ یونس نعمانی کے ساتھ جنڈانوالہ میں میرا مناظرہ طے ہوا اور مقررہ وقت پر دونوں فریق وہاں پہنچ گئے۔ دونوں مناظر اور دونوں طرف کے علماء وعوام جمع ہیں لیکن ڈی ایس پی صاحب نے مداخلت کر کے مناظرہ پر پابندی لگادی اور دونوں فریقوں کو کہا کہ مناظرہ میں ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ اس لئے آپ حضرات واپس تشریف لے جائیں۔ مگر ایک چیز دیکھ کر وہ بڑا حیران ہوا کہ مولانا یونس صاحب کتابوں کا ایک ٹرک بھر کر لائے ہیں اور مولانا اوکاڑوی صاحب مناظرہ کے لئے کتابوں کے دو بکسے لے کر آئے ہیں۔ ڈی ایس پی صاحب نے یہ دیکھا تو اس نے حیران ہو کر مولانا امین صاحب کو کہا مولانا مناظرہ تو میں نہیں ہونے دوں گا لیکن آپ یہ بتائیں کہ ان کا کتابوں کا ٹرک نظر آرہا ہے۔ لیکن آپ کے ہاں ٹرک کہیں نظر نہیں آرہا۔ مولانا نے جواب دیا کہ میری کتابیں دو بکسوں میں ہیں جو تانگے میں رکھے ہوئے ہیں۔ ڈی ایس پی سن کر بڑا حیران ہوا اور حیران ہو کر کہنے لگا کہ مولانا ایک طرف تو کتابوں کا ٹرک بھرا ہوا ہے۔

دوسری طرف کتابوں کے دو بکس ہیں۔ یہ مناظرہ کیسا ہے؟ مولانا اوکاڑوی نے عجیب بات کہی۔ فرمایا میرے بکس میں جتنی کتابیں ہیں خواہ تھوڑی یا زیادہ آپ اپنا آدمی بھیجیں وہ ان میں سے جو کتاب بھی اٹھا کر لے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آئے میں اس میں اپنا عقیدہ نکال کر دکھادوں گا اور یونس نعمانی صاحب بھی اپنے ٹرک سے کوئی کتاب نکال کر لے آئیں جس میں ان کا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہو۔ ڈی ایس پی صاحب نے کہا چلو ٹھیک ہے اور اپنے ایک سپاہی کو کتاب لانے کے لئے حکم دیا۔ مولانا امین صاحب نے چابی دے دی اور فرمایا کہ آپ جو کتاب بھی چاہیں لے آئیں۔ جب سپاہی جا رہا تو ڈی ایس پی صاحب نے کہا کہ بھائی عربی کا ہمیں پتہ نہیں چلے گا۔ اردو کی کتابیں لے آنا وہ گیا اور چار کتابیں جو اوپر رکھی ہوئی تھیں، وہ لے آیا۔ معارف القرآن (مفتی محمد شفیع صاحب) اور مولانا منظور احمد صاحب نعمانی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب معارف الحدیث اور مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مصطفیٰ اور مولانا بدر عالم میرٹھی کی کتاب ترجمان السنۃ۔ مولانا بدر عالم میرٹھی جو محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، انہوں نے حضرت شاہ صاحب سے سات دفعہ بخاری شریف پڑھی۔ مولانا اوکاڑوی نے ان چاروں کتابوں سے اپنا عقیدہ نکال کر ڈی ایس پی صاحب کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ دیکھو یہ میری کتابیں ہیں۔ ان میں میرا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہے۔ اب آپ یونس نعمانی صاحب کو کہیں کہ وہ بھی اپنے ٹرک میں سے کوئی ایک کتاب لے کر آئیں جس میں ان کا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہو۔ ڈی ایس پی صاحب نے یونس نعمانی صاحب کو کہا جناب آپ بھی اپنی کوئی کتاب لے آئیں جس میں آپ کا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہو۔ وہ کہنے لگے کہ جی چھوڑو، لڑائی ہو جائے گی۔ ڈی ایس پی صاحب نے کہا: مولانا ان کی چار کتابیں آئیں ان سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور آپ کی ایک ہی کتاب یہاں آکر لڑنے لگ جائے گی۔ ڈی ایس پی نے بہت زور لگایا لیکن نعمانی صاحب ایک کتاب بھی لانے کی ہمت نہ کر سکے۔ مولانا اوکاڑوی صاحب نے فرمایا جناب ڈی ایس پی صاحب اصل بات یہ ہے کہ یہ بالکل ایک نیا فرقہ پیدا ہوا ہے جن کے عقیدے پر آج تک نہ کوئی رسالہ لکھا گیا اور نہ ہی کسی کتاب میں ان کا عقیدہ لکھا ہوا موجود ہے۔ یہ بالکل ایک نیا عقیدہ ہے اور نیا فرقہ ہے۔ جب یہاں تک بات پہنچ گئی تو ڈی ایس پی صاحب نے ایک تحریر لکھی کہ آج اہل سنت والجماعت اور ایک ایسے نئے فرقے کے درمیان مناظرہ طے ہوا جس کے عقیدے پر آج تک نہ کوئی رسالہ لکھا گیا ہے اور نہ ہی کسی کتاب میں ان کا عقیدہ لکھا ہوا مل سکتا ہے۔ لیکن انتظامیہ کی طرف سے پابندی لگ جانے کی وجہ سے مناظرہ نہ ہو سکا۔ ڈی ایس پی صاحب نے جب یہ تحریر لکھی تو وہیں ایک مولوی صاحب (جن کا غالباً مولانا اوکاڑوی صاحب نے یاسین نام بتایا تھا) وہیں موجود تھے جو ڈی ایس پی صاحب کے لڑکپن کے استاد تھے۔ بچپن میں ڈی ایس پی صاحب کہیں ان کے پاس پڑھتے رہے تھے، انہوں نے منت سماجت کی کہ جناب آپ نے جو یہ فیصلہ لکھا ہے، اس سے بہتر تھا کہ آپ نہ لکھتے۔ آپ نے تو ہمارا جنازہ ہی نکال دیا۔ آپ نے صراحۃً لکھ دیا ہے کہ ان کے عقیدہ پر نہ کوئی رسالہ ہے اور نہ کسی کتاب کے اندر ان کا عقیدہ لکھا ہوا ہے۔ پتہ چلا حیات النبی ﷺ کے انکار کا عقیدہ ایک نیا عقیدہ ہے۔ اس سے پہلے ان کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔ میں اس وقت اسی حیات کے مسئلہ پر کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ حضرات پہلے اپنا اور منکرین حیات کا عقیدہ سمجھ لیں۔ اس کے بعد پھر میں اپنے دلائل پیش کروں گا اور آپ کو دعوت دوں گا کہ آپ حضرات ان دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کے بارے میں جو حق سمجھتے ہیں، اس پر پکے رہیں اور جو لائن سے اتر چکے ہیں، ان کو بھی غور و فکر کی دعوت دوں گا کہ وہ بھی آئندہ کے لئے سوچیں کہ وہ کہیں راہ حق سے بھٹکے ہوئے تو نہیں اور صراط مستقیم کی لائن سے اترے ہوئے تو نہیں۔ توحید کے نام پر قرآن و حدیث کے نام پر دھوکہ کھا کر کہیں صراط مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے وہ اس پر غور و فکر کریں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اہل سنت والجماعۃ کا عقیدہ

میرے پیارو! اہل سنت کا اس مسئلہ میں عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اسی طرح باقی انبیاء علیہم السلام اپنے دنیا والے جسموں کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور کون سی قبریں؟ وہی قبریں جن کے اندر دنیا والا جسم ہے قبروں کے اندر دنیا والا اصلی عنصری جسم زندہ ہے۔۔ رہی یہ بات کہ زندہ کیسے ہیں؟ اس بات کو ذہن میں رکھو کہ زندگی جسم کے اندر آتی ہے۔ روح کے تعلق سے اور روح کے جسم سے تعلق کی دو صورتیں ہیں۔

ا...... روح کے جسم کے ساتھ تعلق کی ایک صورت یہ ہے کہ روح جسم کے اندر اور پورے جسم کے ساتھ اس کا تعلق ہو، پورے جسم میں اس کی تاثیر ہو۔ جیسے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو روح جسم کے اندر ہے اور پورے جسم میں اس کی تاثیر ہے۔

۲...... روح وجسم کے تعلق کی دوسری صورت یہ ہے کہ روح جسم سے باہر اپنے مستقر میں ہو یعنی موت کے بعد جو روح کا ٹھکانہ ہے، روح اس میں رہے لیکن اس ٹھکانے میں رہتے ہوئے روح کا ایک دنیا والے جسم کے ساتھ ایک کنکشن اور تعلق جڑ جائے زندگی روح اور جسم کے تعلق جڑنے کا نام ہے۔

روح کا تعلق جسم سے منقطع ہونے کا نام موت ہے۔ روح کا تعلق جسم کے ساتھ جڑ گیا تو حیات ہے خواہ تعلق جسم کے اندر رہ کر ہو یا جسم سے باہر رہ کر ہو۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور باقی انبیاء علیہم السلام کے دنیا والے اصلی عنصری حقیقی جسم اپنی اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں اور حیات فی القبر کا اجماعی عقیدہ ہی اس بات کی دلیل ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ ضرور تعلق ہے اور روح اور جسم کے تعلق کی وجہ سے قبور انبیاء میں اجساد مبارکہ زندہ ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اہل سنت والجماعت میں بعض اس چیز کے قائل ہیں کہ روح مبارک جسم کے اندر ہے اور بعض اس چیز کے قائل ہیں کہ روح جنت میں اور اس کا جسم اطہر کے ساتھ تعلق ہے اور اس تعلق کی وجہ سے جسم زندہ ہے۔ پس تعلق کی کیفیت میں تھوڑا سا اختلاف ہے کہ روح جسم کے اندر ہے یا جسم سے باہر ہوتے ہوئے اس کا جسد عنصری کے ساتھ تعلق ہے۔ لیکن روح وجسم کے تعلق پر اور اس تعلق کی وجہ سے جسم عنصری کی حیات پر سب اہل سنت کا اتفاق ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس تعلق کو سمجھانے کے لئے فتح الملہم میں ایک عجیب مثال دی ہے۔

”فرمایا کہ روح جسم سے باہر رہتے ہوئے روح کا تعلق جسم کے ساتھ ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات ہے۔ مثال یہ دی کہ دیکھو سورج زمین سے کتنی بلندی پر ہے۔ لیکن اس سورج کا زمین کے ساتھ ایک تعلق ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے زمین گرم ہو جاتی ہے۔ پانی گرم لوہا گرم ہو جاتا ہے۔ فصلیں پک جاتی ہیں، پھل پک جاتے ہیں جب سورج اور زمین کے درمیان اتنے فاصلے اور دوری کے باوجود محض سورج کے زمین کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اتنے آثار واثرات مرتب ہو جاتے ہیں تو روح مصطفیٰ کی طاقت سورج سے کہیں زیادہ ہے۔ لہٰذا روح کا بھی جسم عنصری کے ساتھ تعلق ہو اور اس تعلق کی وجہ سے حیات اور آثار حیات پیدا ہو جائیں تو کیا بعید ہے۔

دیکھئے انٹرنیٹ پروگرام کے ذریعے دنیا کے فاصلے سمٹ گئے ہیں ایک آدمی پاکستان میں بیٹھا ہوا اور انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کی جس لائبریری کا مطالعہ کرنا چاہے کر سکتا ہے اور جس کتاب کا جو صفحہ چاہے حاصل بھی کر سکتا ہے۔ اگر وہ سائنسی ترقی کی وجہ سے اتنے فاصلوں کے باوجود یہ نتائج مرتب ہو سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے بہت وسیع ہے۔ اللہ اپنی قدرت کے ساتھ روح اور جسم کی دوری کے باوجود روح کا جسم کے ساتھ تعلق پیدا کرے اور اس تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات اور آثار حیات پیدا ہو جائیں تو یہ کیوں بات سمجھ نہیں آتی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

منکرین حیات کا عقیدہ

اس کے مقابلہ میں منکرین حیات کا عقیدہ یہ ہے وہ کہتے ہیں کہ قبر میں جسم عنصری محفوظ تو ہے مگر اس میں نہ حیات ہے نہ حس وشعور ہے نہ علم وعقل ہے اور نہ ہی نبوت کے ساتھ متصف ہے۔ بس ایک دھڑ ہے جو تمام کمالات سے خالی ہے۔ حتیٰ کہ وصف نبوت سے بھی خالی اور عاری ہے۔ البتہ محفوظ ہے۔ اس میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ ہاں! روح زندہ ہے۔ وہ روح کی زندگی کو کبھی روحانی حیات سے تعبیر کرتے ہیں۔ کبھی اس کو برزخی حیات کہتے ہیں اور کبھی اخروی حیات کا نام دیتے ہیں۔ لیکن جسم عنصری کو حیات اور دوسرے تمام کمالات سے خالی مانتے ہیں۔ لیکن لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا جسم آج بھی محفوظ معطر ہے۔ حتیٰ کہ جسم مبارک کو قبر میں رکھتے وقت اگر اس پر پانی کا کوئی قطرہ بھی تھا تو آج بھی وہ قطرہ اسی طرح موجود ہے۔ پھول تو کملا سکتا ہے مجال ہے کہ نبی پاک کے جسم مبارک میں کوئی فرق آجائے، لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ پرکشش جملے تو کہیں گے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس جسم کے اندر حیات بھی مانتے ہیں؟ حیات ماننے کے لئے قطعاً تیار نہیں جسم کو تر وتازہ مانیں گے۔ محفوظ مان لیں گے۔ لیکن اس کے اندر حیات نہیں مانتے اور کبھی دھوکہ دینے کے لئے رافضیوں کی طرح تقیہ کر کے کہیں گے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے لئے موت کے بعد حیات اخروی مانتے ہیں اور حیاتی لوگ حیات دنیوی مانتے ہیں۔ پھر لوگوں سے پوچھیں گے تم بتاؤ دنیوی حیات اعلیٰ ہے یا اخروی حیات اعلیٰ ہے لوگ جواب میں کہتے ہیں۔ اخروی حیات اعلیٰ ہے۔ پھر مماتی عالم کہتا ہے عجیب بات ہے جو اعلیٰ حیات ما نے وہ مماتی اور جو گھٹیا حیات مانے وہ حیاتی اور جہاں اکابرین کی کتابوں میں حیات روحانی یا حیات برزخی کا لفظ آجائے ان عبارتوں کو اپنی تائید سمجھ لیتے ہیں اور اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے اکابرین کے ہم نوا بتانے کے لئے وہ عبارتیں پیش کرتے ہیں اور زور دے کر کہتے ہیں کہ ہم بھی اکابرین کی طرح حیات روحانی حیات برزخی کے قائل ہیں۔ مگر حیات دنیوی کے قائل نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ حیات فی القبر کے مختلف نام ہیں۔

حیات فی القبر کے مختلف نام

۱...... حیات دنیوی: اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ پر دنیا میں موت نہیں آئی اور آپ ﷺ اسی پہلی دنیا والی زندگی کے ساتھ عالم دنیا میں زندہ ہیں یا آپ ﷺ زندہ ہو کر عالم دنیا میں دوبارہ واپس آ گئے ہیں، بلکہ اس قبر والی حیات کو اسی وجہ سے حیات دنیوی کہا جاتا ہے کہ قبر میں اللہ تعالیٰ نے اس دنیا والے اصلی عنصری جسم کو ایک نئی عطاء کی ہے۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ حیات دنیوی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ پر موت نہیں آئی اور وہی دنیا والی حیات باقی ہے یا آنحضرت ﷺ عالم دنیا میں دوبارہ تشریف لے آئے ہیں اور پہلے کی طرح دوبارہ عالم دنیا میں موجود ہیں۔ حیات دنیوی کا مطلب صرف یہ ہے کہ دنیا والا جسم قبر کے اندر زندہ ہے۔ اس وجہ سے اس کو حیات دنیوی کہا جاتا ہے۔ حیات دنیوی کا وہ معنی نہیں جو منکرین حیات لوگوں کو بتاتے ہیں کہ حیاتی لوگ نبی پاک ﷺ کی موت کے منکر ہیں اور عالم دنیا کے اندر زندہ مانتے ہیں۔

۲...... اس حیات کا نام ''حیات جسمانی'' بھی ہے۔ کیونکہ دنیا والا جسم عنصری قبر کے اندر زندہ ہے۔

۳...... اس حیات قبر کو ''حیات حسی'' بھی کہتے ہیں کیونکہ قبر میں وہی دنیا والا محسوس جسم زندہ ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۴...... حیات قبر کو "حیات حقیقی" بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ قبر میں دنیاوالا جسم حقیقتاً زندہ ہے اور اس میں حقیقتاً آثار حیات موجود ہیں جسم میں حس وشعور علم وعقل اور کمالات نبوت موجود ہیں۔ آپ ﷺ روضہ اطہر کے پاس پڑھے ہوئے درود وسلام کو بلاواسطہ خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اور لطف ولذت حاصل کرنے کے لئے نماز بھی پڑھتے ہیں۔

۵...... اس حیات قبر کو "حیات برزخی" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ حیات عالم برزخ میں حاصل ہے۔ کیونکہ موت کے بعد عالم برزخ شروع ہو جاتا ہے۔

۶...... اس حیات قبر کو "حیات روحانی" بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں راحت وتکلیف کا اولاً تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر جسم کے واسطہ سے روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر دنیا میں کوئی شخص جسم کے واسطے کے بغیر براہ راست روح کو راحت یا تکلیف پہنچانا چاہے تو یہ ناممکن ہے۔ پہلے جسم پر راحت وتکلیف کا ورود ہوگا۔ پھر جسم کے واسطے سے روح پر راحت یا تکلیف وارد ہوگی۔ لیکن عالم برزخ میں یعنی عالم قبر میں اولاً راحت وتکلیف کا تعلق روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر روح کے واسطے سے جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے حیات روحانی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہماری اس عالم دنیا کی حیات جسمانی کہا جاتا ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ صرف جسم زندہ ہے اور روح زندہ نہیں، بلکہ حیات جسمانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ عالم دنیا میں راحت وتکلیف کا اولاً تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے اور جسم کے واسطے سے روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایسے ہی عالم قبر کی حیات قبر کو حیات روحانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اولاً راحت وتکلیف کا تعلق روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر روح کے واسطے سے جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ راحت وتکلیف کا جسم کے ساتھ تعلق ہونا ہی جسم کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

چنانچہ (تفسیر بیضاوی ص ۱۱۷) میں ہے: "وعن الحسن ان الشهداء احياء عند الله تعرض رزقهم على ارواحهم فيصل اليهم (الى الاجسام) الروح والفرح كما تعرض النار على ارواح آل فرعون غدوا وعشيا فيصل اليهم الوجع" حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہداء اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔ ان کے رزق ان کی روحوں پر پیش کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کے جسموں کی طرف بھی راحت وفرحت پہنچتی ہے۔ جیسا کہ آل فرعون کی ارواح پر صبح وشام آگ پیش کی جاتی ہے۔ پھر ان کے اجسام کی طرف درد پہنچتا ہے۔ پتہ چلا کہ اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا دنیوی، اصلی، عنصری جسم مبارک قبر اطہر میں زندہ ہے۔ لیکن اس حیات قبر کے مختلف وجوہات کی بناء پر مختلف نام ہیں اور بعض دفعہ چیز ایک ہوتی ہے۔ لیکن مختلف اعتبارات مختلف وجوہ کی بناء پر اس کے مختلف نام بن جاتے ہیں۔ جیسے ایک آدمی ماں والے تعلق کے اعتبار سے بیٹا ہے۔ بیٹی والے تعلق کے اعتبار سے باپ ہے۔ بہن والے تعلق کے اعتبار سے بھائی ہے۔ بیوی والے تعلق کے اعتبار سے شوہر ہے۔ بھتیجے کے اعتبار سے چچا۔ بھانجے کے اعتبار سے ماموں۔ اپنے چچا کے اعتبار سے بھتیجا۔ اپنے ماموں کے اعتبار سے بھانجا۔ پوتے کے اعتبار سے دادا، نواسے کے اعتبار سے نانا اور اپنے دادا کے اعتبار سے پوتا ہے۔ اپنے نانا کے اعتبار سے نواسہ۔ یہ ایک ہی شخص ہے۔ لیکن مختلف اعتبار سے اس کے مختلف نام ہیں۔ دنیوی حیات بھی یہی ہے۔ حیات جسمانی بھی یہی ہے۔ حیات حسی اور حیات حقیقی بھی یہی ہے حیات روحانی اور حیات برزخی بھی اس کا نام ہے۔ پس جیسے اس شخص کے نام بدلے ہیں شخص نہیں بدلا وہ ایک رہا ہے ایسے ہی حیات فی القبر کے مختلف نام ہیں۔ حیات دنیوی، حیات جسمانی، حیات حقیقی۔ حیات برزخی، حیات روحانی لیکن حیات ایک ہی ہے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ نبی کریم ﷺ کا دنیاوی جسم قبر میں زندہ ہے۔ چونکہ دنیاوی جسم زندہ ہے تو اس کا نام حیات دنیاوی۔ وہ دنیاوی جسم حسی ہے تو اس کا نام حیات حسی ہے اور اس جسم میں حقیقتاً حیات اور آثار حیات موجود ہیں تو اس کا نام حیات حقیقی ہے۔ عالم برزخ میں ہے تو حیات برزخی ہے اور چونکہ راحت و تکلیف کا اوّلاً تعلق روح کے ساتھ ہے۔ پھر اس کے واسطے سے جسم کے ساتھ ہے۔ اس لئے اس کا نام حیات روحانی ہے۔ یہ تو ہے ہمارا عقیدہ۔

منکرین حیات کا عقیدہ یہ ہے کہ روح زندہ ہے۔ وہ اسی کو حیات روحانی، حیات برزخی اور حیات اخروی کہتے ہیں۔ لیکن جسم کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر میں جسم محفوظ پڑا ہے۔ لیکن اس میں کوئی حس کوئی شعور اور کوئی کمال نہیں۔ حتیٰ کہ علم و عقل اور وصف نبوت سے بھی خالی ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جب اس مسئلے پر رسالہ لکھیں گے تو نام رکھیں گے۔ حیات النبی ﷺ جیسا کہ مولوی عطاء اللہ بندیالوی صاحب نے اپنے رسالے کا نام حیات النبی ﷺ رکھا ہے۔ لیکن وہ دنیا والے جسم کے اندر حیات اور روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہیں مانتے۔ یہ نام رکھ کر تاثر دیتے ہیں کہ ہم بھی حیات کے قائل ہیں۔ لیکن یاد رکھو وہ جس حیات کے قائل ہیں وہ صرف روح کی حیات ہے۔ وہ صرف اور صرف روح کو زندہ مانتے ہیں۔ جسم عنصری میں حیات نہیں مانتے۔ اب جھگڑا یہ ہوا کہ قبر میں اس جسم عنصری کے اندر حیات ہے یا نہیں۔ قبر میں جسم عنصری زندہ ہے یا نہیں۔

اصل اختلاف کیا ہے

دوسری بات یہ یاد رکھنا کہ تین چیزیں ہیں جن میں سے دو پر دونوں فریقوں کا اتفاق ہے۔ تیسری چیز میں اختلاف ہے۔

۱...... روح زندہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

۲...... اس عالم دنیا میں نبی پاک ﷺ پر موت آئی ہے۔ جس طرح ہر پیغمبر پر اور ہر فرد بشر پر موت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عالم دنیا میں جو زندگی دی ہے وہ محدود ہے۔ اس زندگی کی ایک انتہاء ہے۔ اسی انتہاء کا نام موت ہے۔ نبی پاک ﷺ کی دنیا میں جو زندگی تھی، اس کی مدت تریسٹھ سال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمر کی تریسٹھ بہاریں پوری ہوگئیں اور تریسٹھ سال کی مدت پوری ہوگئی۔ آپ ﷺ پر موت کا لمحہ آیا۔ وفات آپ ﷺ پر وارد ہوئی۔ اس پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ یہ غلط پروپیگنڈہ ہے کہ حیاتی لوگ آپ ﷺ کی موت کے منکر ہیں۔ یاد رکھنا موت کا کوئی بھی منکر نہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ موت کی یہ کیفیت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی روح مبارک کو جسم اطہر کے کسی ایک حصہ میں سمٹ دیا۔ جسم سے نکالا نہیں یا روح جسم میں اسی طرح پھیلا رہا۔ لیکن روح کی جو جسم میں تاثیر ہے اور روح کے جسم کے اندر جو اثرات ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے وقتی طور پر روک دیا۔ یہ بھی ایک قسم کی موت ہے۔ روح کی تاثیر سے جسم کے اندر حیات آتی ہے۔ روح کی تاثیر کو روک دیا تو موت آگئی۔ لہٰذا جن لوگوں نے جسم کے اندر روح کے باقی رہتے ہوئے جسم میں تاثیر کے منقطع ہونے کا قول کیا ہے، وہ موت کے منکر نہیں۔ البتہ موت کی ایک خاص کیفیت بتائی ہے لیکن جمہور اس چیز کے قائل ہیں کہ روح مبارک جسم اطہر سے نکالی گئی ہے اور آپ ﷺ پر موت خروج روح کی صورت میں آئی ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اختلاف آپ ﷺ کی موت میں نہیں بلکہ کیفیت موت میں اختلاف ہے۔ لہٰذا عالم دنیا میں آپ ﷺ کی موت کا کوئی بھی منکر نہیں ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ان دو چیزوں پر پوری امت متفق ہے کہ نبی ﷺ کی روح مبارک زندہ ہے اور عالم دنیا کی موت کا آپ ﷺ پر وارد ہونا بھی برحق ہے۔ اب ایک تیسری چیز ہے کہ جس میں اختلاف ہے۔ وہ یہ کہ قبر کے اندر دنیا والا جسم زندہ ہے یا زندگی کے بغیر محض ایک دھڑ محفوظ پڑا ہے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور دوسرے تمام انبیاء کی ارواح کا ان کے دنیا والے اصلی عنصری جسموں کے ساتھ تعلق قائم کر دیا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات اور آثار حیات پیدا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا روح کا جنت میں ہونا بھی برحق اور قبر میں جسم کا زندہ ہونا بھی برحق ہے اور منکرین حیات کہتے ہیں کہ قبر میں انبیاء کے دھڑ محفوظ پڑے ہیں۔ لیکن ان کے اندر نہ حیات ہے نہ اور کوئی کمال ہے۔ حتیٰ کہ وصف نبوت سے بھی خالی ہے۔ اس اختلاف کے سمجھنے کے بعد جو سمجھدار لوگ ہیں، ان کے لئے میں ایک بات کہتا ہوں۔ پہلے وہ اس بات کو خود سمجھیں پھر دوسروں کو سمجھائیں۔ وہ یہ ہے کہ عالم دنیا میں نبی پاک ﷺ کی موت برحق ہے۔ اس میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اب اگر کوئی آدمی نبی کریم ﷺ کی موت یا عام انسانوں کی موت والی درجنوں آیتیں پڑھ دے اور دنیا والی موت کی سینکڑوں حدیثیں پڑھ دے تو آپ بتائیں کہ اس سے قبر میں دنیاوی جسم کا بے حس اور بے جان ہونا ثابت ہو جاتا ہے؟

بھلے لوگو! یہ آیتیں اور حدیثیں تم تب سناؤ جب کوئی آدمی عالم دنیا میں آپ ﷺ کی موت کا انکار کرے۔ جب اہل سنت میں سے کوئی شخص بھی اس کا منکر نہیں تو ان آیات واحادیث پڑھنے کا کیا مطلب۔ اس لئے جو حضرات حیات کو ثابت کرنے والے ہیں وہ دلائل سے یہ ثابت کریں گے کہ قبر کے اندر دنیا والا جسم زندہ ہے۔ وہ اپنے اس دعوے پر دلائل پیش کریں گے اور جو قبر کے اندر دنیا والے جسم کو زندہ نہیں مانتے۔ قبر کی زندگی کے منکر ہیں اور اس دلائل پیش کریں گے کہ دنیا والا جسم قبر بے حس و بے جان ہے اور روح کا دنیا والے جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

مناظرہ ھتھیجی: اس پر میں آپ کو ایک بات سناتا ہوں۔ ہمارے ایک طالب علم نے مماتیوں کے ایک مدرس کے ساتھ مناظرہ طے کیا۔ ہمارے طالب علم کا نام جمیل الرحمن عباسی ہے اور مماتیوں کے مدرس کا نام مولوی نصر اللہ ہے۔ دونوں کے درمیان مسئلہ حیات پر گفتگو ہوئی۔ بالآخر دونوں نے آپس میں مناظرہ طے کر لیا اور جو مناظرہ کی تحریر لکھی گئی اس میں مولوی نصر اللہ نے جمیل الرحمن عباسی کو بڑا دھوکہ دیا۔ عباسی صاحب سے یہ لکھوایا کہ وہ ثابت کرے گا کہ نبی پاک ﷺ قبر اطہر کے اندر دنیاوی جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور مولوی نصر اللہ نے اپنے بارے میں یہ لکھا کہ میرا اور میری جمعیت اشاعت توحید والسنۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ قبر میں دنیا والے جسم کے ساتھ زندہ نہیں ہیں۔ آگے کچھ اور شرائط بھی لکھی گئیں۔ جب مناظرہ کے لئے طے شدہ جگہ پر اکٹھے ہوئے تو ہماری طرف سے جمیل الرحمن عباسی مناظر اور حضرت مولانا انور اوکاڑوی صاحب صدر مناظر تھے اور مولانا امداد اللہ انور ان کے ساتھ دوسرا میرا نام تھا۔ ہم دونوں قائلین حیات کی طرف سے ثالث تھے اور مماتیوں کی طرف سے مولانا نصر اللہ صاحب، مناظر مولانا عبدالرحیم نظامی صدر مناظر اور مولانا عبدالغنی صاحب کے بیٹے مولانا محمد اور ان کے شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد صاحب ربانی ثالث تھے۔ جب بات شروع ہونے لگی تو مناظرہ شروع ہونے سے پہلے میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ بھائی دیکھو! چونکہ میں ثالث ہوں۔ اس لئے ثالث ہونے کی حیثیت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ مقامی تین زمیندار جو مناظرہ کرا رہے تھے میں نے ان کو بھی متوجہ کیا کہ آپ حضرات بھی میری بات اچھی طرح سمجھیں۔ اگر سمجھ نہ آئے تو پوچھ لیں۔ ہمیں کسی ایک نقطہ پر متفق ہو جانا چاہئے جس پر ہم ثالث فریقین کے دلائل کو پرکھیں۔ ہمیں کوئی ایک نقطہ سامنے رکھ لینا چاہئے اور ایک ہدف متعین کر لینا چاہئے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قائلین حیات جو دلیل پیش کریں اس کو اسی نقطہ پر رکھیں اور منکرین حیات بھی جو دلیل پیش کریں اس کو بھی اس نقطہ پر رکھیں۔ تاکہ ہم ثالث لوگ آسانی کے ساتھ فیصلہ کر سکیں۔ میں نے کہا کہ یہاں پر دونوں فریقوں کے علماء وعوام جمع ہیں۔ سب غور سے سنیں۔

۱...... روح کی زندگی پر سب کا اتفاق ہے۔ اس میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اس لئے قائلین حیات روح کی حیات والی حدیثیں پیش نہیں کریں گے۔

۲...... عالم دنیا کے اندر نبی کریم ﷺ پر موت کا وارد ہونا برحق ہے۔ آپ ﷺ پر عالم دنیا میں موت آئی ہے، اس میں بھی کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ لہٰذا منکرین حیات دنیا والی موت کی آیتیں اور حدیثیں نہیں پڑھیں گے۔ میں نے ساتھ ہی وہ آیتیں اور حدیثیں پڑھ دیں۔ میں نے کہا کہ: ''انک میت وانھم میتون'' نہیں پڑھیں گے۔ کیونکہ اس میں دنیاوی موت کا وعدہ ہے کہ آپ پر بھی موت آئے گی اور ان پر بھی موت آئے گی۔ کہاں؟ دنیا میں ''کل نفس ذائقة الموت'' نہیں پڑھیں گے۔ ''اینما تکونوا یدرککم الموت'' بھی نہیں پڑھیں گے۔ ''الله یتوفی الانفس حین موتها'' بھی نہیں پڑھیں گے۔ ''اموات غیر احیاء'' بھی نہیں پڑھیں گے۔ کیونکہ ان آیات میں عالم دنیا کی موت کا بیان ہے۔ ان کا قبر والی حالت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیا۔ ''انک میت وانھم میتون'' کا یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ پر قبر میں موت آئے گی۔ ''کل نفس ذائقة الموت'' کا یہ معنی ہے کہ ہر ایک نے قبر میں موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ لہٰذا دنیا والی موت کے بارے میں جو آیتیں اور حدیثیں ہیں، یہ نہیں پڑھی جائیں گی۔ کیونکہ دنیا والی موت کی آیات اور احادیث کو قبر کی حالت پر چسپاں کرنا قرآن وحدیث میں تحریف ہے۔

۳...... اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دنیا والی اصلی عنصری جسم قبر میں محفوظ ہے اور زندہ ہے۔ جب کہ منکرین حیات کا عقیدہ ہے کہ قبر کے اندر نبی ﷺ کا جسم محفوظ تو ہے۔ لیکن زندہ نہیں ہے۔ یہ ہے نقطہ اختلاف اور یہ اصل جھگڑا ہے۔ میں جمیل الرحمن عباسی کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایسے دلائل پیش کریں کہ جن سے ثابت ہو کہ نبی کریم ﷺ کا دنیا والا جسم قبر میں زندہ ہے اور مولانا نصر اللہ صاحب سے بھی ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ بھی ایسے دلائل پیش کریں کہ جن سے یہ ثابت ہو کہ نبی کریم ﷺ کا دنیا والا جسم قبر میں بے حس وبے جان ہے اور روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب وہ بے دست وپا ہو گئے۔ اس لئے فوراً مولوی محمد صاحب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے شرائط مناظرہ کی تحریر لہرا کر کہا کہ ہم حیات کے منکر ہیں۔ دلیل ہمیشہ مثبت کے ذمہ ہوتی ہے۔ منکر نافی کے ذمہ نہیں ہوتی۔ اس لئے دلیل ہمارے ذمہ نہیں۔ میں دوبارہ کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ قبر والی حیات کی نفی کرتے ہیں۔ یہ آپ کی نفی دلیل کے ساتھ ہے یا دلیل کے بغیر ہے یا تو آج لکھ کر دے دو کہ ہم قبر کی زندگی کا دلیل کے بغیر انکار کرتے ہیں اور ہماری نفی بے دلیل ہے اور اگر نفی دلیل کے ساتھ کرتے ہیں تو آپ دلیل پیش کریں۔ (نعرے)

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ نافی کو دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں نے کہا کہ توحید کی تو ابتداء ہی نفی سے ہے۔ ''لا اله الا الله'' نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، اگر آپ کہتے ہیں کہ نفی کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی تو آج پتہ چلا کہ اشاعت التوحید والسنۃ والوں کی توحید بھی بے دلیل ہے۔ جب میں نے یہ بات کی تو وہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اچھا چلو بات شروع کرو۔ تقریباً دو گھنٹے مناظرہ ہوا۔ لیکن وہ تینوں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

زمیندار اور سب علماء عوام منتظر رہے کہ مماتی حضرات کوئی ایک دلیل تو پیش کریں کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی پاک ﷺ کا قبر کے اندر دنیا والا جسم بے حس و بے جان ہے۔ لیکن اخیر تک نہ کوئی آیت پیش کر سکے نہ کوئی حدیث پیش کر سکے۔ ان کا مناظر یہ آیت پڑھتا: ''انک میت وانھم میتون'' تو لوگ کہتے کہ یہ تو دنیا والی موت ہے۔ وہ پڑھتا: ''اموات غیر احیاء'' زمیندار جو مناظرہ کرارہے تھے وہی کہتے اس میں دنیا والی موت کا بیان ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ محض ایک دعویٰ ہے کہ ہمارے پاس قرآن کی ستر آیات مبارکہ اور دوسو احادیث مقدسہ ہیں۔ یاد رکھئے! ان ستر آیات کا اور دوسو احادیث کا قبر والی حالت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان میں ایک آیت اور ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ قبر میں دنیا والا جسم بے حس و بے جان ہے اور روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ان میں دنیا والی موت کا بیان ہے۔ جس میں کوئی جھگڑا ہی نہیں۔

اہل سنت والجماعت کے دلائل

اب ہمارے دلائل سنئے۔ ہم دلائل سے ثابت کریں گے کہ نبی کریم ﷺ کا اور باقی انبیاء کے دنیا والا جسم قبر میں زندہ ہیں۔ بعض دفعہ سمجھدار غیر علماء بھی بڑی پتے کی بات کر جاتے ہیں۔ ہمارے کہروڑپکا شہر میں ایک ہمارے دوست ہیں۔ حاجی ابراہیم صاحب وہ حج پر گئے ہوئے تھے۔ یہ حیات کے قائل اور کہروڑپکا کا ایک بریلوی شیخ الحدیث عبدالکریم قصوری بھی حج پر گیا ہوا تھا اور کہروڑپکا کا ایک مماتی عبدالحیٔ نامی بھی حج پر گیا ہوا تھا۔ اتفاقاً تینوں روضہ پاک ﷺ پر اکٹھے ہو گئے۔ حاجی ابراہیم صاحب نے کہا بھائی ہمیں روضہ پاک ﷺ پر آنے کا حق ہے۔ تمہیں یہاں آنے کا کوئی حق نہیں۔ عبدالکریم قصوری صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ جب تمہارا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں اور جہاں بھی درود پڑھا جائے وہ آپ ﷺ خود سنتے ہیں تو آپ یہاں کیا لینے آئے ہیں۔ عبدالحیٔ نے کہا کہ عبدالحیٔ صاحب! تمہارے نزدیک روضہ پاک میں کوئی چیز نہیں۔ تمہارا عقیدہ ہے کہ قبر میں نبی پاک ﷺ کا جسم بے حس و بے جان بغیر علم و عقل کے محفوظ پڑا ہوا ہے۔ جس میں نہ حیات ہے نہ آثار حیات ہیں۔ بس ایک دھڑ ہے جو محفوظ پڑا ہے۔ آپ ﷺ نہ صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں اور نہ ہی جواب دیتے ہیں۔ جب تمہارا یہ عقیدہ ہے تو تمہارے یہاں آنے کا کیا مطلب ہے۔ ہمارا اہل سنت والجماعت کا حق بنتا ہے کہ ہم روضہ پاک پر حاضری دیں اور صلوٰۃ و سلام پڑھیں۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ قبر کے پاس پڑھا ہوا درود و سلام خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور دور سے پڑھا ہوا درود و سلام آپ کے پاس پہنچایا جاتا ہے اور ہم ہر جگہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ بھی نہیں رکھتے۔ اس لئے ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم روضہ پر حاضری دیں اور درود و سلام پڑھیں اور جو لوگ حضور ﷺ کو قبر میں نہ زندہ مانتے ہیں نہ صلوٰۃ و سلام کے سماع کا عقیدہ رکھتے ہیں یا ہر جگہ حاضر ناظر مانتے ہیں یا ہر جگہ سے درود و سلام سننے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کا روضہ پاک پر حاضر ہونے کا کوئی حق نہیں بنتا۔ (نعرے) مسلک علماء دیوبند زندہ باد، عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد!

عقیدہ حیات النبی ﷺ کا ثبوت قرآن مجید سے

قرآن کریم کی جو میں نے آیت پڑھی ہے: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' اس سے حیات انبیاء پر علماء کرام نے استدلال کیا ہے۔ علامہ ابن قیم ؒ نے کتاب

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

الروح میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے انباء الاذکیا میں حیات انبیاء پر اس سے دلیل پکڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شہداء کے بارے میں حکم دیا ہے کہ جو اللہ کے راستے میں قتل کئے جاتے ہیں، ان کو یہ نہ کہو کہ یہ مردہ ہیں۔ بلکہ یہ زندہ ہیں۔ لیکن تم اس زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کون ہوتا ہے؟ انسان کے اندر دو ہی اجزاء ہیں، روح اور جسم۔ اللہ کے راستے میں جو قتل ہوا وہ روح ہے یا جسم؟ جسم ہے زخم جسم کو لگتے ہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے جسم ہوتا ہے جسم پر تلوار چلتی ہے۔ جسم کو ہی گولی لگتی ہے اور جسم ہی تہہ تیغ ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ کے راستے میں جو قتل کئے جاتے ہیں وہ اجسام ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ شہداء کے جسم مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ: ”جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کئے گئے ہیں وہ زندہ ہیں۔ یعنی شہداء کے جسموں کو مردہ نہ کہو۔ کیونکہ وہ زندہ ہیں۔“

اور یہ ظاہر بات ہے کہ جن کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے، زندہ بھی وہی ہیں۔ چونکہ شہداء کے دنیا والے جسم جو قتل ہوئے جن پر فعل قتل وارد ہوا جو مقتول فی سبیل اللہ ہیں، ان کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ شہداء کے دنیاوی جسم ہی زندہ ہیں تو زندہ کن کو کہا گیا؟ دنیا والے جسموں کو۔ ہمارے سامنے زندگی کا نقشہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ جو زندہ ہے چلتا پھرتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے۔ اس کی نبض چلتی ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ اس کے اندر نقل و حرکت ہے۔ ہم یہ آثار حیات محسوس کرتے ہیں اور ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ کوئی آدمی سوچ سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا اور مماتی اور غیر مقلدین تو کہتے بھی ہیں کہ اگر شہداء کے دنیاوی جسم زندہ ہوتے تو سانس لیتے۔ ادھر ادھر دیکھتے (مار پڑنے پر چیختے چلاتے) لیکن ہمیں تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے جواب کے لئے ارشاد فرمایا: ”ولکن لا تشعرون“ کہ شہداء کے دنیاوی جسم زندہ ہیں۔ لیکن ان کی زندگی تمہارے شعور میں نہیں آسکتی۔ تم اپنے ظاہری حواس کے ساتھ محسوس نہیں کر سکتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شہید کی آنکھیں ادھر ادھر نہیں گھومتیں۔ زبان نہیں بولتی۔ نبض نہیں چلتی۔ دل نہیں دھڑکتا۔ وہ سانس بھی نہیں لیتا۔ ایک دھڑ ہے جو سامنے پڑا ہوا ہے، ہمیں اس میں حیات اور آثار حیات نظر نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ فرمایئے! ہمارا مشاہدہ سچا ہے یا اللہ کی خبر سچی ہے؟ یقیناً اللہ کی خبر سچی ہے کہ شہداء دنیا والے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔ شہداء کی جسمانی زندگی عالم الشہادت کی چیز نہیں بلکہ عالم غیب کی مخفی زندگی ہے۔ عالم الشہادۃ والی مشاہداتی زندگی نہیں اس لئے اس مخفی زندگی کو آنکھ کان کے شعور سے نہیں، ایمان کے نور سے مانا جائے گا۔ اس زندگی کو وہی مان سکتا ہے جس میں ”یؤمنون بالغیب“ والی ایمانی صفت موجود ہو۔

علم و شعور کا فرق

شعور کسے کہتے ہیں؟ اے میرے بھائی! شعور کہتے ہیں ظاہری حواس کے ساتھ کسی چیز کا ادراک کرنا۔ زبان سے چکھ لیں تو ذائقے کا پتہ چلتا ہے آنکھ سے دیکھ کر۔ ناک سے سونگھ کر۔ کانوں سے سن کر۔ ہاتھ سے پکڑ کر۔ کسی چیز کو جان لینا اس کو شعور کہا جاتا ہے اور عقل کے ساتھ کسی چیز کا جاننا اس کو علم کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ولکن لا تشعرون“ کہ تم ظاہری حواس کے ساتھ شہداء کی زندگی کا شعور و ادراک نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں فرمایا: ”ولکن لا تعلمون“ کہ تم عقل و دلیل کے ساتھ جان بھی نہیں سکتے۔ شہداء کی زندگی ظاہری حواس کے شعور و ادراک کی گرفت سے باہر ہے۔ لیکن عقل و دلیل کے ساتھ اور ایمان کی قوت کے ساتھ اس کا جاننا اور ماننا کوئی مشکل نہیں۔ شہداء کے دنیا والے جسم اس آیت کے مطابق زندہ ہیں اور بناوٹی اور نقلی جسم نہیں بلکہ اصل دنیا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

والے جسم زندہ ہیں۔ اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے، وجوہ الاستدلال اربعۃ استدلال کے چار طریقے ہیں۔ عبارۃ النص، دلالت النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص۔ اصول فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ان چار طریقوں میں سے جس طریقہ سے بھی کوئی دعویٰ نص سے ثابت ہو جائے وہ ثابت بالنص ہوتا ہے۔ یعنی قرآن وحدیث سے ثابت سمجھا جاتا ہے۔ عبارۃ النص یہ ہے کہ کوئی بات قرآن وحدیث کے صاف لفظوں میں واضح طور پر بیان کی گئی ہو تو وہ بھی ثابت بالنص ہے اور باقی تین طریقوں سے ثابت شدہ دعویٰ بھی ثابت بالنص ہوتا ہے۔ یہاں پر نبی کریم ﷺ اور باقی انبیاء کی حیات دلالۃ النص کے طریقہ پر ثابت ہوتی ہے۔ میں اپنے بھائیوں کو ذرا دلالۃ النص سمجھا دوں۔ قرآن میں ''ولا تقل لھما اف'' اپنے ماں باپ کو اف نہ کہو اس میں صراحتاً منع کیا گیا ہے ماں باپ کو اف کہنے سے۔ اب اگر کوئی عقل کا اندھا جوتا لے کر اپنے باپ کے سر میں ٹھاہ ٹھاہ مارنا شروع کر دے۔ وہ مار رہا ہے اس کو کوئی آدمی یہ آیت پڑھ کر سنائے۔ ''ولا تقل لھما اف'' کہ ماں باپ کو اف نہ کہو اور تو اللہ کے اس حکم کے خلاف کر رہا ہے وہ جواب میں کہے کہ میں نے اپنے باپ کو اف ایک دفعہ بھی نہیں کہا۔ میں تو جوتے مار رہا ہوں تو وہ کہے گا اللہ کے بندے! جب ماں باپ کو اف نہیں کہہ سکتے تو جوتے بطریق اولیٰ نہیں مار سکتے۔ اس کا نام دلالۃ النص ہے۔ یعنی اف کہنا ادنیٰ درجے کی توہین ہے۔ جب ماں باپ کے لئے ادنیٰ درجے کی توہین بھی گوارہ نہیں تو جوتے مارنے والی اس سے بڑی توہین کیسے گوارہ ہوسکتی ہے۔ یہی دلالت النص ہے ایک آدمی کتاب نیچے زمین پر رکھ کر پڑھ رہا ہے۔ دیکھنے والے نے سمجھا کہ کوئی دینی کتاب ہے جو نیچے رکھ کر پڑھ رہا ہے۔ اس نے نصیحت کے طور پر کہا کہ بھائی جان! دینی کتاب نیچے نہ رکھا کریں۔ وہ جواب دے جناب یہ دینی کتاب نہیں۔ یہ تو قرآن مجید ہے۔ وہ کہے گا، اللہ کے بندے! جب دینی کتاب بھی نیچے نہیں رکھ سکتے تو قرآن مجید کا نیچے رکھنا بطریق اولیٰ حرام ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی شان زیادہ ہے، دینی کتاب کی شان کم ہے۔ جب تم کم مرتبہ والی کتاب کو بھی نیچے نہیں رکھ سکتے تو بڑی شان والی کتاب بطریق اولیٰ نیچے نہیں رکھ سکتے تو بلند مرتبہ والی کتاب بطریق اولیٰ نہیں رکھ سکتے۔ اس کا نام دلالت النص ہے۔ جب اس آیت سے ثابت ہوا کہ شہداء کے دنیا والے جسم زندہ ہیں تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ:

۱...... بلند مرتبہ والوں کے دنیاوی جسم بطریق اولیٰ زندہ ہیں تو نبیوں کے دنیاوی جسم بطریق اولیٰ زندہ ہوں گے۔

۲...... یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امتیوں کے دنیاوی جسم زندہ ہوں۔ نبیوں علیہم السلام کے مردہ ہوں۔

۳...... شہداء کو شہادت ملی انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے۔ مرتے کافر بھی ہیں، لیکن وہ شہید نہیں کیونکہ وہ نبیوں کے مطیع وفرمانبردار نہیں۔ شہیدوں کو جو زندگی ملی وہ انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے ملی ہے۔ جب شہداء کو شہادت نصیب ہوئی انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے شہداء کو زندگی ملی۔ انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ انبیاء کی اطاعت کی وجہ سے شہداء کو تو زندگی مل جائے اور خود مردہ بے حس وبے جان ہوں۔ اس لئے جب شہداء زندہ ہیں، جن کی وجہ سے شہداء کو زندگی ملی وہ بطریق اولیٰ زندہ ہوں گے۔

۴...... یہ نقطہ بھی بڑا اہم ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مقام نبوت کے ساتھ مقام شہادت بھی عطاء کیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: نبی کریم ﷺ آخری وقت میں فرماتے تھے کہ اے عائشہ وہ زہر جو مجھے یہودیوں نے کھلایا تھا اس سے میری رگیں کٹتی جارہی ہیں۔ اس لئے اسباب کے درجہ میں زہر کا اثر موت کا سبب بنا اگر اس پہلو کو سامنے رکھا جائے تو نبی ﷺ شہید بھی ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کے شہید ہونے کا تقاضا بھی یہی ہے کہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شہداء کی طرح آپ کا دنیاوی جسم بھی زندہ ہے۔ شہید ہونے کی وجہ سے اس صورت میں آپ ﷺ کی حیات فی القبر عبارت النص سے ثابت ہوتی ہے۔ یعنی قرآن کریم کی صاف صریح نص سے آپ کے دنیاوی جسم کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور انبیاء کے دنیاوی جسم قبروں میں ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کے دنیاوی جسم قبروں میں زندہ ہیں۔ یہی ہمارا دعویٰ ہے۔ ہم نے دلیل بھی اس پر پیش کر دی ہے۔ کوئی کہہ سکتا تھا کہ شہداء کو مردہ کہنے سے جو روکا گیا ہے عقیدہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ادب وعقیدت کی وجہ سے ہے۔ اس لئے اللہ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون'' جو اللہ کے راستے میں قتل کئے جاتے ہیں، ان کو وہ گمان بھی نہ کرو۔ ذرا غور فرمائیں اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں شہداء کو مردہ گمان نہ کرو۔ ان کے بارے میں یہ گمان نہ رکھو کہ وہ مردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شہداء کو مردہ گمان کرنے سے منع کیا تو جو مردہ ہونے کا عقیدہ بنالے تو اس کا یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے یا قرآن کے خلاف؟ قرآن کے خلاف ہے۔ لیکن دعویٰ یہ ہے اساڈے کول اللہ دا قرآن ہے۔ (یعنی منکرین حیات کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اللہ کا قرآن ہے۔ آصف) قرآن کہتا ہے کہ شہداء کو مردہ گمان نہ کرو اور انہوں نے مردہ ہونے کا پکا عقیدہ بنالیا ہے تو قرآن کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ قرآن میں ہے۔ شہداء کو مردہ نہ کہو۔ ان لوگوں نے اس کا الٹ کیا کہ ہم مردہ کہیں گے۔ قرآن مجید نے کہا شہداء کو مردہ گمان نہ کرو۔ منکرین حیات نے کہا ہمارا پکا عقیدہ ہے کہ وہ مردہ ہیں۔ مولوی احمد سعید چتروڑگڑھی اور مولانا امین صاحب کا مناظرہ ہوا اس مناظرہ میں مولانا امین صاحب نے جب یہ آیت پیش فرمائی تو چتروڑگڑھی صاحب نے جواب دیا کہ مولوی امین بار بار پڑھ رہا ہے۔ ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات'' آگے کیوں نہیں پڑھتا۔ آگے ہے: ''بل احیاء عند ربھم'' اور اپنے رب دے کول زندہ ہیں۔ چتروڑگڑھی صاحب نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ بھی کیا اور بار بار کہا کہ شہداء اپنے رب دے کول زندہ ہیں۔ اپنے رب دے کول زندہ ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ رب تعالیٰ کے پاس شہداء کی روحیں زندہ ہیں اور قبر میں دنیاوی جسم زندہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا امین صاحب کو بڑی صلاحیت دی تھی۔ انہوں نے اپنی باری میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں: ''ان الدین عند اللہ الاسلام'' کہ دین اسلام اللہ کے پاس ہے۔ معلوم ہوا کہ ان مماتیوں کے پاس دین اسلام نہیں۔ وہ اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اس کا ایک جواب میں دیا کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا۔ بل احیاء عند ربھم کہ شہید اپنے رب کے پاس زندہ ہیں تو چتروڑگڑھی صاحب مجھے وہ جگہ بتادیں۔ جہاں رب نہیں ہے اور اگر رب ہر جگہ ہے تو شہداء کے اجسام جہاں بھی ہوں زندہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ چتروڑگڑھی صاحب کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی آسمانوں پر کوئی کوٹھی ہے۔ کوئی محل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محل میں رہتے ہیں۔ اس لئے وہ آسمان کی طرف اشارہ کر کے بار بار کہتے رہے کہ شہداء اپنے رب کے ہاتھ زندہ ہیں۔ اگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ رب ہر جگہ ہے تو انبیاء اور شہداء جہاں بھی ہیں، وہ عند ربھم ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا۔ یرزقون کہ شہیدوں کو رزق دیا جاتا ہے اور رزق جسم کی ضرورت ہے اور وہ بھی اصلی عنصری اور دنیاوی جسم کی ضرورت ہے۔ مثالی جسم کو رزق کی ضرورت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کے دنیاوی جسم زندہ ہیں اور انہی کو رزق دیا جاتا ہے۔ مثالی جسم ایسے ہیں جیسے آدمی کا سایہ رزق خود آدمی کی ضرورت ہے۔ اس کے سائے کی ضرورت نہیں۔ ایسے ہی رزق شہداء کے دنیاوی جسم کی ضرورت ہیں، مثالی جسم رزق کا محتاج نہیں ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: یستبشرون، استبشار اور بشارت کا کیا معنی ہے؟ بشارت کہتے ہیں اس خوشخبری کو جو اتنی عمدہ اور خوش کن ہو کہ اس خوشخبری کے آثار ظاہری چہرے پر ظاہر ہو جائیں۔ شہداء کے بارے میں قرآن نے کہا: "یستبشرون" کہ شہداء اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں کی وجہ سے اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اس خوشی کے اثرات ان کے جسموں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ مقتول فی سبیل اللہ دنیاوی جسم ہے۔ احیاء بھی وہی ہیں۔ انہی کو مردہ کہنے اور مردہ گمان کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ رزق بھی انہی کو دیا جاتا ہے خوشی بھی انہی پر ظاہر ہوتی ہے۔ جب شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ وہ زندہ ہیں تو انبیاء کا درجہ شہداء سے کہیں زیادہ ہے۔ لہٰذا وہ بطریق اولیٰ زندہ ہوں گے اور اپنے دنیا والے اصلی جسموں کے ساتھ زندہ ہوں گے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دو اعلان

ایک بات ہمارے دوست یہ کہا کرتے ہیں کہ جی خطبہ صدیق پڑھو، تو میں کہا کرتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات پوری پڑھو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر دو اعلان کئے تھے اور دونوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا۔ ہم الحمدللہ! دونوں کو مانتے ہیں دونوں کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ اب وہ اعلان سن لیں۔ یہ میرے سامنے بخاری شریف رکھی ہے۔ جلد اوّل ص ۵۱۷ پر ہے کہ جب نبی علیہ السلام کا وصال ہو گیا اور ایک پریشانی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پیدا ہو گئی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ پر چادر ڈالی ہوئی تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی۔ بوسے دیئے اور فرمایا: "لا یذیقک اللہ الموتتین ابداً" اے محبوب اللہ! آپ کو کبھی بھی دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ اس کی وضاحت میں بعد میں کروں گا۔ اس کے بعد پھر اعلان فرمایا: "من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات انک میت وانھم میتون وما محمد الا رسول" آگے ان آیات کے اندر اعلان قبر والی موت کا ہے یا عالم دنیا کی موت کا؟ عالم دنیا کی موت کا اعلان ہے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو یہ اعلان تھا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا والی موت کا انکار کر رہے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں پڑھ کر بتادیا کہ جو دنیا کے اندر موت آتی ہے وہ آپ ﷺ پر آچکی اور ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ رکھتے ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا کی زندگی جو تریسٹھ سال تھی وہ پوری ہوئی۔ اس کے بعد موت آئی اور اسی موت کا یہاں پر اعلان ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو پہلے اعلان فرمایا ہم اس کو مانتے ہیں، اس کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ لیکن مماتیوں کا نہ اس پر ایمان ہے نہ اس کے مطابق عقیدہ ہے۔ اس اعلان میں جس عقیدے کا بیان ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ وہ دو موتیں یہ ہیں۔ بخاری شریف کے اسی صفحہ پر حاشیہ میں فتح الباری کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک موت تو یہی دنیا والی ہے جو آپ ﷺ پر آچکی ہے اور دوسری موت جس کی نفی کرنی مقصود ہے۔ وہ قبر کی موت ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو قبر کے اندر پہنچا دیا جاتا ہے تو اس کو قبر میں دوبارہ زندگی ملتی ہے۔ یہ زندگی انبیاء کو بھی ملتی ہے اور غیر انبیاء کو بھی ملتی ہے۔ لیکن جو غیر انبیاء ہیں ان کو زندگی ملی سوال و جواب ہوا۔ اس کے بعد پھر قبر میں ان پر موت آتی ہے۔ یعنی روح اپنے مستقر میں چلی جاتی ہے۔ البتہ روح کا تعلق جسم یا اجزاء جسم کے ساتھ باقی رہتا ہے اور اس تعلق کی وجہ سے اتنی حیات اور اتنا احساس باقی رہتا ہے کہ جس سے میت عذاب و ثواب کو محسوس کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ نیند میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

روح نکل جاتی ہے لیکن اس کا تعلق بدن کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ جس سے نبض چلتی ہے، کھانا ہضم ہوتا رہتا ہے اور سونے والا پہلو بدلتا رہتا ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صاف اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور قبر کی دونوں موتیں نہیں چکھائے گا۔ دنیا میں آپ ﷺ پر جو موت آنی تھی وہ آ چکی۔

اے محبوب! اب آپ کو اللہ تعالیٰ قبر میں ایسی زندگی عطاء فرمائیں گے اور ایسی حیات عطاء فرمائیں گے جو ابدی حیات ہے جس کے بعد موت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور قبر کی دونوں موتیں نہیں چکھائے گا۔ دنیا کی موت آ چکی۔ اس کے بعد اب قبر میں دائمی زندگی عطاء ہوگی۔ جس کے بعد موت نہیں آئے گی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ان دونوں اعلانوں پر کسی صحابی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اس پر کوئی نقطہ اعتراض نہیں لگایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک جو قبر کے اندر محفوظ ہے، یعنی دنیا والا اصلی عنصری جسم۔ ابدی اور دائمی زندگی کے ساتھ زندہ ہے۔ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور آپ ﷺ پر عالم دنیا میں جو موت آئی ہے۔ اس پر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ دونوں اجماع مانتے ہیں اور دونوں کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا دنیا کی موت برحق اور پیغمبر پاک ﷺ کی قبر کی حیات بھی برحق (نعرے)

نعرہ تکبیر اللہ اکبر، عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد، خلافت راشدہ حق چار یار!

بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ ان دو موتوں سے وہ دو موتیں مراد ہیں جو "کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم" میں مذکور ہے۔ یعنی دنیا میں آنے سے پہلے جو عدم ہے اس کو بھی موت کہا گیا ہے۔ ایک وہ موت ہے، دوسری وہ موت ہے جو عالم دنیا میں آتی ہے۔ یہ دو موتیں مراد ہیں...... لیکن یہ درست نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ پر یہ دو موتیں تو آ چکی ہیں۔ آپ ﷺ کی ولادت سے قبل آپ ﷺ پر عدم تھا۔ عدم والی موت اور عدم والا وقت آپ ﷺ پر آیا اور عالم دنیا کی موت بھی آ چکی ہے تو یہ اعلان کیسے فرمایا کہ اللہ آپ ﷺ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ اس لئے ان سے ایک عالم دنیا کی موت اور دوسری قبر کی موت مراد ہے کہ اللہ آپ ﷺ کو یہ دو موتیں نہیں چکھائے گا۔

ایک نقطہ یاد رکھنا کہ نبی کریم ﷺ کی حیات فی القبر کا عقیدہ اتنا اہم ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے "لا یذیقک اللہ موتتین ابداً" فرما کر اس کا اعلان پہلے، اور دنیا والی موت کا اعلان بعد میں کیا اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ وفات نبوت کے بعد جس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے نبی پاک ﷺ کی قبر والی زندگی کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح وفات نبوت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سب سے پہلا اجماع بھی پیغمبر پاک ﷺ کی حیات فی القبر پر ہوا ہے۔ موت کا اعلان بھی بعد میں ہوا اور آپ کی وفات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی بعد میں ہوا۔ عجیب بات ہے کہ ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دونوں اعلانوں کے مطابق عقیدہ رکھا اور دونوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دونوں اجماع تسلیم کر لئے۔ اس کے باوجود ہم تو بن گئے خطبہ صدیق کے منکر اور جنہوں نے حیات قبر کے پہلے اعلان کا اور اس پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا صاف انکار کیا ہے اور دوسرے اعلان میں تحریف کی ہے کہ اس میں اعلان تھا عالم دنیا کی موت کا۔ لیکن انہوں نے اس کو فٹ کر دیا قبر پر۔ وہ بن گئے خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ کے علمبردار خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ کانفرنس کے قد آدم اشتہار شائع کر کے دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائے۔ "وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۱۲/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ کو مدنی مسجد چکوال میں مسئلہ حیات النبی ﷺ پر تقریر کے اقتباسات

قبر کی موت وحیات

جب کسی کو قبر کے اندر رکھا جاتا ہے تو بعض علماء کہتے ہیں کہ روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روح وہیں رہتی ہے جو اس کا ٹھکانہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ روح کا جسم کے ساتھ یا اجزاء جسم کے ساتھ تعلق پیدا کر دیتے ہیں اور اس تعلق کی وجہ سے جسم یا اجزاء جسم کے اندر حیات پیدا ہو جاتی ہے۔ روح اپنی جگہ پر رہتی ہے لیکن روح کے جسم کے ساتھ تعلق اور کنکشن کی وجہ سے اگر جسم ہے تو جسم میں اور اگر جسم ریزہ ریزہ ہو چکا ہے تو اجزاء جسم کے اندر اللہ تعالیٰ حیات پیدا کر دیتے ہیں۔ اتنی بات تو حیات قبر کا انکار کرنے والا گروہ بھی مانتا ہے، یہ میرے سامنے مولوی محمد حسین نیلوی صاحب کی کتاب ندائے حق رکھی ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں: ’’جس کے ساتھ مردہ، تکلیف یا راحت کا اثر محسوس کرتا ہے۔‘‘ یہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کی حقانیت وصداقت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منکرین حیات کی زبان سے بھی کہلوا دیا۔ پیغمبر ﷺ کا مقام تو اپنی جگہ شہید کا مقام بھی اپنی جگہ مومن کا مقام بھی اپنی جگہ۔ اگر یہ کافر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کا اس کے اجزاء اصلیہ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اس تعلق کی وجہ سے اجزاء اصلیہ کے اندر اتنی حیات پیدا کر دیتے ہیں کہ جس سے وہ عذاب کی تکلیف محسوس کرتا رہتا ہے تو روح کا تعلق اور اس تعلق کی وجہ سے حیات کسی حد تک منکرین حیات نے بھی مان لیا ہے۔ اگر آپ ترقی یافتہ دور کی جدید مصنوعات پر غور کریں گے تو دو چیزوں کے درمیان محض معنوی تعلق کی وجہ سے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بم دھماکہ کیا جاتا ہے۔ بم کہیں رکھا ہوا ہوتا ہے اور ریموٹ کنٹرول لے کر دھماکہ کرنے والے کہیں اور بیٹھا ہوتا ہے جس کا پتہ بھی نہیں ہوتا اور درمیان میں کوئی اس نے تاریں بھی بچھی ہوئی نہیں ہوتیں۔ صرف بم اور ریموٹ کنٹرول کے درمیان ایک معنوی تعلق ہوتا ہے۔ دھماکہ کرنے والا ریموٹ کنٹرول کا بٹن دباتا ہے اور کتنا دھماکہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح آپ یہاں بیٹھے ہیں۔ پانچ منٹوں میں ایک دور دراز رہنے والے آدمی کے ساتھ ٹیلی فون کے ذریعے یا موبائل کے ذریعے بات کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اب ایسا فون آ گیا ہے کہ جس میں تصویر سامنے آ جاتی ہے اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ درمیان میں محض ایک لہری تعلق ہوتا ہے۔ لیکن ہزاروں میل کے فاصلہ کے باوجود آپس میں بات چیت ہوتی ہے اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اسی طرح ٹیلی ویژن کا بھی ریموٹ کنٹرول ہے۔ ٹی وی کے شوقین بستر پر بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے اسٹیشن بھی تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ پروگرام بدلتے رہتے ہیں اور سکرین کا کلر بھی بدلتے رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ درمیان میں ایک تعلق ہوتا ہے اور خلائی سیارے جو خلاء میں چھوڑے جاتے ہیں ان کا کنٹرول یہیں زمین پر ہوتا ہے۔ خلائی ماہرین اور خلائی سیارہ کے درمیان برابر تعلق قائم رہتا ہے اور خلائی سیارہ خلا کی تصویریں بھی اتارتا رہتا ہے۔ یہ بھی محض تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر انسان اپنی سائنسی ترقی کی بناء پر اپنے نتائج پیدا کر سکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کی بناء پر روح کا تعلق جسم کے ساتھ پیدا کر کے جسم کے اندر حیات پیدا نہیں کر سکتے۔ یقیناً پیدا کر سکتے ہیں۔ اس لئے روح اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن روح کا جسم یا اجزاء جسم کے ساتھ ایک تعلق رہتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے جسم میں حیات اور آثار حیات پیدا ہو جاتے ہیں۔ حیات پیدا ہو جانے کے بعد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

انبیاء پر قبر میں دوبارہ موت نہیں آتی۔ البتہ غیر انبیاء پر قبر کے اندر دوبارہ موت آتی ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر غیر انبیاء پر قبر میں موت آجاتی ہے تو پھر قبر میں عذاب وثواب کیسے ہوتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ غیر انبیاء پر قبر میں موت آتی ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ میت کا جسم یا اجزاء جسم بالکل بے حس اور بے شعور ہو جاتے ہیں بلکہ سوال جواب کے وقت روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے اور یا روح کا جسم کے ساتھ تعلق قوی قائم کر دیا جاتا ہے۔ جس سے پورے ہوش وحواس قائم ہو جاتے ہیں اور جب سوال وجواب ہو جاتا ہے تو اس کے بعد روح وجسم کا اتنا تعلق اور اس تعلق کی وجہ سے اتنا احساس باقی رکھا جاتا ہے اور اتنی حیات باقی رکھی جاتی ہے جس کے ساتھ میت راحت وتکلیف اور عذاب وثواب کا اثر محسوس کر سکے۔ سوال وجواب کے بعد روح کا نکلنا یا روح کے تعلق کا بعد میں کمزور ہو جانا اسی کو قبر کی موت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ بخاری شریف کی شرح فتح الباری کے اندر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: "ان حیاته صلی الله علیه وسلم لا یتعقبها موت ویستمر حیا والانبیاء احیاء فی قبورهم" نبی کریم ﷺ قبر میں ایسی دائمی حیات کے ساتھ زندہ ہیں جس کے بعد موت نہیں اور یہ حیات آپ ﷺ کے ساتھ مختص نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں اور قبر میں ابدی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی قبروں والی زندگی ابدی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "والذی نفس بیده لا یذیقك الله الموتتین ابدا" اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں کبھی نہیں چکھائے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابداً کہا کہ کبھی بھی، کبھی بھی عالم قبر میں آپ ﷺ پر موت نہیں آئے گی اور اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا تو ہم بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور اسی لئے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں اور ابدی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں۔ حتیٰ کہ قیامت والے دن بھی قبر سے اٹھیں گے تو میرا ایمان ہے کہ نبی پاک ﷺ اپنی اسی زندگی کے ساتھ اٹھیں گے۔ منکرین حیات تو قبر میں انبیاء علیہم السلام کو زندہ نہیں مانتے۔ مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام رضی اللہ عنہم اپنی قبروں میں دائمی اور ابدی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا: "لا یتعقبها موت" ایسی زندگی جس کے بعد موت نہیں۔

حیات قبر کے منکر اہل بدعت ہیں

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ایک عجیب لفظ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قبر کے اندر حیات ہے۔ یہ عقیدہ کن کا ہے؟ اہل سنت کا، معلوم ہوا کہ جو لوگ حیات قبر کے منکر ہیں وہ اہل سنت نہیں بلکہ اہل سنت کی ضد ہیں۔ اہل سنت کی ضد کیا ہے؟ اہل بدعت...... ہم نے سمجھ رکھا ہے کہ صرف بریلوی اہل بدعت ہیں...... نہیں میرے پیارو! جو لوگ بھی نیا عقیدہ گھڑ لیں وہ اہل بدعت ہیں۔

الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون (الحدیث)

حدیث پاک کے اندر آیا ہے۔ "الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" نبی پاک ﷺ نے خود اعلان فرمایا اور امت کو عقیدہ بتایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ اور ہمارا ایمان بھی یہی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں...... ہمارا دعویٰ اور ہمارا نعرہ یہی ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اب فرمائیے قرآن وحدیث ہمارے پاس ہے یا منکرین حیات کے پاس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے؟ یقیناً ہمارے پاس ہے۔ قرآن سے بھی ثابت ہوا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت ہوا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

منکرین حیات کے دھوکے اور ان کے جوابات

منکرین حیات کی طرف سے ایک دھوکہ دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں فلاں راوی ضعیف ہے۔ اس کا جواب اچھی طرح سمجھ لو۔ یہ بات علماء کے لئے اور ثانیاً مطالعہ رکھنے والے سمجھدار غیر علماء کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اگر سند میں کوئی راوی ضعیف آجائے۔ اوّلاً تو لوگ شور مچا دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ حالانکہ سند کا ضعیف ہونا دلیل نہیں ہوتا حدیث کے ضعیف ہونے کی، بعض دفعہ ایک حدیث کی سند ضعیف ہوتی ہے۔ مگر اس حدیث کا متن یعنی اس حدیث کا مضمون اور اس میں بیان شدہ مسئلہ نہایت اعلیٰ درجے کا صحیح ہوتا ہے۔ یاد رکھنا محدثین اور فقہاء کرام کا متفقہ اصول ہے کہ اگر کوئی حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو۔ لیکن اس کا جو مضمون ہے اس حدیث کے اندر جو مسئلہ بتایا گیا ہے، پوری امت اس پر متفق ہے۔ پوری امت کا اس پر اجماع ہے اور اس کے مطابق عقیدہ ہے اور اس پر عملی تواتر ہے تو وہ حدیث سند کے ضعیف ہونے کے باوجود اتنی اعلیٰ درجہ کی قوی اور اعلیٰ درجہ کی صحیح بن جاتی ہے کہ وہ حدیث متواتر کہلاتی ہے اور حدیث متواتر نہ سند کی محتاج ہوتی ہے نہ اس کی سند دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ اس کی سند کی جانچ پڑتال کی ضرورت رہتی ہے۔ کیونکہ سند کے مطابق میں اجماع اور تواتر حدیث کے ثبوت اور حدیث کے صحیح ہونے کی بڑی مضبوط دلیل ہے اور ایسی مضبوط دلیل ہے کہ اگر آج سے کوئی آدمی پوچھے کہ اس قرآن کو تم قرآن کہتے ہو۔ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ یہ وہی قرآن ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا تھا؟ تو ہمارے پاس اور کوئی دلیل نہیں۔ ہم یہی کہیں گے کہ اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ اس پر تواتر چلا آرہا ہے جب قرآن کا قرآن ہونا اور قرآن کا سچا ہونا اجماع اور تواتر سے ثابت ہوسکتا ہے تو اجماع اور تواتر سے حدیث کا صحیح ہونا بھی ثابت ہوجاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ راوی ضعیف ہے بھی سہی یا نہیں۔ تاہم میں کہتا ہوں اگر چند منٹوں کے لئے تمہاری بات مان لیں تو اس حدیث کے اندر نبی کریم ﷺ نے جو عقیدہ بتایا ہے اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع اس پر پوری امت کا اجماع ہے اور تواتر کے ساتھ امت مسلمہ کا یہ مسلمہ عقیدہ چلا آرہا ہے۔ اجماع صحابہ اجماع امت اور تواتر اس حدیث کے صحیح ہونے کی اتنی مضبوط دلیل ہیں کہ اس کے بعد سند دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس حدیث کو سند کا محتاج بنانا ایسے ہے جیسے کوئی آدمی یہ کہے کہ قرآن کی صداقت پر پوری امت کا اجماع ہے اور اس کا سچا ہونا تواتر سے ثابت ہے تو اب اس کی صداقت دو آدمیوں کی تصدیق اور شہادت کا محتاج بنانا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ اسی طرح جب ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور پوری امت کا اجماع ہے اور پوری امت میں تواتر کے ساتھ یہ عقیدہ چلا آرہا ہے تو اس حدیث کی صحت کے لئے اجماع صحابہ، اجماع امت اور امت کا عملی تواتر کافی ہے۔ اس کے ثبوت اور اس کی صحت کا راویوں کا محتاج بنانا بے وقوفی ہے اور یہ ایسی ہے بے وقوفی ہے جیسے صداقت قرآن کو دو سچے آدمیوں کی گواہی کا محتاج بنانا بے وقوفی ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا محدثین اور فقہاء کا اصول ہے کہ جس حدیث پر امت کا اجماع ہوجائے وہ سند کی محتاج نہیں رہتی۔ لہٰذا یہ حدیث بھی اجماع اور حیات النبی ﷺ کا عقیدہ بھی اجماع ہے۔ یہ حدیث بھی امت کے تواتر سے ثابت ہے اور حیات النبی ﷺ کا عقیدہ بھی امت کے تواتر سے ثابت ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دوسرا دھوکہ: کبھی کہیں گے کہ اگر قبروں والے زندہ ہیں تو ان کو مردے کیوں کہتے ہیں۔
جواب: قبروں والے مردے ہیں، عالم دنیا کے اعتبار سے اور زندہ ہیں عالم قبر کے اعتبار سے۔
تیسرا دھوکہ: اگر نبی ﷺ زندہ ہیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ کیوں بنے زندہ کا کوئی خلیفہ نہیں ہوتا؟
جواب: میں پوچھتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے خلیفہ دنیا میں ہیں یا قبر میں؟ وہ خلیفہ ہیں دنیا میں اور نبی کریم ﷺ پر دنیا میں موت آچکی ہے۔ اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا میں خلیفہ بنے اور نبی پاک ﷺ زندہ ہیں قبر میں۔
چوتھا دھوکہ: اگر نبی کریم ﷺ زندہ ہیں تو دفن کیوں کیا گیا؟ قبر میں کیوں رکھے گئے ہیں؟
جواب: کفن دفن اور قبر عالم دنیا کی موت کے احکام ہیں اور چونکہ نبی کریم ﷺ پر عالم دنیا میں موت آئی ہے۔ اس لئے کفن دفن ہوا اور آپ ﷺ کو قبر اطہر میں رکھا گیا۔
پانچواں دھوکہ: کبھی کہتے ہیں اگر زندہ ہیں تو جنازہ میں یہ کیوں پڑھتے ہو: "اللھم اغفر لحینا ومیتنا"
جواب: "میتنا" کہتے ہیں دنیا کے اعتبار سے اور زندہ ہیں قبر میں۔
چھٹا دھوکہ: کبھی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے: "فلما خر تبینت الجن" جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاٹھی کو دیمک نے کھایا تو وہ گر گئے۔ اگر زندہ تھے تو گرے کیوں؟
جواب: اگر کسی کا گر جانا موت کی دلیل ہے تو پھر جو آدمی بھی لاٹھی کے سہارے کھڑا ہو، اگر اس کی لاٹھی پھسل جائے، ٹوٹ جائے اور وہ آدمی گر جائے تو کیا ہم اس کو مردہ سمجھ کر دفن کر دیں گے۔ کسی آدمی کا پاؤں پھسل جائے اور وہ گر جائے تو اس کو مردہ سمجھ کر اس کے ساتھ مردوں والی کارروائی شروع کر دیں۔ آئندہ اگر کوئی مماتی گر جائے تو اس کو اٹھاؤ نہیں بلکہ اس کو کفن دے کر جنازہ پڑھ کر دفن کر دو۔ وہ بے شک چلاتا رہے لیکن اس مماتی کو یہی کہا جائے کہ تو گر گیا ہے اور تمہارے نزدیک گر جانا موت کی دلیل ہے۔ لہٰذا تو مردہ ہے۔ ہم تجھے دفن کریں گے۔
ساتواں دھوکہ: کبھی کہتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام جواب صحیح نہیں دے سکے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا "کم لبثت" ہو کہنے لگے "یوما او بعض یوم" آپ کتنی مدت ٹھہرے ہیں۔ عزیر علیہ السلام نے جواب دیا ایک دن یا دو دن کا کچھ حصہ۔ بعض مماتی بڑی سریلی آواز میں پڑھتے ہیں: "کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم" اور کہتے ہیں کہ اس عرصہ دے وچ بدل دی گجے ہوسن۔ مینہ ذی وسے ہوسن۔ طوفان دی اے ہوسن۔ لیکن لکھ پتہ نہیں چلیا۔ جے زندہ ہوندے تاں جواب صحیح دیندے۔ (یعنی بادل گرجے ہوں گے بارشیں آئی ہوں گی۔ طوفان بھی آئے ہوں گے لیکن ان کو کچھ بھی پتہ نہیں چلا۔ اگر زندہ ہوتے تو ان کو پتہ چلتا اور جواب صحیح دیتے۔ آصف)
جواب: اگر وقت غلط بتانے سے کسی کا مردہ ہونا ثابت ہو جاتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک موذن صبح کی اذان کے لئے اٹھتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اذان کا ٹائم ہو گیا ہے۔ وہ جلدی سے اذان کہہ دیتا ہے۔ بعد میں گھڑی دیکھتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ابھی تو تین بجے ہیں۔ موذن کو کیونکہ ٹائم سمجھنے میں غلطی لگی تو کیا ہم اس کو مردہ سمجھ کر دفن کر دیں۔ بھلا یہ بھی کوئی دلیل ہے کہ جو وقت غلط بتا دے وہ مردہ ہے۔ سورۃ مؤمنون کے اخیر میں ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: "کم لبثتم فی الارض عدد سنین" تم زمین میں کتنے سال ٹھہرے رہے۔ وہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جواب دیں گے: "یوما او بعض یوم" "دن یا دن کا کچھ حصہ یہ وہی جواب ہے جو حضرت عزیر علیہ السلام نے دیا تھا۔ یہ جواب صحیح ہے یا غلط؟ غلط ہے تو کیا دنیا میں یہ سارے لوگ مردہ تھے؟ دنیا میں زندہ تھے لیکن اس کے باوجود ان کا جواب وہی ہے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اصحاب کہف کے بارے میں سورہ کہف میں ہے کہ وہ تین سو نو سال تک سوئے رہے اور سویا ہوا آدمی زندہ ہوتا ہے یا مرا ہوا ہوتا ہے؟ زندہ ہوتا ہے۔ اصحاب کہف سوئے ہوئے تھے۔ قرآن میں ہے: "وتحسبهم ايقاظاً وهم رقود ونقلبهم ذات اليمين وذات الشمال" آپ ان کو جاگتا گمان کریں گے۔ حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم ان کو دائیں اور بائیں بدلتے رہے۔ تین سو نو سال کے بعد جب اٹھے تو ان میں سے ایک نے پوچھا تم کتنی مدت ٹھہرے رہے۔ دوسرے نے جواب دیا: "لبثنا یوماً او بعض یوم" "دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے رہے تو یہ اس عرصے میں زندہ تھے۔ لیکن سوتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ کروٹیں بھی بدلتے رہے۔ لیکن جواب دیا "یوما او بعض یوم" تو پتہ چلا کہ اس جواب دینے سے مردہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

<u>آٹھواں دھوکہ</u>: کبھی کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ لیکن قبر اس گڑھے کا نام نہیں۔ بلکہ علیین یا سجین میں ہے۔

<u>جواب</u>: مماتی حضرات نے بظاہر حیات قبر کا اقرار کیا ہے۔ لیکن حقیقت میں زمینی قبر کے قبر ہونے کا انکار کر کے انہوں نے منافقانہ طریقے سے جسم کے زندہ ہونے کا انکار کیا ہے اور صرف روح کے زندہ ہونے کا اقرار کیا ہے اور حماقت یہ کی کہ روح کے لئے بھی قبر کا قول کیا ہے۔ کیونکہ علیین یا سجین میں روح ہوتی ہے۔ جب علیین و سجین میں قبر ہے تو انہوں نے گویا روح کے لئے قبر تسلیم کی ہے۔ لیکن یہ قبر کے مفہوم میں تحریف ہے۔ مفردات القرآن اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: "کل مقر الجسم فهو قبره" "جسم یا اجزاء جسم کی جو جائے قرار ہے وہی اس کی قبر ہے خواہ جسم اپنی اصلی شکل میں موجود ہو یا ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائے یا اس کو جلا کر راکھ بنا کر کچھ ہوا میں اڑا دیا جائے۔ کچھ دریا میں بہا دیا جائے تو وہ ذرات جہاں جہاں ٹھہریں گے۔ وہی اس کی قبر ہے۔ قبر کی یہ تعریف قرآن کریم سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "وان الله يبعث من فى القبور" "اللہ اٹھائے گا ان تمام لوگوں کو جو قبروں میں ہیں، اٹھنے کی کیفیت کیا ہوگی؟ اٹھنے کی کیفیت میرے پیارو! یہ ہوگی کہ جسم یا اجزاء جسم جہاں جہاں بکھرے ہوں گے وہاں وہاں سے اٹھیں گے جس کو زمین کے اندر دفن کیا گیا۔ وہ وہاں سے اٹھے گا اور جس کو جلا کر راکھ بنا کر ہوا میں اڑا دیا گیا ہے یا دریا میں بہا دیا گیا تو اس کے ذرات جہاں جہاں ہوں گے وہ وہاں سے اٹھ کر آئیں گے اور چونکہ قرآن میں اعلان کیا گیا ہے کہ لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ معلوم ہوا کہ جو جہاں سے اٹھے گا وہاں اس کی قبر ہے۔

اور جسم یا جسم کے اجزاء جہاں جہاں ٹھہرے جہاں جہاں قرار پکڑا وہ وہاں سے اٹھیں گے تو وہی ان کی جائے قرار ان کے لئے قبر ٹھہری۔ اس لئے قبر کی یہ تعریف "کل مقر الجسم فهو قبره" "قرآن کے موافق ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے چار پرندوں کا گوشت مختلف پہاڑوں پر بکھیر دیا۔ پھر ان کو آواز دی تو پرندوں کے اجزاء جہاں جہاں بکھرے ہوئے تھے، وہ وہاں سے اٹھ کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نمونہ دکھا کر بتا دیا کہ قیامت کے دن لوگ اسی طرح اٹھیں گے۔ حتیٰ کہ جن کے اجزاء بکھر جائیں گے ان کے بکھرے ہوئے اجزاء اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر آئیں گے اور جہاں سے اٹھیں گے وہی ان کی قبر ہے اور کسی آیت یا حدیث کے اندر بھی یہ نہیں آیا کہ علیین یا سجین میں قبریں ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نواں دھوکہ: کبھی دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ قبر عالم برزخ کا نام ہے جائے دفن کا نام نہیں۔ اس سے ان کا مقصود روح کے لئے زندگی کا اقرار جسم کی زندگی سے انکار ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قبر عالم برزخ کا نام ہے اور آپ ﷺ عالم برزخ میں زندہ ہیں۔

جواب: عالم برزخ دو معنوں میں بولا جاتا ہے۔

۱...... موت کے وقت سے قیامت کے قائم ہونے تک اس سارے زمانے کا نام عالم برزخ ہے۔

۲...... موت کے بعد جسم یا اجزاء جسم جس جس جگہ قرار پکڑیں اس جگہ کا نام بھی عالم برزخ ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ قبر جسم اور اجزاء جسم کا نام ہے یا قبر عالم برزخ کا نام ہے تو عنوان کا فرق ہے۔ بات ایک ہی ہے۔ چنانچہ مظاہر حق جلد اول ص ۱۷۹ میں لکھا ہے کہ قبر سے مراد محض ڈیڑھ گز کا گڑھا نہیں بلکہ قبر کا مطلب عالم برزخ ہے...... اور یہ عالم ہر جگہ ہو سکتا ہے۔ جیسے بعض لوگ ڈوب جاتے ہیں، جلا دیئے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرنے والے کی جہاں لاش ہو یا اس کے جسم کے اجزاء ہوں اس جگہ کا نام عالم برزخ ہے۔ لیکن مماتیوں نے عالم برزخ کے مفہوم میں بھی تحریف کی اور جسم کی زندگی کا انکار کیا ہے۔

دسواں دھوکہ: ایک دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ قرآن میں ہے کہ اللہ قیامت کے دن مردوں کو زندہ کریں گے۔ اگر قبر میں پہلے ہی زندہ ہیں تو زندہ کرنے کا کیا مطلب؟

جواب: یہ قبر میں زندہ ہیں۔ چھپی زندگی کے ساتھ جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور قیامت کے روز ان کو اللہ تعالیٰ کھلی زندگی کے ساتھ زندہ کریں گے۔ جیسا کہ ہماری عالم دنیا کی زندگی کھلی زندگی اور قبر والی چھپی زندگی ہے۔۔ اس طرح آخرت کی زندگی بھی کھلی زندگی ہوگی۔ لہٰذا ہم قبر میں جس زندگی کے قائل ہیں وہ چھپی زندگی ہے جو ظاہری حواس کے ساتھ محسوس نہیں ہوتی اور قیامت کے روز جو اللہ تعالیٰ زندگی دیں گے وہ کھلی زندگی ہوگی۔ جو ظاہری حواس کے ساتھ بھی محسوس ہوگی۔

منکرین حیات کو چیلنج

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر حیات النبی ﷺ کے مسئلے میں مماتیوں کے اختلاف کرنے سے پہلے تک تمام اکابرین اور اسلاف کا عقیدہ یہی رہا ہے اور یہی کتابوں میں لکھا ہے۔ کتاب و سنت سے بھی یہی ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ کا دنیاوی اصلی جسم قبر میں زندہ ہے۔ اہل سنت والجماعت میں سے کوئی ایک معتبر عالم بھی ایسا نہیں ملتا جس نے نبی پاک ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی قبر والی جسمانی زندگی کا انکار کیا ہو۔ میں مماتی حضرات سے قرآن کی آیت نہیں مانگتا۔ حدیث بھی نہیں مانگتا۔ میں کہتا ہوں کہ اتنی طویل تاریخ میں کسی معتبر عالم کا ایک حوالہ پیش کر دیں جس نے لکھا ہو کہ نبی پاک ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے جسم قبروں میں بے حس، بے جان اور بے شعور اور بغیر علم وعقل کے محفوظ پڑے ہیں۔ ان میں نہ زندگی ہے، نہ روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ میں تمہیں سچا مان لوں گا۔ لیکن ایسا حوالہ بھی نہیں دکھایا جا سکتا اور نہ ہی اس باطل عقیدہ پر کوئی قرآن کی آیت یا حدیث پیش کی جا سکتی ہے۔

مماتی بریلویوں کی تائید کر رہے ہیں

اشاعۃ التوحید والے کہتے ہیں کہ ہم بریلویوں کی تردید کر رہے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا کہ یہ لوگ بریلویوں کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تردید نہیں کر رہے بلکہ حیات النبی ﷺ کا انکار کر کے بریلویوں کی تائید کر رہے ہیں۔ بریلویوں نے علماء دیوبند پر الزام لگایا تھا کہ یہ لوگ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو قبر میں زندہ نہیں مانتے۔ ہمارے اکابرین دیوبند نے المہند علی المفند کتاب لکھی جو علماء دیوبند کے عقائد کی بڑی معتبر کتاب ہے۔ اس میں بریلویوں کے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے دنیاوی عنصری جسم کے ساتھ قبر اطہر میں زندہ ہیں۔ اس سے بریلویوں کے الزام اور بہتان کی تردید ہوئی۔ لیکن مماتی لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ قبر میں مردہ ہیں۔ آپ بتائیں کہ بریلویوں نے علماء دیوبند پر جو الزام لگایا تھا کیا مماتیوں نے حیات کا انکار کر کے ان کی تائید کی ہے یا تردید؟ انہوں نے بریلویوں کی تائید کی ہے۔ لیکن دعویٰ یہ ہے کہ ہم بریلویوں کی تردید کر رہے ہیں۔ کر رہے ہیں تائید اور جھنڈا اٹھایا ہوا ہے تردید کا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل سنت والجماعت کے عقائد پر قائم ودائم رکھے۔ آمین! وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

خصوصاً علی سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین۔ اما بعد!

برادران اہل سنت والجماعۃ امام الانبیاء والمرسلین رحمت للعالمین ﷺ نے جو پیشین گوئی فرمائی کہ میری امت میں تہتر فرقے بن جائیں گے۔ ان میں صرف ایک جنتی ہوگا اور باقی بہتر جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ جنتی فرقہ کون سا ہوگا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ما انا علیہ واصحابی'' کہ جو میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

''ما انا علیہ واصحابی'' کے الفاظ مبارکہ کو بزرگان دین راہ نجات اور نشان نجات کے عنوان سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اس کا مصداق اہل سنت والجماعت ہیں جو کہ الحمد للہ! سنت رسول ﷺ اور جماعت صحابہ واہل سنت رضی اللہ عنہم کو برحق مانتے ہیں اور اس پر چلنے والے ہیں۔

اہل سنت والجماعت ناجی فرقہ ہے

بعض روایات میں تو اہل سنت والجماعت کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب بشارت الدارین ص ۵۱۶ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم جلد ثالث مطبوعہ نمبر ۱۱۹ کے حوالہ سے یہ حدیث مبارکہ نقل فرمائی ہے۔ ''ولا یعلم تفصیل ذالك'' اور اس کی تفصیل فرقہ ناجیہ کی پیروی کے بغیر نہیں معلوم ہو سکتی اور وہ فرقہ ناجیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ نے تہتر فرقوں کی پیشین گوئی میں فرمایا کہ ان میں سے نجات پانے والا فرقہ ایک ہی ہوگا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ اور کون ہیں تو فرمایا اہل سنت والجماعت۔ پھر عرض کیا گیا کہ اہل سنت والجماعت کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مخالفین یزیدیوں سے خطاب کرتے ہوئے اپنے طویل خطبہ میں یہ بھی فرمایا تھا: ''ان رسول اللہ ﷺ قال لی واخی انتما سیدا شباب اھل الجنتہ قرۃ عین اھل السنۃ'' (بشارت الدارین ص ۵۱۷ بحوالہ کامل ابن اثیر جلد چہارم ۶۲، مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ) تحقیق رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے بھائی (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ تم دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہو اور اہل سنت کی آنکھ کی ٹھنڈک ہو۔ یہ خطبہ تاریخ ابن خلدون میں بھی موجود ہے۔ تاریخ ابن خلدون مترجم اردو حصہ دوم ص ۱۱۳۔

اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت: ''یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ'' کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یعنی قیامت کے دن اہل سنت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت فرقہ کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری، درمنثور، معارف القرآن وغیرہ (حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ) میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی سنت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں اہل بیت عظام بھی داخل ہیں، کی سنت کی اتباع کو بھی لازم ضروری قرار دیا ہے۔

نقالوں سے ہوشیار رہیں

کہ باقی فرقہ باطل بھی قرآن وسنت کا نام لیں گے۔ لیکن قرآن وسنت پر صحیح طریقے سے چلنے والے وہ ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برحق اور معیار حق مانتے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام کے بغیر نہ قرآن پر ایمان نصیب ہوسکتا ہے اور نہ ہی قرآن کا صحیح فہم اور عمل نصیب ہوسکتا ہے۔ اسی طرح سنت رسول ﷺ اور حدیث رسول ﷺ کے عینی گواہ اور راوی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان پر اعتماد کئے بغیر سنت رسول ﷺ پر نہ ایمان نصیب ہوسکتا ہے اور نہ عمل، اور سنت رسول ﷺ کے بغیر جس طرح قرآن پر عمل ممکن نہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتماد کئے بغیر نہ ہی سنت پر عمل ہوسکتا ہے اور نہ ہی وہ عنداللہ قبول ہوسکتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اصل سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے ہی نصیب ہوسکتی ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے خصوصاً حضرات خلفائے راشدین کے متعلق فرمایا: ''علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المھدیین'' کہ تم پر میری سنت بھی لازم ہے اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت بھی لازم ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جن کو خلفائے راشدین فرمایا گیا وہ چاروں خلفاء حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان چار یار کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی خلیفے بنے۔ وہ بھی برحق ہیں۔ رشد وہدایت پر ہیں، لیکن قرآنی وعدہ جو سورۃ النور آیت: ''ان الذین ان مکنھم فی الارض'' سورۃ حج کی آیات میں ہے۔ اس کا مصداق تمام اہل سنت مفسرین نے چار یار کو ہی بنایا ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب ازالۃ الخلفاء جو کہ چار جلدوں میں خلافت راشدہ کے مسئلہ پر حضرت نے لکھی ہے۔ اس کا مطالعہ فرمائیں۔ خلافت راشدہ حق چار یار کے نعرے سے اسی حقیقت کا اعلان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کیا جاتا ہے۔ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی کی کتاب مجموعہ تفسیر آیات قرآنی جو کہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم سے تحفہ خلافت کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اس میں امام ضحاک کا فرمان نقل فرمایا ہے کہ تمام مسلمان حکمرانوں پر لازم ہے کہ جس کو بھی حکومت، اقتدار ملے وہ ان خلفاء کی پیروی میں شریعت کا قانون نافذ کرے۔

ہم حنفی کیوں کہلاتے ہیں

اہل سنت والجماعت کہلانے کے ساتھ ہم اپنے آپ کو حنفی بھی کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دین سیکھا۔ وہ تابعی ہیں، جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے اور اپنی علمی بصیرت اور اجتہاد کے نور سے قرآن وسنت کے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک لاکھ ستر ہزار مسائل مستنبط فرمائے۔ یعنی ان کا حکم قرآن وسنت سے ظاہر فرمایا۔

تقلید کن مسائل میں واجب ہے

غیر مقلدین لوگوں کو دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ حنفی قرآن وسنت کے مقابلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات مانتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے جو مسائل قرآن وسنت میں صراحتاً موجود ہیں۔ ان میں ائمہ کی تقلید کی ضرورت ہی نہیں۔ قرآن وسنت کے مسائل متعارضہ کہ جہاں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، ان میں ائمہ مجتہدین پر اعتماد کر کے عمل قرآن وسنت پر ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح جن مسائل کا قرآن وحدیث میں ذکر ہی نہیں جن کو غیر منصوص مسائل کہا جاتا ہے۔ ان میں ائمہ مجتہدین کی تقلید واتباع کی جاتی ہے۔ غیر مقلدین ان مسائل میں اپنے موجودہ علماء کی اتباع وتقلید کرتے ہیں اور ہم سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع وتقلید کرتے ہیں۔ امام المناظرین حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر فرماتے تھے کہ ہمارا پورا نام اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی ہے۔ اہل سنت میں نسبت سنت رسول ﷺ سے ہے۔ والجماعت میں جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور حنفی میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے، دیوبندی میں اکابرین علمائے دیوبند سے۔ نبی کریم ﷺ دین کو لانے والے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کو پھیلانے والے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دین کو لکھوانے والے (تدوین کرنے والے) ہیں۔ قرآن وحدیث میں بکھرے ہوئے مسائل کو ایک جگہ جمع فرمادیا ہے۔ مثلاً وضو نماز وغیرہ کے مکمل مسائل ایک جگہ جمع فرمادیے ہیں۔ علمائے دیوبند دین کی تطہیر کرنے والے بچانے والے ہیں۔ سنت وحدیث قرآن کا معنی اور اس کی تشریح ہے اور فقہ حدیث کا معنی اور اس کی تشریح ہے۔

ہم دیوبندی کیوں کہلاتے ہیں

اہل سنت والجماعت حنفی کے بعد ہمارے نام میں دیوبندی کا لفظ اور نسبت اس لئے ہے کہ علمائے دیوبند نے اہل سنت والجماعت حنفی مذہب ومسلک کی تطہیر فرمائی۔ بدعات ورسومات سے افراط وتفریط سے دین حق کو محفوظ رکھا اور اس کی تعلیم وتبلیغ فرمائی۔ اس دور میں برصغیر بلکہ عالم اسلام میں اہل سنت والجماعت کے صحیح ترجمان علمائے دیوبند سمجھے جاتے ہیں۔ جب مولوی احمد رضا خان فاضل بریلوی نے اکابرین علمائے دیوبند کے خلاف تکفیری مہم چلائی اور حرمین شریفین کے کئی علماء کو بھی اپنا ہمنوا بنانا چاہا تو اس وقت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد نور اللہ مرقدہ نے ان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

علماء حرمین شریفین کو اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا اور ان کو فرمایا کہ جن عقائد کے بارے میں مولوی احمد رضا خان بریلوی نے غلط فہمیاں پیدا کی ہیں۔ تم سوالات بنا کر دار العلوم دیو بند بھیجو۔ وہاں سے اکابرین کی طرف سے جوابات آجائیں گے اور ان کے عقائد حقہ کی وضاحت ہو جائے گی۔ اس لئے علمائے حرمین شریفین نے چھبیس سوالات علمائے دیو بند کو بھیجے جن کے جوابات حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے (حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ تبلیغی جماعت کے بزرگ جنہوں نے فضائل اعمال کے رسالے لکھے۔ یہ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور خلیفہ مجاز ہیں) دیئے وہ کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ اصل جوابات عربی زبان میں تھے۔ اب ان کے جوابات کا اردو ترجمہ مع عربی شائع ہو چکا ہے جس کا نام المہند علی المفند یعنی عقائد علمائے اہل سنت علمائے دیو بند ہے جس پر اس وقت درج ذیل اکابرین علمائے دیو بند نے دستخط فرمائے اور ان کی تصدیق فرمائی۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندی، حضرت مولانا میر احمد حسن، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری، حضرت مولانا محمد احمد نانوتوی، حضرت مولانا حکیم محمد حسن، حضرت مولانا قدرت اللہ، حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانی، حضرت مولانا غلام رسول دیو بندی، حضرت مولانا محمد سہول، حضرت مولانا عبدالصمد، حضرت مولانا حکیم محمد اسحاق، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دیو بندی، حضرت مولانا ریاض الدین، حضرت مولانا ضیاء الحق، حضرت مولانا محمد قاسم، حضرت مولانا سراج احمد، حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، حضرت مولانا قاری محمد اسحاق، حضرت مولانا حکیم محمد مسعود گنگوہی، حضرت مولانا محمد یحییٰ، حضرت مولانا کفایت اللہ سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہم ان اکابرین کے علاوہ اس کتاب پر۔ علمائے حرمین شریفین، علماء مصر وممالک عرب، مصر، شام وغیرہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی تمام مسالک کے علماء کرام اور مفتیان عظام کے دستخط موجود ہیں۔

گویا اس کتاب کے اندر جو عقائد ہیں اس دور کے تمام اہل سنت والجماعت علماء کا ان پر اتفاق اور اجماع ہے۔

اس کتاب میں عقیدہ حیات النبی ﷺ بھی موجود ہے۔ اختصار کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ "ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء" میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے، جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔"

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے، اس کا نام آب حیات ہے۔

("المہند علی المفند" عقائد علماء اہل سنت دیو بند ص ۳۸، ۳۹)

مماتیوں کی غلط بیانی

آج کل کئی مماتی کہتے ہیں کہ ان بزرگوں نے محض دفع الوقتی کے طور پر یہ جوابات دے دیئے اور حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بزرگوں نے پڑھے بغیر دستخط کر دیئے۔ اس لئے ذیل میں حضرت مفتی کفایت اللہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تائیدی عبارتیں المہند سے ملاحظہ فرمائیں۔جس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''میں اس کا مقر (اقرار کرنے والا) اور معتقد (عقیدہ رکھنے والا) ہوں اور افتراء کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ اشرف علی تھانوی حنفی چشتی اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔'' (المہند ص ۹۲)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی تصدیق

میں نے تمام جوابات دیکھے ہیں۔سب کو ایسا حق صریح پایا کہ اس کے اردگرد بھی شک یا ریب نہیں گھوم سکتا اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔ (المہند ص ۹۹)

المہند علی المفند مع اردو ترجمہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی نور اللہ مرقدہ مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام نے شائع کرائی تھی جس پر مقدمہ قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعۃ پاکستان نے تحریر فرمایا تھا۔اس کے بعد حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ نے شائع کرائی اور اس کے آخر میں عقائد اہل سنت والجماعت یعنی خلاصہ عقائد علمائے دیوبند کے نام ایک رسالہ بھی اضافہ فرمایا جس پر اس وقت کے اکابر علمائے دیوبند کے دستخط اور تقریظیں موجود ہیں۔

اس رسالہ سے مختصر طریقہ سے صرف عقائد کا انتخاب حضرت مفتی صاحب کے صاحبزادہ حضرت مولانا سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم نے جیبی سائز میں کتابچہ شائع کیا ہے جو کہ اشتہار کی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے جس پر اکہتر علمائے دیوبند کے دستخط ہیں۔یہاں پر ان عقائد اور ان کی تصدیق کرنے والے علمائے کرام کے اسماء گرامی تحریر کئے جا رہے ہیں جس سے واضح ہوگا کہ ان عقائد پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے اور اہل بدعت جو ان علماء پر الزام لگاتے ہیں اس کا جھوٹ ہونا بھی واضح ہو جائے گا۔

(۱) عقیدہ صدق باری تعالیٰ

جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور واقع کے مطابق ہے اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم کرے وہ کافر و ملحد اور زندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔

(۲) عقیدہ ختم نبوت

آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔آپ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

(۳) تکفیر مرزائیت

جب مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۴) توہین رسالت کفر ہے

جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۵) عقیدہ نبوت ورسالت

آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی قبر مبارکہ میں اس طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں، جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔

(۶) عظمت سید المرسلین ﷺ

آنحضرت ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اور اللہ یگانہ تعالیٰ سے قرب میں کوئی شخص آپ علیہ السلام کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ تمام انبیاء ورسول علیہم السلام کے سردار اور خاتم ہیں۔

(۷) علوم نبویہ کی وسعت

آنحضرت ﷺ کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطاء ہوئے ہیں۔ مخلوق میں سے کوئی بھی آپ علیہ السلام کے علمی مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ نہ نبی ورسول اور آپ علیہ السلام کو اولین وآخرین کا علم عطاء ہوا۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ علیہ السلام کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہو۔

(۸) علوم نبویہ کی توہین کفر ہے

جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم آپ علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔

(۹) عقیدہ حیات النبی ﷺ

آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارکہ میں زندہ ہیں اور آپ علیہ السلام کی حیات جسمانی مثل حیات دنیوی کے بلا مکلف ہونے کے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں جو سب آدمیوں کو حاصل ہے۔

(۱۰) زیارت روضہ اطہر کا طریقہ

بہتر یہ ہے کہ روضہ پاک کی زیارت کے وقت آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔

(۱۱) زیارت روضہ پاک

سید المرسلین ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کرنا بہت بڑا ثواب ہے بلکہ واجب کے قریب ہے۔ اگرچہ سفر کرنے اور جان ومال خرچ کرنے سے نصیب ہو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۱۲) سفر مدینہ منورہ

سفر مدینہ منورہ کے وقت آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے۔ کیونکہ اس میں آپ علیہ السلام کی تعظیم زیادہ ہے۔

(۱۳) فضیلت روضہ اطہر

زمین کا وہ حصہ جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے، سب سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

(۱۴) وسیلہ کا حکم

دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ جائز ہے۔ ان کی حیات میں بھی اور وفات کے بعد مثلاً یوں کہے کہ یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔

(۱۵) مسئلہ استشفاع

آپ ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔

(۱۶) سماع صلوٰۃ وسلام

اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو اس کو آپ علیہ السلام خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔

(۱۷) عرض اعمال

آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ آپ علیہ السلام پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور صلوٰۃ والسلام پہنچایا جاتا ہے۔ صلوٰۃ وسلام پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں۔

(۱۸) فضیلت درود شریف

حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب ثواب ہے اور افضل وہ درود شریف ہے جس کے لفظ بھی آپ علیہ السلام سے منقول ہیں۔

(۱۹) ذکر رسول ﷺ

وہ تمام حالات جن کا حضور اکرم ﷺ سے ذرا سا بھی تعلق ہے، ان کا ذکر نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ چاہے آپ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ کا ذکر ہو یا کسی اور حالت کا تذکرہ ہو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۲۰) انبیاء علیہم السلام کی نیند

آنحضرت ﷺ اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کا نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ کیونکہ نیند میں آپ ﷺ کی صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔

(۲۱) انبیاء علیہم السلام کا خواب

آنحضرت ﷺ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۲۵)

(۲۲) آپ ﷺ کا معجزہ

آنحضرت ﷺ نماز میں پشت کی جانب سے ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ سامنے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ صفوں کو سیدھا کیا کرو۔ کیونکہ میں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۰۰)

(۲۳) مسئلہ تقلید

اس زمانہ میں ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام المسلمین حضرت مولانا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔

(۲۴) بیعت کی ضرورت

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شخص کی بیعت ہو جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو دنیا سے بے رغبت ہو۔ آخرت کا طالب ہو، خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔

(۲۵) روحانیت سے استفادہ

مشائخ کا روحانیت سے استفادہ درست ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

تفصل کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کریں۔

المهند علی المفند (عقائد علماء اہل سنت دیوبند)	مصنفہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ
حیات انبیاء علیہم السلام	مصنفہ حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
هداية الحيران فی جواهر القرآن	مصنفہ مولانا سید مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
تسکین الصدور	مصنفہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
قبر کی زندگی	مصنفہ حضرت مولانا نور محمد تونسوی قادری
علماء دیوبند کا مسلکی احتزاج ادراک الفضیلہ فی الدعا بالوسیلہ	مصنفہ مولانا سید مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

توضیح البیان ما فی ھدایۃ الحیران	مصنفہ مولانا سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہ
رحمت کائنات	مصنفہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اب مندرجہ بالا عقائد حقہ کی تصدیق کرنے والے بزرگان علمائے دیوبند کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کراچی، حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، حضرت مولانا مفتی محمود ملتان، حضرت مولانا مفتی عبداللہ ملتان، حضرت مولانا محمد احمد تھانوی، حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، حضرت مولانا عبدالحق نافع، حضرت مولانا عبداللہ بہلوی، حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی، حضرت مولانا محمد انوری، حضرت مولانا حامد میاں لاہور، حضرت علامہ محمد شریف کشمیری، حضرت مولانا مفتی علی محمد کبیر والہ، حضرت مولانا مفتی احمد سعید سرگودھا، حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی، حضرت مولانا مفتی ولی حسن، حضرت مولانا محمد ایوب بنوری، حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی، حضرت مولانا فضل غنی بنوری، حضرت مولانا مفتی محمد فرید، حضرت مولانا مفتی وحید، حضرت مولانا سید صادق حسین شاہ، حضرت مولانا عبدالحئی شجاع آبادی، حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی البرنی، حضرت مولانا علامہ محمد سرفراز خان صفدر، حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی، حضرت مولانا سلیم اللہ خان (صدر وفاق المدارس پاکستان)، حضرت مولانا محمد عبید اللہ قاسمی، حضرت مولانا قطب الدین چوکیرہ، حضرت مولانا علامہ عبدالستار تونسوی، حضرت مولانا خواجہ خان محمد کندیاں، حضرت مولانا قاری عبدالسمیع سرگودھا، حضرت مولانا محمد امین شاہ خانیوال، حضرت مولانا محمد نافع جھنگ، حضرت مولانا منظور احمد نعمانی ظاہر والی، حضرت مولانا حاجی احمد گمانوی، حضرت مولانا عبدالجلیل ڈھڈیاں، حضرت مولانا مفتی جمال احمد ظاہری، حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی، حضرت مولانا محمد صدیق ملتان، حضرت مولانا منظور احمد ملتان، حضرت مولانا صوفی محمد، حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی، حضرت مولانا نذیر احمد فیصل آباد، حضرت مولانا عبدالمجید انور، حضرت عبدالمجید کہروڑپکا، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ظاہر پیر، حضرت مولانا محمد یوسف قریشی پشاور، حضرت مولانا مفتی عبدالقادر، حضرت مولانا قاری اللہ بخش طاہر والی، حضرت مفتی عبدالجلیل کوٹ ادو، حضرت مولانا مفتی محمد صدیق کوٹ، حضرت مولانا محمد یعقوب لاہور، حضرت مولانا مفتی شیر محمد، حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان، حضرت مولانا عبدالحمید مظفر گڑھ، حضرت مولانا عبدالغفار تونسوی، حضرت مولانا حبیب الرحمن طاہر والی۔ (رحمہم اللہ)

مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا اہم تاریخی فیصلہ

۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۱۷ مارچ ۲۰۰۴ء کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کا مرکزی دفتر ملتان میں جو اجلاس ہوا، اس میں شرائط الحاق کے تحت اس پر اتفاق ہوا کہ: ''ادارہ کا اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی ہونا ضروری ہے۔ اس کے لئے معیار المہند علی المفند ہے۔'' اس اجلاس کی ساری کارروائی ماہنامہ وفاق المدارس ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ میں شائع ہو چکی۔ مذکورہ بالا عبارت اس کے ص ۳۱ پر موجود ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مرحوم کے دستخط

عقیدہ حیات النبی ﷺ پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فریقین کے درمیان جو فیصلہ فرمایا اور اس پر دونوں طرف کے علماء کے دستخط ہوئے، وہ یہ ہیں: ''وفات کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کو آپ ﷺ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔''

احقر محمد طیب (راولپنڈی) نور محمد قلعہ دیدار سنگھ محمد علی جالندھری لاشئی غلام اللہ خان

بحوالہ تعلیم القرآن ماہ اگست ۱۹۶۲ء

اس فیصلہ کا ذکر سوانح حیات مولانا غلام اللہ خان مصنفہ مولانا محمد عبدالمعبود صاحب جو کہ کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے ۳۵۷ پر بھی موجود ہے۔

منکرین حیات کے دھوکے

مذکورہ بالا مضمون سے آپ حضرات نے یہ بات بخوبی معلوم کر لی ہوگی کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تمام اہل سنت والجماعت اور تمام علمائے دیوبند متفق ہیں۔ لیکن منکرین حیات لوگوں کو اکابرین کی بعض مجمل عبارات سے دھوکہ دیتے ہیں۔ اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنی یہاں مناسب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لئے تو مقام حیات، تسکین الصدور، قبر کی زندگی، حیات الانبیاء وغیرہ کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

کسی بزرگ کی عبارت میں برزخی کا لفظ آ جائے تو یہ لوگ دھوکہ دیتے ہیں کہ قبر میں حیات نہیں برزخ میں ہے اور ان کے نزدیک برزخی حیات سے مراد صرف روح کی حیات ہوتی ہے یا جسم مثالی والی۔ جب کہ تمام اہل سنت والجماعت اکابرین دیوبند نے جیسا کہ پہلے المہند کا حوالہ گزر چکا ہے، اس کی وضاحت فرمائی کہ وہ حیات قبر مبارک کے اندر جسم دنیوی کے ساتھ روح کے تعلق سے ہے۔ اس لئے اس کو دنیاوی کہتے ہیں اور برزخ تو جہان کا نام موت کے بعد قیامت تک کے جہان کو برزخ کہتے ہیں تو یہ حیات عالم برزخ میں ہونے کی وجہ سے برزخی بھی ہے۔

المہند کی عبارت میں تعارض نہیں

کئی مماتی کہا کرتے ہیں کہ المہند کی عبارت میں تعارض ہے کہ وہاں دنیوی اور برزخی دونوں کا ذکر ہے۔ یہ بھی ان کا دھوکہ ہے۔ کیونکہ دنیوی اور برزخی حیات میں کوئی تعارض نہیں۔ دنیا والے جسم کے ساتھ ہے اس لئے دنیوی ہے اور عالم برزخ میں ہے۔ اس لئے برزخی بھی ہے۔

عرض حال

۲۰ رمارچ ۲۰۰۵ء کو ہمارے ہاں مدرسہ اہل سنت حیات النبی جامع مسجد حق چار یار ٹمن کے سالانہ جلسہ میں مناظر اہل سنت حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ استاذ حدیث جامعۃ الاسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا کا عقیدہ حیات النبی ﷺ پر بڑا اہم بیان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو سمجھانے کا بڑا عجیب انداز عطاء فرمایا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔اس بیان میں تحصیل حلہ گنگ، لاوہ کے بزم شیخ الہند کے تمام مرکزی راہنما علماء کرام بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔مولانا فیض الرحمن صاحب نے اس ناچیز کو فرمایا کہ یہ تحریر لکھ کر بزم شیخ الہند کی طرف سے شائع کرنی چاہیے۔ بزم کے دیگر علماء کرام سے مشورہ کیا تو انہوں نے بھی اس کی تائید فرمائی۔اس لئے حضرت کی تقریر مولانا قاری نور محمد، مولانا عبید الرحمن، مولانا مقصود، مولانا محمد ادریس، مولانا قاری محمد سعید، مولانا قاری رشید احمد، مولانا محمد علی وغیرہ کی کیسٹ سے تقریر نقل کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔

بزم شیخ الہند کا تعارف

تحصیل حلہ گنگ اور لاوہ کے علماء اہل سنت دیوبند نے مل کر ایک مشترکہ تنظیم بنائی ہے جس کا نام شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی کے نام پر بزم شیخ الہند رکھا گیا جس میں الحمدللہ! دیوبندی مسلک کی تمام جماعتوں کے علماء کرام موجود ہیں۔خصوصاً تحریک خدام اہل سنت، تنظیم اہل سنت، جمعیت علماء اسلام، تبلیغی جماعت کے علماء اور کالعدم سپاہ صحابہ کے علماء شامل ہیں۔

اس تنظیم کے قیام کا مقصد مذہب اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی، مسلک کی تبلیغ واشاعت اور دفاع ہے۔مذہب اہل سنت مسلک علماء دیوبند کے خلاف ہر باطل کا مقابلہ کرنا ہے۔اہل حق علماء کرام کا یہ باہمی اتحاد بڑا مبارک ہے اور اہل حق کی بڑی طاقت ہے، جس سے الحمدللہ! تمام اہل باطل پریشان ہیں۔اللہ تعالیٰ علماء کے اس اتحاد اور مشترکہ محنت کو ہمیشہ قائم رکھے اور مزید توفیق عطاء فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم!

حضرت مولانا منیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی اس تقریر میں قائلین حیات اور منکرین حیات کا اختلاف بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے جس سے کئی اشکالات خود بخود حل ہو جاتے ہیں اور پھر قرآن کریم کی دو آیتیں حضرت نے پیش فرمائیں اور ان سے عقیدہ حیات النبی ﷺ پر استدلال فرمایا جو آپ حضرات، حضرت کے الفاظ میں مطالعہ فرمائیں گے۔

"الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" (الحدیث)

یہ حدیث مبارکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حیات الانبیاء علیہم السلام میں اپنی سند سے لکھی ہے اور یہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اس روایت کو جامع صغیر میں بتایا کہ روایت سند ابی سہیل موصلی رحمۃ اللہ علیہ میں آتی ہے۔شارح رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔نظم المتناثر من الحدیث کے مؤلف نے بتایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے تواتر کے ساتھ یہ روایت ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ الصعود حاشیہ سنن ابی داؤد میں بتایا کہ حیات انبیاء پہ مروی احادیث متواتر ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء میں بتایا کہ ہمارے نزدیک علم قطعی یقینی کی حد تک حضور نبی اکرم ﷺ اپنی قبر میں اور تمام انبیاء علیہم السلام (اپنی قبروں) میں زندہ ہیں۔اس لئے کہ حیات انبیاء پر کافی دلائل اور روایات متواتر موجود ہیں۔

بحوالہ حیات الانبیاء مصنفہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ مع اردو ترجمہ شائع کردہ انجمن مدرسہ حیات النبی ﷺ گجرات۔اس حدیث کی سند کی مکمل بحث مقام حیات مصنفہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود اور تسکین الصدور مصنفہ شیخ الحدیث علامہ محمد سرفراز خان صفدر میں مطالعہ فرمائیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ حدیث مسند ابی یعلی میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہے جس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا علامہ خالد محمود صاحب نے مندرجہ ذیل چالیس (۴۰) اکابر محدثین اور علماء کے اسماء گرامی ذکر فرمائے جنہوں نے اس حدیث کو صحیح فرمایا۔ اسے قبول کیا یا اس سے استدلال فرمایا۔

ابن بزار، حافظ ابو یعلی الموصلی، ابن عدی، حافظ ابو نعیم، حافظ بیہقی، حافظ ابن عساکر الدمشقی، حافظ تورپشتی، حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، حافظ تاج الدین سبکی، حافظ ابن کثیر، حافظ ہیثمی، حافظ ابن حجر عسقلانی، حافظ بدرالدین العینی، علامہ سخاوی، حافظ سید طحاوی، علامہ سمہودی، علامہ شعرانی، حافظ منذری، علامہ ملا علی قاری، امام ربانی مجدد الف ثانی، علامہ علی بن شیخ احمد عزیزی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ احمد بن محمد الخفاجی المصری، علامہ زرقانی، امام شاہ ولی محدث دہلوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ شامی، قاضی شوکانی، علامہ محمود آلوسی صاحب روح المعانی، نواب قطب الدین شارح مشکوٰۃ، نواب صدیق حسن خان، مولانا نذیر حسین دہلوی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت انور شاہ کشمیری، حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، محدث العصر مولانا ظفر احمد عثمانی۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

استدلال: ہمارا دعویٰ بھی یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں جو اس حدیث سے بڑی صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ ظاہر ہے کہ حیات روح کے تعلق کے ساتھ ہی ہوسکتی ہے۔

دوسری حدیث: ''من صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ نائیاً ابلغته'' جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے پڑھا تو وہ مجھے (بواسطہ فرشتوں کے) بتلایا جاتا ہے۔'' جلاء الافهام الحافظ ابن القیم وقال غریب جداً'' سند: حافظ ابوالشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمن بن احمد الاعرج رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے الحسن ابن الصباح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا۔

منکرین حیات کا مشہور اعتراض

منکرین حیات اس حدیث پاک کی سند پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اس کی سند میں مروان سدی راوی ہے جو ضعیف ہے۔ لیکن ہمارا استدلال مذکورہ بالا سند سے ہے جس میں مروان سدی نہیں ہے۔ اس کے جملہ راوی ثقہ اور معروف ہیں۔ حافظ ابن حجر ابو شیخ کی مذکورہ سند کے بارے میں فرماتے ہیں۔ بسند جید فتح الباری، علامہ سخاوی فرماتے ہیں۔ وسندہ جید (القول البدیع ص ۱۱) حضرت ملا علی قاری بھی اس کو سند جید فرماتے ہیں۔ مرقات جلد دوم ص ۱۰ نواب صدیق حسن بھی فرماتے ہیں۔ اسنادہ جید (دلیل الطالب ص ۸۴۴) مولانا شبیر احمد عثمانی بھی اس کو سند جید فرماتے ہیں۔ فتح الملہم بحوالہ تسکین الصدور یہ حدیث شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مرحوم نے حضرو علاقہ چھچھ میں اہل بدعت کے مقابلہ میں پڑھی۔ آپ کی سوانح حیات مصنفہ مولانا محمد عبدالمعبود صاحب کے ص ۳۲۶ پر ہے کہ شیخ القرآن وہاں تشریف لے گئے اور تقریر کی اور مسئلہ توحید بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور حضور اقدس ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے درود شریف پڑھنے کے فضائل بیان کرتے ہوئے یہ حدیث پڑھی۔ ''من

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ نائیاً ابلغته" یعنی نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی میری قبر کے قریب درود شریف پڑھے، میں خود سن لیتا ہوں اور جو شخص دور دراز جگہ میں پڑھے تو اللہ کے فرشتے مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس عقیدہ پر آیات اور احادیث بہت سی ہیں۔ لیکن تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اس لئے ان دو احادیث کے نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہوئے اب اجماع امت کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

اجماع امت

تبلیغی جماعت کے مشہور بزرگ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ فضائل درود شریف میں حدیث مذکورہ بالا "من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته" نقل کرکے فرماتے ہیں۔ اس حدیث پاک میں دوسرا مضمون کہ جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضور اقدس ﷺ بنفس نفیس خود سنتے ہیں۔ بہت ہی قابل فخر، قابل عزت، قابل لذت چیز ہے۔ اس پر آگے چل کر تحریر فرمایا کہ اس روایت میں حضور اقدس ﷺ کے خود سننے میں کوئی اشکال نہیں۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "قول بدیع" میں لکھا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ زندہ ہیں۔ اپنی قبر شریف میں اور آپ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ (بحوالہ فضائل درود شریف ص ۴۴)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ حیات متفق علیہ است ہیچ کس را در وے خلاف نیست کہ حیات النبی ﷺ کا عقیدہ متفق علیہ، اتفاقی اجماعی ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۶۱۳)

نواب قطب الدین خان صاحب تحریر فرماتے ہیں: زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی اور دنیا کی سی ہے۔ (مظاہر حق ص ۴۴۵)

قطب ارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔ یاد رہے کہ حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں والے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ وہ بھی حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ ان کی کتاب تحریرات حدیث اور تحفہ ابراہیم میں اس کا ذکر موجود ہے۔ مولانا غلام اللہ خان اور مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری مولانا حسین علی صاحب کے شاگرد ہیں۔

ہمارے استاذ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی جن کا وصال ۱۹/ اکتوبر ۱۹۹۹ء مطابق ۲۷/ جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ کو ہوا جن کی قبر سے مبارک خوشبو آتی رہی۔ ہزاروں لوگوں نے یہ منظر دیکھا بندہ عاجز بھی حضرت کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور ان کی یہ کرامت دیکھی۔ میانی قبرستان میں حضرت امام الاولیاء شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کی قبر مبارک کے احاطہ میں ہی حضرت استاد مکرم کی قبر مبارک ہے۔ حضرت لاہوری کی قبر مبارک سے بھی خوشبو آنا مشہور واقعہ ہے۔ ان بزرگوں کی یہ کرامت مذہب اہل سنت والجماعت دیوبندی مسلک کی حقانیت کی دلیل ہے۔ اگر یہ لوگ مشرک ہوتے (جیسا کہ بعض غالی قائلین حیات النبی ﷺ پر یہ فتویٰ دیتے ہیں) تو کبھی ان کی قبروں سے خوشبو نہ آتی اور اہل بدعت ان کو گستاخ رسول ﷺ اور بے ادب ہونے کا الزام دیتے ہیں۔ اگر یہ اکابر معاذ اللہ گستاخ یا بے ادب ہوتے تو کبھی ان کی قبروں سے خوشبو ہرگز نہ آتی۔ اصل تو قرآن و حدیث اور اجماع امت کے دلائل ہیں۔ یہ واقعات ان کے مؤید ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت شیخ محمد موسیٰ صاحب نے ترمذی شریف کے سبق میں یہ مسئلہ تفصیل سے لکھوا دیا تھا۔ اختصار کی وجہ سے صرف اتنا نقل کر رہا ہوں کہ حضرت نے فرمایا کہ: ''امت کا اتفاق ہے۔ اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں سنتے ہیں۔ کسی اہل سنت والجماعت کا اس میں اختلاف نہیں صرف معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا اختلاف ہے۔''

عام سماع موتی

شیخ محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی نے تو عام سماع موتی پر بحث فرمائی اور دلائل لکھوائے اور منکرین سماع موتی کے دلائل کا رد فرمایا اور فرمایا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔

آج کل بعض غالی قائلین سماع موتی کی مشرک کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنی تفسیر جواہر القرآن میں لکھا ہے کہ سماع موتی کا مسئلہ زمانہ صحابہ سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہو بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے، جس میں بحث و تمحیص ونظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہیں۔ کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ جب کہ دوسرے علماء کرام نے اپنی تحقیق کی بناء پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں جو علماء سماع موتی کی نفی کرتے ہیں۔ ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث صحیحہ سے جب کہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔ (تفسیر جواہر القرآن ج ۲ ص ۹۰۲) شیخ القرآن صاحب کی سوانح حیات کے ص ۳۵۰ پر بھی یہ عبارت جواہر القرآن کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔

منکرین حیات کا مغالطہ

یہاں منکرین حیات یہ مغالطہ دیا کرتے ہیں کہ عام سماع موتی اور سماع انبیاء علیہم السلام کو ملا جلا دیتے ہیں۔ حالانکہ سماع انبیاء بقول حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اجماعی مسئلہ ہے اور عام سماع موتی اختلافی ہے۔ یہی وجہ ہے عند القبر سماع درود و سلام پر خود مولانا غلام اللہ صاحب نے بھی دستخط فرمائے اور عام سماع موتی کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ: ''قائلین سماع بھی صحیح احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔'' ظاہر ہے کہ صحیح احادیث قرآن کے خلاف تو نہیں ہو سکتیں۔ صحیح احادیث تو قرآن مجید کی تشریح اور تفسیر ہیں۔ لہٰذا عام سماع موتی کے عقیدے کو بھی قرآن مجید کے خلاف کہنا صحیح نہیں اور جو اس پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ وہ بھی غور فرمائیں کہ جب بقول شیخ القرآن اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے اختلاف چلا آ رہا ہے تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو سماع موتی کے قائل ہوں گے تو کیا ان پر بھی اشاعت التوحید والسنۃ والے شرک کا فتویٰ لگائیں گے۔ (معاذ اللہ) جب کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفر و شرک بدعت حتیٰ کہ ریاکاری سے بھی پاک اور قطعی جنتی رضی اللہ عنہم کے مصداق اور ساری امت کے لئے معیار حق وصداقت اور معیار ایمان معیار ہدایت ہیں۔ ان کی شان سے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پاک ہستیوں کی بے ادبی سے محفوظ رکھیں۔ آمین!

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ

استفتاء ۱۹۹۸ء کے جواب میں حضرت مفتی مہدی حسن مفتی دار العلوم فرماتے ہیں: ''آنحضرت ﷺ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ کے مزار پر پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے۔ آپ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں۔ آپ اپنے مزار میں حیات ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے۔ وہ غلط کہتا ہے وہ بدعتی ہے خراب عقیدہ والا ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔" آگے چند احادیث نقل فرمائی ہیں۔ یہ فتویٰ ۱۳/ جمادی الاوّل ۷۶ ۱۳ھ کا ہے۔ آخر میں حضرت سید مہدی حسن دار العلوم دیو بند کے دستخط اور دار العلوم دیو بند کی مہر ہے۔

اس کی تصدیق فرمانے والے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، حضرت مولانا ضیاء اللہ مدرس جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا محمد رسول خان اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ، تسکین الصدور ص ۵۰۔ مقام حیات کے آخر میں حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے ۱۴۰۵ میں مفتی دار العلوم دیو بند مولانا مفتی ظفر الدین صاحب کا مفصل فتویٰ تحریر فرمایا ہے جو بہت مفصل اور مدلل ہے۔ اس پر دوسرے مفتی حضرات نے بھی دستخط فرمائے۔ اس مفصل فتویٰ میں مذکورہ بالا حضرت مفتی مہدی حسن صاحب کا فتویٰ بھی دیا ہے۔

الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی کتاب کا ذکر

حضرت مولانا نور محمد قادری تونسوی صاحب مدظلہ نے اس مسئلہ پر ایک اہم کتاب لکھی ہے جو بہت عام فہم ہے۔ جس پر امام المناظرین حضرت مولانا محمد امین نور اللہ مرقدہ کی بھی تقریظ موجود ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کی عبارت جس پر فریقین نے دستخط کئے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس پر ملک کے نامور مفتیان کرام نے دستخط کئے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اس کے متعلق ملک کے نامور مفتیان کرام سے اس کی شرعی حیثیت معلوم کر کے کتاب میں شامل فرما دی۔ تیس فتاویٰ جات ہیں، جن میں یہ بتایا گیا کہ قاری صاحب مرحوم کا فیصلہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے جو اس کو تسلیم نہ کرے۔ وہ گمراہ مبتدع خراب عقیدہ والا اور اہل سنت سے خارج ہے۔ اس کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ اس کتاب میں اہل سنت والجماعت کے اس عقیدہ کو "عالم قبر کی کارروائی روح اور جسم عنصری کے مجموعہ پر وارد ہوتی ہے" کو قرآن مجید کی باون آیات اور ایک سو تین احادیث نبویہ متواترہ سے ثابت کیا ہے اور منکرین عذاب قبر کے تمام عقلی نقلی شبہات کا معقول اور طویل طریقہ سے رد کیا گیا ہے اور پھر ان دلائل کے علاوہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصی وامتیازی حیات قبر کے تینتالیس دلائل بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور عوام کے لئے بہت ہی مفید ہے۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کا فتنہ

حضرت مولانا نور محمد صاحب تونسوی قادری مدظلہ نے اس کتاب کی ابتداء میں تحریر فرمایا ہے کہ مسئلہ حیات الانبیاء کا وہی مقام ہے جو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ کیونکہ کتاب وسنت اور اجماع کے جن دلائل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ روح مع الجسم العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت سے پہلے اسی طرح آسمان سے زمین پر نازل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بالکل اسی قسم کے دلائل سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعد الوفات بہ تعلق روح مع الجسد العنصری ثابت ہوئی اور تردید کرنے والوں کا انداز بھی ملتا جلتا ہے۔ یہی وجہ ہے بعض منکرین حیات النبی ﷺ خود عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب انجمن خدام الاسلام باغبانپورہ لاہور سے شائع ہوئی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے انکار کے خطرناک نتائج

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ فاضل دیوبند فرماتے ہیں کہ کرامیہ کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی وفات کے بعد صرف حکمی طور پر نبی و رسول ہیں۔ آپ ﷺ حقیقت میں اس وقت رسول نہیں رہے۔ آپ ﷺ کا روح و بدن علیحدہ علیحدہ ہے۔ کسی کو کسی سے علاقہ نہیں۔ اس عقیدہ کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ روضہ انور میں جسم اطہر کو بے جان کہیں۔ اس فاسد عقیدے کو پھیلانے کے لئے انہوں نے روضہ منورہ کی حیات جسمانی کو تختہ مشق بنایا اور احادیث کی یکسر تکذیب کر دی۔ نبوت کے لئے شعور لازم ہے۔ علم و احساس کے بغیر اس کا تقوم نہیں۔ نبی سے نیند کی حالت میں بھی اس کی نفی نہیں ہوتی۔ انہیں علم ہوتا ہے کہ ان کا وضو باقی ہے یا نہیں، انہیں کبھی احتلام نہیں ہوتا۔ جب نبی سے اس شعور کا انتفاء ہو جائے گا۔ اب انہیں رسول کہنا ایک مجازی تعبیر ہوگی۔ کرامیہ کہتے ہیں حضور ﷺ وفات پانے کے بعد پردہ قبر میں گئے تو وہاں جسد اطہر جماد محض ہے۔ صرف اکراماً محفوظ ہے۔ روح کا اس بدن سے کوئی تعلق نہیں۔ (مقام حیات ص ۴۷)

یہی وجہ ہے کہ علماء اہل سنت نے کرامیہ کا سختی سے رد فرمایا اور اس پر مستقل کتابیں لکھیں۔ جیسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات انبیاء علیہم السلام پر مستقل رسالہ لکھا۔ اس طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اور دیگر علماء کرام نے بھی کرامیہ کا رد کیا اور عقیدہ حیات النبی ﷺ کو دلائل سے ثابت کیا کہ انبیاء علیہم السلام قبور مبارکہ میں زندہ ہیں اور وفات کے بعد بھی حقیقی نبی ہیں نہ کہ مجازی۔

تفصیل کے لئے مقام حیات کا مطالعہ فرمائیں۔ ماہنامہ حق چار یار لاہور کے پرچہ نومبر ۲۰۰۴ء میں مقام حیات ہی کے حوالے سے حیات النبی ﷺ کے انکار کا پس منظر کے عنوان سے مولانا نور محمد تونسوی قادری صاحب مدظلہ نے اہم مضمون لکھا ہے اور آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے عقیدہ حیات النبی ﷺ کا انکار کس نے کیا اور انکار حیات النبی ﷺ کے پس پردہ کیا۔ کیا مضرات ہیں اور حیات النبی ﷺ کے انکار پر کتنے مفاسد کی بنیاد رکھی گئی ہے اور اس سے آپ کو عقیدہ ہذا کی حقیقت اور حیثیت بھی بخوبی معلوم ہو جائے گی اور یہی بندہ عاجز کا مقصد ہے۔ ماہنامہ حق چار یار نومبر ۲۰۰۴ء اس لئے اس مسئلہ کو معمولی نہ سمجھیں۔ یہ عقیدے کا مسئلہ ہے اور انتہائی اہم ہے۔ اس لئے علماء اہل سنت کے لئے اس عقیدہ کی تبلیغ نشر و اشاعت لازمی ہے اور منکرین حیات کے فتنہ سے آگاہ کرنا اور عوام کو بچانا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مذہب اہل سنت والجماعت دیوبندی مسلک پر تا زندگی استقامت عطاء فرمائے۔ اخلاص اور خاتمہ بالخیر اور اپنی رضا نصیب فرمائے اور اپنے اکابر کے دامن سے وابستہ رکھے اور ان کے مسلک و مشرب کی تبلیغ خدمت دفاع کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!

وما ارید الا اصلاح وما علینا الا البلاغ المبین!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

محبت رسول ﷺ سے لبریز اکابر علماء دیوبند کے عقیدہ

حیاۃ النبی ﷺ

کے موضوع پر (مجموعہ)

یادگار خطبات

مرتب:

حضرت مولانا محمد عمر فاروق صدیقی
فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت رسول ﷺ سے لبریز اکابر علماء دیوبند کے عقیدہ

کے موضوع پر (مجموعہ)

یادگار خطبات

مرتب محمد عمر فاروق صدیقی

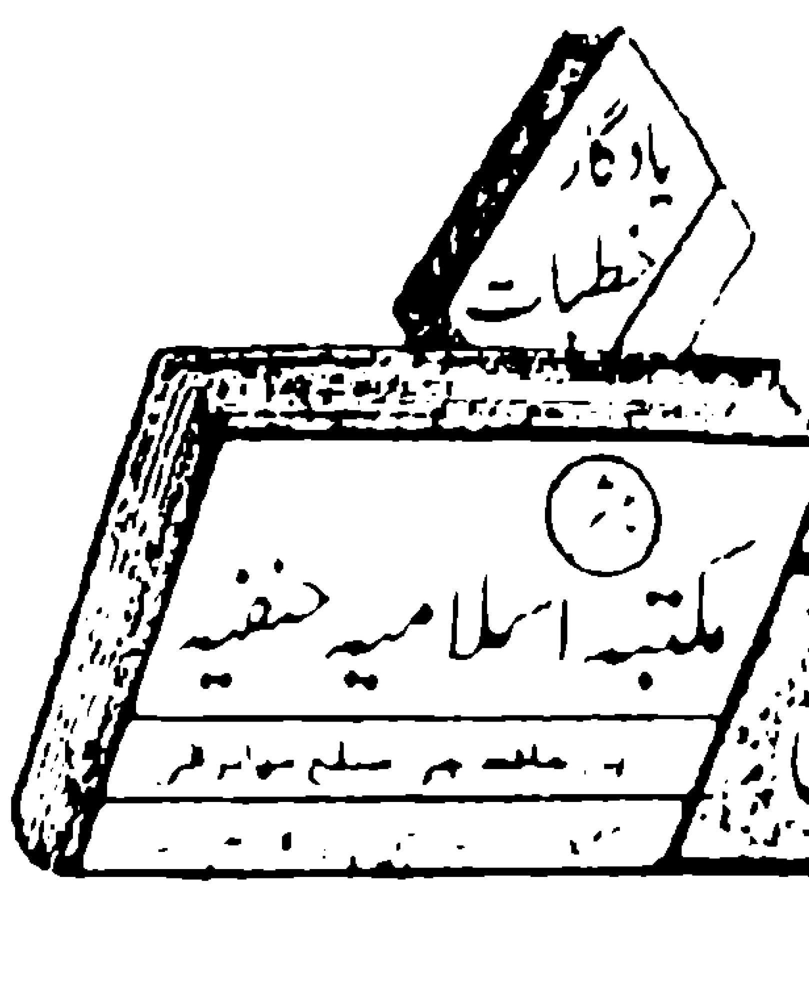

ناشر

مکتبہ اسلامیہ حنفیہ بن حافظ جی ضلع میانوالی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

(حرفے چند) ...... حافظ محمد عمر فاروق صدیقی			۲۱۸
انتساب			۲۱۹
پیش لفظ			۲۱۹
تقریظ: حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب مدظلہ			۲۲۱
تقریظ: استاذ العلماء حضرت مولانا قاری ظفر اقبال صاحب مدظلہ			۲۲۲
مقدمہ			۲۲۳
گمراہ فرقوں کی پہچان	۲۲۴	برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ	۲۲۴
علماء دیوبند کٹر سنی ہیں	۲۲۴	احقر کا مسلکی معتدل مزاج	۲۲۵
(۱) علماء دیوبند اور اہل سنت کے خلاف موحدوں کے مسائل	۲۲۷	(۲) مرنے کے بعد بھی زندگی ہے	۲۲۷
(۳) عذاب قبر اسی زمینی قبر میں ہوتا ہے	۲۲۸	(۴) روح کا جسم سے غیر محسوس روحانی تعلق ہے	۲۲۸
(۵) روضہ اقدس میں حضور ﷺ کی زندگی	۲۳۰	(۶) مسئلہ سماع اموات	۲۳۱
(۷) قبر میں میت کا حال ہم نہیں دیکھ اور سن سکتے	۲۳۲		
خطاب: حضرت مولانا علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ			۲۳۳
خطبہ	۲۳۴	تمہید	۲۳۴
یہ اختلاف کب وجود میں آیا؟	۲۳۴	المہند علی المفند پوری دنیا کے اہل سنت والجماعت کی ترجمان ہے	۲۳۵
پوری دنیا میں علمائے دیوبند کے فضلاء موجود ہیں	۲۳۵	مماتیوں کے ساتھ ایک مناظرہ کی جھلکیاں	۲۳۵
مماتیوں نے اپنا عقیدہ چھپایا	۲۳۶	انصاف کی بات	۲۳۶
مماتیوں کا مولانا غلام اللہ خان پر بہتان	۲۳۶	توحید کا عقیدہ کب منسوخ کرتا ہے؟	۲۳۷
احمد سعید کی گستاخانہ زبان	۲۳۹	مذہب بتانے اور بنانے میں فرق	۲۳۹
ایک لطیفہ	۲۴۰	ان کے پاس رحمت اللہ ہیں؟ اس پر روشنی	۲۴۱
قبر کون سی ہے؟	۲۴۲	مماتیوں کو معجزے کا معنی نہیں آتا؟	۲۴۳
ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات پر روشنی	۲۴۶	ایک لطیفہ (المعراف پرندوں کا مناظرہ)	۲۴۸
پرندے نے جو فیصلہ دیا	۲۴۸	مماتی جو مغالطہ دیتے ہیں؟	۲۴۹
قرآن سے دلیل	۲۵۰	ایک دلچسپ لطیفہ	۲۵۱
احمد سعید کو آیت کا موقع محل بھول گیا	۲۵۱	امت کا اجماع	۲۵۲

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین (چکوال)			۲۵۳
خطبہ	۲۵۴	دینی مدارس کا کیا فائدہ ہے؟	۲۵۴
دیوبند کے بزرگوں کی کرامت	۲۵۴	دینی جلسے کرنا دین کی تبلیغ ہے	۲۵۵
تقریر یا تبلیغ کا کیا مقصد؟	۲۵۵	حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۲۵۶
حضور ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو سمجھانے کا انداز	۲۵۶	پیغمبر کے خوبصورت ہونے کی حکمت	۲۵۷
شان رسالت پر روشنی	۲۵۷	حضور ﷺ کے حسن وجمال کی کیفیات جدا ہوتی تھیں	۲۵۸
حضور ﷺ کی ہر چیز اعلیٰ و نرالی ہے	۲۵۸	آقا ﷺ پر اللہ کی تجلی کی جھلک	۲۵۸
حضور ﷺ کا ایک عجیب معجزہ	۲۵۹	سنی ہونے کا مطلب	۲۶۰
حضور ﷺ کے بال مبارک میں برکت و رحمت ہے	۲۶۱	صلح حدیبیہ پر جھلک	۲۶۱
شان صحابہ رضی اللہ عنہم پر روشنی	۲۶۱	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور ﷺ سے محبت کی جھلک	۲۶۲
مسئلہ حیات النبی ﷺ پر روشنی	۲۶۳	"من صلی علی عند قبری سمعتہ" پر روشنی	۲۶۳
انبیاء علیہم السلام کے خواب اور ہمارے خواب میں فرق	۲۶۴	قبر میں جسم مبارک کی کیفیت	۲۶۴
حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ	۲۶۵	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال	۲۶۵
ایک اعتراض اور اس کا جواب	۲۶۶	برزخ کی زندگی	۲۶۶
"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات" کی تشریح	۲۶۶	"بل احیاء ولکن لا تشعرون" پر روشنی	۲۶۷
ایک اعتراض اور اس کا جواب	۲۶۷	کیا شب معراج میں روحوں نے رکوع، سجدہ کیا تھا؟	۲۶۸
آپ ﷺ کے لئے ہر پچھلی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے	۲۶۹	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا منظر	۲۶۹
علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ محدث کی تشریح	۲۶۹	حضور ﷺ زندہ جنت کے ٹکڑے میں آرام فرما ہیں	۲۷۰
ایک عجیب عبرت انگیز واقعہ	۲۷۱	حضور ﷺ کی مجلس کا ادب	۲۷۱
اللہ نے زبان بند کر دی	۲۷۲	حیات کے درجات ہیں	۲۷۳
اس جہان میں بھی حیات کا فرق ہے؟	۲۷۴		
خطاب: حضرت علامہ ابو محمد عبدالکریم ندیم خانپور			۲۷۵
خطبہ	۲۷۶	اشعار	۲۷۶
تمہید	۲۷۷	ظاہری معراج اور باطنی معراج میں فرق	۲۷۷
اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو دونوں قسم کے معراج عطاء کئے	۲۷۸	رحمت دو عالم ﷺ کا معراج عرش بریں پر اس کی حکمت	۲۷۸
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عظمت پر روشنی	۲۷۸	ہر آدمی مدینہ کو رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے دیکھتا ہے	۲۷۹
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا کا ثمرہ ہیں	۲۸۰	ہر نبی کا معراج زمین پر بصورت امتحان	۲۸۱
حضور ﷺ کا معراج امتحان نہیں بلکہ رب کی طرف سے انعام	۲۸۱	ذلت کی عجیب مثال	۲۸۲

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عزت کی عجیب مثال	۲۸۲	حضور ﷺ کی مکی زندگی امتحان کا خلاصہ ہے	۲۸۲
قید شعب ابی طالب کا منظر	۲۸۳	قید اہل حق کو نصیب ہوتی ہے	۲۸۳
شب معراج کی حکمت	۲۸۴	معراج کے متعلق دنیا میں تین عقیدے ہیں	۲۸۴
ملحدوں کا عقیدہ	۲۸۵	مشرکوں کا عقیدہ	۲۸۵
اہل سنت والجماعت کا عقیدہ	۲۸۵	معراج جسمانی پر دلیل لفظ "سبحان" ہے	۲۸۵
توجہ طلب ایک نکتہ	۲۸۶	عشق کی نسبت اللہ اور رسول ﷺ کی طرف کرنا حرام ہے	۲۸۶
معراج سے پہلے شق صدر ہوا	۲۸۸	نبی اور غیر نبی کے سماع کا فرق	۲۸۸
حضور ﷺ کی حیات پر جھلک	۲۸۸	جنت میں جانے کے بعد قوی اور مضبوط ہو جاتے ہیں	۲۸۹
حدیث نبوی ﷺ سے مثال	۲۸۹	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۸۹
شب معراج کی ساری باتیں بتانے کی نہ تھیں	۲۹۰	دنیا میں محبوب اور محب کی مثال	۲۹۰
شب معراج کی ملاقات کا تصوری نقشہ	۲۹۱	محبوب ﷺ جو تو کہے میں وہ کہوں	۲۹۱
محبوب ﷺ کی پسند	۲۹۱	محبوب ﷺ نے تین تحفے پیش کیے	۲۹۲
محب نے بھی تین تحفے دیئے	۲۹۲	ایک عجیب نکتہ	۲۹۲
محبوب ﷺ نے جو رب کو تحفے دیئے	۲۹۳	شرک کے حرام ہونے کی حکمت	۲۹۳
عباد اللہ الصالحین پر روشنی	۲۹۳	فرشتوں کی گواہی	۲۹۴
عہد انتخاب مصطفےٰ ﷺ	۲۹۴	ایک مسئلہ سمجھانے کا انداز	۲۹۵
شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات	۲۹۶	مماتیوں کو حضور ﷺ کی عزت کا خیال نہ آیا	۲۹۶
نسبت کی مثال	۲۹۷	قرآن والا سب سے اونچا	۲۹۷
ایک مسئلہ کی عجیب تحقیق	۲۹۸	خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جھلک	۲۹۸
توجہ طلب ایک نکتہ	۲۹۹	شب معراج سفارش موسیٰ کی حکمت	۲۹۹
یار دو قسم کے ہوتے ہیں	۲۹۹		
خطاب: حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ			۳۰۱
خطبہ	۳۰۲	تمہید	۳۰۲
موت کسے کہتے ہیں	۳۰۳	کیا شہداء اللہ کے شریک ہیں؟	۳۰۴
جھنگوی شہید رحمہ اللہ کی وارننگ	۳۰۵	شہداء کی زندگی پر روشنی	۳۰۶
"ولکن لا تشعرون" پر روشنی	۳۰۶	منکر حیات کی باطل دلیل	۳۰۷
مماتیوں کا دجل	۳۰۷	میرا اور میرے اسلاف کا عقیدہ	۳۰۸
منکر حیات پر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا لاجواب سوال	۳۰۸	اللہ نے لفظ میت دو جگہ کیوں استعمال فرمایا، اس پر روشنی	۳۰۹

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قرآن سے دلیل	۳۰۹	کیا آقا ﷺ نے صرف روحوں کی امامت کرائی تھی؟	۳۱۰
نبوت کا معنی یہی ہے کہ "روح مع الجسد" ہی تسلیم کیا جائے	۳۱۰	کیا جبرئیل علیہ السلام نے روح آدم کو ابوئے محمد شمار کیا	۳۱۱
ختم نبوت پر دلیل اور قادیانی کا فریب	۳۱۱	مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسے مفکر کو پوری امت کے دروازے پر جانا پڑا	۳۱۲
مرزا ناصر قادیانی پوری امت کو گمراہ نہ کہہ سکا	۳۱۲	ہر دجال کے راستے میں رکاوٹ امت کا اجماع ہے	۳۱۳
بزرگوں کے حوالہ دیے بغیر عقیدہ ختم نبوت ثابت نہیں کیا جاسکتا	۳۱۳	جن پر اللہ نے انعام کیا	۳۱۳
عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت پر جھلک	۳۱۴	حضرت جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا چتروڑی کو چیلنج	۳۱۵
چتروڑی ایک ایجنٹ	۳۱۵	منکر حیات کو چیلنج	۳۱۵
چتروڑی کی گستاخانہ تحریر	۳۱۶	للکار جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ	۳۱۶
گستاخ رسول ﷺ کی سزا	۳۱۷	احمد سعید خان بلوچ چتروڑی کی گستاخیاں	۳۱۷
چتروڑی کی پیغمبر کے متعلق پہلی گستاخی	۳۱۷	چتروڑی کی دوسری گستاخی	۳۱۷
چتروڑی کی تیسری گستاخی	۳۱۸	انتظامیہ کو وارننگ	۳۱۸
چتروڑی کی چوتھی گستاخی	۳۱۸	چتروڑی کی حواس باختی	۳۱۹
چتروڑی کی پانچویں گستاخی	۳۲۰	چتروڑی کی بزدلی کا منظر	۳۲۱
چتروڑی کو مناظرے کا چیلنج	۳۲۱	اگر شہید زندہ ہے تو پیغمبر ﷺ بدرجہ اعلیٰ زندہ ہے	۳۲۲
شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر خراج تحسین	۳۲۲	مقام حضرت بلال رضی اللہ عنہ	۳۲۳
جس کے قدموں سے یہ مرتبہ ملے وہ خود آقا زندہ نہیں؟	۳۲۴	قرآن سے ایک آیت دکھائیں	۳۲۴
"اموات غیر احیاء" پر روشنی	۳۲۵	میں اس عقیدے پر کیوں ہوں؟	۳۲۵
شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جرات وصداقت پر واقعہ	۳۲۶	شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت پر جھلک	۳۲۶
حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اعلان حق	۳۲۶	حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ	۳۲۷
پوری امت کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ	۳۲۸		
خطاب: حضرت مولانا علامہ محمد ضیاء الرحمن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ			۳۲۹
خطبہ	۳۳۰	اشعار	۳۳۰
تمہید	۳۳۰	ایک جھوٹا الزام	۳۳۱
ہمارا عقیدہ یہ ہے	۳۳۱	ہمارا عقیدہ ہے نہ رب میں اشتراک نہ اب میں اشتراک	۳۳۲
عقد اور عقیدہ میں تقابل	۳۳۲	شرک سب سے بڑا گناہ ہے	۳۳۳
مماتی ٹولے کا قیام اور اس کا سربراہ	۳۳۳	مماتی ٹولہ معرض وجود میں یوں آیا؟	۳۳۴
مماتی ٹولے کی من گھڑت دلیل	۳۳۴	مماتی ٹولے کی پہلی دلیل	۳۳۴
پہلی دلیل کا جواب	۳۳۵	لفظ میت کی عربی تحقیق	۳۳۶
مصدر میں دوام اور استمرار کا معنی ہوتا ہے	۳۳۶	نبی ﷺ اور عام لوگوں کے کفن میں بھی فرق ہے	۳۳۷

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نبی ﷺ کی حیات کے بارے میں پہلی دلیل	۳۳۸	دوسری دلیل	۳۳۸
عجیب نادانی	۳۳۹	اللہ کے لئے کیا مشکل	۳۳۹
حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا	۳۳۹	نبی ﷺ کے جسد اقدس کو چھونے والی مٹی کعبہ اور عرش سے بھی اعلیٰ	۳۳۹
مشرکین مکہ کو "صم بکم عمی" کہنے کا مطلب	۳۴۰	"انک لا تسمع الموتیٰ" کی تشریح	۳۴۱
"سماع موتیٰ" کے متعلق بخاری شریف کی روایت	۳۴۱	حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور "سماع موتیٰ"	۳۴۱
اللہ نے مکہ کی قسمیں محبوب ﷺ کا شہر ہونے کی وجہ سے اٹھائیں	۳۴۲	حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور محبت رسول ﷺ	۳۴۳
مولانا ظفر علی خان کا آقا ﷺ کو خراج تحسین	۳۴۳	حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا حضور ﷺ کو خراج عقیدت	۳۴۳
حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ آقا ﷺ کا مداح	۳۴۴	حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا جنت کو خطاب	۳۴۴
ابوطالب کا حضور ﷺ کی شان میں اظہار عقیدت	۳۴۵	منکر حیات کا اہل سنت والجماعت سے کوئی تعلق نہیں	۳۴۶
آخری گزارش	۳۴۶		
خطاب: حضرت مولانا علامہ منیر احمد صاحب مدظلہ			۳۴۷
خطبہ	۳۴۸	تمہید	۳۴۸
تمام اہل سنت کے ہاں عقیدہ سماع موتی شرک نہیں	۳۴۸	تمام اہل سنت کا اتفاق تھا کہ کچھ نہ کچھ سماع موتی ثابت ہے	۳۴۹
استثناء کی پہلی مثال	۳۴۹	استثناء کی دوسری مثال	۳۴۹
سماع انبیاء علیہم السلام پر کسی کا اختلاف نہیں	۳۴۹	مماتیت کے چند باطل عقائد	۳۵۰
پہلا مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۰	اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ	۳۵۱
دوسرا مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۱	اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ	۳۵۱
تیسرا مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۱	چوتھا مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۲
ارضی قبر کا نص سے ثبوت	۳۵۲	قبر کی جامع تعریف	۳۵۳
پانچواں: انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۳	چھٹا: انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۴
اعمال کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ	۳۵۴	ساتواں: مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۵
سفارش کے بارے میں اہل سنت کا متفقہ عقیدہ	۳۵۵	آٹھواں: مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۵
نواں: مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۶	صاحب ندائے حق کی خیانت	۳۵۶
صاحب ندائے حق کا دجل وفریب	۳۵۶	دسواں: مماتیت کا باطل عقیدہ	۳۵۷
اہل سنت والجماعت کا عقیدہ	۳۵۸		
خطاب: حضرت مولانا علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ			۳۵۹
خطبہ	۳۶۰	دنیا کی عدالت سے آخرت کی عدالت سخت ہے	۳۶۰
ایک واقعہ	۳۶۰	حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	۳۶۱
بہاول پور کا دلچسپ واقعہ	۳۶۲	ہم حدیث کو پورا مانتے ہیں	۳۶۲

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چاروں آدمی حیات کے قائل ہو گئے	۳۶۳	مدینہ منورہ کا واقعہ	۳۶۳
دو نوجوانوں کا واقعہ	۳۶۳	روضة من ریاض الجنة پر اشکال اور اس کا جواب	۳۶۴
موجودہ تورات کے غلط ہونے کی بڑی دلیل	۳۶۵	موجودہ انجیل کے غلط ہونے کی دلیل	۳۶۵
دو پروفیسر میرے پاس آئے	۳۶۷	مماتی دھوکہ دیتے ہیں	۳۶۸
مماتیوں کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کوئی تعلق نہیں	۳۶۹	مماتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام محض دھوکہ دینے کے لئے لیتے ہیں	۳۷۰
ایک اور دھوکہ سمجھو	۳۷۰	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے گستاخ کا انجام	۳۷۱
مماتیوں کا میٹنگ میں عقیدہ بدل جاتا ہے	۳۷۲		
خطاب: حضرت مولانا ڈاکٹر العلام خالد محمود			۳۷۳
خطبہ	۳۷۴	تمہید	۳۷۴
مماتیت کی پہلی دلیل اور اس کا جواب	۳۷۴	اموات غیر احیاء پر شاندار روشنی	۳۷۵
منکرین حدیث کا ایک اور مغالطہ	۳۸۱	"عرض" اور "علم" میں فرق کی مثال	۳۸۲
کیا مسئلہ حیات النبی ﷺ اختلافی ہے؟	۳۸۲	اختلافی مسئلہ کسے کہتے ہیں؟	۳۸۳
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات کے بعد آقا ﷺ کو خطاب کیوں کیا؟	۳۸۳	سماع نبوی ﷺ میں مٹی کے فاصلے حائل نہیں ہوتے	۳۸۴
آقا ﷺ کی روح مبارک کے لئے افضل مقام	۳۸۴	حضور ﷺ کے ہاتھ کی برکت سے خشک تنے میں آثار حیات	۳۸۴
سماع احیاء اور سماع موتی میں کوئی جوڑ نہیں	۳۸۵	عظیم گناہ شرک ہے	۳۸۵
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آقا ﷺ کو وفات کے بعد بوسہ کیوں دیا؟	۳۸۶	مماتیوں کی گستاخی	۳۸۶
کیا قرآن میں کوئی لفظ زائد ہے؟	۳۸۶	نبی ﷺ کی حیات پر تعجب کیوں؟	۳۸۷
آقا ﷺ کا جسم اطہر محفوظ ہونے کی کیفیت	۳۸۷	تاجدار مدینہ کی سیرت سب کے لئے اسوۂ حسنہ ہے	۳۸۹
دنیا نے فاتح مکہ جیسا فاتح نہیں دیکھا	۳۹۰		
خطاب: حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ			۳۹۱
خطبہ	۳۹۲	تمہید	۳۹۲
قبر کی تعریف	۳۹۲	میت کی جائے قرار	۳۹۳
قرآن سے دلیل	۳۹۳	جہاں میت کا جسم ہو وہی اس کی قبر ہے	۳۹۳
حدیث نبوی ﷺ سے دلیلیں	۳۹۴	عالم تین ہیں	۳۹۵
ان کے احکام جدا جدا ہیں	۳۹۵	عالم برزخ کے حقائق کو عقل کے ذریعے سے نہیں مانا جاسکتا	۳۹۵
بلکہ ایمان بالغیب کی قوت سے مانا جاسکتا ہے	۳۹۶	عقلی دلیل	۳۹۶
عالم دنیا کے آلات سے عالم برزخ کے حقائق کا ادراک نہیں کیا جاسکتا	۳۹۷	حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زیارت کا شوق	۳۹۷
عالم دنیا میں حیات اور موت برحق	۳۹۷	عالم برزخ کے درمیان زندگی بھی اور موت بھی ہے	۳۹۷
عالم دنیا اور عالم برزخ کی حیات وموت کی کیفیت میں فرق	۳۹۸	جھگڑا کس بات میں ہے؟	۳۹۹

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جھگڑا جس بات میں ہے اس کی تفصیل	۳۹۹	قرآن سے دلیل	۴۰۰
ہمارا عقیدہ قرآن کے مطابق ہے	۴۰۰	شہداء سے انبیاء کا مرتبہ زیادہ ہے	۴۰۱
حوالہ جات	۴۰۱	ایک عجیب بات	۴۰۲
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا	۴۰۲	میرے پیغمبر کا دیکھ لینا یہ معجزہ ہے	۴۰۲
خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ	۴۰۳	حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی تحقیق	۴۰۳
زندگی کے کئی درجات ہیں	۴۰۴	علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق	۴۰۴
خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ سے ہمارا عقیدہ ثابت ہوتا ہے	۴۰۴		
خطاب: حضرت مولانا مفتی مظہر حسین صاحب مدظلہ			۴۰۵
خطبہ	۴۰۶	اللہ کے نبی قبر میں زندہ ہیں اے عقلمند انسان	۴۰۶
تمہید	۴۰۷	زندگی تین قسم کی ہوتی ہے	۴۰۷
انسان کی زندگی کے تین دور ہیں	۴۰۸	پہلی چیز تکلیف شرعی	۴۰۸
دوسری چیز تدبیر بدن ہے	۴۰۸	تیسری چیز احساس بدن ہے	۴۰۸
احساس بدن والی زندگی کو کیسے تسلیم کریں؟	۴۰۹	مومن سے قبر میں سوال	۴۰۹
کافر سے قبر میں سوال	۴۰۹	روح کا آدمی کے ساتھ پانچ طرح کا تعلق ہوتا ہے	۴۱۱
روح جہاں بھی ہو اس کا جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے	۴۱۱	روح کے تعلق کی مثال	۴۱۲
حدیث مبارکہ سے مثال	۴۱۲	اب اللہ والوں کی مثال دیکھیں	۴۱۲
قرآن سے دلیل	۴۱۳	حدیث نبوی ﷺ سے دلیل	۴۱۳
قبر کسے کہتے ہیں؟	۴۱۴	قرآن سے ارضی قبر کا ثبوت	۴۱۴
احادیث مبارکہ سے زمینی قبر کا ثبوت	۴۱۵	عذاب وثواب کس چیز کو ہوتا ہے؟	۴۱۶
خطاب: حضرت علامہ عبدالحمید ڈوٹو رحمۃ اللہ علیہ			۴۱۷
خطبہ	۴۱۸	تمہید	۴۱۸
پیغمبر ﷺ کی ہر چیز اعلیٰ	۴۱۹	مصطفیٰ ﷺ جیسی کسی کی حیات نہیں	۴۱۹
شان مصطفیٰ ﷺ	۴۲۰	نبی ﷺ کی نیند اور امت کی نیند میں فرق	۴۲۰
گنبد خضریٰ کے سامنے گلہائے عقیدت	۴۲۱	علماء دیوبند کا عقیدہ	۴۲۱
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھپڑ	۴۲۲	میرا تصور	۴۲۲
اللہ نے اپنے محبوب کو دنیا میں رہنے کا اختیار دیا	۴۲۳	میرے لئے اکابر علماء دیوبند کی دلیل ہی کافی ہے	۴۲۴
حیات النبی ﷺ پر ایک عجیب واقعہ	۴۲۴	حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت	۴۲۵
"مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ" پر روشنی	۴۲۵	آقا ﷺ کا روضہ جنت ہے	۴۲۵
ایک اور جملہ کہوں؟	۴۲۶		

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفِ چند)

حافظ محمد عمر فاروق صدیقی

مولانا محمد عمر فاروق صدیقی نے مکتبہ اسلامیہ بن حافظ جی ضلع میانوالی سے ستمبر ۲۰۰۳ء میں ایک کتاب شائع کی ''اکابر علماء دیوبند کے عقیدہ حیات النبی ﷺ پر علمی، تحقیقی، مستند یادگار خطبات'' اس میں:

۱...... حضرت مولانا محمد امین اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ	کی	دو تقاریر
۲...... حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ چکوال	کی	ایک تقریر
۳...... مولانا عبدالکریم ندیم	کی	ایک تقریر
۴...... مولانا حق نواز مرحوم	کی	ایک تقریر
۵...... مولانا ضیاء الرحمن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ	کی	ایک تقریر
۶...... مولانا محمد منیر احمد منور کہروڑپکا	کی	دو تقاریر
۷...... علامہ خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ	کی	ایک تقریر
۸...... مفتی مظہر حسین جھنگوی	کی	ایک تقریر
۹...... مولانا عبدالحمید وٹو رحمۃ اللہ علیہ	کی	ایک تقریر

شامل اشاعت ہیں۔گویا نو حضرات کی گیارہ تقاریر پر مشتمل یہ کتاب ہے۔ مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا عبدالحمید وٹو، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کی تقاریر میں ضمناً عقیدہ حیات النبی ﷺ کا بیان ہے۔ جب کہ باقی تمام بیانات عقیدہ حیات النبی ﷺ پر مشتمل ہیں۔اس کتاب کو بھی اس مجموعہ میں شامل کررہے ہیں۔(ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

احقر! اپنی اس حقیر کوشش کو اپنے تمام محترم ومکرم اور مشفق اساتذہ کرام کے نام منسوب کرتا ہے، جن کی شفقتوں اور دعاؤں نے بندہ کو اس میدان میں قدم رکھنے کے قابل بنایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام اساتذہ عظام کے علم وعمل اور ان کی عمر میں برکت عطاء فرمائے اور ان کا سایہ عاطفت عافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور مجھے کارخیر کی مزید توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

گر قبول افتد ...... زہے عزوشرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد!

اللہ جل شانہ کا ہم پر بہت بڑا فضل وکرم ہے کہ ہمیں اشرف المخلوقات میں پیدا فرمایا...... پھر ہمیں اپنے پیارے محبوب، سرور کائنات، رحمت للعالمین، شفیع المذنبین، سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے امتی ہونے کا تاج پہنایا۔ پھر ہمارا مذہب اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند میں انتخاب فرما کر ہمیں دین حق کو سمجھنے کی توفیق بخشی۔ اس پر اس رحیم وکریم ذات کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے، کم ہے۔

قرب قیامت ہے۔ ہم آج اس پرفتن دور سے گزر رہے ہیں۔ ہر طرف بے حیائی، فحاشی، عریانی کا سیلاب نظر آتا ہے۔ ہر روز ایک فتنہ اپنی نئی شکل میں نمودار ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اس بات کا انکار نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ ہی میں سبائی سازش سے فتنوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ لیکن اس دور کے فتنے کچھ زیادہ خطرناک دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ اس دور کا فتنہ علانیہ قرآن وسنت کا انکار (منافقت کا لبادہ اوڑھے بغیر) کرتا تھا۔ کچھ دین کی سمجھ رکھنے والا شخص بھی سمجھ جاتا تھا کہ فلاں چیز کا انکار کر رہا ہے۔ جب کہ اس دور کا فتنہ ایک بغل میں قرآن وحدیث لے کر دوسری بغل میں گمراہی والی چھری سے قرآن وسنت کے مفہوم کو اپنی عقل پر پرکھتے ہوئے امت مسلمہ میں انتشار وافتراق کا بیج بوتا ہوا نظر آتا ہے۔ شب وروز توحید وسنت کا عنوان دے کر اہل السنت والجماعت کے نقطہ نظر اور مسلک علماء دیوبند سے ہٹ کر قرآن وحدیث کے مفہوم کو بگاڑ کر سادہ لوح عوام الناس میں پیش کرتے ہوئے پوری امت مسلمہ پر مشرک کا فتویٰ صادر کرتے ہوئے دکھائی دیتا نظر آتا ہے۔

میں تفصیل میں نہیں جاتا۔ کیونکہ میرے اکابرین نے (اپنی تصانیف اور) اپنے خطبات میں بہت کچھ بیان کر دیا ہے جو آپ کے سامنے میرا ترتیب دیا ہوا ''مجموعہ یادگار خطبات ...... مماتیت کے آئینہ میں'' بفضلہ تعالیٰ آپ کو مطالعہ سے اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ کتنا بڑا گمراہ فتنہ جو ہماری صفوں میں داخل ہو کر معتزلہ کے جراثیم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سے آلودہ عقل کا پجاری لفظ توحید کی لگام ڈالے ہوئے قرآن وسنت کے مفہوم کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔

افسوس! اس کے باوجود رحمت دوعالم ﷺ کے روضہ مقدسہ میں حیات مطہرہ اور دیگر جو اہل سنت والجماعت کے ہاں اجماعی عقائد ہیں۔ ان کو عام معمولی اختلافی مسئلہ کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس مماتیت کے ہاں یہ مسئلہ توحید اور شرک کا ہے۔ جب کہ تمام اہل سنت والجماعت کے جو مسلم عقائد ہیں، ان کی تفصیل موضوع (مماتیت کی حقیقت) میں ملاحظہ فرمائیں۔

ان کے گمراہانہ عقائد ہونے کے باوجود پھر بھی بعض افراد ان کو اپنی جماعت میں ساتھ ملا کر کام کرنے کو ناپسند نہیں سمجھتے۔ جب کہ ایسے افراد پر پہلے ان کے عقائد درست کرنے پر پرزور محنت کرنی چاہئے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ ایسے افراد دارالعلوم دیوبند ودیگر اکابر علمائے دیوبند کے فتویٰ کے مطابق اہل سنت والجماعت سے خارج وگمراہ ہیں۔ ایسے اشخاص پہلے اپنا مسلک صحیح کریں پھر دفاع صحابہ پر کام کرنا چاہئے تاکہ نجات کی کرن نصیب ہو۔ کیونکہ عقائد صحیحہ پر ہی نجات کا دارومدار ہے۔

آج اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ اہل السنت والجماعۃ علماء دیوبند کے عقائد ونظریات جو کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے عین مطابق ہیں۔ ان کو عام کیا جائے تاکہ بزرگان علماء دیوبند کے عقائد کی صحیح ترجمانی مسلمانوں کے سامنے آجائے اور ان کے بارے میں کوئی گمراہ فرد سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ نہ دے سکے اور نہ ہی کوئی شخص علمائے دیوبند پر غلط عقائد ونظریات کا الزام لگا کر اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہوسکے۔ اسی بات کے پیش نظر بندہ ناچیز نے اس مقدس عنوان پر خطبات کی صورت میں مواد...... علماء کرام، طلباء عظام اور عوام الناس کے استفادہ کے لئے لانے کا ارادہ کیا جو بفضل اللہ تعالیٰ پہلی جلد آپ کے ہاتھوں گلدستہ کی شکل میں مزین ہے۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ بعض بیان پنجابی میں تھے۔ عوام الناس کی آسانی کے لئے احقر نے عام فہم انداز میں مرتب کئے ہیں۔ نیز نعرہ جات اور تکرار والے جملے حذف کر دیئے ہیں۔ نیز بعض الفاظ پنجابی میں جملے کی سجاوٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے تبدیل نہیں کئے تاکہ قارئین احسن انداز میں بات کو سمجھ سکیں۔

آخر میں ان تمام دوست احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے جس صورت میں بھی تعاون کیا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین! اور محترم اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اپنی بساط کی حد تک کتاب کو اغلاط سے مبرا کرنے کی سعی کی گئی۔ تاہم شاید کچھ کوتاہیاں نظر آئیں تو ''بندہ تو خطا کار ہے'' اس کو مدنظر رکھتے ہوئے احقر کی راہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ جل شانہ تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

آمین برحمتك یارب العالمین!

کچھ نہ کچھ لکھتے رہو تم وقت کے صفحات پر نسل نو سے اک یہی تو رابطے رہ جائیں گے

خادم علماء دیوبند

احقر: محمد عمر فاروق

۶/اگست ۲۰۰۳ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

مرادردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگردم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

اس دور پرفتن میں جب کہ اسلام کے خلاف ہر طرف سے سازشوں کی مسلسل یلغار ہے۔ ان سازشوں میں سے ایک خطرناک سازش یہ ہے کہ اسلام کے مسلمہ عقائد کے بارہ میں عوام کو شکوک وشبہات میں مبتلاء کیا جارہا ہے۔ ان مسلمہ عقائد میں سے حیات انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔ اہل حق کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام انتقال کے بعد اپنے قبروں میں زندہ ہیں۔ اب کچھ "نیم ملا خطرہ ایمان" اہل حق کو بدنام کرنے کے لئے دیوبندیت کے لبادہ میں اس مسلمہ عقیدہ کو متنازعہ بنا کر عوام کو گمراہ کر کے دیوبندیت کو بدنام کرتے ہیں۔ اللہ کریم مولانا حافظ محمد عمر فاروق صدیقی صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے "یادگار خطبات" کے نام سے اس مسلمہ عقیدہ کی مفصل ومدلل وضاحت کے بارہ میں ملک کے نامور خطیبوں کی تقریروں کو جمع کر کے حسین ترتیب سے زیور طباعت سے آراستہ کیا۔ اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ تحقیق کے ساتھ ساتھ عوامی انداز میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ کریم اس خدمت کو قبول فرما کر ذریعہ ترقی دارین بنادے۔ آمین!

حمید اللہ جان

خادم الحدیث والافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

تقریظ: عظیم سکالر......ابن محدث اعظم پاکستان

حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب مدظلہ

(شیخ الحدیث مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین!

اس بات پر چودہ سو برس سے امت مسلمہ کا اجماع چلا آرہا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ وفات کے بعد قبروں میں محفوظ ہیں اور عالم برزخ میں ان کی ارواح مقدسہ کا اجساد مبارکہ کے ساتھ تعلق بدستور قائم ہے۔ جس کی وجہ سے وہ قبر پر حاضری دینے والوں کا سلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ مگر کچھ عرصہ سے بعض حضرات نے اس متفقہ اور اجماعی عقیدہ سے انحراف کر کے تشتت وافتراق کا بازار گرم کر رکھا ہے اور قرآن کریم کی بعض آیات کی من مانی تشریحات کے ذریعہ عام مسلمانوں کے ذہنوں کو مسموم کرنے میں مصروف ہیں۔ اکابر علماء دیوبند کثر اللہ جماعتہم نے مختلف مواقع پر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ علماء دیوبند کا عقیدہ اس بارے میں وہی ہے جو قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں امت کے جمہور علماء کرام کا چلا آرہا ہے۔

عزیز محترم محمد عمر فاروق صدیقی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس حوالہ سے دور حاضر کے چند بزرگوں کے خطبات کو مرتب کر کے کتابی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے جو نئی نسل کو اس عنوان پر جمہور علماء امت کے موقف سے آگاہ کرنے کی اچھی کوشش ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اگرچہ آج کے دور میں جب کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عالم استعمار کی فکری، تہذیبی اور ثقافتی یلغار عروج پر ہے اور زیادہ ضرورت ان مسائل پر کام کرنے کی ہے، جن کا تعلق اسلام اور ملت اسلامیہ کے دفاع سے ہے۔ مگر جزوی مسائل پر جب ایک طرف سے تشدد اور سختی حد سے بڑھ جائے تو دوسرے فریق کے لئے خاموش رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں اس ''مجموعہ خطبات'' میں بعض مواقع پر زبان اور لہجے کی شدت کو اسی ''ردعمل'' پر محمول کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ عقائد اور ان کی تعبیر وتشریح کے باب میں عام مسلمانوں بالخصوص نئی نسل کو بعض حلقوں کے ''تفردات'' کا شکار ہونے سے بچایا جائے اور جمہور علماء امت کے اجتماعی دھارے سے وابستہ رکھنے کی ہر ممکن سعی کی جائے۔ کیونکہ فتنوں کے اس دور میں سلامتی اور تحفظ کا راستہ یہی ہے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبولیت سے نوازیں اور امت مسلمہ کے تمام گروہوں اور طبقات کو توفیق دیں کہ وہ اپنی ترجیحات کا ازسرنو جائزہ لیتے ہوئے اسلام اور ملت اسلامیہ کو عالمی استعمار کی طرف سے درپیش خوفناک چیلنج کے مقابلہ کے لئے خود کو آمادہ وتیار کر سکیں۔ آمین یارب العالمین! ابوعمار زاہد الراشدی

خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

۱۹ر جولائی ۲۰۰۳ء

تقریظ: استاذ العلماء حضرت مولانا قاری ظفر اقبال صاحب مدظلہ

(شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد!

(عقیدہ حیات النبی ﷺ کے موضوع پر یادگار خطبات) عزیزم عمر فاروق صدیقی صاحب کی نئی کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ عقیدہ مذکورہ مسلمات اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔ اکابر اہل سنت والجماعت نے کسی وقت بھی اس عقیدہ سے تغافل نہیں برتا۔ اوّل زمانہ میں جب انہی گمراہ فرقوں نے امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ پر انکار حیات کا الزام لگایا تاکہ اپنے باطل عقیدہ کو چلا سکیں تو مسالک اربعہ کے علماء کرام نے اس کا رد کر کے امت کو اس گمراہی سے بچایا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ کی پاسداری اکابر علماء دیوبند سے یوں کرائی کہ اس فتنہ کے دوبارہ تازہ ہونے سے پہلے ہی اس پر ایک دستاویز جو عرب وعجم کے علمائے کرام سے مصدقہ ہے، پیش کرادی۔ جس کا نام ''المہند علی المفند'' ہے۔ ''لیہلک من ھلک عن بینة ویحی من حی عن بینه''

مستقل تصانیف کے ساتھ ساتھ اکابر نے اس مسئلہ کو اپنے خطبات کا بھی موضوع بنایا ہے۔ خطبات کے تعارف کے لئے حضرات موصوفین کا نام ہی کافی ہے۔ جن میں سے اکثر کے علمی وعملی مقام اور ان کی دینی خدمات کو لوگ جانتے ہیں۔

عزیزم شاگرد محمد عمر فاروق صدیقی صاحب نے افادہ عام کے لئے ان کو کتابی شکل دے دی ہے۔ تاکہ دور ونزدیک والے سب ان سے مستفید ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات کو قبول فرمائے۔ چند الفاظ فہرست دیکھ کر لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بعد الطبع اصل کتاب خلائق کے لئے باعث ہدایت فرمائے۔ والسلام! ظفر اقبال

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مقدمہ

محقق اہل سنت مولانا مہر محمد میانوالوی رحمہ اللہ

فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، متخصص فی علوم الحدیث بنوری ٹاؤن کراچی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم... بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الدین عند اللہ الاسلام

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں مقبول اور پسندیدہ دین وہی اسلام ہے جو سابق تمام ادیان کا ناسخ قرآن وسنت میں مذکور اور خاتم المرسلین والمعصومین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا تمام دنیا میں پڑھایا اور پھیلایا ہوا ہے۔ آپ سے سوا لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیکھا۔ پھر انہوں نے تابعین شاگردوں کو پڑھایا اور انہوں نے تبع تابعین رحمہم اللہ کو زیور تعلیم سے آراستہ کر کے یہ محمدی امانت تمام دنیا تک پہنچا دی۔ ان تینوں طبقات (صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ) کو حضور ﷺ نے خیر القرون اور سب امت سے بہترین فرمایا ہے۔ اہل السنت والجماعت ان ہی کا نام ہے جو حضور ﷺ کی سنت خلفاء راشدین کی عظمت اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعمال حسنہ پر کاربند ہیں۔ جب حضور ﷺ نے یہود ونصاریٰ اور اپنی امت کے گمراہ ۷۱، ۷۲، ۷۳ فرقوں کا ذکر فرمایا تو ناجی صرف ایک جماعت کو فرمایا جو "ما انا علیہ واصحابی" (ترمذی، احمد، ابوداؤد) کا مصداق، سنت نبوی اور جماعت رسول کی تابعدار ہو گی۔ قرآن کریم بھی ان کو مومنین کہتا اور ان کے طریقہ کے خلاف چلنے والوں کو جہنم کی وعید سناتا ہے۔ "ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ" ہدایت واضح ہو چکنے کے بعد جو بھی رسول پاک ﷺ کی مخالفت کرے اور "ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولیٰ ونصله جهنم" مومنین کی راہ کے سواء اور راہ پر چلے تو اسے ہم جانے دیں گے جدھر جائے۔ پھر اسے جہنم میں پھینکیں گے۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی لاتعداد ارشادات میں ان کی ہی اتباع کا حکم دیتے اور مخالفین کو شیطان کا لقمہ اور دوزخ کا ایندھن بتاتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں "کتاب وسنت کی پابندی" کے باب سے چار احادیث ملاحظہ ہوں۔

۱...... میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہو گا جو جماعت سے الگ ہوا دوزخ میں پھینکا گیا۔ (ترمذی)

۲...... مسلمانوں کی بڑی اکثریت (جو قرآن وسنت کی پابند ہو) کے ساتھ چلو جو الگ ہوا دوزخ میں پھینکا گیا۔ (ابن ماجہ)

۳...... جس نے بالشت بھر جماعت سے علیحدگی کی تو اسلام کی رسی گلے سے نکال دی۔ (احمد ابوداؤد)

۴...... شیطان مسلمان کے لئے بھیڑیا ہے۔ وہ علیحدہ بکری کی طرح اسے کھا جاتا ہے تم الگ گھاٹیوں (فرقوں) سے بچو جماعت اور عام نیک مسلمانوں سے وابستہ رہو۔ (احمد)

اس لئے امت کے صلحاء، فقہاء، محدثین، مفسرین، اہل تصوف اور علماء متکلمین، اہل سنت والجماعت ہی کے طریقہ سنیہ پر چلتے اور فروعات میں تمام تر باہمی اختلافات کے باوجود، اصول دین اور عقائد سلف صالحین سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سر مو انحراف نہیں کرتے اور اپنی نجات اور ذخیرہ ایمان واعمال ان کی اتباع ہی کو جانتے ہیں۔

گمراہ فرقوں کی پہچان

ہر گمراہ فرقہ کی پہچان یہی ہے کہ وہ قرآن وسنت کی تشریح خود ساختہ اور اپنی مرضی سے کرتا ہے۔ مسلمہ ائمہ دین اور فقہاء، مجتہدین، محدثین، مفسرین کی کلی یا اکثریتی آراء کو کوئی وقعت نہیں دیتا بلکہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ وہ چند آیات یا چند احادیث کی آڑ میں سب اکابر امت کو بلادھڑک غیر مومن کافر مشرک گستاخ اور گمراہ کہتا ہے۔ دوسری تیسری صدی ہجری میں یہ لوگ قدری، معتزلی، جہمی، رافضی، خارجی، غالی اور بدعتی کہلاتے تھے۔ اب بھی ان ناموں کے علاوہ سبائی، نیچری، منکر حدیث پرویزی، ختم نبوت کے منکر قادیانی اور اتباع سلف صالحین سے گریزاں اتباع اہل سنت اور تقلید واعتماد خیر القرون سے انحراف کرنے والے، روافض کی بدعات اور ہندوانہ رسوم کو ہی اپنا دین وایمان اور پہچان بتانے والے...... بہت سے فرقے انگریز کے دور اقتدار میں پیدا ہو کر مسلمانوں کی عظیم اکثریت کو تتر بتر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب گمراہ فرقوں کے شر سے مسلمانوں کو بچائے اور قرآن وسنت میں خیر القرون کی تابعداری نصیب فرمائے۔

برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ

برصغیر کو ملتان تک گو پہلی صدی میں محمد بن قاسم نے نور اسلام سے جگمگایا، پھر تیسری، چوتھی صدی سے سلطان محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، شمس الدین التمش، خاندان تغلق، خلجی غلامان، ایبک سلاطین مغلیہ اور پھر احمد شاہ ابدالی نے پے در پے فتوحات کر کے پورے ہندوستان ۱۰۰۰ برس تک پرچم اسلام لہرائے رکھا۔ یہ سب حنفی مسلک کے پیروکار مسلمان فرمانروا تھے اور حنفی فقہاء اسلام بھی گلستان نبوت کی قرآن وسنت سے آبیاری کرتے رہے۔ نیز بیسوں اولیاء کرام رحمہم اللہ اور صوفیاء عظام کی تبلیغ وتربیت سے کروڑوں ہندو حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسلام اور مسلمانان ہند ان سب بزرگوں کا یہ احسان پر از ایمان فراموش نہیں کر سکتے۔ (رحمہم اللہ)

تاہم کسی قوم کی جبلت وفطرت میں سے تبدیلی ایک عرصہ تربیت کے بعد آتی ہے اور خاص قسم کے افراد مسلسل جانفشانی سے غیر مسلموں کی اندرونی صفائی کر پاتے ہیں۔ اس لئے بہت سے نومسلموں سے ہندی آبادی، رسوم دور نہ ہو سکیں۔ اس محنت میں ولی سرہند حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، سلطان اورنگزیب عالمگیر پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شاہ ولی اللہ کے چاروں صاحبزادے، آپ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید، شاہ محمد اسحاق اور سید احمد شہید بریلوی رحمہم اللہ نے تبلیغ، تعلیم وتربیت اور جہاد، ہر میدان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد زبردست قربانی سے، یہ علمی ورثہ اور ایمانی دولت دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے، مقدر میں آئی اور انہوں نے ہزاروں علماء، صلحاء، مناظر، مبلغ، مجاہد، صوفی، سیاستدان تیار کر کے، قرآن وسنت کے چمنستان اور قرون اولیٰ کے اسلام کو انگریز طاغوت کی دست وبرد سے بچالیا۔ کفر کی قید وتسلط سے آزاد، آج برصغیر کے ۶۰ کروڑ مسلمانوں کو اس پر فخر کرنا چاہئے۔

علماء دیوبند کٹر سنی ہیں

علماء دیوبند کی پہچان اور مثال صاف پانی کی طرح ہے جس میں رنگ مزہ بو نہیں ہوتی۔ انہوں نے سنت وفقہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور قدیم عقائد اسلام کو پورا اپنایا۔قرآن وسنت میں مذکور فقہائے امت کی معمولی کوئی بات چھوڑی نہیں۔ہندی رسوم اور رواجی بدعات قریب نہ آنے دیں،امت مسلمہ کو صراط مستقیم پر لگا دیا۔منت ونذر رخدا کے نام پر دینے مصائب میں اسے پکارنے کا درس دیا تو قبر پرست جہلاء میں کھلبلی مچ گئی۔دربار انگلش کے اعلیٰ حضرت نے ان پر وہابیت، گستاخی اور کفر کے الزام تراش کر حسام الحرمین جیسی بوگس کتاب لکھ ماری۔علماء حرمین اور دیگر عرب ممالک کے مستند مفتیان کرام نے اس کی تردید وتکذیب اور علماء دیوبند کے مسلک اہل سنت والجماعت پر ہونے کی تصدیق وتائید پر جو لکھا اسے ہمارے بزرگ حضرت مولانا خلیل احمد شارح ابوداؤد (بذل المجہود عربی) صدر المدرسین جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور نے بنام ''المھند علی المفند'' (ہندی تلوار بر مفتری کذاب) لکھ کر شائع کر دیا۔کفر ٹوٹا اور اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی مسلمان سرخرو ہوئے۔اس کتاب پر تیس اکابر علماء حرمین شریفین، پندرہ علماء مصر وشام وممالک عرب، تیئس اکابر علماء دیوبند حضرت شیخ الہند، مولانا اشرف علی تھانوی، مفتی ہند کفایت اللہ دہلوی اور مولانا عزیز الرحمن مفتی دار العلوم دیوبند سمیت کے دستخط ہیں۔پھر بعد کے زندہ ومرحومین بہتر (۷۲) علماء دیوبند کی بھی تصدیق ہے جن میں مہتمم دار العلوم دیوبند قاری محمد طیب، مفتی اعظم محمد شفیع کراچوی، علامہ ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور رد بریلویت پر سب سے بڑے مصنف ومحقق مسلک علماء دیوبند کے متفقہ ترجمان علامہ محمد سرفراز خان صفدر شفاہ اللہ بھی شامل ہیں۔گویا یہ کتاب مسلک علماء دیوبند کی ترجمان اور کسی بھی صحیح دیوبندی عالم دین کی پہچان ہے۔اس سے انحراف علماء دیوبند سے ہی نہیں مسلک اہل سنت سے بھی خروج ہے۔

یہ خیال نہ کیا جائے کہ یہ اس وقت کی تالیف ہے جب سعودی انقلاب اور نجدی علماء کا ظہور نہ ہوا تھا۔اس لئے اس میں بریلوی مسلک کی تائید ہے۔کیونکہ حکومتوں کے انقلاب اور سیاسی نشیب وفراز میں مسلک اہل سنت میں ترمیم وتبدیلی نہیں ہوتی۔یہ باد مخالف سے اپنا رخ نہیں بدلتا۔عہد نبوت، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ہر دور کے پابند قرآن وسنت واجماع امت کے علماء کا مصدقہ دین اسلام چلا آرہا ہے۔خود اب کے سعودی علماء بھی حنبلی مسلک کے مقلد ہیں اور چاروں فقہیں اپنے جامعات میں پڑھا رہے ہیں۔

یہ تو پوری مقلد امت کی تضلیل کرنے والے غیر مقلدین کا پروپیگنڈہ ہے جو سعودی حکام کے حاشیہ بردار ورزلہ خوار بن کر مالی مفاد حاصل کر رہے ہیں اور ہمارے توحیدی نوجوان ان سے متاثر ہو کر مسلک علماء دیوبند سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔(حفظھم اللہ عن شرھم)

احقر کا مسلکی معتدل مزاج

میں علماء دیوبند اور امت میں تفریق برپا کرنے والے ان مسائل میں نہیں پڑتا۔مجھے حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''ملنسار اور صلح کل عالم'' خصوصی سند میں لکھا ہے جو آج ہر غالی فرقہ کے ہاں گالی ہے۔گوجرانوالہ میں حضرت قاضی شمس الدین مرحوم کے مدرسہ اور جلسوں میں شاہ (عنایت اللہ) صاحب مرحوم کی تقریریں بھی سنتا تھا، علاقہ کے میرے ایک اشاعتی دوست مولانا محمد رفیق کو جب حضرت شیخ القرآن نے ۱۹۷۲ء میں تعلیم القرآن کی ادارت کے لئے مجھے بلانے کے لئے بھیجا تو میں مسلکی اختلاف کی بناء پر سب سے پہلے بڑے استاد محترم کی خدمت میں گکھڑ پہنچا۔آپ نے خندہ پیشانی سے مجھے اجازت دے کر فرمایا: ''دین کی خدمت کرو کوئی تمہیں ہمارے خلاف

استعمال نہ کرے۔" یہی جملہ میں نے حضرت شیخ القرآن صاحب کو آ کر سنا دیا۔ خوش ہو کر ہنسے اور فرمایا کہ: "اس اختلاف نے علماء دیوبند کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ تم ان کے خلاف کچھ نہ لکھنا۔"

۱۹۷۲ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۴ء تا تحریک ختم نبوت احقر نے خوب اداریے اور مضامین لکھے۔ آپ نے کسی پر ناگواری نہ کی بلکہ سرگودھا کے ایک شیعہ پرچہ نے "مولوی غلام اللہ کی شرانگیزی" کا عنوان دے کر میرے خلاف لکھا تو مولانا نے خوش ہو کر فرمایا: "دبی رکھو دبی رکھو۔" یعنی ان کو خوب دبائے رکھو۔ البتہ "اکابر علماء دیوبند کی دینی خدمات" ایک مضمون میں جب میں نے حضرت استاذیم صوفی عبدالحمید سواتی اور مولانا سرفراز خان صفدر کی تمام تصانیف کا مفصلاً ذکر چھاپ دیا تو فرمایا: "اس تفصیل کی ضرورت نہ تھی۔ یہ ہمارے معاصر ہیں اکابر نہیں ہیں۔"

اس آپ بیتی سے مقصد یہ ہے کہ میں ملنسار اور صلح کن ہی ہوں۔ اختلاف کے باوجود رد فرق باطلہ کے فریضہ میں اکابر کے ساتھ ہوں۔ جیسے میرے مذکورہ بالا بڑے شیخ حضرت مولانا حسین علی واں بھچروی، شاگرد گنگوہی کے مرید شاگرد تفسیر اور رد شرک و بدعت میں جمعیۃ اشاعت التوحید والسنہ کے ساتھ رہے۔ پھر مجبوراً جدا ہوئے۔ جیسے خود شیخ القرآن شاہ صاحب سے جگری دوستی کے باوجود ان کے مسلک پر نہ آسکے اور ۱۹۶۲ء میں حضرت قاری محمد طیب کی عبارت پر مولانا قاضی نور محمد آف قلعہ اور مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دستخط کئے اور مسلک علماء دیوبند کے منادی، نعرہ (سربکف سربلند دیوبند) کے علم بردار مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف کے باوجود شیخ القرآن اور ان کے اسٹیج کو نہ چھوڑا تو رد روافض میں ان سے فی الجملہ دوستی پر جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر واصاغر مجھے بھی معذور سمجھیں۔

کالا سانپ مارنے کے لئے ہر ہتھیار کی ضرورت ہے۔ مجھے گوجرانوالہ کے برعکس اپنے علاقہ میں یہ تلخ تجربہ ہوا کہ اس جماعت کے دوا کا برتو اپنے اللہ سے جاملے۔ اب یہ توحیدی نوجوان مختلف گروپ در گروپ ہو کر کسی کی دار و گیر سے آزاد، ہر سفید ریش پر "انك ميت وانهم ميتون" کی لاٹھی برسانے میں خود مختار اور کسی مسلمان کو سلام کہنے سننے یا اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے دور دراز رہتے ہیں۔ کیونکہ اسے مشرک اور معاذ اللہ ابوجہل کا کنبہ جانتے اور کہتے ہیں۔

چونکہ یہ اپنے خیالات کے برعکس صحاح ستہ کی ہر صحیح حدیث کو بھی قرآن کے مخالف کہ کر جھٹلاتے ہیں کہ: "ہم قرآن کے خلاف کوئی حدیث اور کسی عالم محدث مفسر کی بات نہیں مانتے" کا نعرہ لگاتے ہیں۔ لہٰذا میں اپنے ذوق و مزاج کے برخلاف اور اپنی تمام تصانیف کے برعکس یہاں صرف آیات قرآنی سے استدلال کر کے یہ بتاتا ہوں کہ یہ صرف شیعہ مومن کی طرح ہیں جو ساڑھے تین اہل بیت (یعنی حضرت علی، فاطمہ، حسنین رضی اللہ عنہم، حسن کو آدھا اس لئے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح و بیعت کر کے ان کی ناک کاٹ دی۔ ہر تبرا باز کہتا ہے: "میں حسنی نہیں ہوں حسینی ہوں") کو مان کر باقی تمام اہل بیت اور تمام صحابہ کرام کا انکار کرتے ہیں۔ سب کو غیر مومن یعنی کافر جانتے اور دوزخی مانتے ہیں۔ اس لئے وہ بغض صحابہ میں مشہور ہیں۔

اسی طرح یہ موحد بھی بریلویوں کی ضد میں آ کر (کہ وہ بھی اعلیٰ حضرت سے اختلاف رکھنے والے ہر مسلمان کو اعلانیہ کافر جانتے ہیں) حتی الامکان اتباع شرع نہ چھوڑو مگر میرا دین و مذہب جو میری کتابوں سے ثابت ہے، اس پر قائم رہنا ہر بڑے فرض سے بڑھ کر فرض ہے۔ (وصایا شریف) اپنے سے اختلاف رکھنے والے ہر مسلمان کو مشرک کہتے ہیں اور چند آیات بے موقعہ اور سلف کی تفسیروں کے خلاف پڑھ کر سب دلائل سے روگردانی کرتے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۱) علماء دیوبند اور اہل سنت کے خلاف موحدوں کے مسائل

زندگی کے جہان دو ہیں دنیا اور آخرت، تیسرا نہیں۔ کیونکہ قرآن میں ہے: "ثم انکم لمیتون ثم انکم یوم القیامة تبعثون" کہ پھر تم مرجاؤ گے اور پھر قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

جواب: یہ استدلال غلط ہے۔ کسی مجمل آیت سے مفصل آیات کے مضامین کا انکار نہیں ہوسکتا۔ ورنہ یہاں سے پیدا ہوکر مرنے تک کی دنیوی حسی زندگی کا انکار ہو جائے گا۔ کیونکہ اس سے پہلی آیت میں صرف رحم مادر میں زندگی کا مسئلہ مذکور ہے۔ "پھر ہم نے یہ نطفہ معزز مقام پر ٹھہرایا پھر نطفہ کو خون بستہ بنایا۔ پھر اسے بوٹی بنایا۔ پھر اس پر ہڈیاں بنائیں۔ پھر ان کو گوشت کا لباس بنایا۔ پھر اسے خوبصورت شکل دی تو بہترین پیدا کرنے والا اللہ بہت بابرکت ہے۔ پھر تم مرجاؤ گے۔" اب یہاں بچے کے پیدا ہو جانے کا ذکر ہی نہیں۔ کیا تم ماں کے پیٹ سے ہی قبر میں پہنچ جاتے ہو۔ خدا ایسے گمراہانہ استدلال سے بچائے۔

(۲) مرنے کے بعد بھی زندگی ہے

اسی سورۃ مومنون کی ایک آیت یہ ہے کہ: "جب تم میں سے کوئی مرجائے تو خدا سے کہتا ہے میرے رب! مجھے دنیا میں واپس بھیج تا کہ وہ نیک کام کرآؤں جو نہ کیے تھے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا یہ تو ایک بات ہے جو منہ سے کہہ رہا ہے اور ان (زندوں) کے آگے ایک برزخ اور آڑ ہے۔ اس دن تک جس میں یہ (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے۔"

یہاں سے پتہ چلا کہ اس قبر اور عالم برزخ میں ہر مردہ انسان زندہ باشعور اور خدا (وفرشتوں سے) باتیں کرنے والا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ وہ دنیا میں واپس نہیں آسکتا اور قبر و برزخ میں اعمال کرنے کا نہ پابند ہے نہ وہ مقبول ہیں۔ اگر تم کہو کہ یہ تو روح بات کر رہی ہے وہ زندہ ہے تو یہ ایجاد بندہ ہے کہ کسی آیت وحدیث کا ترجمہ نہیں ہے۔ کیا اس جہان میں صرف روح آئی ہے؟ کیا صرف روح ہی واپس جاکر نیک اعمال کرے گی؟ نہ تنہاء روح عالم برزخ میں آئی ہے نہ تنہا وہ لوٹ کر نیک اعمال کرے گی۔ نص قرآنی سے پتہ چلا کہ روح مع البدن ہی دنیا سے مرکر یہاں برزخ میں آیا۔ روح مع البدن ہی واپس جانے کی اپیل کر رہا ہے جو نامنظور ہے۔ روح کے بدن سے تعلق کا بالکل انکار کرنا اس آیت کا انکار کرنا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد حشر میں اٹھنے سے پہلے تیسرا عالم برزخ بھی ہے جس میں ایک قسم کی زندگی گفتگو کی قدرت اور ثواب وعذاب کا شعور وادراک اسے حاصل ہے۔ یہی پوری امت محمدیہ کا عقیدہ ہے جس کے صرف جعفری رافضی منکر ہیں۔

پارہ ۲۸ سورۃ المنافقون کی ایک آیت کا ترجمہ پڑھ کر اپنا ایمان تازہ اور منافقت سے توبہ ہر مسلمان کو کرلینی چاہیے۔ "اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ خرچ کرلو۔ اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو پھر کہنے لگے: اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک مہلت کیوں نہ دی تو میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں سے ہو جاتا۔"

مولانا محمد امیر بندیالوی اقوال مرضیہ ۱۲۸ پر لکھتے ہیں: حاصل یہ ہے کہ جہاں تین ہیں دنیا، برزخ، دارالقرار، ہر ایک کے احکام اللہ نے اس کے ساتھ خاص کر دیئے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۳) عذاب قبر اسی زمینی قبر میں ہوتا ہے

میں نے کئی پڑھے لکھے جاہلوں سے خود یہ سنا ہے کہ جی! اس قبر کے گڑھے اور زمین میں سوائے مٹی پانی معدنیات وغیرہ کے اور کچھ نہیں تو ہم کیوں عذاب قبر مانیں۔

جواب: یہ قرآن وسنت کی لاتعداد آیات واحادیث کا مکابرہ، انکار اور ''یؤمنون بالغیب'' کی تکذیب ہے۔ خدا اس ضد اور کفر سے بچائے۔

درجن سے زائد آیات اسی قبر کا پتہ دیتی ہیں۔ علیین یا سجین میں کتاب مرقوم کا ذکر ہے کہ کراماً کاتبین جنتیوں اور دوزخیوں کے اعمال نامے وہاں درج کرا دیتے ہیں، وہاں ان کی قبر بننے یا وہ آسمان میں کسی اور جگہ قبر بنا کر ان کو عذاب وثواب دینے کا ذکر نہیں کرتے۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ جن کی حسی قبر بنی ہے۔ ان سے وہاں اور جن کا سمندر میں ڈوبنے، آگ میں جلنے، راکھ بننے، درندوں پرندوں کے پیٹ میں گوبر بن جانے کا مقدر بنے گا تو ان سے وہاں نکیرین کا سوال وجواب اور ثواب وعقاب ہوگا۔ اس وسعت کو علماء نے قبر برزخی سے تعبیر کیا ہے کہ بتعلق ارواح ان اجزاء کو بھی ثواب وعذاب ہوتا ہے۔ آسمان کی الگ قبر نہیں ہے۔ پوری امت کا اتفاق ہے۔ (دیکھئے شرح عقائد خیالی جلالی نبراس وغیرہ) ہم مردہ کو دفن کرتے وقت بحکم رسول یہ آیت پڑھتے ہیں: ''ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تم کو پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔'' (طٰہٰ: ۵۵)

اب جو ایک ماہ دورہ پڑھ کر ضدی لڑکے کہتے ہیں کہ جن کی قبر یہاں نہیں تو کہاں ہے؟ وہ اس آیت کا انکار کردیں۔ عبس میں ہے: ''پھر خدا نے اسے موت دی اور قبر میں پہنچایا پھر جب چاہے گا سے اٹھا نکالے گا۔''

(۴) روح کا جسم سے غیر محسوس روحانی تعلق ہے

اس پر بھی تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔ صرف کرامیہ، معتزلہ، رافضہ گمراہ فرقے منکر ہیں۔ دنیا میں انسانوں کے ایک دوسرے سے اور چیزوں کے دوسرے چیزوں سے لاتعداد تعلقات میں ہم سب کو مانتے ہیں۔ پٹواری گرداور زمین کے متعلق کچھ کہہ دے، ہمارا ایمان ہے حکیم وڈاکٹر ہمارے اندرون بدن کے متعلق کچھ کہہ دے۔ ہم ہزاروں روپے اسی وقت خرچ کردیں گے۔ ٹیلی فون کا نمبر صحیح مل جائے۔ کوڈ بھی مل جائے تو ہم بات کر لیں گے۔ لاکھوں میل دور سیارات اور طیاروں کو بوقت ضرورت زمینی رابطہ سے نیچے اتار لیا جائے گا۔ موبائل اور ریموٹ کنٹرول سسٹم کے ذریعے سینکڑوں افراد کو آلات سے تعلق جتلا کر قتل کر دیا جاتا ہے۔ برقی شعاعوں فضائی لہروں سے دنیا ایک گھر بن گئی ہے۔ یہ سب باتیں اور تعلقات ہم دیکھے سنے سمجھے بغیر یقیناً مان لیتے ہیں ورنہ دنیا ہم کو دقیانوسی اور بے وقوف کہے گی۔ گویا سائنس کی ایجادات پر ہم ایمان لا چکے ہیں جو اسلام کے نہ سمجھ آنے والے عقائد کو قریب الفہم بناتی آرہی ہے۔ مگر شیعہ مومن کی طرح ہم ایسے کٹر موحد ہیں۔

کہ خدا تو فرما دے:

۱.... اللہ ایمان والوں کو کلمہ توحید پر دنیا میں اور آخرت (قبر) میں برقرار رکھے گا اور ظالموں کو بھٹکا دے گا۔

(بخاری، ترمذی کتاب التفسیر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۲...... اپنے گناہوں کی وجہ سے قوم نوح غرق پائی۔ پھر آگ میں داخل ہوگئی۔

۳...... فرعونیوں کو صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ جب قیامت ہوگی تو ہم کہیں گے۔ اے فرعون کے تابعدارو! اس سے بدترین عذاب میں داخل ہوجاؤ۔

اور اللہ کے رسول ﷺ بھی فرمائیں کہ قبر میں میت کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور دو فرشتے آتے ہیں، اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔ (سوال کا جواب صحیح نہ دے) تو لوہے کے گرزوں سے اتنا سخت اسے مارا جاتا ہے کہ پہاڑ پر وہ لگے تو مٹی ہوجائے۔ پھر اسے مارا جاتا ہے تو اتنا چیختا ہے کہ جن وانس کے سوا اسے ہر کوئی سن سکتا ہے۔ پھر وہ مٹی ہوجاتا ہے۔ پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔ (احمد ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۲۶) بخاری ومسلم اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے۔ اگر انسان وہ چیخ سنے تو بیہوش ہوجائے۔

تو ہمارے موحد بھائی ان آیات واحادیث کا انکار کردیتے ہیں کہ یہ تو قرآن وعقل کے خلاف ہیں۔ یہ زندگی جو موت کے بعد قیامت سے پہلے متواتر آیات واحادیث میں مذکور ہے۔ اشاعت التوحید والے ہرگز نہیں مان سکتے۔ مگر تعجب ہے کہ روح کا بدن سے تعلق تو نہیں مانتے۔ مگر اعمال کا مانتے ہیں جو اعراض ہیں۔ جوہر نہیں ہیں۔ یعنی وہ بدن وروح کے تعلق کے بغیر وجود میں آہی نہیں سکتے تو پھر روح وبدن کا ثواب وعقاب میں تعلق نہ ماننا کیسے صحیح عقیدہ ہوگا؟ اعمال کا تعلق یوں مانتے ہیں کہ: ''حضور ﷺ کا بدن مبارک صحیح سالم قبر میں محفوظ ہے۔'' اتفاقاً صلحاء کی قبر کھلی نظر آئے تو بدن وسالم نظر آجائے گا۔ کفار وفساق کی قبروں سے ہڈیاں ملیں گے۔ کیوں؟ یہ نیک وبد کے اعمال کا اثر وتعلق ہی تو جتلا رہا ہے اور اگر روح وبدن کا، ذات سے ذات کا تعلق قرآن وحدیث اور پوری امت کے اتفاق واجماع سے مانا جائے تو کیوں انکار کردیا جائے۔

بخاری کی روایت ہے کہ جب میت کو قبرستان کی طرف اٹھاتے ہیں تو نیک روح واپس آکر کہتی ہے۔ مجھے جلدی لے چلو۔ جلدی لے چلو اور بری کہتی ہے ہائے مجھے کہاں اور کیوں لے جارہے ہو۔

جب علیین وسجین میں اپنا مقام اور انجام دیکھ آئی ہیں تو وہاں ہی رہتیں اپنے بدن کے پاس واپس کیوں آگئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ بدن سے خاص تعلق ہے۔ نیکیوں کا سکھ اور مزہ دونوں کا ہوگا اور برے کو عذاب روح مع البدن کے ساتھ ہی ہوگا۔ خواہ روح اندر ہو یا باہر قبر میں رہے زائر کا سلام سنے یا علیین میں ہو یا جنت میں ہو۔ علی الاختلاف کسی بھی حالت اور مقام میں ہو۔ پوری امت اور اہل سنت تعلق روح بالبدن کی قائل ہے۔ منکر کے پاس سوائے ڈھکوسلہ کے کوئی دلیل نہیں۔ حنفی امام حضرت ملا علی قاری شرح فقہ اکبر ص ۱۵۰ پر لکھتے ہیں: ''روح کے بدن سے تعلق کی پانچ قسمیں ہیں۔''

۱...... جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہو۔

۲...... جب وہ دنیا میں پیدا ہوجائے۔

۳...... جب وہ سویا ہوا ہو تو ایک لحاظ سے جدا ہوتا ہے اور ایک لحاظ سے تعلق رکھتا ہے۔

۴...... قبر اور برزخ میں تعلق۔ اگرچہ وہ بدن سے جدا ہوجاتا ہے اور الگ رہتا ہے۔ مگر بالکل جدا نہیں ہوتا کہ اس کی طرف التفات وتوجہ نہ کرے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ قبر پر سلام کرنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور حدیث بخاری میں ہے کہ لوگ جب دفنا کر واپس جاتے ہیں تو ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ یہ لوٹانا خاص ہے۔ لازم نہیں آتا کہ قیامت سے پہلے پورا بدن زندہ ہوجائے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۵...... بدن کے قیامت کے دن اٹھنے کا تعلق یہ سب سے کامل تعلق ہے کہ اب بدن کو موت نیند بگاڑ کبھی نہ ہوگا۔ برزخ وقبر میں صرف روح سے سوال نہیں ہوتا۔ جیسے ابن حزم نے کہا ہے کہ یا بدن بلا روح سے ہوتا ہے۔ دونوں کی تردید صحیح احادیث کرتی ہیں۔

(۵) روضہ اقدس میں حضور علیہ السلام کی زندگی

پوری امت اس کی قائل ہے۔ فقہ حنفی کی تمام کتابوں میں حج سے قبل یا بعد باب زیارت النبی ﷺ اور آپ پر صلوٰۃ وسلام استدعا اور استشفاع کا ذکر ملتا ہے۔ ہماری نصابی کتاب نور الایضاح مصنفہ حسن بن عمار بن علی مصری شرنبلالی المتوفی ۱۰۶۹ھ میں ہے: ”فصل فی زیارۃ النبی ﷺ وما ھو مقرر عند المحققین انه صلی الله علیه وسلم حی یرزق ممتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انه حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات“ (حضور علیہ السلام کی زیارت مدینہ میں فصل)

محققین علماء اسلام کے ہاں یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ (قبر میں) زندہ ہیں۔ آپ کو رزق ملتا ہے تمام لذات وعبادات سے آپ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ ہم جیسے شریف مقامات کو نہ دیکھ سکنے والوں کی نگاہ سے آپ اوجھل ہیں۔

اس پر قدیم وجدید ہر دور میں مستند کتابیں لکھی گئی ہیں کتاب الروح از ابن القیم، مقام حیات از علامہ خالد محمود، تسکین الصدور از علامہ صفدر اور علامہ جلال الدین سیوطی کی شفاء الصدور اور تاج الدین سبکی کی شفاء السقام میں بہت کچھ دلائل ہیں۔ منکرین کے پاس اس ڈھکوسلہ کے سواء کچھ نہیں کہ دنیوی حسی ہے تو آپ باہر آ کر امت کی اصلاح وراہنمائی کیوں نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ فی الجملہ برزخی غیر مکلف زندگی ہے۔ جیسے شہداء کی زندگی وہ جنت میں مانتے ہیں۔ قبر مبارک بھی ”روضۃ من ریاض الجنہ“ ہے۔ جنت زندوں کا مقام ہے مردوں کا نہیں جو آخرت کا بھی حصہ ہے...... اور خدا فرماتا ہے: ”اور یقیناً آخرت آپ کی پہلی زندگی سے بہتر ہے۔“ (الضحیٰ)

اولیٰ سے آخرت تک موت کا پل ”کل نفسٍ ذائقة الموت“ اور آپ بھی وفات پانے والے ہیں وہ بھی وفات پانے والے ہیں، کے تحت آپ نے پار کر لیا تو آپ قبر برزخ میں جنتی زندگی کے ساتھ دنیوی زندگی سے بہتر اور زندہ ہیں۔ قیامت تک آپ کو بے حس پتھر کی طرح مردہ ماننا ضد وجہالت اور امت سے علیحدگی کے سواء کچھ نہیں۔ قبر پاک مردہ خانہ نہیں ہے۔

یہ موحد اپنے امام مولانا محمد امیر بندیالوی رحمہ اللہ کی کچھ باتیں مان لیں تو بہتر ہو۔ الاقوال المرضیہ ص ۱۷: انبیاء علیہم السلام کی بعد از موت خصوصیات کے تحت ہے۔ مثلاً:

۱...... قبض روح ارواح بعد از اذن ہوتا ہے۔ یہ بات دوسروں میں نہیں۔

۲...... پیغمبر کو وہیں دفن کرنا چاہئے جہاں اس کی روح قبض ہو۔ جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے معاملہ ہوا۔

۳...... اجتماعی صورت میں نماز جنازہ کا ادا نہ ہونا (دس دس صحابہ رضی اللہ عنہم حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں آ کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے، جیسے زندگی میں پڑھتے تھے)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۴...... انبیاء کا بعد از وفات کئی دنوں تک قبر سے باہر رکھے رہنا تاکہ لوگ نماز جنازہ (بصورت صلوٰۃ وسلام) سے مستفید ہو سکیں۔

۵...... انبیاء کے اجساد کا زیر زمین قیامت تک محفوظ رہنا انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو مٹی نہیں کھا سکتی۔

۶...... انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات کا بعد از وفات انبیاء دوسری جگہ نکاح نہ کرنا۔ وغیرہ ذلك!

ہزاروں خصوصیات فرق مراتب کے اعتبار سے پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ دنیا میں بحیاۃ دنیویہ فرق مراتب ان کو حاصل تھا۔ آخرت میں بحیاۃ اخرویہ ان کو فرق مراتب نصیب ہوگا۔

میرے اشاعتی بھائی! اگر اپنے امام کی یہ باتیں مان لیں تو پوری امت کی یہ دو باتیں بھی مان لیں کہ آپ قبر و برزخ میں صاحب حیات ہیں۔ زائر کا سلام سنتے ہیں جیسا کہ ہم سب کے پیشواء مولانا حسین علی کے استاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔ اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر شریف کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ پس یہ جواب کے واسطے کافی ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

میرے عزیز و شاگرد اشاعتی بھائی! اپنے اکابر سے خصوصیات انبیاء علیہم السلام کا یہ سبق سیکھ لیں تو پوری امت پر ”انك ميت وانهم ميتون“ کی لاٹھی برسانا چھوڑ دیں گے۔ ”اللهم وفقنا واياهم لما تحب وترضىٰ“

(۶) مسئلہ سماع اموات

یہ مسئلہ عہد صحابہ سے مختلف فیہ چلا آ رہا ہے۔ قطعی فیصلہ کرنا ناممکن ہے۔ حضرت رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا: ”جب سماع موتی کے حضرت امام صاحب قائل نہیں پھر فقہاء حنفیہ تلقین میت کو کیوں تحریر کرتے ہیں۔“

جواب: فرمایا مسئلہ سماع میں حنفیہ باہم مختلف ہیں اور روایات سے ہر دو مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ پس تلقین اسی مذہب پر مبنی ہے۔ کیونکہ اوّل زمانہ قریب دفن کے بہت سی روایات اثبات سماع کرتی ہیں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس باب میں کچھ منصوص نہیں اور روایات جو کچھ امام صاحب سے آئی ہیں، شاذ ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۹)

اصل میں غلو دونوں طرف سے ہو رہا ہے۔

۱...... نہ تو ہر مردہ ہر کسی کی ہر وقت ہر آواز سنتا ہے کہ یہ چیز اسباب عادیہ کے خلاف ہے۔

۲...... اور نہ کبھی کوئی بھی نہیں سن سکتا جو سماع کا قائل ہو مشرک ہے، یہ بھی غلو ہے۔ ”ان الله يسمع من يشاء الله“ اللہ جسے چاہے سنائے۔ ”وما انت بمسمع من في القبور“ قبر میں پڑے ہوؤں کو آپ سنانے والے نہیں، پھر بھی ایمان ہونا چاہئے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ روم ”فانك لا تسمع الموتىٰ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ”ٹھیک اسی طرح ”انك لا تسمع الموتىٰ“ کا مطلب سمجھو۔ یعنی حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے۔ البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سن لے۔ اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا۔ اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا، اسی حد تک ہم کو سماع

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

موتی کا قائل ہونا چاہئے۔ محض قیاس کر کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت نہیں لا سکتے۔ بہر حال آیت میں اسماع کی نفی سے مطلقاً سماع کی نفی نہیں ہوتی۔'' (واللہ اعلم)

موضح القرآن میں شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ؒ فرماتے ہیں: ''اور فرمایا تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو۔'' حدیث میں آیا کہ مردوں سے سلام علیک کیا کرو اور بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا دھڑ وہ (تعلق روح کے بغیر) نہیں سنتا۔

(۷) قبر میں میت کا حال ہم نہیں دیکھ اور سن سکتے ۔

عذاب قبر کا لوگ اس لئے انکار کرتے ہیں کہ وہ مشاہدہ میں نہیں آتا۔

جواب یہ ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے تو آخرت کے سب احوال ایمان بالغیب پر مبنی ہیں۔ میت ہمارے سامنے مرتا ہے۔ ہم نہیں دیکھ سکتے۔ (الانفال کی آیت یہ ہے) ''کاش! آپ دیکھتے کہ ظالم اور کافروں کی روحیں جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو ان کے چہروں پر اور پشتوں پر مارتے ہیں اور (کہتے ہیں) چکھو عذاب جلانے والا یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے اعمال کا بدلہ ہے۔ اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔''

پارہ ۷ کی آیت ہے: ''کاش! تم دیکھتے کہ ظالم موت کی سختی میں ہوں گے اور فرشتوں نے ہاتھ بڑھائے ہوں گے کہ جانیں نکالو۔ آج تمہیں ذلت کا بدلہ دیا جائے گا۔'' تو جیسے میت کا یہاں رونا پھڑکنا چیخنا جلنا ہمیں نظر نہیں آتا تو قبر کا عذاب اٹھنا بولنا جلنا قبر کا تنگ ہونا یا مومن کا نعمتوں سے سرفراز ہونا قبر کا کھلا ہونا دلہن کی طرح بے فکر سونا ہمیں نظر نہیں آسکتا۔ سورۃ یٰسین میں ہے: ''من بعثنا من مرقدنا'' ہمیں اپنی خوابگاہ سے کس نے جگایا۔ نیند کو بھی موت کہا گیا ہے۔ اور سویا ہوا (روح ناطقہ نکل جانے اور خواب میں عالم بالا کی سیر کرنے باوجود) مردہ نہیں سمجھا جاتا ہے۔ پس عالم برزخ و قبر میں روح کے تعلق کو فی الجملہ مثل نائم قبر میں زندہ اور ثواب و عقاب کا محل جانئے اور اس تعلق کو ماں کے پیٹ میں زندہ بچے کی طرح جانئے۔ ''من مات فقد قامت قیامته (جامع الصغیر)'' جو مر گیا اس کی قیامت آگئی کی حدیث قبر کی زندگی کے آغاز سے بھی ثابت ہو جائے گی۔ گو مکمل زندگی بچہ پیدا ہونے کی طرح قبر سے اٹھ کر ملے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اللہ موت کے وقت جانوں کو قبض کرتا ہے اور جن کو موت نہیں آتی، ان کی جان نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے تو جس پر موت کا فیصلہ ہوا ہو اسے تو روکے رکھتا ہے اور جو نہ مرے مقررہ وقت پر اس کی روح واپس کر دیتا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے۔ مگر جسمانی زندگی ختم نہیں ہوئی۔ نبض اور سانس جاری ہے۔ جو روح آسمانی اور نفس ناطقہ نکل گئی ہے، اس کا تعلق بدن سے برقرار ہے۔ اگر اونچی آواز اور کھٹک ہو تو عالم بالا کی روح فوراً واپس آجاتی ہے۔ آدمی جاگ جاتا ہے۔ اسی طرح خواب میں وہ روح ناپسندیدہ اور ڈراؤنی بات دیکھے تو بدن پھڑکتا اور آدمی لرزاٹھتا ہے۔ پس اسی تجربہ اور مشاہداتی تعلق سے بعد از موت قبر و برزخ میں روح کے بدن سے تعلق کو بھی مانئے۔ کسی آیت، حدیث اور امت کے متفقہ عقیدہ و ایمان کا انکار نہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو قبر و قیامت پر یقین اور جنت والی زندگی نصیب فرمائے۔ دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ آمین!

مہر محمد عفی عنہ

خادم جامعۃ قرآن وسنت بن حافظ جی ضلع میانوالی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت مولانا علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

موضوع:

عقیدہ حیات النبی ﷺ فی القبر

ضلع بھکر ۱۹۹۱ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد للہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ... ولا نبوت بعدہ... ولا رسول بعدہ... ولا رسالۃ بعدہ. اما بعد!

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم... بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات... بل احیاء ولکن لا تشعرون. وقال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون. صدق اللہ مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلك لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی. رب زدنی علماً وارزقنی فھما... سبحٰنك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العلیم الحکیم... اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی اٰل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل علیہ"

تمہید

دوستو اور بزرگو! پہلی دفعہ آپ کے علاقے میں آنے کا اتفاق ہوا۔ جیسا کہ آپ مولانا کا بیان سن چکے ہیں۔ آپ کے بیان سے اور آپ کے علاقے کی باتوں سے پتہ چلا کہ یہاں مسئلہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں کچھ لوگ اختلاف کرتے ہیں اور کوئی تو انکار کر رہے ہیں۔ دنیا میں جب بھی کوئی دو آدمی لڑیں یا دو فرقے لڑیں تو کچھ لوگ دونوں کو برا کہتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنے فرقے کو اچھا کہتے ہیں اور دوسرے فرقے کو برا کہتے ہیں۔ لیکن عقلمند آدمی سوچتا ہے کہ یہ دیکھیں کہ لڑائی شروع کس نے کی ہے اور لڑائی کی بنیاد کون بنا ہے۔ اگر اس طریقے سے بات کو سوچا جائے تو پھر انسان پتہ چلا سکتا ہے کہ دونوں میں سے قصوروار اصل میں کون ہے۔

یہ اختلاف کب وجود میں آیا؟

اب یہ اختلاف کب چلا؟ ۱۳۲۶ھ میں ایک آدمی ہندوستان سے مکہ مکرمہ پہنچا، مدینہ منورہ گیا اور اس نے جا کر وہاں کے لوگوں کو بتایا کہ ہمارے ملک میں ایک مدرسہ ہے جس کا نام دارالعلوم دیوبند ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی اقدس ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں حیات نہیں۔ مکہ اور مدینہ کے علماء نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے ہر ملک سے مسلمان حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ مدینہ منورہ حضرت پاک ﷺ کے روضہ پاک کی زیارت کے لئے حاضری دیتے ہیں۔ اتنا عرصہ ہمیں مکہ اور مدینہ میں رہتے گزرا ہم نے آج تک یہ نہیں سنا۔ یہ تو سنا کہ بعض علاقوں میں جھوٹے نبی پیدا ہوئے۔ یہ تو سنا کہ بعض علاقوں میں نبی ﷺ کی حدیث پاک کا انکار کرنے والے پیدا ہوئے۔ لیکن یہ آج تک نہیں سنا کہ کسی علاقے کے لوگ آپ ﷺ کی حیات پاک کا انکار کرتے ہوں۔ اس لئے ہمیں تو جھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ ان علماء نے سوالات لکھ کر دیوبند بھی بھیج دیئے کہ ہم ان سے خود پوچھ لیتے ہیں کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟ چھبیس سوالات کئے جن میں ایک یہ سوال بھی تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک میں حیات کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

المھند علی المفند پوری دنیا کے اہل سنت والجماعت کی ترجمان ہے

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے ان چھبیس سوالوں کے جواب لکھے۔ اس پر مدرسہ دیوبند کے مہتمم، ناظم اور تمام مدرسین نے دستخط کئے کہ یہ جو کتاب لکھی گئی یہ صرف مولانا خلیل احمد صاحب کی ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ تمام علمائے دیوبند کے عقیدے ہیں۔ اس طرح مذکورہ کتاب وہاں پہنچی تو مکہ مکرمہ کے تمام علمائے کرام نے اس کتاب کی تصدیق کی جس میں عقیدہ حیات النبی ﷺ بھی موجود تھا۔ مدینہ منورہ کے بھی تمام علمائے کرام نے اس کی تصدیق کردی اور اسی طرح جب شام اور مصر، حلب کے علمائے کرام نے بھی اس کتاب پر تصدیقات لکھیں تو گویا اس دور میں ''المھند علی المفند'' نامی کتاب پوری دنیا کے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رکھنے والوں کے عقیدے کی ایک مستند کتاب قرار پائی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس نے یہ کہا تھا کہ علمائے دیوبند عقیدہ حیات النبی ﷺ کے قائل نہیں۔ اس (بدبخت) نے جھوٹ بولا تھا اور علمائے دیوبند انبیاء علیہم السلام کی حیات کے قائل ہیں۔ اب اس کے لکھنے کے بعد یہ جھگڑا ختم ہوگیا اور ان لوگوں نے جھوٹ بولنا بند کر دیا۔ اب بھی میں نے (جنڈانوالے) مناظرے میں یہ کہا تھا کہ بھائی بات ختم کرنا ہی اچھا ہے زیادہ لڑنا اچھا نہیں۔

پوری دنیا میں علمائے دیوبند کے فضلاء موجود ہیں

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے کتاب وسنت کو جس طرح سمجھا ہے، ان کی خدمت کی ہے۔ اس کی مثال پچھلی صدی کی دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ مکرمہ جائیں تو وہاں بھی دیوبند کے فضلاء پڑھا رہے ہیں۔ مدینہ منورہ جائیں تو وہاں دیوبند کے فضلاء پڑھا رہے ہیں اور پوری دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اس مدرسے کے فیض کو جاری فرمایا تو اس لئے جب ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ لوگ کتاب وسنت کے بہت بڑے عالم ہیں۔ پھر مکے والے قرآن جانتے تھے یا نہیں جانتے تھے؟ مدینے والے قرآن کو سمجھتے تھے یا نہیں سمجھتے تھے؟

مصر، شام اور حلب والے قرآن پاک کو سمجھتے تھے یا نہیں سمجھتے تھے؟ ان سب نے جب اس عقیدے پر دستخط کر دیئے تو ہمیں بھی اس بات کو مان لینا چاہئے کہ دونوں فریق اس کتاب پر دستخط کر دیں اور جھگڑا ختم کر دیں۔ کیونکہ دو مولوی صاحبان لڑیں گے۔ اس کا یہ کبھی بھی نتیجہ نہیں ہوگا کہ دس نئے آدمی نمازی بن جائیں بلکہ پانچ نماز پڑھنے والے ناراض ہوکر چلے جائیں گے۔ جی ہم کیا کریں۔ مولوی صاحبان تو آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ ایسا ہوگا یا نہیں ہوگا؟ تو ہماری یہ لڑائی لوگوں کو دین سے دور تو کرے گی لیکن قریب نہیں کرے گی تو جس کتاب نے اتنا بڑا فتنہ ختم کر دیا...... مکہ، مدینہ، شام، مصر اور دیوبند کے سب علماء کے اس پر دستخط کر دینے سے بات ختم ہوتی ہے یا نہیں؟

مماتیوں کے ساتھ ایک مناظرہ کی جھلکیاں

میں نے کہا ہم بھی دستخط کرتے ہیں۔ آپ بھی دستخط کر دیں۔ نیلوی صاحب نے مولوی یونس صاحب وغیرہ نے ان سب نے انکار کر دیا کہ ہم اس کتاب پر دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں نے کہا: اچھا یہ بتادیں کہ اس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں یہ جو عقیدہ لکھا ہوا ہے حیات کا اور توسل کا یہ عقیدہ رکھنے والا کافر ہے یا فاسق؟ تا کہ ہمیں پتہ چلے کہ ہم کس درجے کے گنہگار ہیں۔ پھر اس سے توبہ کرنے کی کوشش بھی کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم فتوے دینے کے لئے یہاں نہیں آئے۔ میں نے کہا کہ دیکھئے کہ ہم نے آپ کے بارے میں باقاعدہ لکھ کر دے دیا ہے اور مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب کے نام تین سال سے کھلی چٹھی شائع کر رکھی ہے کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کی حیات کا قائل نہیں، وہ قطعاً اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔ بدعتی ہے۔ نہ وہ سنی ہے اور نہ وہ حنفی ہے۔ ہم نے مناظرے میں بھی لکھ دیا اس کے بعد اس کو چھپوا کر بھی شائع کر دیا۔ دارالعلوم دیوبند سے بھی یہی فتویٰ آ گیا تو میں نے کہا کہ آپ کی نماز علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ مولانا خلیل احمد صاحب کے پیچھے جائز ہے کہ نہیں؟ اب ہم نے مسئلہ چھپایا نہیں لیکن......

مماتیوں نے اپنا عقیدہ چھپایا

انہوں نے چھپایا اور یہ بات لکھ کر دینے کے لئے تیار نہ ہوئے کہ ان لوگوں کے بارے میں ہم ان کو کافر کہتے ہیں یا فاسق کہتے ہیں؟ میری چونکہ کوشش یہی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان کسی طریقے سے لڑائی ختم ہو جائے۔ میں نے کہا بھائی! میں تو چاہتا تھا کہ تم جس طرح زبان سے کہتے ہو کہ ہم دیوبندی ہیں۔ آپ بھی اس کتاب پر دستخط کر دیتے جو علمائے دیوبند کی مسلمہ اور مستند کتاب ہے۔ ہم بھی کر دیتے، بات ختم ہو جاتی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ چلو صلح کرنے کے لئے جھک جانا تھوڑا سا جس سے مسلمانوں کی لڑائی ختم ہو جائے۔ یہ اچھی بات ہے۔ چلو میں اور جھک جاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ جون ۱۹۶۲ء میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے جس تحریر پر دستخط کئے تھے اس تحریر پر میں بھی دستخط کر دیتا ہوں۔ آپ بھی دستخط کر دیں۔

انصاف کی بات

انصاف کی بات ہے۔ اس مسئلے کو ہم تقریروں اور اسٹیجوں میں عوام کے سامنے مت چھیڑیں۔ اگر کوئی ہمیں چٹ لکھ کر بھیجے تو ہم وہی عبارت پڑھ کر سنا دیا کریں کہ بھائی! اس بات پر ہماری صلح ہے۔ اتنا ہمارا عقیدہ ہے اگر کوئی زیادہ چھان بین چاہتے ہیں تو مطالعہ کرے اس سے عوام میں لڑائی ختم ہوتی تھی یا نہیں ہوتی تھی؟ لیکن ان سب نے وہاں یہ کہا کہ شیخ القرآن والی جو تحریر ہے۔ اس پر ہم دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہم نے پوچھا اس کی وجہ؟

مماتیوں کا مولانا غلام اللہ خان پر بہتان

انہوں نے کہا ان کی یہ تحریر قرآن کے خلاف ہے۔ میں نے کہا کہ جب وہ تحریر قرآن کے خلاف لکھتے تھے تو ان کو شیخ القرآن کا لقب کیوں دیتے ہو؟ جس رسالے میں وہ تحریر چھپی ہے اس کا نام ہے ”تعلیم القرآن“ اور کہتے ہو کہ عقیدہ جو لکھا ہوا ہے وہ قرآن کے خلاف ہے تو جو فرقہ تعلیم القرآن نام رکھ کر قرآن کے برخلاف چھاپتا ہے لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے یا نہیں دے رہا؟ آخر کہنے لگے کہ اصل میں مولانا غلام اللہ خان صاحب نے یہ ڈرتے ہوئے لکھ دیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں نے نہیں سنا کہ کبھی انہوں نے قادیانیوں سے ڈر کر ختم نبوت کا انکار لکھ دیا ہو یہ تو عقیدے کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

باتیں ہیں۔ کسی غیر مقلد سے ڈر کر اونچی آمین کہنے کا مسئلہ شیخ القرآن نے لکھ دیا ہو؟ جب فروعی مسائل میں بھی شیخ القرآن نے اپنے دل کے خلاف کوئی بات نہیں لکھی تو آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کے خلاف اور اپنے دل کے عقیدے کے خلاف دستخط کر دیئے۔ اب جھوٹ کے پاؤں تو ہوتے نہیں۔ پھر کہنے لگے جی اس کا ایک اور جواب ہے۔ میں نے پوچھا! وہ کون سا ہے؟ کہنے لگے کہ یہ عقیدہ منسوخ ہو گیا تھا جس پر شیخ القرآن نے ۱۹۶۲ء میں دستخط کئے تھے۔ وہ عقیدہ منسوخ ہو گیا تھا۔ میں نے کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ آج تک میں نے یہی سنا تھا کہ عقیدے منسوخ نہیں ہوتے۔ اگر آپ نے یہ اصول بنا لیا ہے کہ عقیدہ منسوخ ہو جاتا ہے تو پھر مناظرے کی ضرورت نہیں۔

توحید کا عقیدہ کب منسوخ کرنا ہے؟

آپ ہمیں ایک لسٹ بنا دیں کہ توحید کا عقیدہ کس سال منسوخ کرنا ہے۔ ختم نبوت کا عقیدہ کس سال آپ نے منسوخ کرنا ہے تا کہ ہمیں پتہ چل جائے کہ چند سالوں کے اندر سارے عقیدے شیخ القرآن کے منسوخ ہو جائیں گے اور آپ کو حق کس نے دیا کہ عقیدہ شیخ القرآن کا ہو اور منسوخ آپ کر دیں؟ اس کے بعد کہنے لگے کہ نہیں بحث ہونی چاہئے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اگر آپ صلح پر نہیں آتے تو پھر لڑائی تو ہے ناں؟ ہم تو چاہتے تھے کہ کسی طرح صلح ہو جائے۔ میں نے کہا: یہ بتاؤ کہ لڑائی میری اور آپ کی ذات کی ہے یا دو جماعتوں کے عقیدے کی ہے؟ کیا میری اور مولوی یونس کی ذات کی ہے؟ جی نہیں! دو جماعتوں کی ہے ناں؟ جی ہاں میں نے اپنا عقیدہ پچیس کتابوں کے حوالے سے لکھ کر دے دیا۔ میں نے کہا: میری یہ تحریر آپ مشرق سے مغرب تک کسی ملک میں لے کر چلے جائیں جو بھی سنی کہلانے والا ہے وہ اس کو مانے گا جو کہ میں نے اپنی کتابوں سے لکھی ہے۔ جو عرب و عجم میں سنیوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور جن کو سنی پڑھتے ہیں؟ آپ بھی اپنا عقیدہ کسی ایسی کتاب سے لکھیں جو آپ کے مدارس میں باقاعدہ پڑھائی جاتی ہیں؟ اور آپ کی ساری جماعت اس کو مانتی ہو۔ یہ بات معقول تھی یا غیر معقول تھی؟ (معقول تھی) میں نے بڑی غیرت دلوائی۔ میں نے کہا کہ مرزائی یقیناً جھوٹے ہیں لیکن ان کے عقیدوں کی کتاب موجود ہے۔ شیعوں کے عقائد کی کتاب موجود ہے جن میں ان کے عقائد درج ہیں۔ عیسائیوں کے عقائد کی کتابیں موجود ہیں۔ یہودیوں کے عقائد کی کتابیں موجود ہیں لیکن آپ حیران ہوں گے کہ ان کا عقیدہ دنیا کی کسی کتاب میں ہے ہی نہیں۔ لیکن ایک آپ کا فرقہ ایسا ہے جس کے عقائد کی کوئی کتاب دنیا میں موجود نہیں۔

مولوی محمد امیر صاحب اتراہ والے (ضلع خوشاب) جو ان کی جماعت کے ہیں، وہ کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے ہمارے عقیدے کی کتاب موجود ہے۔ شرح عقائد نسفی میں نے کہا بالکل بات ختم ہو گئی۔ آپ صفحہ لکھ دیں کہ شرح عقائد نسفی کے کس صفحہ پر آپ کا یہ عقیدہ لکھا ہوا ہے؟ کہنے لگا یہ نہیں لکھا ہوا اور لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا پھر وہ آپ کا اور ہمارا جو اختلافی عقیدہ جب وہ اس میں ہی نہ آئے اب اس میں کوئی مرزائی اٹھ کر مجھے کہہ دے کہ میرے عقیدے کی کتاب شرح عقائد نسفی ہے۔ لوگوں کے سامنے سچا ہونے کے لئے تو مجھے حق ہے۔ تا کہ اس سے پوچھوں کہ دکھاؤ کہاں لکھا ہے کہ نبی آسکتا ہے اور اگر وہ نہ دکھا سکے تو وہ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں؟ کوئی عیسائی کھڑا ہو کر کہے کہ شرح

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عقائد نسفی کتاب میرے عقیدوں کی ہے تو مجھے حق ہے۔ اس سے پوچھوں کہ تو جو تین خدا مانتا ہے باپ، بیٹا اور روح القدس یہ عقیدہ شرح عقائد میں کہاں ہے؟ اور اب اگر وہ نہ دکھا سکے تو یہ بات ہو گی کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ ایوب خان جو مولانا غلام اللہ خان صاحب کا مرید تھا، جس کی کوٹھی پر یہ گفتگو ہو رہی تھی جنڈ انوالے ایوب خان بڑا حیران ہوا۔ مجھے کہنے لگا مولوی صاحب! میں چاہتا ہوں بات ختم ہو۔ کیا آپ شیخ القرآن والی تحریر پر دستخط کر دیں گے؟ میں نے کہا پہلے میں کروں گا۔ آپ ان سے پوچھیں کہ کرتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ تو مجھے کہتے تھے کہ مولوی امین، شیخ القرآن کو گالیاں دیتا ہے اور وہ ان کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ وہ تو تیار بیٹھا ہے۔ آپ دستخط کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم دستخط کرنے کے لئے تیار نہیں۔ پھر اس نے کہا آپ کے عقیدوں کی کوئی کتاب جس کو آپ کی جماعت مسلم سمجھتی ہو اور ساری جماعت مانتی ہو، اس میں سے عقیدہ لکھیں۔ جیسے امین صاحب نے لکھ کے دیا ہے۔ اب ان کے پاس کوئی کتاب نہیں۔ کہنے لگے ندائے حق پر لکھے ہیں۔ میں نے کہا ندائے حق پر تو کسی کی کوئی تصدیق نہیں ہے۔ آخر یہ کہنے لگے کہ ہمارا یہ عقیدہ ہماری جماعت کے دستور میں لکھا ہے۔ میں نے کہا بھی تو میں چاہتا ہوں کہ دستور تو ساری جماعت کا ہوتا ہے۔ پوری جماعت اسے مانتی ہے تو مسئلہ حل ہو گیا۔ آپ دستور کی وہ عبارت لکھ کر صفحہ لکھ دیں۔ کہنے لگے ہمیں آج ساتھ لانا یاد نہیں رہا۔ میں نے کہا میں لے آیا ہوں۔ آپ مجھ سے لے لیں اور صفحہ دیکھ لیں۔

اب وہ ایوب خان صاحب بیچارے میرے پاس بھاگے ہوئے آئے۔ کہنے لگے کہ آپ مجھے دو چار منٹ کے لئے دستور دیں گے ناں؟ میں نے کہا بالکل لے جائیں۔ اب وہ لے گیا بڑا خوش ہو کے۔ اس نے کہا جلدی سے صفحہ نکال کر لکھ دو۔ یہ کہنے لگے کہ ہم نے تو جھوٹ بولا تھا۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ اس کے پاس دستور ہے۔ اس میں تو یہ بات نہیں لکھی ہوئی۔ میں نے کہا اچھا وہ نہیں لکھی ہوئی، یہ تمہاری جماعت کا دستور ہے جو اس میں عقیدہ لکھا ہوا ہے اسی پر دستخط کر دو۔ دستور تو ان کی جماعت کا تھا نا؟ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی جماعت کے دستور کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اب ایوب خان کو پتہ چل گیا کہ جو جماعت اتنی کمزور ہے کہ ان کے عقیدوں کی کتاب ہی کہیں دنیا میں موجود نہیں۔ اس کا حال ابھی شرائط میں یہ ہو رہا ہے۔ مناظرے میں پتہ نہیں کیا بنے گا۔ کہا یہ میری کوٹھی ہے۔ اس بات کو اب میں ختم کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ دونوں مل کر توحید پر کام کریں۔ میں نے کہا مسلمان، کافر مل کر دونوں کام کریں یا صرف مسلمان کریں۔ کیونکہ یہ تو ہمیں کافر کہتے ہیں نا؟ توحید کے معنی بھی لوگوں نے نئے نئے بنا لئے۔

اب مقصد یہ ہے کہ دریا خان میں ہم جب پہنچے تو وہاں یہ کتابیں بہت لے کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہماری تھوڑی کتابیں تھیں۔ وہاں لوگ یہ کہنے لگے کہ بھائی ان کی کتابیں بہت ہیں۔ میں نے کہا اس کو کہتے ہیں ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ یہ جتنی کتابیں لے کر آئے ہیں ان میں سے صرف ایک کتاب جو مولوی عنایت اللہ شاہ صاحب اور احمد سعید صاحب کے پیدا ہونے سے پہلے لکھی گئی ہو، لکھنے والا اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا ہو اس میں یہ عقیدہ دکھا دیں۔ ہم اپنی شکست لکھ دیتے ہیں۔ ایک کتاب یہ نہیں نکال سکتے۔ لوگوں کو قرآن قرآن کہتے ہیں؟ ہم نے جنڈ ال والوں میں پانچ آدمیوں کی کمیٹی بنا دی۔ پڑھے لکھے آدمی تھے کہ بھائی جاؤ ان سے کہو آپ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ستر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آیتیں ہیں قرآن کی۔ آپ کو انہتر معاف ہیں۔ صرف ایک آیت لکھ دیں جس طرح ہمارے کچھ مثبت عقیدے ہیں۔ کچھ منفی عقیدے بھی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا کا باپ نہیں۔ آپ بھی کہتے ہیں اور اس کو ہم قرآن کے نام سے پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں یہ بات لکھی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا کا بیٹا نہیں۔ آپ کا عقیدہ ہے سب کا؟ ہم کہتے ہیں خدا کی بیوی نہیں۔ خدا کا کوئی شریک نہیں۔ یہ نفی والے عقیدے ہیں ناں؟ اور ان کو ہم قرآن کے نام سے پیش کرتے ہیں۔ میں نے ان کو یہ آیت نکال کر نشان لگا دیا کہ خود ترجمہ پڑھ لو۔ مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے نیچے یہ عقیدے لکھے ہوئے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے کہا بالکل لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کو کہیں کہ ایک آیت ایسی نکال دیں جس کے نیچے ترجمہ لکھا ہوا ہو کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ نہیں ہیں اور کسی کا صلوٰۃ وسلام وہاں پڑھا ہوا نہیں سنتے؟ وہ لکھ دیں اس کے بعد یہاں آئیں میں لکھ دوں گا یہاں بیٹھا ہوں؟ کہ بھائی! یہ عقیدہ قرآن کا ہے۔ ہم غلطی پر تھے۔ ہم پچھلی بات سے توبہ کرتے ہیں۔ ہم کو پہلے تو قریب نہ جانے دیں۔ اس کے بعد یہ بڑے تنگ آئے۔ کوئی آیت نہیں پیش کی۔

احمد سعید کی گستاخانہ زبان

تقریر ان کی کیا شروع ہوئی؟ دیکھو ایک کتا ملتان سے آیا تھا وہ یہاں بھونک گیا ہے۔ (حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا) کہ ایک لاہور سے آیا تھا وہ بھونک کے چلا گیا ہے۔ (علامہ خالد محمود صاحب کے بارے میں) اور آج اوکاڑے سے ایک کتا آیا ہوا ہے اس کو جوتے مارو۔ اس کو یہ کرو، وہ کرو۔ کتوں کے لئے اور کچھ نہیں ہوتا جوتے ہوتے ہیں اور ڈنڈے ہوتے ہیں۔ یہ سپیکر پر تقریر احمد سعید نے کی۔ ہم سن رہے تھے۔ بیٹھے! اس کے بعد میں نے تقریر کی کہ بعض لوگوں کو اور دوستوں کو اس بات پر غصہ آیا۔ رنج ہوا ہے کہ احمد سعید نے کچھ سخت باتیں کی ہیں جو میرے بارے میں اس نے کہا ہے۔ میں اس کو معاف کرتا ہوں۔ لیکن آج یہ پتہ چل گیا ہے کہ وہ میرے مقابلے میں ڈنڈا لے کر تو آسکتا ہے، قرآن لے کر نہیں آسکتا۔ (خوب نعرے لگے) بیٹھا تھا میں نے اعلان کیا کہ تم ڈنڈا لے کر آجاؤ۔ میں پھر بھی تمہیں قرآن سناؤں گا۔ ان شاء اللہ العزیز! تم جوتا لے کر آجاؤ تو پھر بھی میں تم کو نبی پاک ﷺ کی احادیث سناؤں گا۔

بہرحال مقصد یہ ہے کہ ان بیچاروں کی بنیاد پیچھے کوئی نہیں۔ اب بات ہے مسئلے کے سمجھنے کی۔ یہ بات میں نے اس لئے عرض کی کہ ملک میں اس جھگڑے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ پہلی بات تو دیانتداری کی یہ ہے کہ: ''المہند علی المفند'' پر دونوں فریق دستخط کریں، جس پر مکہ ومدینہ کے علماء کی دستخط بھی موجود ہیں۔ یہ اگر نہ کریں ہم پھر بھی کہتے ہیں کہ چلو ہم جھکتے ہیں۔ شیخ القرآن والی تحریر پر دستخط کر کے جھگڑے کو ختم کرتے ہیں تو ہم مٹانا چاہتے ہیں یا نہیں؟ ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو نہ لڑاؤ۔ ان کو کام کرنے دو۔ کوئی دین پر عمل کرنے دو۔ دین سمجھنے دو۔ اب مسئلہ کیا ہے؟ اس سے پہلے ایک بات تھوڑی سی اور عرض کر دوں۔

مذہب بتانے اور بنانے میں فرق

ایک ہوتا ہے مذہب بتانا، ایک ہوتا ہے بنانا۔ اب میں قرآن ہاتھ میں لے کر کہتا ہوں کہ قرآن پاک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی بات کو مانو یہ ہے قرآن کا نام لے کر مذہب بتانا کیونکہ جب سے قرآن آیا ہے سب مسلمان یہی کہتے آئے ہیں کہ: "اطیعوا الرسول" کا مطلب یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی بات مانو۔ غلام احمد پرویز بھی قرآن ہاتھ میں لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ کہتا ہے قرآن کہتا ہے کہ نبی ﷺ کی بات نہ ماننا، نبی ﷺ کی حدیث نہ ماننا، یہ مذہب بتانا نہیں۔ مذہب بنانا ہے۔ اس نے ایک جھوٹا عقیدہ بنالیا اور قرآن کے ذمہ لگا دیا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک پڑھنے والوں نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ اللہ کی بات مانو اور نبی ﷺ کی بات کا انکار کرو۔ اسی طرح میں کہتا ہوں نبی اقدس ﷺ خدا کے آخری نبی ہیں۔ قرآن کا نام لے کر یہ ہے مسئلہ بتانا کیونکہ قرآن پڑھنے والے شروع سے آج تک یہی مسئلہ بتاتے آئے ہیں کہ قرآن پاک میں لکھا ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نہیں آئے گا۔ مرزا قادیانی یہ قرآن ہاتھ میں لے کر کہتا ہے کہ اس میں ۱۳ آیتیں موجود ہیں کہ نبی آسکتا ہے، نبی آسکتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں مذہب بنانا۔ اس نے عقیدہ خود غلط بنایا اور ذمہ قرآن پاک کے لگا دیا تو یہ بتانا اور بنانا سمجھ میں آرہا ہے؟ اب ان میں ان کو کیسے پکڑا جائے۔ آیت وہ بھی پڑھتا ہے۔ میں بھی پڑھتا ہوں تو پکڑنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ ہمارا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں نے جس طرح قرآن پاک کے الفاظ کی حفاظت کی ہے ایک زبر بھی بدلنے نہیں دی۔ ایک نقطہ بھی کم یا زیادہ نہیں ہونے دیا۔ اس طرح قرآن پاک کے معنوں کی بھی پوری حفاظت کی ہے۔ قرآن کی تفسیریں عرب والوں نے بھی لکھیں۔ عجم والوں نے بھی لکھیں؟ یہ حوالہ کسی آیت کے تحت دکھائیں کہ فلاں مفسر نے یہ لکھا ہے۔ فلاں سنی مفسر نے ایک فلاں آیت کے تحت لکھی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ نہیں نہ وہ قبروں پر پڑھا ہوا صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں پھر تو ہم سمجھیں گے کہ انہوں نے قرآن کا نام لے کر مسئلہ بتایا ہے۔ لیکن اگر یہ نہ دکھا سکیں تو پھر ہم کہیں گے جیسے مرزے نے قرآن کا نام لے کر جھوٹ بولا۔ منکرین حدیث نے قرآن کا نام لے کر جھوٹ بولا۔ اسی طرح یہ فرقہ قرآن پر جھوٹ بولنے والا ہے۔ قرآن کو ماننے والا نہیں؟ اب بات سمجھی ہو تو ایک طرف سے سمجھی جائے تو پھر سمجھ آتی ہے۔ البتہ یہ ہے کہ بعض لوگ جو ہیں وہ غور وفکر سے سمجھتے ہیں اور بعض کے سر پر پڑے تو پھر سمجھ آتی ہے۔ اہل سنت والجماعت تو یہیں عذاب وثواب قبر کو سمجھ لیتے ہیں۔ قرآن وحدیث پڑھ کر اور کچھ اسی وقت سمجھیں گے جب گرزیں پڑنی شروع ہو جائیں گی۔

ایک لطیفہ

آپ اکتا بھی نہ جائیں۔ ایک لطیفہ یاد آیا لوگ تو کسی پر اعتراض کرنے سے نہیں ڈرتے۔ ایک آدمی بیچارہ آم کے درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور موسم آموں کا شروع ہو رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے آم لگے ہوئے تھے تو سوچ رہا ہے۔ کبھی درخت کی طرف دیکھتا ہے کہ اتنا بڑا درخت ہے اور چھوٹے چھوٹے آم لگے ہوئے ہیں۔ ادھر (حلوہ پیٹھا) کدو کی انگلی جیسی بیل ہے اور پندرہ بیس کلو کا کدو لگا ہوا ہے۔ آخر کبھی ادھر دیکھے کبھی ادھر دیکھے۔ کہنے لگا اللہ! اگر خود اتنی عقل نہیں تھی تو کسی سے مشورہ ہی کر لیتے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اتنے بڑے درخت پر پیٹھے لگتے وہ بڑی چیز تھی اور یہ بیل انگلی جیسی باریک ہے۔ اس پر آم لگتے۔ کیونکہ یہ چھوٹی چیز ہے۔ وہ اب یہ سوچ رہا تھا۔ اب وحی تو بند ہو چکی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اللہ تعالیٰ نے اس کو سمجھانے کے لئے ایک کوا بھیجا کہ جاؤ اس کا دماغ درست کرآؤ۔ اس نے اوپر سے ایک ٹہنی کاٹی چھوٹی سی۔ ساتھ آم تھا وہ گرا اس کے سر پر۔ اب جناب سر چکرانے لگا۔ اب یوں گر رہا ہے اور گرتا گرتا ہاتھ جوڑتا ہے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ وہاں پیٹھا نہیں تھا۔ اگر یہ پیٹھا یہاں لگا ہوتا تو دوبارہ دنیا میں آنکھ کھولنا نصیب نہ ہوتا۔

تو اب دیکھئے! کچھ واقعی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ جب تک ان کے سر پر پڑے نہیں وہ مانتے نہیں۔ لیکن جو عقلمند ہوتے ہیں وہ کتاب وسنت سے ہی بات کو مان لیتے ہیں۔ اب دیکھئے! ہم جو سب بیٹھے ہیں ہم اس عقیدے پر پکے ہیں کہ موت یقینی آنی ہے۔ ٹھیک ہے بات؟ ''کل نفس ذائقة الموت'' اور اس کے بعد موت سے لے کر قیامت تک کا زندہ ہے۔ دکھ ہوگا یا سکھ ہوگا۔ عذاب ہوگا یا ثواب ہوگا۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ عذاب اور ثواب کس کو ہوگا؟ اس روح اور جسم دونوں کو نیکیاں کی ہیں تو دونوں نے، گناہ کئے ہیں تو دونوں نے مل کر کئے ہیں۔ اس لئے اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ ہر آدمی کو موت کے بعد یا عذاب میں رہنا ہے یا ثواب میں رہنا ہے۔ اس عذاب اور ثواب کا نام سب مسلمانوں نے رکھا ہوا ہے۔ عذاب قبر؟ عذاب وثواب قبر۔

ان کے پاس رحمت اللہ ہیں؟ اس پر روشنی

اب اس میں پہلا مسئلہ ہے کہ قبر کسے کہتے ہیں؟ یہ پہلا ہمارا بنیادی اختلاف ہے۔ ان لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ ہمارے پاس قرآن ہے اور ان کے پاس رحمت اللہ ہیں۔ رحمت اللہ سمجھ گئے آپ؟ یعنی بزرگوں کی باتیں۔ ابھی نہیں سمجھے تو سمجھا دیتا ہوں۔ کہتے ہیں ایک جگہ عصر کی نماز ہو رہی تھی۔ تو ایک آدمی آیا۔ اب پہلی رکعت میں سارے کھڑے تھے۔ وہ اگر شامل ہو جاتا تو چاروں رکعتیں جماعت کی مل جاتیں۔ لیکن وہ شامل نہیں ہوا۔ یہ جو جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے سوچا کہ اللہ کا بندہ یا مسجد میں ہی نہ آتا۔ اب آگے جماعت کا ثواب ضائع کر دیا۔ سلام پھیر کر آخر ایک، دو آدمیوں نے آپس میں بات کی۔ اس کے بعد اس سے پوچھ لیا ایک آدمی نے کہا۔ ارے بھائی! خدا کے بندے تم نے جماعت کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اس نے کہا کہ جماعت کے ساتھ نماز میں کیوں پڑھتا؟ میں تمہاری طرح قرآن کا مخالف اور منکر تھوڑا ہوں۔ وہ سب کہنے لگے کہ بھائی یہ عجیب بات ہے۔ آج تک سارے جماعت کراتے آرہے ہیں۔ یہ کون آگیا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی! قرآن میں تو آتا ہے: ''وارکعوا مع الراکعین'' کہ رکوع کرنے والوں کے ساتھ مل کر تم بھی رکوع کرو۔ تو اس نے شور مچا دیا۔ یہ رکوع کا لفظ ہے نماز کا نہیں؟ نماز کا لفظ دکھاؤ؟ میں رکوع کا لفظ نہیں دیکھتا۔ انہوں نے پوچھا! یہ بتاؤ کہ لفظ رکوع روزے میں ہوتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ زکوٰۃ میں ہوتا ہے؟ حج میں ہوتا ہے؟ کہنے لگا ہوتا تو صرف نماز میں ہی ہے۔ لیکن میں نے وہ آیت دیکھنی ہے جس میں نماز کا لفظ ہے۔ رکوع والی آیت میں نے نہیں دیکھنی۔ انہوں نے کہا کہ بھائی یہ عجیب آدمی ہے۔ آخر انہوں نے کہا: اچھا تو کوئی آیت دکھا دے جس میں ہو کہ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ اس نے کہا کہ میں تمہاری طرح ان پڑھ تو نہیں ہوں؟ نماز کا لفظ دکھاؤں گا۔

''ان الصلوٰة تنھٰی'' بے شک نماز تنہاء پڑھنی چاہئے (اکیلے) دیکھو نماز کا لفظ آیا ہے رکوع کا لفظ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں آیا۔ ”ان الصلوٰۃ تنھٰی“ بے شک نماز تنہاء پڑھنا۔ اس میں شک نہ کرنا؟ اب جب اس نے ترجمہ کیا تو بیچارے جو دو چار مقتدی بیٹھے تھے انہوں نے سوچا کہ بھائی یہ عجیب آدمی ہے۔ انہوں نے کہا: بھائی! اللہ کے بندے! ہم اب تک ساری عمر جماعت کراتے ہیں۔ یہ دیکھو مشکوٰۃ کی حدیث۔ اس نے کہا کہ خبردار! یہ ساری حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں۔ جب قرآن میں آیا ہے: ”ان الصلوٰۃ تنھٰی“ کہ تنہاء نماز پڑھنی ہے۔ ہم کوئی حدیث ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں جو قرآن کے خلاف ہو، انہوں نے سوچا بھائی یہ عجیب آدمی ہے۔ کسی نے اس سے کہا کہ تو قرآن پر جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ قرآن کی بات نہیں۔

ایک آدمی اٹھا اندر سے مولانا رفیع الدین صاحب کا ترجمہ اٹھالایا۔ ایک آدمی مولانا شبیر احمد عثمانی کا ترجمہ اٹھالایا۔ مولانا شیخ الہند اور مولانا تھانوی کا ترجمہ اٹھالایا۔ ایک آدمی شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا ترجمہ اٹھالایا۔ کہنے لگا کہ یہ دیکھو شاہ صاحب نے کیا ترجمہ لکھا ہے۔ اب اسے دیکھنا چاہئے تھا یا کہ نہیں؟ لیکن اسے پتہ تھا کہ ترجمہ دیکھا تو میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔ اب اس نے شور کیا مچایا کہ میں نے کلام اللہ پڑھا ہے۔ یہ رحمت اللہ لے آئے ہیں۔ میں نے کلام اللہ پڑھا ہے۔ ”ان الصلوٰۃ تنھٰی“ بے شک نماز تنہاء ہونی چاہئے اور یہ رحمت اللہ لے آئے۔ میں پوچھتا ہوں کیا؟ یہ کلام اللہ قرآن کے خلاف ہے جی نہیں۔ انہوں نے قرآن کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم رحمت اللہ کے مقابلے میں، رحمت اللہ یقیناً پیش کرتے ہیں۔ لیکن کلام اللہ کے مقابلے میں نہیں، عنایت اللہ کے مقابلے میں رحمت اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ عنایت اللہ ان کے ساتھ ہے اور ہمیں فخر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ رحمت اللہ ہے۔ ہم کہتے ہیں ”الحمد للہ“ ہم تو روز اللہ سے مانگتے ہیں۔

”اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم“ یہی رحمت اللہ ہیں جن پر خدا کا انعام ہے۔ ان کے ساتھ رہنا یہی صحیح راستہ صراط مستقیم ہے۔ اب دیکھئے! جیسے اس آدمی نے کہا کہ ترجمہ قرآن کا خود غلط کیا۔ اب کوئی حدیث پڑھے تو کہتا ہے کہ قرآن کے خلاف ہے کوئی ترجمہ دکھائے تو یہ رحمت اللہ ہے۔ میں رحمت اللہ کو نہیں مانتا۔ بالکل یہی طریقہ ہے۔ ان دوستوں (بیچاروں) کا تو انہوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ ہمارے پاس کلام اللہ ہے۔ ان کے پاس رحمت اللہ ہے۔

قبر کون سی ہے؟

اب دیکھئے! سب سے پہلا سوال یہ ہے قبر کون سی ہے؟ قرآن سے پتہ لینا چاہئے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”ولا تقم علیٰ قبرہ“ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک پیغمبر کو فرمایا کہ اے میرے محبوب! آپ اس منافق کی قبر پر کھڑے نہ ہوں۔ علماء حضرات بھی موجود ہیں۔ اس کا شان نزول یہی ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ ساتویں زمین کے نیچے سجین میں جا رہے تھے کھڑے ہونے کے لئے؟ (جی نہیں) زمین والی قبر پر، وہ تو کہتے ہیں یہ قبر نہیں ہے؟ تو میں انہیں اتنا کہتا ہوں کہ یا اللہ ان کو یہ قبر نصیب ہی نہ کرنا۔ (آمین)

جس کو یہ قبر مانتے نہیں ان کو یہ قبر نصیب نہ کرنا اب قرآن نے اس قبر کو قبر کہا ہے یا نہیں کہا؟ اللہ تعالیٰ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فرماتے ہیں میں نے انسان کو پیدا کیا ایک نطفہ سے بات سمجھتے جائیں؟ انسان جس نطفہ سے پیدا ہوا ہے وہ یہ جسم ہے یا جسم مثالی ہے۔ پھر جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا" ثم السبیل یسرہ" وہ جسم مثالی ہے یا یہی جسم ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ اسی جسم کے بارے میں فرماتے ہیں: "ثم اماتہ فاقبرہ" اس جسم کو اللہ تعالیٰ نے موت دی اور اس کو دفن کرنے کا حکم دیا۔ اب قرآن پاک کی آیت نے قبر کا معنی بالکل واضح طور پر سمجھا دیا کہ یہ جسم جس کو موت آئی ہے، جس کو آپ میت کہتے ہیں اسے جہاں دفن کیا جائے گا اس کا نام قبر ہے؟ تو یہ اپنا جسم سجین میں دفن کر کے آتے ہیں یا علیین میں؟ کہاں دفن کر کے آتے ہیں؟ اسی قبر میں اس کو تو یہ قبر مانتے ہی نہیں۔ قرآن پاک کی یہ آیت اتنی واضح اور نص قطعی ہے جس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ مسلمان تو مسلمان کافر تک یقین رکھتے ہیں کہ یہ قبر ہی ہے۔ "حتی زرتم المقابر" یہ کافر تھے نا؟ قبر گننے کہاں گئے تھے۔ سجین میں؟ کیا خیال ہے۔ نہیں! یہی انہیں قبروں کو گننے گئے تھے، ارے کافر! تو پھر بھی انسان ہیں میں کہتا ہوں اگر انہوں نے کبھی قرآن کھول کر دیکھا ہوتا تو انہیں یہ پتا ہوتا کہ کوا بھی جانتا ہے کہ قبر یہی ہے۔ کیونکہ قبر کھودنے کا طریقہ سکھایا کوے نے، میں تو قرآن کا حافظ نہیں تو کیا ہے۔ وہ آیت؟ "یبحث فی علیین" یا پھر "سجین" یا "یبحث فی الارض" زمین سے کھودتا تھا تو میں کہتا ہوں کہ وہ کوا جس کی چونچ نجاست سے بھری ہوئی ہے۔ اگر اتنا بھی ان کو خیال ہوتا، اتنی بھی سمجھ ہوتی۔ تو یہ کبھی اس قبر کے قبر ہونے کا انکار نہ کرتے۔ اگر انہوں نے حدیث کھول کر پڑھی ہوتی تو یہ جانتے کہ نبی اقدس ﷺ خچر پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے خچر نے بدکنا شروع کیا تو آپ ﷺ کیا معاذ اللہ سجین میں سفر کر رہے تھے؟ کیونکہ عذاب سجین میں ہوتا ہے تو خچر ساتویں زمین کے نیچے چل رہی تھی۔ سجین میں؟ ایسے ہے؟ جی نہیں۔

مماتیوں کو معجزے کا معنی نہیں آتا؟

کہتے ہیں پیغمبر کا معجزہ ہے؟ پیغمبر کا معجزہ کیا ہے اس میں خچر تک آواز پہنچ جانا یہ خرق عادت ہے۔ لیکن یہ کہ عذاب ہی اب ہوا۔ پہلے نہیں ہوتا تھا یہ تو معجزہ نہیں ہے ناں؟ کیا خیال ہے ایک ہی وقت میں کسی کے دل کی بات پر آگاہ کر دے اللہ کشف کے ذریعے تو یہ کرامت ہوگی؟ لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ اس کے دل میں کوئی اور بات کبھی پیدا ہوئی ہی نہیں۔ آج ایک ہی بات پیدا ہوئی ہے۔ یہ سب سے بڑی بے وقوفی ہے یا نہیں؟ بات تو یہ ہے جس طرح ان کو قبر کا معنی نہیں آتا، معجزے کا معنی بھی نہیں آتا۔ کریں کیا؟ اس لئے تو میں کہتا ہوں کہ کم از کم میرے پاس دوسری جماعت میں داخل ہو جائیں تا کہ کچھ پڑھ لکھ لیں۔ ان کو لفظوں کے معنی یاد ہو جائیں۔ قرآن پاک کی تقریباً بارہ آیات ہم پیش کرتے ہیں جس میں اس قبر کو قبر کہا گیا ہے۔ یہ بھی جب وعظ کرتے ہیں کہ قبروں پر میلہ نہ لگاؤ تو یہی کہتے ہیں کہ سجین میں میلہ نہ لگایا کرو۔ یہی کہتے ہیں نا؟ نہیں! جب کہتے ہیں کہ قبروں پر سجدہ کرو تو لوگ اس لئے ہی سجین میں سجدہ کرنے جاتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟ نہیں! یہ جو حدیث پاک پڑھتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبروں کو پختہ نہ بناؤ تو یہ کب فرمایا تھا؟ حضرت بیٹھے تھے پانچ سات آدمی آئے۔ انہوں نے کہا حضرت کوئی نئی بات سنی؟ کہا نہیں۔ پچیس تیس ٹرک چلے گئے۔ علیین میں ریت اور بجری کے اور بیس پچیس ٹرک سجین میں چلے گئے اور مستری بھی وہاں پہنچ گئے۔ گجرات اور سرگودھا اٹھارہ بلاک سے؟ وہاں قبریں پکی بن رہی ہیں سجین علیین میں؟ تو پھر حضرت نے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فرمایا تھا ناں کہ نہ بنانا؟ کیا خیال ہے آپ کا؟ وہاں لوگ انہی قبروں کو پکا بناتے ہیں۔ بہاول پور گھلواں میں میری تقریر ہو رہی تھی۔ احمد سعید کا گڑھ ہے وہاں۔ بائیس مولوی سامنے بیٹھے تھے شور مچاتے تھے، جب میں تقریر کرتا تھا۔ میں نے کہا بھائی! میں آپ کو پانچ منٹ دیتا ہوں شور مچانے کے لئے۔ آپ شور مچالیں۔ اس کے بعد میں یہ بھی اعلان کروں گا مجھے اس میں ڈر نہیں۔ سچی بات ہے اعلان کرنا کوئی ڈر نہیں کہ بھائی! شور کرنے میں یہ واقعی جیت گئے۔ اس کے بعد میں نے کہا: میں نے بارہ آیتیں پیش کی ہیں۔ آپ ایک آیت پیش کریں کہ یہ قبر...... قبر نہیں۔ ایک آیت جس میں یہ ہو کہ اس گڑھے کو قبر کہنا جائز نہیں۔ وہ پیش کریں۔ ہم ان کی ایک قبر پر دس دس ہزار روپیہ رکھ کر انہیں انعام دیں گے۔ اسٹیج پر کہتے ہیں ہمارے پاس ستر آیتیں ہیں اور اسٹیج پر کہتے ہیں یہ جو ہیں ناں حیات والے شیعوں کی حدیثیں پڑھتے ہیں۔ ان کے راوی شیعہ ہیں۔ آپ نے احمد سعید سے جو میرا مناظرہ ہوا اور بہت سے لوگوں نے کیسٹیں سنی ہوں گی، اس نے سارے مناظرے میں ایک حدیث پڑھی۔

ایک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پڑھا جو حدیث پڑھی وہ ان لفظوں میں دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں ہے ہی نہیں؟ تو جھوٹی حدیثیں بنانے والا یہ ہے یا ہم؟ اس کے ماننے والے حامی...... وہ الفاظ کسی حدیث کی کتاب میں دکھا دیں ان کی سند دکھا دیں۔ ہم دس ہزار روپیہ ایک ایک لفظ پر انعام دیں گے؟ کھڑے ہو کر چیلنج کرتے ہو کہ کوئی دو منٹ میرے سامنے کھڑا ہو جائے تو میں اپنے باپ کا نہیں ہوں۔ لیکن جب موقعہ آیا تو حدیث وہ پڑھ لی جو کسی حدیث کی کتاب میں نہیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پڑھا۔ یہ بھی یاد رکھیں؟ یہ نہ کوئی سمجھے کہ شاید ایسی حدیث پڑھی ہوگی جس کا معنی ہوگا کہ نبی قبروں میں زندہ نہیں۔ ایسی تو کوئی ہے ہی نہیں؟ وہ تو پہلی پڑھی تھی کہ کتاب وسنت اور دوسری میں چاروں چیزوں کا ذکر تھا کہ ابن مسعود کے قول میں اس نے جب پڑھا نسائی سے، میں نے کہا ہمارے بزرگوں نے اتنی بڑی بڑی کتابیں لکھیں۔ کتنی جلدوں میں لیکن وہ جو پہلی جلد میں لکھا انہیں یاد ہے آخری جلد تک ہم نے یہ لکھا ہے اس کے خلاف نہیں لکھتے۔ تو نے چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے۔ دم دھا اس میں لکھا ہے کہ ابو معاویہ شیعہ ہے اور اعمش تدلیس کا مریض ہے یہ جو تو نے نسائی کا قول پڑھا ہے۔ اس میں ابو معاویہ بھی ہے اور اعمش بھی ہے۔ اسٹیج پر تو کہتا تھا کہ شیعوں کی حدیثیں یہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن آج پتہ چلا کہ امام باڑے سے حضرت نکل کر آئے ہیں۔ شیعوں کی روایتیں جناب نے پلے باندھی ہوئی ہیں۔ جب میں نے یہ کہا اس کے بعد زبان کٹ جائے یا جل جائے، اگر اس نے پورے مناظرہ میں کسی حدیث کا نام لیا ہو تو اپنے گھر میں بیٹھ کر میز توڑ دینا مکے مار مار کے، شور کرنا، سر لگانا اور ہے اور مناظرہ کرنا اور ہے؟ سر لگانے سے اگر کوئی جیت سکتا ہے تو نور جہاں یقیناً اس سے زیادہ تھی۔

تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ عذاب وثواب قبر، حق ہے اور قبر کون سی ہے، یہی قبر ہے نا؟ مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ چالیس صحابہ سے عذاب قبر کی احادیث مروی ہیں اور یہ متواترات میں سے ہیں۔ مولانا محمد حسین نیلوی جو ہیں انہوں نے اس بات سے کچھ بڑھا دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ۸۰ صحابہ سے عذاب قبر کی احادیثیں مروی ہیں اور یہ حدیثیں متواتر ہیں جن کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اب یہ لکھنے کے بعد آگے "لیکن لگا یا اس نے وہ سننے والا ہے۔ لیکن یہ دیکھنا ہے کہ وہ عذاب ہوتا کہاں ہے؟"

ایک مثال: اب ایک آدمی کہتا ہے کہ مولوی صاحب میرے سر میں درد ہے۔ ذرا دم کر دیں تو مولوی صاحب کہیں کہ اچھا میں دیکھتا ہوں کہ ہے تیرے ٹخنے میں درد سر یا گھٹنے میں ہے؟ جس کا نام درد سر ہے وہ سر میں ہو گا یا گھٹنے میں ہوگا؟ شاید ان کا درد سر گھٹنے میں ہوتا ہو؟ اللہ کے بندے جس کا نام درد سر ہے وہ سر میں ہوتا ہے۔ جس کا نام عذاب قبر ہے وہ قبر میں ہوتا ہے۔ اب اس کو عذاب قبر بھی کہنا اور کہنا کہ اب دیکھیں ہو کہاں رہا ہے؟ پہلے آسمان پر یا دوسرے پر یا چوتھے پر۔ جو عذاب قبر ہے وہ قبر میں ہوگا اور قبر وہی ہے جسے قرآن قبر کہہ رہا ہو، قبر وہی ہے جسے اللہ کے نبی ﷺ نے قبر کہا۔ اب لوگوں کو کہتے ہیں کہ جی عذاب صرف جسم مثالی کو ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کوئی قرآن کی آیت نہیں ہے جس میں جسم مثالی کو عذاب قبر ہو۔ نہ کوئی نبی پاک ﷺ کی حدیث ہے۔ وقت تھوڑا ہے ورنہ میں تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے باتیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”مما خطیئتھم اغرقوا فادخلوا نارا“ علامہ خیالی فرماتے ہیں کہ یہ اہل سنت والجماعت کی طرف سے عذاب قبر کی بہت بڑی دلیل ہے کہ عذاب قبر کن جسموں کو ہو رہا ہے؟ جو پانی میں غرق ہوئے کیا جسم مثالی غرق ہوئے تھے؟ جو جسم غرق ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ عذاب دے رہے ہیں۔ ”فوقه الله سیات ما مکروا وحاق بال فرعون سوء العذاب. النار یعرضون علیھا غدواً وعشیاً ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آل فرعون کو عذاب ہو رہا ہے ان پر آگ پیش کی جاتی ہے۔ انہی کو آگ پر پیش کیا جا رہا ہے۔ قیامت کے بعد انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ جہنم میں داخلے سے پہلے جو عذاب ہے وہ قبر میں ہے وہ انہی کو ہو رہا ہے جو پانی میں غرق ہوئے تھے وہ فرعون کا جسم مثالی غرق ہوا تھا یا جسم اصلی؟ فرمایا: ”واذا علم من ایتنا شیاء اتخذھا ھزواً اولئك لھم عذاب مھین من وراءھم جھنم“ جہنم کے عذاب کے علاوہ ایک عذاب جو ذلیل کرنے والا جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔ وہی عذاب ہو رہا ہے قبر میں، کن کو ہو رہا ہے؟ وہ جسم جو قرآن کی آیتیں سن کر مذاق اڑایا کرتے تھے وہ جسم مثالی مذاق اڑاتا تھا یا یہ جسم؟ اچھا یہ نہ سمجھیں کہ کسی نے آیت لکھ دی ہے۔ قبر والی آیت ان کی قسمت میں نہیں۔ قرآن ان کی قسمت میں نہیں۔ قرآن نے اور حدیث نے ان کو اپنے در سے دھکے دے کر نکال دیا ہے۔ ان کے پاس چند ڈھکوسلے اور عقلی قیاسات ہیں وہ بھی معتزلہ سے چوری کئے۔ اس کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں۔ کچھ چوری کی باتیں ہیں تو اب دیکھئے اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ ”لا تزر وازرة وزر اخرىٰ“ یہ آیت قرآن کی ہے یا رحمۃ اللہ کا قول ہے؟ قرآن کی آیت ہے۔ اب نماز یہ جسم پڑھے اور جنت کے پھل جسم مثالی کھائے۔ کیا عقلمندی ہے؟ اور زنا اس جسم نے کیا اور آگ میں جسم مثالی جل رہا ہے۔ دوسرا ہے: ”وما کنا معذبین حتیٰ نبعث“ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جسم مثالی کی طرف کتنے رسول۔ اللہ نے بھیجے ہیں؟ عذاب تو انہیں ہوتا ہے، جنہیں رسول کی تعلیم پہنچی؟ پھر انہوں نے انکار کیا ہو جسم مثالی کی طرف نہ کوئی رسول آیا نہ ان کو کسی رسول کی تعلیم پہنچی۔ اب یہ کہنا کہ عذاب ان کو نہیں ہو رہا ہے۔ یہ قرآن پاک کی مخالفت ہے یا نہیں؟ تو قرآن ہمارے ساتھ ہے یا ان کے ساتھ ہے؟ اب جب عذاب وثواب قبر کے بارے میں آپ کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے تو عذاب بے جان پتھر کو ہوتا ہے یا عذاب وثواب کے لئے کچھ حرکت چاہئے؟ کچھ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شعور ہونا چاہئے یا نہیں؟ تو اس سے پتہ چلا کہ عام مردوں کو بھی اتنا شعور ہے جس سے عذاب وثواب کا احساس حاصل ہوتا ہے۔ دریا خان میں انہوں نے جو عقیدہ لکھا (ان کے عقیدے ہر شہر کے الگ الگ ہوتے ہیں۔ جنڈانوالے کا عقیدہ الگ ہے۔ ملتان کا الگ ہے۔ راولپنڈی کا الگ ہے۔ گجرات کا الگ ہے۔ دریا خان کا الگ ہے)

پہلا مسئلہ: وہاں ہم نے دو مسئلوں پر مناظرہ رکھا۔ پہلا تھا عذاب وثواب قبر دوسرا تھا مسئلہ حیات۔ انہوں نے لکھا کہ جو انسان مرجاتا ہے اس کا جسم گل سڑ جائے، ریزہ ریزہ ہوجائے۔ راکھ بن جائے۔ اس کے ذرات ملک بھر میں بکھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ذرے میں ایک قسم کی حیات پیدا فرماتے ہیں اور اس وجہ سے مردے کو عذاب یا ثواب ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے جو اس عقیدے کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔

دوسرا مسئلہ: دوسرا لکھا انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ اپنی قبروں میں محفوظ ہیں ان کی ارواح جنت میں ہیں لیکن جسموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ عقیدہ ہے باہر پولیس آئی بیٹھی تھی کہ مناظرہ ختم کرو میں نے سوچا کہ اب فائدہ تو اٹھانا چاہئے۔ میں نے کہا اب مناظرہ ہوگا یا نہیں؟ ایک سوال کا جواب ہمیں سمجھا دیں۔ اندرا گاندھی کے بارے میں آپ نے پڑھا کہ اس کی راکھ جلا کر پورے ملک میں پھیلائی گئی تھی۔ آپ کے عقیدے کے مطابق اندرا گاندھی کے جسم کا ایک ایک ذرہ زندہ ہے۔ جو نہ مانے وہ کافر ہے۔ اللہ کے نبی پاک ﷺ کا جسم محفوظ ہے۔ باوجود پورا جسم پاک محفوظ ہونے کے بھی ان میں روح اور کوئی حیات نہیں۔ آخر اندرا گاندھی سے آپ کو اتنا پیار کیوں ہے؟ اور اللہ کے نبی ﷺ سے اتنی دشمنی کیوں ہے؟ جب میں نے یہ سوال پوچھا تو جناب ان کے تو چہرے اتر کر سیاہ ہوگئے۔ وہاں تو ہوں گے یہ تو یہاں دنیا میں بھی ہوگئے۔ اب جناب جلدی سے۔ بس کرو جی! پولیس آگئی۔ بس کرو جی پولیس آگئی۔ اس کا جواب نہیں دیا تو ان بے چاروں کے عقائد اس قسم کے ہیں عجیب وغریب ہیں۔ کہیں کوئی عقیدہ لکھ دیتے ہیں اور کہیں کوئی عقیدہ لکھ دیتے ہیں۔

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات پر روشنی

اب انبیاء علیہم السلام کے بارے میں جو آیت پڑھی اس کا ترجمہ اور حدیث کا ترجمہ عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات'' نہ کہنا ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل ہو گئے ہیں کہ وہ مردہ ہیں۔ قتل یہ جسم تو نہیں ہوا نا؟ جسم مثالی ہوا تھا؟ (نہیں) جسم قتل ہوا وہی تھا جس کا وعدہ اس آیت میں تھا۔ ''کل نفس ذائقه الموت'' وہ پورا ہوگیا یا نہیں؟ وہ ساری آیتوں کا مصداق پورا ہوگیا۔ اب جو جسم قتل ہوا تھا تو شہید ہونے کے بعد لوگ اس جسم کو مردہ کہا کرتے تھے یا جسم مثالی کہا کرتے تھے؟ جس کو لوگ مردہ کہتے ہیں اس جسم کو مردہ کہنے سے روکا جارہا ہے۔ ''یقتل'' جملہ فعلیہ ہے مضارع کا صیغہ ہے اور یہ آپ جانتے ہیں کہ فعل کا تعلق ایک زمانے سے ہوتا ہے، اس لئے ایسا لفظ ''قد مات یقتل'' وغیرہ وہ الفاظ جن میں وقتی واقع کا ذکر ہو یہ لفظ استعمال کرنا جائز ہے۔ اب یہ قتل ہوگئے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کی موت کو آگے دوام ہے یا اس کے بعد حیات کو فرمایا ان کو مردہ نہ کہنا۔ ''اموات'' اس کی تقدیر ''هم اموات'' جملہ اسمیہ بنے گی کہ یہ نہ کہنا جو موت دنیا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں آئی ہے اس کو دوام ہے یا اللہ پھر کس کو دوام ہے؟ "بل احیاء" اے "ھم احیاء" موت کے بعد جو خدا نے حیات دی ہے دوام اس کو ہے۔ اب پھر سوچ لو موت کس کو دی تھی، جسم مثالی کو؟ موت کس کو دی تھی روح کو؟ لوگ روح کو میت نہیں کہتے جس جسم کو موت دی گئی ہے اس کو حیات ملتی ہے۔ جسم مثالی کو نہ موت آئی نہ اسے دوبارہ حیات کی ضرورت ہے۔ روح کو نہ موت آئی نہ اسے دوبارہ حیات کی ضرورت تو اب حیات کس کو ہوئی اسی جسم کو۔

ایک اعتراض: اب ایک اعتراض، ذہن میں بات پیدا ہوئی ہے کہ یا اللہ تیری بات پر ہمارا پکا ایمان ہے۔ لیکن کل تک حضرت امیر حمزہ جب میدان احد میں تشریف نہیں لائے تھے شہید نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت جوان کی حیات تھی وہ سب کو پتہ چلتا تھا کہ زندہ ہیں وہ بولتے تھے۔ چلتے پھرتے تھے۔ اب یا اللہ! تیرے کہنے سے مان تو لیتے ہیں لیکن اب کوئی حرکت نظر آتی (نہیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ولکن لا تشعرون" حیات کا انکار نہ کرو۔ ہاں! یہ ہے کہ وہ حیات اب تمہارے شعور میں آنے والی نہیں۔ کیونکہ یہ جو حیات ہے شعور میں آ رہی ہے۔ اس حیات کا ایمان وکفر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میں تقریر کر رہا ہوں مجھے ہندو دیکھ کر زندہ کہے گا یا مردہ؟ عیسائی دیکھے، سکھ دیکھے زندہ کہے گا؟ کیوں اس حیات کا تعلق شعور کے ساتھ ہے اس کو اگرچہ اللہ نے ایمان نہیں دیا تو شعور تو دیا ہے ناں؟ اس لئے جو حیات شعور میں آتی ہے اس کے ماننے کا تعلق ایمان اور کفر سے نہیں اور اگر کوئی کہہ دے مجھے کہ تو مردہ ہے تو میں اسے یہ نہیں کہوں گا کہ تو کافر ہے۔ میں کیا کہوں گا کہ تو اندھا ہے۔ یہی کہوں گا نا؟ کیونکہ میں اس کے شعور پر اعتراض کروں گا۔ کیونکہ یہ حیات شعور میں آنے والی ہے۔ اب وہ جو حیات ہے حیات اسی جسم پاک میں ہے۔ لیکن اب وہ ہمارے شعور میں آنے والی نہیں۔ اب اس پر بھی دھوکہ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں جی! وہ پھر حیات کیوں دی ہے؟ ایسی ناقص جو شعور میں آنے والی نہیں ہم کہتے ہیں کہ ہم نے کب کہا کہ یہ ناقص ہے؟ یاد رکھو وہ حیات ناقص نہیں۔ ہمارا شعور ناقص ہے ہمارا شعور فانی ہے۔ یہ اس فانی حیات کو پاسکتا ہے اور اس باقی حیات کو نہیں پاسکتا۔ دیکھئے! آپ کے شہر میں سیب ملتا ہے یہ آپ کے شعور میں آتا ہے آپ اس کی خوشبو سونگھتے ہیں، ذائقہ چکھتے ہیں، آنکھوں سے دیکھتے ہیں، ہاتھ میں پکڑتے ہیں اب جنتی سیب بھی موجود ہے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

لیکن جنت کا سیب آپ کے شعور میں آرہا ہے؟ تو قصور جنت کے سیب کا ہے یا آپ کے شعور کا؟ کیوں کہ یہ شعور فانی ہے وہ ہمیں اس وقت شعور میں آئے گا جب وہ اللہ ہمیں ہمیشہ کی آنکھ دے گا تو قصور حیات میں نہیں قصور ہمارے شعور میں ہے۔ یہ ناقص شعور اس ناقص حیات کو ادراک کرسکتا ہے پاسکتا ہے؟ لیکن وہ حیات اتنی کامل ہے کہ اس شعور کی حد سے آگے ہے۔ اب ایک بات آپ سے پوچھوں؟ یہ جواب اس وقت ہمیں حیات ہے فانی ہے یا نہیں؟ فانی ہے۔ آپ نے مرنا ہے اور میں نے بھی مرنا ہے۔ اگر میں تقریر میں آپ کو دو منٹ بعد کہوں او مردو، مردو! آپ کو غصہ تو نہیں آئے گا؟ کیا مرنا نہیں۔ آپ نے؟ دیکھو! یہ حیات جو یقیناً فانی ہے اس میں مردو، مردو کہنا انسان کی توہین ہے یا نہیں؟ (ہے) جن کو خدا نے ہمیشہ کی حیات عطاء فرمائی ان کو رات دن مردہ، مردہ کہنا ان کی توہین ہے یا نہیں؟ (توہین ہے) میں کہتا ہوں کہ مردو! ان زندوں کی توہین نہ کرو اور توہین کا وہ گناہ ہے جو کبھی معاف نہیں ہوسکتا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک لطیفہ (المعراف پرندوں کا مناظرہ)

آپ اکتا نہ جائیں۔ ایک لطیفہ یاد آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ تھا اور آپ نے علماء سے سنا ہوگا پڑھا بھی ہوگا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کی بولی سمجھ لیتے تھے۔ آپ نے ایک پرندے کو بھیجا کہ فلاں پرندے کو بلا کر لاؤ۔ مجھے اس سے ایک کام ہے۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ جو پرندہ اسے بلانے گیا تھا اسے ساتھ لے کر آتا وہ اکیلا ہی واپس آ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا وہ پرندہ ملا نہیں۔ کہنے لگا ملا تو تھا۔ کیوں نہیں آیا میرے حکم کی مخالفت اس نے کی؟ کہا کہ حضرت پرندوں میں مناظرہ ہو رہا تھا اور جس پرندے کو میں بلانے گیا تھا وہ ثالث تھا۔ مناظرہ کے درمیان میں نے اسے آپ کا پیغام دیا تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب کوئی تمہیں ثالث بنائے تو تو نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے۔ چونکہ یہاں ثالث بنا بیٹھا ہوں اب میں اللہ کا یہ حکم پورا کر کے فوری طور پر سلیمان علیہ السلام کا حکم سننے کے لئے حاضر ہوں گا۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ وہ بے چارہ گرتا پڑتا بڑے ادب سے آ رہا ہے، ڈرتا ہوا سلیمان علیہ السلام نے ڈانٹا کہ دیر کیوں لگائی۔ اس نے کہا کہ وہاں جی ایک مناظرہ ہو رہا تھا پرندوں میں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وہاں مناظرہ کیسا؟ عجیب بات ہے۔ (موسم مناظروں کا آ گیا ہے پرندے بھی مناظرہ کرتے ہیں) وہاں کون سے مسئلہ میں جھگڑا ہو گیا تھا؟ مناظرہ پرندوں کا تھا مسئلہ بڑا عجیب ہے کہنے لگے کہ منہ افضل ہے یا پاخانے کی جگہ افضل ہے؟ اس بات پر مناظرہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حیران ہوئے کہ مناظرہ کا موضوع بھی بڑا عجیب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو منہ کو افضل کہتے تھے اس کے پاس کوئی دلیل ہوں گے اور دوسری جگہ کو افضل کہنا اس کے پاس بھی کوئی دلیل ہوگی۔ اے حضرت! دلیلیں بڑی زبردست تھی دونوں طرف۔ فرمایا: کچھ خلاصہ سناؤ تو سہی۔ جی خلاصہ یہ ہے کہ پہلا پرندہ کھڑا ہوا اس نے کہا کہ منہ افضل ہے۔ اس کو خدا نے اونچا رکھا ہے اور اس کو نیچا رکھا ہے۔ اس لئے وہ منہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دوسرا مناظرہ کھڑا ہوا اس نے کہا یہ تکبر کرتا ہے وہ تواضع کرتی ہے خدا کو تکبر پسند نہیں تواضع پسند ہے۔ اس نے کہا کہ بات سن! یہ جو جگہ ہے یہ تو خود شرم سے اپنا منہ چھپائے رکھتی ہے اور منہ ننگا رہتا ہے تو کیسا مقابلہ کر رہا ہے دونوں کا۔ اس نے کہا: اس کا منہ چھپانا شرم وحیاء ہے۔ یہ بے حیاء ہے اللہ کو حیاء پسند ہے۔ بے حیائی پسند نہیں۔ پھر وہ مناظر کھڑا ہوا اس نے کہا: دیکھو یہ منہ کلمہ پڑھتا ہے، قرآن پڑتا ہے۔ نبی ﷺ پر درود پڑھتا ہے اور کتنی نیکیاں اس منہ سے نکل رہی ہیں۔ لیکن اس جگہ سوائے گندگی کے کبھی کوئی چیز کسی نے نکلتی دیکھی ہے؟ (نہیں) اب وہ دوسرا مناظر کھڑا ہوا اس نے کہا: ''الانصاف خیر الاوصاف'' انصاف سے بات بہترین وصف ہے۔ یہ منہ ٹھیک ہے۔ اس سے نیکیاں نکلتی ہیں اور وہاں سے گندگی نکلتی ہے اور لیکن آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ یہ منہ جو گندگیاں بکتا ہے وہ اس گندگی سے بھی زیادہ بڑی ہوتی ہے۔ وہ گندگی ایک لوٹا پانی سے صاف ہو جاتی ہے۔ مگر یہ جب نبی ﷺ کی توہین کرتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف بکواس کرتا ہے۔ اہل بیت کے خلاف بکتا ہے۔ یہ وہ گندگیاں ہیں ساری دنیا کے سمندر بھی اس گندے منہ کو پاک نہیں کر سکتے۔ دوزخ کی آگ اس منہ کو پاک نہیں کر سکتی۔

پرندے نے جو فیصلہ دیا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا دلائل تو دونوں طرف سے واقعی وزنی ہیں۔ اچھا بھائی تو نے فیصلہ کیا دیا؟ فیصلہ عجیب ہے یعنی اصل مقصد کیا ہے۔ مناظرہ سنانے کا۔ اس نے کہا جی میں نے یہ فیصلہ دیا کہ سنیوں کا منہ افضل ہوتا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے اور گستاخوں کی دبر افضل ہوتی ہے۔ سنیوں کا منہ افضل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے صحابہ کی تعریفیں نکلتی ہیں۔ اہل بیت کی تعریفیں نکلتی ہیں۔ کلمہ، کلام، درود نکلتا ہے۔ لیکن کسی کی گستاخی نہیں نکلتی۔ کوئی گندگی اس منہ سے نہیں نکلتی۔ اس لئے سنیوں کا منہ افضل ہے اور مماتیوں کی دبر افضل ہے۔ کیونکہ وہ جو توہین کرتے ہیں خدا کے نبیوں کی یہ وہ گندگی ہے کہ وہ گندگی اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ وہ ایک لوٹا سے دھل سکتی ہے اور ان کی گستاخیوں کو سمندر بھی پاک نہیں کر سکتا تو جب اس فانی زندگی میں مردہ مردہ کہنا یہ گستاخی ہے تو جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کی حیات عطاء فرمائی۔ کیوں بھائی! ان کو مردہ مردہ کہنا یہ گستاخی ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے پھر یہ فیصلہ پسند ہے آپ کو کہ گستاخ کی دبر افضل اور سنی کا منہ افضل ہوتا ہے۔ کیسا اچھا فیصلہ اس پرندے نے دیا ہے۔

بہر حال قرآن پاک کی یہ آیت سمجھا رہی ہے۔ حیات ہے اسی قسم کی لیکن ہمارے شعور میں آنے والی نہیں۔ آپ کے اس علاقے میں کچھ "کراماً کاتبین" ہوتے ہیں لوگوں کے ساتھ تو آپ نے کبھی ان سے کوئی باتیں سنی ہیں؟ آپ کے شعور میں ان کی زندگی آ رہی ہے؟ آپ کیسے مانتے ہیں کہ وہ ہیں اور زندہ ہیں؟ صرف خدا کے فرمان سے مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم سے اب اگر "کراماً کاتبین" کی حیات ہمارے شعور میں نہیں آتی تو ہم ان کی حیات کا انکار نہیں کرتے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا شعور ناقص ہے۔ ایک آدمی کہنے لگا جی! اگر ہمارے شعور میں نہیں آتی تو انہیں پتہ ہے کہ ہم زندہ ہیں۔ کیسی بات ہے۔ میں نے کہا: میں پوچھتا ہوں کہ "کراما کاتبین" کی حیات تیرے شعور میں نہیں آتی۔ کیا کراما کاتبین کو اتنا پتہ ہے کہ ہم زندہ ہیں یا نہیں؟ کہنے لگا جتنا ہمیں پتہ ہے اس سے زیادہ انہیں پتہ ہے۔ میں نے کہا: انبیاء علیہم السلام کو بھی اپنی حیات کا کامل ترین شعور ہے۔

مماتی جو مغالطہ دیتے ہیں؟

اب مغالطہ کیا دیتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کئی اختلافات ہوئے اگر نبی پاک ﷺ قبر میں زندہ تھے تو صحابہ جا کے وہاں سے فیصلہ کر لیتے۔ یہ سوال کر کے پوچھ لیتے کہ حضرت کیا کریں۔ یہ کہتے ہیں یا نہیں کہتے؟ اور عوام کو ایسی بات سے مغالطہ دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں صحابہ رضی اللہ عنہم کیوں پوچھتے۔ بھائی! جا کے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قرآن پر ایمان تھا یا نہیں تھا؟ انہوں نے قرآن میں پڑھا تھا۔ "ولکن لا تشعرون" جس طرح ہماری باتیں "کراماً کاتبین" سنتے ہیں۔ لیکن "کراماً کاتبین" کی باتیں ہم نہیں سنتے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ "کراماً کاتبین" زندہ ہیں۔ ہمیں دیکھتے ہیں ہمیں سنتے ہیں۔ پھر بھی آپ کی اتنی عمر ہو گی کبھی آپ کی کوئی چیز گم ہوئی ہو؟ تو آپ نے کہا ہو جی "کراماً کاتبین" صاحب بتا دو؟ وہ چیز کہاں ہے کبھی پوچھا "کراماً کاتبین" سے کہ آپ بھی میرے ساتھ تھے۔ میں نے وہ چیز کہاں رکھی ہے؟ کیوں نہیں پوچھتے آپ؟ اس لئے کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ مرے ہوئے ہیں۔ اس لئے نہیں پوچھتے؟ آپ کا عقیدہ ہے وہ بول نہیں سکتے۔ اس لئے نہیں پوچھتے؟ آپ کا عقیدہ ہے کہ وہ میری بات سن نہیں سکتے۔ اس لئے نہیں پوچھتے؟ اس لئے نہیں پوچھتے کہ وہ ہماری سنتے ہیں۔ لیکن ہم ان کی نہیں سن سکتے۔ کیونکہ ان کی حیات ہمارے شعور میں آنے والی نہیں۔ اب صحابہ کا ایمان تھا قرآن پر۔ انہیں پتہ تھا کہ اب نبی پاک ﷺ ایسی حیات کامل کے ساتھ ہیں کہ ان کی بات ہمیں سنائی نہیں دے گی۔ اگر پھر سنائی دے تو اللہ کے نبی ﷺ کی وہ حیات بھی فانی ہو گی۔ کیونکہ فانی شعور میں اس کی بات آ گئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی پاک ﷺ سے اس لئے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں پوچھتے تھے کہ وہ جانتے تھے کہ قرآن پاک میں آ گیا ہے۔ ''ولکن لا تشعرون'' اس لئے نہیں پوچھتے؟ لیکن ہم ''کراماً کاتبین'' کو یہ نہیں کہتے کہ وہ مردہ ہیں؟ نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ سنتے نہیں۔ نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دیکھتے نہیں؟ صرف اس لئے نہیں پوچھتے کہ ان کی بات ہمیں سنائی نہیں دیتی۔ پوچھنے کا فائدہ کچھ نہیں۔ اب اسی لئے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ پوچھا نہیں کرتے تھے۔ یہ بھی نہ سمجھنا کہ قران کی آیت لکھ کر بھیجی ہے وہ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔

نہ کوئی حدیث ان کے پاس ہے نہ قرآن کی آیت: ایک قرآن کی آیت لکھ کر بھیجیں جس کو مولانا نے فرمایا تھا جس کا ترجمہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات نہیں ہیں۔ ایک حدیث ایسی لکھ کر بھیجیں؟ لیکن ان حضرات کے پاس ایسی چیز نہیں ہے۔ اب دیکھئے کہ پھر کیا کہتے ہیں کہ اس میں تو شہیدوں کی زندگی کا ذکر ہے۔ نبی کی زندگی کا ذکر نہیں۔ کہتے ہیں یا نہیں کہتے؟ نبی کا لفظ دکھاؤ۔ نبی کا لفظ دکھاؤ؟ انہیں بات نہ کرنے کا طریقہ نہ سمجھنے کا طریقہ۔ ایک آدمی آیا میرے پاس کہنے لگا جی نہیں نبی کا لفظ؟ میں نے کہا کہ تیرا بیٹا پڑھ کر آیا ہے؟ کہا: جی ہاں! میں نے کہا قرآن کا ترجمہ پڑھ کر آیا ہے۔

قرآن سے دلیل

میں نے کہا قرآن میں آیا ہے: ''فلا تقل لهما اف'' اپنے ماں باپ کو ''اف'' نہ کہو۔ یہ ہے قرآن پاک میں؟ جی ہاں! اب تیرا بیٹا تجھے جوتے مارنا شروع کر دے اور تو کہے کیا کر رہا ہے؟ وہ کہے قرآن میں ہے: ''اف'' تک نہ کہنا۔ میں نے اف تو نہیں کہا جوتے مار رہا ہوں تو قرآن سے لفظ دکھا کہ جوتے باپ کو نہ مارو۔ اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اف نہ کہنا اف کہنے سے تھوڑی سی تکلیف والدین کو ہوتی ہے۔ اسی آیت سے پتہ چلا کہ جب تھوڑا سا دکھ ماں باپ کو دینا جائز نہیں تو بڑا دکھ اس سے زیادہ حرام ہے۔ یہ بات سمجھ آ رہی ہے یا نہیں؟ شہیدوں کو جو حیات اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی کس لئے کہ وہ نبی ﷺ کے فرمانبردار تھے۔ اس لئے جتنی حیات سارے شہیدوں کو ملی ہے ان سب سے اعلیٰ ارفع حیات اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو عطاء فرمائی۔ یہ کہنا کہ یہاں یہ لفظ نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے جیسے یہ کہنا ''اف'' کا لفظ تو ہے اور یہ تو نہیں کہ باپ کے منہ پر تھوکنا بھی نہیں؟ تو کیا باپ کے منہ پر تھوکنا جائز ہے؟ نہیں! اگر یہ کہیں کہ نہیں جائز تو کہنا کہ تھوک کا لفظ دکھاؤ۔ ہم اس کو ''دلالة النص'' کہتے ہیں۔

<u>ایک مثال</u>: ایک اور مثال اس کی پیش کرتا ہوں کہ جن آئے حضرت ﷺ کے پاس اور عرض کیا کہ گوبر اور ہڈی وغیرہ میں ہماری کچھ خوراک ہے۔ اپنے امتیوں کو فرما دیں کہ اس سے استنجاء نہ کیا کریں۔ حضرت ﷺ نے فرما دیا۔ فقہاء نے اسی حدیث سے یہ مسئلہ نکالا کہ جن ہڈی سے کیا کھاتے ہیں یہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ اس کا بھی احترام ہے تو جانوروں کے چارے سے بھی استنجاء کرنا جائز نہیں ہے اور جب جانوروں کے چارے سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے تو انسان کی خوراک سے استنجاء کرنا جائز ہے؟ نہیں! اب کوئی احمد سعید چتروڑی اٹھے کہ مجھے پراٹھے کا لفظ دکھاؤ کہ پراٹھے سے استنجاء جائز نہیں۔ ورنہ میں کرتا ہوں ابھی استنجاء تو کیا آپ اس کو عقلمند سمجھیں گے؟ نہیں! ہم کہیں گے جب جانوروں کے چارے سے جائز نہیں تو یہ تو ''اشرف المخلوقات'' کی غذا ہے۔ اس سے بالاولیٰ جائز نہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جب شہداء کو خدا نے حیات عطاء فرمائی جن کا درجہ بہت کم ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات تو ان سے بہت اعلیٰ وارفع ہے اب عوام کے سامنے پڑھنے بیٹھ جائیں گے۔ ''انك ميت وانهم ميتون'' یہ ان کا رات دن کا درود شریف ہے۔ اسی کا ورد کرتے ہیں۔ دن رات رٹ لگائی ہوئی ہے۔ جی قرآن کی آیت ہے۔ قران کی آیت ہے؟ بھائی! اس

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آیت سے جو ثابت ہوتا ہے وہ ہم مانتے ہیں لیکن جو جھگڑا ہے اس کا اس آیت میں ذکر نہیں۔ اس کو بالکل عام فہم مثال سے سمجھو؟ ہم زندہ بیٹھے ہیں یا مردہ؟ سارے زندہ ہو اس زندگی سے جو پہلے ہماری حالت تھی قرآن نے اس کو موت کہا ہے۔ ''کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا'' یہ بات درست ہے؟ ہاں جی! اب وہ جو ''کنتم امواتا'' والی بات تھی وہ گزر چکی، ختم ہو چکی ہے یا اب بھی وہی ہے؟ اب تو اس کے بعد خدا نے حیات عطاء فرمادی۔ ٹھیک ہے۔

جس طرح اس موت کے بعد یہ حیات ملی ہے اسی طرح آنے والی موت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات فرمادی ہے۔ اب میں آپ کو کہوں آپ مردہ ہیں؟ آپ کیا کہیں گے؟ زندہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں۔ تم مردہ ہو۔ ''کنتم امواتاً کنتم امواتاً کنتم امواتاً'' تم سارے مردہ ہو، تم سارے مردہ ہو، تم سارے مردہ ہو۔ میں آج قرآن پڑھ رہا ہوں تو آپ سمجھ لیں کہ میں موقع محل پر پڑھ رہا ہوں۔ آپ یہ کہیں گے، مولوی صاحب! اس آیت پر ہمارا ایمان ہے لیکن یہ اس حالت کے متعلق نہیں۔ اس سے پہلے حالت سے متعلق ہے۔ اب جب خدا نے ہمیں حیات عطاء فرمادی تو ''احیاء کم'' آگے پڑھو۔ وہ واقعہ ختم ہو چکا ہے تو جس طرح میں اب آپ پر پڑھتا رہوں اور یہ شور مچاتا رہوں کہ قرآن سے مردہ ثابت کر دیا۔ قران سے تم کو مردہ ثابت کر دیا؟ تو یہ قرآن پر جھوٹ ہے۔

ایک دلچسپ لطیفہ

اچھا اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ جمعرات کو کچھ نمازی کم جمعہ کو زیادہ نمازی آجاتے ہیں نا؟ جی ہاں! تو غسل خانے اتنے ہی ہوتے ہیں جتنے جمعرات کو یا آٹھ دس زیادہ بن جاتے ہیں۔ اتنے ہی ہوتے ہیں تو نمازی زیادہ آجائیں تو بعض کو باہر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ وہ بے چارے ایک بڑا آدمی بوڑھے میاں استنجاء خانے میں تھا اندر بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ ننگے ہی کچھ نہ کچھ پڑھتے رہتے ہیں۔ باہر بے چارے طالب علم کھڑے تھے اور اندر سے آواز آرہی تھی۔ ''اللھم ارحنی رائحۃ ولا ترحنی رائحۃ النار'' کہ یا اللہ! جنت کی خوشبو سنگھانا، دوزخ کی بدبو سے بچانا۔ یہ بے چارے طالب علم سمجھنے لگے کہ شاید باباجی اندر وضو کرنے لگ گئے ہیں۔ کیونکہ یہ دعا تو ناک میں پانی ڈالتے وقت پڑھی جاتی ہے وضو میں۔ وہ باباجی باہر نکلے تو انہوں نے پوچھا باباجی وضو کر لیا۔ کہا نہیں۔ میں نے تو استنجاء کیا ہے۔ کہا: کون سا چھوٹا یا بڑا؟ کہا بڑا۔ انہوں نے کہا دعا کون سی پڑھی ہے۔ اس نے پھر سنادی۔ ''اللھم...... الخ!''

انہوں نے کہا باباجی! یہ تو ہمیں یقین ہے کہ آپ کو دعا یاد ہے لیکن افسوس ہے کہ دعا کا مقام بھول گیا ہے۔ یہ جس سوراخ پر پڑھی جاتی ہے وہاں نہیں پڑھتے۔ آپ نے دوسری جگہ پڑھی ہے۔ جیسے باباجی کو دعا کا سوراخ بھول گیا تھا۔

احمد سعید کو آیت کا موقع محل بھول گیا

احمد سعید کو اس آیت کا موقع محل بھول گیا۔ وہ یہاں والی دعا وہاں پڑھتا تھا جا کے۔ یہ بھی ''انک میّت وانھم میتون... کل نفس ذائقۃ الموت'' یہ آگے حیات کے خلاف پڑھ رہا ہے۔ حالانکہ یہ پہلی موت سے متعلق ہے۔ جب موت آگئی ان آیتوں کا مضمون پورا ہوا یا نہیں؟ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے حیات عطاء فرمادی تو اس آیت کا انکار ہم نے نہیں کیا۔ اس کو اپنے موقع پر مانا۔ حیات کو اپنے موقع پر مانا جیسے ''کنتم امواتاً'' کو اپنے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

موقع پر مانا اور "واحیا کم" کو اپنے موقع پر ہم نے دونوں آیتوں کو مانا یا نہیں مانا؟ بالکل اب کوئی حیات کا انکار کر کے "اموات" کی گردان کرتا رہے تو اسے ہم یہی کہیں گے کہ آیت یاد ہوگئی ہے۔ موقع محل اور سوراخ بھی یاد رکھیں اور کسی سے پوچھ لیا کرو، جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت نبی علیہ السلام زندہ تھے؟ جی جی پیچھے صفت مشبہ کا صیغہ ہے جو قوت میں فعل کے برابر ہوتا ہے۔ اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تو حضرت زندہ تھے اس وقت۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت آپ ﷺ پر موت طاری نہیں ہوئی تھی بعد میں ہوگی۔ یہ آپ کی بات سے ایک بات اور ذہن میں آ گئی۔ یہ جھوٹ بولتے اور لکھتے ہیں۔ جنڈاوالے میں لکھا کہ نبی ﷺ کی موت واقع ہو چکی۔ یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے۔ وقوع موت کا ذکر کہیں بھی قرآن وحدیث میں نہیں ہے۔ وقوع موت کا تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے میرے نبی پاک ﷺ فوت ہو چکے ہیں تو کوئی ایسی آیت ہے قرآن میں یا اللہ کے نبی ﷺ فرماتے: میں فوت ہو کر قبر میں دفن ہو چکا ہوں۔ کہیں ایسی حدیث ہے۔ وقوع موت کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے۔ جیسے ہماری بھی موت کا وعدہ ہے۔ "کل نفس ذائقة الموت" لیکن ہماری موت واقع ہو چکی اس کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں۔ جن کے ہاتھوں میں مریں گے وہ بتائیں گے کہ اب یہ فوت ہو چکے ہیں۔ اسی طرح حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا تو خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ میں آیا کہ آپ فوت ہوئے تو یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے ثابت ہے۔ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع سے موت ثابت ہے تو ہم اس کے مقابلے میں حیات کے لیے صرف امت کا اجماع ہی پیش کر دیں گے تو پھر اس کے مقابلے کی دلیل منکر حیات پیش کرے۔

امت کا اجماع

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ قول البدیع میں فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع اس بات پر ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ اب قرآن ہمارے پاس ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کی احادیث ہمارے پاس ہیں۔ "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" یہ ہے وہ حدیث ہے کہ محدثین نے لکھا ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ اب کوئی آدمی یہ کہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں تو ایک اصول آپ سے پوچھتا ہوں۔ بھائی! سونے کے کھرے کھوٹے ہونے کی سنار کی بات مانی جاتی ہے یا کمہار کی؟ سنار کی۔ سنار سارے کہیں کہ سونا کھرا ہے اور کمار شور مچائیں کہ سونا کھوٹا ہے آپ کس کی بات مانیں گے، سنار کی؟ ڈاکٹری کے بارے میں ڈاکٹر کی بات مانی جائے گی یا درزیوں کی، جی ڈاکٹر کی۔ ڈاکٹر کہے کہ یہ دوا اس بیماری کی ہے اور درزی کہے کہ نہیں اس بیماری کی ہے۔ تو محدثین کے بارے میں محدث کی بات مانی جائے گی یا احمد سعید چتروڑ گڑھی کی؟ محدثین کی۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث متواتر ہے۔ مولانا خلیل احمد صاحب فرماتے ہیں حدیث صحیح ہے۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے محدثین اس کو صحیح مانتے ہیں اور احمد سعید کہتا ہے صحیح نہیں تو یہاں محدثین کی مانی جائے گی احمد سعید کی نہیں تو حدیث متواتر ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین (چکوال)

موضوع:

مسئلہ حیات النبی ﷺ

مقام: جامعہ رحیمیہ دنیا پور ضلع لودھراں ۱۹۸۴ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

اللھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد وعلی اٰل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم

الحمد للہ... الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ... ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ... ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا ونبینا وشفیعنا محمداً عبدہ ورسولہ... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وبارک وسلم

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم... بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود... ذلک مثلھم فی التورٰۃ... ومثلھم فی الانجیل.. کزرع اخرج شطاہ فاٰزرہ فاستغلظ فاستویٰ علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار... وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحت منھم مغفرۃ واجراً عظیما

تمہید: حاضرین، بزرگان دین، برادران اہل سنت والجماعت! اشتہار کے پروگرام کے مطابق آج دنیا پور میں اس تبلیغی دورے کا آخری جلسہ ہے۔ جناب مولانا محمد امین شاہ صاحب نے خدام اہل سنت کا دورہ تجویز کیا تھا۔ جمعہ اور ہفتہ مخدوم پور میں سنی کانفرنس تھی۔ اس کے بعد پھر کبیر والا پھر خانیوال پھر کل جہانیاں، آج آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں۔ مولانا رحیم بخش صاحب نے گویا مدعو کیا ہے۔ آپ کے جو امام صاحب ہیں، انہوں نے بھی بڑا اصرار کیا تو عرصے کے بعد میں یہاں حاضر ہوا ہوں۔ دن کو مدرسہ بھی دیکھا جس کی باہر جامعہ رحیمیہ کے نام سے جو بنیادیں شروع ہوئیں۔ اللہ اس مدرسہ کو بھی اپنے مقاصد میں کامیابی عطاء فرمائے اور اس مسجد کو بھی مذہب اہل سنت والجماعت کا مرکز بنائے۔ آمین!

دینی مدارس کا کیا فائدہ ہے؟

یہ جو مدرسے ہیں ان کا کیا فائدہ ہے؟ یہاں سے دین کا علم حاصل ہوتا ہے۔ سکول، کالج، یونیورسٹیاں جو سرکاری ہیں، وہاں دنیا کے علوم پڑھے جاتے ہیں۔ ان کی بھی ضرورت ہے ملک کے لئے۔ لیکن دین کے لئے دین کے علم کی ضرورت ہے۔ قرآن وحدیث کے علم کے لئے یہاں جو ناظرہ قرآن شریف پڑھایا جارہا ہے، یہ بھی اللہ کا بڑا فضل ہے۔ جہاں حفظ قرآن کا درس دیا جاتا ہے یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ جہاں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھایا جاتا ہے تفسیر پڑھائی جاتی ہے۔ دین دینی مدارس کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے اور اس کے بعد گویا انہی کے ذریعے پھیلے گا ان مدرسوں کی قدر کرو۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے دینی علوم کا ایک مرکز بنایا ہے، جس کو دار العلوم دیوبند کہتے ہیں۔ جہاں جہاں کوئی علماء مدرسے جاری کر رہے ہیں، یہ دراصل فیض ہے برکت ہے۔ اس دار العلوم دیوبند کی۔ اللہ اس کو قیامت تک سلامت رکھے۔ اب تو وہ ہندوستان میں رہ گیا ہے۔ ہندوستان بھی بڑا ملک ہے۔ ہر جگہ اسلام کا کام کرتا ہے۔ پاکستان میں بھی وہاں بھی بلکہ ہر ملک میں۔

دیوبند کے بزرگوں کی کرامت

تو ایک کرامت دیوبند کے بزرگوں کی سناتا ہوں کہ جس وقت دیوبند شہر سے باہر جگہ لی گئی۔ طالب علموں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی تعداد زیادہ ہوگئی تو دیوبند کے بزرگوں نے مشورہ کیا اور اس جگہ درسگاہوں کی بنیادیں رکھنے کے لئے نشانات لگائے کہ یہاں درسگاہیں ہوں گی۔ خواب میں رات کو جو بزرگ اس وقت مہتمم تھے حضرت مولانا رفیع الدین صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کہ اس جگہ جہاں دن کو نشانات لگائے ہیں، رسول پاک سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہیں۔ حضور ﷺ کے ہاتھ میں چھڑی ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ نشان تو تنگ ہیں، اپنے ہاتھ مبارک سے خواب میں رحمت اللعالمین ﷺ نے درسگاہوں کی بنیادوں پر لکیریں کھینچیں۔ صبح جاکر بزرگوں نے دیکھا تو جو رحمت للعالمین ﷺ نے خواب میں لکیریں کھینچیں تھیں، وہ لکیریں موجود تھیں۔ انہیں لکیروں پر پھر دارالعلوم دیوبند کی درسگاہیں بنائی گئیں۔ اس لئے اس کی بڑی برکت ہے تو یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا۔

سمجھیں! دیوبند کے بزرگوں کی کرامت تھی اور رحمت للعالمین ﷺ کا یہ معجزہ تھا۔ قیامت تک کرامتیں بھی جاری رہیں گی اور حضور ﷺ کے معجزات بھی جاری رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خالص ایمان عطاء فرمائے اور نیک عمل کی توفیق دے۔ آمین!

دینی جلسے کرنا دین کی تبلیغ ہے

یہ فتنوں کا دور ہے یہ جو تبلیغی جلسے ہم رکھتے ہیں ان کا مقصد کیا ہے؟ کوئی دنیا کا مقصد نہیں دین کی تبلیغ ہے۔ جس دین کو ہم سچا مانتے ہیں جس پر ہمارا ایمان ہے اس کی تبلیغ ہے۔ اسی کا سمجھنا سمجھانا ہے۔ اسی پر عمل کرنا اور کرانا ہے کیونکہ محنت کے بغیر نہ دنیا کا کام ترقی کرتا ہے، نہ دین کا کام ترقی کرتا ہے۔ دین کی تبلیغ سے مکے سے مدینہ، مدینے سے سارے جہاں میں یہ دین پھیلا۔ قرآن وسنت کا یہ نور پھیلا آج ہم محنت کریں گے تو یہ آگے پھیلے گا اگر محنت نہیں کریں گے تو یہیں رہ جائے گا۔ اس لئے ان جلسوں کو غنیمت سمجھو۔ سروں پر مست نہ رہو۔ یعنی مصیبت یہ ہے کہ ذوق یہ بن گیا ہے قوم کا کہ سریلی آواز ہو مقرر جو ہے، وہ کبھی ہنسائے کبھی رلائے یہ گویا تماشا ہے۔ سارا دن ساری رات بیٹھے رہیں گے۔ بھائی! جس چیز سے نفس کو لذت آئے، وہ دین کی نہیں، وہ تو نفس کی لذت ہے۔ بے نمازی بھی بیٹھا رہے گا۔ بے دین بھی بیٹھا رہے گا۔ اس سے ہمیں فائدہ کم پہنچتا ہے۔ نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ ذوق لوگوں کا خراب ہے اور یہ لوگ سارے تو نہیں لیکن اکثر نہیں سمجھتے کہ تقریر یا تبلیغ کا مقصد کیا ہے؟ فائدہ کیا ہے؟

تقریر یا تبلیغ کا کیا مقصد؟

اب میں سمجھاتا ہوں یہ تو سبق ہے کبھی کسی نے سبق پڑھایا ہے سروں سے؟ یہ بچے پڑھتے ہیں کبھی سریں لگائی ہیں؟ وہاں سمجھتے ہیں کہ سمجھانا ہے۔ یہاں عقل کام نہیں کرتی کہ یہاں سمجھانا تو نہیں وقت گزارنا ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ جتنی دیر بیٹھو دین کی باتیں سمجھو۔ جنت کا راستہ سمجھو۔ بھائی! یہ دین کس لئے ہے؟ کافر کیوں جہنم میں جائیں گے؟ مومن کیوں جنت میں جائیں گے؟ کیونکہ کافر جنت کا راستہ مانتے نہیں، مومن مانتے ہیں چلیں تو جنت میں پہنچ جائیں گے۔ تو دراصل یہ تقریر یا تبلیغ جو ہے اس میں یہ سمجھانا ہوتا ہے کہ جنت کا یہ راستہ ہے۔ اس کو مانو۔ اس پر چلو، اس پر چلاؤ۔ تقریر کرنے والا مخلص ہو اس کی نظر پیسے پر نہ ہو کہ مجھے پہلے کتنا دیا ہے بعد میں کتنا دیں گے؟

یہ تو کاروبار ہوا تھوڑا دے تو ناراض ہو کر اٹھ جائے کہ پھر میں کبھی نہیں آؤں گا یہ ایسا ہے نا؟ یہ اس لئے ہے کہ ہم نے مقصد جلسہ تقریر کا غلط سمجھا ہے۔ مبلغ وہ ہے کہ جو یہ سمجھتا ہے کہ جتنا مجھے علم ہے اگر میں لوگوں کو نہ بتاؤں گا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تو قیامت کے دن میں پکڑا جاؤں گا تو وہ احسان کرتا ہے دوسرے پر اور اگر پیسے زیادہ دے تو میں سنا دوں گا۔ نہ دے تو میں نہیں سناتا۔ کئی کہتے ہیں کہ آدمی یہاں تھوڑے ہیں کیا تقریر کریں؟ بھائی! مجمع ہی کوئی نہیں۔ ارے خدا کے بندو! ایک بھی بیٹھا تو تم تو اپنا فرض ادا کر دو۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے ولی اور مجاہد تھے ان کا واقعہ ہے کہ دہلی کی جامع مسجد میں جمعہ پر تقریر فرماتے تھے۔ ہزاروں آدمیوں میں فیض پہنچا ہے۔ ایک دفعہ تقریر کر کے آرہے ہیں جامع مسجد کی سیڑھیاں بہت ہیں۔ سیڑھیوں سے اتر رہے ہیں تو آگے ایک بوڑھا ملا۔ دیہاتی تھا گاؤں سے آرہا تھا۔ اس نے کہا کہ مولوی اسماعیل کی تقریر تو میں نے سنی ہے۔ میں تقریر سننے کے لئے آرہا ہوں۔ اب دیکھو نا، تقریر ختم ہو چکی۔ جمعہ پڑھ چکے۔ حضرت مولانا نے جب یہ سنا کہ یہ میری تقریر سننے کے لئے آیا ہے تو انہوں نے وہیں اسے روک لیا اور وہی تقریر جو کچھ جمعہ پر بیان کیا تھا وہ سارا اس کو سنا دیا۔

یہ تو ہے تبلیغ یہ جو بے چارہ آیا ہی اس لئے تھا آج ایسا ہے کوئی نمونہ؟ بھائی! ایک بھی سنے تو پوری طرح سناؤ، سمجھاؤ۔ زیادہ ہو تو ٹھیک ہے نہ ہوں تو ہم کہیں کہ ہماری تقریر ہی کیا؟ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' یہ سمجھا رہا ہوں کہ ہر پہلو سے بگاڑ ہے۔ اس کے سنوارنے کی کوشش کرو۔ اتنی کرو کہ مسلمان ہے سنی پھر مغلوب ہے حقیر ہے کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہم نے برائے نام دین مانا تو اس لئے جو کچھ میں عرض کروں گا تو آپ سننے سمجھنے کی کوشش کریں۔ مرنے کے بعد جنت ملے گی اس شخص کو جو اس جہاں میں جنت کے راستے پر چلتا رہا۔ ہمارے رسول پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ نے سب پیغمبروں کے بعد آخری نبی بنا کر بھیجا۔ کیوں بھیجا؟ اس لئے بھیجا کہ جنت کا راستہ جو ان کی آنکھوں سے نظر نہیں آتا اور جنت اب بھی ہے سات آسمانوں سے اوپر ہے۔ جہنم ہے سات زمینوں سے نیچے ہے جہنم میں عذاب ہے، جنت میں نعمتیں ہیں۔

تو نبی کریم ﷺ رحمت للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین حضرت محمد ﷺ آخر میں آئے۔ لیکن قیامت تک کے لئے ہیں اور اس جنت کے راستے پر خود چل کر دکھایا کہ یہ ہے جنت کا راستہ جو ایمان اور عمل سے ملتا ہے۔ یعنی ان قدموں سے ملتا ہے۔ رسول پاک ﷺ کو کیوں بھیجا؟ جنت کا راستہ بتانے کے لئے صرف بتانا نہیں بلکہ اس پر چل کر دوسروں کو چلانے کے لئے۔ پہلے ہے جاننا کہ یہ راستہ ہے پھر ہے چلنا...... علم اسی کو کہتے ہیں کہ پہلے جانے کہ جنت کا راستہ کیا ہے؟

حضور ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو سمجھانے کا انداز

حضور امین ﷺ مثالوں سے سمجھاتے تھے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے اپنے شاگردوں کو جن کو اصحاب رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ زمین پر ایک سیدھی لکیر کھینچی اصحاب رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں اور دونوں طرف لکیریں کھینچی ہیں۔ ایک سیدھی اور باقی دونوں طرف ٹیڑھی۔ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: یہ جو میں نے سیدھی لکیر کھینچی ہے۔ یہ جنت کا راستہ ہے یہ صراط مستقیم کی مثال ہے۔ سیدھے راستے سے ہٹ کر ادھر ادھر سارے جہنم کے ہیں۔ جنت کے راستے پر چلنا ہے تو سیدھے چلتے جاؤ۔ کیسے حضور ﷺ سمجھاتے تھے؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رحمت اللعالمین ہیں ساری مخلوق کے سردار ہیں۔ زمین پر یہ نقشہ بنا کر جنت جہنم کا فرق بتا رہے ہیں۔ یہ ہے تبلیغ اور اللہ نے اس امت کو وہ رسول پاک ﷺ عطاء فرمائے کہ حضور ﷺ جیسا رب نے نہ پہلے پیدا کیا۔ نہ بعد میں پیدا کریں گے۔ ہر پیغمبر گناہوں سے پاک ہیں کبھی کسی پیغمبر کے متعلق یہ نہ کہو کہ ان سے بڑا یا چھوٹا گناہ ہوا ہے۔ گناہوں سے پاک ہیں بھول اور بات ہے۔ یہ بات یاد رکھنا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

پیغمبر کے خوبصورت ہونے کی حکمت

ہر پیغمبر حسین و جمیل ہوتا ہے۔ خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کی حکمت کیا ہے؟ ہر پیغمبر یہ کہتا ہے کہ مجھ کو مان لو تو اللہ راضی ہوگا۔ وہ دعوت دیتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے ایک عہدہ لے کر آتے ہیں کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں۔ اللہ نے مجھے بھیجا ہے آپ کی طرف۔ اگر مانو گے تو اللہ راضی ہوگا، نہ مانو گے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ خواہ کوئی بادشاہ ہے، خواہ کوئی سائنسدان ہے، خواہ کوئی بھی دنیا کا کمال رکھنے والا ہے، پیغمبر سب کو کہتے ہیں کہ مجھ کو مانو۔ میرے پیچھے چلو۔ ہمدردی ہے نا! ہر پیغمبر اپنی امت میں سب سے زیادہ حسین و جمال والا ہوتا ہے۔ اس لئے تا کہ کوئی آدمی امت میں سے زیادہ خوبصورت ہو، اس پیغمبر سے تو وہ کہے گا کہ میں آپ کے پیچھے کیوں چلوں؟ میری شکل آپ سے اچھی ہے۔ اس سے اس کو انکار کی گنجائش مل جاتی ہے۔ اللہ نے انکار کی گنجائش نہیں رکھی۔

ہر دم است صورت سیرت جلوے است

ایمان کوئی معمولی چیز نہیں۔ ایمان اس وقت ہوگا جب یہ کہے گا کہ یہ مجھ سے اعلیٰ ہے۔ حالانکہ صورت کا تعلق کوئی دینداری سے نہیں لیکن نبوت ہے نا۔ کئی بزرگ کالے رنگ کے ہیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کالے رنگ کے تھے، جنتی ہیں۔ سبحان اللہ!

اولیاء اللہ کے لئے خوبصورت ہونا ضروری نہیں ہے۔ پیغمبروں کے لئے خوبصورت ہونا ضروری ہے تا کہ کوئی کسی کمال میں یہ نہ کہہ سکے کہ میں تو تجھ سے اچھا ہوں۔ باقی تو کمالات ہیں اخلاق ہیں، عادات ہیں، تقویٰ ہے۔ سب کچھ ہیں اور ہمارے رسول پاک ﷺ سارے پیغمبروں کے سردار ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ جو ہیں سب سے زیادہ حسین و جمیل اور خوبصورت ہیں۔ جو صورت اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عطاء فرمائی اور کسی کو عطاء نہیں فرمائی۔

شان رسالت پر روشنی

ہم دو چیزیں زیادہ سمجھاتے ہیں۔ شان رسالت ﷺ اور شان صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلافت راشدہ۔ یہ دین سمجھانے کے عنوانات ہیں، طریقے ہیں۔ اگر حضور ﷺ کی شان نہ کوئی سمجھے تو مانے گا کس طرح؟ کہے گا کہ بس انسان تھے بھائی انسان تو ہیں۔ لیکن کیسے انسان ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد انسان ہے۔ انسان ہونا کوئی عیب نہیں لیکن ہم بھی انسان ہیں۔ ہم گناہگار ہیں۔ پیغمبر بھی انسان ہیں۔ لیکن وہ گناہوں سے پاک ہیں۔ فرق ہو گیا ان پر اللہ کے جلوے ہیں۔ ان کو کوئی اگر نہ مانے اگر چہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی ہو اور چاند پر بھی پہنچ جائے تو وہ جہنمی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کمالات عطاء فرماتا ہے تا کہ لوگ ایمان لا سکیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضور ﷺ کے حسن و جمال کی کیفیات جدا ہوتی تھیں

بعض دفعہ معجزانہ طور پر حضور ﷺ کے چہرے پر اللہ تعالیٰ کی تجلی اور انوارات اتنے زیادہ ہوتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران ہو جاتے تھے۔ ویسے بھی حسن و جمال تھا، نورانیت تھی۔ لیکن بعض دفعہ معجزانہ طور پر عجیب جلوہ ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پاک بیوی، ہماری مومنوں کی ماں فرماتی ہیں کہ بعض دفعہ حضور ﷺ پر ایسا جلوہ ہوتا تھا کہ رات اندھیرے میں حضور ﷺ کے اس نور کی روشنی میں میں سوئی میں دھاگہ ڈال لیتی تھی۔ اس وقت خاص اللہ تعالیٰ کی تجلی حضور ﷺ پر ہوتی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رات کو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

دیکھو آج کل لوگ بزرگوں سے وظیفہ پوچھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی زیارت ہو جائے خواب میں۔ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور نبی پاک ﷺ کی بیویوں کی یہ شان ہے کہ ہر وقت آمنے سامنے جلوے پھر بھی لوگ ایسے بدبخت ہیں کہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہتے ہیں۔ یہ ہماری تبلیغ نہیں ہوئی۔ اصل ہماری تبلیغ ہوتی کہ ہم حضور ﷺ کی پاک بیویوں کی اور اصحاب واہل بیت کی شانیں سمجھاتے تو جو دل سے قرآن اور حضور ﷺ کو ماننے والا ہے وہ آہستہ آہستہ سمجھ جاتا ہے۔ ہم نے نہ سمجھایا تو دوسروں نے ان کو دوسرے راستہ پر لگا دیا۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ جیسے ہماری بیویاں ہیں اسی طرح حضور ﷺ کی بیویاں ہیں۔ نعوذ باللہ!

حضور ﷺ کی ہر چیز اعلیٰ و نرالی ہے

بھائی! حضور ﷺ کی ہر چیز نرالی ہے۔ جو چیز اللہ نے حضور ﷺ کو عطاء فرمائی وہ اور کسی کو عطاء نہیں فرمائی۔ حضور ﷺ کی جو بیویاں ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی بیویوں سے اعلیٰ، جو بیٹیاں چار ہیں تو دنیا جہان کی بیٹیوں سے اعلیٰ جو حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) نواسے ہیں تو ساری دنیا کے نواسوں سے اعلیٰ ہیں۔ ہر چیز اعلیٰ ہے۔ ہم جو کہتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ جس گھوڑے پر حضور ﷺ سوار ہوئے، وہ دنیا کے گھوڑوں سے اعلیٰ، جس اونٹ پر حضور ﷺ سوار ہوئے وہ دنیا کے اونٹوں سے اعلیٰ۔ حضور ﷺ کے ساتھ جس چیز کا تعلق ہو گیا وہ چیز باقیوں سے اعلیٰ۔ یہ کوئی معمولی شان ہے، جس نے حضور ﷺ کا دیدار ایمان کی آنکھ سے کر لیا، پیغمبروں کے بعد اس کے برابر درجے میں اور کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ جس نے حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ایمان قبول کیا، انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اس کے درجے کو وہ شخص نہیں پہنچ سکتا۔ جس کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی تو یہ سارے شان رسالت کے جلوے ہیں اور کسی کو نصیب نہیں۔

آقا ﷺ پر اللہ کی تجلی کی جھلک

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری نظر حضور ﷺ کے چہرہ انور پر پڑی۔ اتنا روشن نورانی تھا کہ ادھر چاند تھا چودھویں کا ادھر چودھویں کے چاند کی طرف میری نگاہ اٹھتی تھی اور ادھر رحمت للعالمین ﷺ پر۔ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن تھا۔ سبحان اللہ! یہ وہ موقع ہے کہ جب خاص اللہ کی تجلی نازل ہوتی تھی۔ اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کسی کا ایمان نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور پاک ﷺ کے صحابی (رضی اللہ عنہ) ہیں، خادم خاص ہیں۔ حضور ﷺ کا خادم ہونا جنتی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہوتا ہے۔ وہ جنت کے لئے حضور ﷺ کے قدموں میں گرے۔ سب کچھ چھوڑ دیا۔ ماں باپ دولت عزت مکان برادری سب کچھ چھوڑ دیا۔ ان کو یقین ہوگیا کہ حضور ﷺ کے قدموں میں جنت ہے۔ آج ہمارا حال تو یہ ہے دوکاندار بیٹھا ہوا ہے نماز کا وقت ہے۔ کہتا ہے کہ نماز میں کیسے پڑھوں۔ اگر گاہک آ جائے تو مجھے نقصان ہے اور انہوں نے سب کچھ چھوڑ دیا۔ بھائی! یقین تھا تو چھوڑا نا، اور جو دولت تھی وہ بھی ساری کافروں نے چھین لی۔ آج زکوٰۃ نہیں دیتے۔ ۱۰۰ سے اڑھائی فیصد نہیں دیتے۔ دسواں حصہ عشر کا نہیں دیتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم جو تھے انہوں نے تو سب کچھ دے دیا۔ ہم لینے کا کہتے ہیں دینے کا نہیں، یہ عجیب بات ہے۔ تبلیغ میں بھی لینا ہر شئے میں لینا ہی لینا ہے۔ بھائی! دینے کی عادت ڈالو۔ مال دو جان دو وقت دو ہر چیز دو (قربانی ہے نا، ایثار ہے)

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال حضور پاک ﷺ کے پاس خادم رہے ہیں۔ مسواک اٹھایا، جوتے مبارک اٹھائے، ساتھ ساتھ رہے۔ اب جو دس سال خاص خدمت کی ہے اندازہ فرمائیں ان کا دل کتنا نورانی ہوگا اور فرماتے ہیں کہ کبھی حضور ﷺ نے مجھے جھڑکا نہیں۔ ذاتی حضور ﷺ کبھی ناراض نہیں ہوئے تھے۔ ہم تو ذاتی ناراض ہوتے ہیں۔ فلاں نے ہم کو یہ کہہ دیا پھر کہتے ہیں کہ اس کو مارہی دو۔ نفس کے لئے ہماری جنگ ہے، دین ایمان کے لئے نہیں۔ دس سال حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خدمت کی۔ لیکن کبھی حضور ﷺ نے جھڑکا بھی نہیں۔ لیکن جب شریعت کی بات ہوتی تو کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ چہرہ سرخ ہوجاتا تھا۔ جس طرح انار چہرے مبارک پر نچوڑا گیا ہو۔ ہمیں دین کے لئے کوئی غصہ نہیں آتا۔ اپنے لئے سب کچھ آتا ہے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ وہی جو حضور ﷺ کے خادم خاص رہے ہیں۔ حضور ﷺ کی دعائیں لی ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد لوگ اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس آتے تھے۔ بھائی! ہماری آنکھوں نے حضور ﷺ کے جلوے تو نہیں دیکھے۔ لیکن ہم ان آنکھوں کو دیکھیں جنہوں نے حضور ﷺ کے جلوے دیکھے ہیں۔ حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ ان سے باتیں کی ہیں۔ کیسا زمانہ تھا۔ ''خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم'' دور دور سے لوگ آتے تھے جو مسلمان ہوتے تھے۔ حضور ﷺ تو ہم سے پہلے اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ لیکن جو حضور ﷺ کے اصحاب تھے ان کو جا کر دیکھ لیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ!

حضور ﷺ کا ایک عجیب معجزہ

دوپہر کا وقت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان آئے۔ انہوں نے کھانا تیار کیا۔ کھانا کھلانے کے لئے (جس کو ہم دجی کہتے ہیں) تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے سامنے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ جاؤ یہ دجی یعنی (کپڑا رومال، روٹی والا) کچھ میلا ہے اس کو تندور میں جو جل رہا ہے، اس میں صاف کر کے لے آؤ۔ آپ حیران ہوں گے آگ میں ڈالنے سے صاف ہوتا ہے یا جل کر راکھ ہوتا ہے۔ مہمانوں کے سامنے وہ خادمہ گئی اور اس نے رومال کو تندور میں ڈالا اور پھر نکال کر لے آئی۔ سفید چمکدار ہوگیا بڑے حیران ہوئے پوچھتے ہیں کہ اے حضرت انس! (رضی اللہ عنہ) ہم بات نہیں سمجھ سکے کہ یہ کیا ہے؟

فرمایا کہ ایک دن یہی وقت تھا میرے گھر رحمت اللعالمین تشریف لائے۔ میں نے کھانا پیش کیا اس کے بعد حضور ﷺ نے اس کپڑے سے اپنے ہاتھ صاف کئے۔ اس کے بعد ہمارا تجربہ ہے کہ رومال کو آگ نہیں جلاتی بلکہ صاف کرتی ہے۔ شان رسالت زندہ باد! کیا یہ کسی اور کی شان ہے؟ معجزات ہیں نا بھائی! اس کپڑے کو آگ نہیں جلاتی جس کو نبی پاک ﷺ کے ہاتھ مبارک لگیں۔ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو دوزخ کی آگ چھو ہی نہیں سکتی جنہوں نے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

رسول پاک ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی ہے۔ سبحان اللہ! سارے اصحاب جنتی ہیں۔

ہمارے پیرومرشد شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ایک لمحہ کے لئے ایمان کی نگاہ سے حضور ﷺ کی زیارت کرلی۔ پھر وہ چلے گئے وفات ہوگئی یا پھر آنہیں سکے۔ یعنی زیادہ حضور ﷺ کی صحبت نصیب نہیں فرمائی۔ لیکن حضور ﷺ کے ایک جلوے سے اللہ کا وہ قرب ان کو نصیب ہوتا تھا۔ سو سال صحیح اللہ والا ذکر مجاہدہ کرتا رہے اس کو وہ قرب نصیب نہیں ہوسکتا۔ یہ معمولی بات ہے دین ملے گا حضور ﷺ سے۔ جنت ملے گی حضور ﷺ سے۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان محبت عقیدت صحیح کرلو۔ (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی۔ ساری مخلوق سے حضور ﷺ کو اعلیٰ مانو، اکمل مانو، افضل مانو، اعلیٰ ہی اعلیٰ مانو۔ حضور ﷺ کے مقام کو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ ماننا ہے اللہ کے بعد۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دیکھو! ہمارے بال ہیں، سر کے بھی ہیں، داڑھی کے بھی ہیں، ہم حجامت کرتے ہیں۔ ایسی حجامت نہ کراؤ کہ استرا پھیراؤ۔ مصیبت تو یہ ہے کہ آج ہمیں حضور ﷺ کی صورت بھی پسند نہیں، عاشق ہیں؟ ہمارا حال تو یہ ہے شروع میں جب میں دیوبند سے پڑھ کر آیا تو ایک دفعہ میں نے اپنے علاقے میں تقریر کی تو نعت خواں تھے، اس گاؤں کے۔ انہوں نے میری تقریر سے پہلے نعت پڑھی حضور ﷺ کی شان میں۔ ''میرے مولیٰ بلالو مدینے میں'' واس وقت نیا نیا جوش ہوتا ہے آپ تو یہ سمجھتے ہیں کہ آدمی کی کچھ نہ کچھ اصلاح کا طریقہ ہے۔ میں نے کہا کہ ان کو بیٹھا دو کہ ادھر کہہ رہا ہے کہ: ''مجھے مدینے بلاؤ'' اور ادھر تم نے داڑھی منڈوائی ہوئی ہے۔ یہ کوئی جوڑ تو نہیں ہے کہ تم عاشق بن گئے ہو۔ بھائی! یہ ریس نہ کرو۔ یہ دیکھو کہ اللہ راضی ہوگا حضور ﷺ کی سیرت اپنانے پر یا حضور ﷺ کی مخالفت سیرت بنانے پر اس میں دیر نہ کرو۔ آج مرجاؤ تو مرنے کے بعد تو وہاں اسی صورت میں اٹھے گا۔ اگر داڑھی منڈا قبر میں ہے تو قیامت کے دن داڑھی منڈا ہی قبر سے اٹھے گا۔ حضور ﷺ کے سامنے جائے گا تو کیا حالت ہوگی۔ یہ تو معمولی بات ہے نا۔

پھر کیا کہتے ہیں کہ فلاں داڑھی والا ایسے کر رہا ہے؟ بھائی! اس نے داڑھی کی بے قدری کی ہے۔ لیکن داڑھی تو اچھی ہے نا یہ عذر تو شیطان سکھاتا ہے کہ فلاں نمازی ایسے کرتا ہے بھائی وہ نمازی تو ہے۔ لیکن نماز تو بری نہیں اس کی کمزوری کو تم نہ دیکھو۔ تم ٹھیک ہوجاؤ ہر چیز میں یہ دیکھو کہ حضور پاک ﷺ کا نمونہ کیا ہے۔

<u>ایک مثال</u>: اب چار سنتیں ہم پڑھتے ہیں۔ ظہر کی نماز میں چار سنتیں پڑھی ہیں۔ چھ تو نہیں پڑھیں؟ کوئی صوفی کہے کہ میں تو چھ پڑھوں گا۔ عقل تو کہتی ہے کہ چھ کا زیادہ ثواب ہے۔ لیکن شریعت کہتی ہے کہ حضور ﷺ نے چار پڑھیں تو کم پڑھے گا تو حضور ﷺ کا مخالفت زیادہ پڑھے گا تو بھی حضور ﷺ کا مخالف حضور ﷺ کی حد بندی ہے۔ نیکی، نیکی نہیں رہتی۔ اگر حضور ﷺ کی سنت کے خلاف ہو۔

سنی ہونے کا مطلب

سنت بڑی چیز ہے۔ ہم سنی ہیں ہم دنیا کو یہ ہی مسئلہ سمجھاتے ہیں۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ سنی، سنی کرتے ہو۔ ارے خدا کے بندو! یہ حضور ﷺ کے جلوے کی طرف نسبت ہے۔ اس سے بڑی نسبت ہے دنیا میں؟ اللہ ہمیں سنی رکھے۔ موت ہماری سنی ہونے پر آئے۔ قیامت کے دن ہمیں سنی ہونے کی حیثیت سے حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ بغیر اس کے ہے ہی نہیں۔ سنی اور اہل سنت کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ساری سنتوں پر اور سارے جلووں پر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایمان رکھنے والا حضور ﷺ کی اداؤں پر ایمان رکھنے والا۔ محبت رکھنے والا۔ اس عالم میں اس سے بڑی نعمت کیا ہے؟

حضور ﷺ کے بال مبارک میں برکت و رحمت ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہم حجامت کراتے ہیں۔ بال کہاں جاتے ہیں؟ زیادہ سے زیادہ کسی جگہ ہم دیوار میں رکھ دیتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ حجامت کراتے تھے۔ حجۃ الوداع میں جب آپ ﷺ نے سر کے بال منڈوائے۔ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ صحابہ رسول ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے بال مونڈ نے والے جو اصحاب رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے۔ وہ دیکھ رہے ہیں صرف دیکھ نہیں رہے بلکہ اس تمنا میں ہیں کہ حضور ﷺ نے جو اپنے بال منڈوائے ہیں۔ یہ تبرک ہم کو بھی دیں۔ صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے کوئی زیادہ عارف نہیں جلوے، جو جلوے سامنے دیکھے ان جلووں سے اندر نور پیدا ہو گیا۔ عقل مان سکتی ہے بال تبرک میں ملا۔ جو حضور ﷺ کے بدن سے جدا ہوا۔ لیکن حضور ﷺ کے بدن مبارک سے جدا ہونے والے ہیں نا! رحمت اللعالمین نے خود مٹھی مبارک میں اپنے بال مبارک لے کر وہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو دیئے۔ جنہوں نے سر مونڈا تھا۔ سبحان اللہ!

بال میں بھی رحمت ہے۔ بال میں بھی برکتیں ہیں۔ حضور ﷺ خود دے رہے ہیں۔ حضور ﷺ ہی نے تو سمجھانا ہے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جو شمع رسالت کے پروانے ساتھ ساتھ تھے سب کو تقسیم کئے۔ سبحان اللہ!

بھائی! کیسے انسان تھے کس درجے کے انسان تھے کہ بعد میں بھی رحمتیں برکتیں ہیں سات آسمان، سات زمینوں کے خزانے ایک طرف ترازو میں رکھ دو۔ تو ہمارا ایمان یہ ہے کہ رسول پاک ﷺ کے ایک بال کے برابر بھی نہیں ہیں۔ بے شک! یہ ایک بال کی شان ہے تو حضور ﷺ کی ذات کی شان کو کون سمجھے گا؟ ہر کمال سب سے اعلیٰ، ہر چیز اعلیٰ عطاء فرمائی تھی۔

صلح حدیبیہ پر جھلک

قریش کا وفد آیا حضور ﷺ کے پاس کہ آپ واپس چلے جائیں۔ وفد کے سردار جو تھے جب تک وہاں رہے تو دیکھتے رہے کہ حضور ﷺ کا اور حضور ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا تعلق آپس میں کیسا ہے؟ ہماری برادری کے لوگ ہیں ہمارے سامنے ہوتے تھے۔ اب یہ کیسے ہیں؟ اس نے کیا دیکھا کہ حضرت عروہ ابن مسعود جن کا نام ہے۔ اب صحابی رسول ﷺ ہیں اس وقت کفر کی حالت میں تھے۔ عقل سے دین آتا ہے، یاد رکھنا۔ عقل بڑی نعمت ہے۔ عقل تو رب نے دی تھی سمجھ نہیں تھی۔ اس لئے انہوں نے دیکھا حضور ﷺ نے صلح کر لی۔ وہ واپس گئے قریش نے پوچھا تو کہا کہ ہمیں کامیابی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے ہماری شرطیں مان لی ہیں کہ اس سال نہیں آئیں گے۔ خوش ہوئے نا!

شان صحابہ رضی اللہ عنہم پر روشنی

ساتھ یہ کہا کہ یہ ایک میں بات تمہیں بتادوں کہ شکر کرو کہ صلح ہو گئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اگر لڑائی ہوتی تو حضور ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں۔ میں نے جو جذبہ دیکھا ہم ان کے مقابلے میں جانبازی نہیں کر سکتے۔ لڑائی تو وہ کرے گا جس کو جان پیاری نہ ہو، ایمان پیارا ہو۔ ہم تو ہر چیز میں یہ کہتے ہیں کہ جان بھی بچ جائے۔ مال بھی بچ جائے۔ اولاد بھی بچ جائے۔ ہمیں بچانے کی ہوتی ہے ان کو قربان کرنے کی ہوتی ہے۔ (شان صحابہ زندہ باد)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وہ کیا بات ہے اس نے جائزہ لیا۔ عقل سے اندازہ کیا، اس نے کہا کہ میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے۔ (سفیر بن کر جاتے تھے) کسی بادشاہ کے افسروں اور سپاہیوں کو اتنا محب نہیں دیکھا۔ جتنا حضور ﷺ کے اصحاب محب ہیں۔ (اصحاب کہتے ہیں سنگی، ساتھی، یار، دوست کو) اپنی برادری کے لوگ تھے پہلے کیا تھے؟ انہوں نے مثال دی اندازہ کرلیا کہ یہ حضور ﷺ کو نہیں چھوڑیں گے۔ کٹ مرجائیں گے۔ محبت ہی کی وجہ سے محبوب کو نہیں چھوڑتے۔ محبت نہ ہو تو بھاگ جاتا ہے آدمی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حضور ﷺ سے محبت کی جھلک

فرمایا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ حضور پاک ﷺ جب وضو کرتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وضو کو پانی نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔ برتن میں رکھتے تھے۔ زمین میں نہیں گراتے تھے۔ پھر اس کو استعمال کرتے تھے تبرک کے لئے۔ آب مستعمل کسی کو بھی جائز نہیں۔ لیکن یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی۔ یہ وہ پانی ہے جو حضور ﷺ کے پاک بدن سے لگا۔ پانی، پانی ہے۔ رحمت اللعالمین کے رحمت والے بدن سے لگا تو اس میں رحمتیں آگئیں۔ سبحان اللہ!

اس نے کہا کہ اس پانی کی قدر ان کے نزدیک یہ ہے جو پانی حضور ﷺ کے بدن سے لگ گیا۔ پھر اس نے دیکھا کہ رسول پاک ﷺ لعاب دہن یعنی تھوک ڈالتے تھے تو وہ اس تھوک کو بھی متبرک سمجھتے تھے اور اپنے کپڑوں اور ہاتھوں پر لگالیتے تھے۔ سبحان اللہ!

اس سے اندازہ لگالیا کہ جو حضور ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم (ساتھی) ہیں، ان کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کرسکتی ہے۔ کیونکہ اس درجے میں کسی کی محبت ہے ہی نہیں۔ کافر تو مسلمان ہوئے۔ صحابہ (رضی اللہ عنہم) پاکر مگر جو عالم، جو پیر، جو لیڈر، صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان نہیں سمجھا تا وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔

یہ مسئلہ سمجھ لیں۔ کیونکہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان خود قرآن میں بیان کی۔ اللہ نے کس حکمت کی وجہ سے کی تا کہ قیامت تک کا مسلمان جو ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفتیں قرآن سے سمجھے، تاریخ سے نہیں۔ تاریخ تو غلط بھی ہوتی ہے۔ ہم قرآن پڑھتے رہیں، پڑھاتے بھی رہیں۔ کئی آیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ علماء ترجمہ کرکے گزر جاتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفتیں اللہ نے جس حکمت سے بیان کی ہیں وہ سمجھاتے نہیں شاگردوں کو۔ یہ دور زوال ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سخت سردی کے موسم میں حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو ہم پہچان لیتے تھے کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہورہی ہے۔ حضور ﷺ کا تعلق گویا ادھر ہوجاتا تھا اور وحی کا جو اثر ہے وہ یہ ہوتا تھا کہ سخت سردی میں حضور ﷺ کے چہرے مبارک پر پسینہ آجاتا تھا اور یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ معلوم نہ ہوسکتا تھا کہ وحی کون سی آرہی ہے، آثار تھے تو حضور ﷺ کی جو قوت روحانی ہے وہی اللہ کی تجلی ہوتی تھی۔ انسانی قویٰ میں انسانی کمالات میں فرق ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ''الحمد'' سے لے کر ''والناس'' تک سارے قرآن کو مانا تو حضور ﷺ کی زبان سے مانا۔

''ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الاّ وحی یوحیٰ'' جس نے حضور ﷺ کو مانا حضور ﷺ کی زبان پر پورا یقین ہے کہ اس زبان سے غلط بات جھوٹی بات کبھی نہیں ہوسکتی۔ یہ نہیں کہ اللہ نے تو نازل نہیں فرمائی۔ حضور ﷺ کہہ دیں نازل ہوئی۔ نعوذ باللہ!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ ایمان تھا کہ جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ آیت وحی ہے ان کا ایمان تھا: ''الحمد'' سے ''والناس'' تک قرآن مرتب ہو گیا۔ یہ ہے شان رسالت۔ اللہ کے ساتھ جو حضور ﷺ کا تعلق ہے فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ مجھے اللہ سے ایسا تعلق ہوتا ہے کہ فرشتہ مقرب اور نبی مرسل کو بھی پتہ نہیں ہوتا۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ پر روشنی

اہل سنت والجماعت کے نزدیک رسول پاک ﷺ ''حیاۃ فی القبر'' ہیں۔ اپنے روضہ مقدس میں حضور ﷺ زندہ ہیں یا مردہ۔ (نعوذ باللہ) زندہ ہیں۔ آج کل یہ مسئلہ چلا ہوا ہے اور بعض سر پھرے جو ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں ہیں اور لاش رکھی ہوئی ہے مردہ ہیں؟ اللہ ان کو سمجھ اور ہدایت دے، بدبختی ہے، بے ادبی ہے۔

''من صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ نائیا ابلغته'' مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے۔ سارے محدثین اس کو صحیح مانتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔ بڑے بڑے بزرگ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے مجدد اگر کوئی آدمی حضور ﷺ کے روضے کی زیارت کرنے کے لئے جاتا تھا تو کہتے تھے کہ ہمارا بھی سلام عرض کر دینا، مجھے اللہ نے چار مرتبہ حج کرنے کی دولت نصیب فرمائی ہے۔ اللہ پھر نصیب فرمائے۔ آمین! تو ساتھی مجھے کہتے تھے کہ ہمارا بھی سلام عرض کر دینا پھر میں نام لکھ لیتا۔ پھر حضور ﷺ کے روضہ مقدسہ کے سامنے جب حاضری ہوتی تو پھر میرے پاس فہرست ہوتی تھی۔ پڑھ کے سلام عرض کر دیتا۔

بھائی! اپنی بات بتا رہا ہوں کوئی فخر نہیں ہے۔ جب پہلی دفعہ بیت اللہ میں حاضری ہوئی۔ حضور ﷺ کے روضہ میں میں حیران ہوا اور تصور میں بھی یہ نہ تھا کہ یہاں کیا اثر ہے۔ بھائی! یہاں بڑے بڑے بزرگوں کی حج کی کتابیں پڑھتے رہے۔ یہ پڑھا ہی تھا کہ یہ کیفیت ہے وہاں اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے آمنے سامنے جلوے پائے ان کا حال کیا ہوگا۔ سب کچھ وہاں ہے۔ وہاں ہی سے آیا ہمارے پاس کیا ہے؟ تو یہاں نہیں سمجھ سکتا کہ وہاں کتنا رش ہوتا ہے۔ بھائی! وہاں تو کچھ ہے...... بے ادب نہ بنو۔

''من صلّی علیّ عند قبری سمعته... الخ!'' پر روشنی

فرمایا جو دور سے مجھ پر درود پڑھے گا وہ فرشتے مجھ تک پہنچائیں گے۔ نوری فرشتے حضور ﷺ کی ذات تک ہمارا ہدیہ پہنچانے والے ہیں۔ کتنا خوش نصیب ہے جو شخص بھی پڑھ لے۔ ''اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد وبارك وسلم'' جہاں کہیں ہو، سمندر میں ہو۔ پہاڑ میں ہو، جہاں کوئی امتی درود شریف پڑھے گا۔

اللہ نے ایک جماعت فرشتوں کی محض روئے زمین پر اس لئے چھوڑی ہے کہ ان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ جہاں کوئی درود پڑھے وہ حضور ﷺ کے پاس پہنچائیں۔ ''ومن صلی علی عند قبری سمعته'' اور جو شخص میری قبر کے پاس حاضر ہو کر درود شریف پڑھے گا میں اس کو خود سنوں گا۔ اس عقیدے پر اجماع ہے اس کا پہلے کبھی کسی نے انکار نہیں کیا۔ آج (اس دور میں) یہ کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو سمجھ دے۔ اتنا مسئلہ پکا ہے کہ مفسرین، محدثین، متکلمین، اولیاء، غوث، مجددین سب مانتے تھے۔

اب کوئی آدمی روضہ شریف کے پاس جا کر درخواست کرے کہ حضور ﷺ سنتے ہیں تو یہ شرک ہو گیا۔ اس کو شرک کے ساتھ کیا تعلق؟ دور سے جب فرشتے پہنچاتے ہیں اور نزدیک سے خود سنتے ہیں۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ جو دنیا کی حیات ہے حضور ﷺ کی حیات اور ہماری حیات میں کوئی فرق ہے یا برابر ہے۔ فرق ہے۔ یہ مثالیں میں نے اس لئے دیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''تنام عینای ولا ینام قلبی'' میں جب سوتا ہوں تو میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں۔ میرا دل نہیں سوتا۔ (بلکہ) جاگتا ہے۔ ہم بھی سوتے ہیں، بزرگ بھی سوتے ہیں اور اصحاب بھی سوتے تھے۔ حضور ﷺ بھی سوتے تھے۔ لیکن یہ کیفیت غیر نبی کو حاصل ہے۔ (نہیں) حضور ﷺ کی نیند اور ہماری نیند میں فرق ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ ان کی روح کا تعلق ہر وقت اللہ کے ساتھ مسلسل رہتا تھا۔ روح غافل کسی وقت نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کا خواب جو ہے وہ بیداری کی طرح وحی کے حکم میں ہے۔ ہمارے خواب کچھ بھی نہیں۔ ہمارا خواب حجت نہیں۔ اچھا ہو جائے اور بات ہے۔ انبیاء کا خواب حجت ہے۔ خواب دو قسم کے ہیں۔ ایک جیسے دیکھا ویسے پیش آجائے۔ دوسرا خواب کی تعبیر اچھی نکلے۔

انبیاء علیہم السلام کے خواب اور ہمارے خواب میں فرق

''انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ'' اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ میں نے تو ذبح کرنا ہے کسی انسان کو ذبح کرنا پہلے کسی شریعت میں تھا ہی نہیں۔ پہلے تو آپ علیہ السلام نے سمجھا کہ ممکن ہے یہ خواب تعبیر والا ہو۔ اونٹ ذبح کئے تین دن مسلسل خواب آتا رہا۔ پھر سمجھا کہ یہ تعبیر والا خواب نہیں ہے۔ اس سے مراد کوئی اور پیاری چیز قربان کرنا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے میں نے خواب میں ذبح کیا ہے، ویسے ہی بیداری میں کرنا ہے اور وحی نہیں آئی۔ الگ جبرائیل علیہ السلام نہیں آئے کہ بیٹا ذبح کرنا ہے۔ صرف خواب کی بناء پر اپنے پیارے محبوب بچے کو چھری لے کر ذبح کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

یہ انبیاء علیہم السلام کے خواب کا حکم ہے۔ ہمارے خواب کا حکم نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی نیند اور ہماری نیند میں فرق ہے۔ انبیاء کی موت اور ہماری موت میں فرق ہر چیز میں فرق ہے۔ اب سمجھیں! موت آگئی۔ قرآن سے ثابت نہیں کہ موت آئی۔ قرآن میں تو ہے کہ آپ پر موت آنے والی ہے۔ آئے گی۔ ''کل نفس ذائقة الموت'' موت کا واقع ہو جانا قرآن میں تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ آپ اس جہان میں زندہ تھے کہ قرآن نازل ہوا۔ یہ تو حدیث سے ثابت ہے۔

قبر میں جسم مبارک کی کیفیت

دوسری چیز سمجھیں۔ قبر میں جسم مبارک ہے۔ اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم مبارک کو حیات عطاء کرتے ہیں۔ اسی جسم میں حیات ہوتی ہے جو جسم اس دنیا میں تھا وہی جسم قبر مبارک میں ہے۔ لاش نہیں مردہ حیثیت سے نہیں۔ اس اللہ پاک نے جس نے یہاں اس جسم کے اندر حیات عطاء فرمائی تھی، روح کے تعلق سے اسی اللہ پاک نے خصوصیت سے موت کے بعد پھر قبر میں، جہاں جسم ہے روح کے تعلق سے حیات عطاء فرما دی ہے۔ یہ اللہ کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا ہے؟

پہلے سمجھیں! جس نے یہاں پیدا کیا ہے، ایک بوڑھا کافر مکہ شریف میں تھا وہ حجتیں کرتے تھے۔ اکثر قیامت کے منکر تھے۔ وہ پرانی ہڈی لے کر جو ہاتھ لگانے سے بھرتی تھی، حضور ﷺ کی خدمت میں آگیا۔ اس کو رگڑ رہا ہے ریزہ ریزہ کر رہا ہے اور حضور ﷺ سے سوال کرتا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

"من یحی العظام وھی رمیم" دنیاوی عقل سے جو سوال کر سکتے تھے وہ حضور ﷺ سے کرتے تھے، مخالف تھے کہ تو جو کہتا ہے کہ قیامت کے دن دوبارہ اللہ زندہ کرے گا کہ یہ ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو چکی ہیں۔ اب کیسے پیدا کرے گا؟ فوراً وحی آ گئی: "قل یحیھا الذی انشاھا اول مرۃ" اے میرے رسول! آپ ﷺ جواب دیں کہ ان ہڈیوں کو بوسیدہ ہڈیوں کو وہی دوبارہ پیدا کرے گا جس نے پہلے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ وہ قیامت کو نہیں مانتے تھے کہ گل سڑ گئے بدن، کسی کو جانور کھا گئے۔ یعنی وہ عقل سے بات کرتے تھے اور عقل میں بات آتی نہیں تھی۔ ایک بات ہوتی ہے عقل کے خلاف اور ایک بات ہوتی ہے عقل سے بالاتر۔ خلاف تو نہیں مانی، بالاتر جو چیز ہے حضور ﷺ کا جسمانی معراج۔

مرزا قادیانی کہتا تھا کہ عقل نہیں مانتی۔ ان آسمانوں سے کوئی انسانی وجود گزر سکتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: "سبحان الذی اسری بعبدہ" اس قدرت والے نے اپنے بندے، رسول پاک ﷺ کو یہاں سے وہاں سیر کرائی جسم سمیت لے گیا۔ اللہ کے لئے یہ ناممکن بات نہیں۔ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ

قرآن شریف میں جو قصہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے ابوداؤد شریف میں (روایت ہے) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ معلوم نہیں کہ یہ عزیر علیہ السلام ہیں یا اور کوئی ہے۔ یقینی بات نہیں کہ وہ ایک گدھے پر سوار تھے۔ ایک شہر اجڑا ہوا تھا۔ فرمایا: "انی یحی ھذہ اللہ بعد موتھا" بھائی! ہر شہر کی موت یہی ہے کہ مکان برباد ہو جائیں آبادی نہ ہو۔ انسان نہ ہوں۔ "فاماتہ اللہ مأۃ عام ثم بعثہ" اللہ نے آپ علیہ السلام پر سو سال موت طاری کی، پھر اٹھایا۔ اب دیکھیں! اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے۔ جو کھانا پانی تھا سو سال وہ خراب نہیں ہوا۔ جو پانی پینے کے لئے تھا جو کوئی کھانے کی چیز تھی وہ خراب نہیں ہوئی اور وہ جو گدھا تھا ہڈیاں، ہڈیاں ہو گئی تھیں۔ نہ گوشت ہے، نہ پوست ہے۔ ہڈیاں بھی بکھری ہوئی۔ اس کی حفاظت اللہ نے نہیں کی اور پانی وکھانے کی حفاظت اللہ نے کی۔ پھر فرمایا: اب تو دیکھ ان ہڈیوں کی طرف۔ "کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما" کس طرح ہم ہڈیوں کو جوڑتے ہیں۔ پھر کس طرح ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ یہ قرآن ہے نا۔ ہڈیاں چورا، چورا ہیں۔ بکھری پڑی ہیں۔ ۱۰۰ سال کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اس جہاں میں اللہ نے اپنی قدرت سے اس کو زندہ کیا، جس طرح کا وہ گدھا پہلے تھا۔ اسی طرح وہ ہڈیاں سامنے جوڑیں، گوشت اوپر چڑھایا، جس طرح پہلے تھا۔ پھر اس میں جان ڈال دی۔ وہی گدھا پہلے کی طرح سامنے آ گیا۔

بھائی! اللہ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں ہے، اگر اللہ اپنے معصوم پیغمبروں کو موت اور وفات کے بعد پھر زندگی دے دے تو یہ قرآن کے خلاف کیسے؟ گدھے کو زندگی دے دی تا کہ کوئی ان چیزوں کا اپنی عقل کی بناء پر انکار نہ کرے کہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ کرے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال

دیکھیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟ زندہ ہیں موت تو ابھی نہیں آئی۔ دو ہزار سال ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ مرزا قادیانی کہتا تھا اور مرزائی کہتے ہیں کہ یہ عقل کے خلاف ہے۔ دو ہزار سال گزر چکے جو کپڑے پہن کے گئے تھے وہ کپڑے پھٹے نہیں۔ پیشاب کہاں کرتے ہیں؟ کھاتے کہاں سے ہیں؟ اس لئے کئی آیات کا انکار کر دیا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بھائی! جو اللہ آسمانوں پر لے گیا، اب آسمان کی حیات اور زمین کی حیات میں فرق ہے یا نہیں؟ (فرق ہے)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں ہوتے تو اللہ نے فرمایا: "کانا یاکلان الطعام" کہ تم خدا بناتے ہو۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں کھانا کھاتے پانی پیتے ہیں۔ یعنی جو محتاج ہیں خدا کے، یعنی یہاں کھانے پینے کی حاجت تھی، اسی جسم کو اس جہاں پر جب تک تھا کھانے پینے کی حاجت تھی۔ وہی جسم موت سے پہلے جب آسمان کے جہان میں اللہ نے پہنچایا تو اب اس کھانے پینے کے محتاج نہیں۔ اللہ نے زندہ رکھا ہوا ہے۔ حیات، حیات میں فرق ہے یا نہیں؟ (فرق ہے)

اب کوئی کہے کہ بیٹھے، بیٹھے تھکے نہیں۔ یہ کوئی کہہ سکتا ہے نا؟ (جی) اے خدا کے بندو! اس زمین کے اثرات اور ہیں اس حیات کے اور۔ جب زمین کی فضاء سے اوپر گئے تو آسمانوں کے جلوے اور ہیں، جنت میں ہم اسی جسم سمیت جائیں گے یا نہیں۔ اللہ ہمیں جنت میں لے جائے۔ آمین!

ایک اعتراض اور اس کا جواب

جنت کے پھل کھائیں گے یا نہیں؟ (کھائیں گے) پیشاب کریں گے؟ نہیں۔ جسم یہی ہو، روح یہی ہو، انسان یہی ہو، صبح شام کھاتا تھا، نہ کھائے۔ بیمار ہو جاتا ہے مر جاتا ہے اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ جنت میں دن کو کھائے گا، رات کو کھائے گا۔ خود پھل جھک کر اس کے منہ کے پاس آ جائے گا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اتنے کلو فروٹ پھل کھا جائے اور پیشاب نہ کرے۔ جسم یہی ہوگا یا نہیں؟ اعتراض یہاں بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ (ہوتا ہے)

اس کا جواب یہ دیں گے کہ اس دنیا کی حیات کے حالات اور ہیں۔ جنت میں اسی جسم کی حیات کے اثرات اور ہیں۔ جنت میں تاثیریں جدا ہیں۔ اس لئے بعضوں نے انکار کر دیا کہ اس جسم سمیت قیامت کے بعد نہیں آئیں گے۔ اب سمجھیں، جنت میں یہی جسم ہیں کیفیت جدا ہے ہر زندگی کی۔ نہ درد ہے، نہ تھکاوٹ ہے، نہ کوئی کوفت ہے۔ کیونکہ وہاں اللہ نے یہ تاثیر جو اس رکھی ہے۔

برزخ کی زندگی

اب درمیان میں برزخ کی زندگی آ گئی جو کہ مسئلہ ہے، جس سے آدمی کو الجھن ہوتی ہے۔ یہی جسم ہے، قبر شریف میں اللہ نے روح کے تعلق سے حیات بھی رکھی ہے۔ لیکن جہان بدل گیا ہے، جہان کا دنیا کا نہیں، موت کے بعد کا جہان ہے۔ برزخ کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ جسم یہی ہے جہان بدل گیا ہے۔ برزخ کے جہان کی تاثیریں اس حیات میں ہیں، نہ اس کھانے کے محتاج، نہ اس پینے کے محتاج، نہ نکاح شادی کے محتاج۔ وہ وہاں تھکتے ہیں نہ وہ بیمار ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال یاد رکھو۔ وہ اس جہاں میں ہیں، وہ اس جہاں میں رہ کر آسمانوں پر گئے، تاثیر بدل گئی۔ اس ہاں سے برزخ کے جہان میں گئے تو تاثیریں بدل گئیں۔ کوئی مشکل نہیں۔ یہ جو میں نے سمجھایا ہے کہ جسم کے اندر حیات ہے۔ قبر اور برزخ کے جہان میں کیفیت اور ہے، ہر جہان کی کیفیت اور ہے۔

"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات" کی تشریح

"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون" اب یہ نص ہے قرآن کی جو اصل مسئلہ ہے وہ تو دلیلیں تھیں۔ تا کہ آدمی ان سے سمجھ سکے۔ مت کہو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ان کو مردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ تم نہیں سمجھتے۔ اب مختصر طور پر سمجھو! حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ قتل ہوئے قتل کی صورت میں ان پر موت آئی۔ اللہ نے فرمایا کہ وہ قتل نہیں ہوئے۔ لوگوں نے ان کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔ سینہ چیرے ہوئے دیکھا ہے۔ فرمایا: یہ جو قتل ہوئے ہیں اب ان کو مردہ مت کہو۔ مردہ مت سمجھو۔ چوتھے پارے میں ہے یا اللہ جب مردہ ہوئے ہیں موت آئی ہے۔ اب تو ہم نے یہی سمجھنا ہے کہ یہ مردہ ہیں قتل ہیں؟ لیکن رب کا فرمان ہے: ''یؤمنون بالغیب'' بغیر دیکھے ہم نے ماننا ہے۔ جب قتل ہوئے ہیں، پھر مردہ کیوں نہ کہو۔ رب جو فرماتا ہے اب پہلے شہید کی مثال دی ہے جس کو ہم شہید مان لیں، صحابہ رضی اللہ عنہم میں شہید ہوئے ہیں۔ قبر میں اس کا جسم ہو، اب ہم کہیں گے کہ یہ مردہ پڑا ہوا ہے۔ ہمیں پتہ ہو کہ یہ شہید ہے تو اب ہم قرآن کو ماننے والے یہی کہیں گے کہ یہ مردہ پڑا ہوا ہے۔ (نہیں) کیونکہ اللہ نے منع فرمادیا ہے۔ قرآن کو ماننے والے یہ نہیں کہیں گے مت مردہ کہو۔ مت مردہ سمجھو۔ اللہ فرما رہا ہے اب ہماری عقلیں اللہ کی قدرت سے بڑی ہوں تو پھر اور بات ہے؟ قتل مانا لیکن مردہ کہنے سمجھنے سے منع فرمادیا۔

''بل احیاء ولکن لا تشعرون'' پر روشنی

یا اللہ مردہ نہیں کہیں گے، مردہ نہیں سمجھیں گے۔ لیکن ہم ان کو کیا سمجھیں، کیا مانیں؟ فرمایا: ''بل احیاء'' شہید وہ اپنی قبر میں یا جہاں کہیں بھی ہیں زندہ ہیں۔ بے شک اب جو کہتا ہے کہ ایک مرتبہ موت آئی قتل ہوئے۔ اب وہ مردہ ہیں تو وہ قرآن کا منکر ہے۔ اللہ کے حکم کو جھٹلا رہا ہے۔ ہم نے ماننا ہے جیسے اللہ نے فرمایا کیفیت ہم نے نہیں جانی مردہ مت کہو شہیدوں کو زندہ ہیں۔ جہاں شہید کا جسم ہے وہاں جا کر ہم کہیں کہ زندہ ہیں قرآن ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک آیت دکھا دو کہ مرنے اور قتل ہونے کے بعد شہید کبھی زندہ نہیں ہوں گے قیامت تک۔

صرف ایک آیت دکھا دو۔ اللہ متضاد باتیں تو نہیں کرتا۔ کوئی آیت ہے نہیں ہم تو بغیر دیکھے قرآن کو مانتے ہیں۔ اب کوئی کہے کہ میں آنکھوں سے دیکھوں، پھر کہے گا کہ میں جبرائیل علیہ السلام کو آنکھوں سے دیکھوں۔ تب قرآن کو مانوں گا۔ اب کیسے زندہ ہیں، کیا ہے؟ وہ رب جانے جو شخص شہید کو قبر میں مردہ کہتا ہے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے۔ جو شہید کو قبر میں زندہ کہتا ہے وہ قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

دوسری بات کہتے ہیں زندہ تو ہیں لیکن روحیں زندہ ہیں۔ بتاؤ! کسی کی روح مردہ ہے یا تو کچھ روحیں مردہ ہوں کافروں کی شہیدوں کی زندہ ہوتیں تو پھر تو تھا اشکال۔ بھائی! روح تو مرتی ہے ہی نہیں۔ روح جب سے عالم ارواح میں پیدا ہوئی ہے وہاں بھی زندہ ہے، یہاں آتی ہے اس سے ہمیں زندگی ملتی ہے، موت کے بعد بھی وہ زندہ رہتی ہے۔ روح کو فنا ہی نہیں ہے۔ رب نے جو فرمایا کہ زندہ ہیں، وہ جو قتل ہوئے ہیں قتل روح ہوئی ہے یا جسم؟ (جسم ہوا ہے) ''لا تقولوا لمن یقتل'' جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں ان کو مردہ مت کہو۔ تو قتل روح ہوئی یا جسم؟ (جسم قتل ہوا ہے) جو چیز قتل ہوئی ہے اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اس کو مردہ مت کہو تو معلوم ہوا کہ جسم مردہ نہیں اب جسم زندہ ہے۔ زندگی کی کیفیت نہ پوچھو۔

''یؤمنون بالغیب'' اچھا اب اگر میں ایک اور بات کہہ دوں کہ شہید ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ بھائی!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بندہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ اللہ نے ثابت ثبوت اس جہان میں زندہ کردیا۔ اگر میں کہوں کہ ٹکڑے ٹکڑے جوڑ کر اللہ قبروں میں زندہ کر دیتا ہے۔ اپنے جلوے دکھاتا ہے تو اس میں کیا انکار ہے۔ گدھے کی ہڈیوں کو جوڑ سکتا ہے اور انبیاء عظام یا شہداء کرام کے بالفرض ریزوں ریزوں کو جوڑ نہیں سکتا۔ (جوڑ سکتا ہے) یہ توحید ہے کہ خدا کی قدرت کا انکار ہے؟ ہمارا یقین ہے کہ جو فرما دیا ہے کہ وہ زندہ ہیں وہ زندہ ہے۔ سمجھو نہ سمجھو، زندہ مان لو۔

اگرچہ یہ جدا ہے کہ اس جہاں کی حیات اور اس جہاں کی حیات میں فرق ہے۔ لیکن جسم میں حیات ہے۔ روح تو ہے نہیں۔ اللہ سمجھ دے ضد سے بچائے۔ اس آیت کو سمجھو! کوئی آیت اس کے خلاف ہو نہیں سکتی۔ آیتوں کا غلط مطلب نہ لینا۔ نص یہ ہے، شہیدوں کے لئے دلالۃ النص ہے۔ حضور ﷺ کی محبت میں فنا ہو کر شہید ہوئے ہیں۔ ان کو اللہ نے زندگی عطاء فرمائی تو نبی کریم ﷺ کو کیوں نہیں زندگی عطاء فرمائی؟ اچھا یہ بتاؤ مردہ اچھا ہے یا زندہ اچھا ہے؟ پھر تو انبیاء علیہم السلام سے حضور ﷺ سے نعوذ باللہ ہم بڑھ جائیں گے کہ ہم زندہ ہیں۔

کیا شب معراج میں روحوں نے رکوع، سجدہ کیا تھا؟

رحمت اللعالمین روحانی جہان میں تھے۔ صرف روحیں تھیں تو حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار تھے۔ اللہ نے سب پیغمبروں سے عہد لیا۔ "لتؤمنن به ولتنصرنه" کہ میں آخر میں بھیجوں گا۔ "ثم جاء کم رسول" سارے انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے اللہ نے فرمایا کہ تم نے ایمان لانا ہوگا نصرت کرنی ہوگی۔ روحانی جہان میں بھی حضور ﷺ سردار ہیں۔ جب اس عالم شہادت میں آئے جس طرح جسم اور روح کا تعلق ہوا۔ جس طرح ہمارا ہے کیفیت جدا ہے۔ اللہ نے وہ جو عہد لیا تھا انبیاء علیہم السلام سے اس عہد کے مطابق معراج کی رات سارے پیغمبروں کو بیت المقدس میں جمع کر دیا۔ حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھوائی۔ نماز کون پڑھتا ہے؟ روح پڑھتی ہے؟

بھائی! رکوع سجدہ جو کیا نماز پڑھی اور جماعت کرائی ہے: "لتؤمنن به ولتنصرنه" ہر پیغمبر اپنی امت کو خبر دیتا رہا کہ ہمارا زمانہ گزر جائے گا۔ آخر میں ایک نبی نے آنا ہے۔ آگے صرف اللہ نے اس اقرار پر اتفاق نہیں فرمایا بلکہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب کو اکٹھا کر لیا۔ اس کی قدرت ہے کہ نہیں؟ (قدرت ہے) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں گیا تو دیکھا کہ کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدہ میں ہے، کوئی نفل پڑھ رہے ہیں۔ اب جب سارے انبیاء علیہم السلام جمع ہو گئے تو جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑا کہ حضور ﷺ امامت آپ نے کرانی ہے۔ اب حضور ﷺ نے نماز جماعت سے پڑھائی یا نہیں؟ کیسے پڑھائی؟

بھائی! روح کے لئے رکوع، سجدہ ہے ہی نہیں۔ اب آدمی کہے کہ یہ ہو نہیں سکتا تو اللہ کی قدرت کا انکار ہے۔ اس جہاں میں تھے تو اللہ نے سب کی سرداری منوائی۔ اب قبر کے جہاں میں اگر مردہ ہوں تو سرداری کیسے؟ ارے خدا کے بندو! قیامت تک صدیوں تک حضور ﷺ مردہ ہوں تو اس جہان میں حضور ﷺ کی شان کیسے ہوگی؟ شان تو ختم ہوگئی روحیں تو سب کی زندہ ہیں۔ لیکن درجات کا فرق ہے۔ روحانی جہاں تھا تو حضور ﷺ کی سرداری یہ جہان تھا تو حضور ﷺ کی سرداری قیامت تک کا جہان آئے گا تو حضور ﷺ کی سرداری میں احمد پیچھے۔ "آدم ومن دونه تحت لوائي يوم القيامة" سارے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد پیغمبروں سمیت میرے پیچھے ہوں گے قیامت کے دن تک۔ کیا اب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ مردہ پڑے ہوئے ہیں؟ نعوذ باللہ!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آپ ﷺ کے لئے ہر پچھلی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے

اس جہاں میں حضور ﷺ کی کیا شان ہے؟ ’’وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ‘‘ جو قرآن ہے حضور ﷺ پر وحی آنا بند ہو گئی۔ کافروں کو معلوم ہوا تو کہا کہ ویسے بات تھی نبوت نہیں تھی۔ اللہ نے قسم کھا کر حضور ﷺ کی صفائی بیان کی۔ ’’والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعك ربك وما قلیٰ‘‘ دن کی قسم، رات کی قسم کھا کر فرمایا کہ نہ اللہ نے آپ ﷺ کو چھوڑا ہے نہ آپ ﷺ سے ناراض ہوا ہے۔

’’وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ‘‘ آپ ﷺ پر وحی آئے یا نہ آئے آپ ﷺ کے لئے ہر پچھلی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ یہ قرآن ہے اس جہان کے جلوں سے قبر کے جہان کے جلوے بہتر ہیں۔ قبر کے جہان کے جلوؤں سے، جنت کے جلوے حضور ﷺ کے لئے بہتر ہوں گے۔ یہ ہے ایمان اور یہ درمیان میں تم کہو کہ بالکل مردہ پڑے ہوئے ہیں۔ مردہ میں بھی کوئی جلوے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا منظر

ایک حدیث ہے مشکوٰۃ شریف میں حضور ﷺ منبر پر تشریف فرماتے۔ اب وہ منبر نہیں ہے جس منبر پر بیٹھ کر رسول پاک ﷺ خطبہ دیتے تھے۔ وعظ فرماتے تھے۔ قرآن صحابہ رضی اللہ عنہم کو سناتے تھے۔ وہ منبر کتنا عرصہ رہا؟ لیکن اب وہ نہیں ہے۔ اس کی جگہ حکومت نے منبر بنا کر رکھا ہوا ہے۔ کوئی بیٹھ نہیں سکتا تالہ لگا ہوا ہے۔ وہاں محافظ ہیں تاکہ قیامت تک لوگ آئیں تو وہ یہ جانیں کہ یہاں پر حضور ﷺ کا منبر ہوتا تھا۔ یہاں حضور ﷺ کے جلوے ہوتے تھے تو حضور ﷺ منبر پر تشریف فرماتے۔

اب جو حضور ﷺ کا روضہ ہے یہ حضرت مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا۔ حضور ﷺ نے تمام بیویوں کو حجرے دیئے ہوئے تھے۔ چھوٹے سے مکان تھے۔ اس کی کھڑکی جو تھی ادھر مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں تھی۔ حضور ﷺ اس کھڑکی سے تشریف لاتے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اصحاب رضی اللہ عنہم سامنے بیٹھے ہیں۔ ’’ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ‘‘ کہ یہ میرا گھر ہے۔

اب وہی روضہ ہے تاکہ یہ میرا گھر ہے یہ میرا منبر ہے جس پر بیٹھے ہوئے تھے یہ سارا جنت کا ٹکڑا ہے۔ اس کو بھی سارے محدثین صحیح سمجھتے ہیں۔ سارے جانتے ہیں پتہ نہیں یہ منکر کہاں بیٹھے ہیں؟ اب حضور ﷺ نے فرما دیا کہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ اب حاجیوں سے پوچھو تو کہتے ہیں کہ ہم: ’’ریاض الجنۃ‘‘ میں بیٹھے ہیں۔ اللہ ہدایت عطاء فرمائے۔ آمین! بھائی حضور ﷺ سے جنت اسی طرح ملتی ہے۔

علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ محدث کی تشریح

علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ محدث نے مشکوٰۃ کی شرح لکھی ہے جس کا نام مرقاۃ ہے۔ اس میں اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ جس طرح حجر اسود ہے جس کو دنیا چومتی ہے۔ وہ اس دنیا کا پتھر نہیں ہے بلکہ جنت کا پتھر ہے۔ یہاں لایا گیا اب وہ دنیا میں ہے۔ خانہ کعبہ کی دیوار میں ہے۔ صرف اس پتھر کو چومنا جائز ہے اور کسی پتھر کو چومنا جائز نہیں۔ قانون ہے قیامت کے دن یہ حجر اسود پتھر جنت میں شامل کر دیا جائے گا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اسی طرح وہ فرماتے ہیں کہ جو حضور ﷺ نے فرمایا ہے یہ میرا منبر، یہ میرا گھر ہے۔ یہ سارا ٹکڑا جنت کا ہے تو یہ سارا ٹکڑا جنت سے لایا گیا ہے۔ قیامت کے دن یہ سارا ٹکڑا حضور ﷺ کے روضے سے منبر تک یہ سارا جنت میں شامل کر دیا جائے گا تو گویا اس ٹکڑے کی بڑی شان ہے۔ اب بتاؤ کہ جنت میں کوئی مردہ بھی بیٹھا ہوتا ہے۔ یہ جو کہتے ہیں مردہ ہیں، مردہ ہیں۔ (نعوذ باللہ) اور اس کی رٹ لگاتے ہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بالفرض ایک من علم ہو تو اس کے لئے دس من عقل ہو تو اس علم کو چلا سکتا ہے۔ کتابیں پڑھنے کا نام علم نہیں ہے۔ کتابیں پڑھ لے، حدیث کا ترجمہ پڑھ لے۔ قرآن کا ترجمہ پڑھ لے۔ عقل نہ ہو تو کس چیز سے علم نکالے گا؟

بھائی! یہی قرآن ہے مرزائی اور معنی لیتے ہیں رافضی اور لیتے ہیں خارجی اور لیتے ہیں۔ مودودی اور لیتے ہیں ہم اہل سنت والجماعت اور لیتے ہیں قرآن تو ایک ہے۔ "یضل بہ کثیراً و یھدی بہ کثیراً" آزمائش ہے نا؟

حضور ﷺ زندہ جنت کے ٹکڑے میں آرام فرما ہیں

تو یہ بتائیں کہ جنت میں کوئی مردہ جاتا ہے، جنت میں تو ہم جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو لے جائے۔ اپنے فضل و رحمت سے اور حضور ﷺ کی شفاعت سے، تو جنت میں تو سارے زندہ ہوں گے نا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنت کا ٹکڑا ہے تو اب حضور ﷺ اس جنت کے ٹکڑے میں ہیں اور سارے ٹکڑے میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ حضور ﷺ کا روضہ افضل ہے۔ حضور ﷺ اب بھی زندہ اپنے روضہ مقدسہ اس جنت کے ٹکڑے میں آرام فرما ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سب سے اعلیٰ دو یار بھی اسی جنت کے ٹکڑے میں جسم سمیت آرام فرما ہیں۔ سبحان اللہ!

باقی اصحاب اس جہان میں تو حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ جسمانی معیت رہی۔ لیکن بعد میں پھر جدائی ہو گئی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ کوفہ میں۔ حضرت عثمان ذوالنورین کہاں ہیں؟ جنت البقیع میں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ جنت البقیع میں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ کربلا میں۔

ہیں تو سارے جنتی، لیکن حضور ﷺ سے جسم میں جدا ہو گئے۔ صدیق اکبر، عمر فاروق رضی اللہ عنہما جہاں حضور ﷺ ہیں وہاں ہیں اور جہاں وہ ہیں وہاں حضور ﷺ ہیں۔ سبحان اللہ!

ستر ہزار فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ کے روضے کی زیارت کے لئے جو ایک دفعہ حاضر ہو کر زیارت کر کے چلا جاتا ہے اس کی قیامت تک باری نہیں آتی۔ ہر بار ستر ہزار، پھر اور ستر ہزار، پھر اور ستر ہزار، مرکز تجلیات ہے۔ اللہ والے اپنے دل کی صفائی سے حضور ﷺ کا فیضان حاصل کرتے ہیں۔ ویسے نہیں جاتے۔

ہر آدمی ایمان و محبت سے زیارت کرنے والا کچھ نہ کچھ ضرور وہاں سے لے کر آتا ہے۔ کئی آدمی وہاں گئے اور ساری عمر کے لئے وہاں منتقل ہو گئے۔ کئی ایسے ہیں کہ وہاں کاروبار کے لئے جاتے ہیں یا وہاں گئے اور کچھ نہیں ملا۔ ورنہ اکثر جاتے ہیں اور ان کو بہت کچھ ملتا ہے۔

بھائی! باہر جو ہیں ان کو صدیوں سے مل رہا ہے اور جو اندر دو آرام فرما ہیں، ان پر جو حضور ﷺ کے طفیل اللہ کے جلوے ہیں وہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ سبحان اللہ!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما کی شان کے برابر انبیاء علیہم السلام کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں کوئی نہیں ۔ یہ حضور ﷺ کی معیت کی شانیں ہیں ۔ ایک واقعہ یاد آگیا ۔ گزشتہ سال حج پر گیا تھا اللہ قبول فرمائے ۔ سرائے عالمگیر ہے ضلع جہلم میں ۔ وہاں کے دو باپ بیٹا ، باپ کا دوسرا حج تھا اور بیٹے کا پہلا حج تھا ۔ میری ملاقات کے لئے چکوال آئے ۔ وہ مہاجر ہیں ۔ بیٹا خوب صحت مند ہے ۔ داڑھی رکھی ہوئی ہے ۔ بڑا شوق والا ہے ۔

ایک عجیب عبرت انگیز واقعہ

وہ کہتا ہے کہ میں وہاں مکہ مکرمہ میں رہا ۔ ضروری کھانے پینے سے فارغ ہو کر میں اگلی صفوں میں جا کر بیت اللہ کے پاس بیٹھ جاتا تھا ۔ ایک دن میں بیت اللہ کی زیارت کے لئے گیا ۔ کچھ آدمی اکٹھے ہیں ، ایک آدمی اپنی کچھ بات سنا رہا تھا ۔ وہ آدمی فیصل آباد کا تھا ۔ وہ اپنی بات سارے لوگوں کو یہ سنا رہا ہے کہ میں جب مدینہ شریف زیارت کے لئے گیا ۔ (جب معلم چالیس نمازیں پڑھانے کے لئے لے جاتے ہیں) آخری دن قافلے کی واپسی تھی تو میں حضور ﷺ کی جالیوں کے قریب ہو گیا ۔ مسئلہ نہیں سمجھتا تھا کہ جالیوں کو بھی بوسہ نہیں دینا ، سوائے حجر اسود کے ۔ میں نے بوسہ غلطی سے دے دیا ۔ وہاں سپاہی پہرے دار کے ہاتھ میں جائے نماز تھی ۔ اس نے مجھے تنبیہ کے لئے میرے سر پر ماری ۔ میں نے اس کو گالی دے دی ۔ سمجھو !

اس لئے بزرگ فرماتے ہیں کہ یہاں زیادہ سے زیادہ اصلاح کر کے جاؤ تو یہ استغفار کر کے جاؤ ۔ عادت جلدی نہیں چھوٹتی ۔ اب یہاں تو عادت ہے کہ گالیاں دیتے رہیں گے ۔ جانوروں کو دیں گے بیٹوں کو دیں گے ۔

دل لگی کرتے ہوئے بھی جوان ماں باپ کو گالی دے دیتے ہیں ۔ انسان ، انسان نہیں رہتے ۔ فیشن کے طور پر بعض گالیوں میں مزاح کرتے ہیں ۔ عادت بے چارے کی تھی ۔ کہتا ہے کہ میں نے اس سپاہی کو گالی دے دی ۔ اللہ نے میری زبان پکڑ لی ۔ زبان بند ہو گئی ۔ بتاؤ وہاں کچھ بھی نہیں ؟

حضور ﷺ کی مجلس کا ادب

” یایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی “ اے ایمان والو ! نبی اکرم ﷺ کی آواز پر اپنی آوازوں کو بلند مت کرو ۔ یہ حضور ﷺ کی مجلس کا ادب ہے ۔ اللہ نے سمجھایا ہے عقل نہیں سمجھتی ۔ عقل تو کہتی ہے کہ کیا ہوا کہ شور مچا دیا ۔ ہو گا کیا ؟ لیکن حقیقت یہ بتاتی ہے ، انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اپنے بڑے کے سامنے آہستہ بولنا ہے ۔

کچہری میں جاتے ہیں تو بڑے بڑے غنڈے آہستہ بولتے ہیں اور یہ تو دربار رسالت ، اللہ کے دربار کے بعد ساری کائنات میں سب سے بڑا دربار ہے ۔ حضور ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اس جہاں میں تشریف فرما تھے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آتے تھے ۔ اللہ نے آداب سکھائے ۔ قرآن میں سکھائے ۔ سورہ حجرات میں سکھائے کہ تم اپنی آوازوں کو حضور ﷺ کی آواز پر بلند نہ کرنا ۔ ” سبحان اللہ ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون “ تمہیں خبر بھی نہیں ہو گی تمہیں سمجھ بھی نہیں آئے گی ۔ تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے ۔ تمہاری نیکیاں ضائع ہو جائیں گی ۔ بے ادبی یہ ہے ۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس آیت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح خاموش بیٹھ جاتے تھے سر جھکا کر کہ کوئی آنے والا دیکھے۔ شاید یہ سرکیوں نہیں اٹھاتے۔ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں تاکہ اڑ نہ جائیں۔ آہستہ آہستہ پوچھتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کون فرمانبردار ہوگا؟ عجیب دور ہوگا۔ عجیب منظر ہوگا۔ رحمت للعالمین ﷺ ساتھ ہوں گے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم شمع رسالت کے پروانے سامنے ہوں گے۔ وہ دور واپس آ سکتا ہے؟ نہیں!

اس زمین و آسمان نے ایسی جماعت نہیں دیکھی نہ پہلے نہ بعد میں۔ نہ حضور ﷺ جیسا کوئی ہوا، نہ پہلی امتوں میں حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے ہوئے۔ اللہ ہمیں ماننے کی توفیق عطاء فرمائے۔ ادب کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

اللہ نے زبان بند کر دی

وہ پکڑا گیا زبان بند ہوگئی۔ بتاؤ فوراً زبان بند ہو جائے بیماری بھی نہیں؟ کوئی گلہ خراب نہیں۔ سمجھ گیا بے چارہ کہ میں نے کوئی غلطی کی ہے۔ واپس پریشان حال آیا۔ کہتا ہے کہ میں جب مکہ شریف آیا خانہ کعبہ میں گیا جو امام کعبہ نمازیں پڑھاتے ہیں، میں نے پرچہ لکھ کے یہ واقعہ بیان کیا کہ مجھ سے گستاخی ہوگئی ہے۔ اللہ نے پکڑ لیا ہے آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ میرا گناہ معاف فرمائے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ کا گھر ہے۔ ہم بھی تیرے لئے دعاء کریں گے اور تو بھی اللہ سے معافی مانگ۔

پھر کہتا ہے کہ میں توبہ استغفار کرتا رہا تو پھر اللہ نے زبان کھول دی۔ اب زبان کھل گئی۔ یہ واقعہ ہے اس نے خود سنایا۔ اگر نعوذ باللہ مردہ ہیں تو پکڑ کیوں ہوئی؟

بھائی! اگر وہاں نعوذ باللہ، نعوذ باللہ! نقل کفر کفر نباشد، مردہ لاش پڑی ہے تو یہ پکڑ کیوں ہوگئی؟

اور بعض ایسے بھی ہیں نامراد جوان جالیوں میں گندگی پھینکتے ہیں۔ "استغفر اللہ" سپاہیوں نے پکڑ لیا۔ یعنی ایسے واقعات ہیں وہ وہاں اس لئے جاتے ہیں تو فوراً عذاب ہر ایک پر نہیں آتا۔ یہ خوش نصیب تھا پکڑا نہ جاتا تو اس کو کیا پتہ تھا کہ میں نے کیا کیا ہے؟

علماء فرماتے ہیں کہ جو اس زندگی میں ادب تھا حضور ﷺ کا کہ بلند آواز سے نہ بولو۔ اسی طرح حضور ﷺ کے روضہ مقدسہ کے سامنے بھی یہ آیتیں لکھی ہوئی ہیں کہ اب بھی یہی ادب ہے۔ قرآن یہی ہے۔ سمجھنے میں فرق ہے؟ اللہ ہمیں ادب عطاء فرمائے۔ آمین! بھائی! حضور ﷺ تو حضور ﷺ ہیں۔ کسی ایک صحابی کی بھی بے ادبی کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔ کیونکہ جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا (رضی اللہ عنہم) اب وہ تو جنتی بن گئے۔ اللہ راضی جو ہو گیا۔ اب قیامت تک ان سے کوئی ناراض ہو، مخالفت کرے، دشمنی کرے تو ان کو تو جنت سے نکال نہیں سکتا۔ کیونکہ ان کو تو سند مل گئی۔ یہ (مخالفت) کرنے والے تباہ ہو گئے۔

ہم سنی ہیں۔ ہم تمام اصحاب سے دل سے راضی ہیں۔ یا اللہ! تو گواہ ہے۔ ہمیں اسی عقیدے پر آخری سانس تک قائم رکھ۔ ہم کسی صحابی کی بے ادبی نہیں کرتے۔ اہل بیت کی بے ادبی نہیں کرتے۔ جنہوں نے حضور ﷺ کے جلوے پائے ہیں ہم ہر ایک تو تیرا اور تیرے رسول پاک ﷺ کا پیارا جنتی مانتے ہیں۔ ہمارے دلوں کو کھوٹ سے پاک کر دے۔ آمین! مرنے کے بعد پھر ہمیں رسوا نہ کرنا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ معجزات قیامت تک ہیں۔ ایک تو وہ معجزے ہیں کہ حضور ﷺ اس جہان میں تھے۔ چاند دو ٹکڑے ہوا۔ پتھروں نے کلمہ پڑھا۔ معجزات عجیب وغریب ہیں۔ ہر فضاء کے معجزات ہیں۔ ایک معجزہ یہ ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول پاک ﷺ سفر میں تھے۔ حاجت ہوئی۔ اب وہاں کوئی اوٹ تھی نہیں (یعنی پردہ) اب کئی بس سے اتریں گے تو قبلہ بھی نہیں دیکھیں گے کہ کدھر ہے۔ پیشاب کرنا شروع کر دیں گے۔ جیسے جانور۔ یاد آ گیا! حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے: ولی بننا آسان، انسان بننا مشکل۔ کیسی بات فرمائی۔ آپ کہیں گے وہ کیسے؟ بھائی! ولی وہ بھی ہوسکتا ہے جو مخلوق ہو۔ اللہ، اللہ کرنے میں لگ جائے۔ جھوٹ نہ بولے، حرام نہ کھائے، گناہ نہ کرے۔ لیکن ولیوں کے درجے میں نا؟ بعض بالکل بھولے بھالے صوفی ہیں۔ لیکن ہو مخلص، مکار نہ ہو، اللہ کا پیارا تو ہو جاتا ہے لیکن انسانیت کا کمال اور ہے۔ کمال کے درجے ہیں۔ فرماتے ہیں ولی بننا آسان ہے۔ انسان بننا مشکل۔ ہر انسانی صفت ہو اس کا موقعہ ہو، غصے کے وقت غصہ ہو۔ شفقت کے وقت شفقت ہو اور آج کل تو صوفی میں غصہ زیادہ ہے۔ ذرا چھیڑ کے دیکھو تو سہی تجربہ بھی ہے۔ کیونکہ نفس کی اصلاح کا معنی یہ ہے کہ اپنی ذات پر نظر ہو۔ اپنی ذات سے نظر اٹھ جائے کہ میں بھی کچھ چیز ہوں۔ جب تک نظر رہے گی تو آدمی کہے گا کہ مجھے تو کیوں کہا ہے؟ اگر کوئی تو کہہ دے تو لڑ پڑتا ہے کہ مجھے تو نے کیوں کہا ہے؟ تو حافظ شیرازی رحمہ اللہ کا عجیب مصرعہ تھا۔ معرفت کا سمندر ہے ایک مصرعے میں ؎

تو خودی حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

اپنے آپ کو خطاب کرتے ہیں کہ اللہ اور تیرے درمیان اور کوئی پردہ نہیں تو خود ہی پردہ بن گیا تو درمیان سے ہٹ جا۔ اللہ کے ساتھ مل جائے۔ یہی بات ہے نا کہ نفس کو پاک کر۔ نفس کی خواہش کو شریعت کے تابع کر۔ حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ احمد سرہندی شریف والے فرماتے ہیں کہ سارے اصحاب رضی اللہ عنہم کے نفس جو تھے وہ شریعت کے تابع ہو چکے تھے۔ مطمئن ہو چکے تھے، اجتہادی خطاء تو اور ہے نا؟ سارے اصحاب رضی اللہ عنہم کے نفس جو ہیں وہ امارگی سے پاک ہو چکے ہیں۔ جو کچھ کرتے تھے وہ کرتے اللہ کے لئے تھے۔ صوفی وہ ہے جو کچھ کرے اللہ کے لئے کرے۔ جیسے جیسے دور گزر رہا ہے اس میں ہر چیز کا بگاڑ ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ رسول پاک ﷺ حیات ہیں۔ تھوڑا سا سمجھا دوں جہاں بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے؟ (کسی آدمی نے پرچی دی) کیا صدیق فاروق (رضی اللہ عنہما) بھی حیات ہیں؟ یہ تو بھائی! میں نے پہلے بتا دیا کہ صدیق اور فاروق (رضی اللہ عنہما) بھی حیات ہیں۔ اپنی شان کے مطابق شہیدوں سے ان کا بڑا درجہ ہے۔ شہید کی حیات اللہ نے فرمائی ہے اور اسی سے انبیاء کی حیات اقویٰ ثابت کرتے ہیں۔ ایک بات سمجھا دوں۔

حیات کے درجات ہیں

حیات، حیات میں فرق ہے۔ زندگی، زندگی میں۔ حیات حیات میں فرق ہے۔ حیات کے درجات ہیں۔ حیات کی کیفیتیں ہیں۔ اب دیکھو! رسول پاک ﷺ اس جہاں میں حیات تھے۔ ہر جہان کی حیات خواہ اس کا اس کے جسم سے تعلق ہو جدا جدا ہے۔ اسی میں بعض لوگوں کو مغالطہ ہوتا ہے، غلط فہمی ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب قبر میں حیات ہیں تو وہ حیاتی ساری اسی طرح ہوگی جس طرح اس جہان دنیا میں تھی۔ جسم میں حیات ہے تو روٹی کی محتاج؟ پانی کی محتاج؟ بیٹھے بیٹھے تھک جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس میں غلط فہمی ہوتی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اس جہان میں بھی حیات کا فرق ہے؟

جو حضور ﷺ کی حیات کے جلوے ہیں۔ وہ دوسروں میں نہیں۔ کیوں؟ حضور ﷺ انسان ہیں نا۔ پر درجات کمالات اور صفات وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بعد حضور ﷺ کی شان میں ہیں۔ رسول پاک ﷺ بیٹھے ہیں مسجد نبوی میں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، مشکوٰۃ شریف کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ ایک شخص ہے بڑا خوبصورت، نورانی چہرہ والا۔ سر کے اور داڑھی کے سیاہ بال ہیں۔ کپڑے بالکل سفید ہیں۔ کوئی داغ دھبہ نہیں۔ آیا اور سلام دے کر حضور ﷺ کے ساتھ گھٹنے سے گھٹنہ جوڑ کر دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا ادب سے۔ اس نے مسئلے پوچھے کہ ایمان کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ حضور ﷺ نے بتائے قیامت کب آئے گی؟ بتائیں نشانیاں۔

اب فاروق اعظم بیٹھے ہیں۔ صدیق اکبر بیٹھے ہیں۔ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حیران ہوئے کہ یہ شخص یہاں کا تو ہے نہیں، ہے باہر کا مسافر لیکن اس پر کوئی سفر کا اثر نہیں ہے۔ حیران تھے لیکن پوچھا نہیں حضور ﷺ سے۔ جب وہ رخصت ہوا چلا گیا کچھ دیر کے بعد رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں کہ جانتے ہو کہ یہ کون تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں۔ بتاؤ۔

حضور ﷺ بھی انسان، اصحاب رضی اللہ عنہم اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی انسان، حضور ﷺ کی بھی آنکھیں ان کی بھی آنکھیں۔ ایک آدمی کی شکل میں آرہا ہے سارے دیکھ رہے ہیں۔ ان آنکھوں سے جہاں تک تعلق ہے۔ وہ سارے دیکھ رہے ہیں۔

اندر کی آنکھ سے جو ہے وہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بہت بڑے باکرامت محدث ہیں۔ الہام ہوتا تھا لیکن ان کی روحانیت نے بھی بصیرت نے بھی دل کی آنکھ نے نہیں پہچانا کہ یہ کون ہے؟

بھائی! جب حضور ﷺ انسان اور وہ بھی انسان ہیں تو یہ کیا بات ہے کہ سامنے انسان ہے۔ ہے بھی اجنبی؟ نہ کہ پہلے حضور ﷺ کے پاس آتا تھا یا حضور ﷺ جانتے تھے یہ بھی حیات ہے نا۔ نگاہ کا فرق ہے نا؟ فرمایا کہ یہ جبرئیل امین علیہ السلام تھے۔ فرشتوں کے سردار ہیں لیکن دربار رسالت کے خادم ہیں کہ جس طرح اصحاب رضی اللہ عنہم گھٹنوں کے بل حضور ﷺ کی خدمت میں ادب سے بیٹھے تھے۔ فرشتوں کے سردار بھی اسی طرح خادم اور شاگردی کی حیثیت سے بیٹھے ہیں۔ سبحان اللہ! وحی نازل ہو رہی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں۔ صحابہ کو یہ نہیں پتہ چلتا کہ جبرئیل علیہ السلام آئے ہیں؟ اللہ کی وحی لائے ہیں۔

اچھا یہ بتاؤ وہ بھی زندہ اور حضور ﷺ بھی زندہ۔ وہ نہیں دیکھ رہے نہ جبرئیل علیہ السلام کو نہ وحی کی آواز کو سن رہے ہیں۔ رسول پاک ﷺ کے سینے میں نازل ہو رہی ہے۔ حضور ﷺ سن رہے ہیں۔ یہ نبوت کے کمالات ہیں وہ بھی انسان، یہ بھی انسان؟

جب تک حضور ﷺ زبان مبارک سے یہ نہ فرمائیں کہ مجھ پر یہ آیت یہ سورۃ نازل ہوئی ہے کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین!

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت علامہ ابو محمد عبدالکریم ندیم خانپور

موضوع:

معجزہ معراج النبی وحیات النبی ﷺ

گاؤں ڈیرہ شاہ جمال گوجرانوالہ ۲۰۰۲ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد للہ! الحمد للہ الذی شرفنا علیٰ سائر الامم برسالۃ من اختصہ من بین الانام بجوامع الکلم وجواھر الحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وبارک وسلم ۔ اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیتنا انہ ھو السمیع البصیر ۔ قال النبی ﷺ انا سید ولد اٰدم ولا فخر یوم القیامۃ وبیدی لواء الحمد ولا فخر انا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم ومسجدی اٰخر مساجد الانبیاء وقال النبی ﷺ اعطیت لیلۃ المعراج الاشیاء والصلوٰۃ الخمس وخواتیم سورۃ البقرۃ والشفاعۃ او کما قال ﷺ

اشعار

معراج میں جبرئیل سے تھے پوچھتے شاہ امم
تم نے تو دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

کہنے لگے روح الامین اے مہ جبیں حق کی قسم
آفاقہا گردیدہ ام مہر و بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
اللہ کے محبوب سے کس کو مجال ہمسری

حق نے کی ہے عطا سب سروروں کی سروری
آپ پر ہے ختم پیغمبروں کی پیغمبری

تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری
ہر چند وصفت میکنم حقا عجائب دلبری

دی روز در بستان صحرا
ہمہ طوطیان خوش نما

پڑھتی تھیں نعت مصطفٰے
بلغ العلیٰ بکمالہ

قمریاں سب شوق میں
ڈالی تھی گردن طوق میں

کہتی تھیں آ کے ذوق میں
کشف الدجیٰ بجمالہ

بلبلیں سب سو بسو
لے لے کے ہر اک گل کی بو

کرتی تھیں باہم گفتگو
حسنت جمیع خصالہ

چڑیوں کے سن کر چہچہے
انسان بھلا کیوں چپ رہے

لازم ہے اس پر یوں کہے
صلو علیہ وآلہ

حضرت چلے معراج پر
بلغ العلیٰ بکمالہ

اندھیرا تھا سب اجالا ہوا
کشف الدجیٰ بجمالہ ۔

صفات ہیں ان کی سب بھلی
حسنت جمیع خصالہ

مل کر پڑھو درود ان پر
صلوا علیہ وآلہ

انتہائی لائق تکریم علماء کرام، واجب الاحترام، برادران اسلام، قابل قدر بزرگو، دوستو، بھائیو! اور جہاں تک میری آواز جا رہی ہے اور اگر سن رہے ہیں میری پردہ نشین غیرت مند مائیں وبہنیں اور بیٹیاں سب سے یہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

گزارش ہے کہ آج کا یہ عظیم الشان اجتماع آپ کے قصبے (ڈیرہ شاہ جمال) کی دینی درسگاہ جامعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زیر اہتمام سالانہ تقریب دستار بندی پر انعقاد پذیر ہے۔ مولانا تابانی اور ان سے پہلے اکابر و اسلاف کی نشانی حضرت اقدس مولانا محمد الطاف صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا سیرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر مغز، پروقار، باکمال جامع بیان ہم سب کے دلوں کی جلا کا ذریعہ تھا۔

ہر محفل میں بیٹھنے کے سننے کے کچھ آداب ہوتے ہیں اور قرآن مجید کی محفل اس معاملہ میں سب سے حساس ہوتی ہے کہ اگر اس کو توجہ اور انہماک سے نہ سنا جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت جو ان پر بھیجنا چاہتے ہیں اسے اٹھا لیتے ہیں۔ اس لئے اس محفل کے آداب میں سب سے بڑی جو بات ہے کہ جب تک دعا نہ ہو کوئی دوست اٹھ کر ادھر ادھر جانے کی کوشش نہ کرے۔

دوسری گزارش یہ ہوگی۔ دعا چونکہ عبادت کا مغز ہے۔ جلسے کے دوران یہ بہت ہی قبیح اور مکروہ عمل ہے کہ کوئی آکے بات کرتا ہے۔ کوئی اٹھ جاتا ہے۔ کوئی بیٹھتا ہے۔ اس لئے میرے ہر کلمہ پڑھنے والے مسلمان سے درخواست ہے کہ اللہ کے قرآن کا ادب پیش نظر رکھتے ہوئے باادب گفتگو سنیں۔

تمہید

قابل قدر دوستو اور بھائیو! یہ رجب المرجب کا مہینہ ہے، اس مہینے میں اسلامی تاریخ کے حوالے سے بہت سارے واقعات ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ امیر المومنین خال المسلمین سیدنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال اسی مہینہ میں ہے۔ اسی طریقے سے قائد فقیہ امت جناب سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا انتقال اسی مہینہ میں ہے۔ ایسے ہی قاضی امت جناب سیدنا علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ کو سرور کائنات نے "اقضاھم علی" پوری امت کا جج اور چیف جسٹس کہا۔ ان کی ولادت باسعادت اسی مہینے میں ہے۔ ان اہم واقعات میں سب سے زیادہ اہم واقعہ یہ ہے کہ یہ مہینہ اللہ کے محبوب ﷺ کی معراج کا ہے۔ اللہ نے اس مہینہ میں اپنے محبوب ﷺ کو اپنی ملاقات کا شرف بخشا ہے۔ (سبحان اللہ) اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ محبوب خدا ﷺ کی سیرت کا تذکرہ معراج کی مناسبت سے تھوڑا سا ہو جائے۔ (سبحان اللہ)

ظاہری معراج اور باطنی معراج میں فرق

معراج النبی ﷺ کے حوالے سے علماء نے لکھا ہے کہ معراج کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہری معراج اور ایک باطنی معراج، معراج کا معنی ہے عروج اور بلندی پر جانا، ایک ظاہری بلندی ہوتی ہے اور ایک باطنی بلندی ہوتی ہے۔ ظاہری معراج یہ ہے کہ آپ حضرات بیٹھے ہیں اور اسٹیج پر علماء اور بزرگ بھی تشریف فرما ہیں اور آپ نیچے بیٹھے ہیں۔ یہ ظاہری معراج ہے۔

باطنی معراج یہ ہوتی ہے کہ استاد بھی چٹائی پر بیٹھا ہے۔ مرید بھی اس کے ساتھ اسی جگہ پہ بیٹھا ہے۔ امام بھی اسی مصلے کے قریب زمین پر بیٹھا ہے۔ مقتدی بھی مسجد میں اسی زمین میں بیٹھا ہے۔ بیٹھے دونوں زمین پر ہیں استاد بھی وہیں، شاگرد بھی وہیں، مرید بھی وہیں، باپ بھی وہیں، بیٹا بھی وہیں بیٹھے تو ایک ساتھ ہیں۔ آمنے سامنے ہیں لیکن یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ جو مقام استاد کو حاصل ہے، وہ مقام شاگرد کا نہیں ہے۔ یہ پوری دنیا جانتی ہے کہ جو حیثیت امام کی ہے، وہ حیثیت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مقتدیوں کی نہیں ہے۔ یہ پوری دنیا جانتی ہے کہ جو عظمت باپ کو اللہ نے عطاء کی ہے۔ بیٹا اس کی عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو دونوں قسم کے معراج عطاء کئے

ظاہری معراج بھی، عطاء کیا۔ باطنی معراج بھی عطاء کیا۔ باطنی معراج یہ عطاء کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم زمین پر بیٹھتے تھے۔ محبوب ﷺ بھی اسی چٹائی پر بیٹھتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی روکھی، سوکھی پر گزارہ کرتے تھے۔ محبوب بھی فقر و فاقہ پر گزارہ کرتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھی پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ آقا کے پیٹ پر دو، دو پتھر کی چٹائیں باندھی ہوئی ہیں۔ فاقے محبوب ﷺ نے بھی برداشت کئے اور حضور ﷺ کے یاروں نے بھی برداشت کئے رہتے۔ دونوں اکٹھے ہیں، بیٹھے دونوں ایک ساتھ ہیں۔ آقا ﷺ اور مرید سارے زمین پر ہیں۔ لیکن یہ پوری کائنات جانتی ہے جو مقام مصطفیٰ ﷺ کا ہے وہ مقام کائنات میں کسی کا نہیں ہے۔ یہ تو باطنی معراج تھا۔

اور ظاہری معراج یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار فرش پر بیٹھے ہیں۔ اللہ کے محبوب ﷺ عرش پر پہنچے ہیں۔ سبحان اللہ!

رحمت دو عالم ﷺ کا معراج عرش بریں پر اس کی حکمت

اب ایک اور بات سمجھیں! ہر نبی کا معراج زمین پر آمنہ کے در یتیم ﷺ کا معراج عرش بریں پر اس کی حکمت کیا ہے؟ علماء نے لکھا ہے کہ جس کی جہاں حکومت ہوتی ہے وہ وہیں سیر کرتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ اے سی صاحب اپنی تحصیل کا معائنہ کریں گے۔ ڈی سی صاحب اپنے ضلع کا معائنہ کریں گے۔ کمشنر صاحب، اپنے ڈویژن کی سیر کریں گے۔ گورنر اپنے صوبے کو دیکھے گا۔ صدر اپنے مملکت کو دیکھے گا جس کی جہاں حکومت ہے اس کی اس جگہ سیر گاہ ہوتی ہے وہ اس علاقے کو دیکھتا ہے، اس کا معائنہ کرتا ہے۔ اس کا مشاہدہ کرتا ہے۔

آدم علیہ السلام کی نبوت بھی زمین پر۔ اس کا معراج اور سیر بھی زمین پر، نوح علیہ السلام کی نبوت بھی زمین پر۔ معراج بھی زمین پر۔ ابراہیم علیہ السلام کی نبوت بھی مین پر۔ معراج بھی زمین پر۔ یوسف علیہ السلام، یونس علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، دانیال علیہ السلام، الیاس علیہ السلام، شیث علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، داؤد علیہ السلام (وغیرہم) ان تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بھی زمین پر۔ معراج بھی زمین پر۔

مگر جب باری آئی آمنہ کے لال کی، صاحب جمال و کمال کی، محبوب ذوالجلال کی، فخر الرسل کی، ہادی سبل کی، مولائے کل کی، شاہ جبل کی، ختم الرسل کی، امام الاولین، والآخرین کی، راحت العاشقین کی، مراد المشتاقین کی، محبوب رب العالمین ﷺ کی۔

میرے آقا ﷺ کی نبوت زمین پر ہے اور عرش بریں پر بھی ہے۔ اس لئے محبوب ﷺ کا معراج زمین پر بھی ہے اور عرش بریں پر بھی ہے۔ (سبحان اللہ) ایک بات اور سمجھیں۔ ہر نبی کا معراج زمین پر، بصورت امتحان، لفظ یاد رکھیں، بصورت امتحان۔ (پہلے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے چلیں)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عظمت پر روشنی

یہ آپ کی ایک بہت بڑی دینی درسگاہ ہے۔ جامعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اس صحابی کی مناسبت سے ہے جس کو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضور ﷺ نے پوری امت کا فقیہ کہا ہے۔ سبحان اللہ! بلکہ ایک روایت بڑی عجیب ہے جو کچھ تمہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ دے اس سے لیا کرو۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے کوئی چیز نہیں دیتا۔ ہر وہ چیز دے گا جو محمد ﷺ اسے دے رہا ہوں۔ توجہ سے بات کو سمجھنا۔ فرمایا: اس کا کہا ہوا میرا کہا ہوا ہوگا۔ اس لئے اس پر اعتماد کرنا۔ مجھ سے پہلے حضرت نے وہ حدیث بیان فرمائی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ "صاحب السواك والنعلين" ہیں۔ حضور ﷺ کا مسواک، حضور ﷺ کا تکیہ، رحمت کائنات ﷺ کی جوتی مبارک آپ ﷺ کے وضو کے پانی کا سامان حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھایا کرتے تھے میں نے اگر زندگی میں ایک مرتبہ حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی جوتی سیدھی کی ہو تو میں پوری دنیا کو کہتا ہوں کہ میں وہ خوش نصیب ہوں کہ میں نے حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی جوتی سیدھی کی تھی۔

ایک واقعہ میں طالب علمی کے زمانہ میں پڑھتا تھا تو ہمارے مدرسہ میں ایک مرتبہ حضرت مولانا سید یوسف بنوری رحمہ اللہ تشریف لائے جس کے مہتمم مولانا محمد عثمان صاحب جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل عالم تھے، انہوں نے حضرت بنوری رحمہ اللہ کی جوتی سیدھی کی تو میں سوچتا تھا کہ یہ کتنا بڑا عالم ہوگا کہ میرا مہتمم جن کی جوتی سیدھی کر رہا ہے۔

بھائی! تم اگر کسی عالم کی ایک دن جوتی اٹھاؤ تو زندگی بھر ناز کرتے ہو۔ اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ تیرے تقدس کو سلام! جنہوں نے ۲۳ سال حضور ﷺ کے جوتوں کو سیدھا کیا ہے۔ سبحان اللہ! پہلی صف کے نمازی تھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ، اللہ کے نبی ﷺ کو نماز میں جتنے قریب سے دیکھا ہے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے) دنیا میں اتنا کسی نے نہیں دیکھا اور جب بھی کوئی بات فرماتے تو فرمایا کرتے تھے: "الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ" کیا میں تجھے حضور ﷺ کی نماز پڑھ کے نہ دیکھاؤں۔ میں تم کو نبی کا عمل اس حوالے سے نہ سمجھاؤں۔ میں تمہیں پیغمبر ﷺ کا طریقہ اس حوالے سے نہ دکھاوں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہر وہ بات کہی جو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو سکھائی ہے۔

ایک عجیب بات بتاتا ہوں جب کوفہ پہلی دفعہ آباد ہونے لگا۔ یہ بھی ایک دشمنوں کی وبا ہے کہ ہر بات پر کہتے ہیں کہ کوفہ، کوفہ تو بغاوت کا شہر ہے۔ کوفی + کوفی، کوفی لا یوفی، یہ کسی بدمعاش کی کہاوت ہوگی۔ کسی بے دین کی کہاوت ہوگی۔ ابوجہل کس شہر میں رہتا تھا؟ مکہ میں۔ مکہ فضیلت کا شہر ہے یا بدبختی کی جگہ ہے۔ فضیلت کا شہر ہے۔ کیوں؟ ابوجہل بھی افضل ہے؟ (نہیں) بھائی پھر بھی مکہ افضل ہے۔ اگرچہ لاکھوں ابوجہل اکٹھے ہو جائیں۔

یاد رکھنا مکہ اللہ کے انوارات و تجلیات کا مرکز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا مسکن ہے۔ محبوب ﷺ کی آمد کا شہر ہے۔ اس لئے نبی ﷺ کی نسبت سے ہم دیکھیں گے۔ ہمیں ابوجہل کی نسبت کی ضرورت نہیں۔ ہاں! ابوجہل کے گھرانے والے اس کی نسبت سے دیکھیں۔ ماشاء اللہ!

ہر آدمی مدینہ کو رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے دیکھتا ہے۔

عبداللہ بن ابی سلول رئیس المنافقین مدینہ میں رہتا تھا۔ لیکن اس کو کوئی منافقوں کا شہر نہیں کہتا۔ ہر آدمی مدینے کو پیغمبر کی نسبت سے دیکھتا ہے کہ جس کی جس سے نسبت ہو وہ اس کی اسی نسبت سے لاج رکھتے ہیں۔ ہمیں اس سے محبت ہے کہ پیغمبر ﷺ اس شہر میں تشریف لائے۔ پیغمبر ﷺ کی ہجرت کا مرکز بنا۔ نبوت ﷺ کے وصال کا مرکز بنا۔ آج تک پیغمبر ﷺ کی آرام کی جگہ مدینۃ الرسول ہے۔ اسی لئے مدینہ طیبہ ہے، مدینہ کعبہ ہے۔ مدینہ مصافہ ہے۔ مدینہ منورہ ہے۔ مدینہ دارالسلام ہے۔ مدینہ دارالرحمت ہے۔ مدینہ دارالبرکت ہے۔ مدینے کی مٹی ہماری آنکھوں کا سرمہ ہے۔ "فی غبار المدينة الشفاء من كل داء"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضور ﷺ نے فرمایا مدینہ کا غبار ہر بیماری کی شفاء ہے۔ "من استطاع منکم ان یموت فی المدینة فلیمت فیھا ومن فی المدینة کنت له شفیعا وشھیدا یوم القیامة"

تم میں سے جس کو طاقت ہو وہ دولت چھوڑ کر مدینے کی زندگی قبول کرو۔ مدینے کی موت قبول کرو۔ جس کو مدینے میں موت آئی، قیامت کے دن میں محمد ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں ساتھ لے جاؤں گا۔

مسئلہ سمجھیں! مدینہ کی عظمت محبوب کی نسبت سے ہے۔ کیا عبداللہ بن ابی ابن سلول کی بدبختی کی وجہ سے مدینے کو برا کہو گے؟ بھائی جو ابن ابی کے یار ہیں وہ اس نسبت سے اس کو یاد کریں۔ ہم تو محبوب ﷺ کے غلام ہیں۔ مدینہ کو نبی ﷺ کی نسبت سے یاد کریں گے۔ (سبحان اللہ) اب میرا جملہ نوٹ کرو۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا کا ثمرہ ہیں

ایک دعا محبوب ﷺ نے کعبے کی چوکھٹ کو پکڑ کر مانگی۔ اے اللہ عمر دے۔ نبی ﷺ نے عمر مانگا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آیا۔ تاریخ گواہ ہے ایک دعا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ نے مانگی تھی۔ نبی ﷺ کی دعا میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آیا اور علی رضی اللہ عنہ کی دعا میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آیا۔ (سبحان اللہ، ماشاء اللہ)

اب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بنیاد رکھی اس کوفے شہر کی اور وہاں کے لوگوں نے کہا کہ ہمیں کوئی معلم دیں جو ہمیں دین سکھائے، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ لوگو! عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ضرورت تو مدینے کو ہے۔ اس سے بڑا فقیہ امت کوئی نہیں۔ چونکہ وہ نیا شہر آباد ہو رہا ہے۔ وہاں منافقوں کی نظریں بہت زیادہ ہیں۔ وہ گڑ بڑ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ شہر میں کسی منافق کو جرات نہ ہو، وہاں پر گڑ بڑ کرنے کی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دین سیکھنا، یہ وہی دین سکھائے گا جو مدینہ میں محمد رسول اللہ ﷺ نے سکھایا تھا۔ سبحان اللہ!

اور یاد رکھیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں علم کی شمع جلائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور جب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امت کی ضرورت سمجھی کہ اس مدینے کے مرکز کو کوفہ میں منتقل کر دوں، تاکہ وہاں کے لوگوں کو علم دین پورے طریقے سے پہنچایا جاسکے تو پھر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کو پروان چڑھایا۔ اب کوفہ عمر رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کا مرکز، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقاہت کا مرکز، علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت وخلافت کا مرکز، جب یہ تینوں چیزیں اکٹھی ہوئیں تو اللہ نے چوتھا آدمی پیدا کیا جس کا نام نعمان بن ثابت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھا، جس کے سینے میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت تھی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقاہت رب نے اس کے سینے میں رکھی۔ علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت وقضاء رب نے اس کے سینے میں رکھی۔ ان تمام چیزوں کا مرکز امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سینے میں آیا۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کوفے کو عظمت دی ہے۔ اب گویا جو عمر رضی اللہ عنہ کو ماننے والا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ماننے والا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کا ماننے والا ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ماننے والا ہے۔ ہم اس نسبت سے کوفے کو یاد کرتے ہیں۔ اگر کوئی حسین رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے تو وہ اپنی نسبت سے یاد کرے۔

آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ خارجی اکثر کوفی لایوفی کہتے ہیں۔ (بے شک) کوفے پر تنقید وہ کرتے ہیں جو حسین رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتے ہیں۔ کبھی آپ اس کی تہہ میں جائیں۔ ان لوگوں سے تحقیق کریں تو پتہ چلے گا (کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر غداری سے شہید کرنے والا کچھ، سبائی منافقوں کا ٹولہ تھا سارا شہر کوفہ نہ تھا)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہر نبی کا معراج زمین پر بصورت امتحان

سب کا معراج زمین پر مگر حضور ﷺ کا معراج آسمان پر۔ سب کا معراج یہاں کیوں؟ اور آقا ﷺ کا معراج وہاں کیوں؟ ایک بات تو میں نے ابھی بتائی۔ اس لئے کہ جس کی جہاں نبوت ہو وہاں معراج، ان کی نبوت زمین پر۔ ان کو معراج زمین پر۔ آقا ﷺ کی نبوت زمین پر بھی اور عرش بریں پر بھی تو حضور ﷺ کا معراج زمین پر بھی اور عرش بریں پر بھی۔ اب اگلی بات سمجھیں۔ ہر نبی کا معراج زمین پر بصورت امتحان۔

ایک مثال: یہ مدرسہ ہے اس میں امتحان ہوا ہے۔ یہ انعام رکھے ہیں جوان بچوں کو ملیں گے جو امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ پاس تو سارے ہو جاتے ہیں، کامیاب تو سارے ہوتے ہیں لیکن کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ٹاپ کرتے ہیں اور پوزیشن لیتے ہیں بلکہ جو ڈویژن ٹاپ کرتے ہیں اگر ہمارا وفاق ہو تو پورے ملک میں بچے پوزیشن لیتے ہیں۔ اب اگر اتنا عظمت والا بچہ ہو تو اس مدرسہ کی نام وری کا سبب بنتا ہے۔

پھر مدرسے والے قاری عبدالرزاق صاحب کہتے ہیں۔ علماء کہتے ہیں ہمیں ایک تقریب رکھنی چاہئے کہ اللہ نے ہمیں کتنی سعادت بخشی۔ ہمارا بچہ کتنا باعظمت ہے۔ علاقے کے لوگوں کو اکٹھا کرتے ہو۔ افسران کو جمع کرتے ہو۔ زمینداروں کو اکٹھا کرتے ہو۔ عوام الناس کو اکٹھا کرتے ہو۔ علماء کو اکٹھا کرتے ہو۔ حضرت مولانا الطاف جیسے بزرگ اور نیک صالح اور جناب عمر رسیدہ بزرگوں کو اکٹھا کرتے ہو۔ یہ بھائی قاری جمیل الرحمن اختر صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ یہ مولانا گلزار احمد صاحب تشریف لائے۔ یہ سارے کے سارے کس لئے تشریف لائے۔ ہم اور وہ دیکھنا چاہتے ہیں یہ کون ہے؟ جس نے ٹاپ کیا ہے۔ یہ آج کی محفل ان بچوں کے لئے سجائی ہے، جنہوں نے اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ پہلا انعام حاصل کیا ہے۔ اس کے لئے یہ ساری محفل منعقد کی گئی ہے۔

امتحان میں کامیاب تو سارے نبی ہوئے، جس نے جب امتحان دیا۔ جب وہ کامیاب ہوا تو اللہ نے وحی کہا کہ تو اپنے امتحان میں کامیاب ہے۔ اللہ کا یہ کہنا انعام ہے۔ جیسے کوئی بچہ اچھا سنا جائے۔ استاد کہتا ہے بیٹے بہت اچھا سنایا۔ بہت خوب سنایا۔ بڑا کامیاب ہے۔ ابھی اس کو نمبر بتائے نہیں۔ اس کا اعزاز لوگوں کے سامنے نہیں کیا۔ بچہ مطمئن ہو گیا کہ میں کامیاب ہوں۔

حضور ﷺ کا معراج امتحان نہیں بلکہ رب کی طرف سے انعام

بھائی! آدم سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک امتحان میں کامیاب تو سارے تھے، ہر ایک نے امتحان دیا لیکن جس کا جہاں امتحان تھا وہیں انعام تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام میدان عرفات میں ہیں۔ آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات ہے۔ زبان سے "ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا" کے ترانے ہیں۔ معراج ہے مگر امتحان کی شکل۔

یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں ہے۔ یہ اللہ کی قربت اور معراج ہے۔ مگر امتحان کی شکل۔

زکریا علیہ السلام آرے میں چیرے جا رہے ہیں معراج ہے۔ مگر امتحان کی شکل۔

حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام شہادت نوش کرتے ہیں۔ معراج ہے مگر امتحان کی شکل

یعقوب علیہ السلام گریہ زاری میں ہے، معراج ہے۔ مگر امتحان کی شکل۔

ابراہیم علیہ السلام آگ کے چھنے میں ہے، معراج ہے۔ مگر امتحان کی شکل۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اسماعیل علیہ السلام چھری کے نیچے ہے، معراج ہے۔ مگر امتحان کی شکل۔
حضرت کلیم اللہ علیہ السلام طور پر کھڑے ہیں، معراج ہے۔ مگر امتحان کی شکل۔
عیسیٰ علیہ السلام کو تختہ دار پر لے جا رہے ہیں، معراج ہے۔ مگر امتحان کی شکل۔
سب کا معراج زمین پر بصورت امتحان، جب باری آئی آمنہ کے لال ﷺ کی۔ محبوب ﷺ کی تو وہ ہے جو سب میں ٹاپ کر گیا۔ پہلی پوزیشن لے گیا۔ سب کا معراج زمین پہ بصورت امتحان۔ آقا ﷺ کا معراج عرش بریں پر۔ امتحان نہیں رب کی طرف سے انعام ہے۔ (سبحان اللہ، ماشاء اللہ)

ذلت کی عجیب مثال

اب ایک اور بات سمجھیں۔ ایک فرق بہت عجیب ہے۔ اگر آزمائش ہو پہلے اور نعمت ملے بعد میں تو یہ عزت ہے اور اگر انعام ہو پہلے اور پھر صدمات آئیں بعد میں تو ظاہری طور پر آدمی پریشان ہوتا ہے۔ یہ ذلت ہے، حکومت ہے، کرسی ہے، اقتدار ہے، جس کو چاہتا ہے پولیس مقابلوں میں مروا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے رگڑ دیتا ہے۔
اب اسی آدمی کو پکڑا جائے اور ایئرپورٹ پر اترتے ہی گرفتار کر لیا جائے۔ ہاتھوں میں ہتھکڑی ہو۔ پاؤں میں جولان ہوں، جیل کی کوٹھری ہو، مچھر ڈس رہے ہوں۔ پھر ملک بدر ہو رہا ہو، یہ عزت نہیں! ذلت ہے (بے شک) کرسی پر ہاتھ مار کر کہے کہ میری کرسی بڑی مضبوط ہے۔ میں نہیں ہوں تو بھی بڑی مضبوط ہے۔ رات کو یہ کہہ رہا ہو اور صبح کو جیل کی کوٹھری میں کھڑا ہو۔ تختہ دار پر لٹک رہا ہو یہ عزت نہیں، ذلت ہے۔

عزت کی عجیب مثال

اور اگر یوں ہو کہ بھائی پکڑ رہے ہیں، جنگل میں لے جا رہے ہیں۔ تھپڑ مار رہے ہیں، کپڑے اتار رہے ہیں۔ کنویں میں ڈال رہے ہیں۔ قافلہ گزرتا ہے کنویں سے نکالتا ہے۔ مصر کے بازاروں میں فروخت ہوتا ہے۔ سات سال تک جیل کی کوٹھری میں رہتا ہے۔ اب نکل کر جب تخت خلافت پر بیٹھا تو عزت ہے۔ آزمائش پہلے، انعام بعد، قانون بھی یہی ہے۔ امتحان پہلے، انعام بعد میں۔

حضور ﷺ کی مکی زندگی امتحان کا خلاصہ ہے

حضور ﷺ کی مکی زندگی ساری امتحان کا خلاصہ ہے۔ (بے شک) جتنی آزمائشیں آئیں اگر میں اس وقت ان کو کھولوں تو رات صرف انہی مصائب پر گزر جائے گی۔ آپ ﷺ کو ساحر کہا گیا، مجنوں کہا گیا۔ دیوانہ کہا گیا۔ مذموم کہا گیا۔ راستے میں کانٹے بچھائے گئے، جسم اطہر پر اوجھڑی ڈالی گئی۔ صدمات سے آپ ﷺ دوچار ہوئے۔ تکلیفوں کی اخیر اور انتہاء ہوگئی۔ عجیب وغریب قسم کے واقعات پیش آئے۔
حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ لوگو! مجھے اللہ کی راستے میں ستایا گیا۔ اس سے پہلے کسی نبی کو نہیں ستایا گیا اور بڑی عجیب بات ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے جو نبی گزرے ہیں، علماء نے لکھا ہے ایسے پیغمبر گزرے ہیں جن کو قرآن نے کہا: ”یقتلون النبیین بغیر الحق“ ان کو حق قتل کر دیا گیا۔ قرآن کہتا ہے حدیث میں آیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایسے پیغمبر بھی آئیں گے ایک پیغمبر ہوگا۔ ایک امتی ہوگا، ایک نبی ہوگا دو امتی ہوں گے۔ ایک نبی ہوگا۔ چار امتی ہوں گے ایک نبی ہوگا آٹھ امتی ہوں گے۔ ایسے بھی نبی کھڑے ہوں گے کہ اکیلا نبی ہوگا امتی کوئی بھی نہیں ہوگا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک روایت اور عجیب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انبیاء پر اتنی مشکلات آئیں کہ جسموں سے کپڑے اتار کر لوہے کی کنگھی کو گرم کر کے ان کے جسموں کو چھیلا گیا۔ اتنے صدمات آئے لیکن پیغمبر استقامت اور استقلال کا پہاڑ بن کر رہے۔ آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ پر سب سے زیادہ صدمے آئے ہیں۔ اب اگر میں حضور ﷺ کے صدمات کو بیان کروں تو خدا گواہ ہے۔ آپ تڑپ جائیں گے۔

قید شعب ابی طالب کا منظر

شعب ابی طالب کی گھاٹی میں حضور ﷺ تین سال قید رہے۔ چاروں طرف پہاڑ تھے۔ درمیان میں مسلمانوں کو بند کر دیا گیا۔ یہ اس دور کے اتحادیوں کا فیصلہ تھا کہ مسلمانوں کو پہاڑوں میں بند کرو۔ باہر نہ نکلنے دو اور جس وقت آقا ﷺ ہجرت کر کے چلے گئے، کچھ مسلمان حبشے کی طرف کچھ مدینے کی طرف تو ابو جہل کہتا تھا، کہاں ہیں؟ ہم نہیں کہتے تھے کہاں ہیں، اسی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ابو جہل نے تھپڑ مارا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو اس وقت بچے تھے۔ آٹھ، نو سال عمر تھی۔ جب تھپڑ مارا تو روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے اور آ کر کارگزاری سنائی اور اس وقت اس وقت کا ابو جہل کہتا ہے ہم نہیں کہتے تھے کہ ہماری طاقت مانو۔ جیسے ہم چاہتے ہیں ویسے کرو۔ کہاں ہیں کرو تلاش اگر ملتے ہیں تو انعام کا لالچ دیا کہ دو جو غاروں میں گئے ہیں تلاش کرو۔ اس دور کے انعام والے بھی بڑے تھے۔ انعام لینے کے لئے بڑی تلاش کے لئے نکلے تھے۔ لیکن دو جو اکٹھے گئے ان کو نہ ملے۔ واہ! سبحان اللہ! اور گئے غار میں، کہاں گئے؟ (غار میں)

قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ مسلمانوں پہ جب مشکلات آئیں تو پہاڑ میں جاؤ، غاروں میں۔ اب جب بدر کا میدان لگا تو ابو جہل کی لاش کھینچتے ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہاں اس کے کان میں چیر کیا۔ اپنی تلوار سے یوں مارا۔ سوراخ ہو گیا اس کے اندر رسی ڈال کر کتے کو کھینچا۔ اب اللہ کے نبی ﷺ نے وہاں جملے فرمائے تھے۔ یہی کہتا تھا کہاں ہیں۔ آج اس بش کا حشر دیکھ لو کیا ہو رہا ہے۔ یہ تو رب کا نظام ہے تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ آنے والا ہے وہ وقت اس دور کے سارے ابو جہل ایسے گھسیٹے جائیں گے۔ (ان شاء اللہ) باتیں اور طرف نہ چلی جائیں اپنے موضوع پر آئیں۔ چاروں طرف پہاڑ تھے حضور ﷺ کو قید کیا گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی قید تھے۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم بھی قید۔ یہ قید نبوت کا ورثہ ہے۔

قید اہل حق کو نصیب ہوتی ہے

یہ اہل حق کو ملتی ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ قید میں پنجروں میں شیر ہوتے ہیں، گیدڑ نہیں۔ (واہ سبحان اللہ) خواہ وہ کیوبا کے پنجروں میں ہوں یا میانوالی کے پنجروں میں۔ یہ ان کا حصہ ہے ہر ایک کا مقدر نہیں۔

اب کافروں نے حضور ﷺ کے خلاف ایک معاہدہ لکھا کہ مسلمانوں کے ساتھ تعلقات منقطع کر دو۔ جو ان کو کھانا، پانی پہنچائے گا، اس کے خلاف بھی ہم ایکشن لیں گے۔ اس کو کہیں گے کہ تو بھی ان میں سے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کھانے پانی کی چیزیں ختم ہو گئیں۔ ایسی ہم پر بھوک اور افلاس کی کیفیت طاری ہوئی کہ ہم جوتوں کے چمڑوں کو منہ میں لے کر چباتے تھے۔ اس سے جو لعاب بنتا تھا اسے چوس کر ہم گزارہ کرتے تھے۔

مسلمانو! حدیث میں آتا ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں۔ حضور ﷺ کی چاروں بیٹیاں اس جیل میں تھیں۔ ہوا چلتی تو خشک پتے اٹھا کر اندر ڈالتی۔ اللہ کے نبی ﷺ ان پتوں کو چن کر اپنی گود میں لے کر بیٹھ جاتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور فرماتے: ارے میری بیٹی زینب آؤ۔ ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ ؓ محمد ﷺ کے ہاتھ سے سوکھے پتے کھا کر گزارہ کرو۔ "ان مع العسر یسر!" دکھوں کے بعد سکھوں کا زمانہ آنے والا ہے۔ محبوب ﷺ طائف میں گئے کافروں نے اتنا مارا کہ حضور ﷺ بیہوش ہو گئے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ تین بدمعاش آئے۔ ایک نے دائیں بازو سے پکڑا۔ دوسرے نے بائیں بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ تیسرا کمینہ کمر کی طرف سے آیا۔ اس نے دونوں ہاتھ حضور ﷺ کے کندھے پر رکھ کر اپنا گھٹنا حضور ﷺ کی کمر پر مارا۔ ہاتھ چھوڑے تو حضور ﷺ منہ کے بل زمین پر گرے۔ نیچے پتھر پڑا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر لگا۔ خون کا فوارہ نکل آیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے مارنے والے کو نہیں دیکھا۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھی۔ اے اللہ! اے اللہ! میری امت کی خطاؤں کو نہ دیکھ۔ محمد ﷺ کی روتی ہوئی دعاؤں کو دیکھ۔ یہ مسلمان نہیں۔ ان کی نسلوں میں سے جن سے توقع ہے ان کو ہدایت عطاء فرمادے۔

پھر سگے چچا ابو طالب کی جدائی کا صدمہ، سب سے زیادہ وفا شعار، اطاعت گزار۔ خدمت گار رسول اللہ کی پہلی بیوی سیدہ حضرت خدیجہ ؓ کی جدائی کا صدمہ، بات کو قریب لا رہا ہوں۔ جب آزمائشوں اور صدمات کا ڈھیر ہو گیا، آخیر ہو گئی، انتہاء ہو گئی۔

ایک مثال: دنیا میں بھی ہے جس کو دکھ اور صدمے زیادہ آئیں تو اس کا دوست ایسے کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ دیکھ میرا دوست پریشان بیٹھا ہے۔ جا گاڑی لے آ۔ کیا کرتا ہے؟ یار کو ذرا گاڑی پر بیٹھاتا ہوں۔ گوجرانوالہ کی سیر کراؤں۔ لاہور دکھاؤں، قلعہ دکھاؤں، جناب بادشاہی مسجد کی سیر کراؤں۔ شالامار دکھاؤں، اس کا غم دھونا چاہتا ہوں، ذرا اس کو چلانا پھیرانا چاہتا ہوں۔ اس کے دکھ درد کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ یار، یار کے غم دھونے کے لئے اتنا انتظام کرتا ہے۔

شب معراج کی حکمت

رب نے دیکھا کہ میرے محبوب پہ صدمات کی اخیر، آزمائشوں کی انتہاء، امتحانات کا ڈھیر ہو گیا۔ آج رب انعام دینا چاہتا ہے۔ صدموں کو دھونا چاہتا ہے۔ غم کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ جبرئیل! جی رب جلیل! جلدی کر یار، یار کو دنیا میں کاروں میں بیٹھا کر زمین کی سیر کراتے ہیں۔ جا! جنت سے براق لے آ۔ میرے محبوب کو براق پر بیٹھا کر عرش بریں کی سیر کرادے۔ (سبحان اللہ) یہ وہ حکمتیں تھیں جن کی خاطر اللہ نے آقا ﷺ کو معراج کی سعادت بخشی۔ ایک اور بات سمجھیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے معراج کے تین حصے ہیں۔ یہ جو سفر معراج ہے اس کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ زمین کا، مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک، دوسرا حصہ آسمانوں کا، جو مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔ تیسرا حصہ عرش معلی کا جو سدرۃ المنتہیٰ سے عرش بریں تک۔

معراج کے متعلق دنیا میں تین عقیدے ہیں

معراج کے متعلق دنیا میں تین عقیدے ہیں۔ ایک عقیدہ ہے ملحدوں کا بے دین لوگوں کا۔ دوسرا عقیدہ ہے مشرکوں کا اور تیسرا عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت اہل حق کا۔ وہ کیا ہے؟ اہل سنت والجماعت سے مراد میرے تمام مسلمانوں کے وہ طبقات، خواہ وہ حنفی ہوں، شافعی ہوں، مالکی ہوں، حنبلی ہوں، نقشبندی ہوں، سہروردی ہوں، قادری ہوں، چشتی ہوں، جو ان سلسلوں کو مانتے ہوں ان ائمہ کو مانتے ہوں وہ سب کے سب مسلمان ہیں۔ ایک ان کا مسلک ہے۔ (اور ایک ان سے ہٹ کر اور فرقوں کا مسلک ہے)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ملحدوں کا عقیدہ

ملحدوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ معراج پر نہیں گئے۔ آقا نے رات کو خواب میں دیکھا تھا۔ حضور ﷺ نے صبح اٹھ کر یاروں کو جو سنایا، مولویوں نے بیٹھ کر قصہ گھڑ دیا کہ حضور ﷺ نے رات کو سیر کی۔ حالانکہ عقل بھی نہیں مانتی کہ آدمی رات کو اتنی بلندی پر جائے۔ یہ عقیدہ کن کا ہے؟ ملحدین کا! بے دین لوگوں کا، معتزلہ کا، ساتھ خارجیوں کا، ان کی نسلوں کا، آج کل بھی ہیں وہ بدبخت۔ توجہ سے بات سمجھنا، "خس کم جہاں پاک" ایک کتاب لکھی گئی ہے اس میں بھی ملحدین کا ذکر ہے۔

مشرکوں کا عقیدہ

دوسرا عقیدہ مشرکوں کا ہے، وہ کیا ہے کہ معراج پر تو گئے ہیں، مگر انسان اوپر نہیں جا سکتا۔ اس لئے جب زمین پر تھے تو انسان تھے، جب آسمانوں پر گئے تو پھر کیفیت بدل گئی۔ پھر ملک کی شکل آ گئی یعنی فرشتہ بن کر اوپر گئے اور جب سدرہ سے اوپر جانے کا وقت آیا تو وہاں پر جبرئیل علیہ السلام بھی رک گئے۔ اب اوپر حق کی کیفیت غالب ہو گئی۔ الٰہی شکل اختیار ہو گئی۔ اس میں اور اس میں فرق نہیں رہا۔ سارے کہو، استغفر اللہ!

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

علماء دیوبند کا عقیدہ، احناف کا عقیدہ، مالکیوں کا عقیدہ، شافعیوں کا عقیدہ، حنبلیوں کا عقیدہ، میرے پیر قادریوں کا عقیدہ، نقشبندیوں کا عقیدہ، سہروردیوں کا عقیدہ، چشتیوں کا عقیدہ، علماء دیوبند کا عقیدہ۔ میرے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ میرا آقا اس جسم اطہر انسانی کے ساتھ جیسے مکے کی دھرتی پر تھے۔ اسی طریقے سے آقا ﷺ آسمانوں پے گئے۔ جیسے آسمانوں پے تھے۔ ویسے رب کی قربتوں میں عرش بریں پر پہنچے۔ اگر معاذ اللہ، العیاذ باللہ! نبی کا جسم بدل گیا تھا کہ یہاں پر اور ہے۔ آسمانوں پر اور ہے وہاں پے فرشتوں کی شکل ہے تو پھر وہ معراج نہیں۔ اس لئے کہ جبرئیل روزانہ آتا جاتا ہے اس کے آنے جانے کو کسی نے معراج نہیں کہا؟

پھر نبوت کا کمال تو نہ ہوا، وہ تو اس جسم کا کمال ہے جس کو لے کر جا رہا ہے۔ اس لئے عقیدہ یہ ہے کہ میرے نبی کا کمال ہے۔ پیغمبر ﷺ اس بلندی پر پہنچے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض جاہل کہہ دیتے ہیں کہ نوری لباس پہنا دیا گیا۔ نوری پگڑی باندھی گئی، نوری جوتا پہنایا گیا۔ یہ بات نہیں! اس کا معنی یہ ہوگا کہ نور کی وجہ سے اوپر گئے؟ نہیں، نہیں۔ یہ میرے نبی کی عظمت ہے کہ مکے کے موچی نے جوتی بنائی ہے جو نبوت کے تلووں میں آئی ہے۔ وہاں کے درزی نے جو کپڑا سیا ہے، وہ نبوت کے جسم پر آیا ہے۔ یہ کپڑا اور جوتی اتنی باعظمت بنی کہ نبی سے تعلق کی وجہ سے عرش پر پہنچی ہے۔ سبحان اللہ!

اب بات سمجھو! آج کل اتحاد کا دورہ ہے کسی کے خلاف کوئی بات نہیں کہنی۔ نہ ہم نے ملحدوں کے خلاف کوئی بات کرنی ہے۔ نہ مشرکوں کو کچھ کہنا ہے۔ لیکن اپنے عقیدہ کے دلائل بیان کرنا یہ تو میرا حق ہے۔ (بے شک)

معراج جسمانی پر دلیل لفظ "سبحان" ہے

بھائی! میرے دلیل کیا ہے کہ حضور ﷺ وہاں گئے؟ قرآن نے جب معراج شروع کیا ہے تو سب سے پہلے کہا۔ سبحان، پاک ہے اللہ۔ سارے کہو! پاک ہے وہ اللہ۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

علماء سے نہیں آپ سے سوال ہے؟ کس سے پاک ہے؟ (ہر کمزوریوں سے پاک ہے) اللہ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔ بڑا زبردست معنی بتایا ہے۔ ایک اور مولوی صاحب نے ترجمہ لکھا ہے کہ اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔ لیکن عیب اور چیز ہے، کمزوری اور چیز ہے جو انہوں نے ترجمہ کیا ہے وہ شیخ الہند کا ترجمہ ہے۔ سبحان کہ اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے۔ سارے کہو اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے۔

میں یہاں پر آیا تھا تو بہت تھکا ہوا تھا تو میں نے مہتمم صاحب سے کہا کہ مجھے علیحدہ سونے کے لئے جگہ دے دیں۔ اب اگر میں سو جاؤں اور نیند کروں تو یہ سونا عیب ہے یا کمزوری ہے؟ (کمزوری ہے) ہم نے کہا کہ کھانا فوراً کھلا دیں۔ رات کو تو تقریر کے بعد دو بج جائیں گے اس وقت کون کھانا کھائے گا؟ بھائی کھانا کھانا، عیب ہے یا کمزوری؟ (کمزوری) پانی پینا عیب ہے یا کمزوری؟ (کمزوری) بھائی! یہ ساری چیزیں انسان کمزوری ہیں، عیب نہیں۔ کوئی پانی پیئے تو کیا کہتے ہو۔ بڑا عیب کا کام کر رہا ہے؟ بھائی یہ کمزوری ہے۔ (سبحان) اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے۔

وہ جو جاہل اور بے وقوف کہہ رہا تھا کہ عقل نہیں مانتی۔ زمین پر بیٹھنے والا بلندی پر کیسے گیا۔ یہ کیسے گزرے ہوں گے؟ کروں سے کیسے گزرے ہوں گے؟ خندق کا کرہ۔ آگ کا کرہ، زمہریر کا کرہ، فضاء کا کرہ۔ فضاء سے گزرے، ہوا سے گزرے، خلاء سے گزرے۔ وہاں پہ پہنچے جہاں کوئی ہوا نہیں ہے۔ کوئی فضا نہیں ہے۔ وہاں پر آقا ﷺ نے سانس کیسے لیا ہوگا۔ پہنچے کیسے ہوں گے۔ آئے کیسے ہوں گے یہ عقل کا بندہ اپنی عقل سے سوچتا ہے۔ عقل کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ بیٹھ کر پریشان ہوتا ہے۔ ان سارے سوالوں کا جواب رب نے دیا ہے۔ فرمایا: سبحان! وہ پاک ہے۔ (سبحان اللہ، ماشاء اللہ) اللہ کس سے پاک ہے؟ فرمایا: ہر کمزوری سے۔

توجہ طلب ایک نکتہ

یہ جو تم کہتے ہو کہ کیسے گئے؟ یہ تو تب کہو کہ جب رسول اللہ ﷺ کہیں کہ میں گیا ہوں۔ بھائی گئے نہیں۔ بحث تب ہوتی ہے جب نبی ﷺ کہتے ہیں (یعنی خود اپنی طاقت سے) گیا ہوں۔ اللہ فرماتے ہیں: سبحان! پاک ہے وہ اللہ جو لے کر گیا ہے۔ اب بحث نبی ﷺ کے جانے پر نہ کر۔ اگر تجھ میں طاقت ہے تو بحث اس کے لے جانے والے پر کر۔ اللہ تو کیسے لے کر گیا۔ اس نے کہا: جس نے تجھے گندے پانی کی قطرے سے اتنا بڑا انسان بنایا۔ اس نے محمد ﷺ کو عرش بھی دکھایا ہے۔ کیسے لے کر گیا؟ کہا: جو آدم کو جنت سے زمین پر لا سکتا ہے وہ محمد ﷺ کو زمین سے عرش بریں پر بھی لے جا سکتا ہے۔ کیسے لے کے گیا؟ فرمایا: جو عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا سکتا ہے وہ محبوب کو عرش بھی دکھا سکتا ہے۔ کیا کہا؟ سبحان! وہ دوسرے جاہل نے کہا؟ او جی! آخر رب نوں عشق لڑیا اے سدیاں نا رب دی گزرتی نہیں تھی محمد ﷺ کے بغیر۔ نعوذ باللہ!

عشق کی نسبت اللہ اور رسول ﷺ کی طرف کرنا حرام ہے

پہلی چیز تو یہ ہے کہ پڑھے لکھے دوست بیٹھے ہو، عشق کی نسبت اللہ اور رسول ﷺ کی طرف کرنا حرام ہے۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ لیکن پورے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ پر یہ لفظ استعمال نہیں کیا۔ "یحبونھم کحب الله والذین امنوا اشد حبا الله انه لحب الخیر لشدید"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

"والقیت علیك محبة منی" قرآن نے محبت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ عشق کہیں استعمال نہیں کیا؟ پیغمبر ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے بھی محبت کا لفظ صادر ہوا ہے۔ حضور ﷺ کی زبان پر عشق کبھی نہیں آیا۔ "لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ"

اور فرمایا: "الحب للہ من احب للہ" تو محبت اللہ کو بھی پسند۔ اللہ کے نبی کو بھی پسند۔ عشق اتنا قبیح اور برا لفظ ہے نہ اللہ کو پسند ہے اور نہ ہی اللہ کے رسول کو پسند ہے۔ معاشرے میں بھی یہ اتنا گندہ لفظ ہے کہ عام آدمی اس کو استعمال نہیں کرتا۔

میں ایک لفظ کہتا ہوں؟ کہ مجھے قاری جمیل الرحمن صاحب سے محبت ہے۔ یہ لفظ صحیح ہے یا غلط؟ (صحیح ہے) استاد اپنے شاگرد سے کہتا ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے اور شاگرد کہتا کہ مجھے اپنے استاد سے محبت ہے؟ یہ صحیح ہے یا غلط؟ (صحیح ہے) سارے لفظ اس لئے صحیح ہیں کہ یہ لفظ پاکیزہ استعمال ہو رہا ہے۔ اگر تمہیں سنجیدگی ہے تو غور سے سوچیں؟ اس کی جگہ عشق کا لفظ استعمال کر کے دیکھو۔ کوئی شریف کہئے گا کہ مجھے اپنی ماں سے؟ (نہیں) کوئی شریف کہے گا کہ مجھے اپنی بہن سے؟ (نہیں) حتی کہ میاں، بیوی کا کتنا لطیف اور نفیس رشتہ ہے۔ وہاں محبت کا ایک عروج ہوتا ہے لیکن وہاں بھی کوئی نہیں کہے گا کہ مجھے اپنی بیوی سے عشق ہے۔ وہ بھی وہاں یہ نہیں کہتا کہ مجھے اپنی بیوی سے عشق ہے۔ وہ بھی وہاں یہ کہتا ہے کہ مجھے اپنی بیوی سے بڑی محبت ہے۔ اس سے بڑا بھی دنیا میں کوئی جاہل ہوگا، جو کبھی نبی ﷺ کو خدا کا عاشق بناتا ہے، اللہ کو نبی ﷺ کا عاشق بناتا ہے اور خود کہتا ہے کہ میں عاشق رسول ہوں۔ اسے کہو کہ تو اپنی ماں کے لئے تو عشق کا لفظ استعمال نہیں کرتا؟ بہن، بیٹی کے لئے تو استعمال نہیں کرتا۔ بھائی! باپ، دوست کے لئے نہیں کرتا۔ نبی ﷺ کے لئے کرتے ہوئے تجھے شرم نہیں آتی۔

ہمارے اکابر حضور ﷺ کے محب ہیں۔ اب اس جاہل نے کہا کہ: "رب نو عشق لڑیائے تے سدیا" اللہ نے اس سوال کے جواب میں کہا: سبحان کیا کہا؟ (سبحان) پاگلوں کا کسی کے عشق میں۔ جھرنا، مرنا، کھلنا، تڑپنا، بے تاب ہونا۔ یہ مخلوق کی کمزوری ہے۔ میں تو سبحان! میں ساری کمزوریوں سے پاک، اے اللہ! پھر لے کیوں گئے؟ ضرورت کیا پڑی تھی؟ اتنا بڑا اسفر اور سیر کیوں کرایا؟

فرمایا: "الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایتنا" میں اپنی قدرت کے نظارے دکھانا چاہتا تھا۔ محبوب کو وہاں لے جاؤں جہاں پیغمبر پہنچے نہیں۔ وہ دیکھاؤں جو دیکھا نہیں۔ میری قدرت کے نظارے دیکھے۔ انعام دیکھے۔ میرا احسان دیکھے۔ محبوب کو کائنات دیکھانا چاہتا تھا۔ اپنی قدرت کے نظارے دیکھانا چاہتا تھا۔ اپنی ربوبیت کی عظمت جتلانا چاہتا تھا۔ میں نے اس لئے سیر کرائی تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ مصطفی ﷺ اللہ کے محبوب کتنے ہیں۔ (سبحان اللہ، ماشاء اللہ)

سبحان! وہ پاک ہے: "الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام" جبرئیل علیہ السلام جب معراج کی رات حضور ﷺ کو اٹھانے آئے تھے تو یہ سارا معراج اس میں مسائل اور عقائد ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے یوں آکر نہیں کہا کہ اٹھو جی! اللہ میاں سدر ہیا اے، نہیں! اس نے آکر آقا ﷺ کے پاؤں کے تلووں پر اپنے نورانی پر ملے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سنیو! یہ ہم کو ادب سکھایا گیا۔ استاد ہو، باپ ہو، پیر ہو، مرشد ہو، سو رہا ہو تو قدموں کے تلووں کو دبایا کرو، پاؤں کو دبایا کرو، اکڑ کر یوں نہ اٹھایا کرو، یہ اٹھانے کا سلیقہ ہے۔ اگر پاؤں دبائے جائیں پھر آنکھ کھلے پریشانی نہیں ہوتی۔ عجیب حکمت ہے۔ آقا ﷺ اٹھے۔ روایت اپنی جگہ پر حضور ﷺ اس وقت کہاں سو رہے تھے؟ لیکن معراج کی ابتداء مسجد سے ہے: "من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ" حضور ﷺ اللہ کے گھر میں آئے۔ ایک اور مسئلہ یہاں سمجھایا گیا۔

معراج سے پہلے شق صدر ہوا

علماء نے لکھا ہے کہ یہاں حضور ﷺ کا شق صدر ہوا۔ شق صدر کیا ہے کہ آپ کا سینہ مبارک چاک کیا۔ یعنی سینہ کی اس نرم ہڈی سے لے کر ناف تک یہ پورا جسم (جیسے آپریشن کیا جاتا ہے) اس کو کھولا گیا۔ اندر سے آپ کا دل مبارک نکالا گیا۔ قلب اطہر، پھر اس کو زم زم کنویں کے پاس فرشتے لے گئے۔ پھر اس کو زم زم پانی کے ساتھ دھویا۔ اس میں نوارات اور تجلیات بھرے اور پھر اس دل کو لا کر اسی جگہ رکھ کر اس جگہ کو بند کر کے سی دیا۔

نبی اور غیر نبی کے سماع کا فرق

اس سارے واقعہ کا گواہ، عینی شاہد رسول اللہ ﷺ کے سواہ اور کوئی نہیں۔ بھائی! یہ واقعہ کن کے سامنے ہوا؟ کسی صحابی کے سامنے ہوا ہے؟ حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ میرے ساتھ ایسا ہوا ہے جو چیز سمجھانا چاہتا ہوں، اس کو سمجھو۔ آقا ﷺ فرماتے ہیں میں سو رہا تھا۔ میں اٹھا فرشتوں نے میرا سینہ کھولا، سلایا، لیٹایا، اندر سے دل نکال کر وہاں لے گئے۔ میں یہاں اور دل وہاں۔ میں ادھر تھا اور دل وہاں تھا۔ نہیں سمجھے؟

بھائی! آدمی کا دل صحیح کام کرے تو سارا جسم صحیح کام کرتا ہے اور اگر دل ساتھ نہ رہے تو پورا نظام ختم ہو جاتا ہے؟ دو ہی چیزیں ہیں۔ جسم کی شکل میں دل ہے اور دوسری روح ہے، جو آدمی کے اندر ہوتی ہے۔ جو اس کے نظام کو چلاتی ہے۔ نبی ﷺ اور غیر نبی کا فرق یہ ہے کہ جسم ادھر ہے اور دل ادھر ہے۔ (زم زم کنویں کے پاس) فرشتے دھو رہے ہیں۔ نبی ﷺ کی آنکھوں کے دیکھنے میں فرق نہیں آیا۔ اپنی ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ دل دھل رہا ہے۔ دنیا کا ایک واقعہ پیش کرو کہ دل ساتھ نہ ہو، جسم سے جدا ہو جائے اور آنکھوں کی بینائی بحال رہے۔ ایک واقعہ پیش کرو۔ دل جسم سے جدا ہو جائے اور کانوں کی شنوائی بحال رہے کہ اس کی باتیں سن رہے ہوں۔ حضور ﷺ فرشتوں کی آپس کی گفتگو سن رہے ہیں۔ اعضاء کی توانائی بحال رہے۔ دنیا میں کوئی واقعہ نہیں۔ فرق سمجھو! یہ نبی اور غیر نبی کا فرق ہے۔

حضور ﷺ کی حیات پر جھلک

تو نہیں سن سکتا۔ دل وہاں، جسم یہاں، جس کا کنکشن اتنا مضبوط ہے نہ اس کو فنا آتی ہے نہ اس پر فنا آتی ہے۔ فرشتے وہاں دل لے کر کھڑے ہیں۔ اس کا کنکشن اتنا جڑا ہوا ہے کہ نبی آنکھوں سے دیکھتے بھی ہیں، کانوں سے باتیں بھی سنتے ہیں۔ میں اگر ایک سیکنڈ کے لئے بھی تیری بات مانوں کہ روح وہاں ہے، جسم یہاں ہے اور اگر جسم وہاں ہے اور دل یہاں ہے۔ کنکشن اتنا مضبوط ہے۔ نہ سماع پر کوئی فرق آتا ہے نہ نگاہ پر کوئی فرق آتا ہے تو اس روح اور جسم کا کنکشن اتنا مضبوط ہے کہ تو روضے پر صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے نہ سماع پر کوئی فرق آتا ہے نہ نگاہ پر فرق آتا ہے۔ (سبحان اللہ)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جنت میں جانے کے بعد قویٰ اور مضبوط ہو جاتے ہیں

بلکہ میں اسی کو اور آگے لے چلتا ہوں۔ بھائی معراج کی رات آقا ﷺ جب جنت میں سیر کر رہے ہیں تو چلتے چلتے ٹک ٹک کی آہٹ محسوس ہوتی ہے۔ فرمایا: جبرئیل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ کہنے لگے کہ محبوب ﷺ آپ کا بلال کے کی دھرتی پر تہجد کے لئے اٹھا ہے۔ اس کے قدموں کی آہٹ آپ جنت میں سن رہے ہیں۔

حضور ﷺ اس وقت یہاں تھے یا وہاں تھے؟ (وہاں تھے) "سدرۃ المنتھیٰ" سے اوپر ہے۔ "عندھا جنت الماویٰ" جنت الفردوس اور عرش کے درمیان صرف اتنا فرق ہے کہ سب سے آخری جنت جنت الفردوس ہے۔ اس کے اوپر کی جو چھت ہے وہ اللہ کا عرش ہے۔ اب حضور ﷺ وہاں اور بلال یہاں کے میں ہے۔ چلتا یہاں ہے اس کے قدموں کی آہٹ نبی سنتا وہاں ہے۔ (جنت میں) جنت میں جانے کے بعد قویٰ اتنے مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اللہ طاقت اتنی بڑھا دیتے ہیں۔ قوت اتنی پیدا کر دیتے ہیں۔ ایمانی حلاوت اتنی مضبوط ہو جاتی ہے جس کی جنت کے ساتھ جتنی زیادہ نسبت ہو، اس میں اتنی طاقت زیادہ آجاتی ہے کہ وہ جنت میں پہنچنے کی بعد وہ زمین پر چلنے والوں کی آہٹ سن رہا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ سے مثال

اس سے بھی ایک عجیب حدیث ہے: "سدرۃ المنتھیٰ" کے پاس پہنچا تو میں نے قلم کے لکھنے کی آواز سنی۔ (سبحان اللہ) (مولانا نے کسی آدمی سے قلم لیا) اب میں اس قلم کے ساتھ کاغذ پہ لکھوں تو قلم اور کاغذ جب آپس میں جڑتے ہیں تو آواز ہوتی ہے یا نہیں؟ (ہوتی ہے) آپ سنتے ہیں؟ (نہیں) لکھنے والا نہیں سنتا۔ یہ قلم اور کاغذ جڑیں تو اس کی آواز میں اور آپ نہیں سنتے۔ نبی سنتے ہیں۔ اس آواز کو نبی سن رہے ہیں۔ اس آواز کو میں اور آپ نہیں سنتے۔ جنت میں جانے کے بعد قویٰ اتنے مضبوط ہیں کہ مکے کے اندر چلنے والے کی آواز حضور ﷺ اس جنت میں سنتے ہیں۔

اس لئے فرمایا: "ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ" یہ جنت کا ٹکڑا ہے تو جب جنتی جنت میں چلا جائے تو مکے میں چلے والے کی قدموں کی آواز جنت میں سنی جارہی ہو تو باہر والے کا بھی درود، اندر سنا جارہا ہے۔ (سبحان اللہ)

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو جگایا۔ (موضوع تو بڑا لمبا ہے) لیکن میں ایک نکتہ بتانا چاہتا ہوں۔ اللہ کہتے ہیں؟ پاک ہے وہ اللہ "الذی اسریٰ بعبدہ" جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال یہ ہے کہ آپ نے بندے کو کہا: آپ نے رسول تو نہیں کہا؟ آپ نے نبی تو نہیں کہا؟ آپ نے حبیب تو نہیں کہا؟ حالانکہ حضور ﷺ رسول بھی ہیں، نبی بھی ہیں، حبیب بھی ہیں۔ "اسریٰ بعبدہ" کیوں کہا ہے؟ اس کا جواب "معالم التنزل" تفسیر کی کتاب ہے۔ اس نے دیا ہے اور اس کو "معارج النبوت" والے نے بھی نقل کیا ہے۔

اور ایک عجیب حوالہ آپ کو دیتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ مولوی احمد رضا بریلوی کے ترجمہ کے حاشیہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

پر بھی لکھا ہوا ہے۔ کیا ہے؟ اس سوال کی سمجھیں محبوب جس وقت معراج کی رات کو اللہ کی قربت میں پہنچے، وہاں پہنچے جہاں کوئی نہیں پہنچا۔ اس کا کیا معنی؟ کوئی انسان بھی نہیں پہنچا۔ کوئی فرشتہ بھی نہیں پہنچا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: "لی مع اللہ وقت لا یسعنی ملک مقرب ولا نبی مرسل" "میں اللہ کی اس قربت پر پہنچا جہاں کوئی نبی بھی نہیں۔ کوئی فرشتہ بھی نہیں پہنچا۔ معراج کی رات اس جگہ جہاں اور کوئی نہیں صرف محبوب تھے یا اللہ جل جلالہ تھے۔ دو ہی تھے تیسرا کوئی نہیں تھا۔ سمجھو! دو ہوں؟ اکیلے ہوں، تنہا ہوں، محب اور محبوب ہوں، پھر لیلا رات کو ہوں۔ اب دو تنہاء رات کو اکٹھے، اب آپس میں بیٹھے ہوں تو رات کو بڑی پیار کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ معراج پیار کی باتیں ہیں۔ اس لئے تو میں سنا رہا ہوں؟ اکیلے بیٹھ کر آدمی بہت ساری باتیں کرتا ہے آپس میں۔ اب وہ آدمی جب خلوت سے اٹھ کر جلوت میں جائے تو لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ نے کیا باتیں ان سے کیں۔ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو لوگوں کو بتانے کی ہوتی ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو آدمی یہ کہہ دیتا ہے کہ باقی ہماری آپس کی باتیں تھیں۔

شب معراج کی ساری باتیں بتانے کی نہ تھیں

تمہیں بتانے کی نہیں ہیں۔ بھائی! اس رات کیا کیا باتیں ہوئیں وہاں پر؟ وہ ساری باتیں بتانے کی نہیں تھیں جو بتانے کی تھیں وہ تو حضور ﷺ نے بتائیں کہ مجھے پانچ نمازیں ملیں اور حضور ﷺ نے بتایا کہ معراج کی رات اللہ کی قربت میں تھا۔ مجھے سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں ملیں۔ مجھے سورۃ فاتحہ پھر انعام کے طور پر وہاں ملی جو زمین پر پہلے اتر چکی تھی۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھے شفاعت کبریٰ کا تاج دیا۔

فرمایا: میں نے وہاں انوارات وتجلیات دیکھیں۔ اللہ کی طرف سے "ادن منی یا حبیبی" کی آواز آئی۔ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔ میں نے عمر بن خطاب کا بنگلہ دیکھا۔ میں نے بلال کے قدموں کی آہٹ سنی۔ میں نے جنت کے یہ مناظر دیکھے جو بتانے کی تھی وہ ساری بتائیں۔ اس کے علاوہ اور کیا تھا؟

سمجھیں! اور کیا تھا؟ قرآن نے اس پر کہا: "فاوحی الی عبدہ ما اوحی" جو اس نے چاہا اپنے بندے کو دیا۔ اس نے لیا۔ دینے والے کو پتہ یا لینے والے کو پتہ۔ قران خاموش ہے نہیں بتاتا؟ کیا دیا، کیا لیا، میں کیسے بتاؤں؟ میں کہتا ہوں کہ تمہیں بتانا ہوتا تو بلایا کیوں تھا؟

بھائی! وہاں کچھ خاص دینا تھا اس لئے تو وہاں بلایا۔ اگر یہیں وہ سارا کچھ بتا دینا ہے تو وہاں کیوں بلایا تھا؟ تو وہاں بلایا اور بہت ساری پیار کی باتیں کیں۔ اس میں سے ایک بات نقل کرتا ہوں۔

دنیا میں محبوب اور محب کی مثال

جیسے محبوب اور محب اکٹھے بیٹھے ہوں تو محب کہتا ہے اپنے محبوب کو دنیا میں، یار دیکھ! آج تو اور میں دو اکٹھے بیٹھے ہیں۔ تیسرا کوئی نہیں۔ بڑا پیارا لگتا ہے تو بہت اچھا آدمی ہے۔ تیری بڑی وفائیں ہیں۔ اب اسے محبت میں کہتا ہے کہ میرا جی ایسے چاہتا ہے۔ تجھے سجن کہوں، تجھے پیارا کہوں، تجھے لاڈلا کہوں، تجھے محبوب کہوں، تجھے جانی کہوں۔ یہ کئی جملے ہوتے ہیں۔ سب کچھ کہہ کر آخر میں کہتا ہے یار اچھا یہ تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں کہوں، چل چھوڑ! تو اور میں اکٹھے ہیں اور تو کوئی نہیں۔ میں نہیں کہتا۔ "چل تو دس تینوں کی آکھاں" تو بتا جو تو کہے میں وہ کہوں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اب بات سمجھنا اگر استاد کہے اپنے شاگرد کو۔ بھائی! تم تو بڑے اچھے قابل بچے ہو۔ اچھا پڑھا ہے، بڑی محبت کی ہے۔ بڑے کامیاب ہو۔ میرا دل کہتا ہے کہ تجھے قاری القراء کہوں یا حافظ کہوں۔ اب شاگرد حیاء والا ہے تو اپنی حقیقت بھی جانتا ہے اور استاد کی عظمت بھی جانتا ہے تو شاگرد کبھی بھی قاری صاحب سے یہ نہیں کہتا کہ مجھے آج کے بعد فخر القراء کہا کریں۔ شاگرد کہتا ہے استاد جی! آپ جو چاہے کہیں اور اگر مجھ سے پوچھنا ہے تو میرے لئے بڑا اعزاز ہے کہ مجھے آپ اپنا نوکر ہی بنائیں۔ مجھے آپ اپنا غلام ہی کہیں۔

شب معراج کی ملاقات کا تصوری نقشہ

علماء نے لکھا ہے کہ معراج کی رات جب حضور ﷺ اللہ کی قربت میں پہنچے تو اللہ نے کہا۔ محبوب! آج تو اور میں دو ہیں۔ تیسرا کوئی نہیں۔ میں نے اب تک آپ کو اپنے انعامات سے نوازا۔ میں نے تجھے مزمل کہا۔ مدثر کہا۔ طٰہٰ کہا۔ یٰسین کہا۔ حٰم کہا۔ میں نے تجھے واللیل کہا۔ والضحیٰ کہا۔ تیری زلفوں کا تذکرہ کیا۔ تیرے چہرے کا تذکرہ کیا۔ تیرے لباس کا تذکرہ کیا۔ اب تو اور میں دو ہی ہیں۔ تیسرا کوئی نہیں۔ آج تجھے اعزاز دینا چاہتا ہوں۔ انعام عطاء کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تو میری مرضی تھی۔ میں کہتا رہا اب تو بتا۔

محبوب ﷺ جو تو کہے میں وہ کہوں

علماء نے لکھا ہے جو حضور ﷺ نے جواب دیا۔ اللہ تیری شان کریمی جو تو چاہے کہے تو ''مزمل'' کہے، ''مدثر'' کہے، ''طٰہٰ'' کہے، ''یٰسین'' کہے، ''حٰم'' کہے، ''واللیل'' کہے، ''والضحیٰ'' کہے۔ یہ تو تیری مرضی ہے۔ پر اگر مجھ سے پوچھنا ہے، اللہ! میں اپنی حقیقت کو نہیں بھولا۔ آنے سے پہلے ابا نہیں تھا۔ چھ سال کا تھا امی نہیں تھی۔ آٹھ سال کا تھا۔ دادا چھوڑ گیا تھا۔ برادری اور قبیلے کے لوگوں نے رشتے منقطع کر دیئے تھے۔ عمر رسیدہ خدیجہ کے ساتھ نکاح کر کے میں نے زندگی بسر کی۔ اللہ! میں ان حالات کو ابھی تک نہیں بھولا۔ سگے چچا نے بیٹی کا رشتہ نہیں دیا تھا۔ میرے خاندان کے لوگوں نے مجھے پتھر مارے۔ ساحر کہا، مجنوں کہا، دیوانہ کہا۔ راستہ میں کانٹے بچھائے۔ اللہ یہ تو تیری شان کریمی ہے کہ مجھے مکے کی دھرتی سے اٹھایا۔ بیت المقدس میں پہنچایا۔ امام الانبیاء کا تاج پہنایا۔ عرشوں کی سیر کرائی۔ اس قربت میں لے آیا ہے تو جو چاہے کہے۔

محبوب ﷺ کی پسند

اگر مجھ سے پوچھتا ہے تو میرے مالک! مجھے سب سے زیادہ پسند ہے کہ اس تنہائی میں جہاں اور کوئی نہیں، ایک دفعہ تو کہہ دے کہ محمد ﷺ تو میرا عبد ہے۔ (سبحان اللہ) تو میرا عبد ہے۔ عبد (بمعنی غلام) عبد کہتے اس کو ہیں جو مالک کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کرتا۔ یہ تو جاہل کہتا ہے کہ مختار کل ہیں کہ نہیں؟ تو مختار کل کی باتیں کرتا ہے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں: ''اللھم انی عبدك وابن عبدك وابن امتك وناصیتی بیدك'' اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرے بندے عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ تیری بندی آمنہ کا لال ہوں۔ یہ مختار کل پہ جھگڑے کریں گے میں تو اپنے آپ کو اختیار میں نہیں سمجھتا۔ میری پیشانی تیرے قبضے قدرت میں ہے۔ جدھر چاہے ادھر پھیر دے۔ اللہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے کہ تو معبود رہے۔ میں عبد رہوں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تو مسجود رہے، میں ساجد ہوں۔
تو مطلوب رہے میں طالب ہوں۔
تو داتا رہے میں منگتا رہوں۔
تو دیتا رہے میں لیتا رہوں۔
تو با اختیار رہے میں تیرے دروازے پہ جھکتا رہوں۔
تو پوری کائنات کا خالق رہے میں تیری پاکیزہ مخلوق رہوں۔
اے اللہ! مجھے پسند ہے کہ تو مجھے عبد کہے۔ کیا کہے؟ عبد!

اس لئے جب قرآن نے معراج شروع کیا تو فرمایا: ''سبحان الذی اسری بعبدہ'' اور جب وہاں پہنچے (جہاں لوگوں کو گمان ہوسکتا تھا کہ ایک ہی ہیں صرف میم کی مروڑی کا فرق ہے) ''فاوحی الی عبدہ''

محبوب ﷺ نے تین تحفے پیش کئے

ایک بات اور سمجھیں۔ محب اور محبوب جب ملتے ہیں تو دنیا میں بھی ہوتا ہے اور وہاں بھی ہوتا ہے۔ جب ملاقات ہوئی؟ حدیث بڑی عجیب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو، لیا کرو، محبت بڑھتی ہے۔ اللہ نے فرمایا محبوب ﷺ آئے ہو کیا لائے ہو؟ تو حضور ﷺ نے اللہ کے حضور تین تحفے پیش کئے۔

کہا: ''التحیات للہ'' جو کچھ زبان سے تعریف ہوسکتی ہے وہ بھی تیرا حق ہے۔ ''والصلوٰۃ'' سر سے پاؤں تک جسم جو عبادت کرسکتا ہے وہ بھی تیرا حق ہے۔ ''والطیبات'' جتنا مال تیرے راستے میں خرچ کیا جائے جو خرچ کرتا ہے وہ عبادت بھی تیرا حق ہے۔ زبانی عبادت بھی تیرے لئے۔ مالی عبادت بھی تیرے لئے۔ جانی عبادت بھی تیرے لئے۔ اس کے جواب میں اللہ نے تین تحفے دیئے۔

محب نے بھی تین تحفے دیئے

فرمایا: ''السلام علیک ایھا النبی'' پیارے سلام لے۔ یہ سلام ہے زبانی عبادت کے مقابلے میں۔ اس لئے تحیہ عربی میں سلام کو بھی کہتے ہیں۔ اللہ نے ''السلام علیک'' اس لئے کہا: ''ورحمۃ اللہ'' جسمانی عبادت کے مقابلے میں پھر رحمت کا لفظ ہے۔ ''وبرکاتہ'' مالی عبادت کے مقابلے میں پھر رحمت کا لفظ ہے۔ ''وبرکاتہ'' مالی عبادت کے مقابلے میں پھر برکات ہیں۔

ایک عجیب نکتہ

یہ تمہارے لئے ایک نکتہ ہے جو مدرسے میں چندہ دیتے ہیں کہ وہاں مالی عبادت کرو گے۔ ''السلام علیک'' سلام مفرد ہے۔ ''ورحمۃ اللہ'' رحمۃ مفرد ہے۔ ''وبرکاتہ'' علماء سے پوچھو یہ جمع ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم مدرسوں میں دینا شروع کرتے ہو۔ میں برکتیں اتارتا ہوں۔ برکات جمع کردیتا ہوں، بہت دیتا ہوں۔ بھائی! تین تحفے دیئے تین تحفے لئے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ مسئلہ سمجھو! جو تحفہ دے محب کو تو محب کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ میرے محبوب کی چیز ہے۔ اسے چھپاتا ہے کسی کو دیکھاتا بھی نہیں۔ محبوب کا تحفہ ہے میں نہیں دیکھاتا؟ اور جو چیز محب دے محبوب کو اور محبوب کو یہ پتہ ہو کہ دینے والا محب بڑا سخی ہے۔ اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں تو وہ پھر بخل نہیں کرتا۔ صرف میں ہی اپنا دامن بھروں بلکہ وہ کہتا ہے کہ دے تو ویسے ہی رہا ہے، چلو یار میرا ہمسایہ ہے اس کے لئے بھی لئے جاؤں۔ ایک اور غریب ہے اس کا حصہ بھی لے لوں۔ ایک فلاں بیٹھا ہے اس کے لئے بھی لے جاؤں۔ پھر خود نہیں بلکہ ہزاروں کے لئے لے جاتا ہے۔ (سبحان اللہ) بات کو سمجھنا۔

محبوب ﷺ نے جو رب کو تحفے دیئے

اب آقا تھے محبوب، اللہ تھے محب! جو تحفہ محبوب نے دیا محب کو محبوب کون ہے؟ (رسول اللہ ﷺ) محب کون ہے؟ (اللہ) محبوب دے رہا ہے۔ ''عبدیت'' کا تحفہ ''التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات'' اللہ نے کہا محبوب یہ تیرا تحفہ ہے نا۔ اب رب نے لے کر ایسا چھپایا کہ کسی کو دیکھنے کے لئے بھی نہیں دیتا۔ جب ہوتے تھے سجدے اوروں کو جب ہوتے تھے؟ نہیں سمجھے۔ لوگ کرتے تھے جب غیروں کی پوجا تو ہوتی تھی منتیں غیروں کی ہوتی تھیں، سجدے اوروں کے ہوتے تھے۔ اب تو محبوب ﷺ نے مجھے بھی ہی دیا ہے نا۔ اب نہیں دینا اور کسی کو ''من نذر لغیر اللہ فقد اشرک من حلف لغیر اللہ اشرک من سجد لغیر اللہ فقد اشرک''

شرک کے حرام ہونے کی حکمت

''من نذر'' مالی عبادت غیر کے لئے کرو گے۔ تب بھی مشرک ہو کہ رب کا تحفہ جو (نبی) محبوب نے رب کو دیا ہے وہ رب سے چھین کر کوئی علی کو دے۔ کوئی ولی کو دے۔ کوئی غوث کو دے۔ کوئی نبی کو دے۔ رب کی غیرت برداشت نہیں کرتی کہ محبوب کی دی ہوئی چیز ہے۔ اس لئے نہ کوئی جانی عبادت میں شرکت برداشت ہے۔ نہ مالی عبادت میں شرکت برداشت ہے۔ نہ بدنی عبادت میں شرکت برداشت ہے۔ اب جو شریک ٹھہرائے وہ رب کی بندگی سے نکلے۔ محمد ﷺ کی امت سے نکلے۔ (سبحان اللہ) شرک اس لئے حرام ہے کہ یہ تحفہ نبی ﷺ نے رب کو دیا ہے۔

اگلی بات سمجھئے اور جب رب (تحفہ) دے رہے تھے۔ ''السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اے اللہ! تو دے تو رہا ہے میں اکیلا لے کر جاؤں۔ جس بلال کے سینے پر پتھر، گردن میں رسیاں، مکے کے بازاروں میں گھسیٹا گیا۔ اس کا حصہ نہیں دے گا جس ابوفلکیہ کی پسلیاں ٹوٹیں اس کا حصہ، ساری دنیا انکار کر رہی تھی جس نے پہلے تصدیق کی اس کا حصہ۔ کعبے کی چوکھٹ کو پکڑ کر جس کو میں نے مانگا۔ اس نے کعبے کا دروازہ کھولا۔ اس کا حصہ، جو سارا مال میرے قدموں پہ رکھ کر ''ذوالنورین'' بنا ہے، اس کا حصہ چھ سال کا بچہ جو میرے قدموں میں آ کے کلمہ پڑھ کے حیدر کرار بنا ہے، اللہ اس کا حصہ۔ علماء نے لکھا ہے: ''السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین'' اے اللہ ہم سب پر اپنی رحمت بھیج۔ بالخصوص ''عباد اللہ الصالحین'' اپنے مقرب بندوں کو اس میں شامل کر۔ علماء نے لکھا ہے کہ قیامت تک کہ امت اس میں شامل ہے۔ پیغمبر ﷺ نے صرف اپنے لئے نہیں لیا بلکہ امت کو شامل کر کے کہا۔

عباد اللہ الصالحین پر روشنی

اللہ صدیق رضی اللہ عنہ کا حصہ بھی دے۔ میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کا حصہ بھی دے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا حصہ بھی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دے۔ علی رضی اللہ عنہ کا حصہ بھی دے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ کا حصہ بھی دے۔ سعد رضی اللہ عنہ وسعید رضی اللہ عنہ کا حصہ بھی دے۔ اے اللہ! ان کا حصہ بھی دے جو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پوری زندگی فقاہت کے مسائل بتائے گا اس کا حصہ بھی دے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ومالک رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ بھی دے۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو اپنی جان پہ کوڑے برداشت کرے گا اس کا حصہ بھی دے گا۔ اے مالک! جس بخاری کو وطن سے زمانہ بے وطن کر دے گا اس کا حصہ بھی دے گا۔ مجھے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ بھی دے۔ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ بھی دے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ بھی دے۔ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ بھی دے۔

بلکہ مجھے کہنے دو۔ اس نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ بھی دے جو کفرستان میں دارالعلوم دیوبند قائم کرے گا۔ اے اللہ! اس کا بھی حصہ دے جو شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مالٹا کی جیل میں بیٹھ کر قرآن کی تفسیر لکھے گا اس حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ بھی دے۔ جو میرے روضے کے سائے میں بیٹھ کر دنیا کو حدیث پڑھائے گا اس عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی حصہ دے جو جلاوطنی کی زندگی گزارے گا۔ اے اللہ! ان کا بھی حصہ دے جو قید وبند کی صعوبتیں جھیلیں گے، میرے مالک! اس کا بھی حصہ دے جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے رضا کاروں کی جانیں پیش کر کے قید وبند کی صعوبتیں جھیلے گا۔ اے اللہ! اس حق نواز شہید کا حصہ بھی جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی عزت کے لئے اپنی جان پیش کرے گا، ایثار القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ بھی دے۔ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ بھی دے۔ اظہار الحق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی حصہ دے۔ ملا عمر کا بھی حصہ دے۔ اسامہ کا حصہ دے۔ اے اللہ! مجھے اعظم طارق کا بھی حصہ دے۔ مسعود اظہر کا بھی حصہ دے۔ قیامت تک کلمہ پڑھنے والے امتیوں کا حصہ بھی دے۔ قیامت تک کی امت کا حصہ لیا۔ ''عباد اللہ الصالحین''

فرشتوں کی گواہی

اب فرشتے سن رہے تھے یہ باتیں جو عالمین عرش تھے اللہ نے ان کو کہا کہ اب تم ہماری گواہی دو۔ فرشتے ہیں: ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' یہ فرشتوں کے جملے ہیں۔ اب جب یہ توحید کہہ چکے تو آگے انہوں نے کہنی تھی رسالت تو فرشتے کہتے ہیں: ''اشھد ان محمداً'' کیا کہا؟ ''اشھد ان محمداً عبدہ'' فرشتے سہم گئے کہ کہیں کیا، ہم کیسے عبد کہیں؟ ہم کیسے کہیں؟ ہم کب کہہ رہے ہیں کہ ہمارا ''عبد'' ہے وہ کہتا ہے ''عبدہ'' اس کی نسبت سے پڑھو۔ اس کا تو ہے ہی وہی ''عبد'' میں اور آپ کہاں ہیں؟ اقبال اسی پہ تڑپا تھا۔

عبد چیزے عبدہ چیزے دیگر ایں سراپا انتظار او منتظر

عبد اور چیز ہے اور عبدہ اور چیز ہے۔ عبدہ وہ ہے جو احکام الٰہی کے انتظار میں ہو۔ عبد اسے کہتے ہیں کہ معراج کی رات عرش اس کے انتظار میں ہو۔

عبد انتخاب مصطفےٰ ﷺ

فرشتو کہو: ''عبدہ'' پھر کہو: ''رسولہ'' سمجھو عبد پہلے رسول بعد میں ایمان داری سے بتاؤ کہ اعزاز کا لفظ عبد ہے یا رسول ہے؟ (یعنی عظمت والا لفظ) جس میں رعب، جلالیت، کسی کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ عبد میں؟ رسول میں۔ اب فرشتے حیران تھے کہ اے اللہ عبد پہلے رسول بعد میں۔

اللہ نے فرمایا: پہلے کہو عبد پھر کہو رسولہ۔ اس لیے کہ عبد انتخاب ہے مصطفیٰ کا رسول انتخاب ہے خدا کا۔ میں رب اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک محبوب راضی نہیں ہوتا۔ عبدہ کہو گے تو مصطفےٰ ﷺ راضی۔ رسولہ کہو گے تو خدا راضی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(سبحان اللہ) یہ جو کچھ آپ نماز میں پڑھتے ہیں یہ معراج کا تحفہ ہے۔ اس لئے تو یہ کہا جاتا ہے نماز مومن کی معراج ہے۔

ایک مسئلہ سمجھانے کا انداز

السلام علیکم! پریشان ہو گئے ہو یہ کیا ہو گیا ہے۔ بھائی! میں نے اچانک دوران تقریر سلام کیا یہ بات نہیں تھی کہ میں نے سلام کیسے کر دیا؟ سلام ملاقات کے شروع میں ہوتا ہے یا آخر میں؟ شروع میں۔

بھائی! سلام آنے والے کا حق ہے جو آئے وہ کہے۔ اس لئے روضے پر ہم جاتے ہیں تو ہم پڑھتے ہیں۔ وہاں اور کوئی ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں، پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ بھائی! جو آئے وہ سلام کہے۔ اس لئے حضور ﷺ معراج کی رات جب جا رہے تھے تو جس نبی سے پہلے حضور ﷺ ملے وہ آدم علیہ السلام تھے جس نے کہا: ''سلم علیہ ابوك آدم'' ان کو سلام کیجئے۔ آپ کے ابا آدم بیٹھے ہیں۔ حالانکہ درجہ تو میرے نبی کا اونچا ہے۔ سلام اس کو کرنا چاہئے تھا لیکن حضور ﷺ کیوں کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ جو آئے سلام وہ کرتا ہے (بے شک) اب سارے بیٹھے ہیں بھائی! بات بعد میں ہوتی ہے سلام پہلے ہوتا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ جب نماز پڑھتے ہیں، وہاں یہ سلام پہلے ہے یا بعد میں۔ (بعد میں) یہ کیا ہو گیا ہے؟ (الٹا سلام)

<u>ایک سوال</u>: میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کہ بھائی! مولانا قاسمی صاحب نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے کہا کہ قاسمی صاحب دودھ پیئو گے؟ یہ بولیں گے (نہیں) کیوں؟ اس لئے کہ نماز میں ہیں۔

بھائی! جب تک آپ نماز میں ہیں، کھانا، پینا، بولنا سب حرام ہے۔ تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہنے سے حلال کام بھی حرام۔ کھانا حلال، پینا بھی حلال، بولنا بھی حلال، ادھر ادھر بھی دیکھنا، باتیں کرنا حلال، تکبیر تحریمہ کے بعد سارے حرام۔ جب تک سلام نہ کرو اس وقت یہ سب حرام۔ سلام کرو گے تو حلال ہوں گے۔ بھائی! یہ حرام اس لئے ہیں کہ آپ نماز میں ہیں۔ روزہ بھی نماز کی طرح ایک عبادت ہے اس میں یہ ساری جائز ہیں۔ زکوٰۃ بھی تو ایک عبادت ہے اس میں تو سلام، کلام وغیرہ کی اجازت ہے۔ حج بھی عبادت ہے۔ کعبے کا طواف بھی کر لیتے ہیں باتیں بھی کر لیتے ہیں۔ حج بھی عبادت ہے۔ کعبے کا طواف بھی کر لیتے ہیں، باتیں بھی کر لیتے ہیں۔ وہاں جا کر احرام باندھ رہے ہو۔ صفا، مروہ میں چل پھر رہے ہو۔ سلام کرتے ہو۔ نماز میں کیوں اجازت نہیں؟ سوال سمجھ میں آیا؟

<u>اس کا جواب</u>: بھائی! نماز میں اس لئے اجازت نہیں کہ آپ اللہ اکبر اب کہنے کے بعد آپ یہاں پر نہیں آپ معراج پر ہیں۔ اب معراج ہے: ''سبحانك اللہ'' تو پاک ہے۔ ''وبحمدك'' تعریف تیری ہے۔ ''وتبارك اسمك'' برکت والی ذات تیری ہے۔ ''وتعالیٰ جدك'' بزرگی تجھ کو زیب دیتی ہے۔ ''ولا الہ غیرك'' تیرے سواء کوئی معبود نہیں۔ اب رب سے باتیں ہیں۔

بھائی! میں اس لئے نہیں بولتا۔ میں یہاں ہوں تو بولوں میں تو معراج پہ ہوں۔ میں ادھر ہوں تو کھانا کھاؤں۔ میں تو معراج پہ ہوں۔ میں ادھر ہوں تو گفتگو کروں۔ میں تو معراج پر ہوں۔ میں یہاں ہوں تو ادھر، ادھر دیکھوں۔ میں تو معراج پہ ہوں اور جب معراج پہ ہو اور جو باتیں معراج پہ ہوئی وہی یہاں پہ ہوتی ہیں۔ وہاں بھی آقا نے قیام کیا۔ تو بھی قیام کرتا ہے۔ پیغمبر ﷺ نے رب کے دربار میں رکوع اور سجدے کئے تو بھی رکوع اور سجدے میں ہے۔ وہاں بھی ''التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات'' تو بھی تشہد اور التحیات میں ہے۔ جب فارغ ہوا، نماز مکمل ہوئی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اب تو کہتا ہے جب نماز سے فارغ ہوا تو نماز سے فارغ ہوا۔ اب جب کہ تو معراج کر کے آیا، اب جو آتا ہے آنے والا کہتا ہے: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' اب سلام کر کے کہہ رہا ہے کہ میں پہلے تھا نہیں ابھی تو سلام کیا ہے میں نے۔ اب بھائی کھانا بھی کھاؤں گا، پانی بھی، باتیں بھی، پہلے تو وہاں تھا۔ بھائی! آج وعدہ کرو کہ ہم نماز والے تحفے کی پوری پابندی کریں گے۔ (ان شاء اللہ!)

شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

یہ آپ کو پتہ ہے کہ کتنی نمازیں ملی تھیں؟ پچاس! اگر حضور ﷺ لے آتے؟ بھائی! ایک سوال اور ہے؟ حضور ﷺ جب جا رہے تھے تو ہر آسمان پر ایک، ایک نبی سے ملاقات ہوئی ہے اور جب آ رہے تھے۔ صرف ایک سے ہوئی۔ ہر ایک سے نہیں ہوئی۔ آتے ہوئے کن سے ملاقات ہوئی...... (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) اور موسیٰ علیہ السلام سے معراج کی رات تین ملاقاتیں ہوئیں۔ پہلی ملاقات زمین پر، اس وقت جب حضور ﷺ بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے۔

تو فرمایا: جب میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا۔ ''رایتہ یصلی فی قبرہ'' میں نے کلیم اللہ علیہ السلام کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کیا مردے پڑھتے ہیں؟ (نہیں) روح پڑھتی ہے نماز؟ (نہیں)

بھائی! عبادت ''روح مع الجسد'' روح اور جسم اکٹھی کرتے ہیں۔ اکیلا روح اور اکیلا جسم عبادت نہیں کر سکتا۔ (بے شک) مولانا اکاڑوی سے ایک ملا کا مناظرہ ہوا اس موضوع پر کہ ہی دو سعید بلوچ کا؟ شکر ہے کچھ لوگوں کو تھوڑی سی ہدایت ملی۔

مماتیوں کو حضور ﷺ کی عزت کا خیال نہ آیا

جب اپنی عزت کا مسئلہ آیا تو کہا یہ گستاخ رسول ہے۔ جب ہم کہتے تھے یہ گستاخ رسول ہے تو کہتے تھے بڑا موحد ہے۔ پھر بھی تو توحید بیان کرتا ہے؟ جب اپنے آپ پر چوٹ پڑی تو کہا یہ (احمد سعید) گستاخ ہے۔ ہمارے بزرگوں کو برا کہتا ہے۔

افسوس! تمہاری اس بزرگی پر، تمہیں اپنی بزرگی کا لحاظ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی عزت کا لحاظ نہیں آیا تو اس نے مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا یہ تو حضور ﷺ کا معجزہ تھا۔ معراج حضور ﷺ کا معجزہ تھا؟ تو معجزہ تو وقتی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے تو حضور ﷺ نے دیکھ لیا۔ مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے زمانے میں۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا وارث تھا۔ حضرت کہنے لگے: جناب! یہ حضور ﷺ کا دیکھنا تو معجزہ ہے (لیکن) موسیٰ علیہ السلام کی نماز تو اس کا اپنا عمل ہے۔ نبی کا یہ دیکھنا معجزہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس وقت یہ دیکھا۔ کلیم اللہ علیہ السلام تو ہمیشہ اپنی عبادت میں معروف ہے۔ تم اس کے انکار کے لئے کوئی دلیل پیش کرو؟

اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر کہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو سارے معراج کی چھٹی ہوتی ہے؟ چونکہ مسلم شریف میں جہاں یہ ہے وہاں سارے معراج کا اکٹھا پورا واقعہ لکھا ہوا ہے اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ان کے لئے اب کوئی مسئلہ نہیں۔ اس کا بھی انکار کر دیں گے۔ مانتے ہی نہیں ہم۔ وہی ملحدین والا عقیدہ کہ خواب میں دیکھا، چترو گڑھی! اب یہی کہتا ہے کہ کوئی معراج نہیں۔ خواب بھی جو دیکھا یہ بیان کر دیا۔ اب وہ اس عقیدے پر آ گیا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دوسری ملاقات حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے بیت المقدس میں کی جہاں سارے نبی علیہم السلام موجود تھے۔

نسبت کی مثال

دیکھیں! ہم قرآن کے ایک مدرسہ میں بیٹھے ہیں اور قرآن کی نسبت اتنی عظمت والی ہے کہ جس کو یہ مل جائے وہ اونچا ہو جاتا ہے۔ (بے شک) کیونکہ یہ قرآن کی نسبت ہے۔ قرآن کے ساتھ کپڑا جڑے وہ اونچا ہو جاتا ہے۔ اس کو دنیا چومتی ہے۔ جس کاغذ پہ قرآن لکھا ہو لوگ اس کو چومتے ہیں۔ جس رحل پر قرآن رکھا جائے لوگ اس کو چومتے ہیں۔ (بے شک) اس کا احترام کرتے ہیں۔ اس کے اوپر سے نہیں گزرتے۔ یہ قرآن کی نسبت ہے جو اتنی عزت دے رہی ہے۔ دیکھیں! یہاں آپ کے ہاں پتہ نہیں رواج ہے یا نہیں؟ جب ہم چھوٹے ہوتے تھے پڑھتے تھے تو ہمارے ہاں رواج ہوتا تھا۔ ہم لوگوں کے گھروں میں قرآن پڑھنے جاتے تھے، دس، پندرہ لڑکے ہوتے تھے تو سپارے سب سے چھوٹے لڑکے کو دیتے تھے۔

مسئلہ سمجھو! لیکن چھوٹا لڑکا جو قرآن لے کر چلتا تھا وہ سب سے آگے یا پیچھے؟ (سب سے آگے) حالانکہ وہ حافظ بھی نہیں۔ قاری بھی نہیں۔ پیر بھی نہیں۔ مولوی بھی نہیں۔ لیکن اس کو صرف قرآن اٹھانے کی نسبت ملی تو آگے۔ (بے شک) سارے اوپر دیکھو کیا نظر آ رہا ہے؟ آسمان! بھائی یہ آسمان نہیں جس کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آسمان کی تو پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ یہ ہماری نگاہ کی حد ہے ہماری نظر ٹھہری ہے۔ ہمیں لگتا ہے کہ شاید یہ آسمان ہے۔ یہ آسمان نہیں۔

قرآن والا سب سے اونچا

مگر ہم نے یہ دیکھا اس شب معراج میں کہ آسمان نیچے جس کے پاس قرآن ہے وہ اس سے بھی اونچا۔ (سبحان اللہ) دوسرا آسمان نیچے، قرآن والا اونچا۔ تیسرا آسمان نیچے، قرآن والا اونچا۔ چوتھا آسمان نیچے، قرآن والا اونچا۔ پانچواں، چھٹا، ساتواں آسمان نیچے قرآن والا اونچا۔

میں یوں کہہ دوں! آدم صفی اللہ علیہ السلام نیچے، قرآن والا اونچا۔

عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام انجیل والا نیچے، قرآن والا اونچا۔

تورات والا کلیم اللہ علیہ السلام نیچے، قرآن والا اونچا۔

زبور والے داؤد علیہ السلام نیچے، قرآن والا اونچا۔

عرش نیچے ہے اور قرآن والا سب سے اونچا۔

جبرئیل علیہ السلام نیچے، قرآن والا اونچا۔

عرش نیچے ہے اور قرآن والا سب سے اونچا ہے۔ (سبحان اللہ)

جس کے حصے میں قرآن ہے وہ سب سے اونچا ہے۔ صفیں بن گئی ہیں۔ (عام مولوی اور پیروں کی نہیں؟) انبیاء کی صفیں، سارے نبی صفوں میں کھڑے ہیں۔ (یہ ہمارے بعض واعظ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سوچتے تھے کہ میں نماز پڑھاؤں گا۔ اس الو سے کوئی پوچھے کہ وہ سوچتے تھے تجھے یہ کس نے بتایا؟ غلط بات ہے) اب جب امام کے مصلے پر آنے کا وقت آیا، سارے صفوں میں تھے۔ تورات والا صف میں۔ انجیل والا صف میں۔ زبور والا صف میں۔ مصلے پر وہ آیا جس کے پاس قرآن تھا۔ کون آیا؟ جس کے پاس قرآن تھا۔ وہ آیا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک مسئلہ کی عجیب تحقیق

قرآن میں ایک آیت ہے جس میں اللہ فرماتے ہیں:"ولقد اتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم" اے محبوب ﷺ یہ سات آیتیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں، بار بار پڑھی جاتی ہیں۔ ہر نماز کی تمام رکعات میں پڑھی جاتی ہیں۔"اتینٰک" یہ لفظ"ک" بتاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک کسی کو نہیں دی۔ محمد ﷺ صرف تیرا ہی حق ہے۔ (سبحان اللہ) تو ہی پڑھ صرف تیرا ہی حق ہے۔ اب اللہ نے مصلیٰ اس کو دیا جس کے پاس سورۃ فاتحہ؟ آقا ﷺ مصلے پہ آئے۔ میرا عقیدہ ہے۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق"لا صلوٰۃ لمن لم یقرا بفاتحہ الکتاب" جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ قرآن میں فاتحہ اس وقت اتر چکی تھی۔ پانچویں نمبر پر سب سے پہلی سورۃ علق کی ابتدائی آیتیں۔ پھر سورۃ مزمل کی ابتدائی آیتیں۔ پھر سورۃ مدثر کی ابتدائی آیتیں، پھر القلم کی ابتدائی آیتیں، پھر پانچویں نمبر پر سورۃ فاتحہ مکمل اتر چکی تھی۔ امام کو یاد تھی انہوں نے مصلے پر پڑھی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) جو پیچھے کھڑے تھے"اتینٰک" کا جو لفظ"ک" ہے وہ بتاتا ہے کہ ان میں سے کسی کو ملی بھی نہیں۔ کسی کو دی بھی نہیں۔ کسی کو یاد بھی نہیں کرائی۔ یہ سب کے سب وہ ہیں جن کو فاتحہ نہیں آتی تھی۔ تم بتاؤ ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ (ہوئی ہے) واہ، واہ! (سبحان اللہ)

میں اس جاہل سے کہتا ہوں (چاہے وہ جل کے جلن ہو جائے) میں کہتا ہوں کہ مجھے کہہ اے مولوی! تیری نماز نہیں ہوئی۔ لیکن جب تو یہ کہتا ہے کہ جو فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ سوچ کر کہہ کہیں یہ تیرا فتویٰ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پر نہ لگے۔

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جھلک

حضور ﷺ کی اپنی آخری نماز بھی جو مسجد نبوی کی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ پڑھا رہے تھے، حضور ﷺ آئے تو ایک طرف علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک طرف چچا عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ (ٹائم نہیں ورنہ میرا دل کرتا ہے آج آپ کو علی رضی اللہ عنہ پر بھی باتیں سناتا لیکن ادھار) ایک طرف علی تھے ایک طرف عباس تھے۔ حضور ﷺ حجرے سے سیدھے نکل آئے تو جب منبر کے قریب آئے یعنی مصلے کے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہونے لگے۔ اندازہ ہو گیا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ میں پیچھے ہو جاؤں تو وہاں حضور ﷺ نے صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک جملہ کہا:"علی مکانک یا ابابکر"صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر ٹھہر۔

ایمانداری سے بتاؤ یہ جگہ کس کی تھی؟ (نبی ﷺ کی) مصلیٰ نبی کا ہے۔ کہنا تو یہ چاہئے عقل کی کسوٹی کے مطابق کہ میری جگہ ہے ٹھہر۔ تجھے کون پیچھے ہٹا رہا ہے؟ حضور ﷺ نے یوں نہیں کہا کہ میری جگہ ہے۔ فرمایا:"علی مکانک" تو اپنی جگہ پر ٹھہر۔ (سبحان اللہ) ساتھ وہ آئے جو علی رضی اللہ عنہ ہے، ساتھ آئے عباس رضی اللہ عنہ۔ دو ہی یہ آدمی تھے جو پیغمبر کے منصب وراثت کے مالک بن سکتے تھے۔ یا چچازاد بھائی آسکتا تھا یا چچا آسکتا تھا۔ نبی ﷺ دونوں کو ساتھ لے کر آئے۔ باقی تو عبادت میں ہیں، علی رضی اللہ عنہ تو بھی گواہ ہو، عباس رضی اللہ عنہ تو بھی گواہ ہو۔ جب دونوں کے سامنے کہتا ہوں۔ اے صدیق رضی اللہ عنہ جگہ تیری ہے تو ٹھہر"علی مکانک" اپنی جگہ پر ٹھہر۔ اسی کو علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:"یا ابابکر انت کنت مقام الانبیاء" تو نبوت کی جگہ پر کھڑا ہے۔ پہلے نبی استقامت کے ساتھ اس جگہ پر تھے۔ آج صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ پیغمبر ﷺ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نے علی رضی اللہ عنہ کو گواہ بنایا۔ عباس رضی اللہ عنہ کو گواہ بنایا کہ اب تک جگہ میری تھی۔ اب صدیق رضی اللہ عنہ کی۔ اب تک مصلیٰ میرا تھا، اب صدیق رضی اللہ عنہ کا۔ اب تک منصب میرا تھا اب صدیق رضی اللہ عنہ کا۔ اب قیامت تک خلافت میرے بعد صدیق رضی اللہ عنہ کی ہوگی۔

توجہ طلب ایک نکتہ

صاحب علم لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سورۃ فاتحہ ختم کر کے ''سبح اسم ربک الاعلیٰ'' پڑھ رہے تھے تو حضور ﷺ جب آئے ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جا۔ تو یہاں ایک نکتہ اور دے دوں، جہاں جگہ بہت تھی وہاں تو پیغمبر ﷺ نے سب کو ساتھ رکھا۔ بدر میں سارے ساتھ۔ احد میں سارے ساتھ۔ فتح مکہ میں سارے ساتھ۔ حنین میں سارے ساتھ۔ خندق میں سارے ساتھ۔ اور جگہ جہاں تھوڑی تھی وہاں صدیق رضی اللہ عنہ ہی ساتھ رہا۔ غار میں جگہ اتنی ہی تھی کہ ایک یار ہو ایک صدیق رضی اللہ عنہ ہو، اور کوئی نہ ہو۔ مصلے پر جگہ تھوڑی تھی تو ساتھ صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو رکھا ہے۔ حجرے میں جگہ ہی اتنی ہے، اس لئے ساتھ صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو رکھا ہے۔

بھائی! جہاں صدیق رضی اللہ عنہ نے چھوڑا۔ حضور ﷺ نے نماز میں اس سے آگے بڑھا۔ حضور ﷺ نے ''سبح اسم ربک الاعلیٰ'' آگے پڑھی۔ حضور ﷺ نے فاتحہ پڑھی یا نہیں؟ (نہیں پڑھی) تو اس ملا سے کوئی پوچھے کہ میرے نبی ﷺ کی نماز ہوئی یا نہیں؟ فتویٰ سوچ کر لگاؤ۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد پر نہیں لگا رہا بلکہ حضور ﷺ کی امامت پر لگا رہا ہے۔

شب معراج سفارش موسیٰ کی حکمت

بھائی! جاتے ہوئے حضور ﷺ کو سب نبی ملے۔ بات یاد ہے کون؟ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کیا ہماری رشتہ داری حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ ہے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے؟ (حضرت ابراہیم علیہ السلام سے) ملت ابراہیمی کہلاتے ہم ہیں۔ ادائیں اور سنتیں ابراہیم علیہ السلام کی اپناتے ہم ہیں۔ سفارش موسیٰ علیہ السلام کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نہیں کرتے۔ جس دادا کا حق بنتا تھا وہ بولا نہیں اور جس سے ہماری رشتہ داری نہیں، نبوت کا احترام ہے۔ وہ ہماری سفارش کر رہا ہے کہ نمازیں تھوڑی کراؤ۔ بھائی! حضرت کلیم علیہ السلام سے ہماری کیا دلچسپی ہے؟ (یہ بات علیحدہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیوں نہیں بولے؟ پھر کبھی بتاؤں گا۔ عوام نے اصرار کیا ہے کہ ابھی بتائیں)

<u>ایک نکتہ</u>: ابھی صرف ایک نکتہ بتاتا ہوں۔ خلیل کہتے اس کو ہیں جو یار کی اداؤں پر قربان ہو۔ اپنی نہ منوائے اس کی مانے۔ اس لئے حضرت خلیل علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ خلیل علیہ السلام کیسے بنے؟ فرمایا: ''فضلت نفسی للنیران وولدی للقربان ومالی للضیفان وقلبی للرحمن'' خلیل کا مزاج ہے۔ جان بھی دی۔ مال بھی دیا۔ وطن بھی دیا۔ اولاد بھی دی۔ بچے بھی دیئے۔ سب کچھ جو دے رہا ہے وہ نمازوں میں تخفیف کے لئے کیوں کہے؟ اس کا اپنا مزاج ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میری ساری قوم اس مزاج میں ڈھلے۔ جیسے میں سب کچھ دے رہا ہوں ایسے ہی سب کچھ دے دے۔ اس لئے وہ نہیں بولے۔

یار! دو قسم کے ہوتے ہیں

کلیم اللہ علیہ السلام کیوں بولے؟ یار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے یار ہوتے ہیں کہ یار کی اداؤں پر چپ رہ کر مر مٹنے والے۔ جیسے کہو سر تسلیم خم ہے۔ جو مزاج یار میں آئے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو تھوڑا سا بے تکلف بن کے بولتے ہیں تو کلیم علیہ السلام تھے حجت والے نبی۔ باتیں اللہ تعالیٰ سے کیا کرتے تھے ان باتوں میں حجت کا کمال ہوتا ہے۔ کبھی یوں کہتے تھے کہ اپنا دیدار کرائیں۔ اب کہا! اللہ دیدار کرا۔ اللہ نے کہا: ''لن ترانی'' اب ''ترانی'' کے شروع لفظ میں کتنی طاقت ہے۔ عربی گرائمر کو سمجھنے والے لوگ اس کو سمجھتے ہیں کہ تیرے بس میں ہی نہیں۔ تو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ کہا اللہ! دل جو چاہتا ہے آخر اتنی باتیں۔

آج لوگ کہتے ہیں کہ کون کہتا ہے۔ ملاقات نہیں ہوتی۔ ملاقات تو ہوتی ہے مگر بات نہیں ہوتی۔ وہاں نظام اور تھا، وہاں قانون اور تھا، وہاں بات تو ہوتی ہے لیکن ملاقات نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے کہا: اللہ دیدار کرا۔ ملاقات کرنی ہے۔ اللہ نے کہا: ''لن ترانی'' اللہ! جی چاہتا ہے، اللہ نے فرمایا: اچھا پہاڑ کو دیکھ اگر پہاڑ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو تم بھی دیکھ سکو گے، ورنہ نہ دیکھ سکو گے۔ علماء نے لکھا ہے: اللہ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی۔ معارج النبوۃ میں ایک روایت پڑھی جس سے میں تڑپ گیا کہ جب پہاڑ پر تجلی ڈالی تو پہاڑ ٹکڑے ہوا اور موسیٰ علیہ السلام گرے۔ لیکن پہاڑ پر ایک جملہ لکھا ہوا دیکھا کہ یہ کلیم علیہ السلام ''لا تقرب مال الیتیم'' کلیم علیہ السلام یتیم کے مال کے قریب نہ جا۔ یہ دیدار تجھ کلیم علیہ السلام کا حق نہیں۔ یہ دیدار یتیم محمد ﷺ کا حق ہے۔ کون بول سکتا تھا، چپ رہے۔ اب جب آقا ﷺ واپس آرہے تھے، کلیم علیہ السلام راستے میں رک گئے۔ کیوں کھڑے ہو؟ کہا: اس لئے کہ میں نے کہا اللہ دیدار کرا۔ اللہ نے کہا: تجھ میں طاقت نہیں۔ میں تو نہ دیکھ سکا اس کو تو دیکھوں جو دیکھ کے آرہا ہے۔ (سبحان اللہ)

کلیم علیہ السلام نے انوارات جب دیکھے، اثرات دیکھے۔ تجلیات و برکات و فیوضات جب دیکھے، (آپ اس کے اثر کو محسوس نہیں کر سکتے۔ کسی صاحب روحانیت سے پوچھیں۔ جب کسی اللہ والے کی ملاقات کے بعد جب آدمی آتا ہے تو اس پر کیا کیفیت ہوتی ہے) بھائی! جب یہ کیفیت کلیم اللہ علیہ السلام نے دیکھی تو کلیم اللہ علیہ السلام نے سوچا کہ بہانہ بناؤں، کام اپنا تھا، نام ہمارا تھا۔ کہا: حضرت! پچاس نمازیں؟ اب کلیم یہ بھی چاہتے تھے کہ ان سے کچھ بات بھی ہو جائے تو بہانہ کر کے کہ کیا لے کر آئے ہو؟ کہا: پچاس نمازیں۔ آپ کی امت کہاں پڑھ سکے گی۔ وہ تو دو نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ میری امت نہیں پڑھتی تھی۔ آپ کی امت اور زیادہ دور چلی جائے گی۔ آپ ﷺ اس میں تخفیف کرائیں۔

دونوں منظر سامنے رکھو کہ امت کی فکر میں چھٹے آسمان سے پھر عرش پر حضور ﷺ گئے۔ روایات کا اختلاف ہے۔ دس یا پانچ معاف ہوئیں۔ پھر آئے، پھر گئے، پھر آئے، پھر گئے، پھر آئے، پھر گئے۔ نو چکر لگے (۴۵) نمازیں معاف ہوئیں۔ ہر چکر پر کلیم علیہ السلام دیکھتا تھا انوارات وتجلیات کا اضافہ ہوتا تھا۔ اب بھی کلیم علیہ السلام کا جی چاہتا تھا کہ ایک چکر اور لگے۔ (ہنسو نہیں) وہ چاہتے تھے کہ دو ہوں۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا، اب جاتے ہوئے مجھے بھی شرم آتی ہے۔ اس پانچ کے حلقے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ پانچ بھی خدا لے لے۔ اب یہ کلیم علیہ السلام بار بار دیکھتے تھے۔ وہ آقا ﷺ کو دیکھتے تھے اور آقا ﷺ ان کو دیکھتے تھے۔ توجہ کرنا، بات ختم کرتا ہوں۔

آقا تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

یہ یہاں دیکھے کلیم علیہ السلام کا معراج
وہ وہاں دیکھے یہ ان کا معراج

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰ ﷺ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

''و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

موضوع:

مولوی احمد سعید خان بلوچ چتروڑی کا آپریشن

دارالعلوم کبیر والہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اما بعد! فقد قال اللہ تعالیٰ فی الکلام المجید... اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اٰخر اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اٰخر فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اٰخر ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم

صدق اللہ وصدق رسولہ النبی الکریم

درود شریف پڑھیں۔ ''اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصل علیہ''

صدر گرامی قدر، معزز حاضرین، واجب الاحترام علماء کرام! آج کے اس جلسہ کی غرض آپ حضرات نے گزشتہ رات بھی اور آج مجھ سے پہلے علماء کرام سے سن چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس عنوان پر اس جلسے کا انعقاد کیا گیا ہے۔ مجھے اس جلسہ کی غرض مدنظر رکھتے ہوئے اس موضوع پر بولنا چاہیے۔ بارگاہ خلاق عالم میں نہایت عاجزی سے التجاء فرمائیں کہ: ''فاطر السموات والارض'' مجھے سچ، سچ کہنے کی توفیق بخشے۔

تمہید

کتاب ہدایت کے مختلف مقامات سے چند آیات آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہیں اور ان شاء اللہ! آپ حضرات نے اگر توجہ فرمائی تو میں یہ حقیقت واضح کر دوں گا کہ وہ لوگ جو خانہ خدا میں بیٹھ کر شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ کر یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور ہمارے جواب میں کوئی قرآن پیش نہیں کر سکتا۔ میں اس سراپا کذب ودجل اور فریب کی دھجیاں بکھیر دوں گا اور ساتھ ساتھ یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ میرے اکابرین اور اسلاف تو بہت بڑی شخصیات ہیں۔ میں تو ایک ادنیٰ سا اہل حق کا رضا کار اور مذہبی کارکن ہوں۔ کوئی دعویٰ نہیں ہے بڑائی کا۔ اللہ انانیت، تکبر اور غرور سے محفوظ فرمائیں۔ لیکن یہ بات واضح کروں گا کہ میری تقریر اور میری آج کی گزارشات ان گنت ٹیپس ریکارڈ کر رہی ہیں۔

اگر کوئی شخص میری گزارشات کا جواب دینے کی کوشش کرے اور اس کے اندر ایک رتی بھر حیاء اور شرم ہو تو وہ شخص حرف بحرف میری تقریر کی تردید کرے اور دلائل کے ساتھ تبرہ بازی کے ساتھ نہیں حق پہنچتا ہے ہر انسان کو کہ وہ اپنے موقف کو بیان کرے۔ اگر اس کے پاس دلائل ہوں اور یہ بھی میں عرض کروں گا کہ الحمد للہ! ہمارے ملک میں شرعی عدالت قائم ہو چکی ہے۔ بجائے اس بات کے ہم قصبوں میں شہروں میں اور مختلف مساجد میں بحث ومباحثہ کرتے رہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کیوں نہیں ایسا ہوتا؟ جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پاس قرآن ہے اور بہت وزنی دلائل ہیں۔ وہ شرعی عدالت میں آ جائے تو فیصلہ عدالت سے کرالیں۔

میری بات آپ کو سمجھ میں آ رہی ہے یا نہیں؟ (آ رہی ہے) اگر قادیانی شرعی عدالت میں درخواست دے سکتا ہے اس واسطے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان ہمیں غلط کہتے ہیں جس کو ہم غلط کہتے ہیں وہ بھی درخواست دے کہ میں تو قرآن پڑھتا ہوں اور مسلمان میرے خلاف یلغار کر رہے ہیں۔ وہ بھی یہ قسمت آزما کر دیکھ لے۔ اگر اس میں جرأت ہے اور دلائل موجود ہیں۔ ٹھیک ہے یا نہیں؟ کوئی غلط بات تو نہیں؟ (بالکل ٹھیک ہے) تاکہ فتنہ ہی ختم ہو جائے ہمیشہ کے لئے اور ان شاء اللہ! اگر فتنے نے اپنا رخ اور انداز نہ بدلا تو ایک وقت آئے گا کہ اس قسم کے افراد کے متعلق شرعی فیصلہ کرا کے فتنہ پر ہمیشہ کے لئے بین لگا دیا جائے۔

قرآن حکیم کی جو آیت میں نے خطبے میں سب سے پہلے تلاوت کی ہے، اس کے الفاظ ہیں: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات'' نہ کہو ان لوگوں کو مردہ جو اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے، کٹ گئے، ذبح ہو گئے۔ ''بل احیاء'' مردہ نہ کہو؟ بلکہ زندہ کہو۔

دوسری جگہ قرآن کے الفاظ ہیں جو عام طور پر سماع نبوی ﷺ کے منکرین پیش کرتے ہیں۔ ''اموات غیر احیاء'' دونوں آیات کو سامنے رکھ لیں۔ ''خالق جل مجدہ'' نے مشرکین کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو: ''اموات غیر احیاء'' وہ مردہ ہیں زندہ نہیں۔ یہی آیت اہل حق کے جواب میں عموماً پیش کی جاتی ہے اور اس کو بہت بڑی دلیل تصور کیا جاتا ہے اپنے موقف پر۔

موت کسے کہتے ہیں

میں عرض صرف یہ کرنا چاہتا ہوں کہ موت کا معنی کیا ہے اور موت کس کو کہتے ہیں؟ تو یہی جواب ملتا ہے کہ روح کا جسم سے نکل جانا یہ موت کا معنی ہے۔ اگر روح کا تعلق جسم کے ساتھ رہے پھر بھی موت نہیں اور اگر روح بالکل جسم میں لوٹ آئے۔ پھر بھی موت نہیں۔ ہاں! اگر روح جسم سے نکل جائے اور اس کا تعلق کسی بھی لحاظ سے جسم کے ساتھ نہ ہو۔ یہ موت کا معنی عموماً لوگ کیا کرتے ہیں: ''اموات غیر احیاء'' اس آیت کو بطور دلیل پیش کرنے والا طبقہ موت کا یہ معنی اور مفہوم پیش کرتا ہے۔ توجہ میری طرف رہے؟ اور یہی معنی عموماً اس اسٹیج کی زینت ہے جس اسٹیج کا خطبہ بہت لمبا ہے۔ چاہے دلائل بیکار ہوں، سمجھ گئے ہو؟

<u>ایک اہم سوال</u>: میں سوال یہ کرنا چاہتا ہوں۔ ابتداء کہ جب موت کا معنی یہ ہے جسم سے روح نکل گئی۔ اب اس کا کسی لحاظ سے جسم سے تعلق نہیں۔ اگر اس کا تعلق جسم کے ساتھ ہو تو وہ موت نہیں۔ اور اگر روح جسم کے اندر موجود ہو پھر بھی موت نہیں۔ موت تب بنے گی جب روح جسم سے بالکل نکل گئی اور اس کا کسی لحاظ سے جسم کے ساتھ تعلق نہیں رہا۔ جب موت کا یہ معنی ہے تو ''خالق ارض السموات'' نے جب شہداء کے متعلق یہ اعلان فرمایا: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء'' جو میرے راستے میں ذبح ہو گئے۔ اللہ کے راستے میں کٹ گئے۔ ان کو مردہ نہ کہو۔ ''بل احیاء'' بلکہ وہ زندہ ہیں۔ جب مردہ نہیں کہنا اور زندہ کہنا ہے اور موت کا معنی ہی یہ ہے کہ روح کا جسم سے نکل جانا اس کا کسی لحاظ سے جسم کے ساتھ تعلق نہ ہونا۔ جب موت یہ ہوئی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور خالق اس لفظ موت کی تردید کرتے ہوئے اعلان فرماتے ہیں: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء" بلکہ زندہ مانو، مردہ نہ کہو تو معلوم ہوا ہے کہ روح کا تعلق شہید کے جسم کے ساتھ ہے نا؟ نہیں سمجھ آئی؟ اگر تعلق نہیں قطعاً نہ تعلق ہے نہ شہید کی روح جسم کے اندر لوٹ کر آئی ہے۔

تو موت کا معنی یہی ہے لیکن خالق نے جب موت کی نفی کی ہے۔ مردہ نہ کہو تو معلوم ہوا کہ جب موت کی نفی ہے اور حیات بتائی گئی ہے حیات کا معنی ہی یہی ہے یا روح بالکل لوٹ آئے یا روح کا تعلق ہو جسم کے ساتھ جس کے ساتھ جسم حس محسوس کرے، جس کے ساتھ جسم کوئی تلذذ محسوس کرے، جس کے ساتھ جسم کوئی آسائش محسوس کرے، جب حیات کا معنی ہی یہی ہے اور موت کا معنی ہے روح کا بالکل کٹ جانا اور حیات کا معنی ہے روح کا تعلق ہونا یا روح کا لوٹ آنا تو شہداء کے متعلق خالق نے اعلان کیوں فرمایا۔

کیا شہداء اللہ کے شریک ہیں؟

میں پوچھنا چاہتا ہوں شرک کی مشین گن لگانے والے سے۔ کیا شہداء اللہ کے شریک ہیں؟ نہیں سمجھ آئی بات، میں نے کیا کہا ہے؟ اگر پیغمبروں کو زندہ ماننا یہ شرک ہے تو کیا شہداء کو زندہ ماننا شرک نہیں؟ اگر نبی کو زندہ ماننا یہ شرک ہے اور اللہ کی توحید میں فرق آتا ہے تو کیا شہید کو زندہ مان لینا یہ شرک نہیں؟

یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بندہ خالق کا شریک ہو، دوسرا نہ ہو، شرک کا معنی ہی یہی ہے کہ کوئی بھی اللہ کی صفت خاصہ میں شریک نہ ہو۔ اگر کسی کو اللہ کی صفت خاصہ کے اندر شریک کیا گیا تو یقیناً یہ کفر ہے۔ اس کا نام شرک ہے تو میں یہ بھی ساتھ ساتھ پوچھوں گا۔ کیا اس گروپ کا خدا ایسا ہے کہ جس پر موت آئی ہے، موت کے بعد اس کو زندگی ملی ہے۔ اگر "الوھیت" کی یہ ہی تعریف ہے، خدا کی یہی تعریف ہے کہ اس پر موت آئی۔ اس کی قبر بنی۔ اس کا جنازہ پڑھا گیا اور اس کے بعد اس کے اندر روح لوٹائی گئی ہے۔ اگر معبود یہی ہے پھر تو یقیناً اگر میں عقیدہ رکھوں۔

پیغمبر پر موت آئی، موت کے بعد خالق نے روح لوٹائی یا روح کا تعلق قائم کر دیا۔ اگر میں یہ عقیدہ رکھوں، پھر تو کہا جا سکتا ہے کہ خدا بھی ایسا ہے اور ساتھ نبی علیہ السلام کی یہی تعریف مان لی ہے۔ پھر تو شرک ہوا۔ لیکن خالق پر موت شروع سے آتی ہی نہیں تو پھر شرک کیسے بن گیا؟ کوئی بات سمجھ آئی ہے یا نہیں؟ (آئی ہے)

بڑی عالمانہ فاضلانہ تقریر آپ حضرت علامہ کی سن چکے ہیں۔ میں تو ایک رضا کار کی حیثیت سے کچھ دلائل بھی ساتھ ساتھ عرض کروں گا اور تھوڑی سی "مجتہد العصر" کی داستان بھی میں نے بیان کرنی ہے۔ کرنی چاہئے یا نہیں؟ (جواب ملا کرنی چاہئے) کیوں کرنی چاہئے؟ آپ تو کہیں گے کہ موضوع جلسہ حیات النبی ﷺ ہے۔ پھر کسی کی داستان کیوں بیان کرتے ہو؟

بھائی! اس واسطے کرتے ہیں کہ جو شخص پبلک کو علم کی دعوت دیتا ہے۔ جو شخص پبلک کو اہل حق ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ کیا اس کا کریکٹر زیر بحث نہ آئے؟ کیا اس کی زندگی زیر بحث نہ آئے۔ اس کا کردار اور کرتوت زیر بحث نہ آئے۔

اہل حق کی نشانی اور علامت یہ ہے کہ وہ تختہ دار پر بھی وہ اپنا موقف نہیں چھوڑتا اور جو اہل حق نہیں۔ وہ دن بدن گرگٹ کی طرح بدلتا ہے۔ کیا یہی انسان جو تیرے شہر کے اندر اہل حق ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس نے ایک مدت تک رفع یدین کیا ہے ایک مدت تک آمین بالجہر کہتا رہا۔ اس لئے کہ چند مرلے زمین میرے نام منتقل ہو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جائے۔ جس وقت زمین مل گئی رفع یدین گیا۔ آمین بالجہر گئی جو شخص مذہبی عقائد اور نظریات کے ساتھ اس حد تک دجل کرتا ہے وہ اہل حق نہیں۔ شیطان کی ذریت ہے۔

حق کی نشانی یہ ہے کہ چکی میں ڈال کر پیس دینا پھر بھی وہ باز نہ آئے گا۔ بلکہ یوں کہیں آزمائش کر کے دیکھ حق اور باطل کی۔ جو شخص شب و روز یہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ وہ بلا اجازت لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کیوں؟ ہو سکتا ہے پرچہ بن جائے۔ اس کے مقابلے میں حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ادنیٰ رضا کار کو کھڑا کر۔ جو دفعہ ۱۴۴ توڑ کر بھی ہتھکڑی ڈال کر بھی صدائے حق بلند کرے گا، اسی پر فیصلہ کر لے۔ چھوڑ دے بڑے اکابر کو، تو کر دیکھ کیسا ہے؟

جو ہتھکڑی سے ڈرتا ہے، وہ اس کو مشکل کشا نہیں سمجھتا۔ (یعنی اللہ کو) اگر مشکل کشا مانے تو ہتھکڑی کوئی چیز نہیں۔ اگر حاجت روا وہ ذات ہے تو جیل کوئی چیز نہیں۔ اگر حاجت روا وہ ہے تو پھر درخواستیں کس بات کی کہ مجھے قتل کرنے کا پروگرام ہے؟

جلسے کی اجازت نہ دو۔ اگر تیری موت کے دن آ گئے ہیں تو ٹل نہیں سکتے۔ اگر نہیں آئے تو موت آ نہیں سکتی۔ درخواست کس بات کی؟

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وارننگ

اور یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ عنقریب وقت آ رہا ہے کہ میں تیری مسجد میں تقریر کروں گا اور جرأت کے ساتھ کروں گا۔ کرنی چاہئے یا نہیں؟ (بڑے جذبے سے جواب ملا کرنی چاہئے) توجہ کریں۔ اخلاقی طور پر یہ حق پہنچتا ہے۔ کیونکہ میں مسافر ہوں۔ اگر دارالعلوم کے اساتذہ نے مجھے اجازت دی تو میں تمام تر قانونی پابندیوں کو توڑ کر اس مسجد میں تقریر کروں گا جس مسجد کے منبر پر قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو مشرک کہا گیا ہے جس مسجد کے منبر پر جہاں نبوت کی توہین کی گئی ہے وہ منبر چھین لوں گا۔ وہ مسجد چھین لوں گا۔ بشرطیکہ مجھے کبیر والہ کے لوگ اخلاقی اجازت دے دیں۔

پھر دیکھ لوں گا کون خالق کو مشکل کشا مانتا ہے۔ کون پولیس کو حاجت روا مانتا ہے بلکہ کہنا چاہتا ہوں کہ غلیظ زبان بند کر لے۔ دجل و فریب پہ مبنی گستاخانہ انداز بند کر۔ ورنہ عنقریب وقت آئے گا کہ تیرا اڈہ تجھ سے چھین لیا جائے اور تجھے کبیر والہ چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا جائے۔ ٹھیک ہے۔ (وعدہ کرتے ہو ہاتھ کھڑا کر کے) نت نت جلسے، نت نت جواب، نت نت کھلے خط۔ یہ پرانی داستان، کہو یہ پرانی کارروائی؟ مجھے خود شنوائی کی عادت نہیں۔ نہ کرنی چاہئے لیکن اطلاعاً عرض ہے کہ اس سے بڑی طاقتیں ضلع جھنگ کی۔ جو رئیس اعظم کہلواتے تھے شب و روز اصحاب رسول ﷺ کے خلاف ایک اشتہار چھپتا تھا۔ اس اشتہار کی تحریر قلمبند کی ہے۔ وہ قلم توڑ دیا ہے۔ وہ زبان گم کر دی ہے۔ نہیں یقین آتا تو گرو راجہ کی سرزمین سے پوچھ لے۔

اس واسطے میں کہنا چاہتا ہوں کہ بہتری اسی میں ہے۔ زبان سنبھال کر بات کرو۔ اخلاق کے دائرے میں رہ کر گفتگو کرو۔ اخلاق کے دائرے میں رہ کر اپنا موقف پیش کرو۔ لیکن اگر غلیظ زبان استعمال کی گئی تو پھر وہ اڈا چھین لینا چاہئے یا نہیں؟ (چھین لینا چاہئے) اونچی آواز سے تعاون کرو گے؟ (کریں گے) اگر زبان نہ بدلی تو اڈا چھین لینا ہے۔ بے شک انتظامیہ میری تقری ریکارڈ کر لے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہاں! انتظامیہ اگر گستاخ رسول کو لگام دے کہ وہ ہر جمعہ کو کیوں بکتا ہے وہ ہر جمعہ کو کیوں تبرہ بازی کرتا ہے وہ ہر جمعہ کیوں مغلظات بکتا ہے؟ کیا تمام جمعے اس واسطے وقف ہیں کہ پوری ملت اسلامیہ کی تکفیر کی جائے۔ آپ سوئے ہوئے ہیں۔ انتظامیہ سوئی ہوئی ہے۔ میں واضح لفظوں میں تحصیل کی انتظامیہ کو عرض کروں گا کہ آج کے بعد وہ غلیظ زبان مغلظات مت بکے۔ اگر اس کی زبان کو قانون نے لگام نہ دی۔ اس کی زبان کو قانون نے نہ پکڑا تو مجھے حق ہوگا کہ میں اس کی بدزبان کو اپنی طاقت سے روک لوں۔

شہداء کی زندگی پر روشنی

میں جو عرض کر رہا تھا تقریر ہے آپ کے ذہن میں۔ اگر موت کا معنی یہ ہے کہ روح جسم سے نکل جائے اور اس کا کسی لحاظ سے جسم کے ساتھ تعلق نہ ہو تو خالق نے شہداء کے متعلق کیوں فرمایا: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات'' جب روح کا تعلق ہی کوئی نہیں، روح جسم سے بالکل نکل جائے۔ اس کا نام موت ہے۔ شہداء جن کو خالق زندہ فرماتا ہے وہ زندگی یہی ہوگی کہ یا روح لوٹ آئی ہے یا روح کا شہداء کے جسم سے تعلق ہے۔ اگر لوٹی بھی نہیں؟ تعلق بھی نہیں۔ تو زندگی کا کیا معنی؟ ہر کسی کی روح نکل گئی۔ شہداء کی بھی نکل گئی۔ نہ کافر کی روح کا جسم سے تعلق؟ نہ مومن کی روح کا جسم سے تعلق۔ نہ نبی کی روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے تو خالق نے خصوصیت کیوں بیان کی ہے کہ شہداء کو مردہ نہ کہو۔ یہ کیا معنی؟ بات ذہن میں آتی ہے۔

توجہ کریں۔ زندگی بیان فرمائی کہ مردہ نہ کہو۔ ''بل احیاء'' زندہ ہیں۔ موت کا معنی معلوم، زندگی کا معنی معلوم۔ اللہ یہی اعلان کرتا ہے کہ مردہ نہ کہو۔ زندہ کہو۔ اب بات کوئی خفیہ رہ گئی ہے کہ جس واسطے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ نہیں جانتے۔ موت بھی جانتے ہیں کیا ہے۔ حیات بھی جانتے ہیں کیا ہے اور اللہ کہتا بھی یہی ہے کہ مردہ نہ کہو بلکہ زندہ ہیں تو پھر کیوں فرمایا کہ آپ نہیں جانتے۔ وہ زندہ ہیں۔ یہ کیا معنی؟

''ولکن لا تشعرون'' پر روشنی

بتاؤں اللہ تعالیٰ نے کس کے لئے فرمایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے پتھری کو کہا ہے کہ تیری مت ماردی گئی ہے۔ تو کہتا ہے کہ ہاتھ کٹ گئے ہیں۔ یہ مردہ نہیں تو زندہ کیسے؟ تو کہتا ہے کہ کلیجہ نکلا ہوا ہے، زندہ کیسے؟ تو کہتا ہے جنازہ اٹھایا گیا ہے زندہ کیسے؟ تو بکتا ہے کہ زندہ کو قبر میں کیسے رکھ دیا گیا ہے؟ یہ تو بھونکے گا۔

اس واسطے فرمایا: ''ولکن لا تشعرون'' تو دیکھے گا ہاتھ کٹ گئے ہیں تو دیکھے گا جگر نکل گیا۔ تو دیکھے گا زبان باہر نکلی ہوئی ہے۔ تو دیکھے گا آنکھیں نکلی ہوئی ہیں۔ تو دیکھے گا سرتن سے جدا ہے۔ تو دیکھے گا جنازہ اٹھ رہا ہے۔ تو دیکھے گا قبر میں دفن کر رہے ہیں۔ تو دیکھے گا قبر پر مٹی ڈال رہے ہیں۔ تو دیکھے گا جنازہ پڑھ رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوگا۔ آپ کہیں گے زندہ کو بھی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو کہے گا زندہ کا بھی کلیجہ نکال لیا جاتا ہے۔ تو کہے گا زندہ کی بھی آنکھیں نکالی جاتی ہیں۔ تو کہے گا ہاتھ، پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ سر وجود کے ساتھ نہیں۔ زندہ کیا معنی؟

فرمایا: زندہ ہے، زندہ ہے۔ بک نہیں زندہ ہے تو نہیں جانتا، ہے تو زندہ لیکن تیری حماقت ہے کہ تو ظاہر دیکھ کر کہتا ہے کہ کوئی نہیں۔ اس کی تردید کی ہے خالق نے۔ ظاہر پر نظر نہ رکھ حقیقت دیکھ کہ میں جو کہتا ہوں کہ زندہ ہیں تو زندہ ہیں نا؟ ''ولکن لا تشعرون'' بات ذہن میں اتری ہے یا نہیں اتری؟ (اتری ہے) شہداء زندہ ہیں یا نہیں؟ (زندہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہیں) تو نہیں جانتا تو ظاہر کو دیکھ رہا ہے۔ تو ظاہر قبر دیکھ کر کہتا ہے کہ کوئی نہیں تو جنازہ دیکھ کر کہتا ہے کہ کوئی نہیں۔ تو یہ دیکھتا ہے کہ جنازہ پڑھا، کفن دیا، غسل دیا۔ لہٰذا زندہ نہیں مردہ ہے تو ظاہر دیکھ کر کہہ رہا ہے۔ جب میں (اللہ) کہتا ہوں کہ زندہ ہیں۔ تو مان زندہ ہیں۔ تیری نظر اور ہے تیری نظر وہ نہیں جس کے ساتھ تو حقیقت تک پہنچ جائے۔ ہے تو زندہ؟

بات ذہن میں آئی یا نہیں" ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء " مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ شہید زندہ ہیں۔ پھر خدا کے شریک ہو گئے۔ جو زندہ ہو وہ خدا کا شریک ہے۔ اونچی آواز سے؟ (نہیں) آپ زندہ ہیں خدا کے شریک ہیں؟ (نہیں) ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کرتا چلوں۔

منکر حیات کی باطل دلیل

توجہ فرمائیں دلیل ہے: "انك میت وانھم میتون " اللہ اپنے پیغمبر کو فرماتے ہیں کہ آپ بھی مرنے والے ہیں اور باقی لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ بطور دلیل کے پیش ہوتی ہے۔ یہ آیت: "انك میت وانھم میتون " وظیفہ بن گیا۔ تسبیح پڑھی تو بھی یہ آیت، خطبہ پڑھا تو بھی یہ آیت، تقریر کی تب بھی یہ آیت، نجی مجلس تو بھی یہ آیت پڑھی جاتی ہے یا نہیں پڑھی جاتی؟ (پڑھی جاتی ہے) بالکل قرآن ہے۔ اگر بطور برکت کے پڑھتا ہے تو بہت بڑا اجر ہے اور اگر کسی شرارت کے تحت پڑھتا ہے کہ آیت کو کسی غلط معنی کے استعمال کرتا ہے تو یقیناً دجال ہے۔ ٹھیک ہے نا؟ "انك میت وانھم میتون " آیت پڑھی جارہی ہے یا نہیں؟

مماتیوں کا دجل

لیکن کتنا بڑا دجل ہے۔ اگر میرا عقیدہ ہوتا، میرے اسلاف کا عقیدہ ہوتا کہ پیغمبر پر موت آئی ہی نہیں۔ پھر تو یہ دلیل بنتی تھی۔ "انك میت " اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ پر موت آنی ہے۔ لیکن جب میرا عقیدہ ہے موت آئی۔ میرا عقیدہ ہے غسل دیا گیا۔ میرا عقیدہ ہے کفن دیا گیا۔ قرآن کی آیت بتاتی ہے کہ موت آئی ہے۔ اگلے مسئلہ پر قرآن خاموش ہے۔ اس موت کے بعد آگے کیا ہوگا؟

ورنہ شہداء کی دلیل بنتی ہے کہ جس کے صدقے شہید بن رہا ہے وہ خود مردہ کیسے؟ اس کی وضاحت آگے چل کر کروں گا۔ یہاں اتنا غور کرکہ "انك میت " میں قرآن نے پیغمبر کی موت ذکر فرمائی ہے کہ موت آنی ہے۔ یہ عقیدہ میرا بھی ہے۔ چودہ صدیوں کے علماء کا بھی ہے۔ اہل اسلام کا بھی ہے کہ موت آئی۔ اگر یہ عقیدہ ہوتا کہ موت نہیں آئی۔ پھر یہ آیت پڑھی جاسکتی تھی کہ قرآن کہتا کہ پیغمبر پر موت آنی ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ موت نہیں آئی یا نہیں آنی۔ ہمارا عقیدہ نہیں کہ موت نہیں آئی، بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ پیغمبر پر موت آئی اور موت کے بعد اللہ نے پیغمبر کو ایک زندگی دی ہے جو زندگی ہر انسان کو قیامت سے پہلے مل جائے گی۔

توجہ کریں ہر وہ انسان جو آج فوت ہوا ہے، اسے قیامت سے پہلے قبر میں زندہ ہونا ہے۔ زندہ ہونے کے بعد اٹھ کر اس نے میدان محشر میں جانا ہے۔ جانا ہے یا نہیں؟ (جانا ہے) موت آئی۔ موت کے بعد کفن، دفن ہوا، قبر میں دفن کر دیا گیا۔ اس کو اللہ نے قیامت سے پہلے زندگی دینی ہے یا نہیں؟ (دینی ہے)

موت بھی آئی پھر زندگی بھی ملی۔ موت کے بعد جو زندگی ملی ہے اور بندہ نے قیامت کے دن اٹھنا ہے، یہ اب خدا کا شریک بن گیا ہے؟ (نہیں) موت کے بعد زندگی ملنی ہے یا نہیں ملنی؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چلو ایک آدمی آج فوت ہوا ہے۔ اس کو ہزار سال بعد زندگی ملے گی یا دو ہزار سال بعد یا چار ہزار سال بعد۔ کئی ہزار سال بعد سمجھ لو۔ یعنی قیامت سے پہلے ہر مردے کو زندگی ملے گی۔ موت کے بعد زندگی ملنی ہے۔ تب وہ میدان محشر میں جائے گا۔ یہی زندگی چترو ڑی کو ملے گی۔ یہی زندگی مجھے ملے گی۔ یہی زندگی ابوجہل کو ملے گی۔ یہی زندگی عتبہ شیبہ کو ملے گی۔ یہی زندگی نیکوں کو ملے گی۔ یہی زندگی بروں کو ملے گی۔ نیک بھی میدان محشر میں، برے بھی میدان محشر میں۔ نیک جنت میں۔ برے جہنم میں۔ لیکن اسی وجود کے ساتھ اسی روح کے ساتھ زندگی لے کر جانا ہے۔ موت آئی پھر زندگی ملی اور زندگی ملی۔ قبر میں، نہیں سمجھ آئی۔

پہلے قبر میں زندگی ملی۔ پھر قبر سے اس کو زندہ اٹھا کر میدان محشر میں لے جایا گیا۔

میرا اور میرے اسلاف کا عقیدہ

میرا اور میرے اسلاف کا عقیدہ ہے کہ پیغمبروں پر موت آئی۔ موت کے بعد جو زندگی ہر انسان کو ملنی تھی اللہ نے انبیاء علیہم السلام کا اعزاز فرمایا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو مقام دیا ہے وہ ہی موت اور زندگی جو ہر کسی کو قیامت سے پہلے دینی تھی۔ انبیاء علیہم السلام کو سب سے پہلے فوری طور پر عطاء فرمادی ہے۔ یہ قرآن کے خلاف ہے۔ میرا خیال ہے بات سمجھ نہیں آئی؟ (نہیں آگئی سمجھ)

زندگی ہر کسی کو موت کے بعد ملنی ہے؟ کہونا ملنی ہے؟ تو کب ملنی ہے؟ میدان محشر میں جانے سے کچھ دیر پہلے ملنی ہے۔ موت بھی آئی۔ زندگی بھی ملی۔ زندگی ملی کہاں؟ اونچی آواز سے! قبر کے اندر ملی۔ قبر میں زندہ کرکے۔ اللہ نے پھر قبر سے کھڑا کیا میدان محشر میں۔ موت کے بعد زندگی ملی یا نہ ملی؟ اگر یہی زندگی ہر کسی کو میدان محشر میں جانے سے پہلے ملنی ہے۔ اگر اللہ اپنے پیغمبروں کو فوری طور پر عنایت فرمادیں تو کیا یہ قرآن کا انکار ہے؟ (نہیں) یہ شرک ہو گیا؟ (نہیں) اب نبی اللہ کے شریک بن گئے؟ (نہیں) زندگی جو کل ملنی تھی انبیاء علیہم السلام کا معجزہ ہے کہ خالق نے وہ پہلے عنایت عطاء فرمادی ہے۔

توجہ ہے میری طرف؟ خالق نے وہ پہلے عطاء فرمادی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ احادیث نبوی ﷺ میں پیغمبر نے اس حقیقت کو واشگاف کردیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ یہ احادیث مدتوں سے پڑھی جا رہی ہیں۔ کوئی ایک روایت کائنات کی کسی کتاب سے ایسی پیش کردی جائے۔ جس کا عنوان اور موضوع یہ ہو کہ انبیاء اپنی قبروں میں مردہ ہیں اور صلوٰۃ وسلام نہیں سنتے۔ ایک روایت پیش کر دی جائے۔ نہیں سمجھے؟ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ ہیں اور روضہ پاک پر جانے کے بعد صلوٰۃ وسلام نہیں سنتے۔ ایک روایت پیش کر دی جائے۔ اگر کوئی نہیں تو احادیث میں انبیاء کی حیات بیان کی گئی ہے۔ قرآن نے موت کا آنا بیان فرمایا ہے۔ اگلی زندگی احادیث نے واضح کردی ہے۔ کیا قرآن اور احادیث میں کوئی ٹکراؤ رہ گیا ہے؟ (نہیں) قرآن اور احادیث میں کوئی تضاد رہ گیا ہے؟ (نہیں) توجہ کریں اگلی بات پر۔

منکر حیات پر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا لاجواب سوال

قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کیا ہے اور وہ سوال آج تک مماتی برادری پر جبل احد بن کر سوار ہے۔ وہ سوال آج تک مماتی برادری کے سامنے سد سکندری کی طرح قائم ہے۔

توجہ کریں تا کہ بات ذہن میں اترے۔ محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(آمین) وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام فصیح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کلام بلیغ ہے اور فصاحت و بلاغت کا معنی یہ ہے۔ فصاحت و بلاغت کہتے اس کو ہیں کہ انسانی کلام میں یا کسی کے کلام میں الفاظ کا تکرار نہ ہو۔ ایک لفظ کا بار بار آنا جب کہ اس کا معنیٰ وہی ہے۔ مفہوم ایک ہے اور اس سے دو معنی مراد نہیں کہ ایک لفظ ایک مقصد کے لئے بار بار آئے۔ یہ فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ کی کلام فصیح و بلیغ ہے۔ اللہ کی کلام (اونچی آواز سے) فصیح و بلیغ ہے۔ اس میں کوئی شبہ ہے؟ (نہیں) خالق جل مجدہ نے اعلان فرمایا ہے: ''انک میت وانھم میتون'' میرے پیغمبر موت آپ پر بھی آنے والی ہے۔ ''وانھم میتون'' اور لوگ بھی مرنے والے ہیں۔

اللہ نے لفظ میت دو جگہ کیوں استعمال فرمایا، اس پر روشنی

توجہ فرمائیں۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب باقی لوگوں کی موت اور پیغمبر کی موت ایک جیسی ہے۔ جیسے باقی لوگ فوت ہو گئے۔ ایسے ہی پیغمبر۔ معاذ اللہ! فوت ہو گیا۔ اگر دونوں کا اس دنیا سے جانے کا کوئی فرق نہیں ہے تو خالق جل مجدہ نے لفظ میت کا دو جگہ استعمال کیوں فرمایا ہے۔ ایسے بھی تو کہا جا سکتا تھا۔ ''انک وھم میتون'' اے میرے نبی ﷺ اور باقی لوگ بھی مرنے والے ہیں۔

لفظ میت ایک مرتبہ استعمال ہوتا۔ اس کو دو جگہ استعمال کیوں کیا ہے۔ ایک دفعہ ''انک میت'' اور دوسری جگہ پھر ''وانھم میتون'' جب موت برابر ہے تو لفظ دو جگہ کیوں؟ اللہ کی کلام فصیح و بلیغ ہے اور فصاحت و بلاغت کا تقاضہ یہ ہے کہ لفظ میں بلا وجہ تکرار نہ آئے۔ اب اگر نبی ﷺ کی موت اور غیر نبی کی موت میں فرق کوئی نہیں تو لفظ میں تکرار بنتا ہے جو کلام الٰہی کی شان کے خلاف ہے اور جب کوئی مسلمان اللہ کی کلام میں تکرار اور تضاد نہیں تسلیم کرتا نہ کر سکتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ ''انک میت'' میں مفہوم الگ ہے اور ''انھم میتون'' میں مفہوم الگ ہے اور اگر توجہ نہ ہو تو یہ کہو کہ جب لفظ ایک ہے تو مفہوم الگ الگ کیسے؟

قرآن سے دلیل

تو ذرا قرآن میں غور کریں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن پیش کرتا ہے اور اس میں ایک لفظ دونوں جگہ ہے۔ لیکن مفہوم الگ الگ ہے۔ ایک لفظ آیا ہے زلیخا واسطے، ایک لفظ آیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام واسطے۔ زلیخا واسطے لفظ ہے: ''وھمّ بھا'' اور یوسف علیہ السلام واسطے لفظ ہے: ''وھمّ بہ'' حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے بھی ''وھمّ'' آیا ہے جس کا معنی ارادہ ہے اور زلیخا کے معاملے میں بھی ''وھمّ بھا'' آیا ہے۔ اس میں بھی معنی ارادہ ہے۔ دونوں جگہ لفظ ایک ہے۔ معنی دونوں کا ارادہ ہے تو جو ارادہ زلیخا کا تھا کیا وہی ارادہ یوسف علیہ السلام کا تھا؟ معاذ اللہ! (نہیں) اونچی آواز سے تاکہ بات ذہن میں اتر جائے۔ (نہیں) جو ارادہ زلیخا کا، اگر وہی ارادہ یوسف علیہ السلام کا تھا تو نبوت گئی اور اگر ارادے میں فرق ہے تو لفظ ایک ہے۔ فرق کیسے کیا ہے؟ لفظ وہاں بھی ''ھمّ'' لفظ یہاں بھی ''ھمّ''

اگر دونوں لفظ کے مفہوم میں فرق کیا جا سکتا ہے تو ''انک میت'' میں اور ''وانھم میتون'' میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ ہاں! اگر موت میں فرق نہیں تو وجہ بتا کہ تکرار کیوں آیا؟ لفظ میت دو دفعہ کیوں آیا؟ جب کہ ''انک وانھم میتون'' کہا جا سکتا تھا؟ بار بار تکرار کیا معنی۔ جب کہ تکرار آیا ہی اس واسطے کہ نبی کی موت اور ہے اور تیری میری موت اور ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کیا آقا ﷺ نے صرف روحوں کی امامت کرائی تھی؟

توجہ کریں! اسی پر تھوڑی اور تفصیل عرض کرتا ہوں۔ آقا دو عالم ﷺ معراج کی رات تشریف لے کر گئے۔ سفر کیا براق پر بیٹھ گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے لگام پکڑی ہے۔ واقعہ یا اس میں بھی کوئی شبہ ہے؟ کوئی شبہ نہیں؟ (نہیں) سارے مسلمان مانتے ہو؟

بیت المقدس پہنچ گئے۔ بیت المقدس پہنچ کر نظارہ کیا دیکھتے ہیں؟ صفیں لگ گئیں۔ کس کی صفیں؟ مماتیوں کی؟ (نہیں) تو خیرے کی؟ (نہیں) انبیاء علیہم السلام کی صفیں لگ گئیں۔ جبرائیل علیہ السلام کھڑا ہے۔ آقا دو عالم ﷺ کھڑے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام دست اقدس پکڑ کر عرض کرتا ہے: آقا! امامت پر آپ کا حق ہے اور کوئی امام نہیں بن سکتا۔ نبی ﷺ اعلان فرماتے ہیں۔ آخری پیغمبر اعلان فرماتا ہے کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کرائی ہے۔

نبی ﷺ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے نبیوں کی روحوں کی امامت کرائی ہے۔ نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے پیغمبروں کے صرف وجود کی امامت کرائی۔ لفظ استعمال کیا ہے انبیاء مقتدی اور میں امام بن کر کھڑا ہوا تھا۔

لفظ نبی اور لفظ انبیاء اس وقت جو استعمال ہوا ہے: ''روح مع الجسد'' کے استعمال ہوا ہے۔

اگر صرف روح ہوتی تو خاتم الانبیاء فرماتے کہ صرف انبیاء کی روحیں تھیں۔ اگر صرف جسم ہوتے آقا فرماتے نبیوں کے جسم آئے تھے۔

جب پورا لفظ استعمال ہو تو ''روح مع الجسد'' کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ حق نواز کا ہاتھ ہے؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ حق نواز کی ٹوپی ہے؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ حق نواز کا پاؤں ہے؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ حق نواز کا کرتہ ہے؟ لیکن جب حق نواز کہے گا تو پورا وجود شمار ہوگا۔

نبوت کا معنی یہی ہے کہ ''روح مع الجسد'' نبی تسلیم کیا جائے

ایک ایک جز ایک ایک حصے کا نام حق نواز نہیں رکھا جا سکتا۔ بلا تشبیہ کہتا ہوں کہ صرف روح کو نبی نہیں صرف جسم کو نبی نہیں، نبوت معنی ہی اس کا ہے کہ ''روح مع الجسد'' نبی تسلیم کیا جائے تو کون ہوتا ہے اس میں تحریف کرنے والا؟ جب میرا پیغمبر کہتا ہے کہ میرے پیچھے نبی کھڑے تھے تو روحوں کی تخصیص کیوں کرتا ہے تو جسد کی صرف تخصیص کیوں کرتا ہے؟ تو تسلیم کر کہ آقا امام تھے۔ پیچھے انبیاء کھڑے تھے۔ کیا یہ مردہ کھڑے تھے یا زندہ کھڑے تھے؟ بلند آواز سے؟ (زندہ کھڑے تھے)

توجہ کریں! نبوت زمین چھوڑ کر پرواز کرنا چاہتی ہے۔ پرواز کرتے کرتے پہلے آسمان پر، پھر دوسرے آسمان پر دستک دی گئی۔ آواز آئی، کون؟ عرض کی جبرئیل آپ کے ساتھ کون؟ ''محمد رسول اللہ'' آپ کو ان کے پاس بھیجا گیا ہے۔ جبرئیل ارشاد فرماتے ہیں: ہاں! بھیجا گیا ہوں۔ دروازہ کھلتا ہے اندر داخل ہوتے ہیں۔

کون نظر آیا؟ حضرت آدم علیہ السلام کون نظر آئے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کون نظر آئے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام

جبرئیل علیہ السلام تعارف کراتے ہیں۔ میرے آقا یہ آپ کے ابو حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کرو۔ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو۔ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کیا جبرئیل علیہ السلام نے روح آدم کو ابوئے محمد شمار کیا

میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا جبرئیل روح کو آدم کہتے ہیں۔ کیا روح آدم کو ابوئے محمد شمار کرتا ہے؟ اگر پیغمبر "روح مع الجسد" نہیں گیا تو جبرئیل کو یہ کہنا چاہئے تھا۔ روح آدم ہیں ان کو سلام کریں یا یہ کہتے کہ جسد آدم ہیں ان کو سلام کریں۔ یہ کہنا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کریں۔ ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کریں۔ موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر "روح مع الجسد" کو کہا گیا ہے۔

توجہ کریں۔ یہ بات میں نے کیوں کی ہے؟ ممکن ہے کچھ علماء اس میں ایک علمی اختلاف کریں۔ میں اس سے الگ ہو کر کہنا چاہتا ہوں چترو ڑی کو کہ بزرگ کا حوالہ نہ دینا۔ کسی مفسر کا حوالہ نہ دینا۔ قرآن میں سے بتا کہ یہ صرف روحیں تھیں یا صرف جسد تھے؟ نہیں سمجھ آئی آپ کو میری بات۔ ہائے کاش! میری بات آپ کے دل و دماغ میں اتر جاتی۔ امام رازی کا حوالہ نہ دینا۔ امام مسلم کا حوالہ نہ دینا۔ امام شافعی کا حوالہ نہ دینا۔ کسی مفتی کا فتویٰ نہیں پیش کرنا۔ قرآن میں سے بتا کہ صرف روح گئی تھیں یا صرف جسم گیا تھا؟ اگر تو کتاب اٹھا کر لے آیا کہ فلاں بہت بڑا بحر العلوم علامہ لکھتا ہے کہ روحیں جسم مثالی میں آئی تھیں کہ فلاں لکھتا ہے کہ روحیں جسم مثالی میں آ گئی تھیں۔ میں اس بات کو نہیں مانوں گا۔ اس وقت تک نہیں مانوں گا جب تک تو یہ نہ کہے کہ میں بزرگوں کا قول مانتا ہوں۔ اس وقت تک نہیں تسلیم کروں گا۔ مطالبہ یہی رہے گا کہ قرآن پڑھ جس میں سے معلوم ہو کہ روح گئی ہے جسم نہیں گیا۔ نبوت کہتی ہے کہ آدم تھے تو روح کیوں مراد لیتا ہے۔ پیغمبر فرماتے ہیں کہ موسیٰ تھے تو روح موسیٰ کیوں مراد لیتا ہے؟ نبوت فرماتی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تھے تو روح ابراہیم علیہ السلام کیوں مراد لیتا ہے؟ بزرگ کا حوالہ نہ دے۔ اپنے پاس سے بتا کہ تیرے پاس روح مراد لینے کی کون سی آیت ہے؟

توجہ کریں۔ ایک بات اس کے ساتھ ملتی ہے وہ بھی کہہ دوں۔ قادیانی کافر ہیں یا نہیں؟ (کافر ہیں) کیوں کافر ہیں؟ آپ کے پاس کون سی دلیل ہے کہ "محمد رسول اللہ" آخری نبی ہیں؟ ہے کوئی دلیل؟ (قرآن کہتا ہے)

ختم نبوت پر دلیل اور قادیانی کا فریب

قرآن کی کون سی آیت ہے؟ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولا کن رسول اللہ وخاتم النبیین" توجہ کریں۔ قادیانی کہتا ہے کہ میں یہ آیت مانتا ہوں۔ قادیانی کہتا ہے کہ میرا ختم نبوت پر یقین ہے۔ قادیانی کہتا ہے کہ میں قرآن کی اس آیت کا انکار نہیں کرتا بلکہ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ معنی ہی غلط کرتے ہو۔ "خاتم النبیین" کا معنی ہے۔ مہر نبوت! اب مہر نبوت لگ گی؟ اب محمد کی مہر لگے گی تب نبی بنے گا۔ پہلے نبی بنتے آئے ہیں اپنے طور پر۔ اب نبی بنے گا محمد کی مہر کے بعد تو "خاتم النبیین" کا معنی ہے مہر نبوت۔ میں نے آیت کا انکار تو نہیں کیا میں نے "محمد رسول اللہ" کی ختم نبوت کا بھی انکار نہیں کیا۔ یہ قادیانی کا دعویٰ ہے کہ "خاتم النبیین" کا معنی ہے مہر نبوت کہ "محمد رسول اللہ" اب آخری نبی اس لحاظ سے ہیں کہ مہر نبوت بن گئے ہیں۔ اب ان کی مہر لگے گی تو نبی بن جائیں گے۔ میں سوال کرتا ہوں قادیانی سے کہ تیرے پاس دلیل کیا ہے کہ اس کا معنی مہر نبوت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ قرآن دوسری جگہ لفظ ختم کو مہر کے معنی میں لے آیا ہے۔ میں نے کہا دلیل پیش کر کہتا ہے: "ختم اللہ علی قلوبھم" اللہ نے دلوں پر مہریں لگا دیں۔ یہ بطور دلیل کے قادیانی پیش کرتا ہے، بڑی وضاحت سے کہتا ہوں کہ جب اسمبلی میں قادیانیوں کا کیس پیش ہوا تو مفکر اسلام، شیخ الاسلام والمسلمین، امام انقلاب

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیس اسمبلی میں لڑا ہے اور ان گنت دلائل پیش کئے۔ لیکن قادیانی اس بات پر پکا ہوا کہ جب آپ نے "خاتم النّبیین" کا معنیٰ "آخر النّبیین" کر سکتے ہو تو میں "خاتم النّبیین" کا معنیٰ مہر نبوت کیوں نہیں کر سکتا؟ لفظ مہر کا شبہ بھی ہو سکتا ہے اور آخری نبی کا شبہ بھی ہو سکتا ہے تو ہم مہر نبوت مراد لے لیتے ہیں۔ آپ آخری معنیٰ مراد لے لیں۔ بات تو شبہ میں پڑ گئی۔ تکفیر کیسے کرتے ہو ہماری؟ کفر کا فتویٰ کیسے لگاتے ہو؟

مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسے مفکر کو پوری امت کے دروازے پر جانا پڑا

جس وقت قادیانی اس موڑ پر آیا ہے تو مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسا بحر العلوم آخر کار امام رازی کے دروازے پر جھکتا ہے۔ آخر کار ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر آیا ہے۔ آخر کار شاہ ولی اللہ کے دروازے پر آیا ہے۔ آخر کار مجدد الف ثانی کے دروازے پر آیا ہے۔ آخر کار مفتی محمود جیسے عظیم عالم دین کو قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر آنا پڑا۔ حتیٰ کہ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک۔ ایک ایک دروازے پر جانا پڑا اور اس نے ایک ایک دلائل پیش کئے کہ

ابو بکر رضی اللہ عنہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
عمر رضی اللہ عنہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
عثمان رضی اللہ عنہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
تابعین	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
مفکرین	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
ائمہ مجتہدین	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ	اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ لیتے ہیں۔
مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ	دلیل کے طور پر ساری امت کے بزرگ پیش کرتا ہے کہ چودہ صدیوں کے لوگ اس کا معنیٰ آخری نبی ﷺ سمجھتے تھے۔

مرزا ناصر قادیانی پوری امت کو گمراہ نہ کہہ سکا

تو بتا مرزا ناصر کہ یہ لوگ گمراہ تھے یا حق پر تھے۔ قادیانی جیسا بدمعاش بھی پوری امت کو گمراہ نہیں کہہ سکا۔ جھک گیا کہ یہ لوگ گمراہ تو نہیں تھے۔ نیک لوگ تھے تو مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نیک لوگ تھے تو پھر ان کا ترجمہ ماننا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

توجہ کریں! ''خاتم النبیین'' کا معنی بھی اس وقت تک نہیں منوایا جا سکتا۔ دشمن کو جب تک اولیاء اللہ اور بزرگوں کے دروازے پر نہ آئیں۔

ہر دجال کے راستے میں رکاوٹ امت کا اجماع ہے

ہر دجال دجل کرتا ہے۔ ہر فریب کار فریب کاری کرتا ہے۔ اس فریب کے راستے میں رکاوٹ امت کا اجماع ہے۔ ہر دجال کے راستے میں رکاوٹ امت کا اجماع اور امت کے اولیاء اللہ کے عقائد ونظریات ہیں۔ ورنہ ختم نبوت جیسا قطعی عقیدہ بھی مشکوک قرار پا جائے۔

قادیانی نے شبہ پیدا کیا یا نہیں پیدا کیا؟ (کر دیا) کہ ''خاتم النبیین'' کا معنی اگر آخری نبی ہے تو اس کا معنی مہر بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے ''ختم الله علی قلوبهم'' میں ہے۔ شبہ دور کیسے کیا گیا۔ اونچی آواز سے (بزرگوں کے قول سے)

چراغ بالی جیسی مچھ رکھنے والا پیغمبر بزرگوں کے معنی متعین کرتا ہے۔ کیا جانتے ہو چراغ بالی مچھ کو؟ (آپ میں سے جن کو چوری ڈاکہ سے کچھ تعلق ہوا تو وہ ضرور جانتے ہوں گے) چراغ بالی جیسی مچھ، پگڑی واہ واہ پگڑی کو دیکھ کر تو شاہ ولی اللہ یاد آ جاتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یاد آ جاتے ہیں۔ پگڑی داڈھنگ دکھرا۔ مچھ داڈھنگ دکھرا۔ چادر داڈھنگ دکھرا۔ چال، ڈھال وکھری اور زبان تو کوثر وتسنیم کے ساتھ دھلی ہوئی ہے۔ اس کے کہنے ہی کیا۔

بزرگوں کے حوالہ دیئے بغیر عقیدہ ختم نبوت ثابت نہیں کیا جا سکتا

بزرگوں کے حوالہ دیئے بغیر ختم نبوت جیسے قطعی عقیدے پر دلائل پیش کر دکھائیں۔ جب تک امت کے اولیاء اللہ کے نکتہ نظر کو تسلیم نہیں کرو گے۔ اس وقت تک کوئی مسئلہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا۔

توجہ کریں! یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ خالق کائنات اعلان فرماتے ہیں: ''ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا'' کوئی بندہ اگر مومنین کا راستہ چھوڑ کر غیر مومنین کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ کون ہے؟ (جہنمی ہے) کیا مومنین، اولیاء اللہ نہیں، مومنین بزرگ نہیں؟ (ہیں) اللہ جو فرماتے ہیں کہ مومنین کا راستہ چھوڑ کر، غیر مومنین کا راستہ اختیار نہ کرو۔ جن کو اللہ فرماتا ہے کہ مومنین کا راستہ اختیار کرو تو کیا مومنین اولیاء اللہ نہیں۔ اللہ نے حکم دیا ہے یا نہیں کہ بزرگوں کا راستہ اپناؤ۔ (حکم دیا ہے)

جن پر اللہ نے انعام کیا

توجہ کریں! چار طبقے ہیں۔ ایک طبقہ نبیوں کا، ایک طبقہ شہداء کا، ایک طبقہ صدیقین کا، ایک طبقہ صالحین کا۔ پہلے سبق دیا ہے کہ مجھ سے راستہ طلب کر اور راستہ سیدھا مانگ۔ پھر سبق دیا کہ راستہ طلب کر ان کا جن پر اللہ کا انعام ہوا۔ اس سبق کے بعد پھر وہ آدمی متعین کر دیئے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ ان میں جیسے انبیاء کا نام آیا ہے، ویسے ہی صدیقین کا آیا ہے۔ صدیقین کے بعد شہداء کا نام آیا ہے۔ شہداء کے بعد صالحین کا آیا ہے تو یہ کیوں کہتا ہے کہ صالحین کوئی نہیں۔ سب مشرک تھے تو بے ایمان ہے یا ساری امت کو بے ایمان کہوں؟ تجھ اکیلے کو۔ بے ایمان کہہ کر کیوں نہ اپنی آخرت سنبھال لی جائے۔ قرآن نے سبق دیا ہے کہ سیدھے راستے پر چل، سیدھا راستہ کن کا؟ ''صراط الذین انعمت علیهم'' ان کے راستے پر چل جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ وہ آدمی کون ہیں؟ جن پر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

انعام کیا ہے۔ ''فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النّبيين والصديقين والشهداء والصالحين'' صالحین کا تذکرہ آیا ہے یا نہیں؟ (آیا ہے)

ایک مثال: توجہ کریں۔ میں قرآن پڑھ رہا ہوں۔ ایک بندہ مجمع میں بیٹھا ہے۔ وہ ناظرہ قرآن پڑھا ہوا نہیں ہے۔ اردو بھی نہیں جانتا۔ بالکل جٹ ہے، اس کو اللہ اور رسول کا حکم ماننا چاہئے یا نہیں؟ (ماننا چاہئے) کیسے مانے؟ کیونکہ وہ اردو بھی نہیں جانتا۔ وہ عربی بھی نہیں جانتا۔ ان پڑھ ہے۔ ناظرہ قرآن بھی نہیں جانتا۔ وہ خالق کا حکم کیسے مانے؟ (مجھے سمجھائیں) کیونکہ جو بزرگوں کا قول بیان کرے وہ تو بے ایمان ہوا نا؟ (نہیں)

اگر وہی جٹ خود قرآن پڑھا ہوا نہیں ہے۔ اردو نہیں جانتا۔ اگر وہ سعید بلوچ کی زبان سے سن کر ترجمہ مان لے تو موحد ہے اور اگر وہی جٹ قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سن کر ترجمہ مانے تو مشرک ہے۔ حسین احمد مدنی کی زبان سے مانے تو مشرک۔ اگر عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سن کر مانے تو مشرک ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سن کر مانے تو مشرک۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سن کر مانے تو مشرک۔ یعنی اگر ائمہ کی زبان سے ترجمہ سن کر عمل ہوا۔ لیکن اگر سعید بلوچ کا ترجمہ مان لے تو پکا موحد ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ تیری زبان معاذ اللہ وحی کے ساتھ بولتی ہے اور باقی لوگوں کی زبان پر وحی کوئی نہیں۔ بات سمجھ آئی؟ (جی آئی ہے) بھائی! مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ نہیں ماننا۔ کیا سعید بلوچ کا ماننا ہے؟ (نہیں) سعید بلوچ بھی تو کہتا ہے کہ میں قرآن پڑھتا ہوں تو جو سارا دن جوتوں کو جوڑتا ہے وہ الو کا پٹھہ جانتا ہے کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ اس نے کیوں بلوچ کی زبان پر اعتبار کیا ہے؟ اگر تجھے قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر اعتبار نہیں اور تو سمجھتا ہے کہ اس نے گمراہی پھیلائی ہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری نے گمراہی پھیلائی ہے تو وہ بلوچ جورن (عورت) کو لے کر بھاگ گیا تھا۔ یہ سچ پھیلا رہا ہے۔

عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت پر جھلک

کسی کا کوئی تقویٰ اور پرہیزگاری کو دیکھ، عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ علم رکھتا ہے۔ تقویٰ رکھتا ہے، پرہیزگاری رکھتا ہے۔ زبان کی صداقت رکھتا ہے۔ برطانیہ کا خزانہ عطاء اللہ کی جوتی کی نوک کو خرید نہیں سکا۔ یہ صداقت کی دلیل ہے۔ اگر سچ نہ ہوتا تو انگریز خرید لیتا یا نہیں؟ (خرید لیتا) عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سچ پر ڈٹ گیا تھا یا نہیں؟ (ڈٹ گیا تھا) آج تک انگریز مؤرخ لکھتا ہے کہ عطاء اللہ شاہ بخاری جیل کی کال کوٹھڑی میں بیٹھا ہے۔ قید بامشقت کے ایام پورے کر رہا ہے۔ جیل سپرنٹنڈنٹ راؤنڈ پر نکلتا ہے اور دیکھتا ہے کہ عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ قرآن پڑھتا ہے اور چکی خود بخود گھومتی ہے۔ کیا یہ مشرک کے کہنے پر چکی خود بخود گھومتی ہے۔ (نہیں)

آپ یہ کہیں گے کہ مولوی نے بڑی سخت زبان استعمال کی ہے، پر میں جس کے جواب میں کھڑا ہوں۔ اس کے لئے لہجہ ہی یہی چاہئے۔ اس نے یہ سمجھا ہے کہ میرے مقابلے میں علماء میدان میں نہیں آتے۔ میں بڑا بحر العلوم ہوں تو گالیوں میں بحر العلوم ہے۔ اگر ایک دے گا تو میں دس دوں گا اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر میری اس گفتگو اور اس گزارش کے بعد چتروڑی نے غلیظ زبان استعمال کی۔ میرے اکابرین کو اس نے مشرک، کافر، بے ایمان، گیدڑ اور خنزیر کہا۔ تو میں (شہر) عبدالحکیم کی داستان برسرعام بیان کروں گا۔ میری وارننگ سمجھ لے۔ بلوچا! اگر تو نے میرے اکابرین پر تبرا بازی کی تو میں نے (شہر) عبدالحکیم کا تیرا تقویٰ تیری پرہیزگاری، تیری عشق بازی کو کبیر والہ کے چوک پر بیان نہ کیا تو میرا نام بدل دینا۔ یا زبان بدل لہجہ بدل، تجھے فکر یا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کوئی نہیں۔ اگر وہ قاسم نانوتوی کو گیدڑ کہے میں معاف کر دوں؟ (نہیں) اگر وہ عطاء اللہ شاہ بخاری کو مشرک کہے میں معاف کر دوں؟ (نہیں) ظالما! جس کی زندگی دین کے لئے جیل میں کٹ گئی۔ آج وہ مشرک ہے اور تو جو ایک سی آئی ڈی کے ایجنٹ سے پیسے لے کر فتنہ پھیلا رہا ہے۔ تجھے امام مان لوں۔

حضرت جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کا چتروڑی کو چیلنج

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ سر پر قرآن رکھ۔ کیا کراچی کے ڈاکٹر عثمانی کے ساتھ تیرا اختلاف پیسے کی وجہ سے نہیں ہوا۔ کیا ''دمر دمۃ الجنود الی دمر دمۃ الیھود'' اس غصہ میں نہیں لکھی۔ اللہ کی کتاب سر پر رکھ کر خانہ خدا میں مؤکد بالعذاب، قسم کھا کر تیرا اختلاف ڈاکٹر عثمانی اور کیپٹن کے ساتھ پیسوں کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ عقیدے کی بنیاد پر ہوا ہے تو پھر میں تیرے ہاتھ چوم لوں گا۔ مؤکد بالعذاب قسم اٹھا کر یہ کہے کہ اے اللہ! اگر میں سر پہ قرآن رکھ کر جھوٹ بولتا ہوں تو مجھے یہیں غرق کر دے۔ ان لفظوں کے ساتھ قسم اٹھا کر اگر نہیں اٹھاتا تو کراچی کا ڈاکٹر سی آئی اے کا براہ راست ایجنٹ ہے اور تو اس کا ایجنٹ ہے۔

چتروڑی ایک ایجنٹ

سی آئی اے کے ایجنٹ امریکہ کے اشارے پر امت مسلمہ میں انتشار اور افتراق کا بیج بو رہے ہیں۔

اے حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی ذریت، عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیوا، ورکر، سربکف ہو کر میدان میں آ جا۔ راستہ روک لے اس جابر کا۔ سد سکندری بن جا منافقت کے سامنے۔ دجل وفریب کے سامنے۔ اساس بن کر آ۔ بنیاد بن کے آ۔ اس زبان کو روک لے جو چودہ سو سال کی امت کو مشرک کہتی ہے۔

میں نے عرض یہ کیا ہے کہ قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قابل قبول نہیں۔ سعید بلوچ کا ترجمہ قابل قبول ہے؟ (نہیں) کیوں بھائی! وہ تو جٹ آدمی ہے۔ وہ تو خود قرآن نہیں جانتا۔ کیسے قرآن پڑھے گا؟ کیسے قرآن پر عمل کرے گا؟ نبی کا حکم کیسے مانے؟ کسی سے پوچھ کر عمل کرے گا نا؟ کسی مولوی سے پوچھے گا، کسی عالم، کسی مفتی، کسی قرآن وسنت کے جاننے والے سے پوچھے گا؟ اس کے بغیر اللہ کا حکم سمجھ سکتا ہے؟ (نہیں) جب عالم سے پوچھ کر مانے گا تو پھر عالم کی بات مانی گئی یا نہیں؟ (مانی گئی) عالم کی زبان پر اعتبار کرے گا تو تب سمجھے گا کہ اللہ کا حکم ہے، اگر اس کو زبان پر اعتبار نہیں تو مانا ہی نہیں جاسکتا۔ وہ کہے گا کہ پتہ نہیں اس نے جھوٹا ترجمہ کیا ہے یا سچا؟ اللہ کچھ کہے، یہ کچھ بیان کر رہا ہے۔ شک میں پڑ گیا یا نہیں؟ (پڑ گیا) جب شک میں بات آجائے تو اس وقت ایمان آسکتا ہے؟ (نہیں)

جب تک اسلاف، اکابرین کی زبان پر ان کے تقوے اور پرہیزگاری پر یقین نہ کیا جائے تو اس وقت تک نہ قرآن مانا جاسکتا ہے، نہ سنت مانی جاسکتی ہے؟ (بے شک) بات آپ کی سمجھ میں آئی ہے؟ (جی آئی ہے) ''اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم'' اللہ ان بندوں کا راستہ بتا جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ ''فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا'' صالحین کا تذکرہ آیا ہے یا نہیں؟ (آیا ہے) اللہ کیا حکم دیتا ہے کہ صالحین کے رستے پر چلو۔

منکر حیات کو چیلنج

اب دعویٰ سنو! چودہ سو سال میں زیادہ نہیں صرف ایک آدمی چاہئے جس آدمی کو اس وقت کی امت نے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اہل حق شمار کیا ہو۔ اس وقت کی پبلک اور اہل حق نے، علماء نے، محدثین نے، مورخین نے، سکالروں نے اہل حق شمار کیا ہو اور اس کو امام، مقتداء، مفتی، رہنماء، عالم، مانا گیا ہو۔ چودہ صدیوں میں صرف ایک آدمی چاہئے جو یہ عقیدہ پیش کرتا ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نہیں، مردہ ہیں اور جو روضہ اطہر پہ جا کر سلام کرے، اس کا سلام نہیں سنتے اور اگر اس کا کوئی قائل ہو کہ پیغمبر علیہ السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور قبر پر جانے والے کا درود وسلام سنتے ہیں جو اس کا قائل ہو تو وہ آدمی مشرک ہے۔ اس پوری تفصیل کے ساتھ صرف ایک آدمی چاہئے چودہ صدیوں میں جو یہ عقیدہ رکھتا ہو، جیسے تم آج عقیدہ رکھتے ہو، ایک آدمی پیش کردیں میں موقف بدل لوں گا۔ نہیں سمجھ آئی؟ (سمجھ آگئی) اور اگر چودہ سو سال میں ایک آدمی بھی اس عقیدے کا نہیں ملتا تو مجھے کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ چودہ صدیوں میں تو غنڈا پیدا ہوا ہے، اس لئے میں نے کہا ہے کہ تو علمی اختلاف نہیں کرتا تو سی آئی اے کا ایجنٹ ہے۔

چتروڑی کی گستاخانہ تحریر

اور تیری اس تحریر نے مجھے شدت پہ آمادہ کیا ہے جس میں تو نے لکھا ہے کہ قاسم نانوتوی نے توحید کی چولاں ہلا دی ہیں۔ الو دے پٹھیا: قاسم نانوتوی نے توحید کی چولیں ہلا دی ہیں اور تو توحید کا علمبردار اٹھا ہے تو نے نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو مشرک کہا ہے۔ تو نے نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو بے ایمان کہا ہے اور میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں۔ زبان روک لے ورنہ میں گدی سے کھینچ لوں گا۔ میرے جذبات اور احساسات ہیں۔ میں اہل حق کے خلاف کوئی زبان درازی سن کر برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مشرک ہے تو مجھے بتا مومن کون ہے؟ اس کی تحریر ہے کہ قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے توحید کی چولیں ہلا دی ہیں۔

توحید کا بڑا علمبردار یا پولیس، السلام علیک! یہ توحید کا علمبردار ہے؟ (نہیں) کہ میرے پڑوس میں جلسہ ہو رہا ہے، اب دفتر کا ایک ایک چکر لگاتا ہے کہ مجھے خطرہ ہے، مجھے خطرہ ہے تو اس کی بارگاہ سے مانگ کہ میں تجھے مشکل کشاء اور حاجت روا مانتا ہوں کہ اگر مجھے کوئی مارنے کے لئے آئے تو تو میری مدد کر۔ اس وقت اس طرف کیوں نہیں گیا؟ اب تاویل کرے گا کہ عالم اسباب اور ہوتا ہے اور عالم مافوق الاسباب اور ہوتا ہے۔

للکار جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

تو اس کو چھوڑ دے اور اپنے تمام غنڈے جمع کر میں تیری اجازت کے بغیر تیری مسجد میں تقریر کرتا ہوں تو روک کے دکھا اور آج میں کہہ کر جا رہا ہوں اس ہزاروں کے فقید المثال اجتماع میں کہ اگر سعید بلوچ نے زبان نہ بدلی تو میں اس کی مسجد میں تقریر کروں گا اور جرأت کے ساتھ کروں گا اور تمام تر پابندیوں کو توڑ کر کروں گا۔ چاہے کبیر والہ کے لوگ میرا تعاون کریں یا نہ کریں، میرا خالق مجھے کافی ہے۔ میں ظلم کی زبان کو روکوں گا۔ دجل کی زبان کو روکوں گا۔ فریب کی زبان کو روکوں گا۔ بے حیائی کی زبان کو روکوں گا۔ کفر کی مشین گن کو تالے لگا دوں گا۔ موت کا ایک دن متعین ہے جو رات قبر میں آئے گی۔ باہر نہیں آسکتی جو باہر آئے گی وہ قبر کے اندر نہیں آسکتی۔ یہ کیا عقیدہ توحید ہے کہ مجھے مارنا چاہتے ہیں؟ درخواست پہ درخواست، درخواست پہ درخواست۔ اوئے پیالی میں پانی لے کر ڈوب مر اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ صرف کبیر والہ تک محدود نہیں۔ اگر تیری زبان پورے پنجاب میں نہ رکی تو ہر جگہ میں تیرا تعاقب کروں گا تو اپنی زبان پہ کنٹرول کر۔ اگر بڑھنے کی کوشش کی تو بڑھنے نہیں دیا جائے گا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

گستاخ رسول ﷺ کی سزا

گستاخی رسول ﷺ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی توبہ اس دنیا میں قابل قبول نہیں، نہیں سمجھے۔ اگر دشمن رسول توبہ کرتا ہے۔ ''عند اللہ'' قبول ہو جائے گی لیکن اسلامی حکومت اس توبہ کو قبول نہیں کرے گی۔ شرعاً وہ پابند ہے کہ وہ گستاخ رسول کو تختہ دار پر لٹکا دے اور یہ کہہ کر لٹکائے کہ ہمیں نہیں پتہ۔ دل سے توبہ کی ہے یا محض زبان سے توبہ کی ہے۔ دل کے ساتھ توبہ کی ہے تو بخشش ہو جائے گی۔ اگر محض زبان سے توبہ کی ہے تو آگے بھی چھتر پڑیں گے۔ ہم پابند ہیں اس بات پر کہ تو توہین رسول ﷺ کر چکا ہے۔ لہٰذا تجھے سزائے موت دے دی جائے۔ یہ کہہ کہ عدالت! گستاخ رسول ﷺ کو تختہ دار پر لٹکا دے شرعاً پابند ہے۔

احمد سعید خان بلوچ چتر وڑی کی گستاخیاں

اب بتاؤں! اس نے گستاخیاں کہاں کہاں کی ہیں؟ ٹیپ موجود ہے ریکارڈ موجود۔ ایک جگہ پر تقریر کرتا ہے اور تقریر کے دوران تردید کر رہا ہے۔ ایک روایت عام طور پر بریلوی طبقہ اور کچھ دوسرے لوگ بیان کرتے رہتے ہیں۔ ''نور من نور اللہ'' یہ ایک روایت ہے۔ روایت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کے رواۃ کی کیا پوزیشن ہے؟ میں اس بحث کو چھوڑ کر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ روایت بیان کرتے ہوئے اس پر کئی دلائل پیش کئے جا سکتے تھے کہ ''نور من نور اللہ'' سے کیا مراد ہے؟ اس کا مفہوم کیا ہے؟ کیا نہیں ہے۔ علمی رنگ سے معزز لہجے سے، کئی جواب دیئے جا سکتے تھے۔

چتر وڑی کی پیغمبر کے متعلق پہلی گستاخی

لیکن اس روایت کو بلوچ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''نور من نور اللہ'' یا ''سور من سور اللہ'' نقل کفر کفر نباشد۔ حالانکہ اس روایت میں تذکرہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کا ہے۔ ان کے متعلق یہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں: ''نور من نور اللہ'' اس کا علماء نے مفہوم بتایا ہے۔ معنی بتایا ہے۔ اس کی روایت پہ جرح کی ہے۔ لیکن یہ انداز بیان کہ ''نور من نور اللہ'' یا ''سور من سور اللہ'' کھلی گستاخی اور توہین ہے اور یہی الفاظ جب شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کو بتائے گئے، سنائے گئے تو انہوں نے اعلان کیا کہ یہ شخص گستاخ رسول ہے اور یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے۔ جس جلسے پر یہ (احمد سعید بلوچ) جائے گا میں نہیں جاؤں گا۔

چتر وڑی کی دوسری گستاخی

توجہ کریں! ایک اور جگہ پیغمبر کی توہین کر رہا ہے۔ ٹیپ موجود ہے لوگوں کے پاس۔ تقریر کے دوران کہتا ہے کہ: ''انک لا تھدی من احببت ولا کن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین''

کہتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بلال مجھے مار رہا تھا۔ استغفر اللہ! کہتا ہے بلال مجھے مار رہا تھا۔ کیوں بھائی؟ ''(بلال) کہتا تھا اللہ میاں اچھا کیا ہے کہ نبی کے کھاتے کوئی چیز نہیں رکھی۔ اگر نبی کے کھاتے اختیار رکھ دیتا تو مجھ کالے کو ایمان کس نے دینا تھا۔ یہ سارا اپنی (برادری) کو تقسیم کر کے چلا جاتا۔'' (استغفر اللہ)

وہ پیغمبر! جس کے لئے خالق فرماتا ہے: ''فلعلک باخع نفسک علیٰ اثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا'' میرے پیغمبر! آپ ایسے لگن میں ہیں کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ ایسے لگتا ہے کہ شاید اپنے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آپ کو ختم کر دو گے کہ ہائے کاش! یہ سارے لوگ کلمہ پڑھ لیں۔

اس (نبی) کو چتروڑی کہتا ہے کہ: ”بلال کہتا تھا کہ اللہ میاں اچھا کیا ہے کہ نبی کے کھاتے کچھ نہیں رکھا ورنہ مجھے ایمان کس نے دینا تھا۔“

اس کا معنی یہ ہوا کہ اگر نبی کو اختیار ہوتا تو پیغمبر اپنی برادری کو کلمہ پڑھا کر چلا جاتا اور باقی لوگوں کو کافر رکھتا۔ نعوذ باللہ! نبوت پر حملہ ہے یا نہیں؟ (حملہ ہے) توہین رسول ہے یا کوئی نہیں؟ (توہین ہے) پھر یہ گستاخ رسول ملک میں پھرتا رہے؟ (نہیں) پھر یہ گستاخ رسول ملک میں عیش کرتا رہے؟ (نہیں) اس کی زبان نہ روکی جائے؟ (روکی جائے) ہے توہین یا نہیں؟ (ہے)

چتروڑی کی تیسری گستاخی

توجہ کریں! پھر ایک اور جگہ تقریر کر رہا ہے، تقریر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نبی کا چچا جب مرنے لگا تھا تو نبی چاہتا تھا کہ (اس کی) موت ایمان پر آئے۔ اب کہنے کا اندازہ یہ بھی تو ہے کہ پیغمبر نے آخری وقت تک بڑی مقدس کوشش کی کہ کاش! میرا چچا ایمان لے آئے۔ لیکن اس کی قسمت میں نہ تھا اور وہ چلا گیا، پر نبی نے اپنی طرف سے شفقت، رحمت کے دریا بہا دیئے۔ ایسے بھی کہا جا سکتا تھا یا نہیں؟ (کہا جا سکتا تھا) اب (بلوچ کا) انداز دیکھیں۔ یہ کیسے کہہ رہا ہے۔ کہتا ہے کہ: ”نبی نے بیٹھیاں اڈیاں“ (استغفر اللہ)

اللہ تعالیٰ کے سامنے نبی نے بیٹھیاں اڈیاں کہ میرا چچا جہنم میں جا رہا ہے۔ اس کو بچا لے۔ یہ لفظ بیٹھی جو کہا ہے نبی کی توہین ہے یا نہیں؟ (توہین ہے) ظالما! بیٹھی بچہ اڈاتا ہے منہ بگاڑ کر۔ کیا میرا پیغمبر خالق کے سامنے منہ بگاڑ کر دعا مانگتا تھا؟ (نہیں) ہائے ہائے، اے کاش! کوئی علم دین پیدا ہو جائے اس قدر بدتمیز، گستاخ پیغمبر تیرے شہر میں گلوکار بن کے آیا ہے؟ زبان روک لو۔ اس گستاخ رسول کی روکتے ہو یا نہیں؟ وعدہ کرو۔ (روکیں گے)

انتظامیہ کو وارننگ

پھر کہتا ہوں، تحصیل کی انتظامیہ کو روک لو اس گستاخ رسول کی زبان، ورنہ یہ شہری امن تباہ کر دے گا۔ ایک دن ایسی نوبت آ جائے گی۔ پھر کنٹرول نہیں ہوگا۔ بہتر ہے آج اس کی زبان انتظامیہ روک لے اور یہ بھی ساتھ کہتا ہوں کہ تحصیل کی انتظامیہ یہ نہ سمجھے کہ تجھ سے درخواست کا معنی یہ ہے کہ زبان رکتی نہیں۔ تجھ سے درخواست کا معنی یہ ہے کہ اگر قانون ہمارا تعاون کرتا ہے تو جی آیا نوں اور اگر تعاون نہ کیا تو پھر، ہم جرأت سے زبان روکیں گے۔ ان شاء اللہ! ٹھیک ہے (بے شک) اوئے کچھ نہیں ہوتا۔ ہتھکڑی کوئی چیز نہیں۔ جیل کوئی چیز نہیں۔ (بے شک) اگر اس کو ”رزاق“ مانتے ہو تو کوئی شئے نہیں۔ کوئی طاقت نہیں۔ جو موحد اور مسلم کا راستہ روک لے۔ (بے شک)

یہ جو میں نے عرض کیا ہے۔ توہین رسول ﷺ ہے یا نہیں؟ (توہین ہے) یہ ملک کے اندر مختلف جگہوں میں تقریریں ہیں۔

چتروڑی کی چوتھی گستاخی

اور ایک تقریر تو آپ نے ابھی سنی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کم تھی۔ علی کی شان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ابوبکر سے اعلیٰ تھی۔ ایک تو ہے کہ مسئلہ کا بیان! ایک بندہ کہے کہ میرا عقیدہ یہ ہے۔ بے شک یہ عقیدہ شیعہ کا ہے۔ لیکن ایک بندہ کہے کہ میرا یہی ہے۔ یہ انداز تو ہوا الگ۔ لیکن آگے جو بکواس ہے، سائل سوال کرتا ہے جو آپ سن رہے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل کیسے بن گئے؟ ان کو تو پھر بعد میں آنا چاہئے تھا تو (احمد سعید بلوچ) جواب دیتا ہے کہ: "خلیفے تو مصلی اور چوڑھے (یعنی بھنگی) بھی بن سکتے ہیں۔" کیا نبی کے خلیفے چوڑھے تھے؟ (نہیں) یہ ٹیپ آپ نے سنی ہے یا نہیں؟ (سنی ہے) آواز پہچانی ہے؟ (پہچانی ہے) ابوبکر رضی اللہ عنہ کی توہین ہے یا نہیں؟ (توہین ہے) گستاخ پیغمبر ہے یا نہیں۔ (گستاخ ہے) جو پیغمبر کے خلیفوں کو چوڑھا کہہ رہا ہے میں اس رافضی کو برداشت نہیں کرتا۔ کبیر والہ کے لوگو! متحد ہو جاؤ بریلویو! اختلاف چھوڑ دو۔ دیوبندیو! اختلاف بھول جاؤ۔ اہل حدیثو! اختلاف بھول جاؤ۔ اس گستاخ نبی اور گستاخ صدیق کو شہر بدر کر دو۔ راستہ روکو گے؟ (روکیں گے) اگر اس مرتبہ زبان نہ بدلی تو پھر دوسرا پھیرا لگانا پڑے گا۔ پھر ان شاء اللہ زبان نہیں بلکہ شہر بھی بدل جائے گا۔ جو نبی کے خلیفے کو مصلی اور چوڑھا کہے، وہ نبی کا گستاخ ہے یا نہیں؟ (گستاخ ہے) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گستاخ ہے یا نہیں؟ (گستاخ ہے)

چتروڑی کی حواس باختی

اور حواس باختی دیکھ حواس کا اڑ جانا دیکھ۔ تمام پاکستان کے علماء کے نام خط لکھتا ہے اور اس میں لکھتا ہے: "یہ آیت "قطعی" ہے۔ "قطعی الثبوت" ہے۔ یہ آیت "قطعی الدلالت" ہے۔" اتنا بھی علم نہیں کہ ہر آیت: "قطعی الثبوت" ہے۔ کسی ایک آیت کو خاص کر کے کہے کہ یہ آیت: "قطعی الثبوت" ہے۔ یہ کیا معنی کہ یہ آیت: "قطعی الثبوت" ہے۔ "قطعی الدلالت" کے اوپر تو بحث چل سکتی ہے۔ لیکن "قطعی الثبوت" تو ہر آیت ہے۔

ہر آیت: "قطعی" ہے یا نہیں؟ (قطعی ہے) "قطعی الثبوت" کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس کی سچائی میں کوئی شک شبہ نہیں۔ یہ لکھتا، لکھتا: "آگے لکھتا ہے کہ اس آیت کا انکار کفر ہے۔ اس آیت کے مفہوم کا انکار کفر ہے۔ اس آیت کے معنی کا انکار کفر ہے۔ یہ لکھتا، لکھتا، لکھتا آگے لکھتا ہے کہ جن علماء نے دین کی خدمت کی ہے ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگ سکتا۔ چاہے وہ آدمی اس آیت کا انکار بھی کر دیں۔" ہائے ہائے! کیا کہنے علم کے؟ کیا کہنے فہم کے؟ یعنی چاہے کوئی عالم دین کی خدمت کر رہا ہے وہ کچھ حصہ قرآن کا مان لے اور کچھ کا انکار کر دے۔ پھر بھی اس کو کافر نہیں کہیں گے۔ کیونکہ اس نے دین کی خدمت جو کی ہے؟ یہی معنی ہوا نا؟ (نہیں) کھلا خط چھپا ہوا موجود ہے۔

پہلے کچھ بدعات شروع ہوئی تھی کہ لمبے چوڑے خطبے، لمبی چوڑی تقریریں، مقابلے میں آؤ۔ حواری اٹھ گئے۔ بادشاہو! میدان میں کوئی نہیں آ سکتا۔ علامہ ہوا، مفکر ہوا، بہت بڑا علامہ ہے۔ بہت بڑا بحر العلوم ہے۔ چند دن تو یہ شہرت رہی پھر چند دنوں کے بعد جب علماء میدان میں آئے تو پھر ایک ایک بچہ دار العلوم کا، وہ دکانوں سے پوچھتا پھرتا تھا کہ کہیں سعید بلوچ کو دیکھا ہو؟ کنووں کے قریب سے دار العلوم کے بچے پوچھتے پھرتے تھے کہ کہیں سعید بلوچ کو دیکھا ہو۔ ندارد! (کسی صاحب نے کہا کہ کماد اور جواری میں بھی تلاش کیا) ہاں! کمادوں میں تلاش کیا ہو سکتا ہے کمادوں سے مل جائے۔ کیونکہ ایسی نسل کمادوں سے ملتی ہے نا۔

لیکن کمادوں میں کوئی نہیں، جواری میں کوئی نہیں۔ جی! (کوئی نہیں) ایک بات اشارۃً کہوں؟ (ضرور کہیں) بندہ پیش کروں گا۔ ان شاء اللہ! جس نے مجھے بتایا ہے (اگر انکار کیا تو) وہ کہتا ہے کہ طالب علمی کے زمانے میں جب سکول

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں پڑھتے تھے تو سعید بلوچ کی ایک عادت خراب تھی کہ جو چھوٹے بچے تھے وہ اس عادت سے ڈرتے تھے تو کوئی بچہ دوسرے بچے کو ڈرانا چاہتا تو وہ کہتا کہ اوئے وہ سعید بلوچ ہے؟ یہ وہ نسل (واہ) اگر اس کا انکار کیا گیا تو میں بندہ پیش کروں گا اور بندہ بھی تگڑ ہٹے کا۔ جھنگ کا نہیں۔ بندہ تگڑ ہٹے کا اور ایک نہیں (بلکہ) دو پیش کروں گا اور مجمع عام میں پیش کروں گا۔

اس واسطے کہتا ہوں کہ نہ کھیڈ پا کہ (یعنی نہ کھڑ لے) بڑے بڑے راستہ چھوڑ گئے اہل حق کا تو کیا چیز ہے؟ آج میری وارننگ سمجھ کہ آج کے بعد لہجہ بدل لے۔ ہم آپ کو کچھ نہیں کہتے۔ ٹھیک ہے، لہجہ بدل، زبان بدل، تقریر کا انداز بدل۔

لیکن اگر زبان درازی کی تو پھر برداشت بھی ہیں۔ ٹھیک ہے (جی) یہ جو میں نے باتیں کی ہیں یہ آپ کو دل لگی ہیں؟ (بہت لگی ہیں) اگر زبان نہ بدلی تو میں (شہر) عبدالحکیم کی داستان برسر عام بیان کروں گا۔ فقیر والی کی داستان برسر عام بیان کروں گا اور رن (یعنی عورت) کا لے جانا برسر عام بیان کروں گا۔ (عوام الناس نے جوش میں کہا کہ ابھی تو حضرت نے فرمایا) کہ ابھی نہیں، وارننگ ہے۔

توجہ کریں! رن کون لے گیا۔ بندہ کون تھا اور اس کا حمایتی کون تھا، کون نہیں تھا؟ برسر عام بیان کروں گا۔

میری طرف توجہ رہے۔ نمبر چار، سکول کی زندگی، اس کے اساتذہ کی زبان سے۔ اس کے ساتھیوں کی زبان کے ساتھ۔ برسر عام بیان کروں گا۔ اگر زبان بدل گئی تو یہ خفیہ راز حق نواز کے سینہ تک محفوظ رہیں گے اور اگر زبان نہ بدلی تو یہ کبیر والہ کے چوک، چوک اور چپہ چپہ پہ چسپاں کردوں گا۔ بات ٹھیک ہے یا نہیں؟ (ٹھیک ہے) ابھی تو میں نے نرمی کی ہے کہ چلو ایک آدمی کی خفیہ بات ہے۔ خفیہ رہنے دیں، اللہ جانے، تے وہ جانے۔

لیکن اگر اخلاق والی زبان کے ساتھ نہ باز آیا تو؟ پھر مجھے کہنا پڑے گا۔ توجہ کریں! ساتھ اگلی بات بھی کہتا ہوں کہ تجھے اگر حق نواز کا ریکارڈ ملتا ہے تو، تو بھی بیان کر لے۔ (واہ، واہ) یہ باتیں ذہن میں رہیں۔ اتنا آپ کو یقین ہو گیا کہ گستاخ رسول ہے؟ (ہو گیا یقین)

چتروڑی کی پانچویں گستاخی

توجہ کریں۔ تقریر کا ایک اور اقتباس سن۔ ”کہ میرے ساتھ چلو، نبی کے روضے پر چلتے ہیں، نبی کی قبر کھودتے ہیں۔ تو میں نبی کو چونڈی مارتا ہوں، تو دیکھتے ہیں کہ زندہ ہے تو کوئی تو جسم کا پلٹا، یعنی کوئی پہلو تو بدلیں گے نا۔“ استغفراللہ! ظالما! پیغمبر تیری چونڈی واسطے رہ گیا ہے۔ گندی نسل، کائنات کا دھرنگا، کائنات کی چھانٹی ہوئی ذریت۔ پیغمبر ﷺ تیری چونڈی واسطے رہ گیا ہے۔

پیغمبر اتنا عظیم مقام رکھتا ہے۔ کافر، صحابی سے پوچھتا ہے کہ تیرا کیا خیال ہے۔ تجھے بچاؤں یا تیرے پیغمبر کو تلوار ماردوں۔ نبی ﷺ کا صحابی کہتا ہے کہ تو تلوار کی بات کرتا ہے۔ میں تو یہ بھی برداشت نہیں کرتا کہ میرے نبی ﷺ کے پاؤں میں کانٹا لگ جائے۔ ہائے ہائے! یہ نبی سے محبت کی زبان ہے۔ کہو! یہ نبی ﷺ سے محبت کی زبان ہے۔ (محبت کی زبان)

یہ کہتا ہے کہ میں نبی ﷺ کو چونڈی مارتا ہوں۔ قبر کھود کر چونڈی ماریں۔ نعوذ باللہ! پھر دیکھیں۔ شرم نہیں آئی تجھے یہ زبان استعمال کرتے ہوئے۔ حیا نہیں آیا تجھے زبان استعمال کرتے ہوئے۔ اب چونڈی پر نوبت آگئی ہے؟ یہ تو کلمہ پڑھ رہا ہے: ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چتر وڑی کی بزدلی کا منظر

توجہ! پھر جرأت دیکھ اس کی؟ ڈیرہ اسماعیل خان میں مناظرہ ہوا۔ اس کو بھی دعوت دی گئی۔ آپ کے اس رضا کار (یعنی حق نواز) کو بھی بلایا گیا۔ مولانا یوسف رحمانی کو بھی دعوت دی گئی۔ مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی کو دعوت دی گئی۔ ہم سب پہنچ گئے۔ (لیکن) علامہ کے ایک چھوٹی سے چٹ گئی کہ میں تو پہلے اہل بدعت والوں سے بحث کروں گا۔ ''لا الہ الا اللہ'' پر۔ یہ چٹ لکھ کر بھیجی۔

جو لینے گیا اس نے کہا کہ بحث تو مناظرے کے میدان میں ہوتی ہے تو بیٹھا ہے کبیر والہ میں...... چل تو سہی! اسی پر بحث کر لینا۔ سمجھ رہے ہو؟ کہتا ہے کہ پہلے تو چٹ لے جا اور ان سے لکھوا کر لے آ۔ انہوں نے کہا ظالما! وہیں لکھوا لینا۔ ایسے بھی کبھی ہوا ہے کہ دوسرا طبقہ میدان میں کھڑا ہے اور تیری چٹ تین سومیل کے فاصلے سے لے کر جاؤں؟ وہاں جا کر بات کریں گے۔ دن طے ہو گیا ہے۔ تاریخ متعین ہو گئی ہے۔ فریق ثانی میدان میں آ چکا ہے تو چل وہاں جا کر بات کریں۔ اس نے کبیر والہ سے قدم نہیں اٹھایا اور میں آج بھی پیش گوئی کرتا ہوں کہ محض لمبے خطبے پڑھتا ہے۔ میدان میں آنے کی جرأت نہیں رکھتا۔

چتر وڑی کو مناظرے کا چیلنج

توجہ کریں! چلو ایک اور بات کہتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ وعدہ کرتے ہیں؟ (پکا وعدہ) ان شاء اللہ! وعدہ میں آپ سے یہ لیتا ہوں کہ میں جیسے کہوں ویسے کرنا ہے۔ بے شک پکے ہو؟ ان شاء اللہ! میں کسی کے متعلق کہوں کہ اس کا گریبان پکڑنا ہے تو پکڑنا ہے۔ اگر نہ کہوں تو نہیں پکڑنا۔ وعدہ پکا ہو گیا۔ (بے شک) اب اگلی بات سنو! اگر احمد سعید کا کوئی حواری بیٹھا ہے تو میں قرآن کا ذمہ دے کر کہتا ہوں کہ پورے جلسہ میں سے، نہ کوئی بولے گا، نہ کوئی ہاتھ لگائے گا۔ میں ابھی دعوت دیتا ہوں۔ اسٹیج پر آ اور یہیں بات ختم کر دیں۔ توجہ کریں! اگر تو یہاں نہیں آتا تو اپنی مسجد کا لاؤڈ سپیکر کھول کر اعلان کر کہ میں وہاں نہیں آتا۔ تو میں تیری طرف آتا ہوں۔ (واہ) تو چونکہ ڈرا ہوا ہے کہ (عوام) مجھے مارتی ہے۔ تب میں نے پبلک کی طرف سے ضمانت دی ہے کہ انگلی بھی کوئی نہیں لگائے گا۔

میں تجھ سے ضمانت بھی نہیں لیتا۔ تو اپنی ساری طاقت جمع کر لے۔ صرف اجازت دے کہ میں تیری طرف آ واں۔ ٹھیک ہے۔ کوئی حواری اس کا بیٹھا ہے تو فوراً جا کر اس کو میرا پیغام دے۔ کوئی میری آواز کو سن رہا ہے تو لاؤڈ سپیکر کھول کر میرا جواب دے۔ اگر اس نے آج جواب نہ دیا (بلکہ) میرے جانے کے بعد جواب دیا تو بزدلی ہو گی۔ (بے شک) ٹھیک کہا یا غلط؟ (ٹھیک کہا) بات ختم ہونی چاہئے۔ (جی) دشمن پیغمبر! گستاخ رسول قطعاً قابل برداشت نہیں۔

توجہ کریں! بات کو ختم کریں۔ ''بل احیاء'' ہے ذہن میں۔ ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء'' شہداء زندہ ہیں یا کوئی نہیں؟ (زندہ ہیں) ''انک میت وانھم میتون'' معنی کیا؟ نبوت کی موت اور عام لوگوں کی موت اور۔

قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اگر نبی کی موت اور غیر نبی کی موت ایک جیسی ہوتی؟ تو خالق لفظ موت دو دفعہ استعمال نہ کرتا۔ ایک ہی مرتبہ کافی تھا۔ یعنی ''انک وھم میتون'' لیکن جب لفظ دو مرتبہ آیا ہے تو معلوم ہوا کہ نبی کی موت الگ ہے اور عام مردوں کی موت الگ ہے اور کیوں الگ نہ ہو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اگر شہید زندہ ہے تو پیغمبر ﷺ بدرجہ اعلیٰ زندہ ہے

نبی ﷺ کی جوتی اٹھانے والا، نبی ﷺ کے قدموں میں بیٹھے والا۔
نبی ﷺ کے پیچھے چلنے والا، نبی ﷺ کے اشارے پر جان نچھاور کرنے والا۔
بدر میں کٹ جاتا ہے تو خالق کہتا ہے کہ مردہ نہ کہو۔ زندہ ہے۔
احد میں کٹ جاتا ہے تو خالق کہتا ہے کہ مردہ نہ کہو۔ زندہ ہے۔
کربلا میں کٹ جاتا ہے تو خالق کہتا ہے کہ مردہ نہ کہو۔ زندہ ہے۔
اوئے! جس کا نوکر زندہ ہے تو وہ آقا ﷺ کیسے مردہ ہے؟
اوئے نہیں سمجھ آئی؟ جس کا خادم زندہ ہے، وہ مخدوم کیسے مردہ ہے؟
جس کا مقتدی زندہ ہے، وہ امام کیسے مردہ ہے؟
جس کی جوتیوں میں بیٹھ کر شہادت کا درجہ ملا ہے، تو وہ آقا ﷺ کیسے مردہ ہے؟
جس کے قدموں میں رہ کر مرتبہ ملا ہے، وہ آقا کیسے مردہ ہے؟
جس کے قدموں میں بیٹھ کر شہادت کی موت ملی ہے۔ مراتب میسر آئے تو وہ آقا ﷺ کیسے مردہ ہوسکتا ہے؟
اگر شہید زندہ ہے تو پیغمبر بدرجہ اعلیٰ زندہ ہے۔ (بے شک)
آپ کا ایمان ہے یا کوئی نہیں؟ اونچی آواز سے! (ایمان ہے) پختہ عقیدہ ہے؟ (پختہ)

محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں بیٹھنے والا، مقام پا گیا۔ قدموں میں بیٹھے والا مراتب پا گیا۔ اپنے عمومی مشن پر بات کرتا چلوں۔ اس کے کہے بغیر رہ نہیں سکتا۔

توجہ کریں! آقا دوعالم ﷺ کے قدموں میں بیٹھنے کے ساتھ مراتب مل گئے۔ درجات مل گئے اور درجات کیسے ملے؟ درجات ایسے ملے کہ نظر بدل گئی۔ کان بدل گئے۔ حواس بدل گئے۔ قدم بدل گئے۔ شعور بدل گئے۔ اگر شعور پہلے برائی سوچتا تھا، آج برائی نہیں سوچتا۔
اگر کان پہلے برائی سنتے تھے تو آج برائی نہیں سنتے۔
زبان پہلے برائی کہتی تھی تو آج برائی نہیں کہتی۔
نظر پہلے برائی پر اٹھتی تھی تو آج برائی پہ نہیں اٹھتی۔

نظر اس حد تک بدل دی گئی، اس حد تک اس کو شرمیلا بنا دیا گیا ہے کہ کائنات میں اس جیسا شرم پیش نہیں کیا جاسکتا۔

شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر خراج تحسین

سرراہ عرض کرتا چلوں۔ اس مظلوم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا چلوں۔ جس کی شہادت ۱۸/ذوالحجہ کو واقعہ ہوئی ہے اور آج ۱۸ کی رات ہے۔ اس مدینے کے امام کو خراج عقیدت پیش کروں۔ اس کو نذرانہ عقیدت پیش کروں۔ اس امام کے شہادت کے واقع کو سرراہ عرض کردوں۔ تفصیل پھر سہی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وہ عثمان رضی اللہ عنہ جس کو مدینہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔
وہ امام جس کو مدینہ میں ذبح کر دیا گیا ہے۔
وہ مظلوم جس کا چالیس دن پانی بند رکھا گیا ہے۔
وہ مظلوم جس کے پیاس قرآن پڑھ کر بجھائی (ختم کی) ہے۔
وہ مظلوم جس کے ہاتھ کو نبوت ﷺ نے اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔
وہ مظلوم جس کو پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں: عثمان! اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تیرے نکاح میں دے دیتا۔
وہ عثمان رضی اللہ عنہ جس نے مسجد نبوی کی جگہ خرید کر وقف کر دی ہے۔
وہ عثمان رضی اللہ عنہ جس نے میٹھا کنواں خرید کر کے وقف کیا ہے۔
وہ عثمان رضی اللہ عنہ کتنا حیاء رکھتا ہے کہ نبوت بے تکلف اپنے مکان میں آرام فرما ہے۔ سامنے سے ایک مقدس شخصیت دہلیز سے قدم اندر رکھتی ہے۔ نبوت عجلت سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔
پنڈلی کا کپڑا درست کر لیا۔ صدیقہ کائنات ام المومنین کائنات کے تمام مومنوں کی امی، وہ سوال کرتی ہیں۔ آقا ﷺ اتنی عجلت کیوں؟ اتنی تیزی کے ساتھ پنڈلی پر کپڑا (درست) کس واسطے؟
آقا ﷺ فرماتے ہیں: اے عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھ ذرا۔ دروازے پر کون آ رہا ہے؟ ہائے ہائے! عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھ تو سہی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نظر تو کر، کون آ رہا ہے؟ عائشہ دیکھتی ہے۔ فرماتی ہے: آقا ﷺ عثمان آ رہا ہے۔ فرمایا! یہ وہ بندہ ہے جس سے عرش کے فرشتے حیاء کرتے ہیں۔ میں محمد ﷺ کیوں نہ حیا کرواے۔
یہ مقام کیسے ملا؟ نبوت کی قدموں میں بیٹھنے سے ملا۔

مقام حضرت بلال رضی اللہ عنہ

توجہ کریں! نبوت کے قدموں میں بیٹھنے سے مقام کتنا بلند مل گیا ہے۔ تو کہتا ہے کہ مٹی پڑ گئی ہے۔ تیری آواز مٹی سے سنتا کیسے؟ تو جب رب سنانا چاہے تو سنتا ہے۔
نبوت بہشت میں چل رہی ہے۔ بلال مکے کی گلیوں میں چل رہا ہے۔ جوتوں کی آواز سنائی گئی۔ کس نے سنوائی؟ اللہ نے آواز اٹھائی اور اٹھا کر نبوت کے گوش مبارک تک پہنچا دی۔ مکہ کی گلیوں میں چلتا ہے اور نبوت بہشت میں چلتی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آہٹ آ گئی۔ سوال ہوا! اس جنت میں میرے ساتھ اور کون چل رہا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں: آقا ﷺ! کوئی نہیں۔ آواز کیسی ہے؟ جواب ملا: بلال مکے کی گلیوں میں چل رہا ہے۔
ہائے ہائے! یہ مکے کی گلیوں میں چلے تو جوتوں کی آواز بہشت میں آئے۔ یہ مقام نبوت کے قدموں میں بیٹھنے سے مل گیا۔ مل گیا یا نہیں؟ (مل گیا)
نبی ﷺ کی جوتی جوڑنے سے مرتبہ مل گیا ہے۔
پیغمبر ﷺ کے نعلین جوڑنے کے ساتھ مرتبہ مل گیا۔
پیغمبر ﷺ کے وضو کے پانی کو جسم پر لگانے سے مرتبہ مل گیا۔
پیغمبر ﷺ کا لعاب دہن نگل جانے سے مرتبہ مل گیا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اے گستاخ پیغمبر ﷺ! زبان روک ورنہ گدی سے کھینچ لوں گا۔

اوئے! جس کے ساتھ دنیا اوج ثریا پر پہنچ گئی تو اس کے بارے میں بکتا ہے۔ (بکواس کرتا ہے) کہ اس کو چونڈی مارتا ہوں۔ (لعنت بے شمار) کیا نبی ﷺ کے قدموں میں بیٹھنے سے مرتبہ نہیں ملا؟ (ملا ہے) بلال رضی اللہ عنہ نے مرتبہ نہیں پایا؟ (بہت پایا ہے) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتبہ نہیں حاصل کیا؟ (بڑا حاصل کیا) عثمان رضی اللہ عنہ نے مقام نہیں حاصل کیا؟ (بہت کیا ہے) علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مرتبہ حاصل نہیں کیا؟ (بہت کیا ہے)

جس کے قدموں سے یہ مرتبہ ملے وہ خود آقا زندہ نہیں؟

جس کے قدموں میں بیٹھنے سے اتنے بڑے مراتب مل گئے جس کے قدموں میں بیٹھنے سے شہادت مل گئی۔ جس کی خدمت کرنے سے، جس کا کلمہ پڑھنے سے۔ اگر کسی نے جان دی ہے تو خالق فرماتا ہے کہ تو نے دیکھا ہے کہ زبان کٹ گئی تو نے دیکھا ہے کہ سر کٹ گیا ہے۔ پر ہے زندہ۔

تو نے دیکھا ہے کہ ہاتھ کٹ گئے ہیں، پر ہے زندہ۔

تو نے دیکھا ہے کہ جنازہ پڑھا جارہا ہے، پر ہے زندہ۔

تو نے دیکھا ہے وہ قبر میں اتار رہا ہے، پر ہے زندہ۔

تو کہتا ہے کہ اوپر مٹی ڈالی جارہی ہے، پر ہے زندہ۔

تو نہیں سمجھتا، ہے تے زندہ، میں جو کہتا ہوں کچھ سمجھ گئے ہو؟ (جی سمجھ گئے)

جس کے قدموں میں بیٹھنے سے یہ مرتبہ ملا۔ وہ خود آقا ﷺ زندہ نہیں ہیں؟ (زندہ ہے)

زندگی کیسی؟ آقا ﷺ پر موت آئی، موت کے بعد خالق نے زندگی عطاء فرمائی ہے۔ یہ قرآن کے خلاف ہے؟ (نہیں)

قرآن سے ایک آیت دکھائیں

قرآن کی ایک آیت دیکھا جس آیت میں لکھا ہوا ہو کہ نبی پر جو موت آئی ہے اور وہ موت رہنی ہے اور قیامت سے پہلے کسی قسم کی کوئی زندگی نہیں ملنی۔ صرف ایک آیت دکھا۔

توجہ کریں! ایسی آیت نہیں پڑھنے دوں گا۔ ویسے پڑھ، لاکھ مرتبہ پڑھ۔ قرآن ہے، ثواب کی غرض سے پڑھ۔ لیکن غلط نظریہ کے ساتھ نہیں پڑھنے دوں گا کہ جس آیت میں اطلاق ہو کہ اللہ کے سواء جس کی پوجا کرتے ہو۔ "اموات غیر احیاء" اور "وھم عن دعائھم غافلون" یہ نہیں پڑھنے دوں گا۔ کیوں! اس واسطے کہ لوگ ملائکہ کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ لیکن وہ زندہ ہیں۔ ان پر بھی یہ آیت فٹ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی لوگ پوجا کرتے ہیں۔ پر وہ زندہ ہیں۔ اس لئے "اموات غیر احیاء" اور "وھم عن دعائھم غافلون" یہ ان کے لئے بھی فٹ نہیں آتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی مسلم۔ اس واسطے بھی یہ آیت نہیں پڑھی جاسکتی۔ ملائکہ کی زندگی بھی مسلم۔ اس واسطے بھی یہ آیت نہیں پڑھی جاسکتی۔ حضرت خضر علیہ السلام کی بھی زندگی ہے۔ (بعض کے نزدیک) اس واسطے بھی یہ آیت نہیں پڑھی جاسکتی۔ کوئی ایسی آیت پڑھ جس آیت میں عموم نہ ہو۔ اطلاع نہ ہو کہ جس کے اندر کسی طریقہ سے تخفیف کی جاسکتی ہو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک مخصوص آیت لے آ، جس کے اندر وضاحت ہو کہ نبی مر گئے۔ مرے رہیں گے اور قیامت سے پہلے کسی قسم کی زندگی نہیں۔ ایک آیت پڑھ، ہاتھ چھوڑ۔ میں تیرے پاؤں چوم لوں گا۔ بات ذہن میں اتری ہے؟ (اتری ہے)

''اموات غیر احیاء'' پر روشنی

''اموات غیر احیاء'' اور ''وھم عن دعائھم غافلون'' یہ آیت پڑھی جاتی ہے یا نہیں؟ (پڑھی جاتی ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پہ زندہ ہیں؟ (زندہ ہیں) تو عیسائی پوجا کرتے ہیں یا نہیں؟ (کرتے ہیں) پکارتے ہیں یا نہیں؟ (پکارتے ہیں) تو پھر جو پکارتے ہیں تو کیا اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آتے ہیں؟ (نہیں)

اس آیت میں مشرکین کے ایک مخصوص ٹولے کا تذکرہ ہے۔ ان کے عقائد کا رد ہے دوسری بعض آیات میں۔ بعض دوسرے مشرکین کا رد ہے۔ کئی قسم کے فرقے اس وقت بھی موجود تھے۔ یہودیت کا نظریہ الگ تھا۔ عیسائیت کا نکتہ نظر الگ تھا۔ مشرکین مکہ کا نظریہ الگ تھا۔ مجوسیوں کا نظریہ الگ تھا۔ پھر مشرکین میں کئی ٹولے تھے۔ ان کی نظریات عقائد الگ، الگ تھے۔

اللہ رب العالمین نے قرآن کے مختلف مقامات میں مشرکین کا رد الگ، الگ انداز سے پیش کیا ہے۔ کسی جگہ مشرکین کے خاص (فرقے) ٹولے کی تردید ہے۔ دوسری جگہ دوسرے ٹولے کی تردید ہے۔ اس طرح ایک آیت پڑھ کر اس کو علی الاطلاق ہر ایک پر فٹ کس طرح کرتا ہے؟ بات ذہن میں آگئی؟ (آگئی)

''لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء'' شہداء زندہ ہیں؟ (ہیں) آپ کا عقیدہ ہے؟ (عقیدہ ہے) زندگی کیسے ملی؟ نبی ﷺ کے قدموں میں بیٹھ کر۔ جس کے قدموں میں بیٹھ کر زندگی ملتی ہے وہ خود آقا زندہ نہیں۔ (زندہ ہیں)

میں اس عقیدے پر کیوں ہوں؟

توجہ کریں۔ میں اس عقیدے پر کیوں ہوں۔ میں اس نظریے پر کیوں ہوں۔ اس عقیدے پہ کہ نبی مبارک اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اس پر اس واسطے آیا ہوں کہ اس عقیدے کی تائید اہل سنت کرتی ہے۔ اس عقیدے کی تائید پیغمبر ﷺ کے ارشادات کرتے ہیں۔ اس عقیدے کی تائید چودہ سو سال کی امت کرتی ہے اور خصوصیت سے اس نظریہ کی تائید ملت اسلامیہ کے ان علماء نے کی ہے کہ جن علماء کے علم، تفقہ، تقویٰ، پرہیزگاری میں شبہ کوئی نہیں۔
جن کی جرأت اور ایمانی جذبے کے اندر، شبہ کوئی نہیں۔

توجہ کریں۔ اختصار کے ساتھ تذکرہ کر دوں کہ جن علماء نے اس نظریہ پر دستخط کیے ہیں اس عقیدے کو اپنایا ہے اور چودہ سو سال کی امت کے اقتداء میں اپنایا ہے، میری مراد اس گروہ سے، گروہ علماء اہل سنت علماء دیوبند ہیں۔ ذرا جرأت کا اندازہ لگا۔ تجھے پتہ چل جائے گا کہ وہ لوگ کسی سے ڈر کر نہیں کسی سے کسی لالچ کے تحت نہیں، نہ لالچ کے تحت نظریہ اپنایا ہے، نہ کسی سے ڈر کر نظریہ اپنایا ہے، نہ وہ خوف کھاتے تھے۔ توجہ کریں تاکہ بات تیرے دل و دماغ میں اتر جائے کہ کتنے بڑے جری اور کتنے بڑے صاحب تقویٰ، کتنے بڑے پرہیزگار علماء تھے جو اس نظریہ پر قائم تھے۔

میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو لے لیں، جس نے قرآن کا ترجمہ کیا۔ ہاتھ گٹوں سے توڑ دیئے گئے۔ اس جرم میں کہ قرآن کا ترجمہ کر کے لوگوں کو عقائد سے آگاہ کر دیا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت وصداقت پر واقعہ

اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کہ جس کا تقویٰ اور پرہیزگاری کا یہ عالم جس کی صداقت اور دیانت کی اتنی وزنی دلیل ہے کہ ایک پادری چوک میں کھڑے ہوکر بکواس کرتا ہے۔ کہتا ہے: مسلمانو! اگر تم سچے ہوتو اپنا قرآن آگ میں ڈالو۔ میں انجیل آگ میں ڈالتا ہوں۔ دیکھتے ہیں کہ جس کی کتاب جل گئی وہ جھوٹا اور جس کی کتاب بچ گئی وہ سچا۔ یہ ہی بات جب مسلمانوں تک پہنچی تو مسلمان تڑپ گئے۔ ششدر رہ گئے کہ کیا کریں؟ کیا جواب دیں؟ بات اڑتی اڑتی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ گئی۔ آخری وقت، نظر کمزور ہوگئی تھی۔ اکیلے چل نہیں سکتے۔ اپنے ایک عزیز کا بازو پکڑا، چوک پر تشریف لے آئے۔ پادری للکار رہا ہے۔ (شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کو کہا کہ بات ایسے نہیں بنتی کہ میں اپنی مقدس کتاب آگ میں ڈالوں اور تو اپنی کتاب آگ میں ڈالے۔ کتابیں ڈالنے کا کیا معنی؟ یہ تو جذبات بھی قبول نہیں کرتے۔ ایسے کیوں نہ کریں کہ آگ جلائیں تو بھی آگ میں آ میں بھی آگ میں آتا ہوں۔ جو جل جائے وہ جھوٹا اور جو بچ جائے وہ سچا۔

تاریخ ہند پڑھ کے دیکھ کہ پادری میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ صداقت ہے یا نہیں؟ (صداقت ہے) یہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مشرک ہے؟ (نہیں) یہ بے ایمان ہے؟ (نہیں) اس کو قرآن سمجھ نہیں آیا؟ (آیا ہے) کیا چتروڑ کے چراغ بالے کو سمجھ آیا ہے؟ (نہیں) (ظلم ہے یار)

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت پر جھلک

توجہ کریں۔ بالاکوٹ کے پہاڑوں پر پھیل جا، تصور کر اور تصورات کی دنیا میں سیر کر لے اور بالاکوٹ کے پہاڑوں کے پتھر ذرا کرید اور کرید کے دیکھ۔ بالاکوٹ کی ایک ایک کنکری آج بھی شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی داستان بیان کرتی ہے۔ آج بھی شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سچے لہو کی صداقت کی دلیل اور ثبوت بن کر آتی ہے۔ آج بھی بالاکوٹ کے پہاڑوں کا ایک ایک ذرہ شاہ اسماعیل شہید کی شہادت پر شاہد ہے۔ آج بھی بالاکوٹ کے ذرات شاہ اسماعیل شہید کی صداقت پیش کرتے ہیں، بلکہ میں اگر ایسے کہوں کہ اگر میں بالاکوٹ کی وادیوں کو کرید لوں تو ایک ایک ذرہ زبان حال سے پکارتا ہے کہ ؎

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی تو کوئی بات نہیں

ایمانداری سے بتائیں کہ شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ جھوٹا ہے؟ (نہیں) یہ مشرک ہے؟ (نہیں) جو ان جیسے اولیاء اللہ کو مشرک کہے اس کو معاف کر دیں؟ (نہیں)

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اعلان حق

آگے شیخ العرب اور شیخ العجم کا تذکرہ کرتا چلوں۔ کس طرح جرأت کے ساتھ میدان میں آیا ہے۔ کہا: انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام، گرفتاری ہوگی۔ عدالت میں آ گئے۔ اہل حق ہونے کی علامت یہ ہے کہ جو بات

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

زبان سے کہیں گے اور وہ بھی ہو تو پھر ہٹتے نہیں۔ جج پوچھتا ہے: حسین احمد تو نے کہا ہے کہ انگریز فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے؟ قربان جاؤں، اٹھارہ برس نبی ﷺ کے روضے کے سائے تلے حدیث رسول پڑھانے والا انسان وہ کہتا ہے کہا، کیا ہوتا ہے میں تو کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا۔ عدالت کہتی ہے کہ سزائے موت تو شیخ العرب نے کفن نکال کر پھیلا دیا عدالت میں کہ سچ کہنے کا یہی صلہ (بدلہ) ہے کہ سزائے موت سنا دی جائے تو قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی بیٹا دارالعلوم دیوبند سے کفن لے کر آیا ہے اور یہ فیصلہ کر کے میدان میں آیا ہے کہ ؎

اس دنیا میں دو ہی تو ٹھکانے ہیں آزاد منش انسانوں کو
یا تخت جگہ آزادی کی یا تختہ مقام آزادی کا

اور سچے لوگ واقعی مخلص بھی حد درجہ تک ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مالٹا کی جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔ انگریز، سریا گرم کر کے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے وجود کو داغ دیتا ہے۔ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیتے ہیں کہ میری زندگی میں یہ واقعہ مت بیان کیا جائے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیوں؟ فرمایا کہ عین ممکن ہے کہ میں تکبر میں آ جاؤں۔ عین ممکن ہے انانیت آ جائے۔ غرور آ جائے کہ محمود الحسن بڑا تو بہادر ہے، بہت بڑا مجاہد ہے۔ اتنی مصیبت برداشت کرنے کے باوجود بھی سچ پہ قائم ہے۔ شاید میرے دل میں بات آ جائے۔ لہٰذا میری زندگی میں اس واقعہ کو بیان نہ کیا جائے۔

اتنے بڑے مخلص لوگ یہ مشرک تھے؟ (نہیں) یہ مخلص لوگ بے ایمان تھے؟ (نہیں) ساری زندگی قرآن و سنت کا درس دینے والوں کو آج تیرے پڑوس میں گدڑ، خنزیر، مشرک، کافر (وغیرہ) کہا جائے۔ میں حیران ہوں کہ تحصیل کبیر والہ کی انتظامیہ اس زبان سے کیوں نا آشنا ہے؟ وہ اس زبان کو لگام کیوں نہیں دیتی۔ وہ اس فتنے کا دروازہ بند کیوں نہیں کرتی؟ لہٰذا میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ آج کے بعد یہ زبان بدل جانی چاہئے۔

ان شاء اللہ! ثم ان شاء اللہ! اگر میرے رب نے چاہا تو زبان بدل جائے گی۔ بڑے بڑے پوپ بدل گئے اور بڑے بڑے پوپ لرز گئے۔ یہ تو بے چارہ شئے ہی کوئی نہیں۔ یہ تو طاقت ہی نہیں۔ اس میں تو جرأت ہی نہیں۔ یہ تو درخواستیں لے کر پھر رہی ہے۔ مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ۔ کیا معنی بچاؤ، بچائے اللہ!

جو دن موت کا پتر الکھا ہے وہ ٹل نہیں سکتا۔ (بے شک)
جو دن لکھا نہیں وہ آ نہیں سکتا۔ ڈرتا کیوں ہے؟
اگر موحد ہے تو یہ لہجہ اختیار کر، درخواست بازی کیوں؟
کبھی دشمن صدیق رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی درخواست دی ہے؟
اوئے! کبھی قبر کے پجاری کے خلاف بھی تو نے درخواست دی ہے؟

کبھی گائے کے پجاری کے خلاف بھی درخواست دی ہے؟ کہ یہ تقریر نہ ہو؟ تجھے درخواست تب یاد آئی جب تو نے سمجھا ہے کہ آج اہل حق کا جلسہ ہے۔ لیکن میں کہنا چاہتا ہوں کہ آج اگر تحصیل کی انتظامیہ اجازت نہ بھی دیتی تو باقی علماء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی تو مرضی؟ (لیکن) حق نواز بغیر اجازت جلسہ کرتا۔ اب میں دار العلوم کی ایک طالب علم کی ڈیوٹی لگاتا ہوں کہ آئندہ جمعہ کی تقریر ریکارڈ کرنی ہے۔ اگر زبان بدلی ہوئی نہ ہوئی تو مجھے اطلاع کر پھر کھلی کھیڈ کھیلتے ہیں۔ توہین نبوت زیادہ دیر برداشت نہیں کی جاسکتی۔ زیادہ دیر تبرّا، دجل، فریب، بے حیائی، بدفطرتی، بدتمیزی، زیادہ دیر نہیں برداشت کی جاسکتی۔

نبوت کی محبت مسلمان کے ایمان کی جز ہے۔ یا نہیں؟ (جز ہے)

نبی ﷺ قبر میں زندہ یا مردہ؟ (زندہ ہے)

پوری امت کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ نبی ﷺ قبر میں زندہ

چودہ سو سال کی امت کا عقیدہ کہ نبی ﷺ قبر میں زندہ۔

اسی عقیدے پہ قائم رہو اور اسی عقیدے پر موت آئے۔

اللہ مجھے اور آپ کو اسی عقیدے پہ قائم اور دائم رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت مولانا علّامہ محمد ضیاء الرحمن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

موضوع:

حیات امام الانبیاء ﷺ

مقام: ھتھیجی بہاول پور ۱۲ر جون ۱۹۸۸ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادی له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ولا نظيرله ولا وزير له ولا مشير له ولا معين له وصل على سيد الرسل وخاتم الانبياء المبعوث الی كافة للناس بشيراً ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجاً منيرا... وقال الله تبارك وتعالى فى كلامه المجيد والفرقان الحميد. يا ايها الناس ضرب مثل فاستمعو له ان الذين تدعون من دون الله لن يخلقوا ذبابا ولو اجتمعو له وان يسلبهم الذباب شيا لا يستنقذوه منا ضعف الطالب والمطلوب

وقال فى موضع آخر .. ورفعنا لك ذكرك

وقال فى موضع آخر... انك ميت وانهم ميتون

وقال فى موضع آخر... انك لا تسمع الموتى

وقال فى موضع آخر... وما انت بمسمع من فى القبور

وقال فى موضع آخر... صم بكم عمى فهم لا يرجعون

قال النبی ﷺ الانبیآء احياء فى قبورهم يصلون

صدق الله مولانا العظيم وصدق رسوله النبى الكريم. ونحن على ذالك لمن الشاهدين الشاكرين والحمد لله رب العالمين

اشعار

حضور ﷺ آئے تو سر آفرینش پا گئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا

بجھے چہروں کا زنگ اتراستے چہروں پے نور آیا
حضور ﷺ آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

یتیموں اور ضعیفوں کو پناہیں مل گئیں آخر
حضور ﷺ آئے تو ذروں کو نگاہیں مل گئیں آخر

خرد کی شمع افروزی جنوں کی چارہ فرمائی
زمانے کو اسی امی کے صدقے ہی سمجھ آئی

ضمیر اس در سے گر نسبت نہ رکھے لوح پیشانی
تو کشکول گدائی ہے چہ درویشی چہ سلطانی

تمہید

میرے واجب الاحترام بزرگو اور دوستو! آج پہلی مرتبہ آپ حضرات کے اس قصبہ ''ھتھیجی'' ضلع بہاول پور کے اندر تقریر کی غرض سے حاضری کا اتفاق ہوا ہے۔ حضرت مولانا یار محمد عابد صاحب میرے بڑے پرانے دوست اور مہربان ہیں۔ اصرار کے ساتھ آج کا پروگرام منعقد کیا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں ایک ایسی جماعت بھی موجود

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے جو رسول اللہ ﷺ کی حیات کی قائل نہیں۔ ویسے تو اس جماعت کے افراد پورے ملک کے اندر مختلف مقامات پر موجود ہیں اور ان کے ساتھ ہماری خواہ مخواہ کی لڑائی بھی کوئی نہیں، خواہ مخواہ کے چکر بھی کوئی نہیں۔ نظریات اپنے اپنے لیکن کوئی ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں خواہ مخواہ بندے کو چھیڑ کر عام لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ اسی وجہ سے مولانا یار محمد عابد مدظلہ العالی نے مجھے یہ موضوع دیا ہے کہ میں آج آپ کے سامنے پیغمبر علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے موضوع پر کچھ باتیں عرض کروں۔

میرے دوستو! پیغمبر کی حیات کے قائل مر کے بھی حیاتی کہلواتے ہیں اور جو مماتی حیات کے قائل نہیں وہ دنیا میں بھی اپنے آپ کو مماتی کہلواتے ہیں۔ لیکن زندہ کو مماتی کہا جاتا ہے، مماتی کا معنی مردے۔ بھائی! نبی ﷺ کے مردے ہونے کی بات بعد میں ہے تم تو زندہ ہی مردے کہلواتے ہو۔ یہ بھی پیغمبر کا معجزہ ہے کہ جو نبی کی حیات کے قائل ہوں اگر وہ مر جائیں تو پھر بھی وہ حیاتی کہلواتے ہیں۔ آپ سے کوئی آدمی پوچھے کہ سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حیاتی تھے یا مماتی؟ آپ کہیں گے کہ حیاتی۔ حالانکہ وہ فوت ہو گئے۔ یعنی جو آدمی نبی ﷺ کی حیات کا قائل ہے وہ فوت ہو کے بھی حیاتی کہلواتا ہے اور جو حیات کے قائل نہیں وہ زندہ رہ کر بھی مماتی کہلاتے ہیں۔ یہ بھی پیغمبر کا معجزہ ہے۔ سب سے بڑی بات یاد رکھئے۔

ایک جھوٹا الزام

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی حیات کے قائل ہیں ان پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ شرک کرتے ہیں۔ یہ شرک میں مبتلاء ہیں۔ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پاکستان کے اندر سب سے بڑی توحید پر اور شرک کے رد میں کتاب ایک بندے نے لکھی ہے۔ اس کا نام ہے سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور نبی ﷺ کی حیات پر بھی انہوں نے کتاب لکھی ہے۔ ان لوگوں کو تو اتنی ہی توفیق نہیں ہوئی کہ ایک مستند کتاب ہی شرک کے رد میں اور توحید کے اثبات میں لکھیں۔ شرک کا معنی تو سمجھو۔ کیا شرک اس کو کہتے ہیں کہ کوئی آدمی کہے کہ نبی ﷺ قبر میں حیات ہیں۔ کیا اس کا معنی مشرک ہو گیا؟

ہم نے کب کہا کہ نبی ﷺ سے مدد مانگو۔

ہم نے کب کہا کہ نبی ﷺ ہر جگہ موجود ہیں۔

ہم نے کب کہا کہ نبی ﷺ عالم الغیب ہیں۔

ہم نے کب کہا کہ نبی ﷺ ہر آدمی کی بگڑی بناتے ہیں۔

ہم نے کب کہا کہ نبی ﷺ حاجتوں کو پورا کرتے ہیں۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے

ہمارا تو یہ عقیدہ ہے مشکل کشا نہ علی رضی اللہ عنہ ہے نہ نبی ﷺ ہے۔

حاجت روا علی رضی اللہ عنہ ہے نہ نبی ﷺ ہے۔

داتا علی رضی اللہ عنہ ہے نہ نبی ﷺ ہے۔

ہر جگہ موجود علی رضی اللہ عنہ ہے نہ نبی ﷺ ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بگڑی بنانے والا علی رضی اللہ عنہ ہے نہ نبی ﷺ ہے۔

ہروقت ہر جگہ موجود بگڑی بنانے والا، علم غیب کا عالم اور ہر چیز کو سننے والا، ہر چیز کو دیکھنے والا، ہر دکھ کو دور کرنے والا، کشتیاں اتارنے والا، بیڑے اتارنے والا، بچہ بچی دینے والا، دکھ درد دور کرنے والا اور ہر دکھ کو دور کر کے نجات دینے والا اگر دنیا میں کوئی ہے تو صرف رب ہے۔ رب کے علاوہ یہ کام نہ کوئی نبی کر سکتا ہے نہ ولی کر سکتا ہے۔ بات ٹھیک یا نہیں؟ (ٹھیک ہے)

ہم نماز میں نہیں کہتے کہ: ''ایاك نعبد وایاك نستعین'' کیا مطلب ہے اس کا کہ مدد صرف تجھ سے ہی مانگتے ہیں۔ عبادت صرف تیری ہی کرتے ہیں۔ جب ہم ہر وقت نماز میں یہ کہتے ہیں کہ مدد ہم تجھ سے ہی مانگتے ہیں، وعدہ کرتے ہیں رب کے ساتھ کہ عبادت تیری ہی کرتے ہیں تو پھر ہمارا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ ہم کہیں کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی مدد کر سکتا ہے۔

شرک کا معنی سمجھو۔ شرک کی تردید، شرک کا رد اور شرک کی جڑوں کو کاٹنے میں جتنی تکلیفیں علمائے اہل سنت، علمائے دیوبند نے کاٹی ہیں، کائنات میں اس دور میں اتنی اور کسی نے نہیں کاٹیں۔

ہمارا عقیدہ ہے نہ رب میں اشتراک نہ اب میں اشتراک

ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ نہ رب میں اشتراک ہے نہ اب میں اشتراک ہے۔ اب کہتے ہیں باپ کو اور رب کہتے ہیں خدا کو۔ کوئی آدمی تجھ سے پوچھے کہ تیرے بھائی کتنے ہیں؟ آپ کہیں گے پانچ۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ کوئی پوچھے کہ تیرے ماموں کتنے ہیں؟ آپ کہیں گے سات۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ کوئی پوچھے کہ تیرے چچا کتنے ہیں؟ آپ کہیں گے چھ۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ لیکن کوئی آدمی پوچھے کہ تیرے باپ کتنے ہیں؟ باپ کا ایک ہونا، یہ خوشی کی بات ہے اور جب تم سے کوئی آدمی پوچھے کہ تیرے نبی کتنے ہیں؟ آپ کہیں گے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ تم سے پوچھے کہ صحابی کتنے ہیں؟ تو آپ کہیں گے کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار۔ تم سے پوچھیں کہ محدث کتنے ہیں؟ آپ کہیں گے ڈیڑھ لاکھ۔ تم سے پوچھیں کہ مفسر کتنے ہیں؟ آپ کہیں گے کہ ستر ہزار۔ لیکن کوئی آدمی پوچھے کہ تیرے رب کتنے ہیں؟ تو رب ایک ہے۔ رب ایک ہے اور اب بھی ایک ہے۔

عقد اور عقیدہ میں تقابل

ایک عارضی بات پر غور کریں تاکہ میں اپنی بات کو شروع کروں۔ ایک آدمی کا نکاح ہو جائے کسی لڑکی کے ساتھ۔ عربی زبان کے اندر نکاح کو کہتے ہیں عقد۔ عقد کا معنی کیا ہے؟ سہرا باندھنا، گرہ باندھنا۔ ہم کہتے ہیں کہ فتح محمد کی گرہ فلاں لڑکی کے ساتھ۔ یعنی گرہ باندھ دی گئی۔ اب اگر وہ فتح محمد جس کے ساتھ اس لڑکی کی گرہ باندھی ہے، پندرہ دن ہو گئے ہیں شادی کو۔ وہ اندر اپنی بیٹھک میں دیکھے اپنی بیوی کو جس کے ساتھ اس لڑکے کا عقد ہوا ہے، وہ روشندان سے کسی لڑکے کی طرف دیکھ رہی ہے۔ وہ اپنی بیوی کو قتل کرے گا یا نہیں؟ (کرے گا)

اگر اس کے پاس غیرت موجود ہے تو وہ قتل کرے گا یا طلاق دے گا یا پنچائیت اکٹھی کرے گا یا اپنی بیوی کو واپس سسرال بھیج دے گا۔ اس کے اندر ایسی غیرت ہے کہ جس لڑکی کا عقد ہوا ہے اس کے ساتھ، اس کی غیرت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چاہتی ہے کہ کسی کی طرف دیکھے بھی نہ۔ حالانکہ وہ اس کے ساتھ نہیں گئی۔ اس کے بستر پر جا کر (غیر کے ساتھ) اکٹھے سوئی نہیں۔ صرف اس (خاوند) نے دیکھا ہے اور سمجھا کہ چونکہ اس کی گرہ میرے ساتھ باندھی گئی ہے تو میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے ساتھ گرہ کے بعد یہ کسی کی طرف دیکھے۔

اور اسی عقد سے ہے عقیدہ۔ عقید کا معنی بھی گرہ باندھنا اور عقیدے کا معنی بھی گرہ باندھنا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ توحید ہے۔ کلمہ پڑھتے ہیں اور ادھر ہماری گرہ رب کے ساتھ باندھی گئی ہے تو جب تیری گرہ اس لڑکی کے ساتھ باندھ دی جائے تو تیرا نظریہ ہے کہ یہ لڑکی کسی اور کی طرف دیکھے بھی نہ۔ یہ اتنی تیری غیرت ہے۔ لیکن جب تیری گرہ رب کے ساتھ باندھ دی جائے تو تو رب کو اپنے جیسا بھی غیرت مند نہیں سمجھتا۔ تو کہتا ہے کہ اس کی گرہ میرے ساتھ ہوگئی وہ کسی کی طرف دیکھے بھی نہ اور جب تیری گرہ رب کے ساتھ ہو جائے اور تو در در پہ پھرے۔

تو قبر والوں کو کہے مشکل کشا۔ تو علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو کہے داتا۔ تو پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہے کشتی بچا۔ تو پیروں کو کہے مدد دیں۔ تیری عورت غیر مرد کی طرف دیکھے تو تیری غیرت کے خلاف ہے اور تو رب کو اتنا غیرت مند بھی نہیں سمجھتا کہ گرہ اپنی رب کے ساتھ باندھ کے سجدہ قبر کو کرے۔ طواف قبر کو کرے۔ مدد غیروں سے مانگے۔ قبروں سے حاجتیں مانگے۔ غیروں کو مدد کے لئے پکارتا پھرے۔ تو رب کی غیرت کہاں جائے گی۔ یہی غیرت کا تقاضا ہے۔

شرک سب سے بڑا گناہ ہے

رب نے فرمایا: ''ان اللہ لا یغفر ان یشرك بہ ویغفر ما دون ذالك لمن یشاء'' میں شرابیوں کو معاف کر دوں گا۔ میں گناہگاروں کو معاف کر دوں گا۔ لیکن جو شرک کرے گا اس کو معافی نہیں۔ حتیٰ کہ اگر خدانخواستہ میرا نبی ﷺ اگر شرک میں مبتلاء ہو گیا۔ اس کی نبوت چھین لوں گا۔ رسالت چھین لوں گا۔ ''لئن اشرکت لیحبطن عملك'' اس کے عمل ضائع کر دوں گا۔ یعنی غیر کی طرف دیکھنا اللہ کو کتنا ناپسند ہے کہ نبیوں کی نبوت ختم۔ رسالت ختم! تو غیر کی طرف دیکھ کر نمازیں کیسے بچائے گا؟ روزے کیسے بچائے گا؟ عقیدے کا پتہ چلا ہے؟ یہ ہے عقیدہ۔ اس کو کہتے ہیں عقیدہ توحید۔ سمجھ آگئی بات؟ (جی ہاں آگئی)

شرک کے موضوع پہ ہمارا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ کسی نے یہ عقیدہ الاٹ نہیں کرایا کہ کوئی کہے کہ میری الاٹمنٹ ہے اور تم اس عقیدے کے خلاف ہو۔ ہم نے کسی سے ٹکٹ نہیں لینا۔ نہ ہم نے سرٹیفکیٹ لینا ہے۔ میری بات سمجھ آگئی؟

مماتی ٹولے کا قیام اور اس کا سربراہ

اور اب اگلی بات یہ سمجھو کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر قبر میں زندہ نہیں ہیں، ان کے ساتھ ہمارا اصل اختلاف کیا ہے؟ وہ کیا کہتے ہیں کہ نبی قبر میں زندہ نہیں۔ پہلی بات یہ ذہن میں رکھئے کہ حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری یہ طبقے کے سربراہ ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ سید عنایت اللہ شاہ بخاری بزرگ ہیں، عمر رسیدہ ہیں۔ ان سے پہلے تیرہ سو سال اسلام کی تاریخ میں کسی انسان کا یہ عقیدہ نہیں کہ نبی قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ پیغمبر کا قبر میں مردہ ہونے کا عقیدہ ساڑھے تیرہ سو سال میں کسی انسان کا، کسی عالم کا، کسی مفسر کا، کسی خطیب کا، کسی امام کا، کسی مجتہد کا یہ عقیدہ نہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

''حیات کے بارے میں سماع کے بارے میں کچھ اختلاف ہے۔اس کی نوعیتیں مختلف ہیں۔'' سید عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے یہ دنیا میں کسی کا عقیدہ نہیں تھا۔اس موضوع پر بحث کرنا بھی فضول سمجھا جاتا ہے۔

یہ ایک مسلم چیز ہے کہ نبی قبر میں حیات ہیں اور سورج جو چڑھا ہوا ہو تو ہم یہ ثابت کردیں کہ سورج چڑھتا ہے۔ یہ دیکھو بھائی۔ یہ سورج ہے۔لوگ کہیں گے یار یہ عجب بات ہے کہ سورج تو نظر آرہا ہے، اسی طرح چودہ سو سال تک سورج چڑھا ہوا نظر آتا رہا۔لیکن جب کسی نے کہا کہ سورج ہی ٹھیک نہیں تو پھر آدمیوں کو بھی چاہئے کہ سورج کا ذکر تفصیل سے کریں۔ کیونکہ اس بارے میں اختلاف کھڑا ہو گیا۔ پونے چودہ سو سال اسلام کی تاریخ میں یہ اختلاف کسی نے نہیں کیا کہ پیغمبر قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ یہ میری بات یاد رکھئے۔

مماتی ٹولہ معرض وجود میں یوں آیا؟

میرا یہ دعویٰ ہے میرا یہ چیلنج ہے۔اگر اس مجمع میں سے کوئی آدمی کہے کہ حضور علیہ السلام کی حیات کا انکار، سیدنا عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے کسی نے کیا ہے۔اس پورے مجمع میں اگر کسی کے پاس کسی عالم کا کوئی قول اور کوئی اثر موجود ہو تو ابھی کاغذ پر لکھ کر میری طرف بھیجے۔حیات کی بات کرتا ہوں۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ جب فوت ہوئے ہیں، اٹھا کر قبر میں رکھ دیا گیا ہے اور پیغمبر کی روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نبی کا وجود نعوذ باللہ بغیر روح اور بے جان آج تک قبر میں پڑا ہے۔ یہ ان کا عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ کیوں پیدا ہوا؟ تم یہ سمجھو گے کہ ساڑھے تیرہ یا چودہ سو سال تک یہ عقیدہ پیدا نہیں ہوا۔آج یہ عقیدہ کیوں پیدا ہوا ہے؟ یہ عقیدہ پیدا ہوا ہے ہمارے بریلوی حضرات کے تشدد کی وجہ سے۔ یہ عقیدہ کسی علم اور عقل کی دلیل سے ثابت نہیں۔ بریلویوں نے کہا کہ نبی ﷺ کو موت ہی نہیں آئی۔ وہ کہتے ہیں کہ موت آئی نہیں اور انہوں نے کہا کہ نہیں۔موت آئی ہے اور آج تک مردے پڑے ہیں اگر موت نہیں آئی تو پھر زندہ لوگوں کو قبروں میں رکھ دیا ہے۔ یہ بات کر کے اس عمل کا ردعمل کیا ہے کہ بریلویوں نے کہا کہ نبی ﷺ کو موت ہی نہیں آئی اور انہوں (مماتی ٹولہ) نے کہا کہ آئی ہے اور آج تک آئی ہوئی ہے۔ یہ عقیدہ نہ کسی قرآن کی دلیل سے ثابت ہے، نہ حدیث سے ثابت ہے، نہ کسی صحابہ کے اجماع سے ثابت ہے۔ یہ صرف بریلوی حضرات کی ضد کا نتیجہ ہے۔بات سمجھ میں آرہی ہے؟ اب میں تمہیں بتاتا ہوں۔

مماتی ٹولے کی من گھڑت دلیل

جب انہوں نے بریلوی حضرات کی ضد میں یہ عقیدہ بنالیا۔اب اس کے بعد اس پر دلیلیں قائم کرنے کے لئے قرآن کی آیتوں کا ترجمہ غلط کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ آیتیں میں نے آپ کے سامنے پڑھیں۔اب میں ان کا ترجمہ آپ کو سناتا ہوں، جو آیتیں وہ پیش کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ میں پیش کر کے ان ہی آیتوں میں سے نبی کی حیات ثابت کروں۔اگر میں انہی آیتوں میں سے نبی ﷺ کی حیات ثابت کردوں تو پھر تمہیں ماننی چاہئے کہ ہمارا اور ان کا یہ فرق ہے۔

مماتی ٹولے کی پہلی دلیل

سب سے پہلی دلیل ان لوگوں کی جو پیغمبر کی حیات کے قائل نہیں ہیں۔جن کو ہمارے عام لوگ مماتی ٹولہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہتے ہیں اوران کے پاس جب کوئی عام آدمی نیا نیا جاتا ہے ناں تو اس کو قرآن کی یہ آیت سناتے ہیں کہ ''انك ميت وانهم ميّتون '' اے پیغمبر تو مردہ ہے اور سارے نبی مردے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ قرآن تو آپ کو مردہ کہہ رہا ہے اور جب قرآن مردہ کہہ رہا ہے تو پھر کون سی بات ہے۔ ہمارا عام آدمی پریشان ہو جاتا ہے کہ دیکھو: ''انك ميت '' میت کا لفظ بھی موجود ہے تو میت تو مردے کو کہتے ہیں۔

پہلی دلیل کا جواب

اگر اسی لفظ پر نبی ﷺ کی حیات ثابت ہو جائے تو پھر آپ کو بات ماننی چاہئے ناں۔ مجھے ایک بات کا کوئی جواب دے۔ پورے مجمع میں سے کہ یہ آیت پیغمبر پر نبی ﷺ کی وفات سے پہلے اتری یا بعد میں اتری؟ (پہلے اتری) تو جس وقت نبی زندہ تھے تو اس وقت ہی یہ آیت اتری۔ تو اس وقت یہ آیت کب صحیح ہو سکتی ہے؟

آیت کا معنی ہے پیغمبر تو مردہ حالانکہ نبی ﷺ تو اس وقت زندہ تھے۔ سمجھو معنی کو۔ قرآن کہتا ہے: ''انك ميت '' اے پیغمبر تو مردہ ہے۔ ''وانهم ميّتون '' اور سارے نبی مردہ ہیں۔ یہ آیت کب اتری؟ نبی ﷺ کی زندگی میں۔ اگر نبی ﷺ کی زندگی میں اتری ہے تو پھر اس آیت کا معنی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ زندہ تھے اور قرآن کہہ رہا تھا کہ تو مردہ ہے اور اگر نبی ﷺ کی وفات کے بعد اتری تو پھر یہ قرآن نہیں۔ کیونکہ قرآن ختم ہو گیا۔ ''اليوم اكملت لكم دينكم '' اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ آج دین میں نے تیرے اوپر مکمل کر دیا ہے۔ دین مکمل ہونے کے بعد جو آیت اترے وہ قرآن نہیں ہے۔ اگر زندگی میں اتری ہے تو پھر معنی صحیح نہیں ہے۔ اس بات کو یاد کر لو۔ سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ''انك ميت '' اے پیغمبر تو مردہ ہے۔ ''وانهم ميتون '' اور ساری دنیا مردہ ہے۔ سارے لوگوں کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے نبی ﷺ مراد لئے ہیں۔ لیکن عام طور پر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ جتنی بھی دنیا اور جتنے بھی صحابہ ہیں، یہ بھی سارے مردہ ہیں۔ قرآن کہہ رہا ہے: اے پیغمبر تو بھی مردہ ہے اور سارے لوگ مردہ ہیں اور آیت اتری اس وقت جب کہ نبی ﷺ زندہ تھے۔

تو اس آیت کا معنی تو مجھے سمجھا دے کہ نبی ﷺ کی زندگی میں نبی ﷺ کو قرآن کہے تو مردہ ہے اور پیغمبر تو ہوں زندہ پھر اس کا معنی کیا ہے؟ اگر اس کا معنی سمجھ میں آ گیا تو نبی ﷺ کی حیات کا مسئلہ اس سے ہی نکل جائے گا۔ قرآن کی یہ آیت ہے: ''انك ميت '' اے پیغمبر تو مردہ ہے۔ یہ آیت ذو معنی ہے۔ ''وانهم ميتون '' اور جتنے لوگ تیرے ارد گرد ہیں یہ بھی مردہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی موت اور ہے اور لوگوں کی موت اور ہے۔

کیوں؟ اگر نبی کی موت اور عام لوگوں کی موت ایک ہوتی تو قرآن کہتا: ''انكم ميتون ''تم سارے مردہ ہو اور قرآن نے کہا: ''انك ميت '' اے پیغمبر تو مردہ ہے۔ ''وانهم ميتون '' اور سارے لوگ مردہ ہیں۔

قرآن نے نبی ﷺ کی موت کو علیحدہ کر دیا ہے اور لوگوں کی موت کو علیحدہ کر دیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جو موت لوگوں کی ہے وہ موت نبی ﷺ کی نہیں ہے۔ اگر کسی جگہ پر قرآن کہتا: ''انكم ميتون '' یہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ جس میں لفظ زائد کوئی نہیں۔ جامع کتاب ہے کوئی لفظ رب نے زائد نہیں بولا۔ ہر لفظ میں معنی پایا جاتا ہے۔ حکمت ہے اسرار ہے۔ پیغمبر کو قرآن کہتا ہے: ''انك ميت '' کہ اے پیغمبر تو مردہ ہے۔ ''وانهم ميتون '' اور ساری دنیا مردہ ہے۔ ایک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ ہے کہ ہم بھی اس کا معنی کر دیتے ہیں۔ٹھیک ہے؟ اور ایک یہ ہے کہ چودہ سو سال کے مفسرین سے اس کا معنی پوچھیں۔ ٹھیک ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھئے، عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھئے، عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھئے، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھئے کہ اس کا معنی کیا ہے؟ کس سے پوچھئے؟ پہلے والے لوگوں سے، ٹھیک ہے ناں بھائی! اپنی عقل والا معنی تو نہ کریئے۔ان لوگوں نے معنی کیا اپنی عقل والا اور لوگوں کو دیا دھوکہ تو ہم معنی چودہ سو سال کے مفسرین سے۔ کیونکہ اس آیت کا معنی اگر ہم کریں تو بات سمجھ میں نہیں آتی۔ معنی آیت کا: ''انك میت'' اے پیغمبر تو مردہ ہے۔''وانھم میتون'' اور ساری دنیا مردہ ہے۔

اور اس وقت نبی ﷺ زندہ تھے تو نبی ﷺ جس وقت زندہ تھے تو قرآن کہہ رہا ہے تو مردہ ہے تو قرآن کا معنی سمجھ میں نہیں آتا۔ قرآن کی غرض صحیح سمجھ میں نہیں آئی۔ نعوذ باللہ کہ پیغمبر تو زندہ ہیں اور قرآن کہتا ہے کہ تو مردہ ہے۔

لفظ میت کی عربی تحقیق

اس کا معنی کیا ہوگا؟ توجہ کریں۔ یہ میت مصدر ہے۔ کبھی کبھی معنی کو سمجھنے کے لئے جب معنی سمجھ میں نہ آسکے، جب معنی بظاہر حقائق کے خلاف نظر آتا ہو تو اس وقت مصدر کا معنی فعل، فاعل کا ہوتا ہے۔ کیا مطلب کہ: ''انك میت'' میت مصدر ہے اور یہ معنی سمجھ میں نہیں آسکتا کہ ''انك میت'' کہ تو مردہ ہے۔ اسی وجہ سے اس معنی مصدر کو فعل اور فاعل کے معنی لیں گے اور اس کی عبارت بنے گی۔ ''انك تموت'' کیا مطلب؟ کہ اے پیغمبر تجھے موت آئے گی اور نبی ﷺ کی موت آنے کا کوئی منکر نہیں اور ایک باریک معنی، باریک مطلب تجھے سمجھاؤں۔ آخر اس کی کیا رب کو ضرورت پڑی کہ رب لے آئے ''میت'' اور معنی لے ''تموت'' کا تو رب پہلے کہہ دیتا کہ ''انك تموت'' کہ پہلے میت لے آ کر پھر معنی تموت کا رب کیوں لے آتا ہے۔ بات سمجھ آرہی ہے؟ ''میت'' مصدر ہے کہو ''میت'' (مصدر ہے)

مصدر میں دوام اور استمرار کا معنی ہوتا ہے

اور میت میں دوام اور استمرار کا معنی پایا جاتا ہے۔ دوام کس کو کہتے ہیں؟ ہمیشگی۔ مثلاً ایک لفظ ہے سمیع صفت مشبہ۔ سمیع کا معنی سننے والا۔ ایک لفظ ہے سامع کا اور سامع کا معنی بھی سننے والا۔ ایک ہے اس میں فاعل اور ایک ہے صفت مشبہ۔ اسم فاعل کے اندر معنی حدوث کا ہوتا ہے۔ حدوث کا کیا معنی کہ سننے پر ہمیشگی نہیں۔ میں کہتا ہوں فلاں آدمی سن رہا ہے یہ سامع ہے۔ قرآن تم تراویح میں پڑھتے ہو اور کہتے ہو کہ فلاں سامع ہے۔ لیکن اس کے سامع بننے کے پندرہ بیس دن بعد وہ سامع ختم ہو جاتا ہے۔ قرآن ختم ہو گیا۔ سامع بھی ختم اور معنی تو سامع کا بھی سننے والا ہے۔ اس سامع کو ہم سمیع نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ سمیع کا معنی ہر وقت سننے والا۔ کبھی بھی سننے والی صفت اس سے دور نہ ہوتی ہو۔ سامع کا معنی سننے والا۔ کب؟ جب کوئی سنائے۔ اس وقت وہ سننے والا۔ سمیع کا معنی کہ ہر وقت سننے والا۔ کوئی سنائے تب بھی سننے والا۔ کوئی نہ سنائے، تب بھی سننے کی صفت اس میں موجود ہو۔ یہی ہے معنی استمرار کا ہمیشگی کا۔ یہ صفت سمیع کی رب میں پائی جاتی ہے کہ کوئی سنائے تب بھی سنے۔ کوئی نہ سنائے تب بھی سنے۔ ہر وقت سماعت کی صفت رب کے ساتھ خاص ہے۔ لیکن میں یہاں موجود ہوں تو میرے ساتھ کوئی بات کرے میں سن رہا ہوں وقتی طور پر۔ میں سن رہا ہوں۔ لیکن جب تو نے بات سنانی بند کر دی تو میرے اندر سننے والی صفت ختم ہو گئی۔ کیونکہ تو نے سنانی بات ختم کر دی، صفت ختم ہو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

گئی۔ اس لئے میں سامع ضرور ہوں۔ میں سمیع نہیں ہوں۔ یہی فرق ہے تموت اور میت کے اندر۔ ''انك میت'' اے پیغمبر تو مردہ ہے۔ اگر اس کا معنی یہی ہوتا کہ تو مردہ ہے۔ میت کے اندر معنی استمرار کا۔ ہمیشگی کا پایا جاتا ہے۔ ''انك میت'' تو مردہ ہے تو پیغمبر ہمیشہ مردہ ہی رہتا۔ لیکن اس کا معنی تموت کر دیا کہ اے پیغمبر تجھے موت آئے گی۔

یعنی جو تجھے موت آئے گی وہ ہمیشہ نہیں ہوگی وہ عارضی ہوگی اس وجہ سے کہ موت کا پردہ آئے گا اور پردہ آنے کے بعد جب تمہیں حیات ملے گی تو اس حیات کے بعد تمہیں موت نہیں آئے گی۔ تموت کے اندر عارضی موت کا ذکر ہے اور میت کے اندر مستقل موت کا ذکر ہے۔

اسی وجہ سے میت کا معنی نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ محمد کو مستقل موت نہیں آئی۔ ''انك میّت'' کہ تجھے موت آئے گی۔ قرآن اللہ کے نبی ﷺ کو فرما رہا ہے کہ تجھے موت آئے گی۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی موت اور عام لوگوں کی موت میں فرق ہے۔ جب یہ پتہ چل گیا کہ نبی ﷺ کی موت کو قرآن نے ذکر علیحدہ کیا اور عام لوگوں کی موت کا ذکر علیحدہ کیا۔ اب تو ذرا کیفیت دیکھ لے۔ جب پیغمبر کی موت اور عام لوگوں کی موت میں فرق ہے۔

نبی ﷺ اور عام لوگوں کے کفن میں بھی فرق ہے

تو ادھر پیغمبر کے کفن میں اور عام لوگوں کے کفن میں بھی فرق ہے۔ وہ کس طرح فرق ہے؟ توجہ کر۔ تو مر جاتا ہے تو تیرے کپڑے اتارے جاتے ہیں۔ لیکن جب نبی کی وفات ہوتی ہے تو نبی کے کپڑے نہیں اتارے جاتے۔ تیری موت اور نبی ﷺ کی موت میں فرق ہے۔ تیرے کفن اور نبی ﷺ کے کفن میں فرق ہے۔

تو مر جائے تو تیرا جنازہ اٹھا کر قبرستان میں لوگ لے جاتے ہیں۔ لیکن نبی ﷺ کی تدفین وہاں ہوتی ہے جہاں نبی کی وفات ہوئی ہو۔ نبی ﷺ کی وفات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ہوئی ہے اور اسے اٹھا کر ایک قدم باہر لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کو اللہ وہاں موت دیتا ہے کہ جہاں اس کی قبر بنی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے تیری موت میں بھی فرق ہے۔ تیری موت اور نبی ﷺ کی موت اور ہے۔ تیرا کفن اور نبی کا کفن اور ہے۔ تیرا دفن اور نبی ﷺ کا دفن اور ہے۔ تیری موت اور......

نبی ﷺ کی موت کو قرآن نے علیحدہ ذکر کیا ہے۔ اگر ایک ہی موت ہوتی تو قرآن کہتا۔ ''انکم میتون'' تم سب کو موت آئے گی۔ نبی ﷺ کی موت کو قرآن نے علیحدہ ذکر کیا۔ ''انك میت'' اے پیغمبر تجھے موت آئے گی۔ ''وانھم میتون'' لوگوں کو موت آئے گی۔

نبی ﷺ کی موت آنے کا کوئی منکر نہیں۔ نبی ﷺ کو موت آئی۔ لیکن یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ موت آنے کے بعد قبر میں جب بندے جاتے ہیں ان کو حیات ملتی ہے۔ سوال و جواب کے لئے حیات ملتی ہے۔ ان سوال و جواب کے بعد جب نبی ﷺ کو حیات ملی ہے تو اس حیات کے بعد نبی ﷺ کو موت آئی ہو۔ اس پر ایک ضعیف روایت کوئی ثابت کرے۔ قرآن کی کوئی آیت ثابت کرے۔ انبیاء علیہم السلام کی چالیس لاکھ احادیث میں سے کوئی ایک حدیث ثابت کرے۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ میں سے کوئی روایت ثابت کرے کہ نبی ﷺ کو قبر میں حیات ملی ہے اور اس کے بعد موت آئے گی؟ ہاں! میں تجھے پیغمبر کا فرمان ہمیشہ کی حیات کے لئے سناتا ہوں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اگر اس فرمان کو تم ضعیف کہو تو چلو تو اپنے دعوے پر کوئی دلیل بھی پیش کر۔ پیغمبر کی موت اور عام لوگوں کی موت میں فرق ہے۔ کیوں؟ اس وجہ سے کہ نبی کے کفن اور عام لوگوں کے کفن میں بھی فرق ہے اور نبی ﷺ کے غسل میں اور عام لوگوں کے غسل میں فرق ہے۔ کیونکہ تجھے جب غسل دیا جاتا ہے تو کپڑے اتارے جاتے ہیں۔ لیکن محمد ﷺ کو غسل تختہ پر دیا گیا۔ لیکن نبی ﷺ کے کپڑے نہیں اتارے گئے۔

جس پیغمبر کے کفن اور تیرے کفن میں فرق ہے، جس پیغمبر کے دفن اور تیرے دفن میں فرق ہے۔ جس پیغمبر کے غسل اور تیرے غسل میں فرق ہے، جس پیغمبر کی موت اور تیری موت میں فرق ہے اور اس پیغمبر کی قبر کی حیات اور تیری حیات میں بھی فرق ہے۔

نبی ﷺ کی حیات کے بارے میں پہلی دلیل

بخاری شریف کی روایت ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ وفات کے وقت کہ عائشہ رضی اللہ عنہا! خیبر کے اندر جو مجھے زہر دیا گیا تھا۔ اس زہر کی وجہ سے آج میری شاہ رگ کٹ رہی ہے اور میری موت اس شاہ رگ کے ساتھ واقع ہو رہی ہے۔ پیغمبر کو جو زہر یہودیوں نے خیبر میں دیا ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اس زہر کا اثر آج میں محسوس کر رہا ہوں اور اس زہر کے ساتھ میری موت واقع ہو رہی ہے۔

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ اس روایت میں کوئی شک ہے؟ (نہیں) جب یہ روایت صحیح ہے، اس کا مطلب ہے کہ پیغمبر کی وفات زہر کے ساتھ ہوئی اور زہر کے ساتھ جو موت آئے وہ موت ہوتی ہے شہادت کی اور شہید کو قرآن نے فرمایا ہے کہ یہ زندہ ہے۔ شہید کو قرآن نے کیا کہا ہے۔ ”ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات“ اللہ کے راستے میں جو مر جائے اسے مردہ نہ کہو۔ اس کو تو ہم مردہ نہیں کہتے۔ لیکن جو کہتے ہیں وہ خود ہی مماتی بن جاتے ہیں کہ پیغمبر کی وفات زہر کے ساتھ ہوئی اور جو آدمی زہر کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جائے وہ شہید ہوتا ہے اور قرآن کہتا ہے کہ شہید سارے زندہ ہیں۔ یہ قرآن کی آیت ہے۔ دوسری نبی ﷺ کی حدیث آپ کو سناتا ہے۔ ”الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون“ تمام نبی قبروں میں زندہ ہیں۔

دوسری دلیل

”من صلّی علیّ عند قبری“ جو آدمی میری قبر پہ کھڑا ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے: ”فسمعتہ“ میں اس درود کو سنتا ہوں اپنے کانوں کے ساتھ۔ یہ فرمان کالی کملی والے کا ہے۔ ”فسمعتہ ومن صلی علی نائیا“ جو دور سے سلام پڑھا جاتا ہے۔ چونکہ میں ہر جگہ موجود نہیں۔ اس وجہ سے وہ دور والا سلام فرشتے میرے پاس لے کر آتے ہیں کہ فلاں امتی نے آپ ﷺ پر سلام بھیجا ہے، وہ سلام بھی مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔ اب اس روایت پہ بعض آدمی اعتراض کرتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ ہم ایک منٹ کے لئے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے کہ جس روایت میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں درود خود سنتا ہوں۔ ان دوستوں سے میں درخواست کرتا ہوں کہ جس روایت میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں درود خود سنتا ہوں اگر یہ ضعیف ہے تو پھر تم اسی طرح کی کوئی ضعیف روایت پیش کرو کہ جس میں نبی علیہ السلام یہ فرمائیں کہ میں نہیں سنتا۔ نبی ﷺ نے اتنی بات فرمائی ہو کہ میں نہیں سنتا۔ او لوگو! تم جو مرضی کر دو میں نہیں سنتا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عجیب نادانی

ایک آدمی کہنے لگا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ایک آدمی مر گیا۔ ایک آدمی کہنے لگا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ایک آدمی مر گیا۔ دریا میں بہہ گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ بتاؤ وہ آدمی سنتا ہے۔ اس کو عذاب کہاں ہوتا ہے؟ یہ وہ آدمی ہے جس کو قبر میں عذاب بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ نہیں ہے۔ اس وجہ سے قبر میں عذاب بھی نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کہ عذاب ہوتا ہے۔ اس نے کہا بتاؤ ایک آدمی آگ میں جل گیا۔ جلنے کے بعد اس کا جسم ریزہ، ریزہ ہو کر ہوا میں اڑ گیا۔ اس کو عذاب کہاں ہوتا ہے؟ اس کے ٹکڑے ٹکڑے دریا میں بہہ گئے۔ اس کو عذاب کہاں ہوتا ہے؟ میں نے کہا کہ اگر اس کو عذاب میں نے دینا ہوتا تو یہ مشکل ہے۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ایک جگہ پہ جمع کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ اس کے ریزے ریزے میرے لئے جمع کرنا مشکل ہے۔

اللہ کے لئے کیا مشکل

اگر عذاب اس نے دینا ہو کہ جس نے قطرے سے بندہ بنایا ہے۔ اگر عذاب اس نے دینا ہو کہ جس نے مٹی سے بندہ بنایا ہے۔ اس سے ذرے اکٹھے کرنا کوئی مشکل نہیں۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا

میرے دوستو! ایک بات مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عجیب کہی ہے۔ اس میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا بعض لوگوں نے کہا کہ تفرد ہے کہ یہ ان کے اکیلے کی بات ہے اور کسی کی نہیں۔ آب حیات حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ اللہ نے پیغمبر کی روح کو جب جسم سے قبض کیا تو کہاں رکھی ہے؟ یہ بات بڑی عجیب ہے۔ رب نے اپنے نبی ﷺ کی روح کو جب جسم سے قبض کیا ہے تو کہاں رکھی ہے؟ یہ بات بڑی عجیب ہے۔ رب نے اپنے نبی ﷺ کی روح کو۔ جب جسم سے قبض کیا ہے تو کہاں رکھی ہے؟ کیونکہ اعلیٰ علیین کا معنی ہی اعلیٰ مقام ہے۔ میرے جسم سے روح نکلے تو اعلیٰ علیین مجھ سے بھی اعلیٰ ہے۔ اس وجہ سے میری روح وہاں چلی جائے۔ تمہاری روح وہاں چلی جائے۔ لیکن جب نبی ﷺ کے جسم سے روح کو قبض کیا گیا ہے تو نبی ﷺ کے جسم سے اعلیٰ تو کائنات میں کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ عرش پر نہ فرش پر۔ اس وجہ سے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی روح کو جب قبض کیا گیا تو رب نے اس روح کو پوری کائنات میں دیکھا کہ میں کہاں رکھوں۔ کوئی جگہ نہ ملی تو روح کو نبی ﷺ کے جسم میں رکھ دیا۔ کیوں؟ نبی ﷺ کے جسم سے بہتر کوئی جگہ نہیں۔ روح تو اس جگہ سے اعلیٰ جگہ پر ہونی چاہئے۔ ٹھیک ہے؟ اعلیٰ جگہ تو نبی ﷺ کے جسم کے علاوہ کوئی نہیں۔ اس لئے رب نے اس روح کو دوبارہ محمد ﷺ کے جسم میں لوٹا دیا۔ تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ اس جسم سے بہتر کائنات میں کوئی چیز نہیں۔ یہ جسم ہی اس لائق ہے کہ اس جسم میں نبی ﷺ کی روح ہو۔

نبی ﷺ کے جسد اقدس کو چھونے والی مٹی کعبہ اور عرش سے بھی اعلیٰ

ایک بات یاد رکھنا۔ توجہ کریں۔ حضور ﷺ کے بارے میں آپ ﷺ کے روضہ کے بارے میں حضرت رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے روضے کے اندر جو مٹی موجود ہے جس مٹی کو نبی ﷺ کا جسم لگا ہے۔ اس مٹی کا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

درجہ عرش وفرش سے اعلیٰ ہے۔ بے شک یہ حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ میں نے بڑا غور کیا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ رب کے عرش سے بھی اعلیٰ، انہوں نے فرمایا۔ خانہ کعبہ سے بھی اعلیٰ اس مٹی کا درجہ جو محمد ﷺ کے جسم اطہر سے لگے۔ اس پر بڑا غور کیا کہ یہ کیا بات فرمائی۔ لیکن جب علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات پڑھیں۔ ہائے! پاؤں سے زمین نکل گئی کہ نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی گہرائی جہاں پہنچی۔ (باقی) کائنات کہیں نہیں پہنچی۔

توجہ کریں۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ کی عظمت اس واسطے کہ خانہ کعبہ کے اوپر اللہ کی تجلی ہے۔ خانہ کعبہ کے اوپر خدا خود نہیں بیٹھا کہ جس کی وجہ سے اس کی عظمت زیادہ ہوگئی۔ خانہ کعبہ کے اوپر رب کی تجلی ہے۔ اس واسطے خانہ کعبہ کا مقام ساری کائنات کی مسجدوں سے زیادہ ہے کہ مسجدوں کے اوپر اللہ کی تھوڑی تجلی ہے۔ اس واسطے ان کا مقام تھوڑا ہے۔ کعبہ پر زیادہ تجلی ہے۔ کیونکہ خانہ کعبۃ اللہ کا سب سے بڑا اور پہلا گھر ہے۔ اس واسطے اس پر زیادہ تجلی ہے۔ حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعبہ کی عظمت اس واسطے بلند ہے کہ اس پر اللہ کی سب سے زیادہ تجلی ہے اور اللہ کی تجلی کعبہ سے بھی زیادہ اس جگہ پر ہے جہاں محمد ﷺ کا مقام ہے۔ جہاں محمد ﷺ کا وجود ہے۔ وہاں تجلی رب کی کعبہ سے بھی زیادہ ہے اور جب وہاں رب کی تجلی زیادہ تو اس مٹی کا درجہ بھی زیادہ کہ جس مٹی کے اندر جس روضے کے اندر محمد رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ اس مٹی کا درجہ زیادہ کیونکہ وہاں اللہ کی تجلی زیادہ۔ کعبہ پر تجلی پڑ جائے ان بے ترتیب پتھروں پر تجلی پڑ جائے تو ان کا مرتبہ سب سے زیادہ ہوگیا۔ اگر اس مٹی پر تجلی پڑ جائے؟ جس مٹی کے اندر تاجدار رسالت ﷺ موجود ہوں، جس قبر کے اندر تاجدار رسالت ﷺ موجود ہوں۔ کیا اس مٹی کا درجہ عرش اور کعبہ سے اونچا ہوا یا نہ ہوا؟ (ہوا) یہ ہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ یہ یاد رکھنا۔

مشرکین مکہ کو ”صم بکم عمی“ کہنے کا مطلب

ایک آدمی کہنے لگا کہ قرآن میں یہ نہیں آیا کہ: ”انك لا تسمع الموتى“ اپنے پیغمبر آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ آپ کہتے ہیں مردے سنتے ہیں۔ قرآن نبی ﷺ کو کہتا ہے کہ آپ ﷺ نہیں سنا سکتے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں اس بات کا مجھے جواب دیں کہ قرآن ابوجہل کو کیا کہتا ہے؟ عتبہ، شیبہ کو کیا کہتا ہے؟ قرآن کہتا ہے کہ: ”صم بکم عمی“ اندھے ہیں، بہرے ہیں۔ آپ بتائیں بہرے تھے؟ ان کی آنکھیں نہیں تھیں۔ ان کے کان نہیں تھے۔ وہ گونگے تھے۔ سنتے نہیں تھے۔ اندھے تھے، بولتے نہیں تھے۔ بولتے تھے ناں؟

قرآن کہتا ہے کہ وہ گونگے تھے، اندھے تھے، بہرے تھے۔ بتاؤ یہ قرآن کی بات ٹھیک ہوئی یا نہیں؟ (نہیں ہوئی) قرآن کہتا ہے کہ: ”صم بکم عمی“ گونگے ہو، اندھے ہو، بہرے ہو۔ ان کو قرآن کہہ رہا ہے جو بولتے تھے، جو دیکھتے تھے، سنتے بھی تھے۔ لیکن قرآن ان کو کہہ رہا ہے کہ نہیں سنتے۔ قرآن ان کو کہہ رہا ہے کہ نہیں دیکھتے۔ قرآن ان کو کہہ رہا ہے کہ نہیں بولتے۔ حالانکہ وہ بولتے تھے اس کا معنی مجھے بتادیں۔ ”ان لا تسمع الموتى“ کا معنی میں بتادیتا ہوں۔ نہیں سمجھے میری بات؟ توجہ کریں۔ ”صم بکم عمی فهم لا یرجعون فهم لا یعقلون“ قرآن کہتا ہے مکے کے مشرکوں کو کہ اندھے تھے، بہرے تھے، گونگے تھے۔ حالانکہ نہ وہ گونگے تھے نہ وہ بہرے تھے، نہ وہ اندھے تھے بلکہ ان کی آنکھیں بھی تھیں۔ کان بھی تھے، زبان بھی تھی۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ گونگے کہ حق کی بات نہیں کرتے تھے۔ قرآن نے کہا کہ گونگے ہیں۔ حالانکہ اور باتیں وہ کرتے تھے حق کی بات

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں کرتے تھے، جس کی وجہ سے قرآن نے کہا کہ وہ بہرے ہیں۔ وہ عام باتیں سنتے تھے۔ لیکن قرآن کی بات نہیں سنتے تھے۔ اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ قرآن نے کہا کہ یہ سنتے ہی نہیں۔ وہ نبی ﷺ کو ایمان کی حالت میں نہیں دیکھتے تھے۔ قرآن نے کہا کہ یہ اندھے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھتے تھے۔

''انك لا تسمع الموتٰی'' کی تشریح

یہی مطلب ہے: ''انك لا تسمع الموتٰی'' کا اے پیغمبر آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ یعنی مردوں کو آپ ﷺ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ یعنی وہ سماع آپ نہیں کر سکتے جو سماع نفع دے سکے اس سماع نافع کی نفی ہے۔ ایسا سماع کہ آپ نہیں کر سکتے جو مردوں کو نفع پہنچائے۔ ''وما انت بمسمع من فی القبور'' آپ اپنی مرضی سے نہیں سنا سکتے ان قبروں والوں کو۔

''سماع موتٰی'' کے متعلق بخاری شریف کی روایت

جس وقت میں بخاری شریف کی روایت دیکھتا ہوں کہ قلیب بدر کے اندر جنگ بدر ختم ہوگئی اور پیغمبر نے فرمایا: ۷۰ مشرکین مکہ کے سرداروں کو اس گندے کنویں میں ڈال کر پیغمبر ان مردوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ اے ابوجہل! بتا میں سچا یا تیرا دین سچا۔ عتبہ بتا میں سچا یا تیرا دین سچا، عتیبہ بتا میں سچا یا تیرا دین سچا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے نبی ﷺ یہ تو مردے ہیں یہ کیا سنتے ہوں گے۔ کیونکہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے، بظاہر نظر آتا ہے کہ یہ تو مر گئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! اس وقت تجھ سے زیادہ میری یہ بات سن رہے ہیں۔ یہ بخاری شریف میں روایت ہے۔ تو بتا ان کو پیغمبر نے بات سنائی یا نہیں سنائی۔ ''انك لا تسمع الموتٰی'' کا معنی سماع نافع کی نفی ہے اور یہ معنی اے پیغمبر تو اپنی مرضی سے نہیں سنا سکتا۔ ہمارا بھی یہ عقیدہ ہے کہ جب تک رب نہ چاہے کچھ نہیں ہو سکتا۔ جس وقت رب چاہے تو آسمان کے چاند کے دو ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ رب نہ چاہے تو ۱۳ دن، ۱۷ دن وحی نہیں آسکتی۔ رب چاہے تو ان مردوں کو نبی ﷺ کی بات سنا سکتا ہے۔ رب نہ چاہے تو نہیں سنا سکتا۔ یہ تو رب کے اختیار میں ہے۔ یہ معنی تو نے کہاں سے لے لیا کہ مردہ سنتا ہی کوئی نہیں۔ مردے رب چاہے تو سن سکتے ہیں۔ رب نہ چاہے تو نہیں سن سکتے۔

حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ''سماع موتٰی''

آپ مجھے بتائیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مستری کو کیوں روک دیا کہ نبی پاک ﷺ کے روضہ مبارک کی دیوار پر کیل نہیں لگانا۔ نبی پاک ﷺ کے روضہ کے قریب دیوار پر کپڑے لٹکانے کے لئے ایک لکڑی لگانا چاہی تو مستری نے آکر دیوار پر کیل لگانا شروع کیا۔

تو اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے مستری اس دیوار پر کیل نہیں لگانا تاکہ میرے نبی ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔ تو کہتا ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہی کوئی نہیں۔ تکلیف کہاں ہونی تھی؟ ۱۴۰۰ سال ہو گئے ساری دنیا وہاں پر سلام پڑھ رہی ہے۔ یہ جو تیرا کتابچہ لکھا ہوا ہے۔ دین حق کے نام سے۔ اس کے اندر بھی لکھا ہوا ہے۔ اگر وہاں سے آدمی آتے وقت یا جاتے وقت سلام پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اگر روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہیں تو مجھے یہ بتا کہ آنے والے کا سن لیتے ہیں اور وہاں رہنے والے کا نہیں سنتے۔ (سامعین میں سے کسی نے کہا) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی موت اور غیر نبی کی موت میں کوئی فرق نہیں۔ تو موت کی بات کرتا ہے۔ ہائے! میرا تو عقیدہ ہے کہ ان ذروں میں بھی فرق ہے جو ذرے محمد ﷺ کے قدموں کے نیچے آئے۔

اللہ نے مکہ کی قسمیں محبوب ﷺ کا شہر ہونے کی وجہ سے اٹھائیں

تو فرق کی بات کرتا ہے۔ میرا تو عقیدہ ہے۔ مجھے یہ تو بتا کہ مکے کے پتھروں پر مکے کے پہاڑوں پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھی آئے۔ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا کملی والے مجھے ان پتھروں کی قسم ہے۔ مجھے اس شہر کی قسم ہے۔ مجھے ان گلیوں کی قسم ہے۔ اے اللہ! قسمیں کیوں اٹھا رہا ہے؟

اس واسطے کہ یہاں عرفات کا میدان ہے۔ اس واسطے کہ مزدلفہ ہے۔ اس واسطے کہ خانہ کعبہ ہے۔ اللہ نے فرمایا نہیں خانہ کعبہ پہلے بھی تھا، مزدلفہ پہلے بھی تھا، عرفات کا میدان پہلے بھی تھا، منیٰ پہلے بھی تھا، مقام ابراہیم پہلے بھی تھا، آج میں قسمیں ان گلیوں کی اس لئے اٹھا رہا ہوں۔ ”وانت حل بھذا البلد“ کہ تیرے نبوت والے نورانی قدم ان گلیوں میں لگ چکے ہیں تو کہتا ہے کہ موت میں فرق نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ان ذروں میں فرق ہے۔ تو کہتا ہے کہ موت میں فرق نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کھسوں میں فرق ہے۔ تو کہتا ہے کہ موت میں فرق کوئی نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ان گلیوں میں فرق ہے۔ ان پتھروں میں فرق ہے۔ ان بازاروں میں فرق ہے۔ ان ہواؤں میں فرق ہے۔ ان چادروں میں فرق ہے۔ جیسے فرق میری اور نبی کی موت میں نہیں۔ میری اور نبی کا کسی بات کا ذکر نہیں۔ تیری چادر کا ذکر تو قرآن میں نہیں آیا۔

محمد ﷺ نے چادر لی تو قرآن بول پڑا۔ محمد ﷺ نے کپڑا لیا تو قرآن بول پڑا۔ نبی ﷺ چلے تو قرآن بول پڑا۔ نبی ﷺ اٹھے تو قرآن بول پڑا۔ پیغمبر ﷺ پہاڑ پر چڑھے تو قرآن بول پڑا۔ پیغمبر ﷺ غار میں اترے تو قرآن بول پڑا۔ نبی ﷺ بازار میں گئے تو قرآن بول پڑا۔ نبی ﷺ پتھر پر چڑھے تو قرآن بول پڑا۔ نبی ﷺ بدر میں گئے تو قرآن بول پڑا۔ نبی ﷺ حنین میں گئے تو قرآن بول پڑا۔ نبی ﷺ گلیوں میں جائے تو قرآن بولے۔ نبی ﷺ کے چہرے کا ذکر آیا تو قرآن نے ”والضحیٰ“ کہا۔ نبی ﷺ کی زلفوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ”والیل“ کہا۔ نبی ﷺ کے سینے کا ذکر آیا تو قرآن نے ”الم نشرح لك صدرك“ کہا۔ نبی ﷺ کی آنکھوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ”وما زاغ البصر“ کہا۔ نبی ﷺ کے اخلاق کا ذکر آیا قرآن نے ”انك لعلیٰ خلق العظیم“ کہا۔ نبی ﷺ کے دانتوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ”یٰس“ کہا۔ نبی ﷺ کے شہر کا ذکر آیا تو قرآن نے ”لا اقسم بھذا البلد“ کہا۔ نبی ﷺ کے زمانے کا ذکر آیا تو قرآن نے ”والعصر“ کہا۔ نبی ﷺ کی زبان کا ذکر آیا تو قرآن نے ”لا تحرك به لسانك لتعجل به“ کہا۔ نبی ﷺ کے کردار کا ذکر آیا تو قرآن نے ”لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنة“ کہا۔ نبی ﷺ کی رحمت کا ذکر آیا تو قرآن نے ”وما ارسلنك الا رحمة للعالمین“ کہا۔ نبی ﷺ کی صفتوں کا ذکر آیا تو قرآن نے ”انا ارسلنك شاهداً“ کہا۔ ”ومبشراً“ کہا۔ ”ونذيراً“ کہا۔ ”وداعيا الی الله باذنه“ کہا۔ ”وسراجاً منيراً“ کہا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور محبت رسول ﷺ

ہائے! میں اس محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کو سلام کرتا ہوں جو نبی ﷺ کے روضے پر گئے اور نبی ﷺ کے روضے کو۔ خطاب کر کے کہتے ہیں کہ ؎

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا بس چلتا تو مر کے بھی تجھ سے میں جدا نہ ہوتا

یہ نبی ﷺ سے محبت ہے۔ محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نبی ﷺ کے روضے کے باہر کھڑے ہو گئے۔ کسی نے پوچھا کہ اندر نہیں گئے۔ فرمایا کہ ابھی اندر جانے کی اجازت نہیں۔ جب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اندر گئے تو مسکراتے ہوئے باہر آئے۔ کسی نے پوچھا کہ نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کیا بنا تو فرمایا کہ ؎

میرے آقا کا تو مجھ پہ اتنا کرم ہے کہ بھر دیا میرا دامن پھیلانے سے پہلے
یہ اتنا کرم کیوں یہ کیا سلسلہ ہے نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے

کہو یہ نبی سے محبت ہے تو جہالت کی حدیں پھلانگ گیا ہے۔ تو نبی ﷺ کی موت کا عام لوگوں کی موت سے فرق ذکر نہیں کرتا۔ میں تو ان ذروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں تو خاک شفا کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں تو ان ہواؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں تو کھجور کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں تو گلیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں تو پتھروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھے ایک بات تو بتا کہ تو کہتا ہے کہ نبی ﷺ کی موت اور عام لوگوں کی موت برابر ہے۔ ایک کھجور مدینے سے آتی ہے تو کہتا ہے کہ یہ کھجور مدینے کی ہے اور چوم کر کھاتا ہے کہ یہ کھجور مدینے کی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مدینے کی کھجور میں نبی ﷺ کے شہر کی برکت آ گئی ہے۔ نبی ﷺ کی برکت کھجور میں آئے۔ نبی ﷺ کی برکت مٹی میں آئے۔ نبی ﷺ کی برکت پانی میں آئے اور نبی ﷺ کی برکت اپنے آپ پر نہ ہو۔

مولانا ظفر علی خان کا آقا ﷺ کو خراج تحسین

تو اگر کسی مولوی کی بات نہیں مانتا تو ظفر علی خان کی بات مان لے۔ مولانا ظفر علی خان نے نبی کے روضہ پر جا کر کہا تھا۔ دیار یثرب میں گھومتا ہوں نبی ﷺ کی دہلیز چومتا ہوں۔ ہائے! اگر نبی کا روح کے ساتھ تعلق نہیں۔ موت کا فرق نہیں تو دہلیز کیوں چومتا ہے، بتاؤ تو سہی۔

دیار یثرب میں گھومتا ہوں نبی ﷺ کی دہلیز چومتا ہوں
شراب عشق پی کر میں جھومتا ہوں رہے سلامت پلانے والا

مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو انگریز نے گرفتار کیا ۱۹۱۴ء میں مالٹا کی جیل میں بند کر دیا۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نبی ﷺ کے روضہ سے جدا ہوا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا حضور ﷺ کو خراج عقیدت

نبی کے روضے کو خطاب کر کے فرمایا ؎

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطاء ہو وہ شوق ابوذر رضی اللہ عنہ ہمیں بھی عطاء ہو وہ جذبہ بلالی رضی اللہ عنہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اور حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ چودہ سال نبی کے روضہ کے پاس حدیث شریف پڑھاتے رہے ہیں۔ کتنے سال؟ (۱۴ سال) اور چودہ سالوں میں وہ دن بھی آئے کہ مدینے کی گلیوں میں پڑے ہوئے تربوز کے چھلکے اٹھا کر۔ ان کو پانی میں بھگو کے پانی کو پکا کر پی لیتے تھے اور کہا کہ یہ تو میرے محمد ﷺ کے مدینے کے چھلکے ہیں۔ ایک آدمی گیا اور مدینے کی گلیوں سے دہی لایا تو کہا کہ مدینے کا دہی کھٹا۔ رات کو خواب میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ نکل جا مدینے سے تجھے دہی کھٹا لگا ہے۔ بتاؤ کہ کتنے ایسے واقعات ہیں؟ میں نے تجھے پیغمبر ﷺ کی ایک حدیث ایسی سنائی ہے جس کا کوئی راوی ضعیف نہیں ہے۔ مجھے ایک حدیث کا جواب دے۔ کوئی اپنے پاس سے۔ ایک ضعیف روایت پیش کر کے نبی ﷺ قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ یہ میرا چیلنج ہے: ''انك لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی القبور انك میت'' یہ آیت پڑھ کر لوگوں کو غلط ترجمے سناتے ہو۔ نبی کی موت کا کون منکر ہے۔ دنیا میں نبی کی موت کا کوئی منکر نہیں۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ آقا ﷺ کا مداح

میرے دوستو! مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سب کہو رحمۃ اللہ علیہ نے نبی ﷺ کی محبت میں بڑی عجیب بات کہی اور ایسا کلام کہا کہ شاید آپ نے زندگی میں ایسا سنا بھی نہ ہو۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا غیر مطبوعہ کلام۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کی محبت میں ایسی بات فرمائی ہے۔ دنیا کا دیوان ایک طرف رکھ دیا جائے اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ایک طرف رکھ دیا جائے۔ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی ﷺ کی ولادت کا اور نبی ﷺ کی اہمیت کا نقشہ کھینچا ہے۔ سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا۔ (مشیت کہا الوہیت نہیں کہا) پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون ومکان کو سجایا گیا۔

وہ محمد بھی، احمد بھی، محمود بھی، حسن مطلق کا شاہد بھی، مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی، ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا

اور حضور ﷺ کی شفاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

حشر کا ڈر مجھے کس لئے ہو اے قاسم میرا آقا ہے وہ میرا مولا ہے وہ
جس کے دامن سے جنت بسائی گئی جس کے ہاتھوں سے کوثر لٹایا گیا

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا جنت کو خطاب

اور مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے نبی ﷺ کی محبت میں دو شعر کہے۔ ساری دنیا ایک طرف ہو جائے ان شعروں میں مقابلہ نہیں کر سکتے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اونچے شعر ہیں۔ حضرت شیخ الہند محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے جنت کو خطاب کیا ہے۔ خطاب کر کے فرمایا ہے کہ ؎

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت میرے دل میں حضور ﷺ رہتے ہیں

کون سی جنت؟ کون سا عرش؟ کون سا فرش؟ کون سی ہیں وہ جنت کی دیواریں؟ میں محمد ﷺ کے روضے کی مٹی پر قربان کر دوں تو کہتا ہے کہ نبی کے روضے کی کوئی بات نہیں تو اپنے دل کی پالش کر۔ دل کے زنگ کو اتار، تو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اپنے دل سے شرک نکال۔ معتزلہ فرقہ کے جراثیم کو اپنے دل سے اتار۔ تو پھر بعد میں (میرے ساتھ) بات کر۔ کہتا ہے کہ نبی ﷺ کی موت اور ہماری موت میں کوئی فرق نہیں۔ تجھ جیسا مشرک اور بے ایمان دنیا میں کوئی نہیں۔

ہائے! یہ بات تو کے کے مشرکوں نے کبھی نہیں کہی۔ کے کے مشرک بھی کہتے تھے کہ یہ محمد امین ہے۔ ہمارے اور اس میں بڑا فرق ہے۔ مکہ کے مشرک کیا کہتے تھے؟ یہ امین ہیں، ہم سے اعلیٰ ہے۔

ابو طالب کا حضور ﷺ کی شان میں اظہار عقیدت

ابو طالب جس نے محمد ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ پتہ ہے اس نے آخر میں کیا شعر پڑھا۔ اس نے کہا: "ان دین محمد خیر ادیان البریہ" اے بھتیجا! مجھے پتہ ہے کہ تیرا دین ساری دنیا کے دینوں کا سردار ہے۔

ابو طالب نے کہا: "وابیض یستسقی الغمام بوجھہ... ثمال الیتامی عصمۃ للارامل"

اے بھتیجا! تیرا چہرہ اتنا حسین ہے کہ اس چہرے کو دیکھ کر آسمان بارش برساتا ہے۔ ابو طالب نے کہا جس نے کلمہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ تیرے کلمہ کا کیا اعتبار ہے؟ تو نام محمد ﷺ کا، لے اور پھر کہے کہ نبی ﷺ کی اور ہماری موت میں فرق کوئی نہیں۔

افسوس! ابو طالب کہے؟ کافر کہے: "ثمال الیتمیٰ عصمۃ رامل" یہ محمد ﷺ کا چہرہ یتیموں کا آسرا ہے اور بیواؤں کا سہارا ہے۔

سوال نمبر ۱: (یہ سوال کیا ہے کسی نے) "انک میت" اگر اس کا معنی "انک تموت" لیں تو پھر آگے "انھم تموتون" کا معنی بھی ہوسکتا ہے۔ "انھم تموتون"

جواب: یہ لفظ بھی غلط لکھا ہے۔ حالانکہ آگے ہونا چاہئے "انھم یموتون" سوال لکھنے والے کو بھی پتہ نہیں۔ پہلے سوال تو صحیح لکھو۔

سوال نمبر ۲: یہ جو حدیث آپ نے پڑھی کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ضعیف ہیں؟

جواب: اچھا یہ ضعیف ہیں تو چلو تم ضعیف ہی پیش کرو۔ مثلاً کے طور پر میں نے اگر ضعیف پیش کی ہے تو تو بھی ایک ضعیف روایت ہی سنا دے۔ جس میں فرمایا ہو حضور ﷺ نے نبی قبروں میں زندہ نہیں۔ ایک ہی ضعیف حدیث پیش کر دیں کہ جس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں قبر میں نہیں سنتا۔ میں نے تو تجھے روایت سنا دی ہے۔

اقسام حدیث: ایک بات یاد رکھنا۔ ضعیف حدیث بھی نبی کی حدیث ہوتی ہے۔ جب تک وہ حدیث موضوع نہ ہو اور موضوع حدیث عربی میں اس کو کہتے ہیں جو من گھڑت ہو۔ موضوع حدیث جعلی ہوتی ہے۔ یعنی بنائی ہوئی۔ اس کو کہتے ہیں موضوع حدیث۔

اور ضعیف حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ یہ حدیث (نبی ﷺ کی) نہیں ہوتی۔ نبی ﷺ کی حدیث ہے۔ لیکن اس میں ایک، دو راویوں کے نام کا پتہ نہیں ہوتا یا راویوں میں ضعف ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کی حدیث کے الفاظ میں ضعف نہیں ہوتا۔ یعنی ضعیف روایت اسماء رجال کی وجہ سے ہوئی ہے۔ وہ نبی ﷺ کے کلام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہ بات یاد رکھنا۔ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ عام آدمی بے چاروں کو پتہ ہی نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو ضعیف حدیث ہو وہ حدیث ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں چلو تم دو راوی نہیں بلکہ جس میں دس راوی ضعیف ہوں۔ ایسا کوئی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نبی ﷺ کا قول ہی پیش کر دو۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار (۱۴۴۰۰۰) صحابہ میں سے کسی صحابی کا ہی قول پیش کر دیں کہ نبی ﷺ قبر میں زندہ نہیں۔ کسی کو پیش کر دے کہ نبی ﷺ قبر میں نہیں سنتے۔ عبداللہ بن عمر سلام پڑھتے تھے۔ کیا نبی نہیں سنتے تھے؟ تو نے اپنی کتاب دین حق میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمر سلام پڑھتے تھے۔ تیری کتاب میں لکھا ہو تو سنتے ہیں۔ اگر ہم کہیں تو نہیں سنتے۔ تیرے باپ کا مذہب ہے۔

اہم سوال: فرق بیان کریں کہ دنیاوی زندگی اور برزخی زندگی؟

جواب: پیغمبر کی قبر میں زندگی یہاں دنیا کی زندگی سے اعلیٰ ہے۔ (بے شک) یاد رکھیں برزخ تو ہر آدمی کو حاصل ہے۔ برزخ تو میری زندگی اور تیری زندگی برزخ ہے۔ محمد ﷺ کی زندگی دنیا کی زندگی سے بھی اعلیٰ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ بندہ انتقال کر گیا۔ (انتقال کا کیا معنی منتقل ہو گیا) اگر نبی ﷺ دنیا سے قبر میں منتقل ہو گیا تو اچھی جگہ پر نہ جائے تو نبی ﷺ کا کمال کیا۔ دنیا میں پیغمبر موجود تھے تو دنیا سے نبی آخرت میں تشریف لے گئے۔ دنیا سے نبی کنارہ کر گئے۔ دنیا سے پردہ فرما گئے۔ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پیغمبر ﷺ پر موت طاری ہوئی۔ (بعد میں) تو پیغمبر کی دنیا کی زندگی سے قبر کی زندگی اعلیٰ ہے۔ پیغمبر کی دنیا کی زندگی سے قبر کی زندگی بہتر ہے۔ وہ جنت کا حصہ ہے۔ میری باتیں سمجھ آرہی ہیں؟ یہ باتیں مضبوطی سے پلے باندھ لیں۔

منکر حیات کا اہل سنت والجماعت سے کوئی تعلق نہیں

جو کہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں حیات نہیں وہ گمراہ ہے۔ وہ پیغمبر کی حدیثوں کا قائل نہیں۔ جو کہتا ہے کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں حیات نہیں، اس کا مذہب اہل سنت والجماعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ اپنا الگ مذہب بنائے۔ اپنی الگ بات کرے۔

میرے دوستو! آپ کو فرق کا علم ہوا ہے جو شخص میری ان حدیثوں کو سننے کے بعد اس بات پر پکا نہیں رہے گا، میں نے تو اپنا فرض پورا کر دیا۔ نبی ﷺ کا پیغام آپ تک پہنچا دیا۔ اب اگر کوئی نہیں مانے گا تو وبال اس پر ہوگا، مجھ پر نہیں۔

آخری گزارش

جو بھائی ہمارے ناراض ہیں ان سے صلح کر لو۔ میں ان بھائیوں سے کہتا ہوں کہ ضد نہ کرو۔ دیوبندیوں کو مشرک کہنے والو ضد نہ کرو۔ اگر تو نے غیر مقلدیت کے دروازے پر جانا ہے یا ان کی وکالت کرنی ہے تو کھل کر کرو۔ دیوبندیت کا نام لے کر کیوں کرتا ہے؟ تو کہے کہ میں غیر مقلد ہوں تو یہ کیوں کہتا ہے کہ میں دیوبندی ہوں؟ تیرا دیوبندیوں کے عقیدہ سے کیا تعلق ہے؟ دیوبندی تو سنی ہوتا ہے، دیوبندی تو اہل سنت کو کہتے ہیں۔ دیوبندی تو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والوں کو کہتے ہیں۔ دیوبندی تو کملی والے کے غلام کو کہتے ہیں۔ دیوبندی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چلنے والے کو کہتے ہیں۔ دیوبندی تو اہل سنت والجماعت والے کو کہتے ہیں۔ تیرے اس عقیدے کا اہل سنت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ (باتیں تو اور بہت کرنی تھیں، لیکن وقت تھوڑا ہے۔ کیونکہ میں نے بہت لمبا سفر کرنا ہے۔ اس لئے انہیں باتوں پر اکتفاء کرتا ہوں)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت مولانا علّامہ منیر احمد صاحب مدّظلہ

موضوع:

مماتیت کی حقیقت

مقام: بھیں ضلع چکوال ۳۰/ مارچ ۲۰۰۳ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد لله، الحمد لله و كفى والصلوٰة والسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم... بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها الذين امنوا اتقوالله و كونوا مع الصادقين. وقال الله تعالى ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسسكم النار. صدق الله العظيم وصدق رسوله النبي الكريم. ونحن على ذالك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين سبحانك لا علم لنا الا ما علّمتنا انك انت العليم الحكيم. رب اشرح لي صدري ويسر لي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي. رب زدني علما وارزقني فهما

خدام اہل سنت کے دور دراز سے تشریف لائے ہوئے اہل سنت۔ بھائیو!

تمہید

آج ایک ایسی برائی ہے اور ایک ایسی گمراہی ہے جو ہمارے مدارس میں، مساجد میں اور ہمارے گھروں میں اندر ہی اندر پلتی، بڑھتی اور پھیلتی پھولتی جارہی ہے اور بہت ہی مخفی طریقے سے یہ برائی اور گمراہی پھیل رہی ہے۔ اس گمراہی پر کئی پردے پڑے ہیں۔ پیر طریقت، شیخ القرآن، شیخ الحدیث، شہباز خطابت، محقق دوران، حق گو، بے باک خطیب، جیسے صفت نما القاب کا پردہ اور توحید کا سنہری پردہ۔ ان پردوں کے اندر ہی اندر گمراہی پلتی جارہی ہے۔ اس گمراہی کا نام ہے مماتیت۔ آج میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کے سامنے اس مماتیت والی گمراہی اور مماتیت والی برائی کی حقیقت بیان کی جائے کہ مماتیت ہے کیا؟ اور مماتیوں کے اور اہل سنت والجماعت کے درمیان کون کون سے عقیدے ہیں جن کے اندر اختلاف ہے۔ آپ نے یہ سمجھ رکھا ہے شاید ایک ہی عقید ہے۔ نہیں! بلکہ مختلف عقائد ہیں جو مماتیوں نے اہل سنت والجماعت کے عقائد کو چھوڑا ہے اور جو اہل سنت والجماعت کے درمیان عقائد مختلف فیہ بھی نہیں بلکہ متفق علیہ اور مجمع علیہ ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقائد کو چھوڑا اور اس کے مقابلے میں گمراہی والے عقائد ان لوگوں نے اختیار کئے۔

تمام اہل سنت کے ہاں عقیدہ سماع موتی شرک نہیں

تمام اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ سماع موتی کا عقیدہ شرک نہیں۔ مردے سنتے ہیں یا نہیں سنتے۔ یہ مسئلہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے ہی مختلف فیہ چلا آیا۔ کچھ سماع کے قائل تھے اور کچھ سماع کا انکار کرنے والے تھے۔ اس طریقے سے مسئلے کے اندر دو رائے رہی ہیں۔ کچھ سماع کے قائل اور کچھ سماع کے غیر قائل یعنی کچھ سماع موتی کے ماننے والے کچھ نہ ماننے والے۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ رہا۔ لیکن دو چیزیں ایسی تھیں جن پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق رہا۔ خواہ وہ سماع کو مانتے تھے یا نہیں مانتے تھے۔ دو چیزوں پر اتفاق تھا۔ ایک تو اس بات کو مانتے تھے۔ یعنی جو عدم سماع کو ترجیح دیتے تھے وہ بھی اس بات کو مانتے تھے کہ سماع موتی کا عقیدہ شرک نہیں۔ پوری امت اس مسئلے پر متفق تھی کہ سماع موتی کا عقیدہ شرک نہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تمام اہل سنت کا اتفاق تھا کہ کچھ نہ کچھ سماع موتی ثابت ہے

دوسرا اس بات پر تمام علماء اہل سنت کا متقدمین ہوں یا متاخرین ہوں، سب کا اتفاق تھا کہ کچھ نہ کچھ سماع موتی ثابت ہے، جو سماع کے قائل ہیں۔ان کا تو عقیدہ یہی تھا کہ مردے سنتے ہیں۔ان کا تو مسلک ہی یہی لیکن جو سماع موتی کا انکار کرتے ہیں، عدم سماع کا قول کرتے ہیں۔وہ عدم سماع کا قول کرنے کی باوجود جزئیات ایسی ہیں جن کا وہ استثناء کرتے تھے۔وہ کہتے تھے کہ چونکہ نصوص کے اندر ان مقامات میں سماع کا ہے۔ترجیح عدم سماع کو دی۔لیکن نصوص کے اندر احادیث میں جہاں جہاں صریح آ گیا، مردوں کے سننے کا۔انہوں نے اپنے اس مسئلے سے ان صورتوں کا استثناء کر دیا اور یہ کہا: ہاں! مسئلہ تو ہے عدم سماع کا۔لیکن احادیث پاک کے اندر چونکہ یہ مقامات آ گئے، لہٰذا وہاں پر ہم مانتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں۔قائلین عدم سماع نے بھی ان مخصوص مقامات میں سماع کو مان لیا۔

استثناء کی پہلی مثال

مثال کے طور پر جب قبرستان کے پاس سے گزریں یا قبرستان جائیں تو نبی کریم ﷺ نے خود ایسا کیا اور امت کو تعلیم بھی یہی دی کہ وہ سلام کریں۔"السلام علیکم یا اھل القبور" تفسیر ابن کثیر و کتاب الروح میں اور دیگر کتب میں لکھا ہے کہ: "السلام علیکم یا اھل القبور" یہ تب کہا جاتا ہے کہ خطاب کر کے "السلام علیکم" "تم پر سلام ہو۔کہو یہ تب کہا جا سکتا ہے کہ جس کو سلام کیا جائے وہ موجود بھی ہو اور وہ زندہ بھی ہو۔وہ سنتا بھی ہو، وہ پہچانتا بھی ہو۔تب اس کو سلام کر سکتے ہیں۔چنانچہ جو عدم سماع کے قائل تھے ان حضرات نے بھی جو سلام والی مخصوص صورت تھی، اس کا استثناء کر دیا۔ان کا عقیدہ مسلک عدم سماع کا ہے اور حدیث پاک کے اندر چونکہ یہ سلام مخاطب کے صیغے کا آ گیا، لہٰذا اسلام کو ہم استثناء کرتے ہیں کہ مردے سلام کو سن لیتے ہیں۔

استثناء کی دوسری مثال

اسی طریقے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا صحیح بخاری میں اور صحیح حدیث نقل کی کہ جب میت کو قبر میں رکھ کر لوگ واپس آتے ہیں تو وہ مردہ ان لوگوں کی جوتیوں کی آواز کو سنتا ہے۔احادیث پاک کے اندر آ گیا۔انہوں نے عدم سماع کا قول کرنے کے باوجود اس کا استثناء کر دیا۔

سماع انبیاء علیہم السلام پر کسی کا اختلاف نہیں

تمام علماء متفق ہیں۔سماع انبیاء پر کسی کا اختلاف نہیں۔عام مردوں کے بارے میں تو اختلاف ہے لیکن سماع انبیاء کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔بالخصوص نبی کریم ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں: "من صلّٰی علیّ عند قبری سمعتہ" جو میری قبر کے پاس آ کر درود پڑھے گا اس کو سنوں گا۔آپ نے خود یہ مسئلہ بتایا جو عدم سماع کا قول کرنے والے ہیں۔انہوں نے "صلوٰۃ النبی عند القبر" اس کا بھی استثناء کر دیا کہ عقیدہ تو ہمارا عدم سماع کا ہے۔لیکن جب حدیث پاک کے اندر آ گیا، لہٰذا ہم انبیاء کا سماع مانتے ہیں تو گویا کہ علت کثرت کے اثبات کے ساتھ نفس سماع دونوں فریقوں نے مان لیا۔اس لئے روح المعانی نے اور وہاں سے پھر مسئلہ لیا۔حضرت مولانا انور شاہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

صاحب کشمیری ؒ نے فیض الباری میں اور پھر وہاں سے مولانا شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم میں لیا اور اختلاف یہیں نمٹا دیا جو سماع کے مسئلے میں تھا۔ ان تینوں حضرات نے لکھا کہ ابتداً سماع کا قول کر دیا جائے۔ لیکن جو سماع کا قول کرتے ہیں، ان کا یہ قطعاً مقصد نہیں کہ سماع کلی سے، یعنی مردے ہر بات سنتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہر بات تو زندہ بھی نہیں سنتا۔ جو دنیا کے اندر ہے۔ کیا آپ ہر بات سنتے ہیں؟ (نہیں) ہر بات تو اس دنیا میں زندہ رہنے والا نہیں سنتا۔ اس لئے جو سماع کے قائل ہیں، قطعاً ان کا یہ دعویٰ نہیں کہ مردے ہر بات کو سنتے ہیں اور ہر بات کو سمجھتے ہیں۔ البتہ قول انہوں نے سماع کا کیا کہ سماع ان کے لئے ہے اور جن لوگوں نے عدم سماع کا قول کیا، انہوں نے عدم سماع کا قول کر کے جو جزئیات حدیث نبوی میں مخصوص ہیں، ان کا استثناء کر دیا تو اب ان تینوں بزرگوں نے لکھا کہ جب نفس سماع دونوں فریقوں نے مان لیا تو اب اگر سماع فی الجملہ کا قول کر لیا جائے تو اس مسئلے میں اختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے۔ سماع فی الجملہ کا مطلب یہ ہے کہ عام مردے بعض باتیں سنتے ہیں۔ (تو بعض باتیں سنتے ہیں) اس پر دونوں فریقوں کا اتفاق ہو گیا نا؟ اس لئے میں نے کہا کہ پوری امت اس مسئلے پر متفق تھی کہ سماع موتی کا عقیدہ شرک نہیں۔

اور دوسرا یہ کہ نفس سماع بھی ثابت ہے۔ بعض نے سماع کے التزام کا قول کر لیا اور بعض نے عدم سماع کا قول کر کے پھر چند جزئیات کا استثناء کر کے "علم سماع" انہوں نے مان لیا۔

مماتیت کے چند باطل عقائد

لیکن اس کے مقابلے میں، یہ میرے ہاتھ میں "نغمہ توحید" ذوی الحجہ ۱۴۱۵ھ مئی 1995ء مماتیوں کا رسالہ ہے جس کے سرپرست خطیب اسلام حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری ہیں۔ اس میں حضرت نے ایک اعلان کرایا اس اعلان کا عنوان ہے: "رجوع الی الحق" کسی صاحب نے پوچھا کہ حضرت آپ کی پرانی کیسٹیں سنائی جارہی ہیں اور پرانی آپ کی کچھ تحریریں دکھائی جارہی ہیں۔ لیکن اب جو آپ کی تقریریں سنتے ہیں اور آپ کی محفلیں، مجلسیں ان کے اندر آپ بتاتے ہیں کہ سماع موتی کا عقیدہ شرک ہے تو آپ کی پہلے والی بات ٹھیک ہے یا یہ بعد والی؟ تو شاہ صاحب نے پھر نغمہ توحید میں اعلان کرایا اور اس کا عنوان رکھا۔ "رجوع الی الحق" اور بڑی لمبی تمہید لکھی۔ اس بات پر کہ اہل حق کا ہمیشہ سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے۔ جب انہیں کسی اپنے مسئلے میں غلط ہونے کی تحقیق ہو جائے تو پھر اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے پہلے مسئلے سے رجوع کر لیتے ہیں۔ اس میں حیاء ان کے لئے مانع نہیں بنتا تو میں نے اب تک جو پہلے کہا تھا کہ سماع موتی کا مسئلہ شرک نہیں وہ غلط تھا۔

پہلا مماتیت کا باطل عقیدہ

اب میری تحقیق یہ ہے کہ سماع موتی کا عقیدہ شرک ہے۔ چنانچہ آگے جا کر موٹی سرخی دے کر لکھا کہ سماع موتی کا عقیدہ قرآن کریم کے خلاف اور صریح شرک ہے۔ یہ سرخی دے کر لکھا ہوا ہے۔ یہ ان کا عقیدہ ہے تو اب دیکھیں، کتنا بڑا اختلاف ہے۔ اہل سنت والجماعت اور ان مماتیوں کے درمیان کہ انہوں نے اس اختلاف کو خود ہی کفر اور ایمان کا شرک اور توحید کا اختلاف بنا دیا کہ گویا کہ اہل سنت والجماعت پورے کے پورے نفس سماع پر متفق ہیں اور اس بات پر اتفاق ہے کہ سماع موتی کا عقیدہ شرک نہیں ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اہل سنت والجماعت کے متفقہ اس عقیدے سے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بغاوت اختیار کی اور بغاوت کر کے باغیانہ اعلان کیا۔ سماع موتی کا عقیدہ شرک ہے۔ اب آپ بتائیں کہ وہ حق ہے یا باطل؟ وہ ہدایت ہے یا گمراہی اور اس عقیدے والے اہل حق ہیں یا اہل باطل؟ وہ اہل سنت ہیں یا اہل بدعت؟

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ

اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''حیات فی القبر'' برحق ہے۔ قبر کے اندر زندگی برحق ہے۔ تمام اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے اور کیسے زندگی ہے؟ زندگی کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روح کا جسم کے ساتھ یا اجزائے جسم کے ساتھ۔ تعلق قائم کر دیتے ہیں اور اس روح کے تعلق کی وجہ سے جسم محفوظ ہے تو جسم اور جسم اگر ذرات کی شکل میں (تحلیل) بدل چکا ہے تو ذرات میں۔ اللہ تعالیٰ حیات پیدا کر دیتے ہیں۔ حیات پیدا کرنے کی یہ صورت ہے۔ یہ جو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ جسم تو یہاں دفن کیا ہوا پڑا ہے، روح پہنچ گئی۔ ''علیین'' میں یا ''سجین'' میں تو جب روح نہیں تو حیات کیسے؟ یاد رکھنا قبر کے اندر جو زندگی ہے حیات ہے۔ اس کی صورت یہی ہے کہ روح اپنی جگہ پر، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس روح کا اپنی قدرت کے ساتھ جسم کے ساتھ یا اجزائے جسم کے ساتھ تعلق قائم کر کے اس جسم یا اجزائے جسم کے اندر شعور، ادراک پیدا کر دیا۔ اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے۔ انہوں نے ''حیات فی القبر'' کو مان لیا۔ (یہ میں عام مردوں کی بات کر رہا ہوں)

دوسرا مماتیت کا باطل عقیدہ

لیکن ان لوگوں نے جب سماع موتی کے عقیدے کو شرک کہا اور سماع موتی کا انکار کیا تو انہوں نے ساتھ ہی یہ عقیدہ بنا لیا کہ یہ قبروں کے اندر جتنے بھی ہیں ان کے اندر کوئی ادراک نہیں۔ کوئی ان کے اندر احساس نہیں کہ بغیر زندگی کے ہیں۔ یہ عقیدہ بنایا اور پھر اسی بنیاد پر انہوں نے زور دے کر کہا کہ مردے نہیں سنتے۔ مردے نہیں سنتے۔ کیوں نہیں سنتے؟ کہ ان میں زندگی نہیں اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہا کہ ذرا عقل سے سوچو۔ اگر سنتے ہیں تو مردہ کیسے؟ اگر مردہ ہیں تو سنتے کیسے ہیں؟ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہا۔

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ

لیکن ہم کہتے ہیں جناب! یہ مردہ بھی ہیں سنتے بھی ہیں۔ مردہ اس لئے ہیں کہ دنیاوی زندگی ختم ہو چکی۔ زندہ اس لئے کہ قبر کے اندر اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر زندگی پیدا کر دی۔ دونوں باتیں ٹھیک ہیں کہ مردہ بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں۔ مردہ کیسے ہیں کہ دنیاوی زندگی ختم۔ اس اعتبار سے وہ مردہ ہیں۔ لیکن قبر میں جا کر احساس ان کے اندر پیدا ہو گیا۔ اس اعتبار سے وہ زندہ بھی ہیں تو یہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اس عقیدے کو بھی خیر باد کہا اور تمام اہل سنت والجماعت کے برعکس گمراہی والا یہ عقیدہ اختیار کیا کہ قبروں کے اندر جتنے بھی ہیں یہ مردہ ہیں۔ کوئی ان کے اندر ادراک نہیں۔ کوئی ان کے اندر احساس نہیں۔

تیسرا مماتیت کا باطل عقیدہ

جب انہوں نے قبر کے اندر جو زندگی تھی اس کا انکار کر دیا تو اس سے انہوں نے ایک اور عقیدہ اختیار کیا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ عذاب قبر کا انکار کیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ عذاب کی تعریف یہ ہے۔ کہا: "ایذاء الحی علی سبیل التذلیل" زندہ کو تکلیف پہنچانا اسے ذلیل کرنے کے لئے۔ یہ ذلیل کرنے کے لئے اس لئے کہ بعض دفعہ دو دوست جب آپس میں معانقہ کر کے ملتے ہیں اور ایک دوسرے کو دباتے ہیں تو اس وقت بھی تو کچھ تکلیف ہوتی ہے نا؟ لیکن اب یہ ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ ایک اظہار محبت ہے۔ چاہے ایک دوسرے کی پسلی ٹوٹ جائے تو عذاب کی تعریف یہ ہے کہ زندہ آدمی کو تکلیف پہنچانا ذلیل کرنے لئے تو جب انہوں نے یہ عقیدہ بنا لیا کہ قبروں کے اندر جو مردہ ہیں، ان کے اندر احساس نہیں۔ ادراک نہیں۔ زندگی نہیں تو لازماً انہوں نے یہ عقیدہ بنایا کہ قبر میں عذاب بھی کوئی نہیں تو انہوں نے عذاب قبر کا انکار کر دیا۔ لیکن ان کو بڑی مشکل پیش آئی۔ مشکل یہ پیش آئی کہ پچاس سے زائد قرآن کی آیات ہیں جن سے عذاب قبر ثابت ہوتا ہے اور سینکڑوں احادیث ہیں جن کے اندر عذاب قبر بیان کیا گیا ہے۔ اب ان کو جب یہ بات نظر آئی کہ ہمارے لئے تو یہ موت ہے کہ جب عذاب قبر کا انکار کیا تو قرآنی آیات کا انکار سینکڑوں احادیث کا انکار۔ اب اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایک چوتھا عقیدہ بنایا۔

چوتھا مماتیت کا باطل عقیدہ

وہ کیا؟ کہ انہوں نے اس زمینی قبر کے قبر ہونے کا انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ یہ زمین والی قبر، یہ قبر ہی نہیں ہے۔ قبر ہے کہاں؟ کہتے ہیں کہ جو نیک لوگ ہیں ان کی روحیں چلی جاتی ہیں "علیین" میں۔ وہاں ان کو اللہ تعالیٰ ایک اور جسم دیتے ہیں جسم مثالی۔ وہ روح اس جسم مثالی کے اندر چلی جاتی ہے اور جو کافر، بدکار ہیں، ان کی روحیں چلی جاتی ہیں "سجین" میں۔ ان کو بھی وہاں جسم مثالی ملتا ہے اور وہ روح جسم مثالی کے اندر آتی ہے تو وہ جسم مثالی جس کے اندر روح ہے وہ "علیین" میں ہے یا "سجین" ہے۔ جنت میں ہے یا دوزخ میں ہے، وہ جسم مثالی۔ کہتے ہیں کہ یہ قبر ہے۔ اب قبر اس کو بنا دیا اور زمین والی قبر کا قبر ہونے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟ اگر اس کو قبر مانتے ہیں تو عذاب قبر ماننا پڑے گا۔ عذاب قبر مانتے ہیں تو زندہ ماننا پڑے گا اور جب یہ زندہ ہی نہیں مانتے تو انہوں نے عذاب قبر کا انکار کر دیا تو جب عذاب قبر کا انکار کر دیا تو یہ عقیدہ ان کا تب چل سکتا ہے کہ قبر کے قبر ہونے کا انکار کریں تو انہوں نے اس کے قبر ہونے کا بھی انکار کر دیا۔ بچنا چاہتے تھے کہ ہمیں قرآن وحدیث کا انکار نہ کرنا پڑے۔ لیکن ہائے افسوس! انہوں نے قبر کا انکار کر کے قرآنی آیات کا بھی انکار کر دیا اور احادیث کا بھی انکار کر دیا۔

ارضی قبر کا نص سے ثبوت

اس لئے کہ قرآن بھی ہمیں بتاتا ہے کہ یہ زمین والی قبر، قبر ہے، احادیث بھی بتاتی ہیں کہ یہ زمین والی قبر، قبر ہے۔ نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا۔ "ولا تقم علی قبرہ" منافق کی قبر پر آپ کھڑے بھی نہ ہوں تو یہ زمین والی قبر مراد ہے یا وہ "سجین" والی (زمین والی) اسی طریقے سے نبی کریم ﷺ نے کہا: "اذا وضع المیت فی قبرہ" کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو تم میت کو اس زمین والی قبر میں رکھتے ہو یا "علیین، سجین" میں رکھ کے آتے ہو؟ نبی ﷺ نے جو فرمایا کہ قبر کو پختہ نہ بناؤ تو یہ زمین والی قبر یا "علیین و سجین" والی قبر مراد ہے۔ (زمین والی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبر کے اوپر بیٹھو نہیں تو یہ قبر مراد ہے یا "علیین و سجین" والی؟ (یہی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

زمین والی قبر مراد ہے) اس طریقے سے آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ ''اللھم لا تجعل قبری عیدا اللھم لا تجعل قبری'' میری قبر کو میلہ نہ بنانا۔ میری قبر کو پرستش کی جگہ نہ بنا دینا۔ سجدہ گاہ نہ بنا دینا۔ ''لا تجعل قبری'' اس قبر سے یہ آپ ﷺ کی اس زمین والی قبر مراد ہے یا ''علیین والی'' تو یہ میں نے چند حدیثیں پڑھیں ورنہ سینکڑوں احادیث یہ بتاتی ہیں کہ یہ زمین والی قبر، قبر ہے۔

تبصرہ: عجیب بات ہے کہ جس کو اللہ نے قبر کہا اور جس کو نبی ﷺ نے قبر کہا اس کا تو کر دیا انکار۔ لیکن چند حضرات نے اس قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنے کے لئے قبر کا مفہوم بیان کیا تھا کہ قبر کہتے ہیں عالم برزخ کو تو قرآن کو بھی چھوڑا۔ احادیث پاک کو بھی چھوڑا۔ ادھر کہتے ہیں کہ ہم بزرگوں کے اقوال کو نہیں مانتے۔ قرآن کے مقابلے میں، احادیث کے مقابلے میں، لیکن جہاں ان کا مقصد حل نہیں ہوتا تھا تو وہاں پر قرآن کو بھی چھوڑا، احادیث کو بھی چھوڑا اور بزرگوں کی باتوں کو لے کر کہا کہ جناب! قبر عالم برزخ کا نام ہے۔

اگر تم اس دعوے پر پکے ہو کہ ہم بات مان لیتے ہیں قرآن کی۔ ہم بات مان لیتے ہیں احادیث کی تو آؤ ہم تمہیں آیات دکھائیں۔ احادیث دکھائیں گے کہ قرآن میں اس زمین والی قبر کو قبر کہا گیا۔ تم اگر اس کو قبر نہیں مانتے تو تم بھی قرآن کی آیت پیش کر دو۔ نبی پاک کی ایک حدیث پیش کر دو کہ اس کے اندر زمین والی قبر کو قبر نہ کہا گیا ہو؟ قبر کے مختلف افراد ہیں یعنی جو زمین میں گڑھا کھود کر جہاں پر میت کو رکھا جاتا ہے یہ بھی قبر اور گڑھا کھود کر پھر وہاں نہ رکھا جائے بلکہ اسے جلا کر راکھ بنا کر دریا میں بہا دیا جائے۔ ہوا میں اڑا دیا جائے۔ جہاں جہاں اس کے ذرات پہنچیں گے وہ اس کے لئے قبر، یہ قبر کے مختلف افراد ہیں۔

قبر کی جامع تعریف

علماء نے سوچا کہ قبر کی ایک ایسی جامع تعریف کی جائے کہ سارے افراد قبر کے اس تعریف کے اندر آجائیں تو انہوں نے کہا کہ قبر کے لئے بڑی جامع تعبیر عالم برزخ ہے۔ عالم برزخ کہتے ہیں کہ موت سے لے کر قبر سے اٹھنے تک یہ درمیان کا سارا زمانہ اور یہ ساری وسیع کائنات یہ سارا عالم برزخ ہے۔ اب جو زمین کے اندر دفن کیا ہوا ہے وہ عالم برزخ میں ہے یا نہیں؟ اور جس کو دریا میں بہا دیا وہ بھی عالم برزخ میں جس کو درندے کھا گئے وہ بھی عالم برزخ میں۔ انہوں نے تو تعبیر اختیار کی تاکہ جامع تعبیر ہو جائے کہ قبر کے سارے افراد کو شامل ہو جائے اور انہوں نے اس ارضی قبر کے قبر ہونے کا انکار کر دیا۔ یہ باتیں میری سمجھ میں آرہی ہیں؟ میں کوشش تو کر رہا ہوں۔ عام فہم انداز میں سمجھانے کی۔ یہ جو اہل سنت والجماعت کے متفقہ عقیدوں سے انہوں نے انحراف کیا، بغاوت کی، کتنے عقیدے میں نے بتائے۔ چار عقائد:

۱...... سماع موتی کے عقیدے کو انہوں نے مشرک کہا۔ ۲...... ''حیات فی القبر'' کا انکار کیا۔
۳...... عذاب قبر کا انکار کیا۔ ۴...... ارضی قبر کے قبر ہونے کا انکار کیا۔

پانچواں: انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مماتیت کا باطل عقیدہ

اب جناب! نمبر آگیا انبیاء علیہم السلام کا اور ان میں سے بھی نبی کریم ﷺ کا۔ عام مردوں سے تو یہ فارغ ہو گئے۔ اب پہنچ گئے روضہ رسول ﷺ پر اور سیدھا کہنے لگے کہ تم بات کرتے ہو عام مردوں کی کہ یہ سنتے ہیں؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہنے لگے کہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی نہیں سنتے۔ ان میں سے افضل الانبیاء نبی کریم ﷺ وہ بھی نہیں سنتے اور اگر کوئی نبی کریم ﷺ کے سماع کا عقیدہ رکھتا ہے یا انبیاء علیہم السلام کے سماع کا عقیدہ رکھتا ہے تو یہ سماع انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ بھی شرک ہے۔ حالانکہ عام مردوں کے سماع کے بارے میں تو چلو دو قول تھے، لیکن انبیاء علیہم السلام کے سماع کے بارے میں اس امت میں اہل سنت والجماعت کے کسی فرد نے اختلاف نہیں کیا۔ (فتاویٰ رشیدیہ) سب کا اتفاق تھا کہ سماع انبیاء برحق ہے لیکن انہوں نے سماع انبیاء کو بھی شرک کہا۔

چھٹا: انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مماتیت کا باطل عقیدہ

لیکن انہوں نے سماع انبیاء علیہم السلام کو شرک کہا تو اس کے ساتھ ہی ان کا چھٹا عقیدہ یہ بنا کہ انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص نبی کریم ﷺ کا نام لے کر یہ کہا کہ جناب! یہ اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔

تو حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کر دیا اور نبی کریم ﷺ کی حیات کا انکار کر دیا اور اسی حیات کے انکار کی بنیاد پر کہا کہ جب انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں تو نبی کریم ﷺ بھی اپنی قبر میں زندہ نہیں ہیں تو جب حیات نہیں، ادراک نہیں، شعور نہیں، احساس نہیں، تو سن کیسے سکتے ہیں؟ تو انہوں نے حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کر دیا۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں خود عقیدہ بتایا: "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں اور جب معراج پر آپ ﷺ تشریف لے جا رہے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اگر وہ زندہ نہیں قبر میں تو قبر میں کھڑے کیسے؟ اور پھر کھڑے ہو کر نماز کیسے پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے خود یہ عقیدہ بتایا۔ لیکن انہوں نے ان دلائل کے برعکس حیات انبیاء علیہم السلام کا بھی انکار کر دیا۔ بلکہ یہ کہا کہ سماع انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ بھی شرک ہے تو کتنے عقیدے ہو گئے؟ چھ! چار عام مردوں کے بارے میں دو دو انبیاء علیہم السلام کے بارے میں۔

اعمال کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ

اسی طرح اہل سنت والجماعت کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم ﷺ پر امت کے اعمال اجمالی طور پر پیش کئے جاتے ہیں اور پھر ان اعمال میں سے ایک عمل تو تفصیلی طور پر نام، بنام پیش کیا جاتا ہے۔ وہ ہے درود شریف۔ جب کوئی درود شریف پڑھنے والا درود شریف پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ کائنات کے جس گوشے میں پڑھا جائے وہ درود پاک نبی کریم ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ تفصیلاً پیش کیا جاتا ہے۔ باقی اعمال اجمالاً پیش ہوتے ہیں۔ یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

اور (تفسیر عثمانی) مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ لکھا ہوا ہے اور ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا۔

"ویوم نبعث فی کل امۃ شھیداً علیھم من انفسھم وجئنا بک شھیدا علی ھولاء"

یہ جو آیت ہے اس آیت کے تحت حاشیہ میں۔ مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر۔ امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور یہی عقیدہ "فتح الملھم" میں لکھا ہے۔ یہی عقیدہ تفسیر مظہری کے اندر لکھا اور میرے پاس "المھند علی المفند" ہے یہ علماء دیوبند کے متفقہ عقائد کا مجموعہ ہے۔ اس کے اندر بھی لکھا کہ نبی کریم ﷺ پر کچھ اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ساتواں: مماتیت کا باطل عقیدہ

لیکن اے میرے بھائیو! آپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اعمال تب پیش کئے جاتے ہیں جب زندگی مانی جائے اور جب انہوں نے زندہ ہونے کا انکار کر دیا تو عرض اعمال کا بھی انکار کر دیا۔ حالانکہ اسی طریقے سے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ تھا کہ اگر کوئی نبی کریم ﷺ کے روضے پاک پر جائے تو وہاں جا کر نبی پاک ﷺ پر جیسے درود وسلام پڑھے تو نبی کریم ﷺ سنتے ہیں تو اس کا بھی انکار کر دیا۔

سفارش کے بارے میں اہل سنت کا متفقہ عقیدہ

اسی طریقے سے اگر وہاں جا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سفارش کرے۔ درخواست کرے۔ اے آقا، اے رسول کریم، اے سردار، اے ہمارے نبی ﷺ ہماری اللہ کے ہاں سفارش کیجئے۔ اگر وہاں جا کر کوئی سفارش کرتا ہے تو یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم تھا اور ''المھند علی المفند'' کے اندر یہ لکھا اور فقہ کی کتابوں میں کتاب الحج کے اندر فقہاء نے یہ لکھا۔ جب حاجی حج کرنے کے لئے جائے۔ مدینہ منورہ میں حاضری دے۔ روضہ اطہر پر جا کر نبی کریم ﷺ کی خدمت جا کر یہ درخواست کرے تو کر سکتا ہے۔ یہ عقیدہ لکھا تھا۔

آٹھواں: مماتیت کا باطل عقیدہ

لیکن ان لوگوں نے جو استشفاع والا مسئلہ تھا کہ نبی کریم ﷺ سے سفارش جا کر طلب کرنا، اس کا بھی انکار کر دیا۔ صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس کو بھی شرک کہا اور میرے ہاتھ میں۔ ان کے بڑے محقق شیخ الحدیث جن کو محقق العصر کہتے ہیں۔ مولانا محمد حسین نیلوی کی کتاب ہے۔ ندائے حق، اس کا ایک ایڈیشن انہوں نے شائع کیا۔ اس پر ہر طرف سے اعتراضات ہوئے تو انہوں نے اعتراضات کو ختم کرنے کے لئے اس کے اندر کچھ ترمیم کی۔ کچھ تبدیلیاں کیں۔ تبدیلی کر کے اس کے بعد دوسرا ایڈیشن شائع کیا۔ یہ میرے ہاتھ میں دوسرا ایڈیشن ہے جو ترمیم کیا ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ترمیم کرنے کے باوجود آج بھی ان کا عقیدہ یہی ہے۔ یہ ندائے حق ہے اور اس کے صفحہ ۵۳۱ کے اوپر ایک حدیث لکھتے ہیں۔ حدیث کیا لکھی کہ نبی کریم ﷺ کے اوپر دنیا کے اندر موت کا آنا برحق تھا۔ دنیا کے اندر موت کے آنے کی ایک حدیث لکھی اور یہ حدیث لکھ کر اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ قبر رسول ﷺ سے مشکل قضیے اور مشکل مسائل حل نہیں کرائے جا سکتے اور نہ ہی آپ ﷺ سے یہ عرض کی جا سکتی ہے کہ آپ ﷺ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے سیدھی راہ سمجھائے۔

تبصرہ! ٹھیک ہے جی۔ مشکلیں تو حل نہیں کرائی جا سکتیں، نہ ہی ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ہماری مشکل حل کر دیں۔ مشکلیں تو حل کرنے والا اللہ ہے۔ البتہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں درخواست کی جا سکتی ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ کے ہاں ہمارے لئے سفارش کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ مشکل حل کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ تکلیف دور کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ سمجھا دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ پر قائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمانی پختگی عطاء فرمائے۔ آج بھی جا کر کوئی درخواست کرے کہ یا رسول اللہ! دعا کیجئے اللہ امریکہ کا بیڑا غرق کر دے۔ اللہ مسلمانوں کو اتحاد کی توفیق عطاء فرما دے۔ آج بھی یہ درخواست کر سکتا ہے۔ اتحاد پیدا کرنے والا کون؟ (اللہ) اور کافر دشمنوں کو ہلاک کرانے والا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کون؟ (اللہ) لیکن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ آپ ﷺ اللہ کے سامنے سفارش کیجئے تو یہ ہوتا رہا۔ فقہ کی کتابوں کے اندر فقہاء نے لکھا۔ لیکن ان لوگوں۔ نے اس استشفاع والے عقیدہ کا بھی انکار کر دیا۔

نواں: مماتیت کا باطل عقیدہ

اور پھر آگے جا کر (صفحہ ۵۸۵ جلد اوّل ترمیم شدہ ایڈیشن) کے اوپر جو بات لکھی وہ تو بڑی عجیب جس سے دل دہل جاتے ہیں۔

لکھتے ہیں: ''ناظرین! ابھی انصاف سے بتائیں کہ مشرکین مکہ کو جو کوسہ جاتا ہے ان کا کیا قصور تھا کہ حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام رحمہم اللہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ ''ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ'' کہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ مشرکین مکہ یہ عقیدہ رکھتے تھے، فرق اگر ہے تو اس قدر کہ وہ ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو کہتے تھے اور آج کے مسلمان نبی کریم ﷺ کو کہتے ہیں۔ نام کا فرق ہے عقیدہ وہی مشرکین والا ہے۔'' سمجھ آگئی۔ یہ ان کا عقیدہ ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک جو استشفاع کا عقیدہ رکھنے والے ہیں، یہ تمام فقہاء اور تمام مسلمان ان کے نزدیک ان میں اور مشرکین مکہ میں کوئی فرق نہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ مشرکین مکہ یا ابراہیم یا اسماعیل۔ یہ کہہ کر درخواست کرتے تھے اور مسلمان یا محمد، یا رسول اللہ ﷺ یہ اپنے نبی کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ورنہ ان کا اور ان کا عقیدہ ایک ہے تو سب کو مشرکین مکہ کے ساتھ ملا دیا۔

صاحب ندائے حق کی خیانت

حالانکہ شیخ الحدیث ہو کر اس نے کتنی بڑی بددیانتی کی، کتنی بڑی خیانت کی کہ قرآن کریم کی جو آیت لکھی قرآن کریم نے ان کو جو غلط بتایا، اس عقیدے پر غلط نہیں بتایا کہ یہ سفارشی مانتے ہیں۔ عقیدہ اور ہے جو اس کے پیچھے موجود ہے۔ ''ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ (یونس: ۱۸)'' کہ یہ عبادت کرتے ہیں ان کی جو ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے جو ان کو نفع نہیں دے سکتے۔ ''ویعبدون'' وہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور کیوں عبادت کرتے ہیں؟ عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ جب ہم ان کی عبادت کریں گے تو یہ ہم پر خوش ہو جائیں گے۔ اللہ کے ہاں سفارش کریں گے چونکہ ان کی عبادت کرنا اور اس نیت کے ساتھ عبادت کرنا کہ ہم ان کی عبادت کریں گے۔ یہ خوش ہوں گے اللہ کے ہاں سفارش کریں گے تو یہ شرک ہے۔

اور پھر دوسرا دھوکہ یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں نہیں۔ آیت تھی بتوں کے بارے میں اور فٹ کر دی نبیوں پر۔ دوسری اس کے اندر تحریف یہ کی۔ (معاذ اللہ) تو تحریف کر کے انہوں نے سارے مسلمانوں کو مشرکین مکہ کے ساتھ ملا دیا اور مشرکین مکہ کی طرح ان کو مشرک قرار دیا۔

صاحب ندائے حق کا دجل وفریب

یہی کتاب ندائے حق (صفحہ ۵۸۶،۵۸۵) کے اوپر لکھا، لکھتا ہے کہ نصاریٰ حضرت مریم علیہا السلام کو پکار کر کہتے تھے۔ ''یاوالدۃ الالٰہ اشفعی لنا الی الالٰہ لنا الی اللہ'' اے معبود کی والدہ (معبود سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ نصاریٰ معبود مانتے ہیں) اے معبود کی والدہ معبود کے ہاں ہماری سفارش کر۔ یہ نصاریٰ کی بات

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نقل کر کے آگے (ص ۵۸۶) پر اپنا تبصرہ لکھتا ہے: ''یہ بتائیں کہ وفات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو شفیع بنانا منع ہے۔ جب کہ عیسائی ہر سال ام عیسیٰ علیہ السلام کی قبر پر میلہ لگاتے ہیں اور ان کی قبر پر کھڑے ہو کر صرف شفاعت کا اپنا مطالبہ کرتے ہیں تو وہ تو ہو گئے کافر، وہ تو ہو گئے مشرک۔ کیا نبی کریم ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ کیا دلیل ہے کہ طلب شفاعت از مریم علیہا السلام تو شرک ہو مگر نبی پاک ﷺ سے طلب شفاعت شرک نہ ہو۔''

اب یہاں پر بھی کیا دھوکہ کیا؟ دھوکہ یہ ہے کہ وہ تو گمراہی میں مبتلاء تھے کہ حضرت عیسیٰ کو اپنا معبود مان رکھا تھا اور جب سفارش کے لئے کہتے تو یہی لفظ ہوتے تھے کہ اے معبود کی والدہ۔ ہمارے لئے سفارش کر تو آج بھی ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی معبود سمجھ کر اس طریقہ سے سفارش کرتا ہے تو یقیناً یہ شرک ہے۔ یہ گمراہی ہے۔

لیکن اگر کوئی آدمی معبود کا عقیدہ نہیں رکھتا۔ صفات الٰہیہ نہیں مانتا۔ صرف سماع کا عقیدہ رکھتا ہے کہ ہم درخواست کریں گے اور نبی کریم ﷺ سنیں گے۔ آپ سمجھیں گے اور پھر رحیم وکریم ذات سے رحمت للعالمین ہمارے لئے سفارش فرمائیں گے۔ (جیسے زندگی میں کی جاتی تھی اور آپ کو معبود نہ سمجھا جاتا تھا) اگر اس حد تک استشفاع کا عقیدہ ہے تو یہ کوئی شرک نہیں۔ امت اس پر عمل کرتی رہی۔ فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا۔

لیکن کتنا بڑا ظلم ہے کہ مسلمانوں کے اس عقیدے کو نصاریٰ کے عقیدے کے ساتھ ملا دیا اور جو یہ عقیدہ رکھنے والے تھے ان کو عیسائی کے ساتھ جا ملایا۔ عیسائیوں کے کھاتے میں جا ڈالا۔ ان کے کتنے عقیدے ہو گئے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں چار۔ (۱) سماع کا انکار، (۲) حیات کا انکار، (۳) عرض اعمال کا انکار، (۴) ''استشفاع عند القبر'' کا انکار۔

میرے محترم! میں نے کہا تھا کہ آج میں نے مماتیت کی حقیقت کھولنی ہے کہ یہ گمراہی کتنی بڑی ہے اور ایک گمراہی کے نیچے کتنی گمراہیاں چھپی ہوئی ہیں۔ کتنے غلط ان کے عقیدے ہیں۔

دسواں: مماتیت کا باطل عقیدہ

(کہ آپ کی قبر جنت کے باغ میں سے نہیں) جناب عالی! ان کا عقیدہ (ندائے حق جلد اول جدید ایڈیشن ص ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷) اس پر ان کا عقیدہ لکھا ہے اور یہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک یہ ''روضة من ریاض الجنة'' نہیں۔ ذمہ داری سے بات کہہ رہا ہوں۔ اگر نہ لکھی ہوئی ہو تو میرا جرم ہے اور اگر یہ بات لکھی ہوئی ہے تو پھر آپ طے کر لیں کہ ایسے عقیدہ کو اختیار کیا کرنا ہے بلکہ اس عقیدے والے لوگوں سے محفل ومجلس بھی نہیں رکھنی۔ کہتے ہیں کہ قبر رسول ''روضة من ریاض الجنة'' نہیں ہے۔ کیوں؟ لکھتا ہے کہ بخاری شریف کے اندر حدیث ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة'' میرے گھر یعنی میرے حجرے اور میرے منبر کے درمیان والی جگہ ''روضة من ریاض الجنة'' ہے۔ یہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ کہتے ہیں کہ ''روضة من ریاض الجنة'' کا مطلب کیا ہے؟

کہتا ہے کہ مجھے سمجھ آیا ہے۔ اہل سنت والجماعت کو سمجھ نہیں آیا۔ کہتے ہیں کہ ایک اور حدیث کے اندر آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جب ریاض الجنة کے پاس سے گزرو تو کچھ چر لیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ وہ ریاض الجنة کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی مساجد ''ریاض الجنة'' ہیں اور

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جھرنا یہ ہے کہ کہہ دیا کرو۔ "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" یہ کہنا یہ جھرنا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بتا دیا کہ "ریاض الجنۃ" اللہ کی مساجد ہیں تو آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ: "ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ" اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد نبوی پوری کی پوری "ریاض الجنۃ" ہے۔

لیکن میرا حجرہ، میرا منبر، اس کے درمیان جو جگہ ہے۔ یہ پوری مسجد نبوی میں سے افضل ترین جگہ ہے۔ "روضۃ من ریاض الجنۃ" ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مسجد تو ساری ہے لیکن یہ جگہ جس کو مخصوص آپ ﷺ نے کیا اس کا مطلب ہے کہ پوری مسجد نبوی میں سے افضل ہے۔ لہٰذا کوشش کرنی چاہئے کہ اس میں نماز پڑھی جائے تو زیادہ فضیلت ہے۔ (ایک تو حضرت نے یہ بات کہی)

اب دوسری بات۔ کہتے ہیں کہ یہ "روضۃ من ریاض الجنۃ" یہ اس وقت تھا جب تک نبی کریم ﷺ کی حجرہ مبارک کے اندر قبر نہیں بنی تھی۔ کیوں؟ اسی وقت تک نماز پڑھ سکتے تھے تو یہ "ریاض الجنۃ" ہے تو جب آپ کی قبر مبارک بن گئی تو چونکہ دوسری حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جعلت الی الارض کلھا مسجداً" بنا دی گئی۔ مگر مقبرہ مقبروں کی جگہ اور حمام وہ سجدہ کی جگہ نہیں تو وہ کہتا ہے کہ حجرے میں جب تک آپ کی قبر نہیں بنی تھی اس وقت تک یہ "روضۃ من ریاض الجنۃ" تھا کہ نماز پڑھ سکتے تھے تو جب آپ کی قبر بن گئی تو یہ مقبرہ بن گیا۔ چونکہ آپ ﷺ نے مقبرہ میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا۔ لہٰذا جب منع کر دیا تو نماز والی جگہ سے "ریاض الجنۃ" پہلے تھا۔ قبر بننے کے بعد وہ "ریاض لجنۃ" نہ رہا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ قبر نبی کریم ﷺ کی "روضۃ من ریاض الجنۃ" نہیں۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

لیکن اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر ہی "روضۃ من ریاض الجنۃ" ہے۔ یہ بھی جنت کا ٹکڑا ہے اور اس کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ جنت کے ٹکڑے ہونے کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ اگر وہ جنت کے حجر اسود کو جنت سے بھیج کر بیت اللہ کے ساتھ فٹ کر سکتا ہے تو جنت سے یہ ٹکڑا اٹھا کر نبی پاک کی جگہ پہ بھی لگا سکتا ہے اور قیامت والے دن یہ اصل ٹکڑا اپنی جگہ پر فٹ ہوگا یا تو یہ صورت اور دوسری صورت یہ ہے کہ روح تو جنت میں ہے اور روح کا نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کے ساتھ تعلق ہے اور اتنا تعلق ہے کہ اس تعلق کی وجہ سے علم ہے، ادراک ہے، شعور ہے۔

یہ سارے کمالات جسم نبوت کے اندر موجود ہیں۔ اس تعلق کی وجہ سے روح کو نعمت پہنچتی ہے جو روح کو لذت ملتی ہے وہ بدن کو ملتی ہے۔ جو روح کو راحت پہنچتی ہے وہ بدن کو پہنچتی ہے۔ جو روح کو آسائش پہنچتی ہے وہ بدن کو پہنچتی ہے۔ جو تلذذ، جو تنعم، روح کو حاصل، وہ جسم کو حاصل۔ تو جب جنت والے سارے مزے جسم کو حاصل ہیں تو یہ جنت میں ہے تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر جنت کا ٹکڑا ہے۔ لیکن کہتا ہے کہ نہیں پہلے تھا اب نہیں۔ لیکن جس وقت آپ ﷺ کی قبر مبارک بن گئی تو "روضۃ من ریاض الجنۃ" ہونے سے نکل گیا۔ کیا آپ اس عقیدے کو ماننے کے لئے تیار ہیں؟ (نہیں) کیا ان عقیدے والوں کو ماننے کے لئے ہم تیار ہیں؟ (نہیں) توبہ کریں۔ اگر اب تک دوستی رکھی ہے ان غلط عقیدے والوں سے ہمارا کیا تعلق؟ کیا دوستی؟ حضرت بار بار فرما رہے ہیں کہ وقت کم ہے۔ ورنہ مزید مماتیت کی حقیقت کھولتا اور بیان کرتا۔ پھر کبھی دوسری مجلس میں سہی۔

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت مولانا علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

موضوع:

سماع النبوی ﷺ

مقام: مسجد حق چار یار جھنگ ۱۵ر ستمبر ۲۰۰۰ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد للہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم .. بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولقد اتینا موسٰی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناہ ھدی للبنی اسرائیل وقال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ صدق اللہ مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین۔ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ رب زدنی علما وارزقنی فھما سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔

اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ

برادران اہل سنت والجماعت! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اس پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس مرتبہ اللہ اس پر سلام بھیجتے ہیں۔ ایک فائدہ جو ان سب سے بڑا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا جتنا زیادہ پڑھے گا۔ قیامت کے دن شفاعت کا نمبر، اتنا ہی جلدی آ جائے گا۔ یہ اس لئے میں بیان کر رہا ہوں کہ یہ فائدہ سب فائدوں سے بڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مقدموں سے بچائے۔

دنیا کی عدالت سے آخرت کی عدالت سخت ہے

یہاں عدالت چار گھنٹوں کی یا چھ گھنٹوں کی ہوتی ہے۔ ہم باہر بیٹھے ہیں۔ ٹھنڈا بھی مل رہا ہے۔ پینے کو گرم بھی مل رہا ہے۔ دوست احباب بھی بیٹھے ہیں۔ لیکن صرف یہ انتظار ہوتی ہے کہ کب آواز آتی ہے۔ اس انتظار سے بچنے کے لئے بڑی کوشش کرتے ہیں۔ ہر کسی کو ملتے ہیں کہ جلدی کام ہو جائے تو وہ عدالت جو پچاس ہزار سال کی ہے اور جس دن سوائے عرش کے سائے کے کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ حوض کوثر کے سواء اور کہیں پینے کا پانی نہیں ہوگا۔

یہ جس زمین پر ہم بیٹھے ہیں اس وقت تو بڑے سکون سے بیٹھے ہیں۔ لیکن قیامت کا دن "اذا زلزلت الارض زلزالھا" یہ جھٹکے پر جھٹکا کھا رہی ہوگی۔ یہاں کسی دن زلزلہ آ جائے ایک دو جھٹکے لگیں تو پھر ہم چھ دن اندر نہیں جاتے۔ ڈرتے ہیں اور وہاں جھٹکے پر جھٹکا لگ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "یوم تشخص فیہ الابصار" آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ انسان حیران و پریشان ہوں گے۔ سورج اس دن ایک میل کی بلندی پر ہوگا تو ایسے دن میں جس کا نمبر شفارش کا جلدی آ جائے۔ اس سے زیادہ خوش قسمت اور کون ہو سکتا ہے اور حضرت پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو جتنا زیادہ درود پاک پڑھے گا اتنا ہی نمبر جلدی آئے گا اور بہت سا وقت ہمارے پاس ہوتا ہے، جس کو ہم ضائع کرتے ہیں۔

ایک واقعہ

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری رحمۃ اللہ علیہ حضرت لاہوری کے خلفاء میں سے تھے تو ہمارے گھر تشریف لائے تو میں نے صبح سکول آنا تھا تو سائیکل پر میرے پیچھے بیٹھ گئے کہ میں نے بھی شہر چلنا ہے۔ جب سکول پہنچے تو فرمایا کہ میں پیچھے بیٹھا تھا باتیں بھی ہو رہی تھیں اور میں نے ایک ہزار مرتبہ درود پاک بھی پڑھ لیا تو فرمایا تمہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں اس لئے بتارہا ہوں کہ آخر تو روز آتا جاتا ہے۔ اگر اتنا بھی وقت درود پاک پڑھنے میں صرف کرلے تو ایک ہزار مرتبہ آتے اور ایک ہزار مرتبہ جاتے پڑھ لے گا اور کوئی وقت بھی اور تیرے کام میں بھی کوئی حرج نہ ہوگا۔

اللہ والے سوچتے ہیں کہ کوئی وقت بھی ہمارا ضائع نہ جائے۔ یہ زندگی دوبارہ ملنے والی نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انسان کی موت کا وقت آتا ہے تو سب سے پہلے رزق کا فرشتہ آتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے رزق کے انبار پیدا کئے ہیں۔ لیکن اب تیری قسمت میں ایک بھی دانہ نہیں ہے۔ تیرا رزق ختم ہو چکا ہے۔ پھر وہ فرشتہ آتا ہے جس کی پانی پر ڈیوٹی ہے کہ دریا بہہ رہے ہیں۔ ٹیوب ویل چل رہے ہیں، بہت پانی دنیا میں ہے لیکن تیری قسمت میں ایک قطرہ پانی کا باقی نہیں رہا۔ قطرے گنے جا چکے ہیں۔

روایت میں ہے کہ آدمی اس کے منہ میں پانی ڈالتا ہے۔ لیکن وہ باہر بہہ جاتا ہے۔ اندر نہیں جاتا۔ کیونکہ وہ اس کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ ہوا پر معمور فرشتہ آتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میلوں تک اللہ تعالیٰ نے فضاء میں ہوا بھری ہوئی ہے۔ لیکن تیرے سانس ختم ہو چکے ہیں۔ تیرے سانس کے لئے اب ہوا نہیں ہے۔ وہ پھر کہتا ہے مجھے تھوڑا سا وقت دیا جائے کہ میں توبہ کرلوں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اب تو توبہ کا وقت گزر چکا ہے۔

اسی لئے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہشتی زیور کے کئی حصے لکھے لیکن جو ساتواں حصہ ہے وہ دل کی اصلاح کے لئے ہے۔ اس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ جب بھی آدمی صبح اٹھے تو نماز کے بعد تھوڑی دیر یہ سوچ لیا کرے کہ میری زندگی ختم ہو چکی تھی۔ آج کا دن میں نے بڑی منت ساجت سے مانگا ہے۔ بڑی منتیں کیں کہ یا اللہ! آج کا دن مجھے دے دے تو اللہ تعالیٰ نے آج کا دن مجھے مانگا ہوا دیا ہے۔ اس لئے آج کے دن میں نے اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی نہیں کرنی۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ گناہ زبان کے ہوتے ہیں۔ یہ نہ زندہ کو چھوڑتی ہے نہ مردہ کو چھوڑتی ہے۔ اس لئے بات سوچ کر کرنی چاہئے۔ ایک دفعہ کہنے لگے کہ ایک دانہ کچی گندم کا منہ میں رکھ لیا کرو۔ کیونکہ وہ جب منہ میں رہے گا تو زبان کو لگے گا۔ چھوٹا پھٹا سارا تو زبان کو یاد رہے کہ یہ اس لئے رکھا ہے کہ زبان سوچ کر چلانی ہے۔ بغیر سوچے نہیں چلانی۔ کچھ دن یہ کرنا پڑے گا۔ پھر سوچنے کی عادت پڑ جائے گی۔ پھر آدمی سوچ کر زبان چلائے گا تو مقصد یہ ہے کہ درود پاک ایک ایسا وظیفہ ہے جو جنت میں بھی جاری رہے گا جس میں اللہ تعالیٰ بھی شریک ہے اور فرشتے بھی شریک ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خاص طور پر جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو۔ فرمایا کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عجیب سوال پوچھا۔ عرض کیا، حضرت! آخر جو بھی دنیا میں آیا ہے ایک دن جانا ہی جانا ہے تو آپ ﷺ کی نبوت تو قیامت تک ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ پر درود پڑھنے والے تو قیامت تک رہیں گے۔ تو جب آپ ﷺ کا وصال ہو جائے گا، معاذ اللہ! آپ ﷺ کا جسم مبارک گل سڑ جائے گا تو اس وقت جو لوگ درود پڑھا کریں گے اس درود کا کیا بنے گا؟ تو حضرت پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو نقصان پہنچائے۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ، اسی طرح تر و تازہ اور محفوظ رہتے ہیں اور فرمایا کہ یہ درود شریف اسی طرح قبر پر پیش ہوا کرے گا تو دیکھو کہ اس سے پتہ چلا کہ جس حیات کا مسئلہ ہے۔ وہ حیات اسی قبر میں ہے اور اسی جسم کو حیات حاصل ہے۔ جہاں دوسروں کا جسم گل سڑ جایا کرتا ہے۔ اسی جسم کو حیات حاصل ہے جو قبر میں دفن کیا گیا ہے۔ اسی لئے پھر حضرت پاک ﷺ نے یہ قاعدہ کلیہ بیان فرمایا کہ: "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بہاول پور کا دلچسپ واقعہ

بعض جگہوں پر بڑا زور و شور ہوتا ہے ایسے لوگوں کا۔ بہاول پور، گھلواں کے علاقہ میں گیا تو مجھ سے پہلے مولانا عبدالعزیز کا بیان تھا، بڑا شور مچا اس میں۔ شور کے لئے لوگ آئے ہوئے تھے۔ پھر مولانا محمد شریف صاحب بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت والے تھے۔ ان کا بیان تھا۔ وہاں شور مچا تو تھانیدار صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ان کے خلاف کوئی درخواست نہیں ہے۔ حالانکہ ان کی تقریر میں اتنا شور مچا لیکن تیرے خلاف تو سات درخواستیں ہیں تو تیری تقریر کا کیا بنے گا؟ اس لئے میری رائے ہے کہ تو تقریر نہ کر۔ میں نے کہا کہ میری تقریر شروع کرا دو۔ ان شاء اللہ! شور ختم ہو جائے گا تو وہ کہنے لگا کہ ختم ہو جائے گا؟ میں نے کہا کہ تقریر شروع کرا کے تو دیکھو۔ اگر شور ہوا تو میری تقریر بند کروا دینا۔ ایک دفعہ شروع تو کرا کے دیکھو۔ اب وہ سارے تیار ہو کر بیٹھے شور کرنے کے لئے جو حضرات دو، چار بڑے بڑے زمیندار، کاشتکار اور مولوی صاحبان آئے ہوئے تھے تو میں نے خطبہ پڑھا اور خطبے کے بعد خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ اب کوئی تقریر کر رہا ہو تو کوئی سنے یا نہ سنے، توجہ دے یا نہ دے، چپ کر کے سارے سوچنے لگے کہ کیا ہو گیا۔ اب میں تو خطبہ پڑھ کر خاموش بیٹھ گیا۔ لوگ کہنے لگے، جی! آپ خاموش بیٹھ گئے ہیں؟ میں نے کہا کہ میری تقریر کا وقت ہو گیا ہے اور میں اپنے وقت میں سے، آپ لوگوں کو شور کرنے کے لئے بیس منٹ دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے پتا چلا ہے کہ یہاں شور بہت ہوتا ہے۔ اس لئے میرا حوصلہ بھی دیکھو کہ میں اپنی تقریر سے بیس منٹ تمہیں شور کے لئے دیتا ہوں۔ اب میں کہوں شور مچاؤ؟ وہ شور نہ مچائیں۔ اب کوئی نہ بولے۔ ایک دو منٹ گزر گئے۔ میں نے کہا کہ بھائی دیکھو! میں تمہیں وقت دے رہا ہوں اور تم شور نہیں مچاتے اور اب مچانا بھی نہیں۔ جب میں تمہیں اپنا وقت دے رہا ہوں؟ پھر میں نے یہیں سے بات شروع کی۔

ہم حدیث کو پورا مانتے ہیں

بھائی دیکھو! بات یہ ہے کہ اللہ کے نبی پاک ﷺ کی یہ ایک حدیث ہے۔ اس میں دو باتیں ہیں۔ ہمارا گناہ یہ ہے کہ ہم اس حدیث کو پورا مانتے ہیں۔ ان کی نیکی یہ ہے کہ یہ آدھی مانتے ہیں۔ آدھی نہیں مانتے۔ اس حدیث میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ محفوظ ہیں اور "نبی اللہ حی یرزق" اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث، ان کے پاس ہے تو وہ لکھ کر بھیجیں۔ تاکہ میرے علم میں اضافہ ہو اور اگر یہ عقیدہ اسی حدیث کی بنیاد پر۔ انہوں نے رکھا ہے تو میرے خیال میں یہ حدیث پوری مان لینی چاہئے۔ یا تو یہ کہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ پھر دونوں باتیں چھوڑ دینی چاہئیں؟ کیونکہ یہ حدیث صحیح جو نہ ہوئی اور اگر صحیح ہے تو پھر حدیث میں سے ایک بات کو ماننا اور ایک بات کا انکار کرنا، یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ یہ جتنے حضرات شور مچا رہے ہیں، یہ سارے کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت پاک ﷺ کا جسد مبارک محفوظ ہے۔ میں اپنے مطالعے کے طور پر کہتا ہوں کہ اس کی دلیل یہی حدیث ہے۔ کوئی اور حدیث نہیں۔ اگر کوئی حدیث ہے تو وہ مجھے دے دیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں گا اور اگر یہی حدیث ہے تو اللہ کے نبی ﷺ کی بات پوری ماننی چاہئے یا ادھوری ماننی چاہئے۔ وہ جو چار چوہدری صاحبان ان کو لے کر آئے ہوئے تھے انہوں نے اپنے مولوی صاحب سے کہا کہ بھائی! بات تو اس کی معقول ہے۔ اگر تم اسی حدیث سے یہی بتاتے رہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ محفوظ ہیں تو پھر تو بات پوری ماننی چاہئے اور اگر حدیث آپ کے ہاں صحیح نہیں۔ کوئی اور حدیث آپ کے پاس ہے وہ آپ پیش کریں تو انہوں نے کہا کہ حدیث تو یہی ہے۔ جب یہی ہے تو پوری ماننی چاہئے۔ آپ نے آج تک ہمیں آدھی کیوں سنائی؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چاروں آدمی حیات کے قائل ہو گئے

تو اللہ کا قانون! چاروں زمیندار اٹھے اور انہوں نے کہا کہ ہم حیات کے قائل ہو گئے۔ ایک بزرگ تھے پیر (اسی علاقے میں مولانا سید محمد علی شاہ صاحب) اس وقت نام ذہن سے نکل گیا ہے۔ وہ صدر تھے۔ وہ اتنے خوش ہوئے کہ اپنی پگڑی سر سے اتار کر میرے سر پر باندھنا شروع کر دی۔ فرمایا کہ یہی چار آدمی اس علاقے میں بڑے تھے۔ الحمد للہ! یہی چار ادھر آ گئے۔ اب یہ مسئلہ ختم ہو گیا تو بات یہ ہے کہ ہم اس حدیث کو پورا مانتے ہیں۔ یہ لوگ ادھورا مانتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "الانبیاء احیاء فی قبورھم "یعنی انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں۔ "یصلون "نماز پڑھتے ہیں۔ اب دیکھئے حضرت پاک ﷺ کا روضہ مبارک قبر مبارک کہاں ہے؟ (مدینہ منورہ میں)

مدینہ منورہ کا واقعہ

میں جن دنوں عمرے پر گیا تو میں وہاں دعا مانگ رہا تھا۔ "اللھم انی اسئلك بمحمد نبیك ورسولك وحبیبك "کہ اے اللہ! اپنے نبی پاک ﷺ کے وسیلے سے۔ میری دعا قبول فرما تو ایک سپاہی کھڑا تھا۔ (شرطہ) تو وہ مجھے کہنے لگا کہ شرک، شرک؟ میں نے کہا کہ: "لیس بشرك... توسل "یہ شرک نہیں ہے بلکہ وسیلہ ہے۔ کہتا ہے کہ: "توسل بالاعمال لا بالذات "توسل عملوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ کوئی نیک اعمال کر کے دعا مانگو کہ یا اللہ اس نیک عمل کی برکت سے میری دعا قبول فرما۔ "لا بالذات "ذات سے نہیں کہ یا اللہ اس ولی کی برکت سے میری دعا قبول فرما۔ ساتھ کہتا ہے: "الاعمال محبوب لا ذات "اعمال اللہ کو پیارے ہیں۔ ذات اللہ کو پیاری نہیں۔ میں نے کہا کہ: "یحبھم ویحبونه ذوات لا اعمال "قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ یہ دونوں طرف ذات ہیں تو کہتا ہے کہ ذات پیاری نہیں ہوتی۔ اچھا! ان لوگوں میں یہ ہے کہ وہ قرآن سن کر خاموش ہو جاتے ہیں، چلا گیا، خاموش ہو گیا۔ پھر جب جا رہا تھا میں نے آواز دی۔ میں نے پوچھا: "بای عمل توسل "بھائی! میں کون سا عمل کروں؟ پھر وسیلہ کروں؟ "صل رکعتیں ثم توسل "پہلے دو رکعت نفل پڑھو پھر دعا مانگو۔ توسل کرو کہ یا اللہ ان دو رکعتوں کے وسیلے سے میری دعا قبول فرما۔ مجھے غصہ آ گیا۔ میں نے کہا کہ تیری اور میری دو رکعتیں ہم گنہگاروں کی۔ اللہ کو اپنے نبی سے زیادہ پیاری ہیں کہ دو رکعتیں ہیں۔ پیاری ہو گئیں اور اللہ کے نبی ﷺ اللہ کو پیارے نہیں؟ عجیب بات ہے؟ پھر وہ چلا گیا۔

دو نوجوانوں کا واقعہ

جب ہم مدینہ منورہ جا رہے تھے تو دو نوجوان کبھی یہاں سے اٹھتے، اس کے پاس بیٹھتے۔ کبھی وہاں سے اٹھ کر اس کے پاس بیٹھتے۔ میں دیکھوں یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اب وہ لوگوں کو کہہ کیا رہے تھے کہ روضہ پاک کی نیت نہیں کرنی کہ ہم روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے جا رہے ہیں۔ یہ نیت کرو کہ ہم مسجد نبوی میں نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔ پھر وہاں جا کر روضہ پاک کی زیارت تو ہو جائے گی نا؟ لیکن نیت جو ہے وہ مسجد نبوی کی کرو۔ میں نے سن لیا۔ میں نے کہا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ دھوکہ دے رہے ہیں تم کو۔ وہ کہنے لگے کہ کیوں؟ کیسے؟ میں نے کہا کہ حرم پاک میں مکہ مکرمہ میں ایک نیکی کا ثواب کتنا ہے، وہ کہنے لگے ایک لاکھ کے برابر ہے۔ میں نے کہا کہ وہاں کتنا ہے۔ (ہم تو پچاس ہزار کہتے ہیں وہ ایک ہزار کہتے ہیں) کہتے ہیں پچاس ہزار والی حدیث صحیح نہیں ہے، کہتے ہیں کہ ایک ہزار کے برابر۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تو میں نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے لے کر۔ آج تک یہ ساری دنیا نقصان والے کام ہی کی طرف جاتی ہے۔ جہاں ایک نیکی ملتی تھی، ایک لاکھ کے برابر۔ یہ اس کو چھوڑ کر تو ساری دنیا اتنا نقصان اٹھا رہی ہے، وہ کیوں؟ یہ بات نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہاں ایک چیز ایسی ہے جس کا درجہ خانہ کعبہ سے بھی زیادہ ہے۔ وہ ہے حضرت پاک ﷺ کا روضہ اقدس، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ خاک پاک جو حضرت کے جسد اقدس سے مس کر رہی ہے۔ اس کا درجہ عرش اعظم سے بھی بلند ہے۔ کیوں بلند ہے؟ "اللہ لا مکان له" اللہ کا کوئی مکان نہیں اور جن کے مکان ہیں ان میں حضور پاک ﷺ سے افضل کوئی نہیں ہے۔ اس لئے اگر اللہ کا مکان ہوتا تو ہم کہتے کہ اللہ کا مکان مصطفی ﷺ کے مکان سے زیادہ شان والا ہے۔ اب اللہ کا مکان تو ہے کوئی نہیں۔ وہ تو لامکان ہے۔ جتنی بھی مکان والی شخصیات ہیں ان میں حضور پاک ﷺ سے زیادہ شان والا کوئی نہیں۔ اس لئے ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ عرش سے بھی زیادہ اونچی شان والی جگہ ہے اور اسی طرح یہ جنت میں منسلک ہو جائے گی۔ اب بھی وہ جنت ہے۔ "روضة من ریاض الجنة"

مجھے کہتا ہے: "الرحمن علی العرش استویٰ" کہ اللہ کا بھی مکان ہے عرش۔ میں نے کہا کہ مکان ہمیشہ مکین سے بڑا ہوتا ہے۔ دیکھو میں جس جگہ پر بیٹھا ہوں، یہ بڑی ہو تو میں بیٹھ سکتا ہوں۔ اگر چھوٹا ہو تو نہیں بیٹھ سکتا۔ پھر تو جو نماز شروع کرتا ہے اللہ اکبر کہہ کر تجھے تو اللہ سے بڑی چیز مل گئی عرش۔ تو شروع کیا کر "العرش اکبر" کیونکہ تیرے ہاں تو عرش اللہ سے بڑا ہے۔ کیونکہ اللہ کا مکان جو ہے، مکان مکین کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اللہ ہر چیز کو محیط ہے۔ اللہ کا محیط کوئی نہیں۔ اب بالکل وہ لاجواب ہو گیا۔ اب میں نے سوچا کہ دیکھتا ہوں کہ یہ کچھ پڑھا ہوا بھی ہے یا نہیں۔ میں نے کہا کہ یہ جو "استویٰ علی العرش" ہے یہ اللہ کی صفت ہے یا فعل ہے؟ جلدی سے کہتا ہے کہ صفت۔ میں نے کہا کہ تیرے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ صفات اللہ کی قدیم ہیں۔ پھر تجھے ماننا پڑے گا کہ عرش بھی قدیم ہے۔ میں نے کہا کہ یہ صفت نہیں فعل ہے۔ فعل حادث ہوتا ہے۔ تجھے اتنا پتہ نہیں کہ فعل اور صفت میں کیا فرق ہے؟ اور لوگوں کے عقیدے برباد کر رہا ہے۔ پھر مدینہ منورہ تک وہ نہیں بولے۔ ایسے خاموش ہو کر بیٹھے نا تو ہمارا عقیدہ یہی ہے۔

روضة من ریاض الجنة پر اشکال اور اس کا جواب

اب ان میں سے ایک کہنے لگا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری قبر سے لے کر منبر تک جو جگہ ہے یہ "روضة من ریاض الجنة" یعنی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ لیکن قبر ادھر چھوڑ دی نا۔ منبر ادھر ہو گیا۔ درمیان والی جگہ (کہتا ہے) جنت ہے۔ درمیان والی جنت ہے؟ تو روضہ اس میں شامل حضور ﷺ نے نہیں فرمایا۔ میں نے کہا کہ اس کو جنت نہیں کہا۔ "روضة من ریاض الجنة" کہا ہے کہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یہ بھی ہے۔ میں نے کہا کہ اس حدیث کی تشریح، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھ چکے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ باغ بہت سے جنت کے ہیں۔ لیکن یہ جگہ جو روضہ پاک سے لے کر منبر تک ہے۔ یہ بھی ان باغوں میں سے ایک باغ ہے اور یہ جنت کا باغ کیوں بنی؟

یہاں حضور ﷺ کی مبارک تلیاں لگ گئی تھیں۔ وہ جگہ جہاں تلیاں لگ گئیں وہ جنت بن گئی ہے۔ جہاں حضرت خود موجود ہیں وہ اعلیٰ جنت ہے نا، اس سے بھی؟ تو جنت شریف صرف اس لئے بن گئی کہ یہاں حضور ﷺ کے پاؤں مبارک لگ گئے آتے جاتے۔ اللہ نے اس کو جنت بنا دیا۔ جہاں حضور ﷺ خود آرام فرما ہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے بڑی جنت تو ہو ہی نہیں سکتی۔ جہاں حضور ﷺ خود آرام فرما رہے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ زندگی بے کار زندگی نہیں۔ ایمان کے بعد سب سے بڑی عبادت، نماز ہوتی ہے۔ اگرچہ وہاں ان پر نماز فرض نہیں لیکن حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ دنیا میں ''قرۃ عینی الصلوۃ'' یعنی نماز پڑھنے سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ آپ اس لذت کے لئے وہاں نماز ادا فرماتے ہیں تو میں نے کہا کہ دیکھو حضور ﷺ کی قبر مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔ اس میں کسی کافر کو بھی انکار نہیں۔ کسی کو انکار نہیں نا؟ پھر اس قبر میں حضرت کا جسد اقدس ہے۔ وہ وہی ہے جو دنیا والا ہے، جو سیدہ آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوا، وہی ہے جس پر وحی نازل ہوئی؟ وہی ہے جو صاحب ہجرت ہے۔ وہی صاحب معراج اور صاحب جہاد ہے تو جب حیات وہاں ہوئی تو یہی جسد اقدس صاحب حیات ہوا۔ یہ حدیث متواترات میں سے ہے۔ اس لئے یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی اور اتفاقی عقیدہ ہے۔

ایک واقعہ! میں منڈی بہاؤالدین گیا تو وہاں دیکھا کہ گیلری جو بہت بڑی مسجد میں بنی ہوئی تھی، اوپر بھی پانچ سات کلاشنکوفوں والے بیٹھے ہیں اور اسٹیج پر بھی بیٹھے تھے۔ جہلم سے آئے ہوئے تھے۔ میں جب گجرات پہنچا تو ان سے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ فرمایا کہ انہوں نے میٹنگ کی تھی، گجرات میں بیٹھ کر۔ منڈی بہاؤالدین سے آئے ہوئے تھے کہ ایک بس آئی ہے کہ امین (اوکاڑوی) پر حملہ کرنا ہے۔ اس کی اطلاع جہلم میں مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلمی کو ہوگئی تو انہوں نے دو بسیں بھیجیں کہ پہلے جا کر پورے اسٹیج پر قبضہ کرلو اور گیلری پر بھی قبضہ کرلو۔ اب ان کا قصہ (پروگرام) جو تھا وہ تو ختم ہوگیا۔ پہلوان تھے دو، سامنے بڑے بڑے بیٹھے تھے۔ ان میں ایک کھڑا ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہ خطبہ سناؤ جس میں حضور ﷺ کے وصال کا ذکر ہے۔ میں نے کہا کہ بالکل وہی سناتا ہوں۔ پہلے ایک بات سمجھ لو کہ قرآن پاک میں حضور ﷺ کی موت کا وعدہ ہے، جیسے ہماری موت کا وعدہ ہے۔ ''کل نفس ذائقۃ الموت'' لیکن وقوع موت کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں کہ حضرت پاک ﷺ فوت ہوگئے۔ پورے قرآن میں، موت کا وعدہ ہے۔ کیوں؟ اگر وقوع موت آجائے تو قرآن اللہ کی کتاب نہیں رہتی۔ کیونکہ جو بعد میں نازل ہوئی وہ کس پر نازل ہوتی۔ کیونکہ نبی تو فوت ہو چکا ہے۔

موجودہ تورات کے غلط ہونے کی بڑی دلیل

اور جو تورات آج ہمیں مل رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی تورات نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ: ''یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ'' کتابیں خود لکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے آئی ہے تو اس طرح تورات کے غلط ہونے اور جھوٹا ہونے کے جہاں اور دلائل ہیں وہاں ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے کا تذکرہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے۔ شروع یہاں سے ہوتا ہے کہ: ''سو موسیٰ علیہ السلام مرد خدا'' گو آپ کی سرزمین پر فوت ہوگیا اور وہیں بیت غفور کے مقابل اسے دفن کر دیا گیا۔ بنی اسرائیل کئی مہینے تک موسیٰ علیہ السلام کا ماتم کرتے رہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی نبی آئے لیکن موسیٰ علیہ السلام جیسا نبی آج تک نہیں آیا جس نے اللہ سے روبرو باتیں کی ہوں اور آج موسیٰ علیہ السلام کی قبر کا نشان بھی کسی کو یاد نہیں رہا۔ میں نے کہا۔ یہ بات بتا رہا ہے کہ یہ تورات اس زمانے میں لکھی گئی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی لوگوں کو یاد نہیں رہی تھی تو پتہ چلا کہ اس تورات کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

موجودہ انجیل کے غلط ہونے کی دلیل

اسی طرح جو ہم آج چار انجیلوں کو جعلی کہتے ہیں تو اس کے جہاں باقی دلائل ہیں وہاں ایک یہ ہے کہ ان چاروں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

انجیلوں میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر تڑپتے رہے چھ گھنٹے اور پھر صلیب پر فوت ہو گئے۔ پھر تین دن آپ قبر میں رہے۔ پھر اس سے اٹھے تو اس میں مسیح علیہ السلام کے وقوع موت کا ذکر ہے۔ قرآن پاک میں کوئی ایسی آیت نہیں کہ اللہ نے فرمایا ہو کہ میرا نبی فوت ہو گیا۔ نہ کسی حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں فوت ہو کر قبر میں دفن ہو چکا ہوں۔ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے ناں۔ ہاں! جس طرح ہمارا وعدہ موت کا قرآن میں ہے کہ اب ہم جن ہاتھوں میں مریں گے وہ کہیں گے کہ یہ مر گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ کا وصال ہو گیا۔ یہ خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ہے۔ "ان محمداً قد مات" کہتا ہے: ہاں جی! یہی خطبہ ہم سننا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ آج تک آدھا سنتے رہے ہیں۔ میں آپ کو آج پورا سناؤں گا۔ میں نے کہا یہ لکھا ہے کہ جب حضرت پاک ﷺ کا وصال ہوا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں نہیں تھے۔ قریب بستی میں سنا ہے وہاں حضرت نے دوسری شادی کی تھی۔ وہاں تشریف لے گئے تھے۔ جب واپس آئے تو پتہ چلا تو آ کر حضرت پاک ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا: "طبت حیاً ومیتاً" آپ ﷺ کی زندگی بھی پاکیزہ اور آپ ﷺ کی موت بھی پاکیزہ۔ پھر فرمایا: "لن یذیقك الله موتتین ابداً" (حوالہ صحیح بخاری ص ۵۱۷ جلد اوّل) میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں ہرگز نہیں چکھائیں گے۔ اب ان دو موتوں سے کیا مراد ہے؟ اگر تو وہ مراد ہے جو اس آیت میں ہے: "کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً" وہ تو دونوں آ چکیں۔ کیونکہ ایک دنیا میں آنے سے پہلے اور ایک یہ آ گئی تو اس لئے یہاں دو موتوں سے کیا مراد ہے تو آٹھ شارحین (بخاری) لکھ رہے ہیں کہ یہاں مطلب یہ ہے کہ جب روح نکل گئی، پھر قبر میں سوال جواب کے بعد روح کا تعلق قوی کیا جاتا ہے تاکہ سوال کا جواب دیں۔ اس کے بعد پھر روح کا تعلق ایسے ہوتا ہے جیسا کہ نیند میں ہوتا ہے محض۔ اس لئے نیک کو حکم ہوتا ہے کہ ایسے سو جا۔ جیسے دلہن سو جاتی ہے اور کافر بھی یہی کہتے ہوئے اٹھیں گے۔ "من بعثنا من مرقدنا" نیند میں روح باہر ہوتی ہے اور باہر سے اس کا تعلق جسم سے ہوتا ہے۔ لیکن نبی کی روح پھر نہیں نکلے گی۔ وہ روح سی طرح مستمر رہے گی اور ان پر نیند بھی نہیں طاری ہو گی۔ چہ جائیکہ موت طاری ہو جائے قبر میں تو فرمایا: اس سے پتہ چلا کہ نبی پاک ﷺ کی حیات قبر میں دائمی ہو گی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھنے سے پہلے "انك میت وانهم میتون" اگلی زندگی کا ذکر فرما دیا کہ یہ جو موت آئی ہے یہ موت قیامت تک نہیں چلے گی بلکہ اس کے بعد اللہ جو حیات عنایت فرمائیں گے وہ ہی قیامت تک چلے گی۔

<u>ایک مثال</u>: دیکھو جس طرح یہ صوفی صاحب بیٹھے ہیں، ان سے پوچھو کہ تمہاری عمر کتنی ہے تو یہ کہیں گے کہ ۳۰ یا ۴۰ سال تو میں کہوں کہ ۳۰ یا ۴۰ سال پہلے کی جو حالت ہے، اس کو قرآن موت کہہ رہا ہے: "کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً" اب چالیس سال نے حیات ہے صوفی صاحب کی تو اب حیات کی بات کرنی چاہئے یا موت کی کرنی چاہئے۔ (تو جواب ملا حیات کی) تو وہ کہیں گے کہ موت تو چالیس سال پرانی ہو چکی ہے۔ اب حیات ہے تو ۱۱ھ میں آپ ﷺ پر موت آئی۔ اب تقریباً ۱۴۱۰ھ سال گزر چکے ہیں تو وہ موت پرانی ہو چکی ہے تو اس کے بعد آج تک حیات ہے۔ اب جس کی چالیس سال ابھی حیات ہو۔ اس کو آپ مردہ کہیں تو اس کو غصہ آئے گا یا نہیں آئے گا اور جس کی حیات ۱۴۱۰ھ سال ہو چکی ہو موت کے بعد والی تو اس لئے اب حیات کی بات ہو رہی ہے۔ اب موت تو ۱۴۱۰ سال پرانی ہو چکی ہے حضرت ﷺ پر۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کیونکہ ان کی حالت ایسی ہے، جیسے کوئی بیداری میں پردے میں بیٹھ جائے تو وہ سنتا ہے باقیوں کے بارے میں اختلاف ہوا ہے کہ وہ سنتے ہیں یا نہیں؟ صوفیائے کرام سو فیصد اس بات کے قائل ہیں کہ وہ سنتے ہیں اور فقہاء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کرام ۹۸ فیصد اس بات کے قائل ہیں کہ وہ سنتے ہیں۔ دو فیصد لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ وہ بھی اس طرح نہیں جس طرح آج کل کے لوگ کرتے ہیں اور یہ بھی بات ہے سمجھئے کہ سماع کا مسئلہ توحید، شرک کا مسئلہ نہیں۔

دیکھئے! زید ایک شخص ہے وہ زندہ یہاں بیٹھا ہے اس کے بارے میں یہ سب مانتے ہیں کہ یہ قریب سے سن رہا ہے اور دور سے نہیں سن رہا۔ کسی کو اختلاف نہیں۔ کیونکہ وہ زندہ بیٹھا ہے۔ زید کا ایک بت بنا کر وہاں رکھ دیا۔ اس کے بارے میں یہ سب یقین رکھتے ہیں کہ وہ نہ قریب سے سن رہا ہے اور نہ دور سے سن رہا ہے۔ بت جو ہوا تو دو باتوں میں ہمارا ان کے ساتھ اتفاق ہے کہ زندہ جو ہے وہ قریب سے سنتا ہے۔ دور سے نہیں سنتا اور بت نہ قریب سے سنتا ہے اور نہ ہی دور سے اب جھگڑا ہے قبر کے بارے میں کہ قبر والا سنتا ہے یا نہیں۔ یہی جھگڑا ہے نا؟ اب یہ جو زندہ سن رہا ہے یہ کس لئے سن رہا تھا خدا تھا؟ اس لئے سن رہا تھا (نہیں) آپ سن رہے ہیں نا؟ کیا آپ خدا ہیں؟ نہیں! آپ کے ساتھ روح ہے، روح کا تعلق ہے۔ بت کیوں نہیں سن رہا وہاں روح کا کوئی تعلق نہیں۔ اب قبر کا جھگڑا ہے اگر قبر میں روح کا تعلق ثابت ہو جائے تو سننا ثابت ہو جائے گا اور اگر ثابت نہ ہو تو نہ سننا ان کی طرح ثابت ہوگا۔ اب جب قبر میں عذاب، ثواب ہو رہا ہے تو عذاب، ثواب بغیر تعلق روح کے ہو سکتا ہی نہیں۔

تو جب روح کا تعلق ثابت ہو گیا تو اصل پھر روح آئی تو روح ساتھ ادراک لے کر آتی ہے تو اب سننا ثابت ہو گیا اور جیسے آپ کے ساتھ روح کا تعلق ہے تو اصل مسئلہ سننا ہے۔ سن رہے ہیں آپ؟ اب اگر کسی کے بارے میں۔ ثابت کرنا ہو کہ نہیں سن رہا تو دلیل اس کو دینا پڑے گی کہ یہ بہرہ ہے۔ اس لئے سن نہیں رہا۔ لیکن جو بہرہ نہیں جس کا بہرہ ہونا ثابت نہیں۔ وہ سن رہا ہے۔ دنیا کی مثال دے رہا ہوں اور خواب میں بہرہ بھی تو سنتا ہے، قبر میں بھی سنتا ہے، جو یہاں بہرہ تھا۔ کیونکہ روح وہاں اسقاط کی محتاج نہیں رہی تو اس سے معلوم ہوا کہ سماع اصل ہے۔ اب جو یہ کہے کہ سننا ثابت نہیں۔ دلیل اس کے ذمے ہے۔ یہ الٹا کہتے ہیں کہ دلیل تمہارے ذمہ ہے۔

دو پروفیسر میرے پاس آئے

میں درسگاہ میں بیٹھا ہوا تھا، میرے پاس دو پروفیسر آ گئے کہ مولوی صاحب قرآن میں سینکڑوں آیتیں ہیں کہ مردے نہیں سنتے۔ میں نے کہا یہ نہیں کہا جاتا۔ بات یوں کہو کہ ہم قرآن پر سینکڑوں جھوٹ بولتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے۔ پورے قرآن میں ایک بھی آیت نہیں جس کا ترجمہ ہو کہ مردے نہیں سنتے نہ پورے ذخیرہ احادیث میں جس کا ترجمہ ہو کہ مردے نہیں سنتے؟ نہیں جی وہ پڑھتے ہیں آیتیں، میں نے کہا کہ لکھوا کر لائی تھیں۔ کہتا ہے کہ یاد تو آپ کو بھی ہوں گی۔ آپ ہی سنا دیں۔ میں نے کہا کہ یہی پڑھتے ہوں گے کہ: ”انك لا تسمع الموتٰی“ کہتا ہے کہ ہاں، ہاں! بالکل یہی آیتیں پڑھتے ہیں۔ میں نے قرآن پاک کھول کر سامنے رکھ دیا۔ میں نے کہا کہ پڑھو کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس کا ترجمہ بھی یہ نہیں کہ مردے نہیں سنتے بلکہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ ارے! جب نہیں سنا سکتے تو سنتے بھی نہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کیسے ثابت ہو گیا؟ میں کہوں کہ میں نے آج آپ کو ناشتہ نہیں کرایا تو آپ نے کیا بھی نہیں؟ یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ سنتے بھی نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ خود ہی ترجمہ پڑھو۔ اس آیت کا اور مجھے بتاؤ کہ کن کو آپ نہیں سناتے اور کن کو آپ سناتے ہیں، یہ بھی تو آیت میں ہے؟ کن کو آپ سناتے ہیں۔

”ان تسمع الا من یؤمن بایتنا فھم مسلمون“ کہ جی! مسلمانوں کو سناتے ہیں تو پتہ چلا کہ جن کو نہیں سناتے۔ مردہ کہا وہ کافر ہوئے نا؟ میں نے کہا کہ آپ ﷺ جب وعظ فرماتے تھے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کی آواز سنتے تھے۔ ابو جہل تو آپ کی آواز سنتا ہی نہیں تھا۔ کیا خیال ہے؟ اگر وہ سنتے ہی نہیں تھے، زندہ کافر تو ان کو کافر کہنا بھی جائز نہیں۔ دیکھو نا؟ اس دیوار کو کوئی کافر نہیں کہتا۔ کیونکہ اس نے سنا ہی نہیں سننے کے بعد انکار کرے گا تب کافر کہا جائے گا نا؟ پتھر کو کوئی کافر نہیں کہتا تو اگر وہ زندہ کافر سنتے ہی نہیں تھے تو ان کو کافر کیوں کہا جاتا ہے؟ تو سنا ہی نہیں۔ بے چاروں نے تو میں نے کہا کہ جب تشبیہ مردوں سے دی ہے تو تشبیہ میں کوئی وجہ تشبیہ تو ہوتی ہے۔ وجہ تشبیہ کیا ہے۔ عدم سماع تو یقیناً نہیں تھا۔ کیونکہ سارے کافر سنتے تھے۔ حضرت ﷺ کی بات اس لئے وجہ تشبیہ سماع، عدم انتفاع ہے کہ سن کر فائدہ نہیں اٹھاتے تھے، مانتے نہیں تھے مسلمان مان جاتے تھے اور کافر مانتے نہیں تھے۔

اور ہمارے ہاں بھی یہی محاورہ ہے۔ کہتا ہے کہ جی تین مہینے ہو گئے ہیں۔ ڈی سی صاحب میری سنتے ہی نہیں۔ اس کا کیا مطلب کہ بہرے آدمی کو تم نے ڈی سی لگایا ہوا ہے۔ نہیں وہ سنتے ہیں، مانتے نہیں تو میں نے کہا کہ وجہ تشبیہ عدم انتفاع ہے کہ جیسے زندہ کافر سنتے تھے لیکن مانتے نہیں۔ فائدہ نہیں اٹھاتے تھے تو اس آیت سے پتہ چلا کہ مردے سنتے ہیں لیکن فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اب وہ نئی توبہ نہیں کر سکتے۔ وہاں ان کے لئے کوئی نئے عمل کی گنجائش باقی نہیں۔

<u>پہلا سوال</u>: میں نے کہا کہ آیت پوری ماننی چاہئے، ادھوری نہیں تو پہلا سوال میں نے آیت پر کیا۔ پوچھا کہ کن کو سناتے تھے کن کو نہیں، تو سناتے کن کو تھے؟ وہ مؤمنوں مسلمانوں کو تو کن کو نہیں سناتے تھے تو پتہ چلا کہ وہ کافر ہیں۔ اب کافروں کو نہیں سناتے تھے۔ اللہ نے نبی کو سنانے کے لئے بھیجا تھا یا نہیں۔ اتنا سناتے تھے بار بار کہ اللہ تعالیٰ کو ترس آیا کہ شاید آپ اپنے کو ہلاک ہی کر ڈالیں گے۔ ''لعلك باخع نفسك''

<u>دوسرا سوال</u>: میں نے پوچھا: کیا نہیں سناتے تھے تو شور و پکار اس میں کہاں لکھا ہے؟ میں نے کہا کہ وہی تو سناتے تھے ان کو جو وہ نہیں مانتے تھے جو آگے ہے ایمان کی باتیں، اسلام کی باتیں۔ ''ان تسمع الا من یؤمن بایتنا فھم مسلمون'' ایمان عقیدوں کا ذکر ہے۔ اسلام اعمال کا ذکر ہے۔ میں نے کہا کہ شور و پکار۔ انہوں نے کہاں سے لیا بھائی؟ میں نے کہا کہ وہ غلط کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تو خود دیکھ نا؟ ان سے پوچھو نا جا کر تو پہلا سوال میں نے کیا کہ کن کو سناتے تھے، کن کو نہیں سناتے تھے۔ دوسرا کیا پوچھا کہ کیا سناتے تھے اور کیا نہیں سناتے تھے اور ان کو کیا سناتے تھے۔ ایمان کی باتیں، پھر میں نے پوچھا کہ کب نہیں سناتے تھے؟ ''اذا ولو مدبرین'' جب وہ پیٹھ پھیر کر، بھاگے جا رہے تھے تو یہ قبرستان والے بھاگ جاتے پیٹھ پھیر کر۔ اگر وہاں ہی لیٹے ہوں تو پھر تو سنتے ہیں نا؟ وہ تو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں، پھر تو نہیں سن سکتے۔ میں نے کہا کہ: ''اذا ولو مدبرین'' یہ کسی کے بارے میں ہے۔ کافر بھاگا کرتے تھے یا قبر والے بھاگا کرتے تھے۔

مماتی دھوکہ دیتے ہیں

کہتا ہے کہ ہاں! یہ تو سمجھ میں آ گیا کہ دھوکہ وہ (مماتی) دیتے ہیں۔ ایک اور بھی آیت ہے وہ مجھے یاد نہیں۔ میں نے کہا ہی ہوگی۔ ''وما انت بمسمع من فی القبور'' آپ نہیں سناتے ان کو جو قبروں میں ہیں۔ ''وما انت بمسمع من فی القبور'' میں نے کہا کہ آگے بھی پڑھ لو، کیا ہے؟ قبر والوں کو آپ سناتے نہیں کچھ کرتے بھی ہیں یا نہیں۔ آگے یہ ہے کہ ''ان انت الا نذیر'' آپ ان کو ڈراتے ہیں؟ تو ڈرانا یا تو کچھ دیکھ کر ہے یا سن کر۔ اس دیوار کو تو کوئی نہیں ڈراتا۔ کوئی چیز سن کر ہی ڈرے گا یا دیکھ کر ہی ڈرے گا نا؟ یہاں بھی وہی بات نکل کہ یہ وہی قبر والے کافر مراد ہیں، جن کے سامنے آپ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ وہ آپ کا وعظ سنتے بھی تھے۔ آپ ڈراتے ہیں لیکن وہ ڈر کر قبول

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں کر رہے۔ وہ آپ کی بات کو قبول نہیں کر رہے کہ میں نے کہا کہ کیا حضور پاک ﷺ ہمیشہ قبرستان میں ہی جا کر وعظ کرتے یا وہ پہاڑی پر کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں کہ: "انا النذیر العریان" کہ میں ننگا ڈرانے والا ہوں؟ یہ عرب کا محاورہ ہے کہ جب بڑی پریشانی ہوتی تو لوگ ننگا بھاگنا شروع کر دیتے۔ وہ دیکھ کر ہی سمجھ جاتے کہ کوئی بڑی مصیبت آ گئی ہے کہ ننگا بھاگنا شروع کر دیا ہے۔ وہی محاورہ حضرت پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسے ہی سمجھے کہ میں تمہیں ڈرانے آیا ہوں تو آپ ﷺ زندوں کو ڈر سناتے تھے یا مردوں کو؟ تو یہاں بھی "اھل قبور" ان کافروں کو کہا گیا۔ تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ عدم سماع میں نہیں۔ عدم انتفاع میں ہے۔ احادیث میں مسئلہ بالکل واضح ہے۔ بدر میں جب ستر کافر مارے گئے، مسلم شریف میں ہے کہ سخت گرمی کا موسم تھا۔ رمضان کا مہینہ تھا، ان کی لاشیں پھول پھٹ گئیں۔ تیسرے دن حضرت ﷺ تشریف لے گئے۔ فرمایا کہ ان کو گڑھوں میں پھینک دو۔ بالکل پھٹی ہوئی لاشیں تھیں۔

پھر وہاں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اللہ نے جو وعدہ میرے ساتھ کیا تھا وہ تو پورا ہوا جو اللہ کے وعدے میں نے تمہیں سنائے تھے تو وہ پورے ہو گئے یا نہیں۔ عذاب والے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت کیا یہ سن رہے ہیں؟ فرمایا کہ تم سے زیادہ سن رہے ہیں کہ جیسے میں نے دوپہر کے درس میں عرض کیا تھا کہ وہاں روح کی، پوری توجہ احساس کی طرف ہوتی ہے۔ اس لئے وہاں احساس اور ادراک اتنا تیز ہوتا ہے کہ ہم دنیا میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اب کہتے کیا ہیں کہ جی! وہ تو معجزہ تھا۔ بات غلط ہے۔ کیسے معجزہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو دو جگہ لایا ہے۔ حالانکہ صحیح بخاری میں معجزات کا باب ہے لیکن وہاں نہیں لایا۔ کتاب الجنائز میں لائے ہیں اور ادھر جا کر کتاب المغازی جہاد کے باب میں لایا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کو عذاب قبر کے باب میں لائے ہیں۔ حالانکہ مسلم میں بھی معجزات کا باب ہے۔ کوئی اس کو معجزات کے باب میں نہیں لایا۔ سوائے صاحب مشکوٰۃ کے مشکوٰۃ میں یہ معجزات کے باب میں آئی ہے۔ اس کی وجہ اور ہے۔ کیونکہ اس میں یہ حدیث ذرہ زیادہ لمبی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ کل ابوجہل یہاں مرا ہوا ہوگا۔ کل عتبہ یہاں مرا ہوا ہوگا۔

"ھذا مقتل ابی جھل غدا" تو یہ پیش گوئی آپ کی معجزہ تھی۔ کیونکہ مشکوٰۃ میں جو درج کی ہے تو اس میں معجزہ بھی ایک تو مذکور ہے۔ اس لئے اس مناسبت پر وہاں لے گئے۔ اس کو معجزہ نہیں بنایا انہوں نے۔ ایک مجھے کہنے لگا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن میں تو نے دیکھ لیا۔ قرآن سے تو کچھ نہیں ملا۔ پھر کہا: امی عائشہ کی بات ماننی چاہئے یا نہیں؟ میں نے کہا کہ ماننی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ "ما انتم باسمع" نہیں ہے کہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ ٹھیک ہے۔ اس کی نفی کی گئی ہے تو فرمایا کہ اماں جی نے تم سے زیادہ جانتے ہیں تو کیا مردہ جانا کرتے ہیں؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ دیوار تم سے زیادہ جانتی ہے۔ امی جی کیا فرماتی ہیں کہ: "ما انتم فافھم منھم" تم میری بات کو ان سے زیادہ سمجھ نہیں رہے۔ یہ زیادہ آپ کی بات کو سمجھ رہے ہیں تو یہ کیوں سمجھ رہے ہیں سن کر یا بے سنے؟ جی! یہ سن کر ہی سمجھ رہے ہیں نا؟ تو وہ جو زیادہ سمجھ رہے ہیں، وہ بھی تو سن کر ہی سمجھ رہے ہیں۔

مماتیوں کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کوئی تعلق نہیں

اماں جی کے ساتھ آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ اماں جی عذاب میت کے قائل ہیں۔ بخاری شریف میں صفحہ ۱۸۱ پر ہے کہ اماں کی حدیث پاک ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ میت اسی جسم کو کہتے ہیں نا؟ تو اماں جی اسی جسم کے عذاب کی قائل ہیں، تم قائل نہیں۔ تمہارا کیا تعلق اماں جی سے پھر اماں جی علم میت کی قائل ہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ میت کو علم ہے۔ ہم میت کی قائل ہیں کہ میت کو سمجھ ہے۔ تم اس کے قائل نہیں ہو۔ تمہارا کیا تعلق ہے۔ اماں جی کے ساتھ اماں جی سلام خطاب کی قائل ہیں کہ قبر پر جا کر خطاب سے ''السلام علیکم یا اھل القبور'' یہ خطاب کا صیغہ ہے نا؟ آج کل یہ کہتے ہیں کہ خطاب نہیں، دعا ہے۔ تو دیکھو! مردے کے لئے دعا ہر جگہ کی جا سکتی ہے۔ مسجد میں بھی کی جا سکتی ہے کہ یا اللہ! اس کو بخش دے، کی جا سکتی ہے ناں؟ لیکن ''السلام علیکم یا اھل القبور'' صرف قبر پر جا کر ہی کہتے ہیں۔ یہاں تو کوئی نہیں کہتا۔ اس لئے جب بھی کوئی مماتی ملے تو اس کو کہو: ''السلام علیکم یا اھل القبور'' تو وہ غصے ہو تو تم کہنا کہ میں دعا کر رہا ہوں تمہیں کیا تکلیف ہے؟ دیکھو یہ خطاب والی دعا قبر پر جا کر ہو سکتی ہے تو جب خطاب مقصود ہے تو وہ سنے گا تو خطاب ہوگا نا؟ تو اماں جی اس کی قائل ہیں تم اس کے قائل نہیں ہو تمہارا اماں جی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں؟ پھر اماں جی کلام میت کی قائل ہیں کہ مردہ بات سنتا بھی ہے۔

ترمذی شریف میں یہ بات کہ آپ کے بھائی عبدالرحمن جب فوت ہوئے تھے تو آپ وہاں نہیں تھیں۔ مدینہ منورہ میں جب پہنچیں تو پھر اپنے بھائی کی قبر پر گئیں اور وہاں ان کو خطاب کر کے شعر پڑھے ہیں۔ اماں جی نے اب وہ خطاب میت کی قائل ہیں۔ امام بخاری کا انداز عجیب ہے۔ صحیح بخاری شریف میں جہاں یہ حضرت عائشہ والا قول نقل کیا ہے نا؟ کہ وہ زیادہ سنتے نہیں۔ زیادہ جانتے ہیں۔ اس کے ساتھ اگلی جو حدیث ہے، میں نے کہا پڑھو یہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک یہودیہ اماں جی کے پاس آئی اور اس یہودیہ نے کہا (بڑھیا تھی) کہ بیٹی! اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ اماں جی بڑی حیران ہوئیں، وہ چلی گئی تو حضرت پاک ﷺ سے پوچھا کہ قبر میں مسلمانوں کو بھی عذاب ہوتا ہے۔ اماں جی یہ سمجھتی تھیں کہ عذاب قبر صرف کافروں کے لئے ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! گنہگار مسلمانوں کو بھی عذاب ہوتا ہے۔

مماتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام محض دھوکہ دینے کے لئے لیتے ہیں

اماں جی فرماتی ہیں کہ پھر میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ حضرت اونچی آواز سے دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ! عذاب قبر سے محفوظ رکھنا تا کہ ہمیں بات یاد کرا دیں تو امام بخاری سمجھا رہے ہیں کہ یہ واقعہ ۲ ہجری کا (بدر کا واقعہ) ہے اور یہ جو یہودیہ کے آنے کا واقعہ ہے۔ یہ ۸ ہجری کا ہے تو معلوم ہوا کہ ایک زمانے میں پوری عذاب قبر کے بارے میں تفصیلات اماں جی کو معلوم نہیں تھیں۔ لیکن بعد میں تفصیلات معلوم ہوئیں نا؟ اور بعد میں پھر یہ کہ سلام میت کی بھی قائل ہیں میت کے پہچاننے کی بھی قائل ہیں۔ فرماتی ہیں جب میں اپنے گھر میں بھی پھرتی ہوں تو کپڑے پورے لے کر تا کہ ''حیاء من عمر'' یعنی حضرت عمر سے مجھے حیاء آ رہی ہے تو حضرت عمر کے پہچان کی قائل ہیں۔ کلام کی قائل ہیں۔ اماں جی کے ساتھ ان کا کسی بات میں کوئی تعلق ہے ہی نہیں۔ پھر اماں جی کی مسند احمد میں پوری حدیث موجود ہے کہ اسی جسم اور روح کو عذاب ہوتا ہے۔ تفصیل سے بیان فرما رہی ہیں تو اماں جی کا نام یہ محض دھوکہ کے لئے لیتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ ہرگز نہیں بلکہ ان کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ پہلے عدم سماع میں جو مطلق سماع کا انکار کر دے۔

ایک اور دھوکہ سمجھو

اب کہتے ہیں کہ فقہ حنفی میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول دکھاؤ۔ یہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے۔ اس کو سمجھیں۔ فقہ کی کتابوں میں عقیدے نہیں ہوتے۔ عملی مسئلے ہوتے ہیں۔ کیونکہ عقیدے تو سب کے یعنی چاروں اماموں کے ایک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہیں۔اس میں اختلاف نہیں۔وہ عقائد کی کتابوں میں ہے۔اب عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں۔کوئی کہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول دکھاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ عقیدے چاروں اماموں کے ایک ہیں۔عقیدوں کو لکھا ہے لیکن فقہ شافعی نے اس کو ذکر نہیں کیا۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا فقہ اکبر۔جس میں ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدوں کی لکھی کوئی کتاب نہیں۔اب کوئی مرزائی یہ سوال کرے کہ اب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دکھاؤ کہ لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو یہ سوال دھوکہ دینے کے لئے ہے۔اماموں کا نام لے لے کر سوال نہیں ہوتا۔کیونکہ یہ اتفاقی عقیدے ہیں۔اختلافی مسئلے نہیں ہیں کہ ہر امام الگ الگ بیان کرے۔یہ تو عقائد میں آجاتی ہے۔ایک صاحب مجھے کہنے لگے کہ امام صاحب سے نہ سماع کی روایت ہے، نہ عدم سماع کی روایت ہے۔میں نے کہا جو ہے وہ تو مان لو؟ میں نے فقہ اکبر کھول کر سامنے رکھ دی۔فرماتے ہیں کہ روح لوٹائی جاتی ہے جسم میں۔

اس سے اس عذاب وثواب ہوتا ہے اور جواہر القرآن میں مولانا غلام اللہ خان صاحب لکھتے ہیں کہ روح اگر قبر میں لوٹائی جائے تو پھر سماع ثابت ہو جاتا ہے۔کیونکہ روح سے ہی آدمی سنتا ہے نا تو میں نے کہا کہ جب امام صاحب روح کے لوٹانے کے قائل ہیں تو وہ پکے سماع کے قائل ہیں۔عدم سماع کہیں ان سے ثابت نہیں تو ساتھ صوفیاء کرام سو فیصد سماع کے قائل ہیں اور فقہاء میں سے ابن ہمام ہیں۔جن کی وفات نویں صدی سے پہلے کسی نے نہیں لکھا۔انہوں نے ایک مسئلہ قسم سے ایک بات نکال لی کہ مردہ سنتا نہیں۔لیکن وہ بھی ان کی طرح نہیں کہتے کہ کچھ بھی نہیں سنتا۔وہ کہتے ہیں کہ سلام کی آواز سنتا ہے۔''السلام علیکم'' کہو تو تلقین کی جائے سوال جواب ہو رہا ہو تو اوپر والا بتائے کہ کہو کہ اللہ ایک ہے تو یہ بھی تلقین مردہ سنتا ہے۔ابن ہمام کہہ رہے ہیں۔اچھا روضہ پاک پر جا کر صلوٰۃ وسلام جا کر پڑھو تو حضرت پاک ﷺ سنتے ہیں۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام عرض کرو تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود سنتے ہیں۔فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سنتے ہیں۔دیکھئے اصل میں یہ ایک سازش ہے۔اسلامی حکومتیں جب ہوتی تھیں تو پھر ایسے فتنے نہیں چلتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے گستاخ کا انجام

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ لکھا ہے کہ امام وکیع ابن الجراح رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث تھے۔صحاح ستہ والوں کے استاذ ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں تو ان کا ایک عجیب انداز ہوتا تھا۔جب حدیث پڑھاتے: ''قال قال رسول اللہ ﷺ'' تو پھر یہ بھی بتاتے کہ اس حدیث سے امام صاحب نے اتنے مسائل نکالے ہیں۔''قال ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کذا .. قال ابو حنیفہ کذا'' ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا۔ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا (یوں انہیں لکھاتے) ایک دن ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔اس نے کہا کہ آپ ہمیں ''قال رسول اللہ'' لکھایا کریں۔قال ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نہ لکھایا کریں۔(استاد نے فرمایا) کیا کرو گے قال رسول اللہ ﷺ کو۔کیونکہ حدیث تو وحی متلو نہیں ہے کہ قرآن کی طرح ترجمہ مطلب نہ آئے۔تلاوت کرنے سے بھی ثواب ملتا جائے۔

قرآن ایسی کتاب ہے کہ اس کا معنی مطلب نہ بھی آئے تو تلاوت سے بھی ثواب مل جاتا ہے۔لیکن حدیث تلاوت والی تو ہے نہیں۔اس کا مطلب سمجھ آئے گا تو عمل کرنا ہے نا تو جب تمہیں مطلب ہی سمجھ نہ آئے،اس لئے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مطلب سمجھاتا ہوں۔اس نے کہا کہ: ''اخطا ابو حنیفۃ'' ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے خطاء ہوئی۔بس یہ سننا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تھا کہ امام صاحب نے فرمایا نکل جاؤ یہاں سے۔ خبردار! آئندہ یہاں نہ آنا، نکل جاؤ۔ اس کے بعد نکال دیا۔ نکالنے کے بعد شاگردوں سے فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ معصوم تھے اور ان سے خطا ہو نہیں سکتی تھی۔ میں بالکل یہ نہیں کہتا اگلی بات میں کہتا ہوں کہ ان سے خطا ہو سکتی تھی۔ لیکن وہ جماعت ان کو خطا پر قائم نہیں رہنے دیتی تھی۔

ایک مثال: جیسے قاری صاحب قرآن سنا رہے ہیں رمضان شریف میں تو ان سے بھول ہو جاتی ہے۔ (یعنی غلطی) لیکن لقمہ دینے والا غلطی درست کر دیتا ہے تو یہاں تو ایک لقمہ دینے والا بیٹھا ہوتا ہے۔ وہاں چالیس لقمہ دینے والے مجتہد بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاں امام صاحب مسئلہ نقل کرتے تھے۔

اب ایک حافظ صاحب پڑھا رہے ہیں۔ پیچھے چالیس حافظ کھڑے ہیں تو کتنا پکا یقین ہوگا کہ بہت صحیح قرآن پڑھا گیا ہے۔ فرمایا: یہ جو آدمی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ غلطی پر جمے رہے۔ انہی پر معاذ اللہ! ''اولئك كالانعام بل هم اضل'' یہ پرلے درجے کے جاہل ہیں۔ جانوروں سے بھی بدتر لوگ ہیں۔

لطیفہ: (عوام نے شکایت کی کہ باہر آواز نہیں آ رہی تو حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے ہنستے ہوئے جواب دیا) کہ عام طور پر دیوبندیوں کی مساجد کا سپیکر یا تو غیر مقلد ہوتا ہے یا مماتی ہوتا ہے۔ اکثر جگہ یہی شکایت ہوئی ہے۔ لے گیا تو لوگ بے چارے قریب آ کر کھڑے ہو کر سن رہے تھے کہ جی آواز باہر نہیں جا رہی۔ اتنے لوگ آئے ہوئے تھے۔ خیر میں نے جو کچھ آپ کے سامنے عرض کیا وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کوئی اختلاف نہیں، بالکل نہیں۔

مماتیوں کا میٹنگ میں عقیدہ بدل جاتا ہے

سب سے پہلے ربیع الاول ۱۴۰۲ھ میں اشاعت التوحید والسنۃ کا ایک اجلاس ہوا راولپنڈی میں۔ اس میں انہوں نے جو لکھا وہ چھپا ہوا موجود ہے کہ ہم جمعیت والے حضور ﷺ کی قبر پر صلوٰۃ وسلام کے سماع کے قائل نہیں۔ یہ حضرت پاک ﷺ کے وصال کے چودہ سو سال کے بعد یہ عقیدہ بنایا گیا، ہم قائل نہیں۔ لیکن اگر کوئی قائل ہو تو ہم اس کو کافر نہیں کہتے ہیں بلکہ اہل سنت والجماعت سے خارج بھی نہیں کرتے۔ یہ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کا ان کا عقیدہ ہے۔ پھر محرم ۱۴۰۶ھ میں اس کی توسیع کی گئی۔ اس عقیدے کے ہم قائل نہیں۔ اگر حضرت پاک ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں تو حضرت پاک ﷺ وہاں نہیں سنتے۔ لیکن اگر کوئی پڑھے تو ہم اس کو اہل سنت والجماعت سمجھتے ہیں۔ پھر ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ میں یہ آیا کہ جو شخص حضرت پاک ﷺ کی قبر پر صلوٰۃ وسلام کا قائل ہے کہ حضرت پاک ﷺ سنتے ہیں، وہ کافر ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ تو ۱۴۰۹ھ میں ان کا عقیدہ پھر بدل گیا۔ اس لئے ان بے چاروں کے عقیدے میٹنگوں میں بدلتے ہیں۔ میٹنگ کرتے ہیں عقیدہ اور ہو جاتا ہے۔ پھر اگلے سال میٹنگ ہوئی پھر عقیدہ اور ہو جائے گا۔

چیلنج: لیکن اہل سنت والجماعت کا عقیدہ شروع سے اٹل رہا ہے۔ ایک آدمی کا نام ۱۴۰۰ سال میں کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ جو سنی کہلواتا ہو، محدث نہ ہو، فقیہ نہ ہو، چور ہو، ڈاکو ہو، زانی ہو، لیکن حضرت پاک ﷺ کے سماع کا انکار کیا ہو۔ ہم ایک لاکھ روپیہ فی حوالہ ان کو انعام دیں گے۔ ایک لاکھ روپیہ فی حوالہ تو جن کا دین شروع سے آ رہا ہے، وہ ہمارے پاس ہے اور جن کا ۱۴۰۹ھ میں بنا ہے وہ تو ابھی شاید بالغ بھی نہ ہوا ہو۔ نابالغ ہے۔ ہم ان کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔

''وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت مولانا ڈاکٹر العلّام خالد محمود

موضوع:

حیات الانبیاء علیہم السلام

مقام: ملتان

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد للہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد!
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولا کن لا تشعرون
وقال اللہ تعالیٰ: انک میت وانھم میتون۔ وقال النبی ﷺ: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ او کما قال النبی ﷺ: صدق اللہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

تمہید

صاحب صدر! گرامی قدر، واجب الاحترام، علماء عظام، بزرگان ملت، محترم دوستو، بھائیو اور طالب علمو!
آج ہم سب یہاں پر حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے مقدس و مطہر عنوان سے معنون پروگرام میں جمع ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ آپ کے خلوص کو قبول فرمائے۔ آمین! اور ہم سب کو حضور ﷺ کے نقش پاء پر زندگی رواں دواں رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

مماتیت کی پہلی دلیل اور اس کا جواب

سامعین محترم! ایک ایسا طبقہ ہے جس نے اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیات کا غلط استدلال کر دیا۔ جو آیات پڑھ کر اس سے غلط استدلال کرتے ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلی آیت کریمہ ان لوگوں کی طرف سے جو آنحضرت ﷺ کی حیات کے قائل نہیں ہیں، وہ یہ آیت پڑھتے ہیں۔ ''انک میت وانھم میتون'' جب جبرائیل علیہ السلام نے آ کر حضور ﷺ کو یہ آیت سنائی اور کہا: ''انک میّت وانھم میّتون'' اس وقت حضور ﷺ میت تھے یا نہیں؟ (نہیں) تو پھر آپ تطبیق کریں۔ واقعہ یہ کہ حضور اس وقت میت نہیں تھے اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ''انک میّت'' اب تطبیق بین القولین کیسے ہوگی؟ تطبیق یوں ہوگی کہ ''انک میت'' کا لفظ اپنے ظاہر پر نہیں۔ یہ وصف مشبہ کا وزن ہے، بلکہ یہ جملہ فعلیہ کے معنی میں ہے۔ ''انک میّت'' کا معنی ''انک تموت'' آپ پر وفات آئے گی۔ یہ ہے اس کا معنی۔ کیوں؟ اگر کہیں کہ آپ اس وقت میت تھے تو یہ تو بداہت کے خلاف ہے۔ تو ''انک تموت'' جملہ فعلیہ ہے اور فعلیہ جملے میں صرف ثبوت حدوث ہوتا ہے کہ یہ بات واقع ہوئی۔ اس میں دوام اور استمرار کا معنی ہیں تو ''انک میّت'' یہ جملہ اسمیہ تھا مگر یہ بمعنی فعلیہ کے ہے۔ یہ بمعنی جملہ اسمیہ کے نہیں۔ تو جب یہ بمعنی جملہ فعلیہ کے ہے اور معنی یہی ہے کہ آپ پر وفات آئے گی اور ہم اس کے منکر نہیں اور کوئی بھی اس کا منکر نہیں۔ اب ہو تو جملہ فعلیہ اور اس سے استدلال کرنا دوام پر یہ عقل کی بات ہے؟ (نہیں) تو اس کا معنی اتنا ہی ہے کہ ''انک تموت'' بس۔
لیکن آپ ﷺ پر وفات آئی ہے یا نہیں، یہ قرآن سے ثابت ہے؟ (نہیں) وجہ کیا؟ کہ جس پیغمبر ﷺ نے کتاب دنیا میں پیش کی ہو اور زندگی میں پڑھ کر سنائی ہو اس کتاب میں اس کی وفات کی پیش گوئی تو ہو سکتی ہے، لیکن وقوع وفات کی خبر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب قرآن حضور ﷺ پر مکمل ہوا اس وقت حضور ﷺ دنیا میں تشریف فرما تھے یا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں؟ (تھے) جب آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ خدا نے کہا: "الیوم اکملت لکم دینکم" تو حضور ﷺ اس وقت موجود تھے نا؟ (تھے) جب آیت: "انک میت" اتری تو اس وقت بھی حضور ﷺ زندہ تھے۔ جب آیت اتری "کلّ نفس ذائقة الموت" حضور ﷺ اس وقت بھی زندہ تھے۔ "وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم" اس وقت حضور ﷺ زندہ تھے۔ تو کسی پیغمبر کی پیش کی ہوئی کتاب میں اس کی اپنی وفات کی داستان ہو سکتی ہے؟ (نہیں) اگر ہو تو پھر وہ کتاب، کتاب الٰہی نہیں۔

ہم عیسائیوں کو کہتے ہیں کہ جو انجیل تم پیش کرتے ہو یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی نہیں۔ دلیل کیا کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کی خبر ہے تو اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کتاب پیش کی ہوتی تو انہوں نے اپنی کتاب میں اپنی وفات کی خبر تو نہیں دینی تھی۔ اگر قرآن سے ثابت ہو حضور ﷺ پر وفات کا آنا تو اس کا لازم نتیجہ کیا ہے کہ پھر یہ اللہ کی کتاب نہیں۔ حضور ﷺ کی پیش کردہ نہیں۔ پیغمبر علیہ السلام کی پیش کردہ کتاب میں اس کے اپنے وقوع وفات کی خبر کیسے ہو سکتی ہے؟

اب بتائیں کہ قرآن میں حضور ﷺ کے وقوع وفات کی خبر ہے کہیں؟ (نہیں) تو جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن سے وفات ثابت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات ہو چکی ہے تو وہ جھوٹ بولتے ہیں یا سچ؟ (جھوٹ) جو لوگ یہ دعویٰ کریں کہ وقوع وفات قرآن سے ثابت ہے۔ ان کو یہ کہیں کہ نہیں۔ خبر وفات کہ وفات آئے گی قرآن میں ہے۔ ہم کہیں گے کہ "انک میت وانهم میتون" بے شک آپ پر وفات آئے گی اور ان پر بھی آئے گی۔

جملہ اسمیہ یا فعلیہ کے معنی میں ہے اور فعلیہ صرف حدوث پر دلالت کرتا ہے تو اس سے دوام پر استدلال جائز نہیں۔ اس سے استمرار پر استدلال صحیح نہیں۔ اگر استمرار پر استدلال کرو گے تو اس کا نام ہوگا دلیل اتصال اور دلیل اتصال قیاس ہے اور قیاس سے عقائد ثابت نہیں ہوتے۔ وہ اس لئے کہ "انک میت" کا لفظی معنی ہے کہ آپ فوت شدہ ہیں اور یہ وضاحت ہے تواتر اور یقین کے ساتھ کہ حضور ﷺ اس وقت فوت شدہ نہیں تھے۔ جب یہ آیت اتری تو اس وقت حضور ﷺ زندہ تھے یا نہیں؟ (زندہ تھے) اور خدا کا فرمان "انک میت" یہ بھی برحق ہے تو تطبیق کیسے ہوگی؟ تطبیق اس صورت کے سوا نہیں ہو سکتی کہ "انک میت" کا معنی ہو۔ "انک تموت" بات اب سمجھ میں آگئی؟ (جی)

اموات غیر احیاء پر شاندار روشنی

اس بات کے ساتھ ایک اور چھوٹی سی بات سمجھا دیتا ہوں کہ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں یا نہیں؟ (کرتے ہیں) اور دوسری بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟ (زندہ ہیں) کہ جسد عنصری کے ساتھ آپ اٹھائے گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

اب ایک شخص استدلال کرتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے سواء اوروں کو خدا کی خدائی میں شریک کرتے ہیں اور اللہ کے سواء کسی اور کی عبادت کرتے ہیں، جن کی وہ عبادت کرتے ہیں۔ "اموات غیر احیاء" وہ سب فوت شدہ ہیں وہ زندہ نہیں۔ "وما یشعرون ایان یبعثون" اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

قرآن پاک نے ان معبودوں کو کہ خدا کی خدائی میں جن کو شریک کر رکھا ہے اور انسان ان کو حاجت روا اور مشکل کشاء سمجھ کر پکارتے ہیں، اپنی ضرورتوں میں ان سے فریاد کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ نے کہا: "اموات" وہ فوت شدہ ہیں، میت ہیں۔ "غیر احیاء" زندہ نہیں۔ "وما یشعرون ایان یبعثون" اب اس آیت کی روشنی میں ایک شخص پوچھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کے علاوہ خدائی میں شریک کیا گیا یا نہیں؟ (کیا گیا) خدا کا بیٹا کہا گیا یا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نہیں؟ (کہا گیا) ان کی لوگ پوجا کرتے ہیں یا نہیں؟ (کرتے ہیں) ان کو خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں یا نہیں؟ (کہتے ہیں) اب جن کی عبادت کی گئی یا کی جا رہی ہے خدا کہتا ہے: ''اموات غیر احیاء'' اس سے وفات مسیح پر اگر کوئی استدلال کرے تو اس کا کیا جواب ہوگا؟ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کی خدائی میں شریک کیا گیا تو پھر اس نص قرآن کے مطابق ''اموات غیر احیاء'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت ہوگی یا نہیں؟ اب ہم نے اس اعتراض سے نکلنا ہے۔

اب جو میں جواب دینے لگا ہوں اس جواب کا نام ہے: ''تخصیص بعد التعمیم'' کہ یہ آیت جو ہے یہ عام ہے۔ ''اموات غیر احیاء'' کہ جن جن پتھر کے معبودوں کو، معبودان باطلہ کو یا فوت شدہ انبیاء کو، فوت شدہ انسان کو، ود، یعوث، یعوق اور نسر وغیرہ جن جن کی یہ اللہ کے سواء عبادت کرتے ہیں اور حاجات میں ان کو پکارتے ہیں۔ وہ سارے کے سارے موت کا پیالہ پی کر عالم برزخ میں منتقل ہو چکے ہیں۔ اس سے انکار نہیں لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں تو وہ کیوں مانتے ہیں؟ ''بقاعدہ تخصیص بعد التعمیم'' کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر ہمارے پاس مستقل دلائل ہیں، ان دلائل کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''اموات غیر احیاء'' سے مستثنیٰ ہوئے۔ جواب ذہن میں آیا؟ (جی آیا)

اور اب ذرا غور کیجئے کہ حنفیہ کے مذہب پر میں سوال کر رہا ہوں کہ قرآن پاک کی کوئی آیت ہو عام جس کا حکم ہو عام تو خبر واحد سے اس کی تخصیص جائز ہے؟ اب قرآن پاک کی آیت میں ایک عام بات کہی گئی مثلاً کہا گیا ''اموات غیر احیاء'' اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر تو ہمارے پاس آیات ہیں، لیکن اگر ان آیتوں سے ہم فیصلہ کریں، حدیث سے ثابت ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا تو کیا حدیث ''تخصیص بعد التعمیم'' کر سکے گی؟ حدیث سے ہم قرآن کی آیت: ''اموات غیر احیاء'' کی تخصیص کریں گے یا قرآن کی آیت کی تخصیص کے لئے ہم قرآن ہی لائیں گے؟ (قرآن لائیں گے) تو قاعدہ ''تخصیص بعد التعمیم'' کو استعمال کرنے کے لئے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے کہ جس سے تم نے تخصیص کرنی ہے۔ جس معیار اور سند کی وہ بات ہو تو تخصیص کرنے والے کے لئے بھی اتنی قوت والی دلیل ہو۔ اگر ''اموات غیر احیاء'' قرآن سے ثابت ہے تو جو تخصیص ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر۔ وہ تخصیص بھی ہوگی۔ قرآن سے کیونکہ خبر واحد خبر متواتر یا عموم قرآن کی تخصیص نہیں کر سکتی۔ یہ مسئلہ بھی آپ کے ذہن میں ہے؟

لیکن آپ نے نور الانوار میں ایک اور قاعدہ و آیت کی قسم پڑھی ہوگی کہ کچھ آیتیں ہیں عام اور کچھ آیتیں ہیں: ''عام مخصوص منه البعض''

''عام مخصوص منه البعض'' کا معنیٰ کیا ہے؟ کہ ایسا حکم عام جس سے کچھ چیزیں بالاتفاق مستثنیٰ ہوں تخصیص سے تو جن کے بارے میں بالاتفاق تخصیص ہو وہ حکم عام نہیں رہے گا۔ بلکہ اس کو کہا جائے گا ''عام مخصوص منه البعض''

<u>ایک مثال</u>: اب ذرا میری بات پر غور کریں۔ ایک ضمنی بات کہہ دیتا ہوں۔ ہے علمی بات لیکن ہے ضمنی۔

قرآن پاک نے ہر شخص کے وارث مقرر کئے ''یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین'' اور ہم نے وارث مقرر کر دیئے، شریعت نے حصے مقرر کر دیئے تو تقسیم میراث کہاں سے ثابت ہے؟ (قرآن سے)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جب ایک آدمی کو مطالبہ فدک کے لئے بھیجا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس کہ مجھے باغ فدک سے میراث دی جائے۔ میرے والد آنحضرت ﷺ کی طرف سے مجھے وراثت ملنی چاہئے کہا تھا یا نہیں؟ (کہا تھا) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا کہا تھا؟ کہ پیغمبروں کی وراثت نہیں ہوتی۔ ''نحن معشر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

"الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقة او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم" حضور ﷺ کی حدیث پیش کی اور باغ فدک سے ان کو حصہ نہیں دیا۔ اس استدلال میں ظاہری طور پر کیا کمزوری ہے کہ آیت میراث کہ اے مسلمانو! تمہاری جائیداد وراثت میں آئے گی، یہ حکم عام ہے تو یہ حکم وراثت اور میراث کا کہاں ہے؟ (قرآن میں) اور جو تخصیص والی دلیل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیش کی وہ کہاں ہے؟ (حدیث میں)

تو آپ یہ بتائیں کہ حدیث سے خبر واحد سے حنفیہ کے ہاں تخصیص جائز ہے؟ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جو استدلال تھا۔ ظاہری طور پر اس میں کچھ سقم محسوس ہوتا ہے یا نہیں؟ (ہوتا ہے) ادھر آیت اور ادھر حدیث اور حدیث سے کرنا کیا ہے؟ آیت کے عموم کو توڑتا ہے۔ جب اس کے عموم کو توڑتا ہے تو اس کی تخصیص کرتی ہے۔ جب تخصیص کرنی ہے تو چاہئے کہ کم از کم وہ مخصص کے ہم پلہ ہو۔"ما ننسخ من اية او ننسها نات بخير منها او مثلها" کہ جب اس عموم منسوخ کرنا ہے تو ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جب ہم کسی چیز کو منسوخ کریں تو "نات بخير منها او مثلها"

اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو استدلال ہے اس میں کوئی کمزوری محسوس ہوئی؟ (ہوئی) اب اس کمزوری کو اٹھاؤ، صدیق جیسا "اعلم الناس" صدیق رضی اللہ عنہ جیسا فرد جس کا علم درجہ دوام میں تھا، جس کا علم درجہ کامل میں تھا، اس درجے میں تھا کہ خدا کی صفت علیم کی اس پر تجلی پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے جو حدیث سے استدلال کیا تو حدیث کا استدلال تو "تخصیص بعد تعمیم" اور "تخصیص بعد تعمیم" خبر واحد سے جائز نہیں۔

تو اب آپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کیا جواب دیں گے؟ میں اس کا جواب ان شاء اللہ دوں گا۔ لیکن ان سے پوچھتے ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم بتاؤ کہ ایک باپ ہے مسلمان۔ اس کے دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹا عیسائی ہو گیا اور دوسرا مسلمان ہو گیا۔ اب اس کی جائیداد دونوں بیٹوں کو ملے یا ایک کو؟ جو بیٹا عیسائی ہوا کیا وہ بیٹا نہیں؟ قرآن کہتا ہے: "یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" تو "اولادکم" کا لفظ اس عیسائی بیٹے کے شامل ہے یا نہیں؟ اس آیت میں کہاں کہا گیا ہے کہ مسلمان یا کافر؟ کہا؟ (نہیں) صرف اولاد ہے اور اگر اولاد تو پھر "للذکر مثل حظ الانثیین" قاعدہ ہوگا۔

ہم نے ان سے پوچھا جو لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ بی بی صاحبہ کو فدک نہیں دیا تو خبر واحد سے "تخصیص کتاب اللہ" امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جائز نہیں۔ ہم نے پوچھا کہ چلو باغ فدک کی بات ایک طرف رکھو چلو تم بتاؤ کہ ایک مسلمان باپ فوت ہو گیا۔ اس کے دو بیٹے ہیں ایک مسلمان اور ایک عیسائی تو جائیداد عیسائی کو ملے گی یا نہیں؟ وہ کہتے ہیں نہیں تو ہم نے کہا کہ جب اس کو جائیداد نہیں ملے گی، اس کی دلیل کیا ہو؟ کہ یہ حدیث "لا یرث الکافر المسلم" کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ یہ اتنے طرق سے ثابت ہے، اس روایت کا اتنا وزن ہے کہ اس نے تخصیص کردی تھی کتاب کی۔ جب اس نے کتاب کی تخصیص کردی۔ اب یہ آیت: "یوصیکم اللہ فی اولادکم" یہ عام ہے یا "عام مخصوص منه البعض"؟ (عام مخصوص منه البعض) جب "عام مخصوص منه البعض" ہے تو فقہ حنفی میں یہ ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خبر واحد سے کتاب اللہ کی تخصیص جائز نہیں۔ خبر واحد سے "خبر متواتر" کی "تخصیص" جائز نہیں تو وہاں حنفیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ عام جو "مخصوص منه البعض" ہو چکا ہو اور کسی وجہ سے اس میں اب وہ قوت نہیں رہی۔ اب خبر واحد سے اس کی تخصیص جائز ہے۔

کیوں؟ اس لئے کہ جب مسلمان کا کافر وارث نہیں، بالاتفاق اور یہ مضمون درجہ تواتر میں ثابت ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں تو اس یقینی علم کی بناء پر آیت "یوصیکم اللہ" عام رہی؟ (نہیں) یہ "عام

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مخصوص منه البعض" ہوگی تو "عام مخصوص منه البعض" کی دلالت اپنے افراد پر ظنی ہوتی ہے یا قطعی؟ (وہ ظنی ہوتی ہے) جب ظنی ہے تو پھر اور خبر واحد کے ساتھ نئے مقام میں تخصیص جائز۔

تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ جو استدلال کیا کہ پیغمبر کی وراثت نہیں تو آپ نے جو قرآن کی آیت عام درجے میں تھی۔ اس سے استدلال کیا یا عام مخصوص منہ البعض سے استدلال کیا؟ تو عام مخصوص منہ البعض سے استدلال کرنا یہ علمی طور پر جائز ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جواب ہوگیا یا نہیں؟ (ہوگیا)

تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ "اموات غیر احیاء" یہ عام ہے کہ اللہ رب العزت کے سواء جس جس کی بھی عبادت کی گئی وہ مرے ہوئے ہیں۔ یہ آیت اپنے عموم پر ہے؟ (نہیں) کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مستثنٰی ہیں۔ اور پھر بعض جگہوں پر زندہ پیروں کی بھی پوجا ہے یا نہیں؟ (ہے) ہم نے کئی دیہات میں دیکھا کہ زندہ پیر ہے اور لوگ پوج رہے ہیں اور جب اس کو پوج رہے ہیں تو اس پر آیت پڑھی جاسکتی ہے۔ "اموات غیر احیاء" (نہیں) ہم کہتے ہیں کہ اللہ کے سواء جن کو پوجتے ہو وہ مرے ہوئے ہیں تو کہے یہ تو زندہ پیر ہے یہ تو مرا ہوا نہیں۔ ہم کہتے ہیں نہیں۔ ہمارا قرآن پر ایمان ہے یہ مرا ہوا ہے۔ آپ کہہ سکیں گے؟ (نہیں) آپ کیا کہیں گے؟ کہ یہ ہے زندہ لیکن آیت جو ہے: "اموات غیر احیاء" یہ آیت "مخصوص منه البعض" کی دلالت ہے تو جب مخصوص منہ البعض ہے آیت اور ایک مستثنٰی اس میں ایسا ہوا جو بالاتفاق ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب وہ آیت کس درجے میں ہوگی؟ اب ہم خبر واحد سے اس کی تخصیص کر سکتے ہیں یا نہیں؟

اب آنحضرت ﷺ کی حیات پر یا حیات انبیاء پر یہ حدیث پیش کر دے۔ "الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" تو یہ خبر واحد ہے یا متواتر؟ (خبر واحد ہے) تو اس کی بناء پر "اموات غیر احیاء" سے حضور ﷺ کو نکالا جاسکتا ہے یا نہیں؟ (نکالا جاسکتا ہے) کیوں؟ تم نے بالاتفاق پہلے اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نکالا۔ پھر تم نے اس آیت سے ان زندہ پیروں کو نکالا جن کو خدا کی خدائی میں مشرکین نے شریک کر رکھا ہے تو دو تم نے نکالے۔ تو درجہ ہوگیا۔ "مخصوص منه البعض" کا تو اگر ایک ہم نے نکال لیا تو کون سی بری بات کی؟ یہ ہم نے استدلال نہیں کیا تم پہلے دو استدلال کر چکے ہو۔

مماتیت کی دلیل: اب میں پھر پوچھتا ہوں۔ دو آیتوں کا جواب دیں ایک تو یہ کہ وفات النبی ﷺ کے قائلین یہ کہتے ہیں: "انك میت وانهم میتون" اور پھر کہتے ہیں: "اموات غیر احیاء" ان دونوں آیتوں کا جواب دو۔

پہلی دلیل کا جواب: پہلی آیت: "انك میت وانهم میتون" کہ یہ آیت جس وقت نازل ہوئی اس وقت حضور ﷺ بالاتفاق زندہ تھے اور مدینہ طیبہ میں تشریف فرما تھے کہ جبرائیل نے یہ آیت آکر سنائی۔ اب یہ بات "علی سبیل التواتر والقطعی والیقین" ثابت ہے کہ حضور ﷺ اس وقت میت نہ تھے۔ جب نہیں تھے تو پھر آیت اپنے ظاہر معنی پر نہیں۔ جو آیت اپنے ظاہر معنی پر نہ ہو، پھر اس کے جو معنی لئے جائیں گے مجازی یا حقیقی؟ (مجازی) تو ہے جملہ اسمیہ لیکن اس سے معنی ہم جملہ فعلیہ کے کریں تو جملہ اسمیہ سے جملہ فعلیہ کے معنی کرنا ہے تو تجوز ومجاز، لیکن ہم نے کیا کیا؟ کیونکہ مجبوری ہے ظاہر کے خلاف ہے۔ ظاہر میں ہے پیغمبر ﷺ زندہ اور خدا کہتا ہے: "انك میت" بس اس کے سواء چارہ نہیں کہ اس کا معنی کیا جائے۔ "انك تموت" جب ہم نے یہ معنی کیا تو اس میں حدوث کی دلالت ہوئی۔ استمرار اور دوام ختم ہوگئے۔ جب حدوث کی دلالت ہوئی تو اس سے استدلال کرنا کہ آپ بعد میں بھی وفات پر رہے ہوں گے۔ یہ ہے دلیل اتصال اور دلیل اتصال کیا ہے؟ قیاس اور قیاس پر عقائد ثابت نہیں ہوتے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دوسری دلیل کا جواب: ''اموات غیر احیاء'' اس سے بالاتفاق تم اور ہم دو کو مستثنیٰ کر چکے۔ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور ایک ان زندہ پیروں کو جو اس وقت زندہ ہیں۔ لیکن لوگ ان کی پوجا کر رہے ہیں تو آیت اپنے عموم پر نہ رہی۔ آیت آ گئی ''مخصوص منہ البعض'' کے درجے میں۔ جب مخصوص منہ البعض کے درجے میں آ گئی تو خبر واحد کے ساتھ بھی ہمیں اس کی تخصیص کا حق ہے اور ایک صحیح حدیث بھی کہہ دے۔ حیات النبی ﷺ کے حق میں کہ انبیاء زندہ ہیں تو پھر ہمیں اس سے تخصیص کرنے کا حق ہوگا کہ ''اموات غیر احیاء'' سے وہ نکل گئے۔

اب دونوں آیتوں کا جواب ہو گیا۔ (جی ہو گیا) اب دونوں آیتوں کا جواب ہو گیا۔ (جی ہو گیا) اب کوئی اور آیت ہو تو آپ پیش کریں اور جواب دینے سے پہلے آپ تمہیداً یہ کہہ دیں کہ ہم وقوع وفات کا انکار نہیں کرتے۔ وقوع وفات کے منکر نہیں۔ ہم دوام وفات کے منکر ہیں۔ وقوع وفات کا انکار نہیں کرتے دوام کا انکار کرتے ہیں۔ تم دوام موت ثابت کرتے ہو، دلیل اتصال سے اور وہ قیاس ہے اور قیاس پر عقائد کی بنیاد نہیں ہوتی۔

یہ لوگ علم نہیں رکھتے اور مغالطہ دینے کے لئے باتیں کرتے ہیں۔ اس آیت سے ٹکراؤ۔ اس آیت سے ٹکراؤ تو میں کہا کرتا ہوں ان کے بارے میں ۔

نئی امنگیں جول رہی ہیں دلداری کے جولن میں
یہ ننھی کلیاں کیا جانیں کب کھلنا کب مرجھانا ہے

یہ کچی کلیاں کیا جانیں کب کھلنا کب مرجھانا ہے

کہ جن کا علم اتنا کمزور ہو کہ تشبہ عوام کے لئے آیتوں کے درجے کو وہ نہ پہچانیں۔ عام آیتوں میں اور عام مخصوص منہ البعض میں فرق نہ کریں اور پھر آیات سے علی وجہ القیاس استدلال کریں اور قیاس پر عقیدوں کی بناء رکھیں تو ان لوگوں کا جن کا علم اتنا خام ہو۔

یہ کچی کلیاں کیا جانیں کب کھلنا کب مرجھانا ہے

''انك میت وانهم میتون'' کا معنی کیا ہے؟ اب میں آپ سے عربیت معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ عربی کتنی جانتے ہیں؟ آپ ان الفاظ میں فرق بتائیں: ''انك وانهم میتون۔ انك'' اے میرے پیغمبر آپ بھی ''وانهم'' اور یہ لوگ جو اس وقت زندہ زمین پر موجود ہیں تم سب موت کا پیالہ پینے والے ہو تم سب پر موت آئے گی اور پھر سارے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے کئے جائیں گے۔ حساب کے لئے سب کو لایا جائے گا اور یہ آیت: ''انك میت وانهم میتون'' دونوں میں کیا فرق ہے، معنی کے لحاظ سے؟

(مثلاً) یہ جو پسینہ ہے یہ اندر ہی اندر بدبو پیدا کرتا ہے اور عناصر کی ایک تحلیل ہو رہی ہے۔ اس تحلیل کے نتیجہ میں پسینہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں؟ آپ بالکل نہا دھو کر صاف ہوں، پھر پسینہ آئے تو پسینہ بو والا ہوگا یا بغیر بو کے؟ (بغیر بو کے) لیکن حضور ﷺ کے پسینے میں بو تھی یا خوشبو؟ (خوشبو) معلوم ہوا کہ مٹی یہ نہیں مٹی وہ تھی۔ اس مٹی میں جو چیز رکھیں یہ مٹی آہستہ آہستہ اس کو کھا جاتی ہے یا نہیں؟ مٹی میں جو گیا وہ مٹی ہو گیا۔ لیکن جنت کی مٹی سے جو مٹی آئی وہ کبھی اس مٹی کا جز رہی؟ (نہیں) اس مٹی میں طاقت نہیں کہ اس مٹی کو کھا سکے تو انبیاء کے اجسام عالیہ کس مٹی سے ہیں؟ (جنت کی مٹی سے) اور آدم علیہ السلام کو کہاں بنایا گیا تھا؟ (جنت میں) ان کی پیدائش کہاں ہوئی؟ (جنت میں) ان کا ڈھانچہ جنت میں بنایا گیا۔

دلیل اوّل: بہرصورت ایک چھوٹی سی اور بات ذہن میں رکھیں۔ حضور ﷺ پر جو درود ہم پڑھتے ہیں وہ کہاں پڑھتے ہیں؟ زمین پر اور درود ہم سے لیتے کون ہیں؟ (فرشتے) تو ہم سے فرشتے جب درود وصول کر کے حضور ﷺ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے پاس عرض کرنے، پیش کرنے کے لئے کہ آپ کے امتیوں نے درود پڑھا تو فرشتہ پھر زمین سے کہاں جائے گا؟ تو حضور ﷺ پر درود پہنچانے والے جو ہیں وہ زمین اور آسمان کے درمیان سیاحت کرتے ہیں یا پھر وہ زمین پر ہی سیاحت کرتے ہیں؟ (زمین و آسمان کے درمیان) زمین پر نہیں۔ لیکن حدیث میں یہ نہیں۔ حدیث میں ہے: "ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض" اللہ کے فرشتے زمین میں ہی سیر کرتے رہتے ہیں۔ یعنی درود پڑھنے والا جو ہے وہ بھی زمین پر اور جس پر پیش کرنا ہے وہ روضہ بھی زمین پر تو وہ فرشتے زمین پر ہی سیاحت کرتے رہتے ہیں۔ یہاں سے درود شریف لیا وہاں گئے، وہاں سے لیا وہاں۔ وہاں سے لیا وہاں "سیاحین فی الارض" اگر آنحضرت ﷺ کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں ہوتی تو درود پیش کرنے کے لئے فرشتوں کو پھر وہاں جانا پڑتا۔ پھر "سیاحین فی الارض" کی تعبیر نہ ہوتی۔

<u>دلیل ثانی</u>: ایک جگہ ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور ایک جگہ ہے کہ نبیوں کا درجہ شہداء سے اونچا ہے۔ اب اگر شہداء زندہ ہیں تو نبی پھر بدرجہ اولیٰ زندہ ہوئے۔ آپ کو پتہ ہے کہ حضور ﷺ شہید ہوئے کہ نہیں؟ اگر حضور ﷺ کو شہید قرار دیا جائے تو بانص قرآن شہید زندہ ہے۔ حضور ﷺ کی جو حیات ہے اس کو تم اس جہان میں ادراک نہیں کر سکتے۔ یعنی اگر کوئی حضور ﷺ کے روضے کے اندر دیکھے تو اس میں آپ اسی طرح لیٹے ہوئے نظر آئیں گے جیسے کہ بدن کی حیات ہے؟ تو جو آثار حیات اور اعمال حیات ہیں وہ نظر نہیں آئیں گے۔ ہمارے شعور میں تو شہداء کے بارے میں فرمایا: "ولکن لا تشعرون" ہیں زندہ لیکن تم ان کا ادراک نہیں کرو گے۔ وہ پردے میں سارے کام کرتے ہیں۔

<u>دلیل ثالث</u>: ایک اور دلیل کہ کل قیامت کے دن ایمان والے اپنے ایمان کی روشنی میں چلیں گے اور جو منافق ہیں، ان کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوگی۔ وہ اس دن اور اس موقع پر سائیکل چلانے کا تصور کریں گے۔ آپ یوں سمجھیں کہ رات کو سائیکل چلانے والے کے آگے آگے ایک ہو اس کے ہاتھ میں لائٹ ہو یا سائیکل پر روشنی لگی ہوئی ہو تو پچھلا اندھیرے والا کیا کہتا ہے؟ ٹھہر جا اکٹھے چلیں۔ مطلب یہ کہ تیری روشنی میں ہم بھی چلیں گے۔

اب جب مومن مرد جا رہے ہوں گے، نور ایمان آگے آگے دوڑ رہا ہوگا تو یہ منافق پیچھے پیچھے چلیں گے۔ اے لوگو! "انظرونا" ذرا ٹھہر جاؤ، ہمارا انتظار کرلو۔ "نقتبس من نورکم" ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ پالیں۔ "قیل ارجعوا وراءکم" کہا جائے گا کہ اب واپس لوٹو۔ روشنی حاصل کرنے کی جگہ وہ تھی جسے چھوڑ آئے۔ "ارجعوا وراءکم" اگر تم روشنی چاہتے ہو تو دنیا میں جاؤ روشنی لانے کی جگہ وہ تھی یہاں نہیں۔ معلوم ہوا کہ روشنی کمانے کی جگہ یہ دنیا ہے۔ قرب الٰہی حاصل کرنے کے اسباب یہی ہیں۔ جنت میں اعلیٰ زندگی تو ہوگی لیکن وہ اعمال نہیں ہوں گے جو قریب کے زینے بن سکیں۔ "قیل ارجعوا" اے لوگو! روشنی حاصل کرنے والو جاؤ دنیا میں وہاں سے روشنی حاصل کرو۔ روشنی حاصل کرنے کی جگہ وہ تھی جسے چھوڑ کر آئے۔ "فضرب بینھم بسور لہ باب" ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جنتیوں اور دوزخیوں میں۔ "باطنہ فیہ الرحمۃ وظاہرہ من قبلہ العذاب" اس طرف سے تو رحمت میں ہیں، جنتی لوگ اور ادھر سے عذاب ہوگا دیوار کھڑی کی جائے گی۔

معلوم ہوا کہ وہ جنتیوں کی روشنی میں چل نہیں سکیں گے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کمانے کی جگہ یہ دنیا ہے۔ اعمال کمانے کا جہان یہ ہے۔ روشنی بنانے اور ٹارچ بنانے کا جہان یہ ہے۔ بتیاں اور چراغ جلانے کی جگہ یہ ہے۔ جنت کی نعمتیں بہت لیکن یہ مزہ ایسا عمل کہ کسی کے لئے تڑپیں اور پھڑکیں یہ عمل وہاں نصیب ہوگا؟ (نہیں) یہ عمل یہیں ہے

کسی کی یاد میں مانگیں مزے ستم کے لئے کوئی ہے نہ ہستی جس کی خاطر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

شہداں مزوں کو ترسے گا۔ جب کہا جائے گا کہ شہید تو کیا مانگتا ہے۔ وہ کہے گا "احیی" میں زندہ ہو جاؤں اور پھر کیا ہو۔ "ثم اقتل" "مارا جاؤں۔ "ثم احیی ثم اقتل" پھر زندہ ہوں، پھر مارا جاؤں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب: اب اس حدیث کو لے کر منکرین حدیث نے کہا کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف کیوں؟ قرآن تو کہتا ہے کہ: "شہید زندہ ہے اور یہ حدیث کہتی ہے کہ شہید زندگی مانگتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں زندہ کر پھر مارے جائیں پھر زندہ کر پھر مارے جائیں تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید زندگی مانگتے ہیں اور قرآن کہتا ہے کہ شہید زندہ ہیں تو جو حدیث قرآن کے خلا ہو وہ حدیث غلط۔"

ہم کہتے ہیں کہ جب شہید کہتا ہے کہ میں زندہ کیا جاؤں تو اس سے مراد یہ ہے کہ میں اس جہان میں زندہ کیا جاؤں۔ کیونکہ مارا جانا تو اسی جہان کی شان ہے۔ برزخ میں تو کوئی لڑائی نہیں۔ برزخ میں تو کوئی جہاد ہوتا۔ وہاں تو کافروں کا کوئی مقابلہ نہیں ہوتا تو مقابلے میں مارا جانا وہ اگلے جہان کی شان نہیں۔ اس جہاں کی ہے۔ اب شہید جو تمنا کرے گا یا اللہ مجھے زندہ کر تو وہ زندگی اس دنیا کی زندگی مانگتا ہے۔ تاکہ پھر وہ مارا جاسکے اور ہم جو کہتے ہیں کہ شہید زندہ ہے، وہ یہاں یا عالم برزخ میں؟ (عالم برزخ میں) تو شہیدوں کی جو زندگی ثابت ہے وہ اگلے جہان میں اور جو شہیدوں کی تمنا ہے وہ اس جہان کی زندگی تو تعارض ہوا؟ (نہیں) تو تعارض میں وحدت مقام شرط ہے یا نہیں؟ (ہے) وہ عالم اور یہ عالم اور تو کوئی ٹکراؤ ہے۔ (نہیں) میں یہ کہتا ہوں کہ جو جملہ احادیث جن کے بارے میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن سے ٹکراتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں لاؤ قرآن کے ساتھ ایک ایک کر کے پیش کرو۔ ہم جو محدثین کے خادم ہیں، ہم ایک ایک کا تعارض اٹھالیں گے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان تعارضات کو اٹھائیں اور تعارض پیدا کرنا یہ تعارض نہیں یہ مغالطے پیدا کرنا ہے۔

منکرین حدیث کا ایک اور مغالطہ

اب دیکھیں۔ ایک حدیث میں یہ تھا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ کوئی امتی مجھ پر درود و سلام بھیجے تو فرشتے مجھے پہنچاتے ہیں تو ان کا درود و سلام پہنچتا ہے نا؟ اب یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ کیوں؟ کہتے ہیں حدیبیہ کے مقام پر افواہ کسی نے مشہور کر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مارے گئے۔ شہید ہو گئے اور حضور ﷺ کے ساتھ جو صحابہ تھے ان سب کی بیعت حضور ﷺ نے لی۔ بیعت رضوان اور وہ بیعت، اللہ کو اتنی پیاری ہے کہ فرمایا جو لوگ تیرے ساتھ بیعت کرتے ہیں، وہ خدا کے ساتھ بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر تیرا ہاتھ نہیں خدا کا ہاتھ ہے۔ "ید الله فوق ایدیهم" تو وہ بیعت کتنی شان کی ہے؟ بڑی شان والی ہے۔ اب اس کو وہ پیش کر کے کہتے ہیں کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زندہ تھے لیکن حضور ﷺ کو تو پتہ نہیں چلا۔ اگر حضور ﷺ کو پتہ ہوتا کہ وہ زندہ ہیں تو پھر وہ ان کے لئے بیعت جہاد لیتے؟ (نہ لیتے) تو پتہ نہیں تھا کہ زندہ ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اگر زندہ تھے تو نمازیں پڑھتے تھے یا نہیں؟ (پڑھتے ہوں گے) اگر پڑھتے ہوں گے تو حضور ﷺ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درود پہنچتا ہوگا یا نہیں۔ (ہوگا)

اگر وہ درود پہنچتا ہے تو حضور ﷺ کو پتہ چل جائے کہ وہ تو زندہ ہیں۔ اگر نہیں پہنچتا تو واقعی وہ فوت ہو گئے۔ اب بتائیں کہ ان کا درود پہنچا تھا یا نہیں؟ (پہنچا تھا) اگر پہنچتا تھا تو حضور ﷺ نے بیعت رضوان کیوں لی؟ اس کو کیا کہتے ہیں ٹکراؤ پیش کرنے اور مغالطے ڈالنے، لوگوں کے عقیدے کو بگاڑنے کے لئے۔ میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ پر جو درود پیش ہوتا ہے یہ پیش ہوتا ہے یا آپ کو علم دیا جاتا ہے کہ کون کون سا امتی پڑھ رہا ہے؟ (پیش ہوتا ہے)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

”عرض“ اور ”علم“ میں فرق کی مثال

”عرض“ اور ”علم“ میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم دیا تھا۔ ”علم آدم الاسماء کلھا“ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا لیکن فرشتوں کو عرض دیا تھا۔ ”ثم عرضھم علی الملئکۃ“ آدم علیہ السلام کو علم دیا اور فرشتوں پر پیش کیا۔ وہ چیزیں جو بھی تھیں وہ پیش کیں اور کہا: ”انبونی باسماء ھولاء ان کنتم صدقین“ اور کہا اے فرشتو! اگر تم سچے ہو خلافت کے موقع پر تم نے کہا تھا: ”نحن نسبح بحمدك ونقدس لك“ اے اللہ! ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں اور تم نے جو تمنا کی تھی کہ خلافت ہمیں ملے۔ آدم علیہ السلام کو نہ ملے۔ اب تم بتاؤ ”انبونی باسماء ھولاء ان کنتم صدقین“ کہ تم نام بتاؤ تو وہ فرشتے نام بتا سکے؟ (نہیں) کیوں؟ اس لئے کہ علم کی منزل سے وہ نہیں گزرے۔ وہ عرض کی منزل سے گزرے تھے ”عرضھم علی الملئکۃ“ تو معلوم ہوا کہ جس پر کوئی چیز عرض کیا پیش کیا۔ کن پر؟ (فرشتوں پر) جب فرشتوں کو عرض کیا لیکن فرشتے جانتے نہیں۔ ان کو علم ہو چیزوں کا؟ (نہیں) فرمایا: ”سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا“

تو معلوم ہوا علم اور چیز ہے اور عرض اور چیز ہے۔ علم اللہ تعالیٰ نے دیا اس دن آدم علیہ السلام کو اور عرض کا مقام دیا فرشتوں کو اور جب عرض اور علم کا مقابلہ ہوا تو معلوم ہوا کہ عرض کے لئے جاننا ضروری نہیں۔ اب درود و سلام حضور ﷺ پر پیش ہوتا ہے یا حضور ﷺ پر پوری اس کی تفصیل تعلیم دی جاتی ہے؟ (نہیں) تو پیش ہوتا ہے اجمالی کہ امت کا درود آ رہا ہے۔ درجات کی بلندی کہ ایک نور اور ستون کا منارہ تامہ یہ ساری کیفیات وارد ہوتی ہیں۔ لیکن آپ ایک ایک کے بارے میں جانتے کہ یہ کس کی طرف سے ہے۔ یہ کس کی طرف سے ہے؟ یہ ضروری نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو بتلا دے جب چاہے اجمالی طور پر بتائے۔ امت کے اعمال جو حضور ﷺ پر پیش ہوتے ہیں، یہ جو امت عمل کر رہی ہے یہ اجمالی پیش ہوتے ہیں یا تفصیلی؟ (اجمالی) اب حضور ﷺ کو ایک ایک امتی کے بارے میں بتایا جائے کہ فلاں شخص فلاں جگہ منبر پر بیٹھ کر تیرے دین کو بگاڑ رہا ہے اور مغالطے دے کر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ ان کی ایک ایک جزی کا تفصیلی علم دیا جاتا ہے یا اجمالی؟ (اجمالی) علم حدیث کے جو خادم ہیں ان کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ ٹکڑا ٹکڑا اٹھاتے جائیں اور معتزلہ کی عادت ہے کہ ٹکڑا ٹکڑا الٹتے جائیں۔ کبھی کوئی واقعہ لے لیں گے، کبھی کوئی اور قیاس، قیاس؟ یاد رکھو دین قیاس پر نہیں دین نصوص پر سمجھا جاتا ہے۔

کیا مسئلہ حیات النبی ﷺ اختلافی ہے؟

اب آپ ایک بات بتائیں کہ میت سنتی ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ ہے اختلافی لیکن حضور ﷺ سنتے ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف اسلام کی چودہ صدیوں میں نہیں ہوا۔ کسی مسئلے پر موقف اختیار کرنے سے پہلے عالم کا فرض ہے کہ پہلے یہ ثابت کرے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے پھر اس پر دلائل دے۔ تو جو لوگ حضور ﷺ کی برزخی حیات اس جہان سے انتقال کے بعد اگلے جہان میں جو آپ کی حیات ہے جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، ان سے پوچھو جب وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سنتے نہیں تو ان کا فرض ہے کہ پہلے بتائیں کہ اسلام کی چودہ صدیوں میں یہ مسئلہ اختلافی تھا کہ سنتے ہیں کہ نہیں؟ (سنتے ہیں) پہلے تم یہ بتاؤ کہ اختلافی تھا؟ اگر نہیں تو آج دلائل تم اس پر کیوں قائم کرنے لگے ہو اور جو مسئلہ چودہ سو سال میں اختلافی نہیں رہا تو پھر آج کیسے زیر بحث آ گیا؟ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ دو گروہ ہیں؟ (نہیں) دو گروہ تب ہیں کہ پہلے بھی دو ہوئے ہوں۔ ایک عالم نے ساہیوال میں کہہ دیا کہ حیات النبی ﷺ کا مسئلہ اختلافی ہے۔ مجھے غصہ آیا میں نے بعد

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں اسے پکڑا میں نے کہا کہ مولوی صاحب اتنا جھوٹ آپ نے کیوں بولا۔ یہ مسئلہ اختلافی ہے؟ کہنے لگے ہاں! اختلافی ہے۔ ہمارے ساتھ فلاں صاحب، فلاں صاحب، اختلاف نہیں کر رہے؟ تو میں نے کہا کہ وہ تو اب ہے۔

اختلافی مسئلہ کسے کہتے ہیں؟

اختلافی مسئلہ کس کو کہا جاتا ہے؟ اختلافی مسئلہ اس کو کہا جاتا ہے کہ اسلام کی تیرہ صدیوں میں اختلاف ہوا ہو اور اگر اسلام کی تیرہ صدیوں میں، تیرہ سو سال میں اس مسئلے میں اختلاف نہیں ہوا تو اس مسئلے کو اختلافی نہیں کہتے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حیات النبی ﷺ کا مسئلہ اختلافی ہے؟ (نہیں) کیوں؟ اختلافی کی تعریف کیا ہے؟ اختلافی وہ ہے کہ جس میں پہلے دور میں اختلاف ہوا ہو خاص طور پر یہ جو تین زمانے قرون ثلاثہ مشہور ہیں، اس میں اختلاف ہوا ہو وہ اختلافی ہے۔ رفع یدین کا مسئلہ اختلافی ہے۔ رکوع کے وقت رفع یدین کرنا یا نہ کرنا (اختلافی ہے) کیوں؟ پہلے دور میں اختلاف ہوا۔ آمین! اونچی کہنا نہ کہنا اختلافی ہے؟ (ہاں) یہاں تک کہ خلافت راشدہ میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت یہ بھی اختلافی ہوگئی۔ گو ہمارے نزدیک بحق ہے لیکن ایک طبقہ ایسا بھی ہے کہ جس نے اختلاف کیا یہ بھی اختلافی ہوگئی۔ گو ہمارے نزدیک برحق ہے لیکن ایک طبقہ ایسا بھی ہے کہ جس نے اختلاف کیا تو کچھ اختلاف تو ہوا نا؟

میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ وفات کے بعد سنتے ہیں یا نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر آپ کو سننے کی شان عطاء فرمائی یا نہیں؟ اس مسئلے پر اسلام کی چودہ صدیوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ کسی کتاب میں کوئی اختلاف نہیں تو آج کے اختلاف کو اختلاف کہنا درست نہیں تو حیات النبی ﷺ کے مسئلے کو اختلافی کہو گے؟ (نہیں) جس نے حیات النبی ﷺ کے مسئلے کو کبھی اختلافی کہا وہ اس سے توبہ کرے۔ یہ مسئلہ اختلافی تب ہو، اگر اس کا شروع کے دور میں اختلاف ہوا ہو۔ کیا ان دوروں میں ہوا؟ (نہیں) تو پھر یہ مسئلہ اختلافی نہیں اور آج کل کوئی کہے تو اس کو کون سنتا ہے؟ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ پوری امت کے نزدیک نمازیں کتنی فرض ہیں؟ (پانچ) تو مولوی غلام نبی اور عبداللہ چکڑالوی نے پہلی دفعہ قرآن سے ثابت کیا کہ نمازیں تین فرض ہیں۔ اب کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ پانچ نمازیں مسئلہ اختلافی ہے؟ (نہیں) کیوں؟ اس لئے کہ پہلے اس میں اختلاف نہیں ہوا تو آج کا اختلاف حجت نہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات کے بعد آقا ﷺ کو خطاب کیوں کیا؟

حضور اکرم ﷺ اگر وفات کے بعد بالکل پتھر ہوں تو آپ بتائیں کہ پتھر کو پکارنا اور مخاطب کرنا جائز ہے؟ (نہیں) بے جان چیزوں کو مخاطب کرنا جائز ہے؟ (نہیں) یہ ہندو مندروں میں جا کر پتھروں کو خطاب کرتے ہیں۔ بے جان چیزوں کو مخاطب کرتے ہیں تو تمہارے نزدیک بے جان کو مخاطب کرنا جائز ہے؟ (ناجائز ہے)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے جو کہا، مخاطب کے ساتھ "لا یجمع اللہ علیك الموتتین ابدا" تجھ پر اے اللہ کے پیغمبر! اللہ دو موتیں جمع نہیں کرے گا تو یہ خطاب کس کو کیا؟ حضور ﷺ سنتے تھے یا نہیں؟ اگر تم کہو کہ سنتے نہ تھے تو پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جماد محض کو مخاطب کرنا شرک ہوگیا۔ "لا تدعوا مع اللہ" اللہ کے سوا تم کسی کو مخاطب نہ کرو، پکارو تو جس نے حضور کو مخاطب کیا تو پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسلمان رہے؟

پتھر کے معبودوں کو پکارنا جائز نہیں۔ ان کو بلانا جائز نہیں۔ پتھر سے باتیں کرنی جائز نہیں اور میت سے مخاطبت ہونا جائز نہیں۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیسا خطاب کیا؟ "طبت حیا ومیتا" یہ خطاب ہے: "لا یجمع

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اللہ علیک الموتتین ابدا" یہ بھی خطاب ہے: "ان الموت الذی کتب اللہ لک" یہ بھی خطاب ہے۔ "فقد مت" یہ بھی خطاب ہے تو اتنی لمبی چوڑی باتیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کس سے کرتے رہے؟ تو یہ حدیث ضعیف ہے؟ کہتے ہیں کہ سننے کی ساری حدیثیں ضعیف ہیں۔ یہ حدیث تو صحیح بخاری کی ہے۔

سماع نبوی ﷺ میں مٹی کے فاصلے حائل نہیں ہوتے

ایک آدمی نے ہم سے یہ سوال کیا۔ کہنے لگے اچھا حضور ﷺ سنتے تو ہیں لیکن یہ بات بتاؤ کہ قبر کے اوپر جو مٹی ہے اتنی بھاری اس مٹی کے ساتھ کیسے سن لیتے ہیں؟ وہ تو زندہ بھی آدمی نہیں سنتا۔ ایک زندہ آدمی بٹھالو اور ادھر اتنی بڑی دیوار ہے تو وہاں آدمی کی بات دوسرا سنے گا؟

ہم نے کہا کہ نہیں تو کہنے لگا کہ ہم حیات النبی ﷺ کو مانتے ہیں۔ لیکن اتنی مٹی سے وہ کیسے سن لیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اللہ کے بندو! تم بتاؤ جب حضور ﷺ دنیا میں تھے، آپ بھی قبروں سے گزرے تھے یا نہیں؟ (گزرے تھے) میں نے کہا کہ ان قبروں کے اندر جو میتیں پڑی ہیں وہ اتنی مٹی کے اوپر تھیں یا نیچے؟ (نیچے) اور اندر میت کو عذاب ہو رہا ہے اور حضور ﷺ نے اوپر سنا تو اگر زندگی میں اللہ تعالیٰ نے یہ نقشہ دکھا دیا کہ اتنی موٹی مٹی بھی درمیان میں ہو تو پیغمبر باہر ہو اور اندر مردے کی آہ پکار کو سن سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کو یہ خاص امتیاز سامع کا بخشا کہ اتنی مٹی حائل نہیں۔ اگر یہاں حائل ہو تو وہ سن سکتا ہے تو پھر جب پیغمبر ﷺ خود اتنی مٹی کے فاصلے پر ہو اور باہر سے کوئی صلوٰۃ وسلام پڑھے تو کیا وہاں پیغمبر ﷺ کے کان نہیں سن سکتے؟ اللہ تعالیٰ نے تو دنیا میں یہ دکھا دیا کہ مٹی کے فاصلے کو حائل نہ سمجھا۔ ہاں! تم نہ سنو تو تمہارے کان میں یہ طاقت نہیں۔ لیکن اگر پیغمبر سن رہا ہے تو انکار تو نہ کرو اور یہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔

آقا ﷺ کی روح مبارک کے لئے افضل مقام

ایک اور اعتراض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی پیدائش سے پہلے آپ کی روح مبارک کہاں تھی؟

تو اس کی مثال ایسے ہے کہ میں یہاں آیا تقریر کے لئے تو انہوں نے میری عزت افزائی کی اور جب میں جا رہا تھا تو راستے میں سڑکیں بھی تھیں اور نالیاں بھی تھیں۔ ان میں صفائی نہیں تھی۔ لیکن میں یہ نہیں کہوں گا کہ انہوں نے میری عزت افزائی میں کوئی کمی کی؟ کیوں؟ اس لئے کہ راستے میں جو سڑکیں اور گلیاں تھیں وہ بحالت سیر میں نے دیکھیں۔ قرار کے طور پر جہاں ٹھہرا وہاں پورا احترام تھا تو جو سیر ہے وہ زیر بحث نہیں آتی۔ زیر بحث ہے قرار۔ ہمارے نبی پاک ﷺ کی روح مبارک جہاں پیدا ہونے سے پہلے تھی۔ خدا کی پوری خدائی میں افضل ترین جگہ وہ تھی اور جب بدن میں آگئی تو افضل ترین جگہ بدن ہے۔

حضور ﷺ کے ہاتھ کی برکت سے خشک تنے میں آثار حیات

اب ایک مسئلہ کہ حضور ﷺ جب خطبہ دیا کرتے تھے اور ایک سوکھی لکڑی کا تنا تھا (جس کا نام) حنانہ، جس پہ آپ ہاتھ رکھ کر خطبہ دیتے تھے جب حضور ﷺ نے اس پر سہارا لینا اور خطبہ دینا چھوڑ دیا۔ منبر بن گیا تو اس لکڑی کے درخت کے اندر سے رونے کی آواز آئی یا نہیں؟ (آئی) یہ حدیث صحیح ہے نا؟ (صحیح ہے) میں کہتا ہوں کہ درخت کے اندر حیات انسانی کا کرشمہ ظاہر ہوا کہ رونا تو حیات انسانی کے ساتھ خاص ہے تو جس طرح ضحک اور

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ضاحک یہ خاصہ ہے انسان کا تو اس کا عکس ہے رونا تو یہ جو رونے کی آواز آرہی ہے۔ اندر سے یہ انسانی رونے کی تھی تو رونا انسانی حیات کا نشان ہے یا نہیں؟ یہ رونا انسانی زندگی کا نشان ہے یا نہیں؟ تو اس لکڑی کے اندر یہ انسانی حیات کیسے آئی۔ کیونکہ اس کے اوپر حضور ﷺ کا دست مبارک لگتا تھا تو جس ہاتھ میں اور جس جسم میں یہ شان ہو کہ لکڑی کا درخت جو ہے جو خشک ہو چکا ہو وہ جس کے اوپر لگے۔ اس میں بھی حیات انسان ابھرے تو پھر اس میں خود حیات نہیں ہوگی؟ اس تنا حتانہ میں جو حیات آگئی وہ کہاں سے آئی؟

لکڑی کا ایک درخت جو مدت سے خشک تھا — چھو کر میرے مسیح نے بخشی اسے حیات
میں تو کہوں گا قبر بھی زندہ ہے آپ کی — واعظ کو شک ہے کہ کس طرح زندہ ہے ان کی ذات

جس کے ساتھ سہارا لگانے سے، جس کے اوپر دست مبارک کے لگنے سے لکڑی میں زندگی کے آثار ہوں تو اس بدن کے بارے میں کہنا ہے کہ وہ بے حس ہے۔ کچھ خیال نہیں آتا۔ بے حسی اتنی ہوگئی؟ (نعوذ باللہ)

ہاں! یہ بات اپنی جگہ ہے کہ جتنی بات ہم نے کی حضور ﷺ کے بارے میں، تو آنحضرت ﷺ کے بارے میں جو بات کہی جارہی ہے وہ بات ہے خاص اور دعویٰ خاص عام دلیلوں سے نہیں ٹوٹتا۔

لطیفہ: جناب! اب یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ تو کوئی دوست کہہ دیتے ہیں کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ میں اس بحث میں پڑا نہیں کرتا۔ مجھ سے کسی نے پوچھا تھا تقریر کرتے ہوئے کہ مردے سنتے ہیں کہ نہیں؟ تو میں نے کہا کہ میرا موضوع سیرت رسول ﷺ ہے تو میں نے سیرت کے موضوع میں اختلافی بات تو کرنی نہیں تھی۔ اس نے پھر سوال کیا کہ مردے سنتے ہیں کہ نہیں؟ میں نے کہا کہ اہل حدیث کے بالکل نہیں سنتے۔ بریلویوں کے سارے سنتے ہیں، دیوبندیوں کے کبھی سنتے ہیں کبھی نہیں۔

سماع احیاء اور سماع موتی میں کوئی جوڑ نہیں

لیکن دوستو اور بھائیو! آپ ذرا یہ سمجھیں کہ جب ہم حضور ﷺ کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور ﷺ زندہ ہیں تو یہ بحث سماع احیاء کی ہے یا سماع موتی کی؟ (سماع احیاء کی) تو حیات النبی ﷺ کے سلسلہ میں جو لوگ سماع موتی کی بحث چھیڑتے ہیں وہ بالکل بے سمجھ ہیں۔ کیوں؟ جب دعویٰ کرنے والوں نے عقیدہ پیش کیا کہ وہ زندہ ہیں تو بحث تو یہ ہے کہ زندہ سنتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ حضور ﷺ کو مردہ تو ہم مانتے ہیں ہی نہیں کہ پھر مردہ کے سننے کا سوال پیدا ہو۔ آپ بتائیں حضور ﷺ زندہ یا مردہ؟ (زندہ) ان کے بارے میں یہ بحث چلانا کہ مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ یہ بے عقلی ہے یا نہیں ہے۔ (بے عقلی ہے)

تو آج کچھ علماء نے مسئلہ پوچھا جس سے یہ بات نکلی تو میں نے ان کو کہا کہ حیات النبی ﷺ پر آپ بے شک بحث کریں۔ لیکن سماع موتی کی بحث کے ساتھ اس کا کوئی جوڑ نہیں۔ سماع موتی کو بالکل علیحدہ رکھیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ انبیاء موتی ہیں ہی نہیں وہ ہیں احیاء تو ان کے لئے سماع موتی کی بحث کیوں ہو؟

عظیم گناہ شرک ہے

ہاں! ہم شرک سے کلی طور پر بیزار ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بتائیں قبر کو سجدہ جائز ہے؟ (نہیں) قبر کو چومنا جائز ہے؟ (نہیں) میت کو سجدہ جائز ہے؟ (نہیں) ابھی دفن نہ ہو تو؟ (ناجائز) آپ نے کبھی غور کیا کہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جنازے کی نماز میں سجدہ کیوں نہیں؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ میت آگے ہے اس لئے نماز جنازہ پڑھو اور سجدہ مت کرو۔ بڑے بڑے جو بزرگوں کا جنازہ ہوا اس میں سجدہ تھا؟ (نہیں) تو پھر کبھی سوچا کہ وہ بدن جو ابھی زمین کے اوپر ہے اس وقت تو سجدہ نہیں اور جب اندر چلا جائے تو سجدے پر سجدہ، سجدے پر سجدہ، یہ جائز ہے؟ (نہیں) تو سجدہ میت کو بھی نہیں اور قبر کو بھی نہیں اور بوسہ قبر کو بھی نہیں اور میت کو بھی نہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آقا ﷺ کو وفات کے بعد بوسہ کیوں دیا؟

قربان جائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جس نے حضور ﷺ کو وفات کے بعد بوسہ دیا اور کہا: ''طبت حیا ومیتاً'' کہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں خوشبو ایک جیسی ہے تو صدیق رضی اللہ عنہ کا اعلان تھا کہ یہاں میت اور حی ہونے کی حالت میں خوشبو ایک جیسی تو اگر آپ کی موت اس طرح کی جس طرح دوسروں کی ہے تو ''طبت حیا ومیتا'' کا اختصاص کیوں؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے بدن مبارک کو بوسہ دیا یا نہیں؟ (دیا) اور بدن کو بوسہ دینا جائز ہے؟ (نہیں) اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیا یا نہیں؟ (دیا) اور پھر یہ کہا: ''طبت حیا ومیتاً'' معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی وفات اور طرح کی۔ دوسروں کی وفات اور طرح کی۔

مماتیوں کی گستاخی

اب ایک مسلمان جو حضور ﷺ کا کلمہ پڑھے اور عام کہے کہ حضور ﷺ کی وفات بھی اسی طرح جس طرح کہ ہر انسان کی وفات ہوتی ہے بلکہ مجھے بتایا گیا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح ابو جہل اور ابولہب کی وفات ہے اور روح کا تعلق کوئی نہیں اسی طرح وفات سب پر ایک جیسی ہے۔ (نعوذ باللہ)

کیا قرآن میں کوئی لفظ زائد ہے؟

اب ذرا توجہ فرمائیں۔ عربی قاعدے کی بات کرتا ہوں قرآن میں کوئی لفظ زائد ہے؟ (نہیں) ایک لفظ بھی زائد نہیں۔ اب میں ایک آیت پڑھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو: ''انك وانهم ميّتون'' (سامعین ایسا تو نہیں) ''انك'' بے شک آپ ''وانهم'' اور لوگ بھی ''میتون'' وہ سب وفات پانے والے ہیں تو ایک ''میتون'' میں پیغمبر ﷺ کو اور امتیوں کو لپیٹا۔ اگر یوں ہوتا کہ ''انك وانهم ميّتون'' تو میتوں میں پیغمبر ﷺ کو اور باقی لوگوں کو لپیٹ دیا ہوتا۔ لیکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''انك ميّت وانهم ميّتون'' معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا میت ہونا اور معنی میں اور ان کا اور معنی میں۔ ورنہ میرا سوال ہے کہ میت کا لفظ یہاں علیحدہ کیوں آیا؟ جب مضمون ادا ہو سکتا ہے: ''انك ميت وانهم ميتون'' تو پھر یہ کیوں کہا: ''انك ميت وانهم ميتون'' لفظ زائد تو کوئی نہیں۔ معلوم ہوا یہاں میت کا معنی اور ہے وہاں میت کا معنی اور ہے۔

سیرت کی کتابوں میں ایک باب ہے رحلت کا　　نادان سمجھتے ہیں کہ ہے موت ہم جیسی

دوستو، بزرگو اور بھائیو! اب اللہ جل شانہ نے وعدہ وفات پورا کرنا تھا، اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا تو آپ کی روح مبارک اگر بدن سے نکل کر، اگر جسم سے نکل کر، جسم کے اندر ہی جو حصے خالی ہوتے ہیں۔

مثلاً قلب، دل ہے، دل کے اندر ہر جگہ پورے کا پورا گوشت نہیں۔ پورا خون بھی نہیں۔ اس بدن کے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اندر خلائیں بھی تو ہیں، تو ایک پورے بدن سے روح کا انقطاع بھی ہو مگر وہ بدن کے اسی حصے کے اندر رہے اور قلب کے اسی حصہ کے اندر رہے جس میں خلا ہے تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ روح بدن سے نکلی اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نہیں نکلی۔ اگر کہو کہ بدن سے نکلی باقی بدن سے اور اندر رہی۔ اس خلا میں جو بدن کے اندر ہے تو جب اس قسم کے احتمالات کی بہت گنجائش ہو سکتی ہے تو پھر مولانا قاسم نانوتوی نے کیا جرم کیا کہ لوگ ان کے پیچھے پڑے رہے۔ یہ کیوں کہہ دیا۔ واضح بات ہے ان باریک باتوں کی بحث میں جانے کی ضرورت نہیں۔ بالکل موٹی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کا اعلان ہے۔ "کل من علیها فان" ہر کسی نے موت کا پیالہ پینا ہے۔

انبیاء، شہداء، اولیاء، صلحاء، مومنون، کافرون ہر ایک پر خدا کا وعدہ پورا ہوگا۔ آپ سب حضرات اپنے اپنے موقع پر جب یہ پیالہ پئیں گے اس کے بعد ہمارا عقیدہ ہے کہ ایک دن آئے گا کہ آپ انہی بدنوں کے ساتھ پھر حشر میں اٹھیں گے۔

نبی ﷺ کی حیات پر تعجب کیوں؟

تو معلوم ہوا کہ اسی بدن میں دوبارہ زندہ ہونا کوئی شرک نہیں۔ فرق صرف یہ ہے حیات النبی ﷺ کی بحث میں اور عام عقیدے میں کہ عام عقیدے کے مطابق سب نے اصلی بدنوں کے ساتھ زندہ ہونا ہے حشر میں اور اگر کسی نے یہ عقیدہ رکھ لیا کہ وہ زندگی جو سب کو ملنی ہے اس دن تو اگر نبیوں کو پہلے مل گئی تو یہ کون سے تعجب کی بات ہے؟ "من یحیی العظام وھی رمیم... قل یحییها الذی انشاها اوّل مرة وھو بکلّ خلق علیم" ہر بدن نے دوبارہ زندگی پانی ہے یا نہیں؟ (پانی ہے) بدن ذرہ ذرہ بھی ہو تو بھی اس نے زندگی پانی ہے تو جو زندگی سب کو ملے گی۔ اگر کوئی شخص یہ مان لے پیغمبروں کے بارے میں کہ وہ زندگی پہلے مل گئی تو اس کو تم یہ کہہ سکتے ہو کہ بھئی تم غلط کہتے ہو لیکن شرک کہاں ہو گیا؟

میں اختلاف کی خلیج کو وسیع نہیں کرنا چاہتا، میں تو بات کو مٹانا چاہتا ہوں کہ کسی طرح بھی بات دبے۔ میں کہتا ہوں کہ جب تم سب مانتے ہو کہ وہ زندگی اس دن سب کو ملے گی اگر پیغمبروں کے لئے کوئی پہلے مانتا ہے تو تم بے شک کہو کہ غلط لیکن یہ کہو کہ شرک، شرک، شرک۔ یہ ایک فعل خداوندی ہے اس نے زندگی دینی ہے، اس دن دے یا پہلے دے۔

آقا ﷺ کا جسم اطہر محفوظ ہونے کی کیفیت

نبی پاک ﷺ کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتا ہوں کہ حضور ﷺ کا جسم مبارک محفوظ ہے۔ (بالکل محفوظ ہے) صرف اتنی بات ہے؟ (نہیں)

علماء حضرات اور طالب علم ذرا توجہ فرمائیں۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ! "کیف تعرض صلوٰتنا علیك وقد ارمت" ہمارا درود آپ ﷺ پر کس طرح پیش ہوگا جب آپ قبر میں مٹی میں مل چکے ہوں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "ان اللہ حرّم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء" اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسموں کو مٹی پر حرام کر دیا ہے۔ مٹی ان کو نہیں کھائے گی۔ یہ کس کے جواب میں کہا؟ (درود شریف کے جواب میں)

معلوم ہوا کہ بدن اس طرح محفوظ ہے کہ اس پر صلوٰۃ وسلام پیش ہو سکے تو صلوٰۃ وسلام پیش ہونا یہ علامت ہے شعور کی کہ بدن اس طرح محفوظ ہے کہ اس پر صلوٰۃ وسلام پیش ہو تو اگر بدن میں شعور نہ مانا جائے تو حدیث کے دونوں ٹکڑوں میں ربط نہیں رہتا تو یاد رکھو! صرف جسم کا محفوظ ہونا نہیں بلکہ اس طرح محفوظ ہونا کہ اس پر صلوٰۃ وسلام پیش ہو اور صلوٰۃ وسلام جب پیش ہوگا تو اس میں شعور ہوگا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک سوال: حضور ﷺ بجسدہ موجود ہیں اور بقول رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ جامعہ گنگوہ تشریف لائے تو یقیناً یہاں بھی آسکتے ہیں؟

الجواب: نبی پاک ﷺ نے احادیث میں بہت سی ایسی باتیں فرمائیں جس سے پتہ چلا کہ روحانی طور پر انبیاء علیہم السلام مثالی شکل میں مختلف مقامات پر ظاہر ہوئے۔ معراج النبی کی رات مسجد اقصیٰ میں پیغمبروں نے حضور ﷺ کے پیچھے حاضری دی تھی یا نہیں؟ (دی تھی) نماز پڑھی تھی یا نہیں؟ (پڑھی تھی) اب وہ پیغمبر کس طرح آئے اس کے متعلق محدثین اور شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ وہ ان کی ارواح متمثل یا مثالی شکل میں ان کے وجود وہاں حاضر ہوئے اور اس حدیث کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ تمام حدیث کی کتابوں میں ہے اور تمام روایات میں کہ انبیاء علیہم السلام نے حضور ﷺ کے پیچھے معراج النبی کی رات نماز پڑھی۔ اب وہ پیغمبر آئے یا نہیں؟ (آئے) اس کی تاویل پھر کرتے ہیں محدثین کہ مثالی جسم تھا یا اصلی جسم تھا؟ ان میں بحث چلی۔ لیکن حدیث میں آیا تو سہی ان کا آنا؟ (آیا) اگر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جو ولی اللہ تھے، انہوں نے کہہ دیا کہ فلاں جگہ میں نے دیکھا حضور ﷺ آئے تو کوئی تعجب ہے؟ بھائی! حضور ﷺ نے بھی تو فرمایا نا ں کہ سارے پیغمبر مسجد اقصیٰ میں آئے یا نہیں فرمایا؟ (فرمایا) اور یہ خواب میں آئے تھے یا جاگتے ہوئے؟ (جاگتے ہوئے) حضور ﷺ کا معراج خواب نہیں تھا۔ حضور ﷺ جاگ رہے ہیں اور جاگتے ہوئے فرمایا کہ انبیاء آئے تو وہ بھی جاگنے کی حالت میں حضور ﷺ نے دیکھے تو اگر حضور ﷺ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے پیغمبروں کو مسجد اقصیٰ میں دیکھا اور ان پیغمبروں کو جو دنیا سے فوت ہو چکے تھے میں نے ان کو دیکھا تو اس میں کوئی عیب ہے؟ (نہیں) تو اگر اللہ تعالیٰ نبیوں کو جاگنے کی حالت میں پچھلے نبیوں کی اس طرح زیارت کرا سکتا ہے تو اگر ولیوں کو کرا دے تو کوئی تعجب کی بات ہے؟ (نہیں)

جس دوست نے یہ رقعہ لکھا بڑے طعنے سے لکھا کہ تمہارے رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ فلاں جگہ آئے، فلاں جگہ آئے۔ میں کہتا ہوں کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں۔ کیا حضور ﷺ نے نہیں کہا کہ پیغمبر مسجد اقصیٰ میں آئے تو اگر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جو ولی اللہ تھے، انہوں نے کہہ دیا آئے تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟ ہاں! میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ مسجد اقصیٰ میں جو پیغمبر آئے، وہ خود آئے یا بھیجے گئے؟ (بھیجے گئے) اپنی مرضی سے کوئی آسکتا ہے؟ (نہیں) تو مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں حضور ﷺ کو جاگنے کی حالت میں دیکھا وہاں بھی اللہ کے امر کے تحت وہ آئے...... اپنی طرف سے آ جا نہیں سکتے۔

دوسرا سوال: علماء دیوبند حیات النبی ﷺ پر اس طرح زور کیوں دیتے ہیں؟ کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں؟

الجواب: اس پر پوری تقریر کا تو وقت نہیں، لیکن حاصل یاد رکھو کہ علماء دیوبند اس لئے زور دیتے ہیں کہ مسئلہ حاضر و ناظر کا جو چلا ہے، وہ اسی پر چلا ہے کہ روح بدن کے اندر نہیں۔ سارے جہان میں پھیلی ہے جو حاضر و ناظر کے لوگ قائل ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ روح مبارک بدن کے اندر نہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیلی ہے۔ جب علماء دیوبند کہتے ہیں کہ نہیں۔ حضور ﷺ جس طرح پہلے دنیا میں زندہ تھے، اسی بدن میں دوبارہ حیات ہیں تو روح مبارک بدن میں جب آگئی تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ تو غلط ہو گیا نا؟

جو شخص بھی حیات النبی ﷺ کا اس طرح قائل ہوگا تو کبھی حاضر و ناظر کی دلدل میں نہیں کرے گا۔ کیوں؟ حاضر و ناظر کے جو قائلین ہیں، ان سے جب ہم نے پوچھا کہ تم جو کہتے ہو کہ حاضر ہیں، اس کا مطلب کیا؟ کہتے ہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ آپ کی روح ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کب؟ کہنے لگے وفات کے بعد تو میں نے کہا کہ حاضر و ناظر کب سے ہوئے۔ زندگی میں یا وفات کے بعد کہنے لگے کہ وفات کے بعد تو میں نے کہا یہ بتا کون گیا؟ حضور ﷺ کا دین تو مکمل ہوا زندگی میں تو جو کوئی بعد میں بتائے اس کا نام بتاؤ جو تجھے بتا دیا گیا ہے۔

تاجدار مدینہ کی سیرت سب کے لئے اسوۂ حسنہ ہے

تو میں آپ کے سامنے بات کو طویل کرنا نہیں چاہتا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کی سیرت کا اجماع اہل حق کی شان ہے اور ہم نبی پاک ﷺ کی سیرت کو ایک جامع سیرت یقین کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی زندگی سے ہر شخص سبق لے سکتا ہے۔ مثلاً یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں، اس میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔ یہاں امیر بھی ہیں، غریب بھی ہیں، بادشاہ بھی ہیں، فقیر بھی ہیں، تاجر بھی ہیں، ملازم بھی ہیں۔ مختلف قسم کے لوگ ہیں یا نہیں؟ (ہیں) اب ساری دنیا کو مخاطب کر کے کون کہے، اے لوگو! مشرق و مغرب کے رہنے والو! شمال و جنوب کے رہنے والو! تم میرے پیچھے چلو۔ کون کہے؟ ایک انسان کی زندگی اپنے مخصوص ماحول کی وجہ سے دوسرے کے لئے نمونہ نہیں ہو سکتی۔ اب ساری دنیا کو مخاطب کر کے کون کہے کہ اے لوگو! آؤ میرے پیچھے چلو۔ جب کوئی شخص کہے گا تو دنیا کہے گی کہ ساری دنیا کو اپنے پیچھے آنے کا سبق دینے والے ذرا اپنی سیرت کی چادر پھیلا۔ کیا اس کی لپیٹ میں ہر کوئی آ سکے گا؟ اگر ہر کوئی نہیں آ سکتا تو ساری دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ نہیں۔ سب کے لئے اسوۂ حسنہ اور نمونہ وہ ہے کہ جس کی سیرت کی چادر اتنی وسیع ہو کہ ساری کائنات اس کی لپیٹ میں آ جائے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت ہمیشہ مسلمانوں کی ہی ہوتی ہے یا کافروں کی بھی۔ (کافروں کی بھی) اگر حکومت کافروں کی ہے۔ اقتدار کفر کا ساتھ دے رہا ہے۔ مسلمانوں کی اپنی حکومت نہیں تم کافروں کی سلطنت میں رہ رہے ہو۔ جس طرح ہم انگلینڈ میں رہتے ہیں حکومت کن کی؟ (کافروں کی) مسلمانو! اگر تم ایسے ملک میں رہتے ہو جہاں اقتدار کفر کے ہاتھوں میں ہے۔ تم نے زندگی کس طرح بسر کرنی ہے؟ تو تم مکین مکہ کو دیکھو کہ جب اقتدار کافروں کے پاس تھا تو محمد عربی ﷺ مکین مکہ نے تیرہ سال کس طرح زندگی بسر کی اور اگر خدا نے عزت کا تاج تمہارے سروں پر رکھ دیا تو تاجدار مدینہ کو دیکھو۔ ہے وہی ایک ہستی مکین مکہ اقتدار کفر کے پاس۔ تاجدار مدینہ اقتدار مصطفیٰ کے پاس۔ اگر تم ایسے ملک میں ہو کہ غیروں کے رحم و احسان پر ہو تو مکین مکہ کو دیکھو۔ حکومت تمہاری ہے تو تاجدار مدینہ کو دیکھو۔ علماء کرام تم مبلغ ہو۔ تمہارا واسطہ پڑتا ہے مخالفین سے۔ تم نے کس طرح کام کرنا ہے، تو طائف کے مبلغ کو دیکھو جس کے خون کے قطرے بہہ رہے ہیں مگر دعا نکلتی ہے۔ "اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" یا اللہ! انہیں ہدایت دے۔ یہ مجھے جانتے نہیں۔ لیکن مقام تبلیغ اور ہے، جہاد اور ہے۔ اگر مقام جہاد پر آؤ تو والئی بدر کو دیکھو کہ بدر میں کھڑا کس طرح کفر کے مقابلہ پر ڈٹا ہوا ہے اور صرف لڑنا ہی نہیں صلح کرنی ہو تو حدیبیہ کے مقام پر صلح کرنے والے کو دیکھو اور اگر تمہاری شادی نہیں ہوئی۔ تم مجرد ہو تو مکہ کے پچیس سالہ جوان کو دیکھو جس کی بے داغ جوانی پر کوئی غیر بھی انگلی نہیں اٹھا سکا اور اگر تم شادی شدہ ہو بیوی عمر میں بڑی مل گئی ہو تو خدیجہ ؓ کے خاوند کو دیکھو۔ چھوٹی مل گئی تو عائشہ صدیقہ ؓ کے خاوند کو دیکھو اور اگر تم تاجر ہو تو مکہ کے اس تاجر کو دیکھو کہ شام تک جس کی امانت کی داستانیں پھیلی ہوئی ہیں، شرکت داروں کو دیکھنا ہو تو خدیجۃ الکبریٰ ؓ کے شراکت دار کو دیکھو۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

دنیا نے فاتح مکہ جیسا فاتح نہیں دیکھا

اور اگر تم نے فاتح کو دیکھنا ہے تو مکہ کے فاتح کو دیکھو کہ کس طرح حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ کیسے داخل ہوئے؟ جب نکلے تھے مکہ سے تو ساتھ ایک تھا اور جب دوبارہ آئے تو ساتھ کتنے؟ (دس ہزار) اللہ تعالیٰ نے فتح دی اور حضور ﷺ نے سر جھکا دیا اور اس لئے حضور ﷺ نے سر جھکایا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ محمد ﷺ کو غرور آ گیا۔ دنیا نے انتقام لینے والے تو بڑے بڑے دیکھے لیکن فاتح مکہ جیسا فاتح کوئی نہیں دیکھا۔ جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پرانے دشمن حطیم کعبہ میں پناہ لے رہے ہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں کہ جن کے ذمہ بدر کے شہداء کا خون ہے۔ ان میں وہ بھی ہیں کہ جو احد میں حضور ﷺ کے دانت گرانے والے اور مسلمانوں کو شہید کرنے والے ہیں۔ لیکن آج سارے مجرم وہاں جمع ہیں اور حضور ﷺ وہاں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے۔

اور حضور ﷺ کا رعب اور دبدبہ کتنا تھا، آج جب حضور ﷺ آئے داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ سارے بلال ہی نہیں۔ خالد بن ولید جیسے بھی ہیں۔ ابو عبیدہ جیسے بھی ہیں۔ سعد بن ابی وقاص جیسے بھی ہیں۔

دشمنوں کو دیکھ رہے ہیں لیکن مجال ہے کہ کسی صحابی کی تلوار یا ہاتھ کسی مجرم کے خلاف اٹھے۔ اطمینان سے دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ کیا کہتے ہیں؟ حضور ﷺ کی طرف انتظار ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کا ضبط۔ حضور ﷺ کا کنٹرول اپنی قوم پر کتنا تھا تو جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ وصیت لکھنے کے لئے قلم دوات بھی نہیں دے رہے۔ وہ ذرا سوچیں کہ پیغمبر کا کنٹرول اور ضبط اتنا کہ جب مکہ میں داخل ہوئے، سارے مشرکین جو مقابل تھے اور جو مجرم تھے وہ پناہ لے رہے ہیں اور حضور ﷺ کے ساتھ ہزارہا صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ بڑے بڑے جرنیل اور فاتح پرچم کشا بھی ہیں۔ لیکن کسی کی انگلی بھی کافر پر نہیں اٹھی۔ دیکھ رہے ہیں حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ مجرموں کو بھی پتہ ہے کہ ہم پر انگلی اٹھانے والا کوئی نہیں، ہوگا وہی جو حضور ﷺ فرمائیں گے۔

نظر آئے شاہ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم وہ گدا کہ تو نے عطاء کیا جنہیں دماغ سکندری

حضور ﷺ کی نگاہ اٹھتی ہے۔ فرماتے ہیں میں وہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ اس سیرت پر قربان جائیں۔

داستان حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

”لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنه“ اے دنیا کے رہنے والے انسانو! تمہارے لئے چھوٹے اور بڑے انسانو! بادشاہو اور فقیرو! شہنشاہو اور رعایا کے لوگو! لڑنے والو! اور صلح کرنے والو! خطیبو اور مجاہدو! تم سب کے لئے تم زندگی کے جس دائرہ سے تعلق رکھتے ہو اس پیغمبر ﷺ کی سیرت کی وسیع چادر ساری کائنات کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ الحمد للہ کہ آج اس آقا کو خراج تحسین ادا کرنے کے لئے اور اس کی سیرت کا ذکر کرنے کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے، مبارک ہیں وہ جو سردی کے موسم میں جم کر بیٹھے کہ اپنے آقا کی سیرت سنیں اور خراج تحسین ادا ہو اور مبارک ہیں وہ جنہوں نے اس کا اہتمام کیا تو یہ دن یہ موقع یہ مجلس روز روز نہیں آتیں۔ میں نے چند ابتدائی باتیں کہیں اور آخری بات جو میں نے اول کہی تھی کہ باتیں تو بہت سی کہنی تھیں۔ لیکن وقت نے مہلت نہ دی۔ یہ کہہ کر آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

”وما علينا الا البلاغ“ •

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت مولانا منیر احمد صاحب مدظلہ

موضوع:

عالم برزخ

مقام: بھیں ضلع چکوال ۲۰۰۲ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد!

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم… بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔ وقال النبی ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین

(درود شریف)

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ رب زدنی علما وارزقنی فھما

آپ حضرات بھی درود پاک بلند آواز سے پڑھ لیں۔

تمہید

میری مثال آپ یوں سمجھ لیں جیسے ایک ماں اپنے بیٹے کو سفر پر جب بھیجنے لگتی ہے تو وہ سوچتی ہے کہ میرے بیٹے کو سفر میں کس کس چیز کی ضرورت پیش آسکتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ اس کو راستے میں بھوک لگے گی روٹی پکا کر باندھ دی۔ اس نے سمجھا راستے میں کپڑے کی ضرورت ہوگی، سردی ہوگی تو اس نے کپڑا بھی رکھ دیا سامان میں۔ اس کو محسوس ہوا کہ راستے میں پانی پینے کی ضرورت ہوگی تو ساتھ گلاس بھی رکھ دیا۔ اس نے محسوس کیا کہ بیٹا نمازی ہے نماز پڑھنی ہو گی تو اس نے ساتھ جائے نماز رکھ دی۔ ماں کو احساس ہوا کہ میرا بیٹا سفر میں جا رہا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ایک جوڑا کفایت نہ کرے راستے میں کہیں کپڑے بدلنے ہوں تو اس نے دو تین جوڑے ساتھ رکھ دیئے۔ ماں سوچتی ہے کہ یہ چیز بھی پیش آسکتی ہے۔ یہ ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔ وہ ساری جمع کر کے گٹھڑی باندھ کر بیٹے کو دی کہ لے بیٹے اب تو سفر میں جا۔ میں بھی ایک مسئلہ سمجھانے کے لئے کچھ علمی سفر شروع کر رہا ہوں تو مجھے بھی اندازہ ہے کہ آگے جا کر میرے ان پیارے دوستوں کو ان چیزوں کی ضرورت پیش آسکتی ہے اور مسئلہ سمجھنے کے لئے یہ یہ چیزیں ضروری ہیں۔ اگر یہ نہ سمجھی جائیں تو آگے جا کر الجھن پیدا کر سکتی ہے۔ اس لئے میں وہ سمجھا کر پہلے ہی وہ الجھنیں دور کر دینا چاہتا ہوں۔

قبر کی تعریف

پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس پر غور کر لیں کہ قبر کسے کہتے ہیں۔ یاد رکھئے بڑی معتبر کتاب مفردات القرآن امام اصفہانی کی جنہوں نے قرآنی مفردات کی وضاحت کی وہ قبر کا معنی یہ کرتے ہیں۔ ''القبر مقر المیت'' قبر کا معنی ہے میت کی جائے قرار۔ جہاں میت جا کر ٹھہرے اس جائے قرار کا نام قبر ہے۔ میں کچھ باتیں بتاؤں گا۔ کچھ پوچھوں گا، کچھ سناؤں گا، کچھ سنوں گا۔ میت کا لفظ جب ہم بولتے ہیں تو وہ روح ہوتی ہے یا جسم؟ روح کو بھی کسی نے کبھی میت کہا؟ ہم جو کہتے ہیں کہ میت کو غسل دینا ہے وہ روح ہوتی ہے یا جسم؟ جواب دو؟ (جسم) ہم کہتے ہیں میت کو کفن دینا ہے وہ روح ہوتی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے یا جسم؟ (جسم) ہم کہتے ہیں میت کو اٹھانا ہے کہ جی میت کے لئے چار پائی لے آئیں تو وہ پھر روح ہوتی ہے یا جسم؟ (جسم) "مقر المیت" کا معنی ہوگا "مقر الجسم" مطلب یہ ہے کہ جو جسم کی جائے قرار ہے اس کا نام قبر ہے۔

میت کی جائے قرار

اب آگے ایک بات اور۔ جسم خواہ اسی اصلی شکل میں ہو اور یا یہ جہاں جا کر قرار پکڑے اس کی جو جائے مدفن ہے یا اس کو بے شک تخت کے اوپر رکھ دیں، وہیں پڑا رہے۔ غرض جہاں یہ جسم اپنی اصل شکل میں قرار پکڑے وہ اس کی جائے قرار قبر ہے اور اگر یہ جسم اپنی اصلی حالت پر نہ رہے بلکہ مٹی میں جا کر مٹی بن جائے جلا کر راکھ بنا کر اس کو دریا میں ڈال دیں اور کچھ ہوا میں اڑا دیں یا درندے کھا جائیں تو آپ بھی سمجھتے ہیں کہ اس جسم کے یہ اجزاء مٹی کی شکل میں ہوں راکھ کی شکل مین ہوں یا درندے کا جزو بدن بن کر کچھ اس کا حصہ بن جائے، کچھ فضلہ بن کر خارج ہو جائے، جہاں جہاں بھی یہ اجزاء جائیں کہیں جا کر یہ ٹھہریں گے کہ نہیں؟ تو جہاں جا کر یہ اجزاء قرار پکڑیں گے وہ قبر ہے۔ اب آپ بتائیں کہ کوئی ایسا جسم ہے کہ جس کو موت آئی ہو اور اس کو قبر نہ ملی ہو۔ ہو سکتا ہے کوئی یہ جسم اگر دفن کیا گیا تو اس کو یہ قبر مل گئی پھر مٹی میں جا کر اگر یہ خاک بن گیا اور مٹی کے ساتھ مٹی بن گیا تو وہ ذرات جہاں جہاں ہیں، وہ اس کے لئے قبر ہے۔ اگر درندے نے کھا لیا تو جہاں جہاں اجزاء پہنچے وہ قبر ہے۔ راکھ بنا کر کچھ دریا میں بہا دی کچھ ہوا میں اڑا دی ہو اور یہ ذرات جہاں ہوا میں ہیں اور جہاں فضاء میں ہیں، وہ اس کے لئے قبر اور جہاں دریا میں بہا یا وہ ذرت جہاں جا کر لگے وہ اس کے لئے قبر۔ تو آپ بتائیں کوئی ایسی میت ہے کوئی ایسا فوت شدہ ہے جس کو قبر نہ ملے؟ ہر ایک کی قبر ہے اب آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں کہ جناب یہ جو آپ نے کہا مقر الجسم یہ ہے قبر تو اس کے اوپر اتنے دلائل، اتنے دلائل اہلسنت والجماعت کے پاس کہ اگر وہ سارے دلائل سنانے شروع کر دیے جائیں تو یہ سارا وقت اسی میں کھپ جائے۔

قرآن سے دلیل

قرآن کریم میں ہے کہ نبی علیہ السلام کو حکم دیا گیا۔ "ولا تقم علی قبرہ" منافق کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھئے اور اس کی قبر پر کھڑے بھی نہ ہوئے۔ "ولا تقم علی قبرہ" اس کی قبر پر کھڑے بھی مت ہوں تو یہ جو کہا جاتا ہے سجین علیین، سجین علیین تو کیا آپ بھی سجین میں جا کر کھڑے ہوتے یا علیین میں جا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ یا اسی قبر پر جا کر کھڑے ہوتے ہیں تو اسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے ہیں۔ "اذا القبور بعثرت" جب قبریں اکھڑیں جائیں گی قیامت قائم ہوگی قیامت قائم ہونے کے بعد یہ قبریں اکھیڑیں جائیں گی تو سجین علیین اکھیڑا جائے گا یا یہ زمین والی قبریں اکھیڑیں جائیں گی۔ (یہ زمین والی) "واذا القبور بعثرت، وان اللہ یبعث من فی القبور افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور"

جہاں میت کا جسم ہو وہی اس کی قبر ہے

اچھا بھائی! ہمارے دوست تو یہ آیت عام طور پر پڑھا کرتے ہیں۔ "وما انت بمسمع من فی القبور" جب یہ آیت پڑھتے ہیں اس وقت یہ بھی کہتے ہیں۔ یہی قبر ہے یا یہ سجین علیین والی مراد لیتے ہیں؟ جب یہ آیت پڑھتے ہیں اس وقت یہ بھی کون سی قبر مراد لیتے ہیں؟ یہی زمین والی قبر۔ اس وقت اصلی ٹھکانے پہ آ جاتے ہیں تو قرآن کی ان آیتوں نے کیا بتایا کہ قبر سجین علیین کا نام ہے یا جہاں جسم پڑا ہوا ہے اس کا نام ہے؟ جہاں جسم پڑا ہوا ہے قبر اس کا نام ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نبوی ﷺ سے دلیلیں

اسی طریقے سے احادیث رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جائے اس سے بھی یہ پتہ چلتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اذا وضع المیت فی قبرہ'' جب میت کو قبر میں رکھا جائے تو آپ اسی زمین والی قبر میں رکھ کے آتے ہیں یا سجین علیین میں؟ اسی قبر میں رکھ کے آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جو قبر کی کھدائی کرنے والے ہیں، ان کے لئے بھی آپ نے خوشخبری بتائی۔ ''من حفر قبراً بنا اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ'' جس نے ہمدردی کی، خیر خواہی کی ''حفر قبراً'' جس نے قبر کھودی اس کے لئے جنت میں گھر بن گیا۔ اب یہ جو قبر کھودی جاتی ہے تو یہ کسی یا اوزار لے کر یہ علیین کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ سجین کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ کہیں اوپر چلے جاتے ہیں؟ زمین سے نیچے اتر جاتے ہیں یا اسی زمین میں کھدوائی کرتے ہیں؟ تو نبی پاک ﷺ کی احادیث نے کیا بتایا؟ قبر کس چیز کا نام؟ بتائیں۔ زمین والی جگہ جہاں جسم جا کر قرار پکڑتا ہے وہی اس کے لئے قبر ہے اور یہ جو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجداً'' (مفہوم) اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا وہ سجدہ گاہ وہ وہاں سجین علیین پر جا کر بنایا تھا یا یہیں زمین والی قبر پر؟ اتنے دلائل کافی ہیں یا اور دوں، سمجھ آگئی بات؟ اب یاد رکھئے۔

بعض لوگ جو ثواب و عذاب قبر کے منکر تھے معتزلہ، انہوں نے شک و شبہ میں ڈالنے والی باتیں کیں کہ تم جو کہتے ہو عذاب قبر، عذاب قبر، عذاب قبر تو اسی کو ہوگا جس کو قبر ملی اور جس کو جلا دیا جس کو مٹی کھا گئی، جس کو درندہ کھا گیا، اس کو تو قبر ہی نہیں ملی تو اس کے لئے عذاب قبر کیسے؟ ثواب قبر کیسے؟ اس قسم کی شک شبے والی بات کی تو اب ان کو جواب دینے کے لئے دو طریقے اختیار کئے گئے۔ ایک طریقہ تو وہ اختیار کیا گیا جو ابھی میں نے آپ کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب دینا ہے یا ثواب دینا ہے تو وہ اس جسم کا محتاج نہیں۔ وہ اس ڈھانچے کا محتاج نہیں۔ وہ جیسے اس جسم کے اندر حیات پیدا کر سکتا۔ وہ اس طریقے سے اس جسم کے ذرات کے اندر بھی حیات پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ایک ذرے کو وہ جانتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں انسانوں کو ملا کر راکھ کر دیا جائے۔ اللہ جانتا ہے کس کا ذرہ کون سا ہے؟ وہ اسی ذرے میں جو عذاب کا مستحق ہے، عذاب پہنچائے گا، ثواب کا مستحق ہے، ثواب پہنچائے گا۔ ہمارے بعض علماء نے تو یہ جواب دیا اور بعض نے یہ جواب دیا کہ یہ تمہارا طریقہ ہی غلط ہے کہ ان کو قبر نہیں ملی۔ اس لئے کہ قبر ہر ایک کو ملتی ہے کہاں ملتی ہے؟ عالم برزخ میں اور عالم برزخ یہ بڑا وسیع میدان ہے۔ چلو زمین میں ان کو قبر نہیں ملی لیکن یہ جو پورا عالم برزخ ہے۔ کہیں نہ کہیں تو ان کی قبر ہے۔ انہوں نے یہ جواب دیا لیکن سمجھنے والوں نے سمجھا کہ جناب قبر عالم برزخ ہے، حالانکہ ان کا مقصد یہ تھا ان کی قبر کہیں نہ کہیں عالم برزخ میں ان کی قبر ہے۔ عالم برزخ جس طرح کہ عالم دنیا یہ صرف بستی بھیں کا نام نہیں۔ چکوال کا نام نہیں۔ سرگودھا کا نام نہیں۔ عالم دنیا نہیں اس سے دنیا کا کوئی گوشہ خالی نہیں۔ سارا آ گیا تو عالم برزخ مطلب ہے، خواہ ان کو زمین والی قبر نہیں ملی لیکن عالم برزخ جو ایک وسیع جہان ہے ان کی قبر کہیں نہ کہیں تو ہوگی تو جہاں ان کی قبر جہاں ذرات ان کے ہوں گے وہی ان کی قبر۔ وہیں پر عذاب کے مستحق ہیں تو عذاب ہوگا ثواب کے مستحق ہیں تو ثواب ہوگا لیکن ہمارے کچھ لوگوں کو دھوکہ لگا اور انہوں نے یہ سمجھا قبر نام ہی عالم برزخ کا ہے۔ بڑی وڈی قبر بن گئی عالم برزخ، قبر چھوٹی جئی۔ اے تے بڑی وڈی قبر بن گئی، کیا پورا عالم برزخ تو قبر نہیں بلکہ قبر عالم برزخ میں ہے، یہ بات سمجھ گئے۔

اگر یہ سمجھ گئے ہوں تو پھر میں دوسری بات شروع کروں۔ جزاک اللہ!

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عالم تین ہیں

دوسری بات یہ ہے میرے پیارو عالم تین ہیں۔ ایک تو یہ عالم دنیا جو عالم مشاہد عالم محسوس عالم شہادت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، اسے کہتے ہیں عالم دنیا۔ ایک ہے عالم آخرت جب قیامت قائم ہوگی اس کا نام عالم آخرت ہے۔ لیکن جب دنیا کی زندگی یہاں ختم ہو جاتی ہے، اس سے لے کر پھر قیامت والے دن قبروں سے اٹھنے تک یہ جو درمیان کا عرصہ ہے۔ درمیان کا زمانہ ہے اس کو کہتے ہیں عالم برزخ "ومن وراءھم برزخ الی یوم یبعثون" کہ جب یہ دنیا کی زندگی ختم ہوگی تو پھر اس کے آگے "الی یوم یبعثون" وہ اٹھنے والے دن تک جب قبروں سے اٹھیں گے، اس وقت تک "من وراءھم برزخ" برزخ ہے درمیان میں جو ایک موت ہے۔ درمیان میں جو ایک جہان ہے اس کا نام ہے عالم برزخ ہے تو کتنے ہو گئے عالم؟ عالم دنیا، عالم برزخ، عالم آخرت۔

یہ بات بھی آپ کو سمجھ آ گئی۔ ایک قدم اور آگے بڑھالیں۔ یاد رکھنا۔

ان کے احکام جدا جدا ہیں

یہ جو تین عالم ہیں، ان کے احکام جدا جدا ہیں۔ عالم دنیا کے احکام اور ہیں، علم برزخ اور عالم آخرت کے احکام اور ہیں۔ یہ جو عالم دنیا ہے۔ یہ ہے دار العمل، یہ ہے "دار التکلیف" عالم برزخ وہ چھوٹا دار الجزاء عالم آخرت وہ بڑا دار الجزاء۔ اگر کسی نے اپنی اس دنیا والی زندگی کے اندر کچھ کمائی کر لی۔ کچھ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر لیا وہ تو عالم برزخ میں بھی کام آئے گا، عالم آخرت میں بھی کام آئے گا۔ یہاں کچھ نہیں کمایا تو قبر میں جا کر کہے میں کچھ کمائی کر لوں تو اب وہ وقت گزر چکا وہاں پر کئے کا بدلہ تو سامنے آئے گا۔ لیکن قبر میں تھوڑا۔ حشر میں زیادہ تو یہ عالم دنیا کیا ہے؟ دار العمل اور دار التکلیف کہ اللہ نے ہمارے اوپر کچھ ذمہ داری ڈالی ہے یہ کرو۔ یہ نہ کرو۔ یہ ذمہ داریاں ڈال دیں اور یہ عالم برزخ اور عالم آخرت یہ دونوں دار الجزاء ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ "اذا مات ابن آدم انقطع عملہ" ابن آدم جب فوت ہوتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ یعنی اب اس کے اپنے عمل کا جو کھاتا ہوتا ہے وہ بند ہو جاتا ہے۔ اب جو کچھ کیا تھا اس کے آگے بدلہ شروع ہے۔ اب کرنے کا وقت نہیں۔ کئے ہوئے کے بدلہ لینے کا وقت ہے۔ جیسے کیا ویسے بدلہ ایک تو ہے یہ فرق۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ عالم دنیا میں یہاں تک یہ عالم مشاہد ہے۔ یہ عالم محسوس ہے، محسوس سمجھتے ہیں؟ دو کانوں سے سنتے ہیں، زبان سے چکھتے ہیں، آنکھوں سے دیکھتے ہیں، پاؤں سے خود چل کر جاتے ہیں۔ یہ فاصلہ کتنا قریب ہے، دور ہے۔ یہ سارا کچھ ہمارے مشاہدے میں ہے۔ یہ عالم محسوس ہے تو بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کو ہم خود محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے اپنے تجربات سے گزرتی ہیں۔ اللہ نے حواس دیئے ہیں، ان حواس کے ذریعے سے ہم خود ان کا ادراک کرتے ہیں تو یہ عالم محسوس یہ عالم الشہادۃ یہ عالم مشاہد ہے۔

عالم برزخ کے حقائق کو عقل کے ذریعے سے نہیں مانا جا سکتا

لیکن عالم برزخ یہ جو درمیان والی موت ہے کہ آپ بتائیں کہ جو قبر سے نیچے اتر گیا اور وہاں جو کچھ ہوتا ہے آپ کے پاس وسائل ہیں کہ آپ دیکھ سکیں۔ اس کے ماننے نہ ماننے کا تعلق۔ وہ یاد رکھنا! ہمارے حواس پر موقوف نہیں۔ وہ موقوف ہے پیغمبر کے بتانے پر۔ اگر عالم برزخ کے حقائق کو مانا جا سکتا ہے تو عقل کے ذریعے سے نہیں مانا جا سکتا؟ وہ حواس کے ذریعے سے نہیں مانا جا سکتا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بلکہ ایمان بالغیب کی قوت سے مانا جاسکتا ہے

وہ جو مومنین کی پہلی صفت ہے۔ ''الذین یؤمنون بالغیب'' اس کو ایمان بالغیب کی قوت کی بناء پر مانا جاسکتا ہے اور جس میں جتنا ایمان بالغیب زیادہ ہوگا۔ ان حقائق کو وہ اتنا زیادہ مانے گا اور جس کے اندر جتنا یہ ایمان بالغیب کمزور ہوگا وہ ماننے کی بجائے کوشش کرے گا کہ نہیں، اس کو بھی وہ اپنے عالم محسوس کی طرح حواس کے تحت لائے۔ شعور کے تحت لائے۔ وہ ان کو محسوسات کی طرح بنا کر مانے گا۔ اگر وہ اس کے محسوسات کے تحت آتا ہے، شعور کے ساتھ وہ حقائق آتے ہیں، مانے گا۔ اس کے شعور کے تحت عقل کے تحت اس کی سمجھ میں اگر وہ بات نہیں آتی تو چونکہ ایمان بالغیب کی طاقت کمزور ہے۔ وہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ یہ بات بھی سمجھ آگئی۔ اب نبی علیہ السلام نے بتایا آپ ﷺ نے فرمایا۔

جس کو عذاب ہوتا ہے اس کی قبر کے اندر بچھو ہوتے ہیں۔ اس کی قبر کے اندر سانپ ہوتے ہیں۔ اس کی قبر کے اندر آگ ہوتی ہے۔ اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے یا فراخ ہو جاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ عالم برزخ کی ہیں کہ آپ ان کو دیکھ کر ماننے کی کوشش کریں۔ نہیں جب پیغمبر نے بتا دیا ہمیں کچھ نظر آئے یا نہ آئے اور ہم وہاں پر کچھ محسوس کریں یا نہ کریں۔ ہمارے ایمان بالغیب کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارا پیغمبر سچا اس کی یہ خبر سچی۔ سمجھ آگئی یہ بات؟ اب جو آدمی یہ کہتا ہے کہ جی ہم نے تو قبر میں کچھ دیکھا ہی نہیں۔ ہمیں تو قبر میں کبھی کچھ نظر آیا ہی نہیں۔ جو یہ کہتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا پیغمبر کی صداقت پر ایمان مشکوک ہے پورا اس کو یقین نہیں اس لئے وہ شک شبے میں پڑ گیا۔ گویا کہ اس کا ذہن یہ ہے کہ جیسے ہم دنیا کی چیزیں آنکھ سے دیکھ کر مانتے ہیں۔ ان کا ذہن یہ ہے کہ عالم برزخ کی چیزیں بھی ایسی ہونی چاہئے؟ وہاں پر وہ بچھو وہ سانپ وہ آنکھوں سے نظر آئیں گے تو مانیں گے۔ نظر نہیں آئیں گے تو نہیں مانیں گے۔ لیکن یہ بات ان کی پاگل پن والی ہے۔ اس لئے کہ یہ محسوسات یہ جہان عالم دنیا ہے۔ یہاں کی چیزیں حواس کے ذریعے مانی جائیں گی۔ علم برزخ اور وہاں کے حقائق وہ عالم برزخ کا مطلب یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ حقائق پردے میں رکھ دیئے۔ اس لئے ان کو حواس کے ذریعے نہیں مانا جاسکتا۔ ان کو مانا جاسکتا ہے ایمان کی قوت کے ساتھ۔ (درود شریف پڑھ لیں)

عقلی دلیل

میرے بھائی! پھر یہ بات بھی غلط ہے کہ وہی چیز مانی جائے گی جو نظر آئے ہم تو یہاں دنیا کے اندر دیکھتے ہیں کہ بہت سی چیزیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں لیکن ہم ان کو مانے بیٹھے ہیں۔ ہم ان کو مانتے ہیں اور اتنے یقین کے ساتھ مانتے ہیں کہ اگر ہمیں کوئی جھٹلانا چاہے تو ہم کبھی بھی اپنا جھوٹ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہم کہیں گے تو جھوٹا ہم سچے۔ مثلاً آپ کے سر میں درد ہے۔ آپ ڈاکٹر کے پاس گئے، ڈاکٹر صاحب میرے سر میں درد ہے۔ مجھے دوائیں دیں۔ ڈاکٹر صاحب اگر یہی ان لوگوں والا فلسفہ اختیار کرلیں کہ مجھے ذرا درد دکھاؤ۔ دکھائے گا تو مانوں گا کہ واقعی درد ہے اور جب تک درد مجھے نظر نہیں آئے گا، نہ میں درد مانوں گا نہ دوائی دوں گا۔ یہ تڑپ تڑپ کر مر جائے گا نہ درد دکھا سکتا ہے نہ دوائی لے سکتا ہے۔ ہے کہ نہیں؟ تو درد والے کو بھی صرف یہ ایک احساس ہے۔ ورنہ خود اس نے درد دیکھا آنکھوں سے دیکھا۔ درد کی آواز کانوں سے سنی، درد کو ہاتھ لگایا زبان سے چکھا؟ کچھ بھی نہیں۔ لیکن اگر کہیں تو جھوٹ بولتا ہے کوئی درد نہیں۔ اس لئے کہ ہمیں نظر نہیں آرہا۔ نہ تجھے نظر آرہا ہے تو جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ کیا کہے گا میں مر رہا ہوں اور تو کہتا ہے درد نہیں۔ وہ بھی یقین سے کہتا ہے مجھے درد ہے۔ لیکن اس نے درد کو دیکھا؟ ڈاکٹر نے دیکھا۔ ڈاکٹر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بھی اس کو دوائی دے گا اس پر اعتماد کر کے اس کو درد محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن وہ درد دیکھ نہیں سکتا۔ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ مانے بیٹھا ہے وقت کم ہے۔ اس لئے میں اس ایک مثال پر اکتفاء کرتا ہوں۔

عالم دنیا کے آلات سے عالم برزخ کے حقائق کا ادراک نہیں کیا جاسکتا

کیڑا آپ کو نظر نہیں آتا۔ ہاں! اگر آپ دوربین لگالیں یا خوردبین لگالیں اور اس کے ساتھ آپ دیکھیں تو اتنے بڑے بڑے کیڑے آپ کو نظر آئیں گے کہ آپ کا دل ہی نہیں چاہے گا کہ میں پانی پیوں۔ ڈاکٹر سے پوچھ کر دیکھیں؟ لیکن یہاں کچھ نظر آرہا ہے؟ ہاں! جب خوردبین لگائی تو اس کے اندر بڑے بڑے کیڑے نظر آئے اور وہ اتنے ضروری ہیں، وہ نہ ہوں تو یہ پانی زہر ہے۔ لیکن ہمیں نظر نہیں آرہے اور جب دوربین یا خوردبین لگائی تو پھر نظر آنے لگے۔

میرے پیارو! عالم برزخ کے حقائق دیکھنے کے لئے ان کے محسوس کرنے کے لئے وہ آلات اور چاہیں وہ عالم برزخ کے آلات چاہیں، عالم دنیا کے آلات سے عالم برزخ کے حقائق کا ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ حواس کی دنیا کے ساتھ عالم برزخ کی چیزوں کو محسوس نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں! عالم برزخ عالم آخرت کے اگر حواس مل جائیں وہاں کے آلات مل جائیں، پھر سب کچھ نظر آجائے گا۔ پھر بچھو بھی نظر آئیں گے۔ سانپ بھی نظر آئیں گے۔ قبر کی فراخی بھی نظر آئے گی۔ تنگی نظر آئے گی۔ پسلیاں آپس میں گھستی ہوئی بھی نظر آئیں گی۔ وہاں پر سب کچھ نظر آئے گا۔ عالم دنیا اور عالم برزخ، عالم آخرت ان کے آلات اور حواس کا اتنا فرق ہے کہ:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زیارت کا شوق

موسیٰ علیہ السلام نے یہاں دنیا کے اندر درخواست کی تھی۔ اے باری تعالیٰ! ہم کلام تو کئی مرتبہ ہوئے، اب ذرا زیارت بھی کرادو۔ شوق پورا کرنا چاہا تو کیا بنا۔ "خرّ موسٰی صعقاً" دیکھ سکے؟ برداشت کر سکے؟ ایک جھلک برداشت نہ کر سکے۔ لیکن جب قیامت کا دن ہوگا، اللہ تعالیٰ سب کو جنت جانا نصیب کرے، جنت میں پہنچ جائیں گے وہاں ایک مرتبہ نہیں پیغمبر کی بات نہیں، بڑے اولیاء اللہ کی بات نہیں بلکہ ایک عام مومن کو جنت میں پہنچنا نصیب ہو جائے تو وہ بھی پھر اللہ کا کئی کئی بار دیدار کرے گا۔ پتہ چلا کہ جو عالم برزخ عالم آخرت کے حقائق ہیں اور وہاں کی اشیاء ہیں۔ ان کو عالم دنیا کے حواس کے ساتھ ادراک نہیں کیا جاسکتا۔ ان کو نہیں دیکھا جاسکتا۔ ہاں! وہاں کے آلات مل جائیں تو پھر سب کچھ نظر آجائے گا۔ یہ بات آپ لوگوں کو سمجھ میں آگئی۔ اب ایک قدم اور آگے میں بڑھتا ہوں۔

عالم دنیا میں حیات اور موت برحق

میرے بھائی! عالم دنیا اس کے اندر حیات بھی برحق اور موت بھی برحق۔ جس کو یہاں زندگی ملی اس کو موت بھی یہاں آئے گی۔ یہاں پر حیات بھی ہے اور دنیا میں موت بھی ہے۔ کوئی ایک اس دنیا کے اندر ایسا انسان نہیں کہ جس پر زندگی ہی زندگی رہے۔ موت اس کے اوپر نہ آئے جو بھی یہاں آیا جس طرح زندگی لے کر آیا موت بھی ساتھ لے کر آیا۔ جب زندگی کا پیریڈ ختم ہوگا موت سر پر کھڑی ہے، آخر موت آنی ہے۔ "کل نفس ذائقة الموت. کل شیء فان" ہر چیز پر فنا آنی ہے تو یہاں کی حیات بھی برحق، موت بھی برحق اور عالم آخرت میں وہاں زندگی ہے موت نہیں ہے۔

عالم برزخ کے درمیان زندگی بھی اور موت بھی ہے

عالم برزخ کے درمیان زندگی بھی ہے اور موت بھی ہے، وہ کیسے؟ دنیا کا چونکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ یہاں کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

زندگی اور موت ہے۔ عالم برزخ میں وہاں پر مشاہدے سے نہیں پیغمبر ﷺ کی باتوں پر یقین کر کے ایمان لا کر وہاں پر یہ بات ماننی ہوگی۔

نقلی دلیل: پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں۔ میت کو جب قبر کے اندر رکھا جاتا ہے تو (حدیث ہے) "تعاد روحه في جسده" اس کی روح اس کے جسم کے اندر لوٹا دی جاتی ہے۔ لوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی روح کا اس کے جسم کے ساتھ تعلق پیدا کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ منکر نکیر سوال و جواب کرتے ہیں۔

عالم دنیا اور عالم برزخ کی حیات وموت کی کیفیت میں فرق

جب سوال و جواب ہو جاتا ہے تو اس کے بعد پھر کیا ہوتا ہے۔ پھر اس کے اوپر ایک موت آتی ہے لیکن وہ موت کیسی؟ وہاں کی حیات کیسی؟ اور دنیا کی حیات اور دنیا کی موت یہ کیسی؟ اب یہ بات سمجھیں یہ جو دنیا کی حیات اور دنیا کی موت ہے۔ اس کی کیفیت اور ہے اور جو عالم برزخ یعنی قبر کے اندر حیات اور موت ہے۔ اس کی کیفیت اور ہے۔ عالم دنیا کے اندر حیات یہ ہے کہ روح جسم کے اندر آ جائے تو حیات اور روح جسم سے نکل جائے تو یہ موت ہے۔ دنیا کی حیات اور موت اور ہے۔ روح پرواز کر گئی، روح نکل گئی۔ یہ کہتے رہتے ہیں ناں؟ یہ تو ہے دنیا کی حیات اور موت۔ قبر کے اندر حیات کیا ہے؟ روح اپنی جگہ پر ہے۔ اگر وہ جہنمی ہے تو سجین میں، جنتی ہے تو علیین میں۔ باغ و بہار میں روح اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس روح کا جسم کے یا اجزائے جسم کے ساتھ تعلق پیدا کر دیتے ہیں۔ اس تعلق کی وجہ سے جسم میں یا اجزائے جسم میں حیات پیدا ہو جاتی ہے تو وہاں کی حیات یہ بادخال روح نہیں بالتعلق روح ہے۔ روح کو جسم میں داخل نہیں کیا جاتا۔ روح اپنی جگہ پر لیکن روح کا جسم کے ساتھ تعلق و کنکشن قائم کر دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے جسم کے اندر یا اجزائے جسم میں حیات پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ تو ہے وہاں کی حیات اور وہاں کی موت کیا ہے؟

موت یہ ہے کہ سوال و جواب کرنے کے لئے جو روح کا تعلق ہوتا ہے، وہ قوی ہوتا ہے اور جب سوال و جواب ہو جاتا ہے تو پھر وہ تعلق کچھ کمزور ہو جاتا ہے۔ وہاں پھر صرف اتنا تعلق رہ جاتا ہے کہ اگر عذاب کا مستحق ہے تو عذاب کی تکلیف اس کو محسوس ہو سکے۔ ثواب کی لذت کا احساس کر سکے۔ بقدر احساس اللہ تعالیٰ اس کے اندر حیات باقی رکھتے ہیں، لیکن وہ مضبوط قوی درجے کا تعلق نہیں۔ اس کے اندر کمی آ جاتی ہے یہ کمی وہاں کی موت ہے۔ "کوئی گلاں اوکھیاں تے نئیں لگ رہیاں" سمجھ آ رہی ہیں؟ تو دنیا کی حیات وموت اور طریقے سے ہے۔ عالم برزخ کی حیات اور موت اور طریقے کی ہے۔ یہ سمجھ آ گئی بات؟

لیکن ایک بات ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جو قبر کے اندر حیات ہی حیات ہے، وہاں پر موت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب روح کا اجسام کے ساتھ تعلق پیدا کر دیتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے اجسام مقدسہ کے ساتھ یہ تعلق پیدا کر دیتے ہیں اور تعلق پیدا ہونے کے ساتھ وہ تعلق اتنا قوی ہوتا ہے، اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ جیسے پیغمبر یہاں دنیا کے اندر علم والا تھا۔ وہاں علم والا بن جاتا ہے۔ جیسے یہاں پورا ادراک تھا، وہاں پر بھی ادراک ہوتا ہے۔ جیسے یہاں پر پورا شعور تھا، وہاں پر بھی پورا شعور ہوتا ہے۔ جیسے یہاں پر ان کے حواس کام کرتے تھے، وہاں پر وہی جسم کے اندر حیات پیدا ہو جاتی ہے اور وہی حواس کام کرتے ہیں۔ کانوں سے سنتے ہیں، زبان سے جواب دیتے ہیں۔ یہ تعلق کی وجہ سے حیات تو پیدا ہو جاتی ہے اور پھر یہ حیات پیدا ہونے کے بعد قیامت تک یہی حیات (رہتی ہے) حتیٰ کہ قبر سے اٹھیں گے اسی حیات کے ساتھ اٹھیں گے۔ ان کے لئے پھر وہاں موت نہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے۔ آپ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت دنیا کے اندر مانتے ہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یا کہ نہیں۔ (آپ نبی علیہ السلام کی کتنی خصوصیات ہیں۔ اب یہ ایک مستقل باب ہے آپ کی خصوصیات ہیں۔ اسی طریقے سے عالم برزخ میں اور قبر کے جہان میں انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے۔ آپ ﷺ کے لئے وہاں پر حیات ہے) انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ ان کے لئے وہاں پر حیات ہے۔ موت ان کے لئے نہیں لیکن غیر انبیاء کے لئے وہاں حیات بھی ہے اور موت بھی ہے۔ یہ باتیں اگر آپ کو سمجھ آ گئی ہیں تو اب میں اپنے اصل مسئلے کی طرف آتا ہوں۔

جھگڑا کس بات میں ہے؟

اب میرے پیارے پہلے یہ سمجھیں جھگڑا ہے کس میں؟ جھگڑا دنیا کی زندگی اور دنیا کی موت میں نہیں۔ نبی علیہ السلام اور اسی طرح انبیاء کو اللہ نے دنیا میں زندگی بھی عطاء کی۔ جب اللہ کی طرف سے عطاء کی ہوئی زندگی پوری ہوگئی تو پھر یہاں دنیا کے اندر موت بھی آئی۔ اللہ نے قرآن کریم کے اندر پہلے ہی وعدہ کر دیا تھا۔

''انك ميت وانهم ميتون'' اللہ نے یہ خبر دے دی کہ آپ کے اوپر بھی موت کی گھڑی آنی ہے۔ ''انك ميّت وانهم ميّتون'' اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ یہ کون سی موت؟ دنیا والی یعنی دنیا میں آپ پر موت آنی ہے۔ ''كلّ نفس ذائقة الموت'' کون سی موت؟

دنیا والی۔ ''كلّ شيء فان'' یہ فنائیت کہاں؟ دنیا میں ''كلّ شيء هالك الا وجه'' یہ ہلاکت کہاں؟ دنیا میں! یہ جتنی بھی آیات ہیں ان سب کے اندر فنائیت، ہلاکت اس سے مراد یہاں دنیا میں ''اينما تكونوا يدرككم الموت'' کہاں؟ دنیا میں! یہ جتنی بھی آیات ہیں اور جتنی بھی احادیث مبارکہ ایسی ہیں جن کے اندر موت کا تذکرہ ہے، ان سے مراد دنیا کی موت ہے۔ نبی علیہ السلام کی جو دنیا کے اندر موت تھی وہ واقع ہو چکی۔ دنیا کے اندر اس میں کسی کو شک ہے؟ آپ نے تریسٹھ سالہ زندگی گزاری۔ تریسٹھ سال زندگی پوری ہونے کے بعد پھر موت آپ ﷺ کے اوپر آئی دنیا میں اس لئے دنیا کے اندر جو موت تھی وہ واقع ہو چکی۔ اس کے اندر کسی قسم کا جھگڑا نہیں۔ اس پر ممات کا عقیدہ رکھنے والے اور حیات کا عقیدہ رکھنے والے متفق ہیں کہ نبی علیہ السلام پر دنیا کے اندر موت آ چکی۔ اس لئے اس میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اس پر بھی جھگڑا نہیں کہ روح زندہ ہے۔ اس پر دونوں متفق ہیں کہ روح زندہ ہے، روح پر موت نہیں آئی۔ اس پر بھی سب کا اتفاق ہے تو دنیا کی موت متفق علیہ، روح کی زندگی بھی متفق علیہ اور بھئی جھگڑا کس میں ہے؟

جھگڑا جس بات میں ہے اس کی تفصیل

جھگڑا اس بات میں ہے۔ ہم جو حیات کا عقیدہ رکھنے والے ہیں، ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی موت دینے کے بعد پھر روح جہاں بھی ہے، رفیق اعلیٰ میں ہو، علیین میں ہو، جہاں بھی ہو نبی پاک ﷺ کی روح مقدسہ کا اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم انور کے ساتھ آپ کے جسد اطہر کے ساتھ تعلق پیدا کر دیا۔ باقی انبیاء علیہم السلام کے اجسام کے ساتھ بھی ان کی ارواح کا تعلق پیدا کر دیا اور اس تعلق کی وجہ سے حیات پیدا ہو گئی۔ کس میں؟ وہی جسم، جو جسم قبر کے اندر ہے دنیا والا جسم، اصلی جسم، وہی دنیا والا اصلی جسم، اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر حیات پیدا کر دی تو ہمارا عقیدہ۔ یہ روح اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن اس کا تعلق جسد اطہر کے ساتھ ہے اس تعلق کی وجہ سے جسد کے اندر حیات پیدا ہو گئی تو ہم مانتے ہیں جسم کی حیات اور جو منکر ہیں وہ کس کا انکار کرتے ہیں۔ روح والی زندگی کا نہیں؟ وہ کہتے ہیں العیاذ باللہ! اللہ میں یہ سمجھانے کے لئے کہہ رہا ہوں میرا یہ گناہ نہ لکھنا میرا یہ گناہ معاف کر دینا وہ کہتے ہیں نبی علیہ السلام کا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جسم اطہر بے حس ہے، بے شعور ہے، بے علم ہے۔کوئی اس کے اندر یہ علم والا کمال نہیں۔کوئی شعور والا کمال نہیں۔کوئی حس نہیں۔کوئی سننے والا کمال نہیں۔کوئی جواب دینے والا کمال نہیں۔ وہاں پر جسم کی ایسی حیثیت ہے، جیسا کہ العیاذ باللہ کوئی ایک پتھر، لکڑی بغیر حس وشعور کے پڑی ہوتی ہے مماتیت کا عقیدہ رکھنے والے پیغمبر کے بارے میں نجس گندہ عقیدہ رکھتے ہیں تو جھگڑا ہے۔اس جسد اطہر کے بارے میں کہ یہ زندہ ہے یا زندہ نہیں؟ اب آپ سمجھ گئے کہ جھگڑا کس میں ہے؟ دلائل سننا چاہتے ہیں تو جو بھی کریں ہاتھ بھی کھڑا کریں تا کہ مجھے پتہ چلے کہ آپ میں چاہت ہے۔

قرآن سے دلیل

میرے بھائی! قرآن کریم نے کہا: ”ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون “ فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جو قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ کہو، کن کو؟ جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے جو مقتول ہوئے، اللہ کے راستے میں ان مقتولین کو مردہ نہ کہو۔انسان دو چیزوں کا نام ہے۔روح اور جسم کا نام، روح اور جسم کے مجموعے کا نام۔اب اللہ کے راستے میں جو قتل ہے، وہ روح پر واقع ہوتا ہے یا جسم پر۔اللہ کے راستے میں جو قتل ہوتی ہے وہ جسم ہے یا روح؟ ”من یقتل فی سبیل اللہ “ جو مقتول فی سبیل اللہ ہے جو اللہ کے راستے میں قتل ہوا اس کو مردہ نہ کہو تو کیا مطلب ہوا کہ شہید کے جسم کو مردہ نہ کہو، یہ حکم روح کے بارے میں ہے یا جسم کے بارے میں؟ جسم کے بارے میں۔آگے ”بل احیاء “

ہمارا عقیدہ قرآن کے مطابق ہے

میرے واجب الاحترام علماء کرام، طلباء عظام اس کا معنی یہ کرنا چاہئے اس کو مردہ نہ کہو۔”بل قولوا احیاء “ بلکہ زندہ کہو تو ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ ہم شہیدوں کو مردہ نہیں کہتے۔زندہ کہتے ہیں تو ہمارا عقیدہ قرآن کے مطابق ہے یا قرآن کے خلاف ہے؟ اور جو اس کے الٹ کہیں شہید مردہ ہیں زندہ نہیں تو ان کا عقیدہ قرآن کے مطابق ہے یا قرآن کے خلاف؟ وہ اس آیت کے منکر ہوئے یا ماننے والے، منکر ہیں ناں؟ قرآن کہتا ہے مردہ نہ کہو زندہ کہو ان کا اصرار ہے۔ہم مردہ کہیں گے زندہ نہیں کہیں گے اور کبھی دھوکا دینے کے لئے کہتے ہیں۔اتی زندہ من دے آں، زندہ من دے آں، لیکن من دے کس نوں ہن؟ روح نوں! اگر ان سے پوچھا جائے تم زندہ مانتے ہو تو ذرا قرآن کی آیت پڑھو کہ انبیاء شہداء زندہ ہیں تو آیت نہیں پڑھ سکتے۔

ایک بات نوٹ فرمائیں۔ہمارا عقیدہ اس آیت کے مطابق ہے کہ مردہ نہ کہو۔زندہ کہو اور پھر یہاں پر بھی ایک بات نوٹ فرمائیں کہ جس کے بارے میں روکا گیا کہ اس کو مردہ نہ کہو، زندہ کہو۔وہ روح ہے یا جسم؟ اور آگے جو حکم ہے کہ زندہ کہو وہ روح کو یا جسم کو؟ اور جس کو مردہ کہنے سے روکا اسی کو زندہ کہنے کا حکم ہے تو شہداء کے اجسام زندہ ہیں۔لیکن ایک بات وہ دل میں پیدا ہو سکتی تھی جو شعور کے تحت حقائق غیبیہ کو ماننے والے اور حقائق غیبیہ کو اپنی عقل کے تحت لا کر سمجھنے والے اور ماننے والے وہ کہہ سکتے تھے۔ہم کیسے ان کو زندہ مانیں۔ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ وہ زخموں سے چور چور ہیں۔ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض شہید ایسے ہیں کہ ان کو جلا دیا گیا کہ بعض ایسے شہید ہیں کہ پتہ نہیں، ان کا قیمہ کر دیا گیا ان کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا۔ہم کیسے زندہ مان لیں؟ اللہ نے جواب دیا۔”ولٰکن لا تشعرون “ ماننا ہے تو میرے اس حکم کو ایمان بالغیب کی قوت سے مان لو۔اپنے شعور سے تم نہیں مان سکتے۔نہ یہ زندگی تمہارے شعور میں آسکتی ہے۔”ولٰکن لا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تشعرون "لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ شہید کو اگر تم دیکھو تو دیکھنے میں تمہیں زندہ نظر آتا ہے۔ لیکن اللہ کہتا ہے وہ زندہ ہے۔ لہٰذا ہمیں مان لینا چاہیے شعور کے ساتھ نہیں اللہ کے حکم کی وجہ سے نبی علیہ السلام کے فرامین کی وجہ سے۔ اب یہ بات آ گئی شہداء کی تو شہداء کے بارے میں قرآن نے کیا بتایا کہ ان کے جسم زندہ ہیں یا مردہ؟ شہیدوں کے جسم زندہ ہیں۔

شہداء سے انبیاء کا مرتبہ زیادہ ہے

اے میرے بھائیو! اب آپ مجھے بتائیں کہ شہداء کا مرتبہ زیادہ ہے یا انبیاء کا؟ انبیاء کا مرتبہ زیادہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جب قرآن نے شہداء کے بارے میں یہ عقیدہ بتایا کہ شہداء کے اجسام زندہ ہیں اور یہ کم مرتبہ والے ہیں۔ انبیاء کا درجہ ہزاروں کروڑوں درجے ان سے اونچا ہے۔ ان کا درجہ بہت اونچا ہے۔ جب کم درجے والوں کے جسم زندہ ہیں تو انبیاء کے اجساد تو بطریق اولیٰ زندہ ہونے چاہئیں۔ ایمان تب ہی مکمل ہو سکتا ہے۔ سمجھ آ گئی بات؟ آپ کہیں گے جناب یہ جو دلیل تم نے پیش کی یہ دلیل اور کسی نے بھی لکھی میں یہ کتابیں آپ کو بتا دیتا ہوں۔

حوالہ جات

(بیان القرآن ج۱ ص ۹۴۴، معارف القرآن ج۱ ص ۳۹۷، تفسیر مظہری ج۱ ص ۲۶۲، نیل الاوطار ج۳ ص ۲۶۴، فتح الباری ج۶ ص ۳۷۹، حیات الانبیاء ص ۱۴، وفاء الوفاء ج۲ ص ۴۰۴، طبقات شافعیہ ج۲ ص ۲۷۹، عقیدہ السفارینی ج۲ ص ۳۹) اتنی کتابوں میں اس آیت کے ساتھ اسی انداز سے استدلال کر کے ثابت کر دیا گیا کہ حق عقیدہ یہ ہے کہ جب شہداء کے جسم زندہ ہیں تو پھر انبیاء کے جسم اور بھی زیادہ ضروری ہیں کہ وہ زندہ ہوں۔ اب نہیں کہا جا سکتا کہ: "اے انہیدا اپنا گھڑنتو آکھدے ہوندے نیں گھڑنتو ہے۔ یہ گھڑنتو نہیں" پہلے علماء نے استدلال کیا۔ یہ دلیل آپ کو سمجھ آ گئی عقیدہ بھی سمجھ آ گیا۔ ہاتھ کھڑا کر کے شہادت دیں تاکہ مجھے پتہ چلے آپ کو سمجھ آئی ہے بات۔ (نعرہ تکبیر اللہ اکبر وغیرہ) جزاک اللہ!

اب جناب والا یہ کہہ سکتے تھے کہ جناب یہ جو اللہ نے منع کیا "لا تقولوا" مردہ نہ کہو۔ یہ عقیدے کی وجہ سے نہیں بلکہ ادب کی وجہ سے ہے کہ شہداء کا ادب کرو۔ ادب کا تقاضا یہ ہے شہداء کو مردہ نہ کہو ادب کی وجہ سے۔ اللہ نے دوسری آیت کے اندر اس کو جواب دے دیا کہ یہ صرف ادب والی بات نہیں عقیدے والی بات ہے۔ "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون" عقیدے کی بات تو دور کی اللہ نے تو یہ کہہ دیا جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اللہ کے راستے میں جو جسم شہید ہوئے اللہ کے راستے میں جو ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اللہ کے راستے میں جو ریزہ ریزہ ہوئے اور جنہوں نے اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا دی یہ مبارک جسم ہیں۔ ان جسموں کو مردہ کہنا تو کجا مردہ عقیدہ رکھنا تو کجا "لا تحسبن" ان کو مردہ ہونے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ دل میں گمان بھی نہ لاؤ اور جنہوں نے عقیدہ بنا رکھا ہے اور صرف شہداء کے بارے میں نہیں انبیاء کے بارے میں اس آیت کی روشنی میں ان کو کیا ٹھکانا؟ وہ کہاں پہنچیں گے؟ قرآن کہتا ہے کہ ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔ گمان ادنیٰ درجہ ہے۔ خیال کرنا گمان کرنا۔ عقیدہ تے بڑی پکی گل ہوندی اے ناں؟ پکی گل پختہ عقیدہ تو کیا رکھنا ہے قرآن نے تو یہ کہہ دیا یہ ادب والی بات نہیں۔ خیال والا ادنیٰ درجہ، گمان بھی دل میں نہ آنے دو اور یہ کہا گیا شہداء کے بارے میں جب شہداء کے بارے میں یہ عقیدہ کہ وہ زندہ جن کے بارے میں گمان لانا خیال لانا آپ بتائیں یہ گناہ ہے یا نہیں؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

جب قرآن نے کہہ دیا کہ گمان نہ کرو۔ گمان نہ کرو تو جو یہ گمان کرے تو یہ گناہ ہے یا نہیں؟ یہ گمان گناہ ہے تو عقیدہ مردہ ہونے کا عقیدہ رکھنا تو سو گنا زیادہ گناہ اور جب شہداء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا گناہ تو جو انبیاء کے بارے میں مردہ ہونے کا گمان رکھے تو وہ ہزار گنا بڑا گناہ۔

ایک عجیب بات

ایک صاحب کہنے لگے کہ مولوی صاحب آپ نے اس پر غور نہیں کیا۔ اللہ کہتا ہے: "عند ربھم، عند ربھم" کہ وہ زندہ ہیں کہاں ہیں؟ رب کے پاس قبر میں نہیں؟ میں نے کہا پھر مجھے وہ جگہ دکھا دے جہاں رب نہیں؟ مجھے وہ جگہ دکھا دیں جہاں رب نہ ہو اور اگر رب ہر جگہ ہے تو پھر پیغمبر پاک کو تمام انبیاء کو اور شہداء کو اگر قبور کے اندر زندہ مانا جائے تو یہ زندگی بھی "عند ربھم" ہے۔ شاید انہوں نے رب دی اوتے کوٹھی بنائی اے کہ رب اپنی کوٹھی وچ رہندا اے اور اوتھے چلے گئے اوتھے رب کول زندہ ہیں۔ رب تو ہر جگہ ہے جب ہر جگہ ہے تو جو قبر والی زندگی ہے تو ہم اس کو بھی یہی کہیں گے "بل احیاء عند ربھم" ہمارے استاد محترم مولانا امین صاحب ؒ نے بڑا عجیب جواب دیا تھا کہ جب ان کا سعید چتروڑ گڑھی کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ اس نے یہی بات کہی۔ "عند ربھم" تو حضرت نے یہ آیت پڑھی۔ "ان الدین عند اللہ الاسلام" یہاں بھی عند القبر ہے دین اللہ کے پاس ہے۔ یہ تمہارے کول اتھے کوئی نئیں۔ اللہ دے کول آ تو ڈے کول نئیں۔ اب آیات اور احادیث ہمارے پاس بہت ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون الانبیاء" نبی کی جمع "انبیاء" "حی" کا معنی زندہ "فی قبورھم" کی جمع اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح نبی ﷺ نے اپنے جچے تلے لفظوں کے اندر عقیدہ بتا دیا کہ عقیدہ یہی رکھو "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" کہ تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا

نبی پاک ﷺ جب سفر اسراء اور پھر معراج کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ میں ایک سرخ ٹیلے کے پاس سے گزرا "رایت موسی یصلی فی قبرہ قائما" میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ بتائیں نماز مردے پڑھتے ہیں یا کہ زندہ؟ عجیب بات ہے پڑھ رہے ہیں۔ نماز اور کھڑے ہیں اور کھڑا مردہ ہوتا ہے یا زندہ؟ آپ نے کبھی مردے کو دیکھا ہے کہ وہ کھڑا ہو، کھڑا وہی ہوتا ہے جو زندہ ہو، نماز وہی پڑھتا جو زندہ ہو، رکوع وہی کرتا ہے جو زندہ ہو۔ سجدہ وہی کرتا ہے جو زندہ ہو، دوزانو بیٹھ کر التحیات وہی بیٹھ کر پڑھتا ہے جو زندہ ہو، تو اس حدیث نے فیصلہ کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر اطہر میں زندہ اور باقی انبیاء بھی زندہ، نبی علیہ السلام بھی زندہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب یہ نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ میں نے کہا آپ ﷺ کا ان کو دیکھ لینا معجزہ ہے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا، کھڑا ہونا، نماز پڑھنا یہ معجزہ نہیں یہ حقیقت ہے۔

میرے پیغمبر کا دیکھ لینا یہ معجزہ ہے

دھوکہ دیتے ہیں، معجزہ تو ہے دیکھنا۔ زندہ ہونا، قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا یہ معجزہ نہیں۔ وہ حقیقت ہے وہ عقیدے کی بات ہے (کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہوتے ہیں) ایک بندیالوی صاحب اٹھے انہوں نے رسالہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

لکھا اور ایک شوشہ اور چھوڑا اس دلیل کو مشکوک بنانے کے لئے لکھا۔ موسیٰ علیہ السلام کو نبی علیہ السلام نماز پڑھتے دیکھ کر گئے تھے۔ لیکن وہ بیت المقدس پہلے کیسے پہنچ گئے۔ آسمانوں پر پہلے کیسے پہنچ گئے وہ تو قبر میں تھے؟ میں نے کہا کہ جناب پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ رات کو تھوڑے سے لمحے میں نبی علیہ السلام کا اتنا لمبا سفر کرایا اتنی لمبی سیر کرائی اور اتنے مشاہدات کرائے، اسی رب نے موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر پاک سے پہلے بیت المقدس بھی پہنچایا اور آسمانوں پر پہنچایا۔ اگر حضور علیہ السلام کا پہلے بیت المقدس پہنچنا اور پھر آسمانوں پر پہنچنا وہ بھی ایمان بالغیب کے ساتھ مان لیں تو حدیثوں سے بھی ہمارا یہ عقیدہ ثابت ہے۔ اب ایک بات میں آخری کہہ کر ختم کرتا ہوں۔

خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ

عام طور پر یہ شور مچایا کرتے ہیں خطبہ صدیق، خطبہ صدیق اور کانفرس کیا کرتے ہیں خطبہ صدیق کانفرنس اس میں تاثر یہ دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی پاک ﷺ کی ممات پر متفق ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی عقیدہ تو میں کہا کرتا ہوں کہ یہ خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ آدھا سناتے ہیں۔ آدھا چھپاتے ہیں۔ ہم مکمل سناتے ہیں اور مکمل مانتے ہیں۔ وہ آدھا سناتے ہیں آدھا چھپاتے ہیں آدھا نہیں مانتے۔ نبی علیہ السلام کا جب وصال مبارک ہوگیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پریشان دیکھ کر خاص طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ تشریف لائے چہرہ مبارک سے آپ نے چادر ایک طرف کی اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور پہلا جملہ یہ کہا: ”لا یذیقك الله موتتین“ اللہ آپ ﷺ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ یہ خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا حصہ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات کا اعلان کیا۔ وفات کے بارے میں یہ آیتیں پڑھیں۔ ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل انك میت وانهم میتون“ یہ آپ نے وفات والی آیات پڑھیں اب سمجھو ہمارا خطبے کے دونوں حصوں پر ایمان ہے۔ دوسرے حصہ میں جو اعلان کیا۔ ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل انك میت وانهم میتون“ افائن مات اوقتل“ یہ جو آپ نے اعلان فرمایا: ”من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات“ یہ اعلان فرمایا آپ بتائیں اس میں قبر کے اندر والی موت مراد ہے یا دنیا والی؟ دنیا والی اور ہم دنیا والی موت مانتے ہیں یا کہ نہیں؟ تو ہم مانتے ہیں دنیا والی موت لہٰذا ہم نے خطبہ کے اس حصہ کو مانا ”لا یذیقك الله موتتین“ یہ جو پہلا حصہ ہے کہ اللہ آپ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی تحقیق

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں علامہ عینی عمدۃ القاری میں اسی طرح سے بخاری شریف کی دوسری شروحات میں اسی فرمان کی وضاحت یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ اے آقا! اے ہمارے محبوب! اے ہمارے پیارے یہ پیغمبروں جیسی خصوصیت ہے۔ آپ کے لئے بھی یہ خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو دنیا کے اندر موت دینی تھی وہ دے دی اور آپ قبر اطہر میں جائیں گے دنیا کی موت آنی تھی وہ آچکی۔ اب اللہ تعالیٰ قبر میں آپ کو دوسری موت نہیں دیں گے۔ البتہ جو غیر انبیاء ہیں ان پر جیسے دنیا کے اندر موت آتی ہے، ویسی قبر کے اندر موت ہوتی ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام اور باقی انبیاء کی یہ خصوصیات معلوم ہوئیں کہ جب وہ قبر اطہر میں جاتے ہیں تو روح کے تعلق کی برکت سے ان کے اندر حیات پیدا ہوتی ہے۔ پھر وہ حیات ہی چلتی ہے۔ اس کے بعد موت نہیں آتی۔ یہاں پر فتح الباری کے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اندر ایک جملہ لکھا ہے۔ بعض "المبتدع" کہ بعض بدعتی لوگوں نے اس سے حیات پیغمبر کا انکار سمجھا۔ پتہ چلا یہ خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ سے ممات کا عقیدہ ثابت کرتے ہیں پیغمبر کی حیات قبر کا انکار کرتے ہیں۔ یاد رکھنا وہ اہل سنت نہیں بلکہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق وہ اہل بدعت ہیں۔ سمجھ آ گئی بات؟ ہمارا خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس حصہ پر بھی ایمان تو دوسرے حصہ پر ایمان پہلے حصے پر بھی ایمان ہم پیغمبر پاک ﷺ کی دنیا کی موت بھی مانتے ہیں اور قبر کی زندگی بھی مانتے ہیں تو ہم نے خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا پورا مانا اور اسی کے مطابق ہمارا یہ عقیدہ ہے۔

زندگی کے کئی درجات ہیں

اب پیغمبر ﷺ کی زندگی ہے کیسی؟ یاد رکھنا زندگی کے کئی درجات ہیں۔ ادنیٰ درجے کی زندگی وہ ہے عام لوگوں کی یہ جو قبر کی زندگی ہے وہ ادنیٰ درجے ہے وہ کس کی؟ عام لوگوں کی! ان کی زندگی صرف اس درجے جس سے ان کو ثواب، عذاب کا احساس ہوتا ہے۔ صرف اس قدر پھر ان کے اوپر شہداء ہیں ان کے اندر جو تعلق ہے روح کا اور جسد کا ان کے اندر حیات آتی ہے وہ عام دوسرے مسلمانوں کو بنسبت قوی درجے کی ہے۔ پھر انبیاء کا درجہ ہے اور انبیاء کی جو حیات ہے وہ شہداء سے بھی زیادہ قوی درجے کی ہے اور تمام انبیاء میں سے ہمارے آقا ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو قبر اطہر کی جو زندگی عطاء کی وہ باقی انبیاء علیہم السلام سے اکمل ہے۔ اتم ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

اور یہ میں نہیں کہہ رہا یہ میرے ہاتھ میں رسالہ کتاب تنویر الحق علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ ہے۔ اس کے صفحہ ۴۳ پر یہ عقیدہ بتایا ہے۔ فرماتے ہیں: "ولا شک ان حیات الانبیاء علیہم السلام ثابتۃ معلومۃ مستمرۃ" مستمرہ سمجھتے ہو؟ دائمی زندگی، استمرار والی زندگی، دائمی زندگی جس کے بعد موت نہیں۔ "ونبینا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام افضلھم" چونکہ باقی انبیاء علیہم السلام میں سے ہمارے نبی کریم ﷺ افضل ہیں جب افضل ہیں: "واذا کان کذالک فینبغی ان تکون حیاتہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکمل واتم من حیات سائرھم" پیغمبر پاک ﷺ کے باقی انبیاء سے افضل الانبیاء ہونے کا، سید الانبیاء ہونے کا، امام الانبیاء ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ باقی انبیاء علیہم السلام کے مقابلے میں نبی پاک کی جو قبر والی زندگی ہے ان سے اکمل اتم ہو۔

خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ سے ہمارا عقیدہ ثابت ہوتا ہے

خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ سے ممات ثابت کرنے والو خطبہ صدیق رضی اللہ عنہ تو ہمیں یہ عقیدہ بتاتا ہے کہ پیغمبر پاک ﷺ کو قبر اطہر میں ایسی زندگی عطاء کی گئی جو دائمی زندگی ہے ابدی زندگی ہے۔ اصلی زندگی ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں اور ایسی زندگی جس کے اندر کبھی کوئی کمزوری آنے والی نہیں۔ ایسی زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ کی ہے تم لحہ کے لئے زندگی نہیں مانتے اور صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ ہے خطبہ کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع یہ بتاتا ہے کہ پیغمبر کی صرف حیات کا عقیدہ نہیں بلکہ قبر کے اندر حیات ابدی کا عقیدہ رکھو۔ اللہ ہمارے دین ایمان کی حفاظت فرمائے۔ مسئلہ چونکہ تفصیلی تھا میں درمیان میں چھوڑتا تو آپ کی الجھنیں رہ جاتیں۔ اس لئے منتظمین حضرات سے معذرت کرتا ہوں۔ میری یہ جسارت معاف فرمائیں، مجبور تھا۔ مسئلہ ایسا تھا کہ درمیان میں چھوڑتا نہیں تھا۔

"وما علینا الا البلاغ"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت مولانا مفتی مظہر حسین صاحب مدظلہ

موضوع:

روح کا جسم کے ساتھ تعلق اور قبر کی زندگی

مقام: دار العلوم حنفیہ چکوال ۲۰۰۲ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد لله وکفی والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر قتل الانسان ما اکفرہ من ای شیئ خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ ثم السبیل یسرہ ثم اماتہ فاقبرہ ثم اذا شاء انشرہ وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر ولا تصل علی احدمنھم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ وقال النبی ﷺ تعاد روحہ فی جسدہ وقال النبی ﷺ عذاب القبر حق وقال النبی ﷺ ان للہ ملئکۃ سیاحین یبلغوننی عن امتی السلام وقال النبی ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ وقال النبی ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

صدق اللہ مولانا العظیم وصدقنا رسولہ النبی الکریم الامین! رب شرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ رب زدنی علماً وارزقنی فھما

سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

سب حضرات نماز والا درود شریف باواز بلند ثواب کی نیت سے پڑھ لیں۔

اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید

اللہ کے نبی قبر میں زندہ ہیں اے عقلمند انسان

جو وہاں پر جا کر پڑھے خود آقا سنتے ہیں صلوٰۃ وسلام
آج تک کسی شریف نے اس کا نہیں کیا انکار

حتیٰ کہ خود لکھ چکے ہیں اسی کو مولوی غلام اللہ خان
اللہ کے نبی ﷺ زندہ ہیں اے ہوشمند انسان

صرف روح مقدس کا تعلق ہے جسد اطہر کے ساتھ
رب کعبہ کی قسم یہ بہت پکی ہے بات

انبیاء اپنی قبروں میں پڑھتے ہیں نمازیں
اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کا یہی سچا فرمان

اللہ کے نبی ﷺ زندہ ہیں اے ہوشمند انسان

علمائے حقا کا کیا ہے اس بارے میں عقیدہ؟
نانوتوی وگنگوہی مان چکے ہیں دیوبندی سارے

آپ سب حضرات سے میں عرض کرتا ہوں ایک خواست
بلند آواز سے مارو حیاۃ النبی کے نعرے

(عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد، عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد)

واجب الاحترام حضرات علمائے کرام! بزرگان ملت، دور دراز سے تشریف لائے ہوئے سامعین! آج آپ کے شہر چھوال میں دوسری مرتبہ حضرت سیدی مولانا پیر عبدالرحیم صاحب دامت برکاتہم کے حکم سے حاضری کا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

موقعہ ملا۔ دعا فرمائیں۔ اللہ رب العالمین دین کا کام خالص ہی، خواہ لکھنے کی صورت میں ہو، سنانے کی شکل میں ہو، عمل کرنے کی شکل میں ہو اپنی ہی رضا کے لئے کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین! اللہ تکبر اور ریا کاری سے بچائے۔ اللہ دشمن اور شیطان کے شر سے بچائے۔ اللہ حب مال اور حب جاہ ایسی موذی بیماری سے محفوظ فرمائے۔ اللہ سچی بات، سچی نیت سے اور صحیح طریقے سے کہنے کی توفیق بخشے۔ آمین! اپنے بزرگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ میں کمی کوتاہی ہو تو اصلاح ضرور فرما دینا۔

واجب الاحترام بزرگو، دوستو! اللہ رب العالمین نے انسان کو زندگی بخشی اور اسی زندگی کے اندر رہتے ہوئے انسان نے کچھ کمانا ہے۔ خواہ صحیح طریقے سے کمائے یا غلط طریقے سے کمائے تو اس کا قبر کے اندر بھی جواب دینا ہے۔

تمہید

جو مسئلہ میرے ذمے لگایا گیا ہے، اس مسئلہ سے پہلے میں آپ حضرات کی خدمت میں ایک دو تمہیدی باتیں عرض کروں گا۔ دیکھو! ایک دعویٰ ہوتا ہے اس دعوے کے ساتھ دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ بات ہمیشہ تین طرح کی ہوگی۔ با دلیل ہوگی۔ بے دلیل ہوگی۔ خلاف دلیل ہوگی۔ اس کی مثال سمجھئے! ایک آدمی کا موٹر سائیکل چوری ہو گیا ہے۔ اب اس آدمی نے دعویٰ دائر کرایا عدالت کے اندر کہ میرا موٹر سائیکل چوری ہوا ہے۔ (ون ٹو فائیو) ۱۲۵ یاماہا تھا۔ سرخ اس کا کلر تھا۔ ۹۸ ماڈل تھا۔ اب یہ اس کا دعویٰ ہے۔ اب دلیل اس دعوے کے مطابق ہونا ضروری ہے کہ جب وہ دلیل پیش کرے گا تو ۹۸ ماڈل اس کے اندر ہونا ضروری ہے۔ ۱۲۵ یاماہا کمپنی کا نام ہونا بھی اس کے اندر ضروری ہے۔ یہ دلیل ہوگی دعوے کے مطابق یعنی یہ اس کا دعویٰ بادلیل ٹھہرے گا۔

بے دلیل (کی مثال) اس نے دعویٰ تو کر دیا لیکن اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ تیسری چیز ہے خلاف دلیل۔ اب اس نے دعویٰ تو کیا ہے موٹر سائیکل کے چوری ہونے کا لیکن جب عدالت کے اندر دلیل پیش کرتا ہے تو مطلق چوری کی کرتا ہے تو یہ خلاف دلیل بات ٹھہرے گی۔ جب وہ خلاف دلیل بات کرے گا۔ اس کی دلیل بھی جھوٹی ہو جائے گی جب دلیل جھوٹی تو دعویٰ جھوٹا تو خود دعویٰ کرنے والا بھی جھوٹا۔ بات سمجھ آئی ہے؟

زندگی تین قسم کی ہوتی ہے

اصل مسئلہ ہے عذاب اور ثواب قبر کا۔ دیکھو زندگی تین طرح کی ہے۔ ایک تو وہ زندگی جو آپ کی اور میری موجود ہے کوئی انڈیا سے سکھ آ جائے کوئی کافر آ جائے۔ امریکہ سے عیسائی یا یہودی آ جائے وہ آپ کو اور مجھے دیکھے گا تو یہی کہے گا کہ زندہ بیٹھے ہیں۔ اب آپ کی اور میری زندگی کو جو کافر اور سکھ نے تسلیم کیا۔ آنکھوں سے دیکھ کر تسلیم کیا۔ دوسری زندگی حشر کے معاملے کے اندر کہ وہاں پر سکھوں کو بھی پتہ ہوگا کہ یہ بندہ زندہ کھڑا ہے۔ بدھ مت، چینی، فارسی، یہودی، عیسائی سب کو پتہ چل جائے گا کہ یہ بندہ کیا ہے؟ زندہ کھڑا ہے۔ وہاں پر بھی جب وہ زندگی تسلیم کرے گا تو آنکھ سے دیکھ کر کرے گا۔

ایک تیسری زندگی ہے جس کو آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ وہ ہے قبر کی زندگی۔ اب اس زندگی کو بھی آنکھ کے ساتھ دیکھ کر نہیں ایمان کے ساتھ تسلیم کریں گے اور قبر کے معاملہ کی زندگی جو ہے اس کے بارے میں کہیں کہ ہم آنکھ سے دیکھ کر تسلیم کریں گے تو پھر مومن کی جو صفت ہے کہ: ''مومن وہی کامل ہے جو غیب کے ساتھ ایمان رکھنے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

والا ہے۔'' وہ صفت کہاں جائے گی؟ میدان حشر کی جو زندگی ہے اس کو کافر نے بھی تسلیم کیا۔ کس چیز کے ساتھ؟ آنکھ سے دیکھ کر۔ اس جہان کی زندگی جو ہے اس کو بھی کافر نے تسلیم کیا کس چیز کے ساتھ؟ آنکھوں سے دیکھ کر۔

اب جو قبر کی زندگی ہے اس کو آنکھ کے ساتھ دیکھا نہیں جا سکتا۔ کافر یہ کہتا ہے اور جن لوگوں کے اندر کوڑھ ہے جو متشابہات کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ لوگ یہ کہتے ہیں۔ جب تک اس زندگی کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھیں گے اس وقت تک ہم تسلیم نہیں کریں گے۔ لیکن مومن آدمی کہتا ہے کہ نہیں ہماری آنکھ تو خطا کر سکتی ہے۔ ہماری عقل تو سوچنے میں خرابی کر سکتی ہے۔ کان سننے میں خرابی کر سکتے ہیں۔ لیکن جو نبی اقدس ﷺ نے فرمادیا ہے اس کو ہم آنکھ سے دیکھنا ضروری یقین نہیں کرتے بلکہ اس کو ہم غیب کے ساتھ مانیں گے کہ نبی ﷺ نے فرمادیا ہے کہ قبر کے اندر زندگی ہے۔ اب ہماری آنکھ دیکھے یا نہ دیکھے ہمارے کان اس معاملے کو سنیں یا نہ سنیں۔ ہمارے دل و دماغ اس معاملے کو تسلیم کریں یا نہ کریں، جب غیب کی بات آگئی جب نبی اقدس ﷺ کی بات آگئی تو ہماری ساری باتیں پیچھے رہ گئیں۔

انسان کی زندگی کے تین دور ہیں

دیکھیں انسان کی زندگی کے دور، تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک آپ کی اور میری زندگی کھلی ہے یہ پوری کی پوری زندگی کھلی ہے۔ اب اس وقت آپ پر اور مجھ پر تین چیزیں ہیں۔ تکلیف شرعی، احساس بدن، تدبیر بدن۔

پہلی چیز تکلیف شرعی

یعنی جو چیز شریعت نے انسان پر لاگو کی ہے۔ اب میری اور آپ کی زندگی کے اندر واقع ہوگی۔ اس کو کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر ابھی آپ اور میں بیٹھے ہیں۔ اذان ہوگئی تو نماز اللہ نے ہم پر فرض کی ہے۔ اٹھ کر پڑھیں گے۔

لطیفہ: تو نمازیوں کی بھی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ آٹھ کے، کاٹھ کے، ۳۶۰ کے، آٹھ والے تو ہفتہ کے بعد جمعہ پڑھ لیا۔ کاٹھ والے، چلو یار آج کسی کے جنازے میں شریک ہوں گے تو کل کو ہمارے جنازہ میں بھی کوئی شریک ہوگا اور ۳۶۰ والے چلو یار آج عید پڑھ لیتے ہیں۔ یہ تو حرام نہ کریں؟ پانچ وقت کی نماز جو اللہ نے فرض فرمائی ہے اس کو پڑھنا ضروری ہے۔ اذان ہوگئی، اب نماز کا ٹائم ہوگیا آپ اور میں نے پڑھنی ہے۔ اگر نہیں پڑھیں گے تو قبر میں بھی ڈنڈے پڑیں گے اور قیامت کے دن اس کے بارے میں سختی کے ساتھ سوال ہوگا۔

دوسری چیز تدبیر بدن ہے

آپ اور میں یہاں بیٹھے ہیں۔ بول رہے ہیں۔ آپ کا اور میرا پیٹ اوپر نیچے ہو رہا ہے۔ بولنے سے زبان کے اندر خشکی پیدا ہوگی تو جب پیاس لگے گی تو پانی طلب کروں گا۔ جب بھوک لگے گی تو کھانا طلب کروں گا۔

تیسری چیز احساس بدن ہے

اب دیکھو! آدمی کے پاؤں کے انگوٹھے پر کسی چیز نے کاٹ دیا ہے۔ کوئی بھڑ آگئی، مچھر آگیا، اس نے کاٹا ہے تو انگوٹھا فوراً دل کو، دل فوراً دماغ کو اطلاع کرے گا اور دماغ ہاتھ کو اطلاع کر کے فوراً ہاتھ وہاں پر پہنچے گا اور اس جگہ کو کھرچے گا۔ بات سمجھ آئی ہے۔ یہ تین چیزیں اب ہم پر لاگو ہیں۔ تکلیف شرعی احساس بدن، تدبیر بدن، جب آدمی سو جاتا ہے تو ایک چیز ختم ہو جاتی ہے۔ دو چیزیں باقی رہتی ہیں۔ یہ جو آپ کی اور میری زندگی ہے آپ اور میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ آپ کی اور میری کھلی زندگی ہے جو سونے کے وقت کی زندگی ہے وہ آدمی چھپی ہوئی ہے۔ آدمی کھلی ہوئی ہے۔ آدمی دیکھ رہا ہے کہ یہ آدمی لیٹا ہوا ہے، سویا ہوا ہے۔ یہ تو زندگی اس کی آدمی چھپ گئی۔ کھلی کیا ہے؟ وہ پیٹ بھی اوپر نیچے کر رہا ہے۔ کروٹیں بھی بدل رہا ہے۔ کسی چیز نے کاٹا ہے تو اس کو بھی کھرچے گا۔

اب اس وقت دو چیزیں لازم ہیں۔ احساس بدن اور تدبیر بدن مگر تکلیف شرعی جب آدمی سوتا ہے تو ختم ہو جاتی ہے۔ اب آدمی اگر نیند میں سجدہ پر سجدہ کرتا رہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ نماز پڑھتا رہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن دو چیزیں اب بھی باقی ہیں۔ تدبیر بدن بھی اور احساس بدن بھی۔ اب یہ زندگی کے دو دور ختم ہو گئے۔ اب تیسرا دور قبر کا شروع ہو گیا ہے۔ اب جب آدمی قبر کے اندر جاتا ہے تو وہ چیزیں ختم ہو جاتی ہیں اور ایک چیز باقی رہ جاتی ہے۔ تکلیف شرعی بھی وہاں پر نہیں ہے۔ یہ عام آدمیوں کی بات کر رہا ہوں۔ وگرنہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ نمازیں پڑھتے ہیں اور تدبیر بدن بھی ختم۔ وہاں پر آدمی نہ کھانا طلب کرے گا نہ پانی اور وہاں پر جو چیز طلب کرے گا وہ صرف اور صرف احساس بدن ہے۔

احساس بدن والی زندگی کو کیسے تسلیم کریں؟

اب اس احساس بدن والی زندگی کو کیسے تسلیم کرنا ہے۔ اب یہاں پر آدمی کہتا ہے کہ جب تک میرا عقل تسلیم نہیں کرتا تو میں کیا کروں۔ اب کسی آدمی کا عقل یہ کہے کہ خدا کا دنیا کے اندر وجود بھی نہیں ہے۔ خدا ہے ہی نہیں۔ تو ہم اس کو دلائل تو دے سکتے ہیں، لیکن ہم اس کو ڈنڈے سے منوا نہیں سکتے۔ جب آدمی کھلی زندگی میں آیا ہے تو وہاں پر عقل بھی چل سکتی ہے اور آنکھ بھی چل سکتی ہے۔ آدمی زندگی کھلی آدمی زندگی چھپی تو وہاں پر عقل بھی چل سکتی ہے اور آنکھ بھی دیکھ سکتی ہے۔ اب جب قبر کا معاملہ آ گیا ہے تو وہاں پر عقل کو بھی پیچھے چھوڑتا ہے۔ آنکھ کو بھی پیچھے چھوڑتا ہے، وہاں پر نبی مصدق ﷺ کی بات کو تسلیم کرنا ہے۔

مومن سے قبر میں سوال

حضرت نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے اندر دو جگہ پر صاحب مشکوٰۃ نے نقل فرمائی ہے کہ جب بندے کو قبر کے اندر رکھا جاتا ہے تو اس وقت دو فرشتے آتے ہیں۔ اس کو اٹھا کر بیٹھاتے ہیں۔ اس سے سوال کرتے ہیں۔ ''من ربك. من نبيك. ما دينك. '' اگر وہ صحیح صحیح جواب دے دیتا ہے تو غیب سے آواز آتی ہے کہ اس آدمی کے لئے جنت سے بچھونا لاؤ اور اس کی قبر کے اندر جنت کی کھڑکی کھول دو اور اس آدمی کی قبر جو ہے وہ حد سے زیادہ وسیع کر دی جاتی ہے۔ جہاں تک اس کی نظر جائے۔

کافر سے قبر میں سوال

دوسرا مومن کے مقابلے میں کافر ہے۔ اب کافر کے بارے میں کیا آیا؟ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اس سے سوال کیا جائے گا تو ''ها ها لا ادری. لا ادری'' مجھے کوئی معلوم نہیں ہے کہ رب کون ہے۔ نبی کون ہے۔ دین کیا تھا۔ غیب سے آواز آئے گی اس بدبخت نے جھوٹ بولا ہے۔ حالانکہ اس کے پاس ہر چیز پہنچ چکی تھی تسلیم نہیں کیا۔ دوزخ سے اس کے لئے بچھونا لاؤ، بچھا دو اور اس پر اتنی سخت قبر کر دی جائے کہ اس کی پسلیاں اس کے اندر گھس جائیں اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث مبارکہ کے اندر آتا ہے۔ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اسی وقت اس کو جو مار پڑتی ہے اگر اس مار کو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

انسان سن لیں تو ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اب اس چیخ و پکار کو اور مار کو جو ہم نے تسلیم کرنا ہے یا اس سوال و جواب کو ہم نے تسلیم کرنا ہے۔ اس کو غیب سے ماننا ہے آج کل بعض لوگ ایسے پیدا ہو چکے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جو ہماری آنکھ نہ دیکھے تو ہم کیا کریں؟ سمجھ نہیں آتی۔ دیکھو! بات یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ کے اندر یہ بات لکھتے ہیں کہ آپ نے اور میں نے جبرئیل (علیہ السلام) کو دیکھا ہے؟ نہیں دیکھا نا لیکن مانا تو ہے وحی کو نہیں دیکھا۔ آتے ہوئے لیکن مانا تو ہے۔ نبی اقدس ﷺ کو آنکھوں سے دیکھا؟ (نہیں) مانا ہے جنت اور دوزخ کو دیکھا ہے نہیں مانا ہے۔

ان سب چیزوں کو کس طریقے سے مانا۔ نبی اکرم ﷺ کی مقدس اور مبارک زبان سے مانا ہے۔ اگر آنکھ سے دیکھنے کی بات ہے تو پھر جبرئیل (علیہ السلام) کا انکار کیا جائے کہ میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ وہ کیسے اتنی بڑی چیز لے کر آتا تھا؟ اگر آنکھ سے دیکھنے کی بات ہے کہ ہر بات وہی حجت ہوتی جو آنکھ سے دیکھی جائے تو جنت اور دوزخ کا انکار کر کے دہریت کا عقیدہ اختیار کیا جائے۔ لیکن نہیں وہ جو چیز ہیں جن کو ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ اس کو رسول اکرم ﷺ کی دی ہوئی خبر کے مطابق سچا ماننا اور یقین کرنا پڑے گا۔

پہلی مثال: دیکھو! حضرت شاہ صاحب ایک مثال لکھتے ہیں آدمی سویا ہوا ہے چارپائی پر۔ اسی چارپائی پر اس کا بھائی بیٹھا ہوا ہے۔ وہ صبح کو اٹھتا ہے وہ کہتا ہے بھائی! رات کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ مجھے ایک آدمی نظر آیا اس نے کلہاڑی کے ساتھ پاؤں کے انگوٹھے سے لے کر سر تک ہزار ٹکڑا کر دیا اور میں چیختا چلاتا رہا۔ مجھے بہت دکھ ہوا ہے۔ جب وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے خواب کے اندر دیکھا ہے کہ میں نے فلاں فلاں نعمتیں کھائی ہیں۔ اب مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا جو آدمی خواب بیان کر رہا ہے اس کا بھائی اس کی تصدیق کرے گا یا کہ نہیں کرے گا کیوں کرے گا۔ اس لئے کہ میرا بھائی ہے سچ کہہ رہا ہے۔ لیکن اس نے اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھا؟ ایک فٹ کا فاصلہ یا ایک بالشت کے فاصلے پر جو سویا ہوا آدمی ہے، اس کے حالات جیتے جاگتے آدمی کو معلوم نہیں ہو رہے۔ لیکن اس کے حالات کو تسلیم و یقین کر رہا ہے۔ ساتھی جان رہا ہے کہ اس نے سچ کہا ہوگا۔ اب جب چودھویں صدی کا آدمی ہے۔ جب جھوٹ کا ہی غلبہ ہے ہر ایک آدمی سے گمان کیا جاتا ہے کہ یہ جھوٹ بول رہا ہو۔ اس کی بات کو تو ہم سچ تسلیم کر رہے ہیں۔ لیکن نبی اقدس ﷺ جو اللہ کے بلانے کے بغیر بول بھی نہیں سکتے۔ "ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی" جو اللہ کے پیغمبر اپنی خواہش سے زبان بھی نہیں کھولتے ان یہ بات کو کیوں غیب سے ٹھکرایا جا رہا ہے؟ ان کی بات کو غیب کے ساتھ کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام اس کے اندر کچھ اور ہے۔

دوسری مثال: دیکھو! ایک آدمی رات کو سویا ہوا ہے اس نے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں آقا ﷺ کی زیارت کی ہے۔ اب صبح کو جب اس نے بیان کیا تو مجھے یہ بتلایا جائے کہ اس سے جو لوگ خواب کو سننے والے ہیں، وہ اس آدمی کی عزت کریں گے یا نہیں؟ (عزت کریں گے) اس کی شہرت کریں گے یا نہیں کریں گے؟ (کریں گے) اب ہمیں تو یقین نہیں ہے کہ اس آدمی نے سچ کہا ہے یا جھوٹ کہا ہے؟ لیکن ہم نے اس کی زبان پر اعتبار کر لیا ہے۔ جب اس دور کے اندر جھوٹ ہی غالب ہے سچ تو تھوڑا ہے۔ اب چودھویں صدی والے آدمی کی بات کو ہم بغیر دلیل مانگے تسلیم کر رہے ہیں۔ جب کہ نہ ہی ہماری آنکھ نے اس کو دیکھا ہے، لیکن ہم اس کو تسلیم کر رہے ہیں۔ جب نبی اقدس ﷺ فرما چکے ہیں کہ قبر کے اندر جو عذاب ہوتا ہے اس کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے۔ اس کو جو مار پڑتی ہے اس سے سوال و جواب ہوتے ہیں۔ اب وہاں پر لوگ کہتے ہیں جی آنکھ سے دیکھا جائے تب ہی ہم

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تسلیم کریں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دل کے اندر نبی اقدس ﷺ کی محبت نہیں ہے؟ ایک چودھویں صدی کے آدمی کی تو تعظیم ہو رہی ہے۔ لیکن نبی اقدس ﷺ کی بات کی تعظیم نہیں ہو رہی؟

روح کا آدمی کے ساتھ پانچ طرح کا تعلق ہوتا ہے

اب دیکھیں! آدمی کا روح کے ساتھ پانچ طرح کا تعلق ہے۔ علماء کی محفل ہے۔ اس لئے میں طالب علم ہونے کی حیثیت سے باتیں اسی انداز میں کر رہا ہوں۔ پانچ قسم کا تعلق؟

فقہ اکبر کے اندر ہے۔ دیکھیں! جب بچہ ماں کے پیٹ کے اندر تھا یہ تو آپ علمائے کرام سے سنتے ہیں کہ چار ماہ کے اندر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ اب جو بچے کی زندگی ہے ماں کے پیٹ کے اندر اس کو ہم نے آنکھوں سے دیکھا نہیں؟ الٹرا ساؤنڈ بھی جھوٹ بول دیتا ہے۔ لیکن ہم نے اس کو دیکھا نہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ بچہ زندہ ہے وہ جو زندگی ہے وہ ہماری آنکھوں سے چھپی ہوئی ہے۔ اوجھل ہے۔ اب جب بچہ باہر آ گیا تو اب بھی وہی بچہ زندہ ہے۔ وہاں پر جو روح کا تعلق تھا، آپ کی اور میری آنکھوں سے پوشیدہ تھا۔

اب جب بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے تو اب جو روح کا تعلق ہے، یہ آپ کی اور میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ اور میں اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ یہ تعلق کھلا، کھلا ہے۔

اب تیسرا تعلق ہے جب آدمی سو جاتا ہے اس وقت بھی جسم کے ساتھ روح کا تعلق رہتا ہے۔ لیکن وہ تعلق آدھا چھپا اور آدھا کھلا ہے۔ چوتھا تعلق جو قبر کی زندگی سے ہے قبر کی زندگی کے اندر جو روح کا تعلق ہے وہ سارا کا سارا میری اور آپ کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ جس طرح سے ماں کے پیٹ کی زندگی کو ہم نے تسلیم کیا ہے، اس کا انکار نہیں کیا تو قبر کی زندگی بھی اسی طریقے سے ہے۔ اس کو بھی ماننا پڑے گا۔

اب پانچواں جو روح کا تعلق ہے جسم کے ساتھ وہ میدان حشر میں ہوگا۔ ابھی اس کو اور انداز میں سمجھیں۔ آدمی پر تین دور گزرتے ہیں۔ پہلا دور کبھی تو روح جسم کے تابع ہوتی ہے۔ دوسرا دور جسم روح کے تابع ہوتا ہے۔ تیسرا دور وہی جب روح جسم کے تابع ہوتی ہے۔ یعنی جب آدمی سوتا ہے اگر تو اس کی موت واقع ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس روح کو وہیں پر قبض فرمالیں گے۔ اگر اس کی موت واقع نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو واپس لوٹ دیتے ہیں۔

روح جہاں بھی ہو اس کا جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے

اب آپ دیکھیں کہ آدمی تو یہاں پر چکوال کے اندر مولانا پیر غلام حبیب کے مدرسہ میں ایک طالب علم سویا ہوا ہے۔ روح کس کے قبضے میں ہے؟ اللہ کے قبضہ میں ہے، کہاں ہے؟ روح کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ کوئی پتہ نہیں لیکن یہاں پر جو مسجد کے اندر لیٹا ہوا ہے، روح ہے اللہ کے قبضے میں تو وہاں سے روح کا اس جسم پر عکس پڑ رہا ہے یا نہیں پڑ رہا؟ پڑ رہا ہے۔ جسم کروٹیں لیتا ہے یا نہیں؟ لیتا ہے تو روح تو اللہ کے قبضہ میں ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ روح جہاں پر بھی ہو اس کا جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ گزشتہ دنوں ڈیرہ غازیخان سے ایک کتاب چھپی ہے۔ "البراهین" اس کے اندر خود انہوں نے لکھا ہے۔ موت کہتے ہیں کہ روح کا جسم سے بالکل جدا ہونا، حیات کہتے ہیں کہ جسم کا روح کے اندر پورا حلول کرنا یا جسم کا روح کے ساتھ تعلق ہونا دیکھیں۔ اس تعلق کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ (وہ بات ذہن میں رکھنا "الله يتوفى الانفس حين موتها" کی)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

روح کے تعلق کی مثال

ایک آدمی آج آیا ہے وہ یہاں سے بیٹھ کر کے چلا گیا ہے۔اب اس کا پیر صاحب کے ساتھ تعلق ہے۔ایک وہ ہے جو چوبیس گھنٹے خدام میں شامل ہے۔اب جو چوبیس گھنٹے والا ہے اس کو تو یہ کہا جائے گا کہ یہ پورے کا پورا پیر صاحب کے ساتھ ملا ہوا ہے۔لیکن جو یہاں سے بیٹھ کر کے پشاور چلا جائے گا اس کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ اس کا پیر صاحب کے ساتھ تعلق ہے۔تعلق ہونا بھی ایک رشتہ ہے اور جو پورا ساتھ رہنا ہوتا ہے وہ بھی ایک رشتہ ہے۔ایک آدمی کہتا ہے کہ یار میرا تعلق ہے غلام حبیب صاحب سے۔کوئی یہ نہیں کہے گا کہ یہ ان کا مرید نہیں ہے۔بلکہ یہی کہا جائے گا کہ یہ ان کا مرید ہے اور ایک وہ ہے جو چوبیس گھنٹے حضرت کے پاؤں دھوتا رہا۔وہ بھی حضرت کا مرید ہے۔اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ ایک کو قرب زیادہ میسر ہوا دوسرے کو تھوڑا میسر ہوا۔لیکن ہیں دونوں ہی مرید۔اسی طریقے سے جو تعلق ہوتا ہے وہ تھوڑا اور جو حلول کرنا ہوتا ہے وہ پورا کا پورے جسم کے اندر روح کا ہوتا ہے۔

حدیث مبارکہ سے مثال

اب دیکھیں! حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی وضو کر کے سوتا ہے، اس کی روح جو ہے وہ کرسی کے نیچے جا کر سجدہ کرتی ہے۔یہ کرسی نہیں جو اللہ کے عرش والی کرسی ہے۔اس کے نیچے جا کر سجدہ کرتی ہے۔اب آدمی تو یہاں چکوال میں لیٹا ہوا ہے۔وضو کر کے لیکن اس کی روح نے سجدہ کہاں کیا؟ یہاں سے جو پہلا آسمان ہے یہ پانچ سو سال کا سفر ہے۔کل سات آسمان ٹھہرے۔اب پانچ کو سات کے ساتھ ضرب دی تو ۵۰۰ ۳ سال ہوئے اور اوپر عرش پھر کرسی اسی طریقے سے کل ۵۰۰ ۴ سال کا سفر بنتا ہے۔اب روح نے وہاں پر سجدہ کیا ہوا ہے۔ ۵۰۰ ۴ سال کی مسافت پر اب یہاں پر آدمی لیٹا ہوا ہے۔بتائیں کیا روح کا وہاں سے کوئی جسم کے ساتھ تعلق ہے یا نہیں ہے؟ (تعلق ہے) روح نے وہاں سجدہ کیا ہوا ہے اور یہاں جو لیٹا ہوا ہے اس کا پیٹ بھی اوپر سے نیچے ہو رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ روح کا تعلق ہے اگر روح کا تعلق نہ ہوتا تو اس آدمی نے کروٹیں کیا بدلنی تھیں؟

اب اللہ والوں کی مثال دیکھیں

دیکھیں! کچھ ایسے لوگ بھی اللہ والے ہیں، جن کا دل ہر وقت جاری رہتا ہے۔ذکر اللہ سے اب روح تو وہاں ہے۔کبھی آپ کان لگا کر دیکھنا جس صاحب کا دل جاری ہوتا ہے، اللہ کے ذکر سے وہ اگر سویا ہوا بھی ہو تو اس کا دل جو ہے اللہ اللہ کر رہا ہوتا ہے۔حالانکہ روح تو وہاں ہوتی ہے؟ تو معلوم ہوتا ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق رہتا ہے۔

عقلی دلیل: اسی طریقہ سے علماء نے اس کی مثال یہ لکھی ہے کہ جس طریقے سے اس وقت مسلمانوں والا ٹائم سوا بارہ ہے اور پرویزی ٹائم (واضح ہو کہ یہ جنرل پرویز مشرف کی طرف اشارہ ہے، جس نے ایک گھنٹہ ٹائم آگے کیا تھا) جو ہے وہ سوا ایک ہے۔اب دیکھئے سورج مجھے اور آپ کو نظر آ رہا ہے۔آپ اور میں یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔گرمی اور سردی کو محسوس کرتے ہیں۔لیکن سورج کتنا دور ہے اس کی تعداد کتنے میل ہے، کتنا سفر ہے۔اس کا کوئی علم نہیں۔لیکن وہاں سے کھڑے ہو کر سورج جو ہے یہاں شعائیں پہنچا رہا ہے۔اس کے ساتھ ہم گرمی، سردی محسوس کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ (کر رہے ہیں) اسی طریقے سے روح کا علیین کے اندر ہو یا سجین کے اندر ہو تعلق

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہوتا ہے جس طریقے سے سورج آسمانوں پر ٹھہرا ہوا ہے۔ اپنی شعاؤں کے ذریعے سے زمین والوں کو گرمی اور سردی بھی دیتا ہے۔ کھیتی بھی پکتی ہے۔ جہاں پر دھوپ نہیں ہوتی۔ وہاں پر کھیتی بھی نہیں پکتی تو دیکھو جس طرح سورج وہاں کھڑے ہو کر شعاؤں کے ساتھ گرمی سردی محسوس کرا رہا ہے، اسی طریقے سے روح "سجین" کے اندر ہو یا "علیین" کے اندر ہو تو وہاں سے روح کا آدمی کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ یہ ہر ایک کی بات ہے۔

دوسری عقلی دلیل: اس کی اگلی مثال دیکھیں۔ آپ یہاں پر سوئے ہوئے ہیں۔ آدمی کہتا ہے یار میں رات کو کعبۃ اللہ گیا تھا۔ روضہ پاک پر صلوٰۃ وسلام پڑھ رہا تھا۔ وہاں پر کیا چیز گئی ہوئی تھی؟ سیر تو روح کر رہی ہے نا۔ یہ تو بستر خواب ہے جہاں پر آدمی لیٹا ہوا ہے۔ لیکن عالم خواب کا کوئی پتہ نہیں کہ کون سا ٹھکانہ ہے کون سا ٹھکانہ نہیں ہے۔ کبھی تو یہ ہی روح مکہ مکرمہ کا طواف کر رہی ہے۔ کبھی وہی روح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھ رہی ہے۔ رسول پاک ﷺ کی قبر اطہر پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھ رہی ہے۔ کبھی وہی روح کراچی میں کسی کے ساتھ لڑائی کر رہی ہے۔ کبھی وہ ہی روح گھر میں بیٹھ کر کھانا کھا رہی ہے۔ یہ سارے کام کیا چیز کرتی ہے؟ روح کرتی ہے۔ لیکن لذت جسم کو بھی محسوس ہوتی ہے۔ اب جو حضرات مکہ مکرمہ گئے ہیں، وہ بتائیں یہاں سے کتنا سفر ہے؟ ۳۲۰۰ میل کا ہے۔

اب اس سفر میں روح کا تعلق ہے یا نہیں ہے؟ (ہے) لیکن روح کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اب دیکھو آپ جب یہاں سوئے ہوئے تھے تو اذان ہو گئی۔ کسی نے کہا مولوی صاحب اٹھیں نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔ اب روح نے تو ۵۰۰ ۴ سال کی مسافت پر سجدہ کیا ہوا تھا۔ اب جب آئی ہے ایک سیکنڈ میں تو معلوم ہوا ہے کہ جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے۔ یہ بات سمجھ آگئی ہے۔

قرآن سے دلیل

پہلے قرآن کی طرف آئیں کہ فرمایا مارا گیا وہ انسان جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ "قتل الانسان ما اکفرہ من ای شیء خلقہ" "کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔" "من نطفۃ" "ایک قطرے سے۔" "خلقہ فقدرہ" اللہ نے اس کو پیدا فرمایا۔ پھر اس کی مقدار کو برابر کیا پھر اس کے جو آنے کا راستہ تھا وہ آسان فرما دیا۔ "ثم امتہ فاقبرہ" اللہ نے اس کو موت دی پھر اس کو قبر میں اتار دیا۔ اب میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ جو آدمی ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے۔ دنیا کے اندر چلنے پھرنے والا وہی تھا یا کوئی اور تھا؟ جی وہی تھا۔ کھانا وہی آدمی کھاتا تھا یا کوئی اور کھاتا تھا؟ جب فوت ہوا تو کون سا آدمی فوت ہوا؟ وہی جو دنیا کے اندر نماز پڑھتا تھا جو روزہ رکھتا تھا جو جہاد کے لئے جایا کرتا تھا جو لڑائی جھگڑا کرتا تھا۔ اب دیکھیں! جب وہ آدمی مر گیا ہے تو کیا اس کے جسم کے ساتھ روح کا تعلق باقی ہے یا نہیں ہے؟ باقی ہے۔

حدیث نبوی ﷺ سے دلیل

بخاری شریف کی حدیث مبارکہ کے اندر آتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی کو قبرستان کی طرف لے جا رہے ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو۔ جلدی لے چلو، میرے ٹھکانے کی طرف۔ اب بتائیں! چارپائی پر جسم ہوتا ہے یا روح ہوتی ہے۔ میں ایک دن مدرسہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک صاحب آئے اور کہنے لگے کہ روح کو بھی موت آجاتی ہے۔ میں نے کہا بہت اچھی بات ہے۔ میں نے کہا پر تو دو چیزوں کو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

غسل دینا پڑے گا اور کفن بھی دو۔ قبریں بھی دو کھودنی پڑیں گی۔ میں نے کہا آپ مجھے یہ بتائیں کہ جسم کو تو غسل دیتے ہیں۔ روح کو آپ نے کب غسل دیا ہے اور کب دیتے رہے ہیں؟ کہتا ہے کہ کوئی نہیں میں نے کہا جب روح کو غسل ہی نہیں دیا تو پھر تو روح زندہ ہے اس کو موت بھی نہیں آئی جس کو لے جا رہے ہیں۔ اب وہ آدمی جو کہتا ہے کہ مجھے جلدی جلدی لے چلو۔ اب اس کو کہاں رکھا؟ قبر کے اندر وہ کہتا ہے کہ نہیں قبر او پر ہی ہے۔ اس قبر کو قبر بھی تسلیم نہیں کرتے۔ ندائے حق والے نے اس کو قبر بھی تسلیم نہیں کیا۔ کہتا ہے: گڑھا، گڑھا ہے۔ گڑھے کی رٹ اس نے لگائی قبر کو بھی تسلیم نہیں کیا۔ یہ ہمیشہ ایک قاعدہ ہے کہ جو چیز جہاں سے آتی ہے جاتی بھی وہیں ہے۔ انسان جب پیدا مٹی سے ہوا ہے تو اس نے جانا کہاں ہے؟ ''منها خلقناکم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى'' اب انسان کو اس کے اندر جانا ہے۔ اب اتنی تمہید کے بعد میں آپ کو اگلی بات کی طرف لے چلتا ہوں۔

قبر کسے کہتے ہیں؟

دیکھنا ہے کہ قبر کیا ہے؟ کیونکہ آخر بات قبر پر ہی ختم ہوگی۔ قبر کیا ہے اور کون سی ہے؟ مصباح اللغات والے نے یہ بات لکھی ہے کہ قبر اس کو کہا جاتا ہے کہ جہاں پر انسان کو دفن کیا گیا ہو، اب ایک ذہن میں عام اشکال یا وسوسہ جو ان لوگوں نے چھوڑا ہوا ہے جو جل جائے جس کو دریا لے گیا جس کو کوئی جنگلی درندہ کھا گیا۔ اس کو کہاں عذاب وثواب ہوگا؟ وہ ان شاء اللہ بعد میں عرض کروں گا۔

قرآن سے ارضی قبر کا ثبوت

پہلی دلیل: جہاں ہم مردے کو دفن کرتے ہیں اس کو اللہ کا قرآن قبر کہتا ہے۔ ''الهكم التكاثر حتى زرتم المقابر'' بنو حارثہ اور بنی حارث دو قبیلے ان کی آپس میں لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ بڑے بڑے خاندان تھے۔ اللہ نے قرآن اتار کر فرمایا کہ تم دنیا کے اندر کس چیز پر اترا رہے ہو؟ اکڑ اکڑ کر چلنے والو! جو تمہارے بڑے تھے ان کو جا کر دیکھو کہ قبرستان کے اندر ہیں کس چیز کی کثرت نے تمہیں غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کی زیارت کی تو قبر کہاں تھی؟ اوپر تھی؟ نہیں وہیں تھی۔ تو معلوم ہوا کہ قرآن نے کس قبر کو قبر فرمایا۔ اسی قبر کو قبر فرمایا، جو کھودی تھی۔

دوسری دلیل: عبداللہ بن ابی منافق کا واقعہ۔ اللہ کے رسول ﷺ اس کے جنازے کے لئے تشریف لے گئے تو بعد میں آیت اتری۔ ''ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره'' اے محبوب ﷺ منافقین میں سے آئندہ کسی کی نماز بھی نہیں پڑھنی اور نہ آئندہ کسی کی قبر پر کھڑے ہونا ہے تو کہاں پر قبر تھی؟ یہیں زمین پر۔ اوپر نہیں۔ میں تو یہاں تک کہا کرتا ہوں کہ ان سے تو کوا بھی عقلمند ہے۔ ہابیل اور قابیل حضرت آدم علیہ السلام کے دو صاحبزادے تھے تو قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تو اب وہ پریشان ہے کہ اب اپنے بھائی کا کیا کروں؟ اس خون کو چھپاؤں تو کہاں چھپاؤں گا۔ لیکن اس کی عقل نے وہاں پر جواب دے دیا۔ کوے کا ساتھی مر گیا۔ اب اللہ نے کوے کو حکم فرمایا کہ اس کو اٹھا اور اس کے قریب جا کر رکھ دے اور وہاں پر اپنی چونچ کے ساتھ زمین کو کھودنا شروع کر دے۔ زمین کو جب اس نے کھود لیا، چھوٹا سا گڑھا بن گیا۔ اب اس کوے نے اپنے ساتھی کو اندر رکھ دیا اور اس پر مٹی ڈال دی۔ اب بعد میں قابیل نے اس حالت کو دیکھ کر قبر کھودی اور اپنے بھائی کو دفن کر دیا۔ کوے نے تو اس قبر کو قبر

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مان لیا۔ لیکن آج کل کہتے ہیں کہ ہم قرآن وسنت پھیلانے والے ہیں۔ وہ نہ مانے تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا کہ یہ قبر، قبر نہیں۔ میں نے کہا بہت اچھی بات ہے۔ میں نے کہا جو آپ کے مرتے ہیں ان کو کہاں دفن کرتے ہو؟ کہتا ہے کہ دفن کرتے تو اسی جگہ پر ہیں، میں نے کہا پھر اس کو کیا کہیں گے؟ چپ ہو گیا۔

قرآن سے تیسری دلیل: تو دیکھو! اللہ کے قرآن نے اسی جگہ کو قبر فرمایا۔ "فلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور" قیامت کے دن کہاں سے اٹھایا جائے گا؟ انہیں قبروں سے، جہاں پر دفن کیا جاتا ہے، وہیں سے اٹھایا جائے گا یا اوپر سے نیچے اتارا جائے گا۔ یہیں سے۔

چوتھی دلیل: اللہ پاک نے دوسری جگہ پر فرمایا: "واذا القبور بعثرت" جب قبروں سے انسان اٹھائے جائیں گے وہ اسی زمینی قبر سے، کہیں اوپر سے نہیں۔ ایک تو یہ معلوم ہوا اللہ کے قرآن سے کہ یہ قبر ہی قبر ہے۔ کیا حدیث مبارکہ کے اندر بھی قبر کی بات ہے یا نہیں؟

احادیث مبارکہ سے زمینی قبر کا ثبوت

دلیل اوّل: "لعن اللہ الیھود والنصریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجداً" کہ اللہ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت فرمائی۔ کیوں؟ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا تو قبریں کہاں تھی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کہاں؟ زمین پر! بنی اسرائیل کے جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام آئے ہیں ان کی قبریں کہاں تھیں؟ اسی زمین پر تو انہوں نے زمینی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا تھا تو اللہ نے کیا فرمایا؟ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے ان پر لعنت فرمائی ہے۔

دلیل ثانی: حدیث مبارک کے اندر ہے۔ (نسائی ابن ماجہ، ابوداؤد شریف کے اندر بھی موجود ہے) اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم قبروں کی زیارت کے لئے جاؤ قبرستان سے گزرو تو "السلام علیکم یا اھل القبور" کہا کرو۔ آپ لوگ عقلمند ہیں۔ یہ بتائیں کہ آپ لوگ کس جگہ پر سلام کرتے ہیں؟ قبرستان میں۔ یہیں قبرستان ہے یا کہیں اوپر ہے؟ یہیں ہے۔ جب میں نے دلیل پیش کی تو ایک صاحب مجھے کہنے لگے کہ یہ تو دعا ہے۔ میں نے کہا اچھا! آپ جب پانچ سات بیٹھے ہوں تو میں کہہ دوں گا۔

"السلام علیکم یا اھل القبور" تو آپ کو تنگی تو نہیں ہوگی۔ کہنے لگے کیوں؟ تو میں نے کہا جب یہ دعا ہے اور دعا زندہ کے لئے بھی کی جاسکتی ہے اور مردہ کے لئے بھی۔ دعا تو ہر کسی کے لئے ہوتی ہے۔ کہنے لگے یہاں پر فٹ نہیں آتی۔ میں نے کہا تو اس کو فٹ وہیں کریں گے جہاں نبی اکرم ﷺ نے فٹ فرمادیا ہے۔

دلیل ثالث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت بخاری کے اندر ہے۔ فرمایا: جب آدمی کو قبر کے اندر رکھا جاتا ہے، اس کے گھر والے چیخ وپکار کرتے ہیں تو اس قبر والے کو عذاب وثواب ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ پر ہم نے دفن کیا، عذاب وثواب بھی وہیں ہوتا ہے۔

دلیل رابع: ایک اور روایت کے اندر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مدینہ طیبہ کے قبرستان سے گزر رہے تھے تو آقائے دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ ان دو قبروں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اب صرف قبروں کو عذاب ہو رہا تھا یا قبروں والوں کو۔ وہ کہتے ہیں جی یہاں پر قبروں کی بات آئی۔ قبر والوں کی بات تو نہیں آئی۔

مثال: دیکھو! ایک آدمی کہتا ہے کہ میں فلاں گھر گیا تھا تو جب وہ آدمی گھر گیا تھا تو کیا صرف

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کے دروازے دیکھنے گیا تھا؟ چاردیواری دیکھنے گیا تھا؟ نہیں۔ بلکہ اس گھر کے اندر جو انسان رہتے ہیں، ان کو ملنے کے لئے گیا تھا۔ اسی طریقہ سے جب قبروں کو عذاب ہو رہا ہے تو قبروں کو نہیں قبر والوں کو ہو رہا ہے۔

قرآن سے مثال: مثال کے طور پر اس قرآن پاک کے اندر سے کوئی بات آتی ہے۔ ہاں! آتی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب بھائیوں نے کنویں کے اندر ڈالا تو بعد میں جب مصر کے اندر گندم وغیرہ لینے کے لئے گئے تو بنیامین کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس ٹھہرنا پڑا۔ اب جب واپس آئے تو سیدنا یعقوب علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ تم بنیامین کے ساتھ بھی دھوکہ کر کے آئے ہو تو انہوں نے کہا کہ بستی سے پوچھ لیجئے۔ کیا مراد؟ یعنی جو بستی والے ہیں، ان سے پوچھ لیجئے۔

اللہ پاک نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی کو تباہ کیا تو جب بستی تباہ ہوئی تو کیا قوم والے اندر نہیں تھے؟ انسان نہیں تھے؟ صرف مکان تباہ ہوئے تھے؟ جب قبر کے اندر عذاب ہو رہا ہے قبر پر عذاب ہو رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ صرف قبر کی مٹی پر نہیں بلکہ جو اندر ہیں ان کو عذاب ہو رہا ہے۔

دلیل خامس: حدیث پاک کے اندر آتا ہے کہ رسول پاک ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت ایک جگہ پر تشریف لے گئی تو ان کو پتہ نہیں تھا تو انہوں نے خیمہ لگالیا۔ خیمہ جب لگایا تو رات کو اسی قبر سے سورۃ ملک پڑھنے کی آواز آئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سنی۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا مٹی پڑھ رہی تھی؟ جی قبر والا پڑھ رہا تھا۔ اب اللہ کے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پتہ چلا تو انہوں نے فوراً وہاں سے خیمہ اکھاڑ لیا۔ جب خیمہ اکھاڑ لیا گیا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ بات کی تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ الملک انسان کو قبر کے عذاب سے بچاتی ہے۔

اب اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبر کے اندر آدمی کے لئے بچھو بھی آجاتے ہیں۔ سانپ مکوڑے بھی آجاتے ہیں تو کس قبر میں ہوتے ہیں؟ اسی قبر میں، اور قبر والے کو۔ اب یہ بات قرآن سے بھی سمجھ میں آگئی ہے کہ یہ جو زمینی قبر ہے اسی کو قبر کہتے ہیں اور حدیث مبارکہ سے بھی سمجھ آگئی ہے کہ یہ جو زمینی قبر ہے اسی کو قبر کہتے ہیں اور حدیث مبارکہ سے بھی سمجھ آگئی ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے اسی قبر کو قبر کہا ہے۔ ایک حدیث پاک میں نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی کا دل سخت ہو گیا ہو وہ قبرستان کی طرف جایا کرے تاکہ موت یاد آئے اور آدمی کا دل نرم ہو جائے۔ اب کس قبرستان کی طرف جانے کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ زمین والے قبرستان کی طرف۔

عذاب وثواب کس چیز کو ہوتا ہے؟

کہتے ہیں، کرے کوئی بھرے کوئی۔ کہتے ہیں کہ جی عذاب وثواب صرف روح کو ہوتا ہے۔ بھائی کیوں؟ اس نے کوئی زیادہ جرم کرلیا ہے۔ اب دیکھو بات یہ ہے کہ ایک آدمی اٹھتا ہے اور یہاں سے ہی جگ اٹھالیتا ہے اور چوری کر کے بھاگ جاتا ہے۔ کوئی آدمی اس کے پیچھے جا کر اس کو پکڑتا ہے تو اب سزا کس، کس کو ملے گی؟ چوری ہاتھ نے کی ہے نا! جسم نے کی ہے نا! روح نے تو چوری نہیں کی۔ ہاتھ نے کی ہے اور ہاتھ جسامت میں سے ہے، اب جب چوری تو ہاتھ نے کی ہے، لیکن جب جوتے لگیں گے، سزا ملے گی تو صرف جسم کو ملے گی یا روح کو بھی ساتھ ہوگی۔ دونوں کو ملے گی۔ کیوں؟ اس لئے کہ دونوں برابر کے شریک ہیں۔ مجھے ڈیڑھ بجے تک کہا گیا ہے۔ پتہ نہیں پرویزی ڈیڑھ بجے تک میں نے چلنا ہے یا مسلمانوں والے ڈیڑھ بجے تک۔ (پرویزی ٹائم تک) اچھا تو میں بات ختم کرتا ہوں۔ زندگی رہی تو پھر کبھی سہی۔

''وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطاب:

حضرت علامہ عبدالحمید وٹو رحمۃ اللہ علیہ

موضوع:

نبی ﷺ کا روضہ جنت ہے

مقام: مسجد فضل گوجرانوالہ ۲۴/نومبر ۲۰۰۰ء

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

خطبہ

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید رسل
وخاتم الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین، اما بعد!
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ ﷺ: مابین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صدق رسولہ النبی الکریم۔

رب شرح لی صدری ویسر لی امری وحلل عقدۃ من السانی یفقھوا قولی، رب زدنی علماً، رب زدنی علماً، رب زدنی علماً۔ سبحٰنک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العالمین۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر خلق کلھم

(تمام حضرات درود شریف پڑھ لیں)۔

تمہید

قابل صد احترام، حضرات علماء کرام قابل ذی وقار، بزرگو اور دوستو، عزیز بھائیو! محبین ومخلصین جناب مولانا محمد نور حسین عارف صاحب، ان کی پر خلوص دعوت پر اس مسجد کے اندر آپ کے ساتھ گفت گو اور زیارت کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میرا اور آپ کا آنا اپنے دربار عالیہ میں قبول فرمائیں، (آمین!)

ماشاء اللہ! مجھ سے پہلے مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب نے بڑا احسن اور مدلل بیان فرمایا ہے، میں سوچ رہا تھا کہ میں کس عنوان پر اپنی گفتگو کا آغاز کروں، بہرحال میں تھوڑے سے وقت میں چند گزارشات آپ حضرات کے سامنے عرض کروں گا، حضور اکرم ﷺ کے ساتھ محبت ہمارا ایمان ہے، بیشک! اونچی آواز سے بولیں؟ آپ ﷺ سے محبت ہمارا ایمان ہے۔ ایک ہے حضور ﷺ کی گستاخی، ہم تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر بھونکنے والوں کے خلاف جان قربان کر دیتے ہیں۔ پیغمبر ﷺ کے ناخن مبارک کی گستاخی کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا، (بے شک) حضور ﷺ کے مبارک ناخنوں کی قدر اور ادب پوچھنا ہے تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھو، بہرحال حضور ﷺ سے محبت ہمارا ایمان ہے، جب حضور ﷺ کا نام مبارک اس ناچیز کی زبان پر آئے تو آپ سب کیا کہنا ہے؟ ﷺ

اور بات سمجھ آئے تو پھر کیا کہنا ہے؟ (سبحان اللہ)

<u>پہلی گزارش</u>: جو بات مولانا نواز بلوچ صاحب نے کہی ہے، میں ایک جملہ کہہ کر آگے بات چلاتا ہوں، کیونکہ میں کوئی عالم فاضل آدمی نہیں ہوں نہ کوئی محقق ہوں، مجھ جیسے کو تو ہر آدمی کہہ دیتا ہے کہ ان واعظوں کا کیا ہوتا ہے ان مقرروں کا کیا ہوتا ہے؟ چونکہ یہ لوگ کتابوں میں بہت رہتے ہیں اور مجھ جیسے طالب علم ذوق میں بہت رہتے ہیں سمجھ آگئی؟ جس کو دکھائی دیتا ہے وہ انکار نہیں کرتا، جس کو دکھائی نہیں دیتا وہ مانتا نہیں، سمجھ آگئی؟

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میں تو کچھ ذوقی باتیں کرتا ہوں، ایک گزارش کروں گا کہ حضور ﷺ کی حیات مقدسہ مطہرہ کے بارے میں، جو بات مولانا بلوچ صاحب نے بیان کی ہے کہ جو حیات نبی پاک ﷺ کو بعد از وفات حاصل ہے، اس کے لئے حضرت شیخ، استاذ العلماء، علامہ شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر سلامت رکھے، ان کی کتاب تسکین الصدور کا مطالعہ کیا جائے۔

دوسری گزارش: جس آدمی کو اللہ پاک عمرہ پر جانے کی توفیق عطاء فرمائے یا حج کرنے جاتے تو نبی پاک ﷺ کے روضہ اطہر پر جا کر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا ہو تو وہ نور الایضاح کا ضرور مطالعہ کر کے جائے۔ (سبحان اللہ) الحمدللہ میں مطالعہ کر چکا ہوں۔

وہاں جا کر ''الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ والصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ'' بلکہ سارا باب جو صاحب نور الایضاح نے بیان کیا ہے، اس کا مطالعہ ضروری ہے، اب اگر اجازت ہو تو تھوڑی سی تقریر کر لوں؟

پیغمبر ﷺ کی ہر چیز اعلیٰ

میں پوچھتا ہوں کہ آنکھیں تو سب کی ہیں، لیکن کملی والے کی آنکھ کی کیا بات ہے، زلفیں بھی سب کی ہیں پر کملی والے کی زلفوں کی کیا بات ہے اور آسان کر کے کہتا ہوں کہ:

☆...... آنکھیں تو سب کی ہیں، لیکن کملی والے ﷺ جیسی آنکھ نہیں
☆...... زلفیں تو سب کی ہیں لیکن کملی والے ﷺ جیسی زلفیں نہیں
☆...... چہرہ تو سب کی ہے، لیکن کملی والے ﷺ جیسا کسی کا چہرہ نہیں
☆...... رخسار تو سب کی ہیں، لیکن میرے محبوب ﷺ جیسے کسی کے رخسار نہیں
☆...... ہاتھ تو سب کی ہیں، لیکن نبی ﷺ کے ہاتھ جیسے کسی کے ہاتھ نہیں
☆...... سینہ تو سب کی ہے، لیکن نبی ﷺ جیسا کسی کا سینہ نہیں

مصطفیٰ ﷺ جیسی کسی کی حیات نہیں

☆...... دوست تو سب کے ہیں، لیکن نبی ﷺ کے دوستوں جیسے کسی کے دوست نہیں۔
☆...... بیویاں تو سب کے ہیں، لیکن نبی ﷺ کی بیویوں جیسی کسی کی بیوی نہیں۔
☆...... بیٹیاں تو سب کی ہیں، لیکن مصطفیٰ ﷺ کی بیٹیوں جیسی کسی کی بیٹیاں نہیں۔
☆...... ولادت تو سب کی ہے، لیکن نبی ﷺ کی ولادت جیسی کسی کی ولادت نہیں۔
☆...... وفات سب کی ہے، لیکن نبی ﷺ کی وفات جیسی کسی کی وفات نہیں۔
☆...... بعد از وفات حیات سب کی ہے، لیکن مصطفیٰ ﷺ جیسی کسی کی حیات نہیں۔

یہ حیات سب سے جدا ہے۔

(نعرہ تکبیر، اللہ اکبر، عقیدہ حیات النبی ﷺ...... زندہ باد)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آپ نے مرنا ہے یا نہیں؟ (مرنا ہے) ہر کسی نے مرجانا ہے۔ مرتو نے بھی جانا ہے اور مر ان شاء اللہ! میں نے بھی جانا ہے۔ سب نے مرجانا ہے۔

شان مصطفیٰ ﷺ

توجہ کریں! بچی کون ہے؟ ابو! بار بار دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بچی یہ جس کے گھر جاتا ہے، دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا۔

☆...... پیر کے گھر جائے، دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا۔

☆...... مولوی کے گھر جائے، دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا۔

☆...... عالم کے گھر جائے، دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا۔

یہ تو مقام مصطفیٰ ﷺ ہے کہ بغیر اجازت اندر نہیں آ سکتا۔ میرے محبوب ﷺ آپ کے گھر میں عزرائیل علیہ السلام آ رہا ہے۔ اجازت طلب کرنے کے بعد توجہ کرنا۔ میرے محترم سامعین! میرے محبوب ﷺ نے دیکھا! عزرائیل علیہ السلام نے سلام کہا۔ سلام کہنے کے بعد کیا کہتا ہے: آ گیا عزرائیل علیہ السلام، آ کے بیٹھ گئے۔ عزرائیل علیہ السلام۔ یہ وقت تو آخری آنا ہی ہے۔ کون انکار کرتا ہے۔ اللہ کا قرآن کہتا ہے: ”کل نفس ذائقة الموت“ اللہ کی قسم!

☆...... میرے نبی ﷺ کے بیٹھنے جیسا کسی کا بیٹھنا ہیں۔

☆...... میرے نبی ﷺ کے اٹھنے جیسا کسی کا اٹھنا نہیں۔

☆...... میرے نبی ﷺ کی خلوت جیسی کسی کی خلوت نہیں۔

☆...... میرے نبی ﷺ کی جلوت جیسی کسی کی جلوت نہیں۔

☆...... میرے نبی ﷺ بیٹھتے ہیں تو اللہ سنت بنا دیتے ہیں۔

☆...... میرے نبی ﷺ لقمہ اٹھاتے ہیں تو کھانا سنت بن جاتا ہے۔

☆...... میرے نبی ﷺ پانی کا گھونٹ پیتے ہیں تو پانی پینا سنت بن جاتا ہے۔

نبی ﷺ کی نینداور امت کی نیند میں فرق

میرے معزز سامعین توجہ کرنا۔ نیند تو سب کو آتی ہے تو نیند کا ایک جھٹکا ٹیک لگا کرلے تو بعد میں تلاوت نہیں کر سکتا۔ تجھے وضو کرنا پڑے گا۔ نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تجھے وضو کرنا پڑے گا۔ یہ کون ہے؟ اس کو آمنہ کا چاند کہتے ہیں۔

☆...... یہ کون ہے، اس کو عبد اللہ کا در یتیم کہتے ہیں۔

☆ یہ کون ہے، اس کو بدر الدجیٰ کہتے ہیں۔

☆...... یہ کون ہے، اس کو شمس الضحیٰ کہتے ہیں۔

☆...... یہ کون ہے، اس کو سلطان دین کہتے ہیں۔

☆...... یہ کون ہے، اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا کا سہاگ کہتے ہیں۔ (ﷺ)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

اے میرے پروردگار! میں محمد ﷺ سونا چاہتا ہوں۔ رب فرماتے ہیں کہ میرے پیارے تسلی سے سو جاؤ۔ سونے کے بعد آپ کو وضو کی ضرورت نہیں۔ امت کی نیند اور ہے، نبی ﷺ کی نیند اور ہے۔ (سبحان اللہ)

آیا عزرائیل! کہتا ہے؟ یا رسول اللہ! میرا بھی سلام ہو اور اس (رب) کا بھی ہو۔

"ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما"

(سبحان اللہ)

گنبد خضریٰ کے سامنے گلہائے عقیدت

میں نے یہاں ایک جملہ کہا: اور پھر میں نے نبی پاک ﷺ کے روضہ مبارک پر (حاضر ہو کر) کہا۔

میرے محبوب تیرے ہم بھی ہیں چاہنے والے — یوں تو عشاق ہیں ہر جگہ سے آنے والے

ہیں میرے دل میں بہت زخم دکھانے والے — میں جو آیا ہوں اے کاش! میں نظر میں آؤں

اللہ کی قسم! یہ جملہ میں نے بلوچ صاحب کی فرمائش پر نہیں لکھا۔ کیسا منظر تھا، قاری اسحاق صاحب میرے دائیں طرف بیٹھے ہیں۔ گنبد خضریٰ کو اس طالب علم نے سامنے رکھا۔ باب بقیع کی طرف میں بیٹھا تھا۔ مغرب کے بعد کا ٹائم تھا۔ حضور ﷺ کی دو صفتیں قرآن میں سے میرے سامنے آگئیں۔ میں نے لکھا یا اور قاری صاحب نے لکھنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کہ چلو اب اگلا جملہ بھی لکھ لیں۔

خالی جھولی میری دیکھیں نہ زمانے والے — اے رؤف الرحیم، میرا دامن بھر دو

(بریلویوں کی طرح عام حاجات کی جھولی بھرنا نہیں فقہاء کی زبان میں طلب شفاعت ہے)

اللہ ذوق نصیب فرمائیں۔ اللہ وہاں جانے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ ہاں، ہاں، الحمد للہ! اللہ نے مجھے شرف بخشا ہے۔ میں علماء دیوبند کا نوکر، میں علماء دیوبند کا خادم، میں اکابرین علماء دیوبند کے مسلک پر رہتے ہوئے ان کی جوتی سیدھی کرنے والا۔ کیوں نہ کروں؟ میں حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا ہوں تو نبی ﷺ کے روضہ پر بیٹھے نظر آرہے ہیں۔ میں مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا ہوں تو نبی ﷺ کے قدموں میں سوئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا ہوں تو میرے محبوب ﷺ کے قدموں میں لیٹے نظر آتے ہیں۔ نہیں، نہیں! مجھے ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کا روضہ دیکھ کر فرمایا ہوگا ؎

کہ تو سوہنا، تیرا ہے گنبد سوہنا، تے سوہنا شہر مدینہ
اور اجے تکے تکے، نہ اکھی رجیاں او اجے نہیں ٹھہریا سینہ

علماء دیوبند کا عقیدہ

"قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ"

نبی پاک ﷺ کی حیات اور حضور علیہ السلام کا "عند القبر" صلوۃ وسلام کا سماع، یہ اکابرین علماء دیوبند کا عقیدہ ہے، ٹھیک ہے۔ میرے معزز سامعین توجہ کریں۔ بات سمجھیں "اللہ اکبر یا حی یا قیوم"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مولانا بیان کر رہے تھے "انک میت وانھم میتون" میں تو عالم نہیں ہوں۔ میں تو اپنے ذوق میں باتیں کرتا ہوں۔ نبی پاک ﷺ پر تمام طریقے استعمال کئے مشرکوں نے، نبی پاک ﷺ نے توحید بیان کرنا نہیں چھوڑی۔ جب تنگ آ گئے تو کہنے لگے: پتھر بھی بڑے مارے ہیں، گالیاں بھی بڑی نکالی ہیں۔ پاؤں کے نیچے کانٹے بھی بہت بچھائے ہیں۔ کانٹے بچھاتے، بچھاتے تھک گئے ہیں۔ یہ کانٹوں پر چلتے نہیں تھکے۔ ہم پتھر مارتے تھک گئے ہیں۔ یہ پتھر کھاتے نہیں تھکے۔ ہم گالیاں نکالتے تھک گئے ہیں۔ یہ گالیاں برداشت کرتے نہیں تھکے۔ جب آدمی چاروں طرف سے تنگ آ جائے تو پھر ایک ہی بات کہتا ہے تو تو بھی مر ہی جائے تو بہتر ہے۔

تو مشرک کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟ یہ سوہنا بھی بہت ہے۔ بات کرتا ہے تو موہ لیتا ہے۔ دیکھتا ہے تو اس کے دماغ کو حیاء سے معطر کر کے رکھ دیتا ہے۔ نہیں، نہیں! ہم اس کا کیا کریں؟

☆...... نہ اس کے حسن میں کمی ہے، نہ اس کے کمال میں کمی ہے۔

☆...... نہ اس کے جمال میں کمی ہے، نہ اس کے برداشت میں کمی ہے۔

☆...... نہ اس کے تحمل میں کمی ہے، نہ اس کی بردباری میں کمی ہے۔

☆...... نہ اس کے اخلاق میں کمی ہے، سارے اک گئے، تھک گئے، پھر پتہ ہے کیا کہتے ہیں کہ آپ اگر مر جائیں تو اچھی بات ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ طعنہ مار یا۔

مرتو سب نے جانا ہے، لیکن اگر کوئی کسی کو طعنے کے طور پر کہے کہ تو مر جائے تو تکلیف تو ہوتی ہے ہر کسی کو۔ (ہوتی ہے) انہوں نے نبی ﷺ کو کہا۔ (معاذ اللہ) کہ تو مر جا تو بہتر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے محبوب ان کو کہہ دے "انک میت وانھم میتون"

اے بے وقوفو! ہم نے کب ساری زندگی اس دنیا میں رہنا ہے۔ میں نے بھی اس دنیا سے چلے جانا ہے اور تم نے بھی اس دنیا سے چلے جانا ہے۔ پھر آگے پتہ چل جائے گا کہ بدکار اور گستاخ کون تھا؟ سراپائے رحمت بن کر کون برستا رہا ہے؟ "اللہ اکبر یا حی یا قیوم"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھپڑ

میرے معزز سامعین! میں گزارش کر رہا تھا کہ آیا حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ کہا: اللہ سلام کہتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کا؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام آیا اور کہتا ہے کہ آپ کی جان نکالنی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک لگائی زور سے۔

توجہ! تھپڑ لگایا زور سے۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تجھے مارنا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نبی علیہ السلام نے تھپڑ لگایا کہ ایسے نہ کہو۔ مرنا تو ہے ہی بخاری شریف میں واقعہ ہے۔ کھچ کے چنڈ ماری حضرت موسیٰ علیہ السلام نے۔

میرا تصور

توجہ کریں میرا تصور، بڑی معذرت کے ساتھ۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مجھے ایسا لگتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ عزرائیل بھی تو ہے۔ جان بھی تو نے نکالنی ہے۔ تھپڑ میں نے اس لئے لگایا ہے تا کہ تجھے نبی کے ساتھ بولنے کا سلیقہ آجائے۔ (سبحان اللہ) مارنے کا یہ مطلب ہے کہ کھڑا کر کے پیچھے سے کہے کہ میں مارنے آیا ہوں؟ وہ تھا عزرائیل! جو نبیوں کا نبی ہو؟ بہر حال......

میرے نبی ﷺ کی وفات کا دکھ تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی بڑا ہے، وفات کا دکھ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی بڑا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھو نا، جنہوں نے نبی ﷺ کے چہرے کو چوم کر فرمایا۔ ہائے کاش! یہ دن دیکھنے سے پہلے میں صدیق (رضی اللہ عنہ) مر جاتا، پر کملی والے یہ بات نہ دیکھتا۔ اوئے! یہ دیکھنا! آیا عزرائیل علیہ السلام نبی نے زور سے طمانچہ مارا۔

میرا تصور! تو جہ بڑی معذرت کے ساتھ، جا کے عزرائیل علیہ السلام رب کو کہتا ہے۔ یا اللہ میں نے تیرے نبی کو کہا کہ جان نکالنی ہے۔ اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں تو نے ذرا ٹھیک بولنا تھا نا۔ (سبحان اللہ) میرے معزز سامعین! ''اللہ اکبر یاحی یاقیوم''

اللہ نے اپنے محبوب کو دنیا میں رہنے کا اختیار دیا

کہنا یہ چاہتا ہوں کہ عزرائیل بیٹھا ہے، کہتا ہے، یا رسول اللہ سلام عرض کرتا ہوں اور رب العالمین بھی سلام کہتے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو بلکہ نہیں اجازت کی بات بھی چھوڑیں، میں پوچھنے آیا ہوں کہ کیا پروگرام ہے؟ سبحان اللہ کہو۔ تو پھر میں ایک اور جملہ کہوں۔ اے میرے محبوب ﷺ میں پوچھنے آیا ہوں کہ اس زندگی میں رہنا پسند کریں گے یا اگلی زندگی میں رہنا پسند کریں گے۔ (سبحان اللہ)

یہ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کہنا آپ کا کام ہے اور بات ماننا میرا کام ہے۔ یہاں رہو تو پھر بھی سب سے اونچے ہو۔ وہاں رہو تو پھر بھی سب سے اونچے ہو۔ یہاں رہو تو، تب بھی با کمال ہو۔ وہاں رہو تو تب بھی با کمال ہو۔ میری تو اس جہان سے منتقل کرنے کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔ بتائیں میرے محبوب کیا حکم ہے: ''اللہ اکبر یاحی یا قیوم'' آقا مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں۔ میں نے ساری زندگی اپنے آپ کو نہیں دیکھا بلکہ رب کی رضا کو دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اگر میرے بھوکا رہنے میں رب راضی ہے تو میں بھوکا رہا ہوں۔ میرے پیٹ پر پتھر باندھنے پر رب راضی ہے تو میں نے پیٹ پر پتھر باندھ لئے۔ میرے مار کھانے پر اللہ راضی ہے تو میں نے مار کھانی برداشت کر لی ہے۔ میرے بلال رضی اللہ عنہ کی تڑپ پر اللہ راضی ہے تو میں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو تڑپا کے دکھا دیا ہے۔ اس وقت بھی جیسے میرا رب راضی، میں راضی۔

ایک اور جملہ کہتا ہوں یا اللہ جیسے تو راضی ہے، اللہ فرماتے ہیں بات تو ٹھیک ہے۔ یہی تو بات ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جیسے تو راضی ہے اور میں کہتا ہوں کہ جیسے تو راضی ہے۔ ''ولسوف یعطیك ربك فترضی'' اے میرے محبوب ﷺ ہم نے تو آپ کو راضی کرنا ہے۔ ''اللہ اکبر یاحی یاقیوم''

عرض یہ کر رہا تھا کہ سارے انسانی عوارضات پیغمبروں کے ساتھ بھی موجود ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم! زمین اور آسمان سے زیادہ فرق موجود ہوتا ہے۔ اس میں مناسبت ضرور ہے۔ مرتبے کی کوئی مناسبت نہیں۔ احکام کی کوئی مناسبت نہیں۔ عظمت کی کوئی مناسبت نہیں۔ ''اللہ اکبر یاحی یاقیوم''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

میرے معزز سامعین! جیسے سب کی قبریں ہیں؟ آپ کے مرنے کے بعد آپ کی بھی قبریں ہوں گی۔ میرے مرنے کی بعد میری بھی قبر؟ یہ کیا ہے؟ یہ قبر ہے، تیری بھی قبر۔ میری بھی قبر۔ مولوی کی بھی قبر۔ پیر کی بھی قبر۔ سب کی قبریں ہیں۔ اے میرے محبوب ﷺ جہاں آپ تشریف فرما ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کہ قبر نہ کہنا؟ نبی ﷺ سے پوچھو جنت ہے۔

ایک عجیب جملہ

چلو ایک اور جملہ کہتا ہوں جو میرے ذوق پر مبنی ہے۔ (میرا تصور) مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں کہ آ جا۔ آقا فرماتے ہیں، یا اللہ! عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ چھوڑنے کو دل نہیں کرتا۔ محبوبا آ جا۔

پروردگار! عائشہ رضی اللہ عنہا، طاہرہ، حمیرہ، صدیق کی بیٹی کا گھر نہیں چھوڑا جاتا۔ مصطفیٰ ﷺ میری طرف آ؟ میں نے تجھے جنت میں رکھنا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ آقا ﷺ نے فرمایا ہوگا رہا۔ میں نے حجرہ نہیں چھوڑنا۔ آپ جنت کو ادھر بلالیں۔ اللہ فرماتے ہیں چل ٹھیک ہے۔ ”ولسوف یعطیك ربك فترضی“ سوہنیاں تو راضی ہے تو میں قادر ہوں۔ توجہ کریں! ایک اور بات کہتا ہوں کسی کی ستر ہاتھ لمبی قبر۔ کسی کی سات ہاتھ چوڑی قبر۔ کسی کے لئے کچھ۔ میرے نبی پاک ﷺ جہاں ہیں، منبر سے حجرہ تک۔ اوپر ہی اتنا فاصلہ ہے نیچے کتنا فاصلہ ہوگا؟

دیکھونا! حضور ﷺ فرماتے ہیں: ”مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة“ منبر سے لے کر حجرہ تک، حجرہ سے لے کر منبر تک۔ بڑی معذرت کے ہاتھ، کچھ لوگوں سے یوں معنی بھی سنا گیا ہے کہ منبر بھی جنت نہیں اور حجرہ بھی جنت نہیں تو نیچے والی جگہ پر کیا رب نے پلازہ بنانا تھا۔ (نعوذ باللہ) منبر بھی الگ کر دیا اور حجرہ بھی الگ کر دیا۔ (یعنی نکال دیا)

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا   کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

میرے لئے اکابر علماء دیوبند کی دلیل ہی کافی ہے

بڑی معذرت کے ساتھ، نہ مجھے کسی تمغے کی ضرورت ہے۔ ”الحمد لله تحدیث بالنعمت“ کے طور پر نہ کسی سے مرعوب ہوں اور نہ میں نے کبھی یہ سمجھا ہے پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ سچی بات یہ ہے کہ میرے لئے سب سے بڑی دلیل جو ہے وہ اکابرین علماء دیوبند کی ہے۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

شورش کاشمیری مرحوم کہا کرتے تھے کہ جس جنت میں مشرک جائے گا، وہ نام لے کر کہتے تھے کہ میں اس جنت میں نہیں جاؤں گا۔ اگر خدانخواستہ، خدانخواستہ جس دوزخ میں قاسم نانوتوی رحمہ اللہ ہوگا۔ شورش کاشمیری رحمہ اللہ اس میں چھلانگ لگا دے گا۔ ہمارے اکابرین کی خدمات ہیں۔ علماء دیوبند کی خدمات کا ایک مستقل موضوع ہے۔ اللہ نے ویسے ہی مرتبہ دے دیا۔ ویسے ہی شان دے دی۔ ویسے ہی عظمت دے دی۔

حیات النبی ﷺ پر ایک عجیب واقعہ

میں عمرہ پر گیا صبح کے وقت کھڑا تھا۔ ”ریاض الجنة“ میں ایک مولانا صاحب مجھے ملے۔ مجھے کہنے لگے کہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ناشتہ میرے پاس کریں بغیر تعارف کے۔ میں نے کہا میں نے تو نہیں کرنا۔ میرے ساتھ اور ساتھی ہیں۔ میں نے عذر کیا مگر انہوں نے نہیں چھوڑا۔ ساتھ لے گئے۔ باہر نکل کر مجھے دکھانے لگے کہ یہ "سقیفہ بنی سعدہ" ہے۔ یہ مسجد عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ فلاں جگہ ہے۔ ناشتہ کیا اور ہم یوں ہی بیٹھے تو باتیں شروع ہو گئیں کہ جب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ یہاں ہوتے تھے اور پڑھاتے تھے تو ایک آدمی آیا اور اس آدمی نے آکر کہا کہ حضرت! جو آپ کہتے ہیں حضور ﷺ کی حیات کے بارے میں میرا دل نہیں مانتا۔ کہنے لگے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تین دن دلائل دیتے رہے۔ اس نے کہا کہ دلائل تو میرے پاس بھی ہیں۔ پھر انہوں نے ایک بات بتائی۔ کہنے لگے جب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہونے لگی تو شیطان ان کے پاس آ گیا۔ شیطان نے ان سے آکر کہا کہ تم اللہ کو کیسے ایک مانتے ہو؟ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ جو دلیل قائم کریں، اللہ کے ایک ہونے پر۔ شیطان دلیل کے ساتھ وہ توڑ کر رکھ دے۔ ان کے شیخ تھے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وضو کر رہے تھے۔ وضو کرتے ہوئے ان کو کشف ہوا کہ رازی رحمۃ اللہ علیہ پھنسا ہوا ہے۔ انہوں نے وہیں سے پانی لے کر یوں چھینٹے لگائے اور کہنے لگے اے رازی رحمۃ اللہ علیہ! اس شیطان بدمعاش سے کہو کہ میں بغیر دلیل کے مانتا ہوں کہ اللہ ایک ہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

اس آدمی نے کہا کہ دل نہیں مانتا تو شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پکڑ لیا۔ پکڑ کر اس کو روضہ اطہر کے سامنے لے آئے۔ کہنے لگے! اپنی نظر سے دیکھتا ہے آج ہماری نظروں سے بھی دیکھ۔ (سبحان اللہ)

پھر وہ آدمی کہتا ہے کہ میں ساری زندگی روتا تھا کہ جب میں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چہرہ اٹھا کر دیکھا تو سامنے حضور ﷺ نظر آرہے تھے اور یہ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ان کا نام مولانا عبدالقادر قاسمی ہے۔ پیچھے سے وہ بہاول پور کے ہیں۔ بیس پچیس سال سے مدینہ منورہ میں رہ رہے ہیں۔

"مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ" پر روشنی

میرے معزز سامعین! اگر حجرہ بھی نہ ہو، منبر بھی نہ ہو تو درمیان کیسے ہوگا؟ درمیان تب ہوگا کہ ایک ادھر ہو ایک ادھر ہو۔ حجرہ بھی نکال دیں۔ منبر بھی نکال دیں۔ پھر تو چٹیل میدان ہوگا۔ درمیان کہاں رہ گیا؟ اللہ تعالیٰ ایسی تفسیروں سے محفوظ فرمائے جو تفسیریں اکابرین سے الگ کردیں، جو تفسیریں اکابرین سے اعتماد کو ختم کردیں۔

"اللہ اکبر یاحی یاقیوم" (سبحان اللہ)

ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں یا نہیں؟ (مقلد ہیں) اعتماد کا نام ہی تو تقلید ہے۔ ایک آدمی حدیث پڑھتا ہے اور خود ہی عمل شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے پڑھی ہے۔ ہم سن کر کہتے ہیں کہ امام صاحب نے اس حدیث سے استنباط کیا۔ کیا ہے؟ مسئلے کتنے نکالے ہیں؟ اسی کا نام تو اعتماد ہے۔

آقا ﷺ کا روضہ جنت ہے

میرے معزز سامعین! آقا ﷺ نے فرمایا: "مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

منبر سے لے کر روضہ تک ۔ اگر پیر فوت ہو جائے اس کی جگہ کو قبر کہہ لیں ۔ مولوی کی قبر کو قبر کہہ لیں ۔ جس کے بارے میں دل کرتا ہے، اس کی جگہ کو قبر کہہ لیں ۔ میرے نبی کی نیند امت کی نیند جیسی نہیں اور قبر بھی جنت ہے اور امت کی قبروں جیسی نہیں ۔ ہر جگہ پر امتیاز موجود ہے ۔ ہر جگہ پر فرق موجود ہے ۔ منبر سے لے کر حجرہ تک، حجرہ سے لے کر منبر تک ۔ یہ کیا ہے؟ اس کو جنت کا ٹکڑا کہتے ہیں ۔ "اللہ اکبر یا حی یا قیوم"

اے میرے پروردگار! منبر سے لے کر حجرہ تک اور حجرہ سے لے کر منبر تک جو ٹکڑا جنت ہے یہ کون سا ٹکڑا ہے ۔ مشیت کہتی ہے ۔ یہ وہ ٹکڑا جنت ہے جس کی قیمت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ادا کی ہے ۔ (سبحان اللہ)

ایک اور جملہ کہوں؟

کوئی اپنی بیٹی کو جہیز میں فریج دے، کوئی اپنی بیٹی کو فرنیچر دے، کوئی اپنی بیٹی کو کوئی سامان دے، صدقے صدیق رضی اللہ عنہ تجھ پر، جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں جنت دی ہے ۔ (سبحان اللہ)

فرمایا: "ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ" اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں ۔ (آمین)

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

***

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحديث)

عالم برزخ
کی
مسرّت افزا باتیں

افادات:
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مضمون نگار:
حضرت مولانا محمد رضوان ادروی رحمۃ اللہ علیہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

عالم برزخ کی مسرت افزا باتیں

افادات امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

(از محمد رضوان اردوی فاضل دیوبند)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

(حرفے چند) ..... مولانا محمد رضوان اوروی صاحب فاضل دیوبند			۴۲۹
عالم برزخ کی مسرت افزاء باتیں			۴۳۰
موت زندگی سے بہتر ہے	۴۳۰	مومن کی موت کے وقت خدا کی خاص توجہ ہوتی ہے	۴۳۴
میت کی روح سے روحوں کی ملاقات	۴۴۰	مرنے والے تجہیز وتکفین کرنے والوں کو پہچانتے ہیں	۴۴۱
مومن کے مرنے پر زمین وآسمان روتے ہیں	۴۴۲	قبر کا مومن کو از راہ شفقت دبوچنا	۴۴۲
قبر مومن کی آمد پر خوش آمدید کہتی ہے	۴۴۳	میت کے پاس منکر نکیر کی آمد اور پیغام مسرت	۴۴۳
قبر میں مومن پر خدا کی رحمت	۴۴۶	مردے اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں	۴۴۷
مردے اپنی قبروں میں تلاوت قرآن بھی کرتے ہیں	۴۴۸	قبر میں ملائکہ مومنین کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں	۴۴۹
قبر میں مومن کا لباس	۴۴۹	قبر میں مومن کا بستر	۴۵۰
مردے قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں	۴۵۰	مردے قبر پر سلام کرنے والے کا جواب دیتے ہیں	۴۵۰
روحوں کے مقامات	۴۵۱		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا محمد رضوان اوروی صاحب فاضل دیوبند

دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولانا محمد رضوان اوروی نے جون، جولائی، اگست، دسمبر ۱۹۶۱ء اور مارچ ۱۹۶۲ء میں پانچ قسطوں پر مشتمل مضمون لکھا جو ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے مندرجہ بالا مہینوں میں شامل ہوا۔

اس کا نام "عالم برزخ کی مسرت افزاء باتیں" رکھا۔ خالص علمی مضمون ہے۔ ذخیرہ احادیث کا خوب صورت وجامع مجموعہ ہے۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالم برزخ[1] کی مسرت افزاء باتیں

موت زندگی سے بہتر ہے

حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ: "تحفة المؤمن الموت" "مومن کا تحفہ موت ہے۔"

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند الفردوس میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ نبی اعظم ﷺ کا ارشاد ہے: "الموت ریحانة المؤمن" "کہ موت مومن کے لئے راحت کا سامان ہے۔"

دوسری روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ حضور انور ﷺ کا فرمان ہے: "الموت غنیمة المومن" موت مومن کے لئے مال غنیمت ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں محمود بن لبید کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "یکرہ ابن ادم الموت والموت خیر له من الفتنة" یعنی ابن آدم موت سے بھاگتا ہے، حالانکہ موت اسے بہت سے فتنوں سے محفوظ کر دیتی ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں، طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے؟ "الدنیا سجن المؤمن وسنته فاذا فارق الدنیا فارق السجن والسنة" "کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور قحط خانہ ہے۔ جب وہ دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس قید خانے اور قحط خانے کی کشمکش سے علیحدہ اور بے غم ہو جاتا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ مومن جن غائب چیزوں کا انتظار کرتا ہے ان میں سب سے بہتر موت ہے۔

نیز ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مالک بن مغول کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سب سے پہلے جو خوشی مومن کو حاصل ہوتی ہے وہ موت کی ہوتی ہے، کیونکہ اس کے بعد مومن پر باری تعالیٰ کا خاص اکرام وانعام ہوتا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کافر کے لئے جنت، مومن کے لئے قید خانہ ہے اور مومن کی جان جب اس دنیا سے پرواز کر جاتی ہے تو اس کی مثال یوں سمجھو کہ جیسے کوئی قید میں ہو اور جب اس سے نکلے تو مارے خوشی کے زمین پر اچھلنے کودنے لگے۔

---

[1] برزخ: موت کے بعد سے حشر تک جو زمانہ ہوتا ہے اسے برزخ کہتے ہیں: "قال مجاهد البرزخ الحاجز مابین الدنیا والآخرة" حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ برزخ دنیا اور آخرت کے بیچ کا زمانہ ہے اور حضرت محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، برزخ والے نہ تو دنیا والوں کی طرح رہتے سہتے، کھاتے پیتے ہیں اور نہ آخرت والوں کی طرح وہ اپنے اعمال کی جزا دیئے جاتے ہیں بلکہ دونوں کے درمیان کا زمانہ ہوتا ہے۔ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵۶)

"ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون" (القرآن الحکیم)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مصنف ابن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے کہ دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے جب کوئی مرتا ہے تو اس کا راستہ کشادہ ہو جاتا ہے، جہاں چاہے جاسکتا ہے۔

نیز ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ موت تو ہر مسلمان کے لئے تحفہ ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''الموت کفارۃ لمسلم'' موت تو ہر مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الزہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کے لئے دیدار سے بڑھ کر کوئی اور راحت نہیں اور یہ مر کر ہی حاصل ہوگا۔

سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن میں اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کوئی بھی مومن ہو، اس کے لئے موت بہتر ہے اور اسی طرح ہر کافر کے لئے موت ہی بہتر ہے۔ اگر کوئی میری تصدیق نہ کرے تو باری تعالیٰ کا خود فرمان ہے: ''وما عنداللہ خیر الابرار'' کہ جو اللہ کے یہاں ہے، نیک بختوں کے لئے۔

یہ تو مومن کے بارہ میں ہے اور کفار کے متعلق ہے: ''ولا تحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر الانفسھم، الایۃ'' کہ کافر یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں مہلت دیتے ہیں ان کے لئے یہ بھلا ہے۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ کفار کے لئے بھی زندہ رہنے سے موت ہی بہتر ہے کیونکہ وہ جب تک دنیا میں رہیں گے خدا کی نافرمانی کرتے رہیں گے، جس کے سبب ان کے عذاب میں ترقی ہوتی رہے گی۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں، اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ و طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ چاہے کوئی نیک ہو یا بد ہو، اس کے لئے زندگی سے موت ہی بہتر ہے، نیک کے لئے موت اس لئے بہتر ہے کہ فرمان باری ہے: ''وما عنداللہ خیر الابرار'' کہ جو اللہ کے یہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کے لئے، اور فاجر کے لئے بھی زندگی سے موت اس لئے بہتر ہے کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین'' (القرآن الحکیم)

کفار یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں مہلت دیتے ہیں ان کے لئے یہ بھلا ہے، ہم نے تو انہیں چھوڑ دیا ہے کہ اور ترقی کریں گناہ میں اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

طبرانی نے ابو مالک الاشعری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللھم حبب الموت الی من یعلم انی رسولک'' اے اللہ! موت کو اس شخص کے لئے محبوب بنادے جو مجھے تیرا رسول جانتا ہے۔

اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے الترغیب میں لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان حفظت وصیتی فلایکون شیئی احب الیک من الموت'' کہ اگر تم میری کوئی وصیت یاد کرنا چاہو تو تمہیں جاننا چاہئے کہ موت سے زیادہ تمہیں کوئی چیز محبوب اور عزیز نہ ہونی چاہئے۔

امام احمد نے اپنی کتاب الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے بھی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے: ''ما اھدی الی اخ ھدیۃ احب من سلام ولا بلغنی عنہ خیر احب من موتہ'' کہ میرے پاس کسی عزیز نے سلام سے زیادہ محبوب اور بہتر ہدیہ نہیں بھیجا اور مجھے اس کی جانب سے اس کی موت کی خبر سے زیادہ بہتر خبر نہیں پہنچی۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مراد یہ ہے کہ میرے عزیز واقارب کے ہدیے جو میرے پاس آتے ہیں ان میں سب سے بہتر ہدیہ میرے نزدیک ان کا سلام ہوتا، ایسے ہی ان کی طرف سے جو خبریں مجھے پہنچتیں ان میں سب سے بہتر خبر ان کی موت کی ہوتی کہ اب وہ اللہ کو پیارا ہوگیا، اب وہ خدا کے خاص اکرام وانعام سے نوازا جائے گا۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ میری تمنا ہے کہ میرے دوست کو موت جلدی آئے[1]: ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ محمد بن عبدالعزیز تیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ تم اپنے لئے اور تمہارے اہل میں سے جو تمہارے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کے لئے کون سی چیز پسند کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ موت کو پسند کرتا ہوں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حلیہ میں لکھا ہے کہ ابن عبید اللہ نے مکحول سے کہا کہ کیا آپ جنت کو پسند کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بھلا کون نہیں جنت کو چاہے گا تو ابن عبید اللہ نے کہا کہ تب آپ موت کو پسند کیجئے۔ اس لئے کہ جنت تو مرنے کے بعد ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ حبان ابن الاسود رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ موت ایک ایسی بھلی چیز ہے جو ایک حبیب کو دوسرے حبیب سے ملا دیتی ہے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ کوئی شئے مومن کے لئے قبر سے بہتر نہیں لہٰذا جو دفن کر دیا گیا گویا وہ دنیا کے غموں سے بے غم ہوگیا اور اللہ کے عذاب سے محفوظ ہوگیا اور لکھتے ہیں کہ طاؤس کہتے تھے کہ آدمی کے دین کی حفاظت قبر بھی کرسکتی ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عطیہ کہتے تھے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ انعام والا وہ بدن ہے جو دفن کر دیا گیا کہ وہ عذاب اور رنج ومحن سے محفوظ ہوگیا۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ موت عابدین کے لئے راحت ہے۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب العزلۃ میں لکھا ہے کہ ربیعہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ موت کی تمنا کرتے ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ اگر مجھ سے خدا اس سلسلے میں سوال کرے گا، تو میں کہہ دوں گا کہ: مولا! مجھے تیری رحمت پر اعتماد تھا اور لوگوں سے مجھے خوف تھا۔

---

[1] اگر دنیا کے رنج ومحن اور فقر وفاقہ سے تنگ آ کر کوئی شخص مرنے کی دعا کرتا ہے تو اس کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''لا یتمنین احد کم الموت لضر نزل به'' (شرح الصدور) دیکھو تم میں کا کوئی شخص اپنے اوپر آئی ہوئی مصیبت سے تنگ آ کر موت کی تمنا نہ کرے۔

ہاں! اگر ایسے حالات میں ہو کہ اس کا ایمان خطرے میں ہو تو موت کی دعا جائز ہے، جیسا کہ اسی حدیث کے تحت (ابوداؤد ج ۱ ص ۴۴۳) میں لکھا ہے: ''فاما اذا خاف ضررا فی دینه او فتنة فیه فلا کراهة فیه'' اور موت کی تمنا خدائے لایزال کی ملاقات کے شوق اور جذبے سے ہو تو اسے بہتر سمجھا گیا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے: ''من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ'' کہ جو اللہ کی ملاقات کو محبوب سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو محبوب سمجھتے ہیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۴۳)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نیز خطابی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں میں سے منصور بن اسماعیل نے ہم لوگوں کو یہ شعر پڑھ کر سنایا:

قد قلتُ إذ مدحوا الحياة فاكثروا في الموتِ ألفُ فضيلةٍ لا تعرَف

ترجمہ: جب لوگ زندگی کی مدح وستائش میں مبالغہ کرنے لگے تو میں نے کہا کہ موت میں تو ہزاروں ایسی فضیلتیں ہیں جو لوگوں پر ظاہر نہیں ہیں۔

منها أمان لقائه بلقائه وفراق كُلِّ مُعاشرٍ لا ينصف

ترجمہ: اسی موت کی بدولت اپنے محبوب سے ملاقات کی راحت ملتی ہے اور ہر بے انصاف ظالم ساتھی کی جدائی سے راحت ہوتی ہے۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر لوگ اپنی زندگی پر رونے لگے، اور میرا خود یہ حال تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ موت کے شوق میں میرے آنسو مجھے وقت سے پہلے ہی لے ڈوبیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ موت کے معنی تنگ جگہ سے کشادہ جگہ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ موت نہ عدم محض ہے اور نہ فنائے محض ہے بلکہ یہ تو روح کے تعلق کا بدن سے علیحدہ ہو جانا، اُن دونوں کے درمیان آڑے آجانا ہے، کیفیت کا بدل جانا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا ہے۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ بلال ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ تم فنا کرنے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہو۔ تمہیں تو ہمیشگی اور دوام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ تم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہو۔

ابن القاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نفس کے چار گھر نہیں اور اس کا ہر گھر پہلے والے گھر سے بڑا ہے۔

اوّل: ماں کا شکم ہے؟ جو نہایت تنگ تاریک اور محدود جگہ ہے۔ دوسرا: جس میں وہ جنم لیتا ہے اور کھاتا کماتا ہے۔ تیسرا: گھر برزخ ہے جو اپنی کشادگی میں پہلے گھر سے اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ وہ ماں کے پیٹ کے اعتبار سے کشادہ ہے۔ چوتھا: گھر جنت یا دوزخ ہے جسے دار القرار کہا جاتا ہے۔

ان چاروں گھروں کی کیفیات اور احکام علیحدہ ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے سلیم بن عامر الخباری کی مراسیل ہے۔ مرفوعاً نقل کیا ہے: "ان مثل المؤمن في الدنيا كمثل الجنين في بطن امه اذا خرج من بطنها بكي على مخرجه حتى اذا رأ الضوء و رضع لم يحب أن يرجع الى مكانه و كذالك المؤمن يجزع من الموت فاذا مضى الى ربه لم يحب أن يرجع إلى الدنيا كما لم يحب الجنين ان يرجع الى بطن امه" کہ مومن کی دنیا میں مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور جب ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو ابتداء وہ اپنے نکلنے پر روتا ہے لیکن جب یہاں کا اجالا دیکھتا ہے اور ماں کا دودھ پیتا ہے تو پھر نہیں چاہتا کہ اب دوبارہ اپنی پہلی جگہ میں جائے۔ ٹھیک یہی حال مومن کا ہے کہ اوّلاً وہ موت سے گھبراتا ہے مگر جب اپنے رب سے جا ملتا ہے تو پھر دنیا کا نام نہیں لیتا، جیسے کہ بچہ دنیا میں آنے کے بعد پھر ماں کے شکم کا نام نہیں لیتا۔

☆

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نیز عمرو بن دینار کی مراسیل سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص مرا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص دنیا سے کوچ کر گیا اگر یہ وہاں سے راضی ہو گیا جیسا کہ تم میں کو کوئی شخص ماں کے پیٹ میں دوبارہ جانا پسند نہیں کرتا ٹھیک ایسے ہی وہ دنیا میں دوبارہ آنا پسند نہیں کرے گا۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''ما شبهت خروج ابن أدم من الدنيا الا كمثل خروج الصبي من بطن امه من ذلک الغم و الظلمة الى روح الدنيا'' ابن آدم کا دنیا سے کوچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ بچہ ماں کے تیرہ و تاریک اور غم ناک پیٹ سے دنیا جیسی کشادہ اور پر فضا جگہ میں آجاتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی اعظم ﷺ کا ارشاد ہے:

''ماعلى الارض من نفس تموت ولها عندالله خير تحب ان ترجع اليكم ولها نعيم الدنيا ومافيها'' کہ کوئی نفس ایسا نہیں ہے کہ دنیا سے رخصت ہو جائے اور باری تعالیٰ کے نزدیک اس کے لئے دنیا و آخرت کی طرح طرح کی نعمتیں میسر ہوں، پھر وہ تمہاری طرف رخ کرنا چاہتا ہو۔

مومن کی موت کے وقت خدا کی خاص توجہ ہوتی ہے

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے براء بن عازب کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے: ''ان العبد المومن اذا كان في انقطاع من الدنيا و اقبال من الآخرة نزل اليه ملائكة من السماء بيض الوجوه كان وجوههم الشمس معهم الفان من الفان الجنة وحنوط من حنوط الجنة حتى يجلسوا منه من بصره ثم يجيئ ملك الموت عند رأسه فيقول" ايتها النفس المطمئنة اخرجي الى مغفرة من الله ورضوان فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من السقاء وان كنتم ترون غير ذالك فيخرجنها فاذا اخرجوها لم يدعوها في يده طرفة عين فيجعلونها في تلك الاكفان والحنوط ويخرج منها كاطيب نفحة مسك على وجه الارض فيصعداون بها فلا يمر من على ملاء من الملائكة الا قالوا ما هذه الروح الطيبة فيقولون فلان بن فلان باحسن اسمائه التي كانوا يسمونه في الدنيا حتى ينتهوا به إلى السماء التي تليها حتى ينتهى الى السماء السابعة فيقول الله تعالى اكتبوا كتابه في عليين واعيدوه الى الارض بمعاد روحيه في جسده فياتيه ملكان فيجلسانه فيقولانه من ربك وما دينك فيقول الله ربي والاسلام ديني فيقولان له ما هذا الرجل الذي بعث اليكم وفيكم فيقول هو رسول الله فيقه لان له وما علمك فيقول قرأت كتاب الله تعالى وآمنت به وصدقة فينادي مناد من السماء ان صدق عبدى فافرشوا له من الجنة والنسوة من الجنة وافتحوا اله بابا إلى الجنة فيأتيه من ريحها وطيبها ويفسح له في قبره مد بصره ويأتية - جبل حسن الشباب طيب الرائحة فيقول له ابشر بالذى يسرك هذا برمان الذي كنت توعد فيقول له من انت فوجهک يحيى بالخير فيقول انا عملک الصالح فيقول رب أقم الساعة حتى ارجع إلى أهلي ومالي ''

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ جب مومن کی دنیا کے ترک کرنے اور آخرت کو اختیار کرنے کی گھڑی ہوتی تو چمک دار آفتاب جیسے مکھڑے والے فرشتے آتے ہیں، جن کے پاس اس کے لئے جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے۔ جو اُس کی نگاہ کے پہنچے کی دوری پر بیٹھتے ہیں، پھر ملک الموت اُس کے سر کے قریب آتے ہیں اور ''ایتھا النفس المطمئنۃ اخرجی الی مغفرۃ من اللہ و رضوان'' کہتے ہیں۔ تو جس طرح مشک سے پانی کا قطرہ بہہ کر گر سکتا ہے ایسے ہی (آسانی کے ساتھ) رُوح نکل جاتی ہے اگرچہ تم لوگ کچھ اور محسوس کرتے ہو، تو جب فرشتے روح کو نکال لیتے ہیں تو اسے ملک الموت کے ہاتھ یہ آنکھ جھپکنے تک بھی نہیں رہنے دیتے کہ اسے کفن اور خوشبو میں رکھ دیتے ہیں اس سے مشک جیسی خوشبو نکلتی رہتی ہے۔ (اسی حالت میں) اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی اسے لے کر گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں کہ آخر یہ کون سی پاکیزہ روح ہے؟ تو نہایت عمدگی سے اس کا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں ہیں۔ اسی طرح ساتویں آسمان تک کہتے چلے جاتے ہیں تو باری تعالیٰ کہتے ہیں کہ اچھا اسے (علیین) میں مندرج کر کے زمین کی طرف لوٹا دو! چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ ''من ربک'' تمہارا رب اور پالن ہار کون ہے؟ اور ''و ما دینک'' تمہارا دین کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ ''اللہ ربی'' میرا رب اللہ ہے اور ''والاسلام دینی'' میرا دین اسلام ہے، پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ شخص جو تم لوگوں کے پاس بھیجے گئے تھے کون ہیں؟ تو جواب دے گا کہ یہ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر پوچھیں گے کہ اچھا تمہیں اس کا علم کیسے ہوا کہ یہ رسول ہیں؟ تو کہے گا میں نے اللہ کی کتاب پڑھی ہے۔ اس لئے میں ان پر ایمان رکھتا اور ان کی تصدیق کرتا ہوں (اس سوال و جواب کے بعد) ایک ندا دینے والا آسمان سے یہ ندا دے گا کہ میرا بندہ اپنے کہنے میں سچا ہے۔ اس کے لئے جنت کا فرش بچھا دو اور اسے جنتی کپڑے پہنا دو اور جنت کا دروازہ (اس کے لئے) کھول دو کہ اس کی ہوا اور خوشبو اسے آتی رہے۔

تو اس کی قبر اس کی نگاہ کی حد تک کشادہ کر دی جائے گی اور اس کے پاس اچھے کپڑے اور بہتر خوشبو والا مرد آئے گا اللہ کہے گا کہ تمہیں اس چیز پر خوش ہونا چاہئے جس کا آج کے دن تم سے وعدہ کیا گیا تھا، تو یہ اس سے پوچھے گا کہ آخر تم کون ہو کہ تمہارے چہرے سے بہتری نمایاں ہے۔ یہ شخص جواب دے گا کہ میں تمہارا صالح عمل ہوں (جو تمہیں یہ بشارت دے رہا ہوں) تو یہ شخص کہے گا کہ اے میرے مولیٰ! قیامت کو (جلدی) قائم کر، تا کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف پہنچ جاؤں۔

ابن ابی الدنیاؒ نے مرفوعاً نقل کیا ہے: ''ان المؤمن اذا احتضر و رای ما اعد اللہ لہ جعل یتھوع نفسہ من الحرص علی ان تخرج فھناک احب لقاء اللہ و احب اللہ لقائہ و ان الکافر اذا احتضر و رای ما اعد اللہ لہ جعل یتبع نفسہ کراھیۃ ان تخرج فھناک کرہ لقاء اللہ و کرہ اللہ لقائہ'' کہ مومن کی موت کا وقت جب قریب ہوتا ہے اور وہ انعامات جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تیار کر رکھے ہیں، انہیں دیکھتا ہے تو حرص میں اپنی جان کو اگل کر پہنچنا چاہتا ہے اور وہاں خدا کی ملاقات کو محبوب سمجھتا ہے اور خدا اس ملنا پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے اور وہ خدا کے پاس اپنے لئے تیار کردہ عذاب کو دیکھتا ہے تو وہ مارے ڈر کے نکلتی ہوئی جان کو بھی دبانا اور نگلنا چاہتا ہے اور خدا کے روبرو ہونا نہیں چاہتا اور خدا بھی اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معجم میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اپنی کتاب المعرفۃ میں کئی واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ ابن خزرجی کے والد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کے سر کے قریب ملک الموت کو دیکھا تو فرمایا: ''یا ملک الموت ارفق بصاحبی فانہ مؤمن فقال ملک الموت طب نفسا وقر عینا واعلم انی بکل مؤمن رفیق'' کہ اے ملک الموت میرے ساتھی کے ساتھ شفقت ومروت رأفت ورحمت کا معاملہ کرنا کیونکہ یہ مومن ہے، تو ملک الموت نے جواب دیا کہ آپ مطمئن رہیں میں ہر مومن کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہوں۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا کہ آپ اپنی اس صورت کو دکھائے جس صورت میں کہ آپ مومن کی روح قبض کرتے ہیں۔ چنانچہ ملک الموت نورانی جسم حسین صورت اور نہایت بارونق ہو کر سامنے آئے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن اپنی موت کے وقت آپ کی اس صورت وہیئت کے علاوہ خدا کا کوئی اور انعام واکرام نہ دیکھے تو یہی اتنا اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔

عبدالرحیم الارانی ''کتاب الاخلاص'' میں ضحاک کا قول نقل کرتے ہیں کہ جب مومن کی روح قبض ہو کر آسمان کی طرف چڑھتی ہے تو اس کے ساتھ بہت سے مقرب بارگاہ لم یزل فرشتے ہو لیتے ہیں یہ سلسلہ ساتوں آسمانوں تک رہتا ہے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچ کر فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب آپ کا فلاں بندہ ہے حالانکہ باری تعالیٰ اسے جانتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے کہنے کے بعد ہی اس کے عذاب سے خلاصی کا ایک پروانہ: ''کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادراک ما علیون کتاب مرقوم یشھدہ المقربون ہرگز نہیں بے شک اعمال نامہ نیکوں کا علیین میں ہے اور تمہیں کیا خبر ہے کہ کیا ہے علیین؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا جسے نزدیک والے یعنی فرشتے دیکھتے ہیں مل جاتا ہے۔''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عنبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ اللہ اکبر کا ارشاد گرامی نقل کیا ہے: ''ان المؤمن اذا کان فی اقبال من الاخرۃ وادبار من الدنیا نزل ملائکۃ من السماء کان وجوھھم الشمس بکفنہ وحنوطہ من الجنۃ فیقعدون حیث ینظر الیھم فاذا خرجت روحہ صلی علیہ کل ملک فی السماء والارض'' کہ مومن کی موت کا وقت جب قریب ہوتا ہے تو آسمان سے سورج کی طرح چمک دار چہرے والے فرشتے اس کے لئے جنت سے کفن اور خوشبو لے کر اترتے ہیں اور اس سے اتنی دور بیٹھتے ہیں جہاں کہ اس کی نظر پہنچ سکتی ہے اور جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو اس پر زمین وآسمان کے فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اس کی مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

امام احمد ونسائی اور حاکم وبیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے: ''ان المومن اذا قبض اتتہ ملائکۃ الرحمۃ بحریرۃ بیضاء فتخرج کالطیب واطیب من ریح المسک حتی انہ ینا ولہ بعضھم بعضا فیسمونہ باحسن الاسماء لہ حتی یاتوا بہ باب السماء فیقولون ماھذا الریح التی جاءت عن الارض وکلما اتوا اسماء قالوا مثل ذلک حتی یاتوا بہ ارواح المؤمنین فلم یکن لھم فرح افرح من احدھم عند لقائہ ولا قدم علی احد کما قدم علیھم فیسالونہ ما فعل فلان فیقولون دعوہ حتی یستریح فانہ کان فی غم الدنیا'' کہ مومن کی روح جب قبض کی جانے لگتی ہے تو رحمت کے فرشتے اس کے پاس سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں جس کی خوشبو مشک کی خوشبو سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتی ہے (اس کپڑے میں اسے ملبوس کر کے) فرشتے اسے ہاتھوں ہاتھ اوپر لے جاتے ہیں اور اسے نہایت اچھے ناموں سے پکارتے ہیں یہاں تک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کہ اسے لے کر آسمان کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں تو وہاں کے فرشتے کہتے ہیں کہ آخر یہ کون سی خوشبو ہے جو زمین سے آئی ہے؟ جوں جوں فرشتے اسے لے کر چڑھتے ہیں ہر آسمان کے فرشتے یہی کہتے ہیں یہاں تک کہ اسے اس مقام پر پہنچا دیتے ہیں جہاں مومنین کی روحیں ہوتی ہیں، اب ان روحوں کی خوشی کا کیا کہنا، انہیں تو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس سے پہلے کسی کی آمد پر ہمیں تو اتنی خوشی ہوئی ہی نہیں، اور نہ کوئی اس شان سے ان کے پاس آیا تو اس کے آتے ہی خوشی میں اس سے پوچھنے لگتے ہیں اچھا بتاؤ فلاں شخص وہاں کیا کر رہا ہے؟ تو یہ دیکھ کر فرشتے ڈانٹ دیتے ہیں، ابھی اسے چھوڑ دو، آرام کرنے دو کہ اب تک دنیا کے جھن جھٹوں میں پھنسا رہا۔

حضرت براءؓ حضرت ابوہریرہؓ کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"ان المومنين اذا حضر اتته الملائكة بحريرة فيها مسك و نبر و ريحان تفسل روحه كما تسل الشعرة من العجين ويقال ايتها النفس المطمئنة اخرجي راضية مرضية عليك الى روح الله و كرامته فاذا خرجت روحه وضع على ذلك المسك والريحان و طربت عليه الحريرة و ذهب به الى عليين"

مومن کی موت کا وقت جب قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتے ایک ریشمی کپڑا لاتے ہیں، جس میں مشک وعنبر اور ریحان ہوتے ہیں۔ پھر اس کی روح کو اس طرح (آسانی کے ساتھ) نکالتے ہیں جیسے کہ بال کو آٹے سے کھینچ لیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے:"ايتها النفس المطمئنة اخرجي راضية مرضية عليك الى روح الله و كرامته" اے مطمئن نفس چلو خوش خوش اس طور پر کہ اللہ بھی راضی ہے اللہ کے حکم اور اس کے اکرام اور اعزاز کی طرف۔

جب اس کی روح نکل جاتی ہے تو اس مشک و ریحان کے اوپر رکھ کر اس کے اوپر اس کپڑے کو لپیٹ دیتے ہیں اور اسے علیین میں پہنچا دیتے ہیں۔

جونی ؒ نے اپنی تفسیر میں والسابحات سبحا کے تحت حضرت ابن عباس کی تفسیر سے نقل کیا ہے کہ مومنین کی روحیں ملک الموت کو "اخرجي ايتها النفس المطمئنة الى روح و ريحان و رب غير غضبان"

ترجمہ: اے مطمئن نفس چلو! راحت اور روزی کی طرف اور اپنے رب کی طرف جو تم سے خفا نہیں ہے۔

کہتے ہوئے دیکھتی ہیں تو مارے خوشی کے اچھلنا شروع کر دیتی ہیں جیسے کہ پانی میں ڈوبنے والا غوطے کھاتا ہے یعنی وہ روحیں اللہ کے اکرام و اعزاز کی طرف لپک کر پڑھنا چاہتی ہیں۔

ہنا ابن السری ؒ نے کتاب الزہد میں اور طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں عبیداللہ ابن عمروؓ کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو وفات دیتے ہیں تو اُس کے پاس دو فرشتوں کے ہاتھ جنت کا کپڑا اور خوشبو بھیج دیتے ہیں، تو فرشتے اس سے جا کر کہتے ہیں کہ: "اے مطمئن نفس چلو! راحت ومعیشت اور اپنے رب کی طرف جو تم سے خفا نہیں کیا ہی بہتر ہے وہ ہے جو آگے چلتا ہے۔" (اتنا کہنے پر) اُس کی روح بدن سے خوشبو میں بسی ہوئی اس طرح نکلتی ہے جیسے کہ مشاب کی خوشبو پھیل رہی ہو، اور جس کا احساس سب کو ہوتا ہوا اور آسمان پر فرشتے کہتے ہیں کہ سبحان اللہ! آج تو زمین سے ایک پاکیزہ روح ہماری طرف آ رہی ہے۔ چنانچہ جب آسمان کے دروازے پر وہ روح پہنچتی ہے فوراً اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اُس پر فرشتے نماز پڑھتے ہیں پھر اُس کے پیچھے چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ رب غفور کے حضور اُسے پہنچا دیتے ہیں۔ پھر سجدے میں گر کر کہتے ہیں کہ مولیٰ! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ ہم نے اس کی روح قبض کی اور تو اسے خوب جانتا ہے تو ارشاد باری ہوتا ہے کہ اس سے کہو کہ سجدہ کرے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

چنانچہ وہ روح سجدے میں گر جاتی ہے تو حضرت میکائیل کو بلایا جاتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ اسے مومنین کی روح کے ساتھ کر دو! میں تم سے قیامت میں اس کے متعلق پوچھوں گا اور اُس کی قبر کو حکم ہوتا ہے تو وہ ستر (۷۰) ہاتھ طولاً اور عرضاً کشادہ ہو جاتی ہے۔ پھر اس میں ریشمی فرش بچھا دیا جاتا ہے اور اگر وہ دنیا میں قرآن کی کچھ تلاوت کئے ہوتا ہے تو قبر میں اُس کی روشنی پھیلا دی جاتی ہے ورنہ آفتاب کی طرح روشنی کا انتظام کر دیا جاتا ہے اور جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے وہ اپنی جگہ کو جنت میں صبح و شام دیکھتا رہتا ہے۔

سعید ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس پانچ سو فرشتے آتے ہیں اور اُس کی روح قبض کرتے ہیں اور اُسے آسمائے دنیا پر لے جاتے ہیں تو اُس سے مومنین کی روحیں ملاقات کرتی ہیں۔ پھر اُس سے کچھ دنیا کی باتیں پوچھنا چاہتی ہیں تو فرشتے کہتے ہیں کہ ارے اس پر کچھ رحم تو کرو کہ ابھی یہ دنیا کی مصیبتوں سے نکل کر آ رہا ہے۔ پھر (کچھ ٹھہر کر) پوچھتے ہیں کہ فلاں کیسا ہے فلاں کیسا ہے؟ یہاں تک کہ اس کے بھائی اور دوست کو دریافت کر جاتے ہیں۔

ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں، اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کی روح جب بدن سے نکلتی ہے تو اُس میں مشک سے کہیں زیادہ خوشبو ہوتی ہے اُسے لے کر فرشتے آسمان پر چڑھتے ہیں تو آسمان کے فرشتے آسمان سے ہی ان فرشتوں سے ملاقات کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے اور اس کے اعمال کا بہترین طریقے پر تذکرہ کرتے ہیں، تو فرشتے اُن سے کہتے ہیں کہ تم لوگوں کو اللہ زندہ رکھے اور اُسے بھی جو تمہارے ساتھ ہے۔

پھر آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُسے فرشتے عمل کے دروازے سے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، اُس وقت اُس کا چہرہ چمکنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ خدائے ذوالجلال کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور اس کا چہرہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوا ہوتا ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''والتفت الساق بالساق'' کی تفسیر کے تحت ضحاک کا قول نقل کیا ہے کہ ادھر لوگ اُس کے بدن کو سپرد خاک کر کے خدا کے پاس پہنچاتے ہیں اور اُدھر دوسری طرف فرشتے اُس کی روح کو خدا کی بارگاہ میں حاضر کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب مومن کی روح قبض کی جانے والی ہوتی ہے تو وہ بشارت کا احساس کر لیتا ہے اور جب اُس کی روح نکل جاتی ہے تو وہ پکارتا ہے کہ مجھے جلدی ارحم الراحمین کے پاس لے چلو! جس کو انسان و جنات کے علاوہ سب سنتے ہیں اور جب اُسے تخت پر رکھتے ہیں تو کہتا ہے کہ کتنی دیر کرتے ہو کیوں نہیں جلدی لے کر چلتے اور جب اُسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اُسے اُٹھا کے بٹھایا جاتا ہے تو وہ جنت میں اپنی جگہ اور عیش و آرام کے سامان کو دیکھ لیتا ہے۔ پھر اُس کی قبر خوشبویات اور کھانے پینے کی چیزوں سے بھر دی جاتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ مولیٰ! جلدی مجھے جنت میں داخل کر دے۔ تو ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو! تمہارے بھائی اور بہنیں تم سے ابھی ملی نہیں ہیں، اس لئے تم ابھی قبر ہی میں سیر چشمی کے ساتھ سوؤ!

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہو کہ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب مومن سے فرشتے کہتے ہیں کہ کیا تمہیں دنیا میں لے چلیں؟ تو کہتا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہے کہ کیا وہاں جہاں رنج و غم اور مشکلات آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑتے؟ مجھے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس لے چلو!

مروزی نے اپنی کتاب الجنائز میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کی روح گلدستہ میں رہتی ہے، پھر آیت: ''فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان و جنت نعیم'' تلاوت کی کہ اگر مقربین بارگاہ سے ہو تو اس کے لئے راحت اور روزی اور جنت نعیم ہے۔

ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے آیت: فروح و ریحان کی تفسیر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ مومن ان دونوں کو مرنے کے وقت پالیتا ہے۔ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے بکر بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب ملک الموت کو مومن کی روح قبض کرنے کا حکم ہوتا ہے تو وہ جنت سے خوشبو لے کر حاضر ہوتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تم اسی خوشبو میں روح کو قبض کرو۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب مومن کی روح قبض کرنی ہوتی ہے تو خوشبویات کا ڈھیر جنت سے لایا جاتا ہے اور اس میں اس کی روح کو قبض کر کے رکھا جاتا ہے۔

نیز ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے: ''مومن کی روح جنت کے ریشمی کپڑے میں قبض کی جاتی ہے۔''

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ ابی العالیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب مقربین بارگاہ میں سے کسی کو دنیا چھوڑنی ہوتی ہے تو جنت کے باغیچے سے ایک خوشبودار ٹہنی لادی جاتی ہے جسے وہ سونگھتا ہے پھر روح قبض کرلی جاتی ہے۔

ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اول ما یبشر به المؤمن في قبره ان یقال له البشیر برضا الله و الجنه قدمت خیر مقدم قد غفر الله لمن یشیعات الی قبرك و صدق من شهد لك و استجاب لمن یستغفر لك'' کہ سب سے پہلے مومن کو قبر میں جو خوشخبری دی جائے گی وہ یہی ہوگی کہ تم خوش ہو جاؤ! اللہ کی رضا مندی اور جنت سے کہ تمہاری آمد بہت اچھی ہے اور معاف کر دیا اللہ تعالیٰ نے اُس شخص کو جس نے تمہاری مشایعت قبر تک کی اور جس نے تمہارے لئے مغفرت طلب کی اُسے قبول کر لیا اور جب اللہ تعالیٰ کسی کی روح قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ملک الموت کو وحی کرتا ہے کہ تم پہلے میرا سلام جا کر کہنا! چنانچہ موت کا فرشتہ روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو پہلے خدا کا سلام عرض کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ محمد قرظی نے کہا ہے کہ مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو موت کا فرشتہ آکر کہتا ہے: ''السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ولی الله'' اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ پھر اس کے استدلال میں محمد قرظی نے آیت: ''الذین تتوفاهم الملائکة طیبین یقولون سلام علیکم'' پڑھی۔

<u>ترجمہ</u>: جن کی روح قبض کرتے ہیں فرشتے اور وہ ستھرے ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہو تم پر۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کو مرنے کے بعد اُس کی اولاد کے راہ راست پر ہونے کی خوشخبری دیدی جاتی ہے تا کہ وہ مطمئن رہے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول: ''لهم البشری في الحیوة الدنیا و في الآخرة'' کے تحت حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ مومن اپنی موت سے پہلے یہ احساس کر لیتا ہے کہ کہاں کہاں اُسے رہنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول: ''ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

علیھم الملائکۃ ان لا تخافوا و لا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التي کنتم توعدون" یقیناً جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے اُن پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش خبری سنو اس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا؟ کے تحت حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ یہ سب موت ہی کے وقت ہوگا۔

اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "ان لا تخافوا و لا تحزنوا وابشروا" کے تحت حضرت مجاہد کی تفسیر نقل کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ تم موت اور آخرت کے معاملہ سے خائف مت ہو اور جو بال بچے دنیا میں چھوڑ کر جا رہے ہو ان پر غمگین مت ہو ہم اُن تمام پر تمہاری قائم مقامی کریں گے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تم جہاں جانے والے ہو وہاں سے خائف مت ہو، تو اُس کا خوف ختم ہو جائے گا اور یہ بھی کہا جائے گا کہ تم اس کی بھی فکر مت کرو کہ تمہارے گھر والوں کی حالت کیا ہوگی اور اب تو تم خوش ہو جاؤ جنت ہے۔ چنانچہ وہ بے فکر ہو جائے گا اور اُس کی روح قبض کر لی جائے گی اور سیر چشم ہو جائے گا۔

ابن ابی حاتم اللہ تعالیٰ کے قول: "یایتھا النفس المطمئنۃ ارجعي إلی ربک راضیۃ مرضیۃ" کی تفسیر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ: جب اللہ تم کسی مومن بندے کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تو مومن کے دل کو اپنے سے مطمئن کر دیتا ہے اور خود بھی اُس سے مطمئن ہو جاتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المشیخۃ البغدادي میں لکھا ہے کہ میں نے ابوسعید اور حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما الواعظ سے کہتے ہوئے سنا کہ محمد ابن الحسن الواعظ بیان کرتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ انہوں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کی ہتھیلی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم توجہ سے لکھ کر یہ حکم کرتا ہے کہ جاؤ! جب بندے کے مرنے کا وقت قریب ہو تو اُس کے سامنے اپنی ہتھیلی کھول دینا، بس وہ اس لکھے ہوئے کو دیکھ لے گا۔ چنانچہ عارف کی روح سے دیکھ کر آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے اُس کی طرف اڑ جاتی ہے۔

الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "جب اللہ کسی ایسے بندے کی روح قبض کرنے کا حکم دیتا ہے جو دوزخ کا مستحق ہے تو پہلے کہتا ہے کہ جاؤ! بندے سے کہو کہ تمہیں جنت کی خوش خبری ہے۔ مگر جب کہ تم اتنے دنوں اپنی بداعمالیوں کا عذاب دوزخ میں بھگت لو گے!"

فاللہ سبحانہ ارحم الراحمین

میت کی روح سے روحوں کی ملاقات

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے بندے اس طرح ملتے ہیں جیسے کہ دنیا والے کسی خوشخبری سنانے والے سے بے تحاشا خوش ہو کر ملتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کہ دیکھو اپنے ساتھی کو کہ اسے آرام مل گیا یہ دنیا میں بہت ہی تکلیف میں تھا، پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کر رہا ہے؟ اور فلاں عورت نے شادی کی کہ نہیں؟ (او کما قال)

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بسند صحیح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ مومن کے اوپر جب موت نازل

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہوتی اور وہ جب مشاہدہ کرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ کاش روح جلد نکل جاتی اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کے خواہاں رہتے ہیں اور مومن کی روح جب آسمان پر جاتی ہے تو اس کے پاس مومنین کی روحیں آتی ہیں اور اس سے جاننے والوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرتی ہیں۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن کی دو روحیں آپس میں ایک دن کی مسافت پر ملاقات کرتی ہیں۔ حالانکہ ایک نے دوسرے کو کبھی دیکھا نہیں ہوگا۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ بشر بن براء ابن معروف رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو ان کی والدہ کو ان کے چلے جانے کا بہت غم ہوا تو نبی انور علیہ صلوٰۃ اللہ الاکبر کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ قبیلہ بنی سلمہ میں سے ایک نہ ایک ہمیشہ مرتے ہی رہتے ہیں تو کیا مردے ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں جیسے کہ درخت کی چڑیاں آپس میں جانتی پہچانتی ہیں۔ چنانچہ بن مسلمہ کے کسی شخص کی موت قریب ہونی معلوم ہوتی تو بشر کی ماں اس کے پاس آکر اسے سلام کرتیں اور کہتیں کہ میرا سلام بشر کو پہنچا دینا۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کا بچہ اس کا استقبال کرتا ہے جیسے دنیا میں کسی سفر سے آنے والے کا کیا جاتا ہے۔ نیز ثابت بنانی سے نقل کیا ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کے وہ اہل و اقارب جو اس سے پہلے مر چکے ہوتے ہیں وحشت محسوس کرتے رہتے ہیں، مگر اس کی آمد سے انہیں ایسی ہی خوشی ہوتی ہے جیسے کسی آدمی کے باہر سے آنے سے اس کے گھر والوں کو خوشی ہوتی ہے اور میت بھی ان سے مل کر خوش ہوتی ہے۔

مرنے والے تجہیز و تکفین کرنے والوں کو پہچانتے ہیں

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیز ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: "ان المیت یعرف من یغسله و یحمله و من یکفنه و یدلیه فی حضرته" میت غسل دینے والے اور اپنے اٹھانے والے اور کفنانے والے کو پہچانتی ہے اور اسے بھی جو اسے قبر میں داخل کرتا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حلیہ میں عمرو بن دینار سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ اپنے جسم کو دیکھتی رہتی ہے کہ کیسے کیسے غسلایا اور کفنایا جاتا ہے اور کیسے اسے لے جایا جاتا ہے اور وہ جب تختہ پر ہوتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تم اپنی تعریف لوگوں کی زبانی سنو۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مردہ ہر چیز جانتا پہچانتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہے کہ تم مجھے جلدی غسل سے فارغ کرو اور اس سے کہا جاتا ہے (جب کہ وہ ابھی تختہ پر ہوتا ہے) کہ تم لوگوں سے اپنی تعریف سنو۔ نیز انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ میت کو مقبرہ کی طرف لے جائے جانے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میت کی کرامت اس کے گھر والوں پر یہ ہے کہ اسے جلدی دفن کیا جائے۔

مومن کے مرنے پر زمین و آسمان روتے ہیں

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مامن انسان الا له بابان فی السماء باب یصعد منه عمله و باب ینزل منه رزقه فاذا مات العبد المومن بکیا علیه'' کہ ہر انسان کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک سے اس کا وہ عمل جو دنیا میں کیا ہے اوپر چڑھتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا رزق اترتا ہے تو جب کوئی مومن مرتا ہے تو اس پر دونوں دروازے روتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مومن کے مرنے پر وہ جگہ روتی ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا اور آسمان کی وہ جگہ بھی روتی ہے جہاں سے اس کا عمل اوپر چڑھتا تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عطا خراسانی سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ کے لئے زمین کے جس حصہ پر سجدہ کرتا ہے تو وہ حصہ زمین کا قیامت کے دن اس کا شاہد ہوگا اور جس دن وہ بندہ مرتا ہے تو وہ زمین اس پر روتی ہے۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے (کامل) میں اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا ہے کہ: ''ان المؤمن اذا مات تجملت المقابر بموته فلیس منها بقعة الا وهی تتمنی ان یدفن فیها'' مومن جب مرتا ہے تو مقبرے مزین اور آراستہ ہو جاتے ہیں اور ان کا ہر گوشہ متمنی ہوتا ہے کہ یہ مجھ میں دفن کیا جائے۔

قبر کا مومن کو از راہ شفقت دبوچنا

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبوچنے کا تذکرہ کیا ہے اس وقت سے مجھے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یا عائشه ان صوت منکر و نکیر فی اسماع المؤمنین کالاثمد فی العین و ضغطة القبر علی المومن کالام الفیقة یشکر الیها ابنها الصداع فتغمز راسه غمزا رفیقا ولکن یا عائشة ویل للساکین فی اللہ یضغطون فی قبورهم کضغطة الصخرة علی البینة'' (الحدیث)

اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) منکر نکیر کی آواز مومنین کے کانوں میں ایسی ہی معلوم ہوگی جیسے کہ اثمد (سرور بخش سرمہ) آنکھ میں ثابت ہوتا ہے اور قبر مومن کو ایسے ہی دبائے گی جیسے کہ شفیق ماں سے اس کا لڑکا اپنے سر کے درد کی شکایت کرتا ہے تو اس کے سر کو دبانے لگتی ہے۔ لیکن ہاں! اے عائشہ رضی اللہ عنہا ہلاکت ہو خدائے لم یزل کے بارے میں شک کرنے والوں کو کہ وہ اپنی قبروں میں اس طرح دبائے جائیں گے جیسے کہ پتھر سے انڈے کو دبا دیا جاتا ہے تو وہ چور چور ہو جاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے تیمی سے نقل کیا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ قبر کے دبانے کی وجہ یہ ہے کہ زمین ان کی ماں ہے، یہ اسی سے پیدا کئے گئے۔ لہٰذا یہ جب اتنی مدت تک غائب رہنے کے بعد اس کی طرف لوٹتے ہیں تو زمین ان کو ایک رحم دل ماں کی طرح دبوچتی ہے۔ لہٰذا ان میں جو اللہ کے فرمانبردار ہوتے ہیں ان کو رحمت و رافت کے ساتھ دباتی ہے اور جو خدا کے باغی اور نافرمان ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ سخت دلی کا معاملہ کرتی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

قبر مومن کی آمد پر خوش آمدید کہتی ہے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''اذا دفن العبد المؤمن قال له القبر مرحبا واهلا اما ان کنت لاحب من یمشی علی ظهری الی فاذا ولیتک الیوم وصیرت الی فستری صنعی بک فیسع له مد بصره و یفتح له باب الی الجنة'' کہ جب مومن دفن کیا جاتا ہے تو اس سے قبر دیدہ ودل فرش راہ ہو کر کہتی ہے کہ دیکھو! تم میری پشت پر چلنے والوں میں میرے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔ لہٰذا آج جب میں تم سے قریب ہوئی ہوں اور تم مجھ میں آرہے ہو تو تم میرے برتاؤ کو دیکھ لو گے۔ چنانچہ وہ قبر اس کی تاحد نگاہ کشادہ ہو جائے گی اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ (الحدیث)

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ: ''انما القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفرة النار'' قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

میت کے پاس منکر نکیر کی آمد اور پیغام مسرت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''ان العبد اذا وضع فی قبره و تولی عنه اصحابه و انه یسمع قرع نعالهم قال یاتیه ملکان فیقعدانه فیقولان ما کنت تقول فی هذا الرجل فاما المؤمن فیقول اشهد انه عبد الله و رسوله فیقولان انظر الی مقعدک فی النار و قد ابدلک الله به مقعداً من الجنة قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیراهما جمیعا قال قتادة و ذکر لنا انه یفسح له فی قبره سبعون ذراعا و یملاء علیه خضراً'' کہ جب بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے فرمایا کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں پھر سوال کرتے ہیں کہ اس شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تم کیا کہتے ہیں؟ تو مومن اس کے جواب میں کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کی یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو فرشتے کہیں گے کہ دیکھو! اپنے مقام کو دوزخ میں جس کے بجائے اللہ نے تمہاری جگہ جنت میں کر دی ہے، آپ نے فرمایا چنانچہ وہ ان جگہوں کو پورے طور پر دیکھ لے گا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا کہ ستر گز اس کی قبر وسیع کر دی جائے گی اور پوری جگہ شاداب ہو جائے گی۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے آخر میں ذیل کے الفاظ زیادہ نقل کئے ہیں: ''فیقول دعونی حتی اذهب فابشر اهلی فیقال له اسکن'' یعنی مردہ کہے گا مجھے چھوڑ دو! تا کہ میں جاؤں اور اپنے گھر والوں کو خوش خبری دے آؤں تو اس سے کہا جائے گا تم یہاں اطمینان سے رہو۔

ترمذی، بیہقی اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اذا قبر المیت اتاه ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدهما منکر و للآخر نکیر فیقولان له ما کنت تقول فی هذا الرجل فیقول هو عبد الله و رسوله و اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله فیقولان قد کنا نعلم انک تقول هذا ثم یفسح له فی قبره سبعون ذراعا فی سبعین عرضا ثم ینور له فیه فیقال له

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ثم فیقول ارجع الی اهلی فاخبرهم فیقولون له نم کنومة العروس الذی لا یوقظه الا احب اهله الیه حتی یبعثه الله من مضجعه ذلک" کہ جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس نیلگوں آنکھوں والے دو سیاہ رنگ کے فرشتے آتے ہیں جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، وہ اس سے پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص کو کیا کہتے تھے؟ تو وہ جواب دے گا کہ یہ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ تو یہ فرشتے کہیں گے کہ ہم سمجھ رہے تھے کہ تم یہی جواب دو گے، پھر اس کی قبر ستر گز لمبی چوڑی کشادہ اور منور کر دی جائے گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ (اب) تم سو ؤ! تو وہ کہے گا کہ مجھے چھوڑو، میں جاؤں اور گھر والوں کو اس کی خبر دے دوں، تو فرشتے اس سے کہیں گے (نہیں، نہیں) تم اس دولہا کی طرح سو جاؤ جس کو صرف وہی بیدار کر سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے محبوب ہو، یہاں تک کہ خود اس کی خواب گاہ سے اللہ تعالیٰ بیدار کرے گا۔　　(الحدیث)

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے (صحیح) میں اور حاکم و بیہقی اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "والذی نفسی بیده ان المیت اذا وضع فی قبره انه یسمع خفق نعالهم حین یولون عنه فاذا کان مؤمنا جاءت الصلوٰة عند راسه والزکوة عن یمینه والصوم عن شماله وفعل الخیرات والمعروف والاحسان الی الناس من قبل رجلیه فیؤتی من قبل راسه فتقول الصلوٰة لیس من قبلی مدخل فیوتی من قبل یمینه فتقول الزکوٰة لیس من قبلی مدخل فیؤتی من قبل شماله فیقول الصوم لیس من قبل مدخل فیوتی من قبل رجلیه فیقول فعل الخیرات و مایلیها من المعروف و الاحسان الی الناس لیس من قبلنا مدخل فیقال له اجلس فیجلس وقد مثلت له الشمس قد قربت من المغرب فیقال له اخبرنا عما نسألك فیقول دعوني أصلي فیقولون انك ستفعل فأخبرنا عما نسألك فیقول عم تسألوني فیقال له ما تقول في هذا الرجل الذي کان فیکم فیقول اشهد انه رسول الله جاءنا بالبینات من عند ربنا فصدقنا و اتبعنا فیقال صدقت علی هذا حییت و علی هذا مت و علیه تبعث ان شاء الله من الأمنین ویفتح له في قبره من نصرة ویقال افتحوا له بابا الی النار فیفتح فیقال هذا منزلك لو عصیت الله فیزداد غبطة و سرورا ویقال افتحوا له بابا إلی الجنة فیفتح له فیقال هذا منزلك و ما أعد الله لك فیزداد غبطة و سرورا فیعاد الجسد الی اصله من التراب ویجعل روحه في النسیم الطیب و هی طیر اخضر تعلق فی شجر الجنة"

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مردے کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور جب لوگ اسے چھوڑ کر لوٹتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ لہٰذا اگر وہ مومن ہوتا ہے تو نماز اس کے سر کی جانب اور زکوٰۃ دائیں، روزہ بائیں اور اچھے کام اور حسن سلوک جو اس نے لوگوں کے ساتھ کئے ہیں پیر کی جانب آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے سر کی جانب سے اس تک پہنچنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ ادھر سے کوئی گنجائش نہیں تو پھر دائیں جانب سے اس تک پہنچنے کا ارادہ کیا جاتا ہے تو زکوٰۃ انکار کرتی ہے اور بائیں طرف کا جب قصد کیا جاتا ہے تو روزہ آڑے آتا ہے پھر پیر کی طرف سے امید کی جاتی ہے تو اس کے اعمال خیر سنتری کی ڈیوٹی دیتے نظر آتے ہیں تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اچھا اُٹھ کے بیٹھو! چنانچہ وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اس وقت اس کے سامنے آفتاب کی صورت اس طرح پیش کی جاتی ہے جیسے کہ وہ غروب ہو رہا ہو، تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تم ہمیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہمارے سوالات کے جواب دو، تو وہ کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دیئے میں نماز پڑھ لوں تو فرشتے کہیں گے کہ تم عنقریب پڑھ لو گے۔ لہٰذا ہم جو پوچھیں اس کا جواب دو! تو یہ کہے گا کہ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ تو کہا جائے گا کہ تم اُس شخص کے بارے میں جو تم میں تھا کیا کہتے ہو؟ وہ جواب میں کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے پاس ہمارے رب کے پاس سے دلائل لائے تھے۔ چنانچہ ہم نے اُن کی اس سلسلے میں تصدیق کی اور پیروی کی تو کہا جائے گا کہ تم ٹھیک کہتے ہو تم اسی پر زندہ رہے اور اسی پر مرے اور ان شاء اللہ اسی پر تم اُٹھائے جاؤ گے اور امن پانے والے لوگوں میں سے ہو گے۔ اور اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جائے گی اور کہا جائے گا کہ اس کے لئے جہنم کا دروازہ کھول دو چنانچہ وہ کھلے گا تو اُس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہاری جگہ ہوتی اگر تم خدا کی نافرمانی کرتے (یہ دیکھ کر) وہ بہت مسرور ہو گا پھر کہا جا گا کہ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولو تو وہ دروازہ کھل جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا کہ دیکھو یہ تمہاری جگہ ہے اور اس کی وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تیار کی ہیں وہ تمہارے لئے ہیں تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سمائے گا، اس کے بعد اُس کے جسم کو اپنی اصل یعنی مٹی کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور روح کو نسیم طیب یعنی سبز پرندے کی شکل دی جائے گی، جو جنت کے درختوں پر رہے گی۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کو اس کے اعمال صالحہ آکر گھیر لیتے ہیں۔ لہٰذا اس کے پاس جب کوئی آنے والا آتا ہے اور اس کے سر کی طرف سے اس تک پہنچنا چاہتا ہے تو تلاوت قرآن آڑے آجاتی ہے اور اگر پیروں کی جانب سے جانا چاہتا ہے تو تہجد کے لئے اُس کا کھڑا ہونا روک دیتا ہے، اور اس کے ہاتھ کی طرف سے جانا چاہتا ہے تو دونوں ہاتھ کہتے ہیں کہ واللہ! یہ تو ہمیں دعاء کے لئے اور صدقہ دینے کے لئے دراز کرتا تھا، اگر اس کے منہ کی طرف سے آنا چاہے تو ذکر اللہ روزہ، نماز حائل ہو جاتے ہیں اور صبر آواز کرتا ہے کہ اگر مجھے کہیں جگہ ملتی تو میں بھی اُس کا ساتھی ہو جاتا اور اس کو اعمال صالحہ دور کرتے ہیں جیسے کہ آدمی بھائی اور اپنے اہل وعیال اور والدین سے لوگوں کو دور کرتا ہٹاتا ہے۔ لہٰذا اُس سے کہا جاتا ہے کہ اچھا تم سوو! اللہ تمہارے سونے میں برکت عطا فرمائے۔ کتنا بہتر حال ہے تمہارا اور کتنے اچھے تمہارے ساتھی ہیں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے طریق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا ہے: ''اذا دخل الانسان فی قبرہ فان کان مؤمنا احف بہ عملہ الصلوٰۃ والصوم فاتیہ الملک من نحو الصلوٰۃ فتردوا من نحو الصوم فیردہ فیاتیہ فینادیہ اجلس فیجلس فیقول ماتقول فی ھذا الرجل قال من قال محمد فیقول اشھد انہ رسول اللہ فیقول ما بدریک قال ادرکتہ قال اشھد انہ رسول اللہ فیقول علیٰ ذٰلک حییت وعلیہ مت وعلیہ تبعث''

کہ جب آدمی قبر میں داخل ہوتا ہے تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو اُسے اُس کے عمل روزہ اور نماز گھیر لیتے ہیں لہٰذا جب اُس کے پاس نماز کی طرف سے فرشتہ پہنچنا چاہتا ہے تو نماز اُسے لوٹا دیتی ہے اور جب وہ روزے کی جانب سے جاتا ہے تو روزہ بھی اُسے لوٹا دیتا ہے تو اس کے قریب آکر آواز دیتا ہے کہ بیٹھو! چنانچہ وہ بیٹھ جاتا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے کہ تم اُس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو تو وہ کہتا ہے کہ کون ہیں؟ تو کہتا ہے کہ محمد تو یہ کہتا ہو کہ میں شہادت دیتا ہوں اس بات کی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، تو فرشتہ کہتا ہے کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ تو وہ پھر کہتا ہے کہ میں شاہد ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو فرشتہ کہتا کہ تم اسی پر زندہ رہے اور اسی پر مرے اور اسی پر تم اُٹھائے جاؤ گے۔

حافظ ابوالقاسم للکائی نے اپنی کتاب السنۃ میں نقل کیا ہے کہ بکر بن نصر الصائغ کہتے تھے کہ میرے باپ بلا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

تخصیص ہر کسی مومن کی نماز جنازہ پڑھنے کے پابند تھے تو وہ اپنے لڑکے سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بیٹے! میں ایک روز ایک جنازے پر حاضر ہوا، تو جب اُس کو لوگ لے گئے اور اُسے لوگوں نے دفنایا تو دو نفوس قبر میں داخل ہوئے، پھر ایک شخص تو نکل گیا اور دوسرا اُسی میں رہ گیا، اور لوگوں نے قبر میں مٹی ڈالنی شروع کر دی، تو میں نے کہا، اے لوگو! ایک زندہ کو بھی مردے کے ساتھ دفن کر رہے ہو، تو لوگوں نے کہا، نہیں تو اس میں تو کوئی بھی نہیں ہے تو میں نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ مجھے اشتباہ ہو گیا ہو، پھر میں وہاں سے لوٹا تو یہی کہتا رہا کہ میں نے دو آدمیوں کو قبر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے، اور ایک تو نکلا اور ایک اُسی میں رہ گیا۔

چنانچہ میں پھر قبرستان پر آیا اور دس دس مرتبہ سورہ یٰسین، سورہ تبارک پڑھی اور خوب رویا اور کہا کہ خدایا مجھے یہ ظاہر کر دے جو کچھ میں نے دیکھا ہے، کیونکہ اس واقعہ کے بعد اپنی عقل اور دین پر بہت آسان ہوں۔ چنانچہ وہ قبر پھٹی اور اُس میں سے وہ شخص نکلا اور پیٹھ دے کر جانے لگا، تو میں نے اُس سے کہا کہ تمہیں تمہارے معبود کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم کھڑے نہیں ہو گے کہ میں تم سے کچھ پوچھوں؟ تو اُس نے کچھ دھیان نہیں دیا تو پھر میں نے اُس سے دو دفعہ کہا، تو وہ رکا اور میری طرف متوجہ ہوا، اور کہا کہ آپ نصر الصائغ ہیں، تو میں نے ہاں کہا، تو اُس نے کہا کہ کیا تم مجھے پہچانتے نہیں ہو؟ میں نے جواب میں کہا کہ نہیں، تو اُس نے سمجھایا کہ ہم دونوں رحمت کے فرشتوں میں سے دو فرشتے ہیں، ہمیں اہل سنت والجماعت کے لوگوں کے لئے مامور کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنی قبروں میں دفن کئے جاتے ہیں تو ہم اُن کے پاس جاتے ہیں یہاں تک کہ ہم انہیں اثبات کی تلقین کرتے ہیں۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں نقل کیا ہے کہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ: ہم نے قبور کی روشنی طلب کی تو ہم نے اُسے تہجد کی نماز میں پالیا، اور منکر نکیر کے جواب کو چاہا تو اُسے تلاوت قرآن میں پایا اور پل صراط کے عبور کرنے کو چاہا تو اُسے روزے اور صدقے میں پایا اور قیامت کے دن کے سائے کو چاہا تو اسے خلوت میں پایا۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”ما من مسلم او مسلمة يموت ليلة الجملة او يوم الجمعة الا وقى عذاب القبر و فتنة القبر و لقى الله و لا حساب عليه و جاء يوم القيامة و معه شهود يشهدون له او طابع و قد وردت الاحاديث و نصوص العلماء باستثناء جماعة من السوال منهم الشهداء و الصديقون و الرابطون و المطيعون و كذلك الاطفال في ارجح الاقوال “ کہ جو بھی مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت، جمعہ کی رات یا دن میں مرے تو وہ قبر کے عذاب اور فتنے سے محفوظ کر دیا جاتا ہے اور خدا سے ملاقات اس طرح کرے گا کہ اُس سے کوئی حساب نہ ہوگا اور وہ قیامت کے دن اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کے ساتھ بہت سے شاہد ہوں گے جو اس کی شہادت دیں گے یا اس کے ساتھ اس کے عمل پر مہر تصدیق ثبت کرنے والے ہوں گے، احادیث اور علماء کی تصریحات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن سے سوالات نہیں ہوں گے، اُن میں شہداء ہیں صدیقین ہیں اور مجاہدین اور صلحاء ہیں، اور ارجح قول کے اعتبار سے نابالغ بچے بھی ان میں ہیں۔

قبر میں مومن پر خدا کی رحمت

دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ” خدا اپنے بندے پر سب سے زیادہ مہربان اس وقت ہوتا ہے۔ جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے۔“

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے نبی اکرم ﷺ کا قول نقل کیا ہے: ''اذا مات العالم صور اللہ له علمه في قبره فيونه في قبره الى يوم القيامة ويدرا عنه هوام الارض'' کہ جب عالم مرجاتا ہے تو اللہ اس کے علم کو دوست کی صورت میں) مصور کر کے بھیج دیتے ہیں تو وہ اس سے قیامت تک الفت ومحبت کرتا رہتا ہے اور اس سے زمین کے کیڑے مکوڑے دور کر دیئے جاتے ہیں۔ (الحدیث)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الزہد میں ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلم میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم کیا کہ علم کو سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ کیونکہ میں علم کے سیکھنے والے اور سکھانے والوں کی قبروں کو منور کردوں گا کہ وہ اپنی جگہوں سے وحشت نہ محسوس کریں۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن کامل کے حوالہ نبی کریم ﷺ کا قول نقل کیا ہے: ''من كف اذاه عن الناس كان حقا على الله ان يكف عنه عذاب القبر'' جو شخص اپنی طرف سے تکلیف پہنچانے سے لوگوں کو بچالے گا تو اللہ کے اوپر حق ہوجاتا ہے کہ وہ اسے قبر کے عذاب سے بچادے۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ نے کہا ہے کہ میں نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے قبروں کے مقامات کو دکھا دیا جائے، تو میں نے ایک رات میں دیکھا کہ قبریں شق ہوئیں تو اُن میں بعض تخت پر سو رہے ہیں، بعض رو رہے ہیں، بعض ہنس رہے ہیں۔ تو میں نے جناب باری میں درخواست کی کہ مولیٰ! ان تمام کو اکرام واعزاز میں برابر کر دیا جائے! تو قبر ہی میں سے ایک آواز آئی کہ اے شخص! یہ تو اعمال کی منزلیں ہیں۔ جو سندس کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں وہ بلند اخلاق لوگ ہیں اور جو حریر ودیبا پہنے ہوئے ہیں وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں خدا کی راہ میں قربان کر کے درجہ شہادت حاصل کیا ہے اور ریحان والے روزہ دار ہیں اور رونے والے خطا کار ہیں۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مردوں کو اچھی یا بری حالت میں دیکھنا یہ ایک قسم کا کشف ہو جسے اللہ بندے پر خوشخبری دینے کے لئے یا عبرت حاصل کرنے کے لئے ظاہر کرتا ہے یا میت کی کسی مصلحت کے لئے یعنی اس کے قرض ادا کرنے یا اُس کی طرف بھلائی کرنے کے لئے ظاہر کرتا ہے۔ نیز کہا ہے کہ یہ بسا اوقات خواب میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی عالم بیداری میں بھی ہوتا ہے، مگر یہ اولیاء اللہ کی خصوصیات ہیں۔

اور یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کفایۃ المعتقد میں نقل کیا ہے کہ بعض بزرگ اپنے والد کی قبر پر جا کر کبھی کبھی اُن سے باتیں کیا کرتے تھے۔

لالکائی نے اپنی کتاب السنہ میں نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ احفار کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مقبرہ پر گیا تو ایک قبر سے مجھے ایک مردے کے رونے کی آواز آئی پھر دوسری قبر سے سنا کہ ایک مؤذن اذان دے رہا ہے اور وہ مردہ اپنی قبر سے جواب دے رہا ہے۔

مردے اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحلیہ میں لکھا ہے کہ جبیر نے خدائے لایزال کی وحدانیت کی قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ میں نے ثابت البنانی کو قبر میں داخل کیا اور میرے ساتھ حمید الطویل بھی تھے۔ جب میں نے اُن کی قبر پر اینٹیں برابر کر کے رکھیں تو اچانک اُس کی ایک اینٹ گرگئی تو دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول ہیں اور وہ اپنی زندگی میں یہ کہا

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

کرتے تھے کہ خدایا! اگر تو اپنی مخلوق کو اُس کی قبر میں نماز کی اجازت دیتا ہو تو مجھے بھی دینا۔ چنانچہ خدا نے اُن کی دعا سن لی اور اُنہیں بھی اس بابرکت عبادت سے نوازا۔

مردے اپنی قبروں میں تلاوت قرآن بھی کرتے ہیں

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب انجانے میں ایک قبر پر بیٹھ گئے، تو اچانک ایک شخص کے سورہ ملک تلاوت کرنے کی آواز آئی، یہاں تک کہ اُس نے پوری سورہ تلاوت کر ڈالی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کی اطلاع دی، تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورہ عذاب کو روکنے والی اور اُس سے نجات دینے والی ہے۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی بابت لکھا ہے کہ اُن کا بیان ہے کہ میں اپنا مال لینے کے لئے غابہ میں گیا تو مجھے وہیں رات ہو گئی تو میں عبید اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرا تو میں نے قرآن پاک تلاوت کرنے کی دلکش آواز سنی جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں سنی تھی، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''یہ عبد اللہ تھے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ روحوں کو قبض کرتا ہو تو انہیں زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر اُن کو جنت کے وسط میں لٹکا دیتا ہے اور رات کے ہوتے ہی روح میں اُن میں آتیں اور صبح ہوتے اپنی اپنی جگہوں میں چلی جاتی ہیں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابراہیم بن عبد الصمد المہدی کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو قلعے کو صبح تڑکے ہی جاتے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ ہم ثابت البنانی کی قبر پر گئے تو قرآن کی تلاوت کی آواز سنی۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مومن کو میں قرآن پاک دیا جاتا ہے جس میں وہ تلاوت کرتا ہے۔ نیز یہ لکھتے ہیں کہ عاصم السعطی نے بیان کیا ہے کہ ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی تو اُس میں ایک سوراخ ہو گیا، تو دیکھا کہ ایک شیخ قبر میں ہیں جن کے کپڑے اور قریب پاس کی تمام چیزیں سبز رنگ کی ہیں اور ان کی بغل میں قرآن پاک ہے جسے قبلہ رخ ہو کر پڑھ رہے ہیں۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابو النصر نیسا پوری رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے، قبر کی کھدائی کا کام کرتے تھے۔ اُن کا کہنا ہے کہ میں نے قبر کھودی تو اُس میں ایک دوسری قبر نکل آئی، تو میں نے اس میں ایک خوبصورت نوجوان کو دیکھا کہ بہترین دوہرا لباس زیب تن کئے ہوئے پلوتھی مارے بیٹھا ہوا ہے اور اُس کی بغل میں خوبصورت خط میں لکھی ہوئی کتاب یعنی قرآن ہے، جس کی تلاوت کر رہا ہے، اُس نے جب مجھے دیکھا تو پوچھا کہ کیا قیامت آ گئی؟ میں نے اُس کا جواب نفی میں دیا تو اُس نے کہا کہ اچھا تو میری قبر کی اینٹوں کو اپنی جگہ پر رکھ دو! چنانچہ میں نے اینٹیں جہاں کی تہاں رکھ دیں۔

سہیل نے دلائل النبوۃ میں لکھا ہو کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ قبر کھود رہے تھے کہ اُس میں ایک دوسری قبر نکلی تو ایک شخص کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہوا قرآن کی تلاوت کر رہا ہے اور اس کے سامنے ہرا بھرا باغیچہ ہے، اُس کے چہرے پر زخم کا نشان تھا، جس سے انہوں نے محسوس کیا کہ یہ شہید ہیں۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے ایک ولی کی قبر کھودی اور

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

انہیں قبر میں داخل کر کے اینٹیں برابر کر رہا تھا کہ ایک اینٹ دوسری قبر سے گری، جو اس سے متصل تھی، تو میں نے اُس میں ایک سفید پوش بوڑھے شخص کو دیکھا جن کی بغل میں سونے کا قرآن تھا جو سونے ہی سے لکھا ہوا تھا اُسے وہ پڑھ رہے تھے۔ کہ میری طرف اُنہوں نے سر کو اٹھایا اور پوچھا کہ کیا قیامت قائم ہو چکی؟ تو میں نے کہا کہ نہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اچھا تو اینٹ میری قبر کی برابر کر دو! خدا تمہیں خوش رکھے، چنانچہ میں نے اُس قبر کی اینٹ کو برابر کر دیا۔

نیز یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہم سے بعض دوسرے معتمد قبر کھودنے والوں نے بیان کیا ہے کہ ہم نے ایک قبر کھودی تو ایک شخص کو دیکھا کہ قرآن کی تلاوت میں مصروف ہے اور اُس کے تخت کے نیچے نہر جاری ہے۔ چنانچہ جب یہ منظر دیکھا تو غشی آ گئی اور قبر سے نکل کر گھومنے لگے اور تیسرے روز ہوش و حواس درست ہوئے۔

قبر میں ملائکہ مومنین کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں

ابوالحسن ابن وشیران رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فوائد میں عطیۃ العوفی کے طریق سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”من قرأ القرآن ثم مات ولم یستحضرہ اتاہ ملک یعلمہ فی قبرہ فیلقی اللہ وقد استحضرہ“ کہ جو شخص قرآن پڑھے اور مر جائے اور اسے یاد نہ ہو، تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے وہ اسے سکھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور قرآن یاد ہو جاتا ہے۔ (الحدیث)

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عطیۃ العوفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب مومن خدا سے ملتا ہے اور وہ قرآن نہیں پڑھے ہوئے ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے قرآن پڑھنا قبر میں سکھا دیتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پڑھنے پر اُسے ثواب بھی دیتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب مومن بغیر قرآن پڑھے ہوئے مر جاتا ہے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اُسے قرآن یاد کرائیں۔

نیز یزید الرقاشی سے نقل کیا ہے کہ اگر مومن کو تھوڑا سا حصہ قرآن کا پڑھنا رہ جائے تو اُسے بھی یاد کرانے کا حکم ہوتا ہے۔

قبر میں مومن کا لباس

عبداللہ ابن احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے زوائد الزہد میں عبادہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میرے ان دونوں کپڑوں کو دھو کر مجھے انہیں میں کفنا دینا۔ کیونکہ یا تو میں اُن لوگوں میں ہوں گا جن کو یہ کپڑے نکال کر اچھے کپڑے پہنائے جائیں گے یا ان لوگوں میں ہوں گا جن سے یہ کپڑے چھین لئے جائیں گے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن راشد سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں کہا کہ دیکھو میرے کفن میں تجاوز سے مت کام لینا، کیونکہ اگر خدا نے میرے نصیب میں خیر لکھا ہوگا تو میرا کفن بدل کر اس سے اچھا کفن پہنا دے گا اور اگر نہیں تو کپڑے بھی مجھ سے چھین سے لئے جائیں گے، نیز میری قبر کو بھی زیادہ وسیع مت کرنا کہ اگر قسمت میں بھلائی ہوگی تو میری قبر وسیع سے وسیع کر دی جائے گی اور اگر ایسی بات نہیں ہوگی تو میری قبر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ میرے پہلو ادھر کے اُدھر ہو جائیں گے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

سعید ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے مصنف سے لکھا ہو کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت کہا کہ میرے لئے دو کپڑوں سے زیادہ مت خریدنا اس لئے کہ اگر قسمت یاوری کرے گی تو مجھے اس سے اچھے لباس وہاں پہنائے جائیں گے اور اگر نہیں تو یہ دونوں کپڑے بھی مجھ سے چھین لئے جائیں گے۔

قبر میں مومن کا بستر

اللہ تعالیٰ کے قول ''فلا نفسھم یشھدون'' کے تحت مجاہد نے لکھا ہے کہ قبروں میں اُن کے بستر ے لگائے جائیں گے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن سے کہا جائے گا کہ تم بے فکر ہو کر آرام سے سو۔

مردے قبروں میں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ، نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے کہ: اذا ولی احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ فاھم یتزاورون فی قبورھم (الحدیث) جب تم میں کا کوئی اپنے بھائی کو دفن کرے تو اُسے چاہئے کہ اُس کا کفن اچھا اور عمدہ تیار کرے کیونکہ مردے قبروں میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔

حرث ابن اسامہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا ہے۔ حسنوا کفان موتاکم فان یتباھون ویتزاورون فی قبورھم (الحدیث) اپنے مردوں کے کفن اچھے بنایا کرو، کہ وہ آپس میں جب ملتے ہیں تو فخر کرتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المنامات میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہوا تو اس نے ایک روز خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا مگر ان میں اس کی بیوی نہیں تھی، تو سبب پوچھا تو عورتوں نے کہا کہ تم لوگوں نے اس کے کفن میں کوتاہی کی تھی، اس لئے ہمارے ساتھ آنے میں شرم کرتی ہے۔ چنانچہ وہ شخص خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر قصہ بیان کرنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موقع کا انتظار کرو، چنانچہ جب ایک انصاری کی موت کا وقت قریب ہوا تو اس کے پاس آیا اور دو زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے دے کر کہا کہ تم ان دونوں کپڑوں کو میری بیوی کو پہنچا دینا۔ جب رات ہوئی تو اس نے اب جو خواب دیکھا تو ان عورتوں کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔

مردے قبر پر سلام کرنے والے کا جواب دیتے ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ہے کہ جب کوئی مومن اپنے جانے پہچانے مومن بھائی کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے تو وہ مردہ اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے مشروع گردانا ہے کہ قبر والوں کو ویسا ہی سلام کیا کریں جیسا کہ زندوں کو کیا کرتے ہیں۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

روحوں کے مقامات

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ: "ارواح الشھداء فی حواصل طیر خضر تسرح فی الجنۃ حیث شاءت ثم تاوی الی قنادیل تحت العرش" شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہو کر جہاں چاہتی ہیں گھومتی ہیں، پھر قندیلوں عرش کے نیچے آ کر پناہ لیتی ہیں۔

امام احمد اور ابوداؤد نیز حاکم و بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اعظم ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ "لما اصیب اصحابکم باحد جعل اللہ ارواحھم فی حواصل طیر خضر ترد انھار الجنۃ و تاکل من ثمارھا و تاوی الی قنادیل من ذھب معلقۃ فی ظل العرش"

جب تمہارے ساتھی مقام احد میں شہید کر دیئے گئے تو اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں کر دیا وہ جنت کی نہروں پر اترتے ہیں اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور سونے کی قندیلوں میں پناہ لیتے ہیں جو عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی ہیں۔

ہناد بن السری نے اپنی کتاب الزہد میں نیز ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ شہداء جنت کے باغوں میں قبوں کے اندر رہتے ہیں ان کے پاس گائے اور مچھلی بھیجی جاتی ہے تو جب کچھ چاہتے ہیں تو ان میں کی ایک دوسرے کو ذبح کر دیتی ہے۔ اور اس کو وہ لوگ کھاتے ہیں تو اس میں وہ جنت کی ہر چیزوں کی لذت محسوس کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ جب شہید کیے گئے تو ان کی والدہ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اگر مجھے اتنا علم ہو جائے کہ حارثہ جنت ہیں تو صبر کروں اور اگر کہیں اور ہیں تو آپ مجھے بتائیں کہ کیا کروں؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ جنت کے کئی طبقے ہیں حارثہ رضی اللہ عنہ فردوس الاعلیٰ میں ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ نے کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے "انما نسمۃ المؤمن طائر یتعلق فی شجر الجنۃ حتی یرجعہ اللہ الی جسدہ یوم یبعثہ" فرمایا ہے کہ مومن کی روح چڑیا کی شکل میں جنت کے درختوں پر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن اس کے بدن کی طرف لوٹا دیں گے۔

ہناد بن السری نے کتاب الزہد میں ھذیل کا قول نقل کیا ہے کہ فرعون کی اولاد کی روحیں سیاہ پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں، جو جہنم میں آتی جاتی رہتی ہیں اور شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں ہوتی ہیں اور مومنین کے نابالغ بچوں کی روحیں عصفور نامی پرندے کے جوف میں ہوتی ہیں جہاں چاہتی ہیں چگتی ہیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومنین کی روحیں سفید چڑیوں کی صورت میں ہو کر عرش کے نیچے رہتی ہیں اور کافرین کی ساتویں زمین کے نیچے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں شب معراج میں ایک ایسے زینے پر پہنچا جہاں سے بنی آدم کی روحیں اوپر کو چڑھ رہی تھیں۔ چنانچہ ہم جبریل کے ساتھ دروازہ کھلوا کر اندر داخل ہوئے تو

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، دیکھا کہ اُن کے سامنے مومن کی روحیں پیش کی جارہی ہیں، تو اچھی روح اور بہترین کہہ کر فرماتے ہیں کہ اسے علیین میں جگہ دو! پھر ان کے سامنے کفار کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو خبیث اور بری روح کو فرماتے ہیں کہ اسے سجین میں داخل کردو۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ نے ایک ضعیف سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ کی حدیث نقل کی ہے کہ: ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ارواح المؤمنین فی السماء السابعة ینظرون الی منازلھم فی الجنة'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومنین کی روحیں ساتویں آسمان پر ہوتی ہیں جہاں سے اپنی جگہوں کو جنت میں دیکھتی ہیں۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ نے کتاب الزہد میں سعید ابن مسیب رضی اللہ کے حوالے سے سلمان فارسی رضی اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ: ''مومن کی روحیں عالم برزخ میں رہتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کافرین کی روحیں سجین میں رہتی ہیں۔''

مروزی نے الجنائز میں ابن عساکر رحمۃ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ کفار کی روحیں برہوت میں رہتی ہیں جو دلدلی اور شور زمین ہے جو حضر موت کا کوئی حصہ ہے اور مومنین کی روحیں جابیہ مقام میں رہتی ہیں۔

نیز ابن عساکر رحمۃ اللہ نے عروہ ابن رویم سے نقل کیا ہے کہ جابیہ کی طرف مومن کی پاکیزہ روحیں منتقل ہوتی ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ مومن کی روحیں بیئر زمزم میں، اور کافر کی روح وادی برہوت میں رہتی ہیں۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ نے وہب ابن منبہ رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مومن کی روح قبض کر کے جس فرشتہ کے پاس لے جاتی ہے اُسے مائیل کہا جاتا ہے۔

ابان ابن ثعلب رحمۃ اللہ نے ایک اہل کتاب سے نقل کیا ہے کہ جس فرشتہ کے پاس کافر کی روح لے جائی جاتی ہے اسے روحۃ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: احادیث اور آثار سے ارواح کے مقامات کا مختلف ہونا معلوم ہوتا ہے جس سے بظاہر آپس میں تعارض کا شبہ ہوتا ہے، مگر بات یہ ہے کہ یہ مقامات کا اختلاف ارواح کی استعداد و لیاقت کی وجہ سے ہے جو روح جس مقام کے مناسب تھی اُسے وہ جگہ جو دی گئی۔

ہاں! یہ اشتباہ ہوسکتا ہے کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ قبر پر سلام کرنے والے کا مردے جواب دیتے ہیں، اوران احادیث وآثار سے روحوں کا مقام کہیں اور معلوم ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان احادیث کا آپس میں متعارض ہونا معلوم ہوتا ہے مگر اسے بھی صاف اس طرح پر کیا جاسکتا ہے کہ کلام کے لئے روح کا تداخل جسم میں دنیا میں ضروری ہے نہ کہ عالم برزخ و عالم بالا میں، کیوں کہ وہاں رُوح کی شان ہی دوسری ہے۔ اپنے مقامات میں ہوتے ہوئے بھی اُن کا تعلق قبر سے اتنا قوی ہوتا ہے کہ روحیں ہر سلام پیام کو سن لیتی ہیں اور جواب بھی دے دیتی ہیں۔ خصوصاً آج کل کے سائنسی دور میں ایسے ایسے اشتباہات ھباءً منثورا کی طرح حل ہوتے جارہے ہیں۔ زیادہ تفصیل کے لئے شرح الصدور علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ کی کتاب کتاب الروح کا مطالعہ کیجئے۔

(ماہنامہ دار العلوم دیوبند بابت ماہ جون، جولائی، اگست، دسمبر ۱۹۶۱ء و مارچ ۱۹۶۲ء)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اجماعی عقیدہ

مصنف:

خطیب اسلام
حضرت مولانا محمد اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

(حرفے چند) ..... حضرت مولانا قاری محمد اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۴		
عقیدہ حیات النبی ﷺ ..... اجماعی عقیدہ	۴۵۵		
اہل سنت والجماعت کا موقف	۴۵۵		
دلائل	۴۵۶		
پہلی دلیل	۴۵۶	دوسری دلیل	۴۵۸
تیسری دلیل	۴۵۹	چوتھی دلیل	۴۶۰
پانچویں دلیل	۴۶۱	اعتراضات کے جوابات	۴۶۲
چھٹی دلیل	۴۶۳	ساتویں دلیل	۴۶۳
حیات انبیاء علیہم السلام اور قرآن کریم	۴۶۷	عقیدہ حیات النبی اور اکابر علماء دیوبند	۴۷۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

حضرت مولانا قاری محمد اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ایک کتاب فضائل مدینہ منورہ بھی ہے۔ جس میں ’’عقیدہ حیات النبی ﷺ‘‘ پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ جو اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔ (ناشر)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدہ حیات النبی ﷺ ...... اجماعی عقیدہ

خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''فضائل مدینہ منورہ'' سے انتخاب

اہل سنت والجماعت کا مؤقف

(الف) قرآن مجید کی نصوص قطعیہ کی روشنی میں نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایک مرتبہ موت کا ورود یقینی ہے۔''قال اللہ تعالیٰ: کل نفس ذائقۃ الموت وقال تعالیٰ: انک میت وانھم میتون''

(ب) احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ نبی کریم کے ساتھ یہ وعدہ قرآنی پورا ہو چکا ہے۔

(ج) وفات کے بعد آپ کے اس جسد عنصری کے ساتھ جو مدینہ منورہ قبر مبارکہ میں دفن کیا گیا ہے اور جس جسم کے ساتھ آپ اس دنیا میں تشریف فرما تھے آپ کی روح مبارکہ کو ایسا تعلق ضرور حاصل ہے جس کی وجہ سے آپ کے روضہ اطہر کے پاس پڑھا جانے والا صلوۃ وسلام آپ بلا واسطہ خود سنتے ہیں۔

<u>چند وضاحتیں</u>: اہل سنت والجماعت کے اس مؤقف کو اچھی طرح سمجھنے اور مختلف قسم کی غلط فہمیوں سے بچنے کے لئے اس مؤقف کی وضاحت شق وار کی جارہی ہے۔

(۱) قبر شریف میں آنحضرت ﷺ کی روح مبارکہ کے جسد عنصری کے ساتھ تعلق کی وجہ سے آپ کو جو خاص نوعیت کی حیات حاصل ہے اس کے مختلف عنوان ہیں۔ کبھی اس کو حیاۃ دنیویہ کہہ دیا جاتا ہے۔ بایں معنی کہ روح کا تعلق اس جسد عنصری کے ساتھ ہے جس کے ساتھ آپ اس دنیا میں تشریف فرما تھے اور اس زندگی کے بعض آثار بعض دنیوی احکام میں بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جیسے آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ کسی اور کا نکاح حلال نہ ہونا، آپ کی وراثت کا تقسیم نہ ہونا۔ اکابر کے کلام میں اسی حیات کو بعض اوقات حیات برزخیہ کہہ دیا گیا ہے اور یہ باعتبار ظرفیت کہا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ حیات آپ کو عالم دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہونے کے بعد حاصل ہوئی ہے۔

(۲) نصوص قرآنیہ سے یہ بات تو ثابت ہے کہ آپ پر کبھی نہ کبھی موت کا ورود ہونا ہے اور احادیث واجماع سے ثابت ہے کہ آپ پر موت کا ورود ہو چکا ہے۔

(۳) اس بات پر اہل سنت والجماعت متفق ہیں کہ انبیاء کی ارواح مبارکہ کا ان کے اجساد کے ساتھ کم از کم اتنا تعلق ضرور ہوتا ہے کہ جس سے قبر کے پاس پیش کئے جانے والے سلام کو سن کر اس کو جواب دے سکیں۔

(۴) اہل سنت والجماعت آنحضرت ﷺ کے لئے جس حیات فی القبر کو ثابت کرتے ہیں یہ وہ حیات بسیطہ نہیں جو کائنات کی ہر چیز کو حاصل ہے۔''بقولہ تعالیٰ وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم'' بلکہ آنحضرت ﷺ کی یہ حیات فی القبر روح کے جسد عنصری کے ساتھ تعلق کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ اہل سنت والجماعت آنحضرت ﷺ کے لئے عند القبر صلوۃ وسلام کا سماع اور سلام کا جواب دینا بھی ثابت کرتے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہیں۔ ظاہر ہے کہ سننے اور جواب دینے کے لئے حیات بسیطہ کافی نہیں بلکہ اس کے لئے تعلق روح کی ضرورت ہے۔ اگر حیات بسیطہ ہی سماع وسلام وجواب کے لئے کافی ہوتی تو اہل حق میں عام مردوں کے سماع کے بارے میں کبھی اختلاف نہ ہوتا کیونکہ حیات بسیطہ تو عام مردوں کے اجساد کو بھی حاصل ہے بلکہ جمہور اہل سنت کے نزدیک ان کی ارواح کو ان کے ساتھ تعلق بھی ہے اس کے باوجود عام موتی کے سماع کے اختلاف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ سماع کے لئے صرف حیات بسیطہ ہی کافی نہیں بلکہ اس کے لئے قوی تعلق کی ضرورت ہے۔ نیز عام عادت میں بھی سماع سلام ورد سلام وغیرہ افعال کی نسبت جمادات وغیرہ کی طرف نہیں کی جاتی حالانکہ حیات بسیطہ ان میں بھی موجود ہے۔

پس اہل سنت والجماعت انبیاء کے لئے جس حیات فی القبر کو ثابت کر رہے ہیں وہ حیات ہے جو جسد عنصری کو بسبب تعلق روح حاصل ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے لئے حیات بسیطہ بلا تعلق روح تسلیم کرتا ہوں جو جمادات تک کو حاصل ہے تو ایسا شخص اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے موافق حیات النبی کا منکر اور اس پر دلالت کرنے والی آیات واحادیث کا تارک ہے۔ بلکہ اس کے اس نظریہ سے آنحضرت ﷺ کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

(۵) عقائد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ عقائد جن کا منکر کافر ہوتا ہے۔ دوسرے وہ عقائد جن کا منکر فاسق ہوتا ہے۔ پہلی قسم کے عقائد کے اثبات کے لئے ظنی دلائل کافی نہیں بلکہ ان کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہے۔ دوسری قسم کے عقائد کے لئے دلیل قطعی ضروری نہیں بلکہ ان کا اثبات دلائل ظنیہ سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ نبراس میں فرماتے ہیں: ”ان المسائل الاعتقادية قسمان احدهما ما يكون المطلوب فيه اليقين كوحدة الواجب وصدق النبي وثانيهما ما يكتفي فيها بالظن كهذه المسئلة والاكتفاء بالدليل الظني انما لا يجوز في الاول بخلاف الثاني“ (نبراس ص ۵۹۸)

اس مسئلہ پر اہل سنت والجماعت کے دلائل کو سمجھ لینے کے بعد اہل سنت والجماعت کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

دلائل

پہلی دلیل: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع۔ ”ان من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فاكثروا علي من الصلوة فان صلوتكم معروضة علي قالوا يا رسول الله كيف تعرض صلوتنا عليك وقد ارمت اي يقولون قد بليت قال ان الله عز وجل حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء عليهم السلام“ نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تمہارے دنوں میں سے افضل ترین دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اسی دن آپ علیہ السلام کی وفات ہوئی اسی دن نفخہ اولی ہوگا اور اسی دن نفخہ ثانیہ ہوگا۔ اس لئے تم اس دن مجھ پر کثرت کے ساتھ درود شریف بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کا جسم مبارک ریزہ ریزہ ہو چکا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک حق تعالیٰ نے زمین پر اس بات کو حرام کر دیا ہے۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حدیث کے یہ لفظ سنن نسائی نے ج ۱ ص ۲۰۳، ۲۰۴ پر نقل کئے ہیں۔ امام ابوداؤد نے اپنی سنن باب تفریع ابواب الجمعہ ج ۱ ص ۱۵۰ پر امام دارمی نے اپنی سنن ج ۱ ص ۳۰۷ باب فی فضل الجمعہ میں، امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں دو جگہ ایک ص ۷۷ باب فی فضل الجمعہ عن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور دوسری جگہ ص ۱۱۹ باب ذکر وفاتہ ودفنہ میں یہاں روایت کرنے والے صحابی اوس بن اوس رضی اللہ عنہ ہیں امام بیہقی نے السنن الکبریٰ ج ۳ ص ۲۴۹ امام حاکم نے اپنی المستدرک میں دو جگہ ایک ج ۱ ص ۲۷۸ کتاب الجمعہ کے شروع میں اور اس کو صحیح علی الشرط البخاری قرار دیا ہے۔ اور امام ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ دوسرے کتاب الھوال ج ۴ ص ۵۶۰ میں۔ اس موقعہ پر امام حاکم نے صحیح علی الشرط الشیخین کہا ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔ ان تمام آئمہ کرام رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتابوں کے اندر اس مذکورہ بالا حدیث کی تخریج کی ہے۔

تشریح: اس حدیث کے آخری جملہ سے یہ بات صراحۃً ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ اپنی قبروں میں محفوظ ہوتے ہیں۔ لیکن جس طرح یہ حدیث حفاظت اجساد کی قائل ہے۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مبارکہ کا بھی ان اجساد کے ساتھ تعلق ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ نبی کریم نے جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''ان صلوتکم معروضۃ علی'' تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔ اس کا مطلب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سمجھے ہیں کہ صلوۃ کا یہ عرض آپ کی روح اور جسد اطہر کے مجموعہ پر ہوتا ہے۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ کی وفات سے پہلے آپ پر عروض صلوۃ میں کوئی اشکال نہ ہوا۔ لیکن اس فہم کی وجہ سے کہ بعد از وفات عرض صلوۃ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ اشکال ہوا کہ دفن ہوجانے کے بعد تو انسانی جسم ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے اور اس کو زمین کھالیتی ہے۔ وفات کے بعد آپ ﷺ کے جسد اطہر کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش ہوا تو آپ ﷺ پر عرض سلام کیسے ممکن ہوگا۔ اس خاص فہم کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو اشکال پیش آیا۔ انہوں نے وہ دربار رسالت میں پیش کیا۔ ''قالوا یارسول اللہ کیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت'' آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ: ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء'' آنحضرت ﷺ کے جواب کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ تمہیں میری وفات کے بعد مجھ پر عرض صلوۃ میں شبہ دو مقدموں کے ملانے کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ ایک یہ کہ عرض وصلوۃ روح مع الجسد پر ہوگا۔ دوسرا یہ کہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے اجساد اور عام لوگوں کے اجساد میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے۔ نبی کریم نے پہلے مقدمہ پر سکوت فرما کر اس کی تصویب فرمادی اور دوسرے مقدمہ کی صراحۃ تردید فرمادی۔ ''ان صلوتکم معروضۃ علی'' کا مطلب اگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھا ہوتا کہ یہ صلوۃ صرف آنحضرت ﷺ کی روح مقدسہ پر کیا جائے گا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کا عرض صلوۃ کو روح مع الجسد کے متعلق سمجھنا غلط ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس کی تردید فرمادیتے کہ: ''ان صلوتکم معروضۃ علی'' کا مطلب غلط سمجھے ہو۔ صلوۃ تو صرف روح پر پیش ہوتا ہے۔ جسم کے بوسیدہ ہونے یا نہ ہونے کا کیا سوال؟ لیکن نبی کریم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس فہم پر صرف سکوت ہی نہیں فرمایا بلکہ ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل احساد الانبیاء'' فرما کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس فہم کی صراحۃ تصویب بھی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فرمادی کہ واقعی یہ عرض صلوۃ روح اور جسد دونوں پر ہوگا۔ لیکن تم انبیاء کے جسموں کو عام لوگوں کے جسموں کی طرح نہ سمجھو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال اور آنحضرت ﷺ کے جواب سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ کا جسد اطہر قبر شریف میں محفوظ ہے اور اس میں روح کے تعلق سے اتنی حیات ضرور حاصل ہے جس سے آپ ﷺ پر پیش کئے جانے والے صلوۃ وسلام کا آپ ﷺ ادراک کر سکیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ عرض صرف حیات بسیطہ کی وجہ سے نہیں ہوتا اس لئے کہ حیات بسیطہ تو جسم کے بوسیدہ اور ریزہ ریزہ ہوجانے کے بعد بھی ان ذرات کو حاصل رہتی ہے۔ اگر یہ عرض صلوۃ حیات بسیطہ کی وجہ سے ہے تو آپ جواب یہ دیتے کہ پھر کیا ہوا جو ریزہ ریزہ ہوگیا، جسم کے ذرات بھی آخر زندہ ہی ہوتے ہیں لیکن آپ نے حفاظت اجساد کی خبر دے کر یہ بات واضح فرمادی کہ یہ عرض روح وجسد کے مجموعہ پر ہوتا ہے اور روح کو جسد کے ساتھ اتنا قوی تعلق ہوتا ہے جو اس کے بوسیدہ ہونے سے مانع ہو۔

نیز اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ جس جسم پر بعلق روح صلوۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے وہ یہی جسد عنصری ہے۔ اگر یہ عرض جسد مثالی وغیرہ پر ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ اشکال کبھی پیش نہ آتا کہ جسم کے بوسیدہ ہوجانے کی صورت میں آپ پر صلوۃ وسلام کیسے پیش کیا جائے گا۔ اس لئے کہ جسد مثالی کو تو زمین کھاتی ہی نہیں اور نہ ہی کسی کا جسد مثالی خاک میں مل کر ریزہ ریزہ ہوتا ہے۔

<u>دوسری دلیل</u>: مشکوۃ باب الجمعۃ کی فصل ثالث میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: ''قال رسول اللہ ﷺ یوم الجمعۃ فانه مشهود ۃ بشهدہ الملائکة وان احدا لم یصل علی الا عرضت علی صلوته حتی یفرغ منهما قال قلت وبعد الموت؟ قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق '' نبی کریم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود اس کے فارغ ہونے تک مجھ پر پیش کردیا جاتا ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا آپ کی وفات کے بعد بھی (درود پیش ہوا کرے گا) آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسم کو کھانا حرام کردیا ہے۔ لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ اس حدیث کی تخریج امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں باب ذکر وفاتہ ودفنہ ص ۱۱۹ میں کی ہے۔ اس حدیث سے ہمارا مؤقف دو طرح سے ثابت ہوتا ہے۔ ایک تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے سوال اور نبی کریم کے جواب ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء '' اس کی تقریر پہلی حدیث میں گزر چکی ہے۔

دوسرا استدلال ہے حدیث کے آخری جملہ ''فنبی اللہ حی یرزق '' اس میں صراحۃ بتادیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی کو وفات کے بعد قبر شریف میں حیات حاصل ہوگی۔ اس میں حیات النبی کو فا کے ذریعے متفرع کیا گیا ہے۔ حفاظت اجساد انبیاء پر۔ اس سے معلوم ہوا اس میں حیات سے مراد وہ حیات ہے جو اس جسد عنصری کی حفاظت کا نتیجہ ہے۔ یعنی اس حدیث کا تعلق جسد عنصری ہے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہ دونوں حدیثیں آنحضرت ﷺ کی

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

وفات کے باب میں ذکر کر کے بات یہ بتادی کہ حیات انبیاء کی احادیث وفات انبیاء بیان کرنے والی نصوص کے معارض نہیں بلکہ ان کا تکملہ ہیں۔ وفات النبی کے احوال کا ذکر اس وقت تک غیر مکمل رہتا ہے جب تک کہ اس کے ساتھ آپ کی حیات فی القبر کا تذکرہ نہ کر دیا جائے۔ اس حدیث کے تمام راویوں کی بہت سے محدثین نے توثیق کی ہے اور اس حدیث کو قابل استدلال قرار دیا جائے۔ مثلاً حافظ ابن حجر نے (تہذیب التھذیب ج ۳ ص ۳۹۸) اور قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴) میں اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی سند پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ روایت مرسل اور منقطع ہے۔ اس حدیث کو زید بن ایمن عبادۃ بن نسی سے نقل کرتے ہیں اور زید کا عبادہ سے سماع ثابت نہیں۔ اس اعتراض کا مفصل کتابوں میں جواب دیا گیا ہے۔ یہاں صرف اتنی بات عرض کرنی ہے کہ اگر کسی مرسل یا منقطع روایت کی تائید دوسری روایات سے ہو رہی ہو تو ایسی مرسل بالاتفاق حجت ہوتی ہے۔ خاص طور پر اس کے مضمون کو اگر تلقی بالقبول بھی حاصل ہو جائے تو اس کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس روایت کی بھی یہی صورت ہے۔ اول تو یہ مضمون دوسری بہت سی احادیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ دوسری خود اس حدیث کے بقول ملا علی قاری رحمہ اللہ (باسناد جید نقلہ میرک عن المنذری ولہ طرق کثیرۃ بالفاظ مختلفہ) بہت سے طرق ہیں اور سب سے بڑھ کر اس مضمون کو امت میں تلقی بالقبول حاصل ہے۔ اہل سنت والجماعت کا اس مضمون پر اتفاق رہا ہے۔ اس لئے اس حدیث کے رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

اس حدیث کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں فنبی اللہ حی یرزق والا جملہ مرفوع روایت کا حصہ نہیں بلکہ راوی کی طرف سے مندرج ہے۔ اس کا جواب یہ ہے اس کے ادراج پر کوئی مضبوط دلیل ہونی چاہئے۔ ایک جملہ جب مرفوع حدیث کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے تو بغیر دلیل کے اس کو مدرج کس طرح مانا جا سکتا ہے۔ محدثین نے ادراج معلوم کرنے کے کچھ قرائن بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے یہاں کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔ اگر بالفرض اس جملہ کو مدرج تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی ہمارے لئے مضر نہیں۔ اس لئے کہ ہمارا استدلال اس جملہ پر موقوف نہیں۔ ہمارا موقف اس کے بغیر بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

تیسری دلیل: امام ابو یعلی موصلی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے: "قال رسول اللہ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

استدلال: اس حدیث میں صراحۃ فرمادیا: "الانبیاء احیاء" حیات کا متبادر مفہوم یہی ہے کہ یہ حیات جسم کو روح کے ساتھ کے قوی علاقہ کے ساتھ حاصل ہے۔ ورگرنہ صرف روح تو عام لوگوں کی بھی زندہ ہوتی ہے۔ پھر اسی مفہوم کی مزید تاکید "فی قبورھم" کہہ کر دی گئی۔ اس لئے کہ "قبر" کا متبادر اور حقیقی اطلاق زمین کے اس حصہ پر کیا جاتا ہے۔ جہاں انسان کا جسد عنصری مدفون ہو۔ چنانچہ علامہ ابن منظور اپنی لغت کی معروف و بے نظیر کتاب "لسان العرب" میں اس مادہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "القبر مدفن الانسان جمعه قبور"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(ج ۵ ص ۶۸) قرآن مجید میں جہاں بھی یہ مادہ استعمال ہوا ہے۔ اسی معنی میں ہوا ہے۔ مثلاً: "ثم اماته فاقبره و لا تقم علی قبره. الهکم التکاثر حتی زرتم المقابر" اور پھر اس معنی کی مزید تاکید کرنے کے لئے ایسے فعل کا ذکر کر دیا۔ جس کی نسبت عموماً ابدان کی طرف کی جاتی ہے۔ اس لئے فرمایا: "یصلون" نیز یصلون سے کہہ کر یہ بھی بتانا مقصود ہے کہ انبیاء کی یہ حیات بے مقصد نہیں بلکہ وہ اپنی قبروں میں اس حیات کی وجہ سے نماز وغیرہ اعمال طیبہ میں مصروف رہتے ہیں۔ (صرف تلذذ کے لئے)

(فیض الباری ج ۲ ص ۶۴) میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں حظ کلام انبیاء کی صلوۃ ہی ہے۔ یعنی اصل مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ اس ارشاد کے مطابق "احیاء فی قبورهم" بطور تمہید کے فرمادیا چونکہ بغیر حیات فی القبور کے صلوۃ فی القبور متصور نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے پہلے رفع استبعاد کے لئے یہ بتادیا کہ یہ حضرات اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ پھر اصل بات بتادی کہ اس حیات کی وجہ سے یہ حضرات اپنی قبروں میں نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

تخریج وتصحیح حدیث: اس حدیث کی تخریج ابویعلی موصلی نے کی۔ ان ہی کے حوالہ سے علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے یہ حدیث (شفاء السقام ص ۱۸۰) پس نقل کی ہے۔ اس حدیث کی بہت سے محدثین نے تصحیح کی ہے۔

مثلاً امام بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مندرجہ ذیل محدثین حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (فتح الباری ج ۶ ص ۴۸۷) میں، قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴) میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ نے (فیض الباری ج ۲ ص ۶۴) میں اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے (مرقات ج ۳ ص ۲۴۱) میں بغیر نکیر کے امام بیہقی کی تصحیح کو نقل کیا ہے۔

چوتھی دلیل: امام بیہقی رحمہ اللہ نے حیات انبیاء پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ نبی کریم نے فرمایا کہ: "مررت علی موسی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلی فی قبره" میں معراج کی رات سرخ ٹیلہ کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا اس وقت وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

اس حدیث کی تخریج امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی (صحیح ج ۲ ص ۲۶۸) میں اور امام نسائی نے اپنی (سنن المجتبیٰ ج ۱ ص ۲۴۲) میں کی ہے۔ معراج کی رات آپ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جس مرور کا ذکر ہے یہ مرور زمین پر اسی جگہ سے ہوا تھا۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جسد عنصری مدفون ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے جس قیام وصلوۃ کا ذکر ہے اس کا تعلق آپ کے جسد عنصری کے ساتھ ضرور تھا۔ جیسا کہ لفظ "فی قبره" صراحۃً اس پر دلالت کر رہا ہے۔ آپ نے اس جسم کو نماز پڑھتے ہوا دیکھا ہے۔ جو قبر شریف میں مدفون ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ روح کا جسم کے ساتھ قوی تعلق موجود ہو اور اسی کو ہم حیات فی القبر کہتے ہیں۔ اس حدیث سے موسیٰ علیہ السلام کی حیات فی القبر ثابت ہوئی اور بطور دلالۃ النص کے آنحضرت ﷺ کی حیات فی القبر ثابت ہوگئی۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کا مقام اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اونچا ہے۔ آپ ﷺ تو افضل الانبیاء ہیں۔

اس حدیث کی جو شرح ہم نے کی ہے۔ اکثر محدثین اہل سنت والجماعت اس کی وہی شرح کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس سلسلہ میں بطور نمونہ ایک دو شہادتیں پیش کر دینا مناسب ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۱) علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ حیات انبیاء پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''وشهد له صلاة موسى في قبره فان الصلاة تستدعي جسدا حيا'' (شفاء السقام ص ۱۹۱) اسی طرح علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بھی نقل کی ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حیات انبیاء کے شواہد میں سے شمار کیا ہے۔

(۲) علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سنن نسائی ج ۱ ص ۲۴۲ کے حاشیہ میں بدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ: ''قال الشيخ بدر الدين الصاحب هذا صريح في اثبات الحياة لموسى في قبره فانه وصفه بالقبر دليل على هذا فان لو كان من اوصاف الروح لم يحتج لتخصيصهم''

(۳) بعینہ یہی عبارت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے (زہر الربی بہامش سنن نسائی ج ۱ ص ۲۴۲ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی) میں نقل فرمائی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے (فتح الباری ج ۶ ص ۴۸۷) میں حدیث الانبیاء احیاء کو نقل کرنے کے بعد چند دوسری روایات پر بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''وشاهد الحديث الاول ما ثبت في صحيح مسلم... الخ'' پھر یہی حدیث ذکر کی ہے۔ یہ حدیث: ''الانبیاء احیاء... الخ'' والی حدیث کا شاہد تبھی بن سکتی ہے۔ جب کہ دونوں سے ایک ہی مدعا ثابت ہو رہا ہے۔

(۵) علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی قدس سرہ نے اپنی تصنیف (فتح الملہم ص ۲۲۱) پر اس حدیث کو حدیث انس رضی اللہ عنہ الانبیاء احیاء کا شاہد قرار دیا ہے۔

<u>پانچویں دلیل</u>: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع جسے صاحب مشکوٰۃ نے اس باب کی فصل ثانی میں بحوالہ ابوداؤد وبیہقی ذکر کیا ہے: ''قال رسول الله ما من احد يسلم على الا رد الله على روحي حتى ارد عليه السلام'' نبی کریم نے فرمایا کہ جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس وقت حق تعالیٰ میری روح میری طرف لوٹا چکے ہوتے ہیں اور میں اس کے سلام کو جواب دیتا ہوں۔

یہ حدیث (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۷۹) پر اور (السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۴۵) پر بھی موجود ہے۔ ابن قدامہ نے ''المغنی'' میں امام احمد کے حوالہ سے اس حدیث کے لفظ اس طرح نقل کئے ہیں: ''ما من احد يسلم على عند قبري... الخ'' اس میں ''عند قبری'' کی زیادتی بھی ہے۔ امام ابوداؤد اور امام بیہقی وغیرہ کی روایات میں اگرچہ یہ زیادتی موجود نہیں لیکن ان کے اس حدیث کو کتاب المناسک کے آخر میں ''باب زيارة القبور'' اور ''باب زيارة قبر النبي'' میں لانے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے بھی اس زیادتی کا اعتبار کیا ہے۔

اب حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص بھی میری قبر کے پاس آکر مجھ پر سلام پیش کرتا ہے تو حق تعالیٰ میری توجہ اس کی طرف مبذول کرا دیتے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ نبی کریم کے سلام کرنے والے کی طرف متوجہ ہونے اور سلام کا جواب دینے سے ثابت ہوا کہ آپ کو قبر میں حیات حاصل ہے اور قریب سے سلام کرنے والے کا سلام سن کر جواب بھی دیتے ہیں۔

<u>حیثیت حدیث</u>: اکثر محدثین نے اس کی تصحیح کی ہے۔ بطور نمونہ چند محدثین کی آراء پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں: ''رواه ابو داؤد باسناد صحيح''

(ریاض الصالحین ص ۵۳۱)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۲) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح کو بغیر تنقید وتبصرہ کے قبول فرمایا ہے۔
(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۴)

(۳) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''رواتہ ثقات'' (فتح الباری ج ص ۴۸۸)

(۴) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وسندہ حسن بل صححہ النووی فی الاذکار''
(مرقات ج ۲ ص ۳۴۱)

(۵) علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''واسنادہ حسن''
(السراج المنیر شرح الجامع الصغیر ج ۴ ص ۲۰۹، مطبوعہ مکتبہ الایمان المدینۃ المنورۃ)

اعتراضات کے جوابات

پہلا اعتراض: اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والے یزید بن عبداللہ بن قسیط ہیں یہ ضعیف ہیں۔ ابوحاتم رازی نے ان کے بارے میں کہا ہے: ''لیس بالقوی لان مالکا لم یرضہ''

جواب: اگرچہ ابوحاتم نے ان کی تضعیف کی ہے لیکن دوسرے محدثین نے ان کی رائے کو قبول نہیں کیا ہے۔ بلکہ جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۴۳) میں ابن معین نسائی، ابن حبان، ابن عدی وغیرہ بہت سے محدثین سے ان کو توثیق نقل کی ہے۔ نیز یہ صحاح ستہ کے رجال میں سے ہیں۔ چنانچہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر (ع) کی علامت لگائی ہے۔

ابوحاتم نے ان کی تضعیف صرف اس بنیاد پر کی ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو پسند نہیں کیا۔ لیکن حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عبدالبر نے ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس بات کی نسبت غلط فہمی کی وجہ سے ہوگی ہے۔ کیونکہ خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں بہت سے مقامات پر ان کی روایات سے استدلال کیا ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یزید بن عبداللہ کی تضعیف میں ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ متفرد ہیں۔ دوسرے نمبر پر یہ بات معلوم ہوئی کہ ابوحاتم نے جس بنیاد پر تضعیف کی ہے وہ بنیاد ہی درست نہیں۔

دوسرا اعتراض: دوسرا اعتراض اس کی سند پر یہ کیا گیا ہے کہ یزید بن عبداللہ کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع حاصل نہیں اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کررہے ہیں۔ لہٰذا یہ روایت منقطع ہے۔ درمیان میں کوئی واسطہ گرا ہوا ہے۔

جواب: اس اعتراض کا جواب یہ کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کے مطابق یزید کی وفات ۱۲۲ھ میں ہوئی اور اس وقت ان کی عمر نوے ۹۰ سال تھی۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی ولادت تقریباً ۳۲ھ میں ہوئی جب کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات مشہور قول کے مطابق ۵۹ھ میں ہوئی۔ اس حساب سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت یزید بن عبداللہ کی عمر ۲۷ سال بنتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ یزید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان معاصرت اور امکان لقاء موجود ہے اور یزید مدلس بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ روایت کم از کم علی شرط مسلم صحیح ہونی چاہئے۔ پھر اس امکان لقاء کی تقویت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یزید بن عبداللہ حسب تصریح حافظ ابن مدنی ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات بھی مدینہ ہی میں ہوئی۔ یہ بات انتہائی مستبعد ہے کہ اس دور کا ایک

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

طالب حدیث ہو اور اس کے اپنے شہر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے محدث موجود ہوں۔ لیکن اس سے ان سے استفادہ نہ کیا ہو تو صرف امکان لقائی نہیں بلکہ عدم لقاء مستبعد ہے۔

چھٹی دلیل: ''قال رسول اللہ ﷺ لیھبطن عیسی ابن مریم حکما عدلا و اماما مقسطا ویسلکن فجا حاجا او معتمرا و بنیتھما ولیأتین قبری حتی یسلم علی والاردن علیه'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ضرور زمین پر اتریں گے۔ اس وقت وہ عادل حکمران اور منصف امام ہوں گے اور وہ ضرور حج کے راستے سے حج یا عمرہ کے لئے آئیں گے (یا یوں فرمایا کہ حج وعمرہ کی نیت سے آئیں گے) اور میری قبر میں آ کر ضرور سلام بھی کریں گے اور میں ان کے سلام کو جواب بھی ضرور دوں گا۔

اس حدیث کی تخریج امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنے (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۵) میں کی ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح بھی کی ہے اور علامہ ذہبی نے تصحیح پر ان کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کے پاس آئیں گے، سلام پیش کریں گے تو نبی کریم ﷺ اس سلام کا جواب دیں گے اور سلام کا جواب موقوف ہے سماع سلام پر۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم اس سلام کا جواب دیں گے اور یہ سننا براہ راست ہوگا۔ فرشتوں کے ذریعے نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ فرشتوں کے ذریعے سے تو ہر جگہ سے سلام پہنچ جاتا ہے۔ پھر لیاتین قبری کہنے کی کیا ضرورت تھی؟

اس حدیث کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خصوصیت و معجزہ پر محمول نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اول تو خصوصیت کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر اس کو عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مانیں تو لازم آئے گا کہ آنحضرت ﷺ کی شخصیت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کے لئے محل تصرف بنے اور یہ بات آنحضرت ﷺ کی شان عالی سے کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ قبر شریف کے پاس سے پیش کیا جانے والا ہر صلوۃ وسلام خود سنتے ہیں اور اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا سلام بھی خود سن کر جواب عنایت فرمائیں گے۔

ساتویں دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیر بحث حدیث: ''قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی نائیا ابلغته'' نبی کریم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس سے مجھ پر درود پڑھا کرے گا میں اس کو خود اس حدیث میں ''سمعته'' سے مراد براہ راست بغیر کسی واسطہ کے سننا ہے۔ اس لئے کہ اول تو یہ سب باتیں خیر القرون سے بالتوارث چلی آرہی ہیں اور فقہاء اپنی کتابوں میں یہ باتیں لکھتے آرہے ہیں اور کسی نے ان پر نکیر نہیں کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب حضرات سلف اس بات پر متفق ہیں کہ دور سے صلوۃ وسلام بھیجنے اور روضہ اطہر کے قریب سے پیش کرنے میں فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ دور سے تو وہ سلام فرشتوں کے ذریعے سے پہنچایا جاتا ہے اور قریب سے خود سماعت فرمالیتے ہیں۔

اسی طرح بہت سے فقہاء نے وہاں جا کر آنحضرت سے شفاعت کی درخواست کرنے کا بھی لکھا ہے۔ دیکھئے مثلاً (نور الایضاح مع مراقی والطحاوی ص ۴۰۶ فتاویٰ عالمگیریہ ص ۲۶۶ اور زبدۃ المناسک ص ۶۴) وغیرہ اور اس بات پر کسی نے نکیر بھی نہیں کی ہے بلکہ بعض مفسرین نے اس سلسلہ میں زمانہ خیر القرون کا ایک واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی نے روضہ اطہر کے پاس یہ آیت مبارکہ تلاوت کی: ''ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

واستغفر لهم الرسول لوجدو الله توابا رحيما" اور اس کے بعد عرض کیا کہ: "قد جئتک مستغفرا لذنبی مستشفعا بک الی ربی" اور اس کے بعد یہ دو شعر پڑھے

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه	فطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء للقبر انت ساکنه	فيه العفاف وفيه الجود والكرم

(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۲، مدارک التنزیل ج ۱ ص ۱۸۲)

اس اعرابی کے استشفاع کو شرف قبولیت ملا اور اس پر اس وقت کسی نے نکیر نہیں کی۔ خیر القرون میں یہ واقعہ پیش آنا اور اس پر کسی کا نکیر نہ کرنا اور پھر فقہاء کا یہ لکھتے چلے آنا کہ آنحضرت (روضہ اطہر) کے پاس سفارش کی درخواست کرے۔ فقہاء کی طرف سے اس بات کی تردید نہ ہونا شفاعت کی درخواست کرنے کے جواز کی واضح دلیل ہے۔ سب فقہاء اس جواز کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ تبھی ممکن ہے جب کہ ان حضرات کا یہ نظریہ بھی ہو کہ آنحضرت قبر شریف میں حیات ہیں اور قریب سے شفاعت کی درخواست سماعت فرما لیتے ہیں۔

چند اہم علماء کے حوالے اس سلسلہ میں پہلے علماء احناف کے حوالے پیش کئے جائیں گے۔ پھر دوسرے علماء اہل سنت والجماعت کے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفاء قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: "فمن المعتقد المعتمد انه حي في قبره كسائر الانبياء في قبورهم وهم احياء عند ربهم وان لارواحهم تعلقا بالعالم العلوي والسفلي كما كانوا في الحال الدنيوي فهم بحسب القلب عرشيون وباعتبار القالب فرشيون"

(۲) مشہور مفسر (حنفی) علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض صوفیہ کے آنحضرت ﷺ کی بحالت بیداری زیارت کرنے کے واقعات کی توجیہات کرتے ہوئے اس نظریہ کی تردید کی ہے کہ آنحضرت چونکہ قبر شریف میں زندہ ہیں اس لئے دنیا میں جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ اسی ضمن میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بھی فرمائی ہے کہ: "والحياة في القبر لا تستلزم الخروج وانا اقول بها في حق الانبياء علیہم السلام وقد الف البيهقي جزء في حياتهم في قبورهم واورد فيه عدة اخبار" علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبور کا تو قائل ہوں لیکن اس حیات سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ اپنے جسد اطہر کے ساتھ قبر سے باہر بھی تشریف لاتے ہوں۔ پھر چند سطروں کے بعد اس حیات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ثم ان تلك الحياة في القبر وان كانت يترتب عليها بعض ما يترتب على الحياة في الدنيا المعروفة لنا من الصلاة والاذان والاقامة ورد السلام المسموع ونحو ذالک الا انما لا يترتب عليها كل ما يمكن ان يترتب على تلك الحياة المعروفة" (روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۸)

(۳) علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابن عبدالرزاق حنفی کی علم الفرائض کے متعلق نظم "قلائد المنظوم" کی شرح "الرحیق المختوم" لکھی ہے۔ قلائد المنظوم میں موانع ارث (مجازیہ) میں سے نبوت کو بھی شمار کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی اس کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ: "عدم موت المورث بناء علی ان الانبياء احياء في قبورهم كما ورد في الحديث" (رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۲۰۲)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

بعض لوگوں نے امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی طرف اس بات کی غلط نسبت کردی تھی کہ آپ نعوذ باللہ! اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی صفت نبوت ختم ہوگئی ہے۔ اس نسبت کی تردید کرتے ہوئے ابن عابدین نے یہ بات بھی کہی ہے۔"لان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام احیاء فی قبورھم"

(ردالمحتار ج ۳ ص ۲۵۹)

(۴) شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید مولانا قطب الدین صاحب نے شاہ صاحب ہی کے ایماء سے مشکوۃ شریف کا ترجمہ مع مختصر تشریح لکھ کر شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ جو"مظاہر حق" کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں مولانا محمد قطب الدین حضرت انس رضی اللہ عنہ بن اوس کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"اور اخیر حدیث کا حاصل یہ ہے کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے۔" (مظاہر حق ج ۱ ص ۴۵۶)

(۵) فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے فتاوی کے مجموعہ"فتاوی رشیدیہ" میں ہے:"انبیاء کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ ان کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس فتوی پر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے علاوہ اور بھی علماء کے دستخط ہیں۔" (فتاوی رشیدیہ ص ۵۹)

(۶) اشرف الجواب میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے وعظ"الحبور" سے اس موضوع پر ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ اس کے ابتدائی حصہ میں ہے:"حضور کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے۔ بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ حدیث میں بھی نص ہے۔ مگر یاد رہے کہ اس حیات سے مراد ناسوتی نہیں ہے۔ وہ دوسری قسم کی حیات ہے جس کو حیات برزخیہ کہتے ہیں۔ اس عبارت میں آنحضرت کی روح مبارکہ کے جسد اطہر کے ساتھ تعلق کا اثبات کیا گیا ہے اور اس تعلق سے حاصل ہونے والی حیات کو قریب قریب تمام اہل حق کا مذہب قرار دیا گیا ہے۔ البتہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس حیات کا نام برزخیہ رکھا ہے۔ اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں (کمامر) پورا مضمون پڑھنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مراد حیات شہداء و حیات انبیاء سے وہی ہے جس کا جسم کے ساتھ بھی تعلق ہے اور حضرت اس مضمون کی تائید آپ کی دوسری کتابوں سے بھی ہوتی ہے۔ آپ کی تصانیف میں کوئی ایسی بات موجود نہیں جو اس پیش کردہ عبارت کے خلاف ہو۔" (اشرف الجواب ص ۲۳۸)

(۷) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ۔ آنحضرت کی روح مبارکہ کے مجلس مولود میں آنے والے نظریہ کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:"اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنا جسد سے مفارق کرکے ہوتا ہے یا کسی اور طریقہ سے، اگر مفارق کرکے مانا جائے تو آپ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے۔" (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۶۰)

اجماع کا ایک اہم قرینہ: آنحضرت ﷺ کے عند القبور صلوۃ وسلام سننے اس کے لئے حیات کے پائے جانے پر اجماع کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اہل سنت والجماعت کی چاروں مستند فقہوں کی مستند کتابوں میں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

آنحضرت ﷺ پر دور سے درود شریف پڑھنے کے سلسلے میں خطاب کے صیغے استعمال کرنے کی ترغیب نہیں دی گئی۔ لیکن جب یہ حضرات آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری کے آداب بیان فرماتے ہیں اور وہاں پیش کرنے کے لئے صلوٰۃ وسلام کے صیغے لکھتے ہیں تو سب ہی حضرات خطاب کے صیغے لکھتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے (نورالایضاح مع مراقی الفلاح واحاشیہ طحطاوی ص ۴۰۶، فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۵، فتح القدیر ج ۳ ص ۹۵، مغنی ابن قدامہ ج ۳ ص ۵۵۸ وغیرہ)

ایسے ہی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر سے واپس آتے تو روضہ اطہر کے پاس آ کر اس طرح سلام عرض کرتے: ''السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا ابابکر، السلام علیک یا ابتاہ''

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۴۵)

ایسے ہی بہت سے فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی نے آنحضرت ﷺ تک سلام پہنچانے کا کہا ہو تو اپنا صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے بعد اس کا سلام اس کا نام لے کر بارگاہ رسالت مآب میں پیش کرے۔ مثلاً (فتح القدیر ج ۳ ص ۹۵) میں ہے: ''و لیبلغ سلام من اوصاہ بتبلیغ سلامہ فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلاں او فلان ابن فلان یسلم علیک یا رسول اللہ'' عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی مدینہ منورہ جانے والوں کے ذریعہ سے بارگاہ رسالت میں سلام بھجوایا کرتے تھے بلکہ اس مقصد کے لئے مستقل ڈاک بھی بھیجا کرتے تھے۔ جب سماع کا اطلاق کیا جاتا ہے تو اس کا متبادر مفہوم یہی ہوتا ہے کہ متکلم کی آواز سامع کے کانوں تک پہنچ جائے۔ ''سمعتہ'' کا ''ابلغتہ'' کے ساتھ مقابلہ کرنے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ابلاغ کا مقابل مراد ہے۔

ابلاغ سے مراد تو یہ ہے کہ وہ صلوٰۃ وسلام فرشتوں کے واسطے سے آپ تک پہنچا دی جائے۔ لہٰذا سماع سے مراد یہ ہوا کہ آپ براہ راست اس صلوٰۃ کو سن لیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ ''سمعتہ'' کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ای سمعا حقیقیا بلا واسطۃ'' (مرقات ج ۲ ص ۳۴۷)

''عند قبری'' کی قید سے یہ بات مؤکد کر دی گئی کہ یہ جسد عنصری کے لئے ثابت ہے۔ یعنی جسد عنصری سنتا ہے بتعلق روح، کیونکہ اگر صرف روح سنتی ہوتی یا کوئی اور جسد مثالی وغیرہ سنتا ہوتا تو پھر ''عند قبری'' کی تخصیص کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ پھر تو چاہئے تھا کہ ہر جگہ سے آپ صلوٰۃ وسلام خود سن لیتے۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

تخریج وتصحیح حدیث: یہ حدیث صاحب مشکوٰۃ نے یہاں بیہقی کے حوالے سے ذکر کی ہے۔ امام بیہقی کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ مثلاً حافظ ابوالشیخ نے کتاب الثواب'' میں اس کی تخریج کی ہے۔ اسی طرح ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

اس حدیث کی امام بیہقی والی سند میں ایک راوی محمد بن مروان السدی الصغیر ہیں۔ محدثین نے ان کی تضعیف کی ہے۔ لیکن ابوالشیخ کی سند میں یہ راوی نہیں۔ بلکہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ محدثین نے ابوالشیخ والی سند کی تصحیح کی ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل حضرات نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

(۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری ج ۶ ص ۴۸۸ میں۔ (۲) ملا علی قاری رحمہ اللہ ج ۲ ص ۳۴۷ میں۔ (۳) علامہ عثمانی رحمہ اللہ فتح الملہم ج ۱ ص ۲۲۲ میں جمہور کا استدلال ابوالشیخ والی سند ہے۔ امام بیہقی والی سند نہیں۔ البتہ اس کو ابوالشیخ والی سند کی مزید تقویت کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے۔

یہ چند حدیثیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں، جن سے اہل السنہ والجماعت کا موقف اس مسئلہ میں صراحتاً ثابت

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ہو رہا ہے۔ مزید احادیث کے لئے اور انہی احادیث کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے اس موضوع پر لکھی گئی مستقل کتابوں کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔ ان حدیثوں کے سند میں گو صحیح ہیں۔ لیکن سب سے اہم وجہ ان احادیث کے قابل قبول ہونے کی یہ ہے کہ ان کے مضمون کو امت میں تلقی بالقبول حاصل ہے۔ تلقی بالقبول سے ضعیف سند والی حدیث کا مقام بھی صحیح سند والی احادیث سے بڑھ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ حدیث سنداً بھی صحیح ہو اور پھر ایک حدیث ہی نہ ہو بلکہ اس مضمون پر دلالت کرنے والی کثیر احادیث موجود ہوں۔ ایسی صورت میں ان کے انکار کی بالکل گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حیات انبیاء علیہم السلام اور قرآن کریم

مسئلہ حیات النبی میں اہل سنت والجماعت کا موقف جس طرح بہت سی احادیث سے بطور عبارت النص یا اشارۃ النص ثابت ہے۔ اسی طرح یہ موقف قرآن کریم کی دلالۃ النص سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ شہداء کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں (شہید کئے جائیں) ان کے بارے میں یہ بھی مت کہو کہ وہ مردے ہیں بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں۔ لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے ہو۔

اس آیت میں شہداء کو احیاء کہا گیا ہے۔ شہداء کی یہ حیات کس نوعیت کی ہے اس میں ظاہر قرآن کا مقتضاء اور مفسرین کی ایک بہت بڑی جماعت کی رائے یہ ہے کہ یہ حیات جسمانی ہے۔ یعنی روح کو ان کے اجسام کے ساتھ عام مردوں کی نسبت زیادہ تعلق ہوتا ہے اور شہداء کو یہ حیات ملی ہے۔ حق تعالیٰ کے دربار میں ان کے بلند مرتبہ و مقام کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں شہداء سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ اس لئے یہ حیات انبیاء کے لئے بھی ثابت ہونی چاہئے۔ بلکہ یہ حیات عام شہداء کی حیات سے اقویٰ ہونی چاہئے۔ اس استدلال کے ضمن میں ہم نے تین باتیں کہی ہیں۔

(۱) ظاہر قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ اس حیات کا جسم کے ساتھ بھی تعلق ہو۔ (۲) بہت سے مفسرین کی بھی یہی رائے ہے۔ (۳) جب یہ حیات شہداء کے لئے ثابت ہے تو انبیاء کے لئے بدرجہ اولیٰ ثابت ہونی چاہئے تینوں باتوں کی مختصر اوضاحت کر دینا مناسب ہے۔

<u>سیاق قرآن حیات جسمانیہ پر دال ہے</u>: قرآن کریم کی اس آیت کے سیاق میں بہت سے قرائن وشواہد ایسے موجود ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہداء کو جو حیات حاصل ہے وہ جسمانی ہے۔ چند ایک قرائن حسب ذیل ہیں:

(۱) احیاء حی کی جمع ہے۔ اس لفظ کا اطلاق جب انسانوں یا حیوانوں پر کیا جاتا ہے تو عام محاوروں میں اس سے مراد وہی حیات ہوتی ہے۔ جو روح کے جسم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے حاصل ہو۔ چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر (روح المعانی ج ۲ ص ۲۰) میں اس حیات کو ان الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ''فمذھب کثیر من السلف الی انھا حقیقۃ بالروح والجسد'' اس سے معلوم ہوا کہ حیات کا حقیقی معنی یہی ہے۔

(۲) مفسرین نے لکھا ہے کہ ''بل احیاء'' میں احیاء خبر ہے۔ اس کا مبتداء محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ ''ھم احیاء'' ھم احیاء میں ھم ضمیر من یقتل میں من کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی من یقتل احیاء جن پر فعل قتل واقع ہوا ہے وہ زندہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ فعل قتل اصالۃ جسم پر ہی وارد ہوا ہے۔ تلوار جسم پر ہی چلی ہے تو یہ حیات بھی جسم کے لئے ہی ثابت ہوگی بتعلق روح۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

(۳) قرآن پاک میں یہ حیات بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا ہے: ''ولکن لاتشعرون'' شعور کہتے ہیں ادراک بالحواس کو اور لکن استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی لکن سے پہلے والی کلام سے کسی توہم کا امکان ہوتا ہے۔ لکن کے بعد والا جملہ اس توہم اور شبہ کو دور کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ''بل احیاء'' سے جو حیات تبادراً مفہوم ہوتی ہے وہ وہی حیات ہے جس کے مدرک بالحواس ہونے کا امکان ہو۔ (خواہ وہ کسی عارض کی وجہ سے بالفعل غیر مدرک ہی کیوں نہ ہو) حاصل آیت کا یہ ہوا کہ شہداء کو شہادت کے بعد حیات حاصل ہوتی ہے اور اس جنس حیات کے مدرک بالحواس ہونے کا امکان بھی ہے۔ اس پر کسی کو شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید بالفعل اس حیات کا ادراک بالحواس ہوتا بھی ہو اس شبہ کو دور کرنے کے لئے فرمادیا ''ولکن تشعرون'' یعنی گو یہ حیات فی نفسہ قابل ادراک بالحواس ہے۔ لیکن بعض عوارض کی وجہ سے اور بعض حکمتوں کے پیش نظر عادۃً اس ادراک کا بالحواس ہوتا نہیں ہے۔ ظاہر ہے ایسی حیات جو اس دنیا میں قابل ادراک بالحواس ہو وہی ہو سکتی ہے جس کا جسم کے ساتھ بھی تعلق ہو۔ محض روح کی حیات تو مدرک بالحواس نہیں ہوتی وہ تو مدرک بالعقل ہوتی ہے۔ اگر محض روحانی حیات مراد ہوتی تو یوں فرماتے ''ولکن لاتعلمون'' شہداء کی حیات قابل ادراک بالحواس ہونے کے باوجود بالفعل اس کے عدم ادراک کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ مثلاً یہ حیات چونکہ عالم دنیا سے عالم برزخ میں منتقل ہو جانے کے بعد ملتی ہے اور اس دنیا میں رہتے ہوئے دوسرے جہاں کے احوال کا مشاہدہ کرنا مستبعد ہے۔ اس لئے عادۃ اس حیات کا ادراک نہیں ہوتا باوجود اس کے کہ اس کا تعلق جسم کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

یہ وجہ بھی بیان کی جا سکتی ہے کہ اس حیات میں اگرچہ روح کا جسد کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور یہ تعلق عام مردوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ تعلق ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ دنیوی زندگی میں ہوتا ہے کہ اس سے حیات مطلقہ حاصل ہو جائے اور جسم حرکت کرتا ہوا نظر آجائے۔

اسی طرح اس حیات کے عادۃً مشاہدہ میں نہ آنے میں یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے کہ حق تعالیٰ کی نظر میں ایمان وہ معتبر ہے جو ایمان بالغیب ہو، بن دیکھے صرف اس وجہ سے مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول نے خبر دی ہے۔ اگر حیات شہداء یا اس قسم کے دوسرے امور غیبیہ عام طور پر نظر آنے لگیں تو ان پر ایمان، ایمان بالغیب، رہے گا بلکہ ایمان بالشہادۃ بن جائے گا۔ اس حیات کو بندوں ہی کی مصلحت ہوتی ہے۔ مثلاً عبرت اور شہادت وغیرہ کی ترغیب مقصود ہوتی ہے تو اس عالم کے بعض احوال بعض بندوں کو بطور خرق عادت دکھا بھی دیئے جاتے ہیں۔ محدثین نے اس سلسلہ میں کافی واقعات بھی اپنی کتابوں میں نقل فرماتے ہیں: ''وقد صح عن ثابت البنانی التابعی انه قال اللهم ان کنت اعطیت احدا ان یصلی فی قبره فاعطنی ذالک فری ذالک بعد ذالک یصلی فی قبره'' (شفاء السقام ص ۱۸۷) نیز شہداء کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح کے عام مردوں سے قوی تعلق کا ایک ظاہری اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ حقیقی حکمی شہید کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی (دوسرے اجزاء ارضیہ سے متاثر ہونا الگ بات ہے) اس لئے ان کے اجسام ہمیشہ یا طویل عرصہ تک محفوظ رہتے ہیں۔

حاصل یہ کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ احیاء سے بالتبادر سمجھ میں آنے والی حیات وہی حیات ہے جس کے مدرک بالحواس ہونے کا امکان ہو لیکن بعض عوارض کی وجہ سے اور بعض حکمتوں کے پیش نظر عادۃً بالفعل اس کا ادراک ہوتا نہیں اور ایسی حیات جسمانی ہی ہو سکتی ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

یہ چند شواہد بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں، ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے سیاق کا تقاضا یہی ہے کہ یہ حیات جسمانی ہو۔

چند حوالہ جات: آیت مذکورہ میں حیات سے مراد حیات جسمانیہ ہے۔ چونکہ یہ آیت کے سیاق کے مطابق ہے، اس لئے بہت سے مفسرین وعلماء امت نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔ تفصیلی حوالہ جات پیش کرنا تو طوالت کا باعث ہوگا۔ چند ایک شہادتیں بطور نمونہ اس پر پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) مشہور حنفی مفسر علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی تفسیر (روح المعانی ج ۲ ص ۲۰) میں لکھتے ہیں: "واختلف فی هذه الحیاة فمذهب کثیر من السلف الی انها حقیقة بالروح والجسد ولکنا لا ندر کها فی هذه النشاة" اس میں حیات حقیقیہ جسمانیہ کو کثیر سلف کا مذہب قرار دیا گیا ہے۔ پھر چند اور اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "والمشهور ترجیح القول الاول"

(۲) امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر (ج ۴ ص ۱۶۳) میں اس آیت کے تحت حسب عادت طویل بحث فرمائی ہے۔ اس حیات سے مراد کون سی حیات ہے۔ اس میں کئی اقوال نقل فرمائے ہیں۔ پہلا قول یہ نقل فرمایا ہے: "الاول انهم فی الوقت احیاء کان الله تعالیٰ احیاهم لایصال الثواب الیهم وهذا قول اکثر المفسرین وهذا دلیل علی ان المطیعین یصل ثوابهم الیهم وهم فی القبور" آخری جملہ سے معلوم ہوا کہ جس تفسیر کو اکثر مفسرین کی طرف منسوب کررہے ہیں، اس کے مطابق اس حیات کا تعلق قبور میں موجود اجسام کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ پھر یہ سوال اٹھایا ہے کہ ہم تو ان اجسام کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ مردہ ہیں پھر اس کا جواب بھی دیا ہے۔ اس قول پر یہ سوال تبھی ہوتا ہے جب کہ اس قول کے مطابق یہ حیات جسمانی ہو تو اس قول اول میں حیات سے مراد حیات جسمانیہ ہے۔ پھر دو قول اور نقل کرکے فرماتے ہیں: "واعلم ان اکثر العلماء علی ترجیح الاول" پہلے حنفی مفسر کی شہادت پیش کی تھی یہ شافعی مفسر کی شہادت ہے۔ اب چند ایک محدثین کے حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک حنفی محدث کا، ایک شافعی محدث کا اور ایک اہل حدیث محدث کا۔

(۳) مشہور حنفی شارح حدیث حافظ بدرالدین عینی (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۳۵) میں موسیٰ علیہ السلام کی صلوۃ فی القبر والی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قلت لا اشکال فی هذا اصلا و ذالک انا الانبیاء علیہم السلام افضل من الشهداء والشهداء احیاء عند ربهم فالانبیاء باطریق الاول الاولی" یہاں حافظ عینی حیات کی ایسی نوعیت کی بات کررہے ہیں جس سے موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنے پر اشکال ہی نہ رہے۔

(۴) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (فتح الباری ج ۶ ص ۴۸۸) میں فرماتے ہیں: "قلت واذا ثبت انهم احیاء من حیث النقل فانه یقویه من حیث النظر کون الشهداء احیاء بنص القرآن والانبیاء افضل من الشهداء" اس آیت کے سیاق وسباق میں حافظ انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانیہ پر بحث کررہے ہیں۔

(۵) ظاہر مزاج کے مشہور محدث قاضی شوکانی رحمہ اللہ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴ باب فضل یوم الجمعہ) میں حیات انبیاء پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ورد النص فی کتاب الله فی حق الشهداء انهم احیاء یرزقون وان الحیاة فیهم متعلقة بالجسد فکیف بالانبیاء والمرسلین"

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فائدہ: صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مسروق کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا۔ ”ولا تحسبن اللذین قتلوا“ تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اس آیت کے بارے میں نبی کریم سے پوچھا تھا۔ تو آپ نے یہ جواب دیا تھا کہ: ”ارواحھم فی جوف طیر حضر لھا قنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حیث شاءت ثم تاوی تلک القنادیل“ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۵)

اس حدیث کی وجہ سے بعض حضرات نے یہ کہہ دیا کہ قرآن کریم کی ان دو آیتوں میں جس حیات کا ذکر ہے وہ ایک روحانی حیات ہے۔ جسمانی حیات نہیں۔ اس سلسلہ میں دو باتیں ذہن میں رکھنی چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ یہ حدیث شہداء کی حیات جسمانیہ کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ شہداء کی ارواح مکمل طور پر ان کے ابدان میں آجاتی ہیں اور ابدان ان کا مستقر ہے۔ بلکہ ہم ارواح کے ان کے ابدان کے ساتھ عام مردوں کی نسبت قوی تعلق کے قائل ہیں۔ خواہ کسی نوعیت کا بھی ہو، ارواح کا مستقر کہیں بھی ہو وہ جہاں کہیں بھی پھرتی ہوں، ان کا ان کے ابدان کے ساتھ تعلق اور ان کا اشراق ممکن ہے۔ اس لئے ان ارواح کا عرش نیچے سبز پرندوں پر ہونا ہماری اختیار کردہ تفسیر کے منافی نہیں ہے۔ دوسری طرف ظاہر قرآن ہماری اختیار کردہ تفسیر کا مؤید ہے تو پھر کیوں نہ ایسی تفسیر اختیار کی جائے جو قرآن کے سیاق کے بھی مطابق ہو اور کسی حدیث کے خلاف بھی نہ ہو۔

دوسری بات یہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اس حدیث میں شہداء کے متعلق جو بات مذکور ہے اسی سے ملتی جلتی بات دوسری بعض احادیث میں عام مؤمنین کے بارہ میں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ مؤطا، امام مالک کی ایک روایت کے لفظ یہ ہیں: ”انما نسمة المؤمن طیر یعلق فی شجرة الجنة حتی یرجعه اللہ الی جسده یوم یبعثه“ (مؤطا امام مالک ص ۲۲۱ کتاب الجنائز مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی) اس سے یہ معلوم ہوا کہ اعزاز شہداء کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام مؤمنین کے لئے بھی ہے شہداء کی تخصیص ذکر محض تکریم و تعظیم کے لئے ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر مؤطا والی مذکورہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”ففیه دلالة لعموم المؤمنین ایضاً وان کان الشهداء قد خصو بالذکر فی القرآن تشریعا لھم وتکریما وتعظیماً“ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹۷)

لیکن آیت کے سیاق و سباق سے متبادر جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ ان کو جو حیات ملتی ہے۔ وہ عام مؤمنین کو حاصل نہیں۔ بلکہ وہ (حقیقی یا حکمی) شہدا کے ساتھ ہی خاص ہے جو ان کو ان کی اس عظیم قربانی کے صلہ میں ملتی ہے۔ اس لئے حدیث کی شرح میں یوں کہنا چاہئے کہ حدیث میں اس حیات کا بیان مقصود نہیں جو شہداء کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ حیات تو ظاہر قرآن سے سمجھ میں آرہی ہے۔ یہاں نبی کریم نے اس حیات کا ذکر کیا ہے جو ظاہر قرآن سے سمجھ نہیں آرہی تھی۔ گویا شہداء کو دو قسم کی حیات حاصل ہے۔ ایک جسمانی جو ظاہر قرآن سے سمجھ میں آرہی ہے۔ یہ حیات (حقیقی یا حکمی) شہداء کے ساتھ خاص ہے اور دوسری روحانی حیات یعنی ان کی ارواح کو خاص قسم کی سواریاں سبز پرندوں کی شکل میں ملتی ہیں، ان پر سوار ہو کر وہ جہاں چاہیں پھر سکتی ہیں۔ یہ حیات شہداء کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ عام مؤمنین کو بھی حاصل ہے۔ حدیث میں اس دوسری حیات کا بیان مقصود ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شہداء کو قرآن سے سمجھ میں آنے والی حیات جسمانیہ کے علاوہ وہ حیات بھی ملتی ہے، جو عام مسلمانوں کو ملتی ہے۔ حیات جسمانیہ کی وجہ سے انہیں

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حیات روحانیہ سے محروم نہیں کیا جاتا۔ اب تک تقریر کا حاصل یہ ہوا کہ ظاہر قرآن اور بہت سے مفسرین کے اختیار کے مطابق شہداء کو خاص قسم کی حیات ملتی ہے جس کا ان کے جسم کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ لیکن اس حیات کے اس دنیوی جسم کے ساتھ تعلق ہونے کے باوجود اس دنیا میں رہتے ہوئے انسانی حواس کو عادۃً ادراک نہیں ہوتا۔

حیات شہداء سے حیات انبیاء پر استدلال: جب حیات شہداء کے لئے ثابت ہے تو انبیاء کے لئے بدرجہ اولیٰ ثابت ہونی چاہئے کئی وجوہ سے۔

(۱) معمولی دینی سمجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی یہ سمجھتا ہے کہ شہدا کو یہ حیات ملنے کی علت ان کا حق تعالیٰ کی بارہ میں مقرب ہونا ہے اور یہ علت انبیاء کرام علیہم السلام میں شہداء سے بھی زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے لئے یہ حیات بدرجہ اولیٰ ثابت ہونی چاہئے۔ بلکہ ان کی حیات شہداء سے اقویٰ ہونی چاہئے۔ یاد رہے کہ اس استدلال میں اگرچہ حکم کا تعدیہ کیا گیا ہے۔ دوسری جگہ علت کے پائے جانے کی وجہ سے لیکن یہ قیاس نہیں ہے بلکہ دلالۃ النص سے استدلال ہے۔ قیاس اور دلالۃ النص میں حکم کا تعدیہ بالعلۃ ہوتا ہے۔ لیکن قیاس میں اس علت کے سمجھنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب کہ دلالۃ النص میں وہ علت دینی سمجھ بوجھ رکھنے والا عامی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔

(۲) شہید کو جو حق تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے کی توفیق ملی ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی ہدایت وراہنمائی کی وجہ سے ہی ملی ہے۔ اس لئے ''الدال علی الخیر کفاعلہ اور من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا'' کے تحت جو اعزاز شہید کو ملے گا وہ انبیاء علیہم السلام کو بھی ملنا چاہئے۔ بلکہ تمام شہداء کے اعزازات کے مجموعے کا برابر ان کو ملنا چاہئے۔

(۳) یہ ساری بحث تو اس وقت ہے جبکہ ہم انبیاء علیہم السلام کو بحکم الشہداء قرار دیں۔ اب ایک بات مزید کہ آنحضرت ﷺ شہید تھے۔ کیونکہ وفات عادی نہیں تھی بلکہ اس زہر کی وجہ سے تھی جو غزوہ خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے دی تھی۔ چنانچہ آپ نے مرض الوفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: ''یاعائشۃ رضی اللہ عنہا ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر فھذا وان وجدت انقطاع البھری من ذالک السم'' (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۶) اے عائشہ رضی اللہ عنہا میں اس کھانے کی تکلیف ابھی تک محسوس کر رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور اس وقت زہر کی وجہ سے اپنی رگیں کٹتی ہوئی محسوس کر رہا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''لان احلف تسعا ان رسول اللہ قتل قتل احب الی من احلف واحدۃ انہ الم یقتل وذالک ان اللہ عزوجل اتخذہ نبیا واتخذہ شھیدا'' (رواہ الحاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۵۸) کہ اب آنحضرت بھی ''من یقتل فی سبیل اللہ'' کے عموم میں داخل ہو گئے ہیں۔

گویا یہ آپ کی حیات کو بطور عبارت النص شامل ہو گئی۔

یہ تینوں وجوہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کی ہیں۔　　(شفاء السقام ص ۱۸۸ تا ۱۹۰)

معتبر کتب کے چند حوالے: اب تک مختصراً کتاب وسنت کے دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ اب چند ایسے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن سے یہ معلوم ہو کہ اہل سنت والجماعت کے تمام طبقات نے بھی وہی موقف اختیار کیا ہے جو ان دلائل سے بے تکلف سمجھ میں آرہا ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں حوالہ جات اتنے زیادہ ہیں کہ سارے تو پیش نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے چند ضروری حوالے پیش کرنے پر اکتفاء کیا جائے گا۔ پہلے ان علماء کے

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبور اور آنحضرت کی قبر مبارک کے پاس سماع صلوٰۃ وسلام پر اجماع نقل کیا ہے۔ پھر معتبر علماء کے چند حوالے ایسے پیش کئے جائیں گے جن میں اجماع کی تصریح تو نہیں کی گئی لیکن ان حضرات نے یہ نظریہ قبول کر کے اپنی کتابوں میں لکھا ضرور ہے۔

نقل اجماع: علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نحن نؤمن ونصدق بانہ حی یرزق وان جسدہ الشریف لاتاکلہ الارض والاجماع علی ھذا'' (القول البدیع ص ۱۲۵)

(۲) گیارہویں صدی ہجری کے محدث علامہ محمد بن علان صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث: ''ما من احد یسلم'' میں روحی کی کی تفسیر نطقی سے کی ہے اور اس کی وجہ ان لفظوں میں بیان کی ہے: ''للنصوص والاجماع علی انہ ﷺ حیی فی قبرہ علی الدوام'' (دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین ج ۱ ص ۲۰۲)

(۳) حافظ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (عمدۃ القاری ج ۲۰ ص ۱۸۵) میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد: ''لایذیقک اللہ الموتتین'' کی شرح میں لکھتے ہیں: ''وھما الموتتان الواقعتان لکل غیر الانبیاء علیہم السلام فانھم لایموتون فی قبورھم بل ھم احیاء واما سائر الخلق فانھم یموتون فی القبر ثم یحیون یوم القیامۃ ومذھب اھل السنۃ والجماعۃ ان فی القبر حیاۃ موتا فلا بد من ذوق الموتتین لکل احد غیر الانبیاء'' سوال قبر کے بارے میں بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ سوال نکیرین کے وقت عام مردوں میں بھی قوی نوعیت کی حیات پیدا کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ قوی قسم کی حیات ختم کر دی جاتی ہے۔ (روح کا تعلق صرف بقدر ضرورت رہ جاتا ہے۔ اس کو یہاں موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس قسم کی موت عام لوگوں کو تو پیش آتی ہے۔ لیکن حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ بتا رہے ہیں کہ انبیاء کرام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی ارواح کا ان کے اجساد مبارکہ کے ساتھ ایک مرتبہ قوی تعلق قائم کر دیا جاتا ہے اور وہ تعلق پھر ختم نہیں ہوتا۔

فائدہ: حافظ عینی کی اس عبارت سے یہ مطلب اخذ کرنا صحیح نہیں کہ قبر میں ابتداءً حیات پیدا کرنے کے بعد پھر روح کا تعلق بدن سے مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ نہ خود اس کے قائل ہیں اور نہ ہی یہ جمہور اہل سنت کا مذہب ہے۔ چنانچہ (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۱۸) میں باب ''باب من الکبائر ان لایستتر من بولہ'' کی شرح میں فرماتے ہیں کہ: ''ثم المعذب عند اھل السنۃ الجسد بعینہ او بعضہ بعد اعادۃ الروح الی جسدہ او الی جزئہ'' اس میں معذب روح مع الجسد کو قرار دیا گیا ہے اور عذاب قبر پر دلالت کرنے والی نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب قبر کچھ وقت کے لئے نہیں ہوتا بلکہ دائمی ہوتا ہے۔ الیٰ یوم القیامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عذاب کی نفی نہیں کی اور نہ ہی وہ کر سکتے ہیں۔

(۴) مشہور حنفی فقیہ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ نور الایضاح میں زیارۃ النبی کے استحباب کے دلائل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ومما ھو مقرر عند المحققین انہ حی یرزق ممتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات'' تقریباً دو صفحوں کے بعد آپ پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے آداب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ملاحظا نظرہ السعید الیک وسماعہ کلامک وردہ علیک سلامک وتامینہ علی دعائک'' اسی طرح علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ایک عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''فانہ یسمعھا) ای اذا کانت بالقرب منہ (وتبلغ الیہ) ای یبلغھا لاملک الیہ اذا کان المصلی بعیدا'' (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۴۰۵)

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ فقہاء احناف کا بھی اس مسئلہ میں وہی موقف ہے جو دوسرے اہل سنت والجماعت کا ہے۔ اب چند ایک حوالہ جات ان حضرات علماء کرام کے پیش کئے جاتے ہیں جو فروع میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد نہیں ہیں۔

(۵) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ آنحضرت کی روح مقدسہ کے تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وبعد وفاته استقرت في الرفيق الاعلى مع ارواح الانبياء ومع هذا فلها اشراف على البدن وتعلق به بحيث يرد السلام على من سلم عليه وبهذا التعلق رائ موسى قائما يصلي في قبره'' (زاد المعاد ج ۲ ص ۴۹)

حافظ ابن قیم کی یہ عبارت ان لوگوں کے لئے قابل توجہ ہے جو عقیدہ حیات النبی کو مشرکانہ نظریہ یا شرک کی جڑ قرار دیتے ہیں اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ سے بڑھ کر شرک و بدعت کا دشمن کون ہوگا۔ اگر اس نظریہ میں ذرہ برابر بھی شرک کا شائبہ ہوتا تو حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کبھی اسے اختیار نہیں کر سکتے تھے۔

(۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد: ''لا يذيقك الله الموتتين'' سے بعض معتزلہ نے انکار حیات فی القبر پر استدلال کیا تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کے مختلف جواب نقل فرمائے ہیں۔ پہلے ایک جواب نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''والاحسن من هذا الجواب ان يقال ان حياته في القبر لا يعقبها موت بل يستمر حيا والانبياء احياء في قبورهم'' (فتح الباری ج ۷ ص ۲۹)

یہ عبارت انبیاء علیہم السلام کی حیات مستمرہ فی القبور پر صراحۃ دال ہے۔ واضح رہے کہ حافظ رحمہ اللہ یہاں عقیدہ حیات انبیاء کو احسن نہیں قرار دے رہے ہیں بلکہ اس جواب کو احسن قرار دے رہے ہیں جو اس عقیدہ پر مبنی ہے۔ اس عقیدہ کو بطور مسلمہ عقیدہ کے جواب کا مبنی علیہ بنا رہے ہیں۔

(۷) قاضی شوکانی رحمہ اللہ (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۰۱) میں حافظ ابو منصور البغدادی کا قول نقل فرماتے ہیں: ''قال المتكلمون المحققون من اصحابنا ان نبينا حي بعد وفاته'' یہ بطور نمونہ چند حوالہ جات ہیں جو اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک نبی کریم کو قبر شریف میں اتنی حیات ضرور حاصل ہے جس کی وجہ سے آپ قریب سے پیش کیا جانے والا صلوٰۃ وسلام سن لیتے ہیں۔ اس کے خلاف اہل سنت والجماعت کی معتبر کتابوں میں سے کوئی ایک حوالہ ایسا نہیں ملا ہے جس میں یہ کہا گیا ہو کہ آپ قریب سے صلوٰۃ وسلام نہیں سنتے۔ بلکہ روضہ اطہر کے پاس سے پیش کیا جانے والا سلام فرشتوں کے ذریعے آپ کی روح مبارکہ تک علیین میں پہنچایا جاتا ہے۔

عقیدہ حیات النبی اور اکابر علماء دیوبند

جمہور اہل سنت والجماعت کی صحیح ترجمانی اس دور کے اندر اکابر علماء دیوبند نے کی ہے۔ چنانچہ حیات النبی کے مسئلہ کے بارے میں اکابر علمائے دیوبند کی رائے کو پیش کیا جاتا ہے۔ ایک مخالف گروہ نے اکابر علماء دیوبند پر کیچڑ اچھالا اور انہیں کافر تک کہہ دیا اور علماء حرمین سے کفر کا فتویٰ لیا گیا اور بعد میں جب انہیں علم ہوا کہ یہ سارے کا سارا دھوکہ ہے تو انہوں نے حقیقت حال کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے چھبیس سوال مرتب کر کے ہندوستان بھیجے کہ ان مسائل میں اکابر علماء دیوبند کا نقطہ نظر واضح کیا جائے۔ ان سوالات کے جوابات شیخ المحدثین راس المحققین حضرت مولانا خلیل

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ نے لکھے اور اس وقت جتنے مشاہیر علماء دیو بند تھے انہوں نے جوابات پر دستخط فرمائے۔ دستخط کرنے والے حضرات میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری، اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب قدس اللہ اسرارہم ونور اللہ مراقدہم وغیرہ چوبیس حضرات شامل تھے۔ یہ جوابات علماء حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ انہوں نے ان عقائد کو صحیح قرار دے کر دستخط فرمادیئے۔ بعد میں ان عقائد پر مصر وشام وغیرہ ممالک کے اہم علماء نے بھی دستخط کیے۔ اس طرح علماء ہند، علماء حرمین شریفین اور علماء مصر وشام کی تصدیقات کے ساتھ یہ رسالہ ''المہند علی المفند'' کے نام سے شائع ہوا؛ علماء حرمین شریفین کی طرف سے بھیجے گئے چھبیس سوالات میں سے پانچواں سوال مسئلہ حیات النبی کے متعلق تھا۔ یہ سوال مع جواب حسب ذیل ہے۔

السوال الخامس: ''ماقولكم في حياة النبي في قبره الشريف هل ذالك امر مخصوص به ام مثل سائر المؤمنين رحمة الله عليهم حياته برزخيه'' کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات ہے آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات حاصل ہے۔

الجواب: ''عندنا وعند مشائخنا حضرت الرسالة حي في قبره الشريف وحيوته دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به وبجميع الانبياء صلوات الله عليهم والشهداء لا برزخيه كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالة ''انباء الاذكياء بحيوة الانبياء'' حيث قال قال الشيخ تقي الدين سبكي حياة الانبياء والشهداء في القبر كحيوتهم في الدنيا ويشهد له صلوة موسى عليه السلام في قبره فان الصلوة تستدعي جسدا حيا الى اخر ما قال فثبت بهذا ان حيوته دنيويه برزخيه لكونها في عالم البرزخ وشيخنا شمس الاسلام والدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز في هذا المبحث رسالة مستقلة دقيقة الماخذ بديعة المسلك لم ير مثلها قد طبعت وشاعت في الناس واسمها آب حيات اى ماء الحياة'' ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے۔ جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''انباء الاذكياء بحيوة الانبياء'' میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے...... الخ! پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے انداز کا بے مثل، جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام ''آب حیات'' ہے۔

جو عقیدہ قرآن وحدیث سے سمجھ میں آرہا تھا اور جس پر جمہور اہل سنت والجماعت چلے آرہے تھے۔ اسی پر علماء دیو بند رحمہ اللہ نے اپنے اتفاق واجماع کا اظہار کیا ہے۔

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

فہرست مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام

نمبر شمار	کتاب	مصنف	جلد نمبر	صفحہ نمبر
۱	حیاۃ الانبیاء علیہم السلام	امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ / مولانا نیاز احمد اوکاڑوی	۱	۷
۲	الہدیۃ السنیۃ فی انتخاب کلام ابن تیمیہ	شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ رحمۃ اللہ / مولانا محمد عمران	۱	۲۱
۳	باب المفتوح من کتاب الروح	امام شمس الدین ابی عبداللہ ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ	۱	۵۹
۴	جزء حیاۃ الانبیاء علیہم السلام من شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام	علی بن عبدالکافی تقی الدین السبکی الشافعی رحمۃ اللہ	۱	۱۱۷
۵	منتخب: حیاۃ الانبیاء علیہم السلام من الصلات والبشر فی صلاۃ علی خیر البشر	مجدالدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادیؒ	۱	۱۳۷
۶	رسالہ حیات الانبیاء ترجمہ انباہ الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء	امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ	۱	۱۶۱
۷	عالم برزخ	// // //	۱	۱۸۵
۸	دافعۃ الشقاق والخلاف حیاۃ الانبیاء فی قبورھم	سیدی علامہ احمد بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ	۱	۲۳۷
۹	حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی انباء الانبیاء فی حیاۃ الانبیاء	الامام ابوالحسن بن محمد صادق السندی الصغیر رحمۃ اللہ	۱	۲۴۹
۱۰	منتخب: من عاش بعد الموت	الحافظ ابی بکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ	۱	۳۳۵
۱۱	آب حیات	حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ	۱	۳۵۳
۱۲	جمال قاسمی (متعلقہ حصہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم)	// // //	۱	۵۱۹
۱۳	حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ کی آب حیات، مسئلہ حیات الانبیاء علیہم السلام	حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ	۱	۵۳۱
۱۴	عالم برزخ	// // //	۱	۵۳۹
۱۵	مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت	حضرت مولانا منظور احمد نعمانی لکھنوی رحمۃ اللہ	۱	۵۷۳
۱۶	شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتی کا عقیدہ	حافظ نثار احمد الحسینی رحمۃ اللہ	۱	۵۸۳
۱۷	القول النقی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ	۲	۳
۱۸	عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ کا ارشاد گرامی	حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ	۲	۲۹
۱۹	معارف شیخ (منتخب حصہ)	حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ	۲	۳۵

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۶۳	خوشبو والا عقیدہ یعنی عقیدہ حیات النبی ﷺ	حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ	۱۰	۳۹۹
۶۴	عقیدہ حیات النبی ﷺ اکابر علماء دیوبند کی تحریرات کے آئینہ میں	حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ	۱۰	۵۱۹
۶۵	عقیدہ حیات قبر اور علم وفہم میت کی حدیث	حضرت مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱	۳
۶۶	الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی	// // //	۱۱	۱۵
۶۷	امیر جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ حضرت مولانا محمد طیب طاہری پنج پیری کی خدمت میں ایک سو چار سوالات معہ ایک معتزلی کے خط کا جواب	// // //	۱۱	۳۳۷
۶۸	منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں	// // //	۱۱	۳۶۷
۶۹	عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم	// // //	۱۱	۳۹۹
۷۰	۱۳۵ سوالات کے جوابات معہ ۳۳۵ سوالات	// // //	۱۱	۴۵۱
۷۱	معیار صداقت یعنی علماء اہلسنت دیوبند کی پہچان	// // //	۱۱	۵۴۱
۷۲	المسمّٰی بہ ھو الکذاب (کیپٹن مسعود کے چیلے الکذاب کے ۳۵ جھوٹ)	// // //	۱۱	۵۷۳
۷۳	عقیدہ حیات قبر اور علمائے اسلام	// // //	۱۱	۶۱۳
۷۴	عقیدہ حیات النبی اور سماع النبی ﷺ عند القبر سے متعلق علاقہ چھچھ (ضلع اٹک) کے ۸۰ سے زائد علماء جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ کا منصفانہ وحق پسندانہ فیصلہ	حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی	۱۲	۳
۷۵	علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی ﷺ اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی	// // //	۱۲	۱۷
۷۶	اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور	جناب حافظ عبدالقدوس قارن	۱۲	۹۳
۷۷	عقیدہ شیخ القرآن فی الحیات بعد الوفات لسید الانس والجان	حضرت مولانا محمد عبدالمعبود رحمۃ اللہ علیہ	۱۲	۲۰۹
۷۸	مماتی فتنہ علمائے دیوبند کی نظر میں	حضرت مولانا محب اللہ (لورالائی)	۱۲	۲۸۹
۷۹	مسئلہ حیات النبی ﷺ مع آپ ﷺ پر درود وسلام پہنچتا ہے	ابو المظفر مولانا ظفر احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ	۱۲	۳۰۱
۸۰	تسکین الاتقیاء فی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام	حضرت مولانا محمد مکی (یاکیوالی)	۱۲	۳۱۳
۸۱	علمی وتحقیقی مباحث	ابوالحسن مولانا محمد بلال (منڈی بہاؤالدین)	۱۲	۳۵۹

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۴۰	القولُ المشهور فی احوالِ القُبور	مولانا اللہ یار خان ؒ / مولانا بشیر احمد	5	۴۸۵
۴۱	آپ کے مسائل اور ان کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ	۶	۳
۴۲	حیات الاموات خصوصاً حیات النبی ﷺ سید الکائنات	حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری ؒ	۶	۱۰۱
۴۳	نعمت کبریٰ در بارہ حیات مصطفیٰ ﷺ	مولانا سید شاہ عون احمد قادری پھلواروی ؒ	۶	۱۹۱
۴۴	تنبیہ الاغبیاء علی حیاۃ الانبیاء	حضرت مولانا سید امین الحق ؒ	۶	۲۵۵
۴۵	فذلکۃ کتب الملت لابراز اجماع الامت	حضرت مولانا محمد منظور الحق ؒ	۶	۳۵۷
۴۶	حضرت مولانا سلیم اللہ خان ؒ کا مکتوب سلیم	ناشر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان	۶	۳۶۹
۴۷	العروۃ الوثقیٰ فی اثبات سماع الموتیٰ	جناب محمد عبد الرحمن کانپوری ؒ	۶	۳۹۱
۴۸	مسئلہ حیوۃ النبی ﷺ	حضرت مولانا اخلاق حسین قاسمی ؒ	۶	۳۹۹
۴۹	الاقوال المرضیہ فی اثبات سماع سید البریہ	حضرت مولانا رشید احمد صاحب ؒ	۶	۴۱۳
۵۰	کتاب القاضی الی القاضی بجواب القول الجلی	مولانا قاضی عبد اللطیف شجاع آبادی ؒ	۶	۴۴۱
۵۱	"مسالک العلماء" پر بے لاگ تبصرہ	مولانا علامہ غلام مصطفیٰ بہاولپوری ؒ	۶	۴۶۱
۵۲	تسکین الاولیاء فی حیات الانبیاء	حضرت مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی	۷	۳
۵۳	خطبات صفدر (ماخوذ از جلد سوم)	حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ؒ	۷	۲۳۱
۵۴	دعوۃ الانصاف فی حیات جامع الاوصاف	حضرت مولانا عبد العزیز شجاع آبادی ؒ	۷	۲۸۷
۵۵	حیات النبی ﷺ اور مذاہب اربع	حضرت مولانا مفتی احمد سعید سرگودھوی ؒ	۷	۳۷۷
۵۶	مختصر رسالۃ الرّوح	// // //	۷	۴۰۳
۵۷	خطبہ ابوبکر صدیق ؓ (حضور ﷺ کی دو موتیں نہیں ہوں گی)	جناب محمد صادق ؒ پنڈ دادنخان	۷	۴۱۳
۵۸	الحیات بعد الوفات لسید الکائنات ﷺ	حضرت مولانا محمد شریف دیوبندی ؒ	۷	۴۲۵
۵۹	فتنہ انکار حیات	جناب چوہدری محمد سرفراز خان ؒ گجرات	۷	۴۵۱
۶۰	صراط المنعمین فی حیاۃ الانبیاء والمرسلین المعروف تحقیق عقیدہ حیات انبیاء علیہم (جلد اول)	حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ	8	۳
	صراط المنعمین فی حیاۃ الانبیاء والمرسلین المعروف تحقیق عقیدہ حیات انبیاء علیہم (جلد دوم)	// // //	۹	۳
۶۱	اظہار الشین فی عبارات محمد حسین المعروف بہ قہر حق بر صاحب "ندائے حق"	حضرت مولانا محمد حبیب اللہ ڈیروی ؒ	۱۰	۳
۶۲	ضَربُ المُهتَدِی عَلَی القَولِ المُسَدَّدِ	// // //	۱۰	۲۱۳

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۱۰۵	ارشادات رحمۃ للعالمین ﷺ فی حیات خاتم النبیین ﷺ	انجمن مدرسہ حیات النبی ﷺ گجرات	۱۶	۲۱۷
۱۰۶	شہادۃ الحق (منکرین حیات، کتمان حق) اور اس پر "اعلان حق" کا لیبل	// // //	۱۶	۲۲۵
۱۰۷	عقیدہ حیات الانبیاء اور قائدین امت	مولانا ابومعاویہ نور اللہ رشیدی مدظلہ	۱۶	۲۳۱
۱۰۸	روح کی آڑ میں مسلمہ حقائق کا انکار	// // //	۱۶	۲۵۱
۱۰۹	اکابر رحمہم اللہ کا عقیدہ حیات النبی ﷺ	جناب حکیم رانا محمد سجاد قاسمی مدظلہ	۱۶	۲۶۱
۱۱۰	فرقہ مماتیہ کو آئینہ دکھایا تو برا مان گئے	جناب بشارت حسین صفدر مدظلہ (صوابی)	۱۶	۲۹۷
۱۱۱	عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اعتراضات کا علمی جائزہ	حضرت مولانا سعید محمد شاہ حفظہ اللہ	۱۶	۳۵۱
۱۱۲	عقیدہ عذاب قبر اور اس کا انکار ایک سنگین غلطی	حضرت مولانا ابوسلمان زر محمد مدظلہ	۱۶	۴۳۳
۱۱۳	حیات الانبیاء علیہم السلام کے موضوع پر یادگار مناظرہ	مولانا جمیل الرحمن عباسی مدظلہ	۱۷	۳
۱۱۴	روئیداد مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام (بمقام: ھتھیجی تحصیل احمد پور شرقیہ)	// // //	۱۷	۶۵
۱۱۵	مذاکرہ بہبودی کا خلاصہ	حضرت مولانا مفتی عبدالقادر	۱۷	۱۳۳
۱۱۶	مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مولوی عنایت اللہ شاہ کے مابین تحریری مناظرہ	حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رحمہ اللہ	۱۷	۱۴۵
۱۱۷	مسئلہ حیات النبی ﷺ پر امیر بندیالوی کی راہ فرار اور مولانا احمد سعید کی کامیاب فتح	جناب حافظ محمد صادق رحمہ اللہ	۱۷	۱۵۱
۱۱۸	مسئلہ حیات النبی ﷺ (علماء دیوبند اور مولانا عنایت اللہ ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ)	مولانا محمد نواز بلوچ	۱۷	۱۵۷
۱۱۹	عقیدہ حیات النبی ﷺ پر تقریر دلپذیر	مولانا منیر احمد مدظلہم / مولانا نور محمد آصف	۱۷	۱۶۷
۱۲۰	عقیدہ حیاۃ النبیؐ کے موضوع پر (مجموعہ) یادگار خطبات	حضرت مولانا محمد عمر فاروق صدیقی	۱۷	۲۰۹
۱۲۱	عالم برزخ کی مسرت افزاء باتیں	امام جلال الدین سیوطیؒ / مولانا محمد رضوان ادرویؒ	۱۷	۴۲۷
۱۲۲	عقیدہ حیات النبی ﷺ اجماعی عقیدہ	حضرت مولانا محمد اجمل خان رحمہ اللہ	۱۷	۴۵۳

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

۸۲	فرقہ مماتیت کا تحقیقی جائزہ	حضرت مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ	۱۲	۴۲۱
۸۳	عقیدہ حیات النبی ﷺ کے دلائل	// // //	۱۲	۶۱۷
۸۴	حیات انبیاء علیہم السلام	// // //	۱۲	۶۲۵
۸۵	احقاق الحق یعنی عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام اور اس کے دلائل	حضرت مولانا محمد عبدالحمید تونسوی مدظلہ	۱۳	۳
۸۶	الدلائل القویہ فی اثبات حیاۃ النبویہ	حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی	۱۳	۱۳۱
۸۷	رحمت دوعالم ﷺ کی برزخی حیات	حضرت مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی	۱۳	۱۴۵
۸۸	امام اہل السنۃ کا عادلانہ دفاع	حضرت مولانا رسال محمد (صوابی)	۱۳	۲۷۷
۸۹	مسئلہ حیات النبی ﷺ وسماع موتیٰ	حضرت مولانا غلام رسول دین پوری	۱۳	۴۶۷
۹۰	حیات النبی ﷺ کورس	جناب مفتی عبدالواحد قریشی حفظہ اللہ	۱۴	۳
۹۱	اِجمَاعُ العُلَمَاءِ عَلٰی حَیَاۃِ الاَنبِیَاءِ علیہم السلام (امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ)	// // //	۱۴	۳۳
۹۲	عقیدہ حیات النبی ﷺ پر ۱۰۰ اعتراضات کے جوابات	// // //	۱۴	۱۸۱
۹۳	اَلقَولُ المُعتَبَر فِی حَیَاۃِ خَیرِ البَشَر ﷺ	مولانا حافظ عبدالجبار سلفی مدظلہ	۱۴	۲۴۳
۹۴	سَیفِ سَرَاجِیَہ بَر فِتنَہ مَمَاتِیَہ	// // //	۱۴	۴۸۹
۹۵	فرقہ اشاعتی کے تخیلات ونظریات اور ۷۵ سوالات	مولانا مفتی عبدالمعید رحمہ اللہ / قاری محمد عاصم حنفی	۱۵	۳
۹۶	جدید فرقہ اشاعتی کے تخیلات ونظریات اور ۱۰۵ سوالات	// // //	۱۵	۳۵
۹۷	جدید فرقہ اشاعتی کے تخیلات ونظریات اور ۱۲۵ سوالات (کل تعداد ۳۰۵)	// // //	۱۵	۶۵
۹۸	مسئلہ سماع موتیٰ وحیات النبی ﷺ اور ہمارے اکابر	حضرت مولانا حبیب اللہ تونسوی رحمہ اللہ	۱۵	۹۵
۹۹	اَلتَّحقِیقُ المَتِینُ فِی حَیَاتِ النَّبِیِّ الاَمِین	مولانا محمد امین مبارکپوری مدظلہ	۱۵	۱۵۳
۱۰۰	حیات شہداء کرام علیہم السلام	// // //	۱۵	۴۰۳
۱۰۱	عقیدہ حیات النبی ﷺ	حضرت مولانا فصیح اللہ دامت برکاتہم	۱۵	۴۷۱
۱۰۲	مذیل الاوہام الواردۃ فی عقیدۃ امۃ خیر الانام المعروف بہ راہ حق	مولانا مجیب الرحمن مدظلہ (ڈی آئی خان)	۱۶	۳
۱۰۳	عقیدہ حیات النبی ﷺ اور صراط مستقیم	// // //	۱۶	۴۹
۱۰۴	اظہار حق بجواب اعلان حق	// // //	۱۶	۱۱۱

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1

مجموعۂ کتب

حیات الانبیاء علیہم السلام

صفحات: تقریباً ۱۰۰۰۰۔ جلدیں: ۱۷۔ کل تعداد مشمولہ کتب: ۱۲۲

کل تعداد مصنفین: ایک سو کے لگ بھگ مشاہیر کے رشحات قلم، کمپوزنگ عمدہ، طباعت معیاری، کاغذ، پیکجز تعلیم، گلیز وسفید سائز ۲۳×۳۶×۱۶ جلد بیروتی طرز، لیمینیشن، پشتہ باجوڑ، طباعت واشاعت کی تمام خوبیوں کا مرقع، دلآویز، دلرباء، دلنشین آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سرور، نظر پڑتے ہی دل موہ لینے والا مجموعہ کتب۔

پون صدی سے جس خزانہ تک رسائی مشکل تھی اب اتنی آسان کہ سبحان اللہ، معلومات کا بحر ذخّار، جس کا مدتوں سے انتظار تھا وہ لمحہ سعادت آن پہنچا، ہزاروں خوشیوں کا سامان کہ منتشر خزانہ یکجا ہوگیا۔

عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا گلدستہ دیکھنے میں خوشنما، سیٹ رکھنے اٹھانے میں خیر الامور اوسطہا کا مصداق، سیٹ گتہ پیک۔ رعایتی قیمت سیٹ: ساڑھے سات ہزار (۷۵۰۰ روپے) فقط۔ گویا لاگت، اس سے سستا و رعایتی اتنا بڑا کوئی اور سیٹ کہیں سے دستیاب ہونا مشکل بلکہ ناممکن، تجربہ شرط۔

مکتبہ سراجیہ لنشر الکتب الاسلامیہ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

رابطہ کے لیے
جناب عزیز الرحمن رحمانی 03338827001
مولانا عتیق الرحمن سیف 03447121967

For more geat books please visit our TELEGRAM CHANNEL... https://t.me/pasbanehaq1